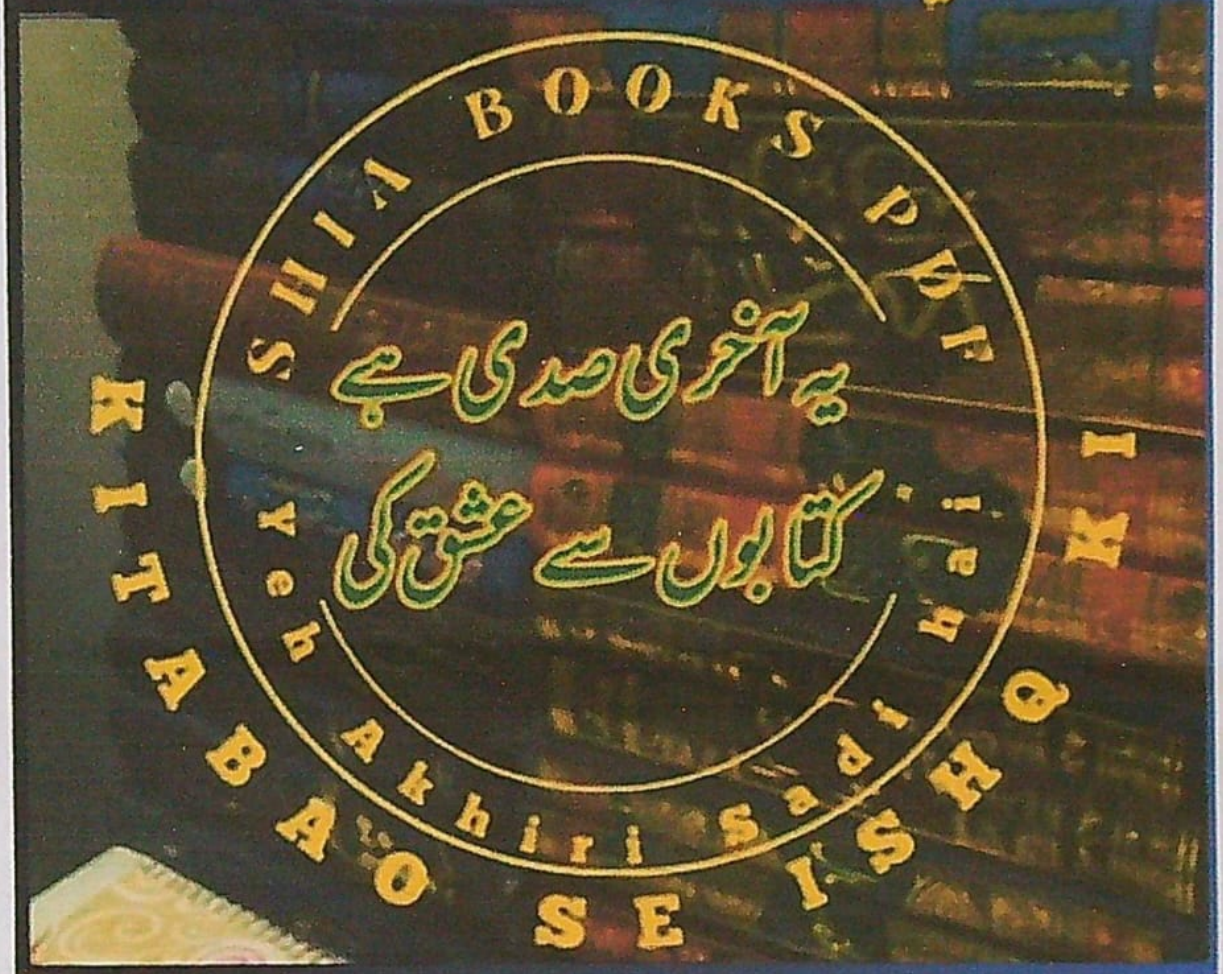
https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

Shia Books PDF منظر ایلیاء



MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

تفسیر البرھان

تالیف

علامہ ثقۃ محدث سید ہاشم بن سید سلیمان بن سید اسماعیل
بن سید عبدالجواد حسینی بحرانی

مترجم

مولانا سید منیر حسین رضوی

مصباح القرآن ٹرسٹ
لاہور

https://www.shiabookspdf.com

تفسیرِ بُرھان

جلد دہم

تالیف

علّامہ ثقہ محدث سیّد ہاشم بن سیّد سلیمان بن سیّد اسماعیل
بن سیّد عبدالجواد حسینی بحرانی
(متوفی ۱۱۰۷ ہجری یا ۱۱۰۹ ہجری)

مترجم

مولانا سیّد منیر حسین رضوی
مدرس، جامعۃ المصطفیٰ لاہور

maablib.org

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ
24-الفضل مارکیٹ، اُردو بازار، لاہور
فون: 042-37361214، 0321-4481214

https://www.shiabookspdf.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : تفسیر بُرہان (جلد دہم)

تالیف : علامہ ثقہ محدث سیّد ہاشم بن سیّد سلیمان بن سیّد اسماعیل

مترجم : مولانا سیّد منیر حسین رضوی

ناشر : مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور

سالِ اشاعت : اکتوبر ۲۰۲۳ء

ہدیہ :

ملنے کا پتہ

معراج کمپنی

میاں مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، لاہور

فون: 042-37361214، 0321-4481214

محمد علی بک ایجنسی، G-9/2، اسلام آباد۔ فون: 0333-5234311

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com



maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

تفسیرِ بُرہان

جلد دہم

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

حافظ قاری محمد مستمر خان فاضل علوم اسلامیہ

مہتمم مدرسۃ الحسنین تعلیم القرآن
178/1 طارق آباد نواب پورہ روڈ
نزد شاہ کمال اچھرہ لاہور

رجسٹریشن نمبر 048

رجسٹرڈ پروف ریڈر وزارت مذہبی امور
(محکمہ اوقاف) پنجاب
فون 7554049
0300-4954466

تاریخ 1-10-2023

حوالہ نمبر

سرٹیفکیٹ تصحیح / تصدیق نامہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم - اما بعد

الحمد للہ - اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور توفیق سے بندہ (حافظ قاری) محمد مستمر خان نے ادارہ ناشر مصباح القرآن ٹرسٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور سے شائع ہونے والی تفسیر برہان جلد نمبر ۱۰ کے قرآنی متن (از سورۃ المجادلۃ تا سورۃ الناس (تین پاروں) کو طباعت سے قبل مکمل طور پر حرفاً حرفاً بغور پڑھا ہے۔ میں تصدیق کرتا ہوں کہ تفسیر برہان جلد نمبر ۱۰ کے قرآنی متن میں کوئی لفظی اور اعرابی غلطی نہیں ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

واللہ اعلم بالصواب

محمد مستمر خان
عفی عنہ
1-10-2023

قاری محمد مستمر خان رجسٹرڈ پروف ریڈر محکمہ اوقاف

https://www.ahlehaqbooks.com

ترتیب

- عرض مترجم 25
- سورۃ المجادلۃ 30

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ منافقون کے بعد نازل ہوئی تھی اس کی کُل آیات بائیس (۲۲) ہیں 30

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 30
- ظہار کا کفارہ 31
- تفسیر 32
- سرگوشی کرنے والوں کے ساتھ اللہ ہے 36
- تفسیر 37
- تفسیر 40
- بُرے خواب کے آثار سے بچنے کی دُعا 43
- مجالس میں جگہ کو کشادہ رکھو 45
- تفسیر 45
- رسولؐ خدا سے سرگوشی سے قبل صدقہ دو 48
- تفسیر 49
- تفسیر 62
- یہ لوگ اللہ کے سامنے بھی قسمیں کھائیں گے 62

maablib.org

https://www.shiabooks.pdf.com

- تفسیر 63
- یہ اُمت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی 64
- اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہونے والی ہے 66
- تفسیر 66
- سورۃ الحشر 70

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ بینہ کے بعد نازل ہوئی تھی اور اس کی چوبیس (۲۴) آیات ہیں 70

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 70
- سورۂ حشر کا شانِ نزول 73
- تفسیر 73
- کھجور جنت سے نازل ہوئی تھی 76
- تفسیر 77
- مالِ فئے اللہ اور اُس کے رسولؐ کا ہے 78
- جو رسولؐ دے وہ لے لو جس سے روکے رُک جاؤ 80
- جو اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں 86
- تفسیر 86
- تفسیر 92
- تفسیر 96
- اللہ بھولتا ہے اور نہ وہ اشتباہ کرتا ہے 96
- اہل جنت و اہل جہنم برابر نہیں ہیں 97
- تفسیر 97
- اللہ کے ننانوے (۹۹) اسمائے مبارک 100

maablib.org

https://www.freeamliyatbookspdf.com

- تفسیر 101
- سورۃ الممتحنہ 106
- یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ اَحزاب کے بعد نازل ہوئی تھی اور اس کی کُل آیات تیرہ (۱۳) ہیں 106
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 106
- سورہ کا شانِ نزول 108
- تفسیر 111
- ممکن ہے اللہ ان دشمنوں کو تمھارا دوست بنا دے 112
- تفسیر 112
- مومنہ عورت کے ایمان کا امتحان 113
- تفسیر 114
- تفسیر 117
- مومنہ عورتوں سے بیعت کی شرائط 119
- تفسیر 119
- تفسیر 124
- سورۃ الصّف 126
- یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ تغابن کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات چودہ (۱۴) ہیں 126
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 126
- تفسیر 127
- صف بستہ ہو کر لڑنے والوں سے اللہ محبت کرتا ہے 128
- تفسیر 128
- میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا 129

https://www.shiabooks.pdf.com

- تفسیر 130
- اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا 131
- تفسیر 131
- تفسیر 134
- نفع بخش تجارت 136
- تفسیر 136
- ہمارے حواری حضرت عیسیٰ کے حواریوں سے زیادہ اطاعت گزار ہیں 138
- تفسیر 138
- سورۃ الجمعۃ 141

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ صف کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات گیارہ (۱۱) ہیں 141

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 141
- رسولؐ خدا کو اُمّی کیوں کہا گیا؟ 143
- رسولؐ خدا اپنے بعد آنے والوں کے لیے بھی رسولؐ ہیں 146
- تفسیر 146
- تفسیر 148
- تفسیر 148
- نماز جمعہ کے لیے دوڑتے ہوئے آؤ 150
- تفسیر 150
- جمعہ کو "جمعہ" کا نام کیوں دیا گیا ہے؟ 152
- تفسیر 155

maablib.org

https://www.maablib.org

- سورۃ المنافقون 158
- یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ حج کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات گیارہ (۱۱) ہیں 158
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 158
- تفسیر 160
- سورۂ منافقون کا شانِ نزول 162
- تفسیر 166
- عزّت مومنین کے لیے ہے 167
- تفسیر 167
- تفسیر 170
- سورۃ التغابن 172
- یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ تحریم کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات اٹھارہ (۱۸) ہیں 172
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 172
- تفسیر 173
- تفسیر 179
- وہ نور امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں 179
- تفسیر 179
- یوم تغابن 181
- تفسیر 182
- مومن کے دل کو اللہ ہدایت دیتا ہے 182
- تفسیر 183
- تفسیر 184

maablib.org

https://www.shiabooks.pdf.com

- بعض تمہاری بیویاں اور اولاد تمہارے دشمن ہیں 184
- تفسیر 185
- اپنی استطاعت و طاقت کے حساب سے اللہ سے ڈرو 185
- تفسیر 186
- شح، حرص اور بخل کا معنی 187
- سورۃ الطلاق 191

یہ سورہ مدنی ہے۔ یہ سورۂ دھر کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات بارہ (۱۲) ہیں 191

- تلاوت کا ثواب و فضیلت 191
- تفسیر 192
- عدت کے دوران اگر عورت برائی واضح کرے تو اس کو گھر سے نکالنا جائز ہے 195
- تفسیر 199
- تفسیر 201
- ذکر رسولؐ خدا کا نام ہے 208
- تفسیر 209
- تفسیر 210
- سورۃ التحریم 214

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ حجرات کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات بارہ (۱۲) ہیں 214

- تلاوت کا ثواب و فضیلت 214
- تفسیر 215
- رسولِ خدا کا مددگار صالح المومنین کون ہے؟ 219
- تفسیر 219

https://www.shiabookspdf.com

- جہنم کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں 225
- تفسیر 225
- توبہ نصوحہ کرو 228
- تفسیر 229
- اللہ اپنے نبیؐ اور اس کے ساتھیوں کو قیامت کے دن رُسوا نہیں کرے گا 231
- اے نبیؐ! کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کرو 235
- تفسیر 235
- تفسیر 236
- تفسیر 239
- سورۃ الملک 240

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ طور کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات تیس (۳۰) ہیں 240

- تلاوت کا ثواب و فضیلت 240
- تفسیر 242
- اللہ نے سات آسمانوں کو خلق کیا ہے 253
- تفسیر 254
- تفسیر 255
- خدا کا علم حادث نہیں ہے 256
- تفسیر 256
- صراط مستقیم علی علیہ السلام ہیں 258
- تفسیر 259
- علی علیہ السلام کے دشمنوں کے چہرے بگڑ جائیں گے 262

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

- تفسیر 262
- تفسیر 266
- اللہ تعالیٰ کے علاوہ پانی کو جاری کرنے والا کون ہے؟ 266
- تفسیر 267
- سورۃ القلم 271

یہ سورہ مکّی ہے۔اور یہ سورۂ فلق کے بعد نازل ہوئی تھی۔اس کی کُل آیات باون (۵۲) ہیں 271

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 271
- تفسیر 272
- آپ مخلق عظیم کے مالک ہیں 276
- تفسیر 276
- آپ زیادہ قسمیں اُٹھانے والے کی اطاعت نہ کریں 278
- تفسیر 279
- باغ والوں کا ذکر 283
- تفسیر 284
- وہ لوگ سجدہ نہ کرسکیں گے 288
- تفسیر 289
- تفسیر 291
- قرآن عالمین کے لیے نصیحت ہے 292
- تفسیر 293
- سورۃ الحاقۃ 295
- یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ ملک کے بعد نازل ہوئی تھی اس کی کُل آیات باون (۵۲) ہیں 295

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 295
- تفسیر 297
- تفسیر 298
- تفسیر 299
- محفوظ رکھنے والا کان علی علیہ السلام ہیں 300
- تفسیر 300
- عرش سے مراد اس کا علم ہے 303
- تفسیر 304
- جس کا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں ہوگا 306
- تفسیر 306
- جن کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا 310
- تفسیر 311
- یہ ایک کریم کا قول ہے! 313
- تفسیر 314
- سورۃ المعارج 316

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۃ الحاقۃ کے بعد نازل ہوئی تھی۔اس کی کُل آیات چوالیس (۴۴) ہیں 316

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 316
- تفسیر 317
- تفسیر 318
- قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا 324
- آسمان اس دن پگھلی ہوئی دھات کی مانند ہوجائے گا 326

https://www.shiabookspdf.com

- تفسیر 327
- تفسیر 327
- تفسیر 329
- مشرقوں ومغربوں کا ربّ 333
- تفسیر 334
- تفسیر 337
- سورۃ نوح 338

یہ سورہ مکّی ہے جو سورۂ نحل کے بعد نازل ہوئی تھی۔اس کی کُل آیات اٹھائیس (۲۸) ہیں 338

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 338
- تفسیر 340
- استغفار کے فوائد 341
- تفسیر 342
- والدین کے حق میں نوح علیہ السلام کی دُعا 349
- تفسیر 349
- جو ولایت میں داخل ہوگیا وہ انبیاءؑ کے گھر میں داخل ہوگیا 350
- سورۃ الجن 352

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ اعراف کے بعد نازل ہوئی تھی۔اس کی کُل آیات اٹھائیس (۲۸) ہیں 352

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 352
- تفسیر 353
- بعض انسان بعض جنوں سے پناہ طلب کرتے تھے 354
- تفسیر 355

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

- تفسیر 356
- جو ایمان لائے گا اس کو نقصان کا خوف ہوگا اور نہ عذاب کا 356
- تفسیر 357
- اللہ کے چنے ہوئے بندے علمِ غائب جانتے ہیں 360
- تفسیر 361
- مساجد اللہ کے لیے ہیں 363
- سورۃ المزمل 368

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ قلم کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کل آیات بیس (۲۰) ہیں 368

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 368
- تفسیر 370
- تفسیر 371
- تفسیر 372
- اس کا سبب نزول 376
- سورۃ المدثر 378

یہ سورہ مکّی ہے اور سورۂ مزمل کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات چھپن (۵۶) ہیں 378

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 378
- تفسیر 379
- تفسیر 380
- تفسیر 382
- وہ وحید فرد کون ہے؟ 383
- تفسیر 384

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

- تفسیر 388
- تفسیر 390
- تفسیر 393
- مجرمین سے کیا مراد ہے 395
- تفسیر 397
- سورۃ القیامۃ 398

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ قارعہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات چالیس (۴۰) ہیں 398

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 398
- تفسیر 401
- جس نے رسولؐ کی جنت میں زیارت کی گویا اس نے اللہ کی زیارت کی 403
- تفسیر 404
- تبعۃ کیا ہے؟ 408
- موت کی منظر کشی 409
- تفسیر 410
- تفسیر 411
- تفسیر 412
- سورۃ الدھر/سورۃ الانسان 414

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ رحمٰن کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات اکتیس (۳۱) ہیں 414

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 414
- تفسیر 415
- تفسیر 417

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

- تفسیر 419
- جو نذر سے وفا کرتے ہیں 429
- وہ کھانے کی احتیاج رکھنے کے باوجود دوسروں کو کھلاتے ہیں 430
- عظیم سلطنت 431
- تفسیر 432
- گناہگار اور کافر کی اطاعت نہ کریں 433
- تفسیر 434
- سورۃ المرسلات 436

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۃ الھمزۃ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات پچاس (۵۰) ہیں 436

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 436
- تفسیر 439
- تفسیر 442
- تفسیر 444
- سورۃ النبا 446
- یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ معارج کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات چالیس (۴۰) ہیں 446
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 446
- نباء عظیم علی علیہ السلام ہیں 447
- تفسیر 447
- تفسیر 451
- تفسیر 451
- جنّت وجہنّم والوں کی حالت 455

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

- تفسیر 456
- جن کو بولنے کی اجازت ہوگی وہ ہم ہیں 456
- کافر کہے گا: اے کاش! میں بوترابی ہوتا! 458
- تفسیر 459
- سورۃ النازعات 461
- یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ نباء کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات چھیالیس (۴۶) ہیں 461
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 461
- تفسیر 462
- تفسیر 464
- قیامت کے دن دل پریشان ہوں گے 465
- تفسیر 465
- فرعون نے نافرمانی کی 467
- تفسیر 467
- تفسیر 469
- اوّل مخلوق کون سی ہے؟ 471
- تفسیر 472
- سورۃ عبس 474
- یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ نجم کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات بیالیس (۴۲) ہیں 474
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 474
- تفسیر 475
- تفسیر 477

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

- قتل ہو جائے یہ انسان یہ کس قدر کفر کرتا ہے 477
- تفسیر 478
- تفسیر 479
- تفسیر 480
- سورۃ التکویر 483

یہ سورہ مکّی ہے جو سورۂ لہب کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات انتیس (۲۹) ہیں 483

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 483
- تفسیر 484
- تفسیر 485
- تفسیر 487
- جب نامۂ اعمال کھول دیئے جائیں گے 490
- تفسیر 490
- تفسیر 492
- اُفق مبین کا معنی 496
- سورۃ الانفطار 497

یہ سورہ مکّی ہے اور سورۂ نازعات کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات انیس (۱۹) ہیں 497

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 497
- تفسیر 500
- سورۃ المطففین 502

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ عنکبوت کے بعد نازل ہوئی تھی اس کی کل آیات چھتیس (۳۶) ہیں 502

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 502

https://www.shiabookspdf.com

- تفسیر 503
- تفسیر 503
- سجین کیا ہے؟ 504
- تفسیر 504
- علیین کیا ہے؟ 505
- تفسیر 507
- جو اہل جرم ہوں گے 514
- مومنین بھی ان کفار پر ہنسیں گے 515
- تفسیر 515
- مجرموں کے دل زنگ آلودہ ہو چکے ہیں 517
- سورۃ الانشقاق 519

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ انفطار کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی پچیس (۲۵) آیات ہیں 519

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 519
- تفسیر 521
- سورۃ البروج 527

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ شمس کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی آیات بائیس (۲۲) ہیں 527

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 527
- تفسیر 528
- شاہد ومشہود سے کیا مراد ہے؟ 529
- تفسیر 529
- اصحاب الخدود 530

https://www.shiabookspdf.com

- تفسیر 531
- تفسیر 532
- تفسیر 533
- سورۃ الطارق 535

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۃ البلد کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی سترہ (۱۷) آیات ہیں 535

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 535
- تفسیر 536
- سورۃ الاعلیٰ 539

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ تکویر کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی انیس (۱۹) آیات ہیں 539

- تلاوت کی فضیلت 539
- تفسیر 541
- تفسیر 543
- سورۃ الغاشیہ 552

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ ذاریات کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی چھبیس (۲۶) آیات ہیں 552

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 552
- تفسیر 553
- تفسیر 557
- قیامت کا دن ہمارے ذمہ ہوگا 558
- سورۃ الفجر 563

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۃ اللیل کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات تیس (۳۰) ہیں 563

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 563

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

- تفسیر 565
- تفسیر 566
- نفس مطمئنہ کون ہے؟ 572
- سورۃ البلد 574

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورہ قٓ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات بیس (۲۰) ہیں 574

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 574
- تفسیر 576
- تفسیر 577
- ہم نے اس انسان کو دونوں راستوں کی ہدایت کر دی ہے 582
- عقبہ کیا ہے؟ 583
- تفسیر 587
- سورۃ الشمس 589

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ قدر کے بعد نازل ہوئی تھی اور اس کی پندرہ (۱۵) آیات ہیں 589

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 589
- تفسیر 591
- تفسیر 594
- سورۃ الیل 598
- یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورہ الاعلیٰ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی اکیس آیات ہیں 598
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 598
- تفسیر 599
- تفسیر 600

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

- سورۃ الضحیٰ 608
- یہ سورہ مکّی ہے جو سورۂ فجر کے بعد نازل ہوئی تھی اور اس کی گیارہ آیات ہیں 608
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 608
- تفسیر 609
- یتیم سے کیا مراد ہے؟ 611
- تفسیر 612
- سورۃ الم نشرح 615
- یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ ضحیٰ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی آٹھ آیات ہیں 615
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 615
- تفسیر 616
- سورۃ التین 621
- یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ بروج کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی آٹھ آیات ہیں 621
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 621
- تفسیر 622
- سورۃ العلق 626
- یہ سورہ مکّی ہے اور سب سے پہلی نازل ہونے والی سورہ ہے اور اس کی کُل آیات انیس ہیں 626
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 626
- تفسیر 627
- تفسیر 629
- سورۃ القدر 632
- یہ سورہ مکّی ہے جو سورۂ عبس کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کل آیات پانچ ہیں 632

https://www.shiabooksndf.com

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 632
- تفسیر 634
- سورۃ البینۃ 662
- یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ طلاق کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کل آٹھ آیات ہیں 662
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 662
- تفسیر 665
- سورۃ الزلزال 675
- یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۃ النساء کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کل آٹھ آیات ہیں 675
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 675
- تفسیر 677
- سورۃ العادیات 682
- یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۃ العصر کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل گیارہ آیات ہیں 682
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 682
- سورہ کا شانِ نزول 683
- تفسیر 683
- سورۃ القارعۃ 691
- یہ سورہ مکّی ہے جو سورۃ القریش کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل گیارہ آیات ہیں 691
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 691
- سورۃ التکاثر 696
- یہ سورہ مکّی ہے جو سورۃ الکوثر کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آٹھ آیات ہیں 696
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 696

maablib.org

https://www.freeshiabooks.com

- تفسیر 698
- وہ نعمت جس کے بارے میں سوال ہوگا 700
- سورۃ العصر 708
  یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۃ الانشراح کے بعد نازل ہوئی۔ اس کی کُل تین آیات ہیں 708
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 708
- تفسیر 709
- تفسیر 709
- سورۃ الھمزۃ 711
  یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ قیامت کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات نو ہیں 711
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 711
- تفسیر 712
- سورۃ الفیل 716
- یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ کافرون کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل پانچ آیات ہیں 716
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 716
- تفسیر 717
- سورۃ القریش 725
- یہ سورہ مکّی ہے جو سورۃ التین کے بعد نازل ہوئی تھی اور اس کی چار آیات ہیں 725
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 725
- تفسیر 726
- سورۃ الماعون 727
  یہ سورہ مکّی ہے۔ اس کی کل آیات سات ہیں۔ اور یہ سورۂ تکاثر کے بعد نازل ہوئی تھی 727

https://www.shiabookspdf.com

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 727
- تفسیر 728
- تفسیر 729
- سورۃ الکوثر 731

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۃ العادیات کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل تین آیات ہیں 731

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 731
- تفسیر 732
- سورۃ الکافرون 743

یہ سورہ مکّی ہے اور سورۂ ماعون کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل چھے آیات ہیں 743

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 743
- تفسیر 745
- سورۃ النصر 747

یہ سورۂ توبہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل تین آیات ہیں 747

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 747
- تفسیر 748
- سورۃ اللہب / سورۃ المسد 752

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ فاتحہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل پانچ آیات ہیں 752

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 752
- تفسیر 753
- سورۃ الاخلاص 759

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۃ والناس کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل چار آیات ہیں 759

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

- تلاوت کا ثواب وفضیلت 759
- تفسیر 769
- سورۃ الفلق 780
- یہ سورہ مکّی ہے جو سورۃ الفیل کے بعد نازل ہوئی تھی اور اس کی پانچ آیات ہیں 780
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 780
- تفسیر 782
- رسولؐ خدا پر جادو ہونا اور معوذتین سے باطل ہونا 786
- سورۃ الناس 791
- یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ فلق کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی چھے آیات ہیں 791
- تلاوت کا ثواب وفضیلت 791
- تفسیر 792
- معوذتان قرآن کا باب 793

❁❁❁

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

عرض مترجم

خداوند عالم کا بے حساب شکر گزار ہوں اور تمام حمد اس کے لیے ہے کہ اس نے محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کے صدقہ میں مجھے توفیق عطا فرمائی ہے کہ میں اپنے قارئین کرام کی خدمت میں "تفسیر برہان" کی دسویں جلد پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ میں اس کو اپنے والدین اور اساتذہ کرام کے نام منسوب کرتا ہوں۔

اپنے محترم قارئین سے گزارش ہے کہ میں ایک عام انسان ہوں لہٰذا غلطیاں تو مجھ سے سرزد ہو سکتی ہیں۔ لیکن میری کوشش ہوتی ہے کہ پوری دیانت داری کے ساتھ ترجمہ کرنے کی ذمہ داری سرانجام دوں۔ اور پوری محنت سے دوبارہ پروف خوانی کرتا ہوں تا کہ غلطیاں ختم ہو جائیں لیکن اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ جاتی ہے تو میری گزارش ہے کہ اگر کسی قاری کو کوئی غلطی نظر آئے تو وہ مجھے یا ادارے کو مطلع فرما دے تا کہ اس غلطی کو آئندہ ایڈیشن میں درست کیا جا سکے۔ یہ آپ کا مترجم اور ادارے کے ساتھ تعاون ہوگا۔ صرف تنقید کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ تنقید کرنے یا بُرا بھلا کہنے سے غصہ تو ٹھنڈا ہو جائے گا لیکن وہ غلطی درست نہیں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے نیکیوں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔

خداوند عالم ہمیں آلِ محمد علیہم السلام کی محبت پر قائم رکھے اور مجھے اس طرح خدمت کرنے کی توفیق دیتا رہے۔ شکریہ!

والسلام

سیّد منیر رضوی

خطیب مسجد و امام بارگاہ کاشانۂ عباس

ٹاؤن شپ، لاہور

و مدرس جامعۃ المصطفیٰ، لاہور

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۃ المجادلۃ

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ منافقون کے بعد نازل ہوئی تھی
اس کی کُل آیات بائیس (۲۲) ہیں۔

تلاوت کا ثواب وفضیلت

سورۂ حدید کے شروع میں اس کی فضیلت کے بارے میں ذکر ہو چکا ہے۔

حدیث 1 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ مجادلہ کی تلاوت کرے گا وہ قیامت کے دن اللہ کی اس جماعت میں شمار ہوگا جو فلاح پانے والی ہوگی۔ اور جو بندہ اس سورہ کو لکھے اور تعویذ بنا کر مریض کے گلے میں ڈال دے یا مریض پر پڑھے تو اس کو بیماری سے سکون مل جائے گا اور اگر کسی دفن شدہ خزانے پر پڑھی جائے تو اللہ اس خزانے کی حفاظت کرے گا یہاں تک کہ اس کا مالک نکال لے۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو لکھے اور مریض پر ڈال دے یا مریض پر پڑھے تو اسے سکون ملے گا۔ اور اگر دفن شدہ خزانے پر پڑھا جائے گا تو وہ خزانہ محفوظ رہے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو مریض کے پاس پڑھے گا تو اس مریض کو نیند آجائے گی اور اس کو سکون مل جائے گا اور جو بندہ اس سورہ کو دن رات میں متواتر پڑھے گا تو وہ ہر بلا و مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ اور اگر اس سورہ کو کسی مخزون پر یا مدفون پر پڑھا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا اور اگر اس سورہ کو لکھ کر غلّہ پر رکھے گا تو وہ حکمِ خدا سے غلّہ کو خراب کرنے والی چیزوں اور کیڑوں سے محفوظ رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

ظہار کا کفارہ

قَدۡ سَمِعَ اللّٰہُ قَوۡلَ الَّتِیۡ تُجَادِلُکَ فِیۡ زَوۡجِہَا وَتَشۡتَکِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ ۖ وَاللّٰہُ یَسۡمَعُ تَحَاوُرَکُمَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ① اَلَّذِیۡنَ یُظٰہِرُوۡنَ مِنۡکُمۡ مِّنۡ نِّسَآئِہِمۡ مَّا ہُنَّ اُمَّہٰتِہِمۡ ؕ اِنۡ اُمَّہٰتُہُمۡ اِلَّا الّٰٓیۡ وَلَدۡنَہُمۡ ؕ وَاِنَّہُمۡ لَیَقُوۡلُوۡنَ مُنۡکَرًا مِّنَ الۡقَوۡلِ وَزُوۡرًا ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ ② وَالَّذِیۡنَ یُظٰہِرُوۡنَ مِنۡ نِّسَآئِہِمۡ ثُمَّ یَعُوۡدُوۡنَ لِمَا قَالُوۡا فَتَحۡرِیۡرُ رَقَبَۃٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِکُمۡ تُوۡعَظُوۡنَ بِہٖ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ③ فَمَنۡ لَّمۡ یَجِدۡ فَصِیَامُ شَہۡرَیۡنِ مُتَتَابِعَیۡنِ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ یَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ فَاِطۡعَامُ سِتِّیۡنَ مِسۡکِیۡنًا ؕ ذٰلِکَ لِتُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ ؕ وَتِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ ؕ وَلِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ④ اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحَآدُّوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ کُبِتُوۡا کَمَا کُبِتَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ وَقَدۡ اَنۡزَلۡنَاۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ؕ وَلِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ⑤ یَوۡمَ یَبۡعَثُہُمُ اللّٰہُ جَمِیۡعًا فَیُنَبِّئُہُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا ؕ اَحۡصٰىہُ اللّٰہُ وَنَسُوۡہُ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ ⑥

[ترجمہ] اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو آپؐ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی اور اللہ آپ دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ اللہ

https://www.shiabookspdf.com

یقیناً بڑا سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (بیوی کو ماں کہہ دیتے ہیں) تو وہ ان کی مائیں نہیں ہیں۔ ان کی مائیں فقط وہی ہیں جنھوں نے ان کو پیدا کیا ہے۔ بلاشبہ یہ لوگ ناپسندیدہ بات کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں اور اللہ یقیناً بڑا درگزر کرنے والا اور مغفرت کرنے والا ہے۔

اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر لیتے ہیں۔ پھر وہ اپنے قول سے پلٹنا چاہیں تو مباشرت کرنے سے قبل ایک غلام آزاد کریں۔ اس طرح تمھیں نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب واقف و باخبر ہے۔ پس جسے غلام نہ ملے تو وہ مباشرت کرنے سے قبل متواتر دو ماہ روزے رکھیں اور جو ایسا نہ کر سکے وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ یہ اس لیے ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھو۔ یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں اور کفار کے لیے دردناک عذاب ہے۔

جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں وہ یقیناً اسی طرح ذلیل کیے جائیں گے جس طرح ان سے پہلوں کو ذلیل کیا گیا ہے اور تحقیق ہم نے واضح نشانیاں نازل کی ہیں اور کفار کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

اس دن اللہ ان سب کو اُٹھائے گا پھر انھیں بتائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے ہیں۔ وہ اللہ کو بھول گئے ہیں مگر اللہ نے انھیں شمار کر رکھا ہے اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے والد گرامیؑ سے نقل کیا۔ انھوں نے اپنے باپ دادا علیہم السلام سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا: میرے بعد آپؑ کے شوہر کو ایسے ایسے حالات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پس آپؐ نے بی بیؑ کو تمام حالات کے بارے میں خبر دی تو جنابِ فاطمہؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا آپؐ اللہ سے دُعا نہیں کریں گے کہ وہ ان مصائب کو علیؑ سے ٹال دے؟

https://www.shiabookspdf.com

رسولؐ خدا نے فرمایا: اے میری بیٹی! میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی تھی تو اس نے فرمایا: وہ اس میں مبتلا ہوکر رہے گا اور لوگوں کی اس کی وجہ سے آزمائش ہوگی۔ تو حضرت جبرئیلؑ یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ①

(تحقیق اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور شوہر کے لیے اللہ سے شکایت کر رہی تھی اور اللہ نے تم دونوں کے تکرار کو بھی سن لیا ہے۔ تحقیق اللہ سننے والا، جاننے والا ہے)۔

حدیث 2 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حمران سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: مسلمانوں میں سے ایک عورت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! فلاں مرد میرا شوہر ہے اور میرے بطن سے اس کی اولاد بھی ہے اور میں دُنیا و آخرت کے لیے اس کے ساتھ تعاون کرتی ہوں اور کبھی کوئی ناپسندیدہ امر ہمارے درمیان رُونما نہیں ہوا تھا لیکن آج میں اللہ اور اس کے رسولؐ کے سامنے اس کی شکایت کرنے آئی ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: آج اس کے بارے میں کیا شکایت لے کر آئی ہو؟

اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آج اس نے مجھے کہہ دیا ہے کہ تو آج سے میری ماں کی مانند حرام ہو (یعنی ظہار کر دیا ہے) اور اس نے مجھے اپنے گھر سے بھی نکال دیا ہے۔ یارسولؐ اللہ! آپؐ میرے بارے میں غور کریں۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: ابھی تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے اُوپر کوئی ایسی آیت نازل نہیں ہوئی جس کے تحت میں تمھارے درمیان کوئی فیصلہ کروں اور میں خود بھی پسند نہیں کرتا کہ اپنی طرف سے کوئی حکم بیان کروں۔ پس اس نے رونا شروع کر دیا اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی بارگاہ میں شکایت کرتی ہوئی واپس چلی گئی۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسولؐ خدا کے ساتھ اس عورت کے تکرار اور جھگڑے کو سُن لیا اور جو وہ شکایت کر رہی تھی اس کو بھی سُن لیا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی اس آیت کو نازل فرمایا: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ یَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ؕ ..... (تحقیق، اللہ نے اس عورت کی بات کو سن لیا ہے جس نے اپنے شوہر کے بارے میں آپؐ سے تکرار کی ہے اور اپنے شوہر کے بارے میں اللہ اور رسولؐ کے ہاں شکایت کر رہی تھی تو اللہ نے اس عورت کی تکرار کو

https://www.shiabookspdf.com

رسولؐ اللہ کے ساتھ سُن لیا ہے جو وہ اپنے شوہر کے بارے میں کر رہی تھی۔ تحقیق اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ تم میں سے جن لوگوں نے اپنی عورتوں کے ساتھ ظہار کرلیا ہے پس وہ عورتیں ان کی مائیں نہیں ہیں۔ مائیں فقط وہ عورتیں ہیں جنھوں نے ان کو جنم دیا ہے اور انھوں نے ناپسندیدہ بات کی ہے اور غلط بیانی کی ہے۔ تحقیق اللہ درگزر کرنے والا اور معاف کرنے والا ہے)۔

اس حکم کے نازل ہونے کے بعد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عورت کو بلوایا۔ پس وہ آئی تو آپؐ نے اسے حکم دیا کہ اپنے شوہر کو لے کر میرے پاس آؤ۔ پس وہ شوہر کو لے کر آئی تو آپؐ نے اس مرد سے فرمایا: کیا تُو نے اپنی زوجہ سے کہا ہے کہ تو میرے لیے میری ماں کی مانند حرام ہے؟ اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہاں میں نے ایسے کہا ہے۔ تو آپؐ نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیری زوجہ کے بارے میں قرآن کی آیت نازل فرمائی ہے۔ پھر آپؐ نے اس کے سامنے اس آیت کی تلاوت فرمائی: قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِیْ تُجَادِلُكَ فِیْ زَوْجِهَا ..... وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ پھر آپؐ نے اس کی عورت کو اس کے ساتھ ملایا اور فرمایا: اگرچہ تُو نے وہ بات کی ہے جو ناپسندیدہ اور غلط ہے۔ تحقیق اللہ نے تجھے معاف کردیا ہے اور تجھے بخش دیا ہے۔ پس آیندہ ایسا نہ کرنا۔ پس جو اس نے اپنی زوجہ سے کہا تھا وہ اس پر نادم و پشیمان ہوتے ہوئے واپس پلٹا اور اللہ نے اس کو مومنین کے لیے ناپسند قرار دیا۔ اور اس کے بارے میں قرآن کی یہ آیت نازل فرمائی: وَالَّذِیْنَ یُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآىِٕهِمْ (تم میں سے جو لوگ اپنی عورتوں کے ساتھ ظہار کریں)۔ پھر جو وہ کہہ چکے ہیں اس سے پلٹ جائیں یعنی مرد اپنی عورت کو یوں کہہ دے: تو میرے لیے حرام ہے جیسے میری ماں کی پشت میرے لیے حرام ہے۔

آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اپنی زوجہ سے یوں کہہ دے یعنی معاف کرنے کے بعد جو یوں کہہ دے تو اس پر کفّارہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنی عورت کو دوبارہ مَس کرنے سے قبل (مباشرت کرنے سے قبل) ایک غلام آزاد کرے اور اس کی اللہ تمھیں وعظ و نصیحت کرتا ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔ پس جس کے لیے غلام آزاد کرنا ممکن نہ ہو تو پھر وہ دو ماہ متواتر روزے رکھے۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ کفّارہ قرار دیا ہے ان لوگوں کے لیے جو رسولؐ خدا کے روکنے کے بعد یہ ظہار کریں تاکہ تم اللہ اور رسولؐ پر ایمان لاؤ اور یہ اللہ کی حدود ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو ظہار کی حد قرار دیا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

جناب حمران نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: قسم اُٹھانے اور نقصان کی خاطر اور غضب میں ظہار نہیں واقع ہوتا۔ فرمایا: ظہار نہیں ہوتا مگر اس وقت جب زوجہ پاکی کی حالت میں ہو اور اس پاکی کی حالت میں شوہر نے اس سے مباشرت نہ کی ہو اور دو عادل مسلمان گواہوں کی موجودگی میں ظہار کرے۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ط (جو استطاعت نہ رکھتا ہو پس وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے) کے ذیل میں فرمایا: یعنی جو بندہ بیماری یا پیاس کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکتا ہو اس کے لیے ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک بندہ جو اپنی زوجہ سے کہہ دیتا ہے کہ تُو میری ماں کی مانند مجھ پر حرام ہے۔ یا میری پھوپھی کی مانند حرام ہے یا میری خالہ کی مانند حرام ہے تو؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب وہ مرد اپنی زوجہ سے مباشرت کرنا چاہے گا تو مباشرت سے قبل کفارہ واجب ہوگا۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر وہ عورت کو ظہار کے بعد طلاق دے دے تو کیا اس سے کفارہ ساقط ہو جائے گا؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے کفارہ ساقط ہو جائے گا۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر وہ بندہ بعض روزے رکھ لے، پھر مریض ہو جائے۔ پس وہ روزے چھوڑ دے تو کیا وہ دوبارہ شروع سے روزے رکھے گا؟ یا جو باقی بچ گئے ہیں ان کو پورا کرے گا؟

آپؑ نے فرمایا: اگر ظہار کرنے والے نے ایک ماہ روزے رکھے ہیں۔ اگر اس ماہ کے اُوپر اس نے ایک یا دو روزے رکھے ہیں۔ پھر روزہ چھوڑا ہے تو پھر وہ باقی روزوں کو پورا کرے گا اور اگر ایک ماہ سے کم روزے رکھے ہیں تو پھر شروع سے لگے گا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: کفارہ کے واجب ہونے میں آزاد اور غلام دونوں مساوی ہیں۔ دونوں پر کفارہ ہوگا مگر یہ کہ غلام پر آزاد کی نسبت آدھا کفارہ ہوگا اور غلام پر کفارہ غلام آزاد کرنا اور صدقہ دینا نہیں ہے بلکہ فقط ساٹھ روزے کا کفارہ اس پر واجب ہوگا۔

https://www.ahlehaqbooks.pdf.com

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس سورہ کا شانِ نزول کچھ یوں ذکر کیا ہے: پہلا بندہ جس نے اسلام میں ظہار کیا تھا وہ ایک انصاری مرد تھا جس کا نام اوس بن الصامت تھا۔ وہ ایک بوڑھا آدمی تھا۔ پس وہ ایک دن اپنی عورت پر غضب ناک ہوگیا اور اس نے اپنی زوجہ سے یہ کہہ دیا: اَنْتَ عَلَیَّ کظھر امی کہ "تو میری ماں کی مانند مجھ پر حرام ہے"۔ پھر وہ اپنے اس فعل پر پشیمان و نادم ہوا۔

زمانہ جاہلیت میں جب مرد اپنی زوجہ سے یوں کہہ دیتا تھا تو وہ اس پر حرام ہوجاتی تھی اور ہمیشہ کے لیے حرام ہوتی تھی۔ تو اوس نے اپنی زوجہ سے کہا: اے خولہ! زمانہ جاہلیت میں تو ہم اس کی وجہ سے عورت کو اپنے اُوپر حرام قرار دیتے تھے۔ اب جب کہ ہم مسلمان ہوچکے ہیں اور اسلام آگیا ہے تو تم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور آپؐ سے اس کے بارے میں سوال کرو۔ پس خولہ رسولؐ خدا کی خدمت میں آئی اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں: تحقیق، اوس بن صامت میرا شوہر ہے اور میری اولاد کا باپ اور میرا چچازاد بھی ہے اور اس نے مجھے یوں کہہ دیا ہے کہ تو میری ماں کی مانند مجھ پر حرام ہے۔ اور ہم اس کی وجہ سے زمانہ جاہلیت میں حرام قرار دیتے تھے۔ اب جبکہ اسلام آچکا ہے اب کیا حکم ہے؟ تو اس وقت یہ سورہ نازل ہوئی تھی۔

سرگوشی کرنے والوں کے ساتھ اللہ ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَاۤ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَاۤ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۷

[ترجمہ] کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ اللہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کو جانتا ہے۔ کبھی تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر یہ ان کا چوتھا اللہ ہوتا ہے اور پانچ افراد کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر یہ کہ ان کا چھٹا اللہ ہوتا ہے۔ اور نہ کم اور نہ زیادہ کا مگر وہ ساتھ ہوتا ہے۔ پھر قیامت کے دن انھیں ان کے اعمال سے آگاہ کرے گا۔ اللہ یقیناً

https://www.shiabookspdf.com

ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن اذینہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ (کبھی تین آدمیوں کی سرگوشی نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور پانچ کی نہیں ہوتی مگر یہ کہ ان کا چھٹا اللہ ہوتا ہے) کے ذیل میں فرمایا: وہ واحد ہے اور اپنی ذات میں یکتا ہے۔ وہ اپنی مخلوق سے جدا اور متفاوت ہے اور اسی لیے اس نے اپنی توصیف کی ہے کہ وہ ہر چیز کا احاطہ رکھتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ آسمانوں اور زمین میں سے کوئی ذرہ برابر بھی اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور وہ ہر چھوٹے اور بڑے کا احاطہ کرنے والا ہے اور اس کا احاطہ علم کی وجہ سے ہے نہ کہ ذات کی وجہ سے۔ کیونکہ اماکن محدود ہیں اور وہ ان کی حدود اربعہ سے احاطہ رکھتا ہے۔ اور اگر اس سے مراد احاطہ ذات ہے تو پھر اس کے لیے حدود اربعہ کا ہونا لازم آتا ہے (اور وہ ممکن نہیں ہے)۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن محمد البرقی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جاثلیق نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپؑ بتائیں کہ اللہ کہاں ہے؟ تو امیر المومنینؑ نے فرمایا: وہ یہاں وہاں، اُوپر نیچے ہے اور اس نے ہمارا احاطہ کر رکھا ہے اور ہمارے ساتھ ہے اور اسی کو اللہ کا یہ قول بیان کرتا ہے: مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ (کوئی چھوٹا نہیں اور نہ ہی کوئی بڑا ہے مگر یہ کہ وہ سب کے ساتھ ہے۔ جہاں بھی ہو وہ ہمارے ساتھ ہے)۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ (کبھی تین کی سرگوشی ہو تو وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور اگر پانچ کا نجوٰی ہو تو وہ چھٹا ہوتا ہے اور کوئی ادنیٰ و اکثر نہیں ہے مگر یہ

https://www.shiabookspdf.com

وہ ان کے ساتھ ہے۔ تم جہاں بھی ہو وہ تمھارے ساتھ ہے) کے ذیل میں آپؑ نے فرمایا: یہ آیت فلاں اور فلاں اور ابوعبیدہ الجراح اور عبدالرحمٰن بن عوف حذیفہ کے غلام سالم اور مغیرہ بن شعبہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جب انھوں نے آپس میں معاہدہ کیا اور تعہد اور توافق کیا کہ جب حضرت محمدؐ اس دُنیا سے چلے جائیں گے تو خلافت کو بنی ہاشم میں نہیں جانے دیا جائے گا۔ خلافت و نبوت دونوں بنی ہاشم میں نہیں ہونے دینی تو ان کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

حدیث 4 توحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یعقوب بن جعفر الجعفری سے نقل کیا اور انھوں نے امام ابوابراہیم موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ ہمیشہ سے ہے، وہ زمان و مقام کا محتاج نہیں ہے۔ وہ اس وقت بھی اسی طرح ہے جیسے وہ پہلے تھا۔ اس سے کوئی مقام خالی نہیں ہے۔ اور کوئی مقام اس سے مشغول نہیں ہے۔ وہ ہر جگہ ہے اور جب تین افراد سرگوشی کرتے ہیں تو وہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور جب پانچ ہوں تو وہ چھٹا ہوتا ہے اور نہ کوئی ادنیٰ اور نہ کوئی اکثر ایسا ہوتا ہے مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے۔ وہ جہاں بھی ہو وہ ان کے ساتھ ہے۔ اس کے اور مخلوق کے درمیان سوائے مخلوق ہونے کے اور کوئی پردہ نہیں ہے۔ وہ بغیر حجاب کے بھی محجوب ہے اور بغیر پردے کے وہ پوشیدہ ہے، کوئی معبود نہیں سوائے اس کے، وہ بزرگ و بلند و بالا ہے۔

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا دوسرا بڑا دشمن مراد ہے۔ پھر میں نے اس آیت: مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ آیت فلاں فلاں اور ابن فلان کہ جو ان کا امین تھا ان کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ جب ان لوگوں نے خانہ کعبہ میں داخل ہو کر ایک اجتماع کیا اور ایک معاہدہ لکھا کہ اگر محمدؐ مر گئے تو ہم امر خلافت کو آپؐ کے اہل بیتؑ میں نہیں جانے دیں گے

https://www.shiabookspdf.com

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نُهُوْا عَنِ النَّجْوٰى ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ۫ وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ ۙ وَيَقُوْلُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُوْلُ ؕ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۸ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۹ اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰

[ترجمہ] کیا آپؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں سرگوشی کرنے سے روکا گیا تھا؟ جس کام سے انھیں روکا گیا تھا وہ پھر اسی کام کو دوبارہ کر رہے ہیں اور آپس میں گناہ کاری کی اور ظلم و زیادتی اور رسولؐ خدا کی نافرمانی کی سرگوشیاں کرتے ہیں اور جب آپؐ کے پاس آتے ہیں تو آپؐ کو ان لفظوں میں سلام کرتے ہیں۔ جن لفظوں سے اللہ تعالیٰ نے نہیں کہا اور اپنے آپ سے کہتے ہیں: اللہ ہماری باتوں پر ہمیں عذاب کیوں دیتا ہے؟ ان کے لیے جہنم کافی سزا ہے جس میں وہ جھلسائے جائیں گے۔ وہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

اے ایمان والو! جب تم آپس میں سرگوشی کرو تو گناہ اور ظلم و زیادتی اور رسولؐ کی نافرمانی پر نہ کرو بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کے اُمور کی سرگوشی کرو اور اللہ سے ڈرو جس کے پاس تم جمع کیے جاؤ گے۔ بُری سرگوشیاں تو صرف شیطان کی طرف سے ہیں تاکہ مومنین کو رنجیدہ خاطر کرے حالانکہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر انھیں کوئی نقصان نہیں

https://www.shiabookspdf.com

دے سکتا اور اہل ایمان کو اللہ پر توکل کرنا چاہیے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے بیان کیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آپؐ کے اصحاب آئے اور آپؐ سے التجا کرتے کہ آپؐ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے فلاں چیز کا سوال کریں اور ایسی چیز کے بارے میں کہتے تھے جو ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار نہیں دی تھیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَيَتَنٰجَوْنَ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ ز (ایک کے ساتھ گناہ اور عداوت و رسولؐ کی نافرمانیوں کے بارے میں سرگوشیاں نہ کرو)۔

اور جب یہ لوگ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتے تو صبح کے وقت کہتے: انعم صباحًا اور رات کو کہتے انعم مساء، یعنی آپ کی صبح نعمات سے ہو اور آپ کی شام نعمتوں والی ہو۔ یہ وہ سلام تھی جو زمانہ جاہلیت میں ایک دوسرے کو کہتے تھے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ لا (یہ لوگ جب آپؐ کے پاس آتے ہیں تو ان الفاظ میں سلام کرتے ہیں جن الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ آپؐ کو سلام نہیں کرتا)۔

تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے اچھے و خیر الفاظ کے ساتھ تبدیل کیا ہے۔ وہ سلام ہمارے لیے قرار دی ہے جو اہلِ جنت کی ایک دوسرے کو سلام ہے۔ جنت والے ایک دوسرے کو سلام علیکم کہتے ہیں۔

حدیث 2 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے بیان کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اُم المومنین بی بی عائشہؓ موجود تھیں کہ آپؐ کے پاس ایک یہودی آیا۔ اس نے آپ کو یوں کہا: السام علیکم (تم پر موت ہو)۔ آپؐ نے اس کے جواب میں علیکم کہا۔ پھر دوسرا یہودی آیا اور اس نے بھی یوں ہی کہا تو آپؐ نے بھی پہلے کی طرح جواب میں علیکم کہا۔ پھر ایک اور یہودی آیا تو اس نے بھی یوں کہا تو آپؐ نے اسے بھی یوں ہی جواب دیا جیسے پہلے دو کو دیا تھا کہ علیکم۔

https://www.shiabookspdf.com

پس اُم المومنین بی بیؓ کو غصہ آ گیا اور کہا: علیکم السام والغضب واللعنة "اے یہودیوں کے گروہ! تم پر بھی موت و خدا کا غضب اور لعنت ہو، اے بندروں اور خنزیروں کے بھائیو"۔

تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! اگر گالی اور فحش انسان کے برابر میں مجسم ہو تو بدی ہو کر ظاہر ہوگی لیکن مہربانی جس چیز پر بھی کی جائے وہ اس کو زینت دیتی ہے۔ اور جو جتنا مہربانی سے دُور ہوتا جائے وہ زشت ہے۔

اُم المومنینؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا آپؐ نے ان لوگوں کے قول کو نہیں سنا جو انھوں نے کہا ہے۔ انھوں نے آپؐ کو السام علیکم کہا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: کیوں نہیں، میں نے سنا ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا جو میں نے ان کو جواب دیا ہے؟

میں نے ان کو علیکم کہا ہے (تم پر بھی) پس جب کوئی مسلمان تمھیں سلام کرے تو اس کا جواب سلام علیکم وعلیکم سلام ہے اور جب کوئی کافر تم پر سلام کرے تو اس کا جواب فقط علیکم یا علیک ہے۔ تم بھی اس کے جواب علیکم یا علیک کہو۔

حدیث 3 امالی میں جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ منافقین کی نشانی علیؑ ابن ابی طالبؑ کا بُغض تھا۔ ایک دن مسجد میں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت رسولؐ خدا کے پاس موجود تھی اور اس جماعت میں مَیں بھی تھا۔ پس حضرت علیؑ مسجد میں داخل ہوئے اور سب سے گزرتے ہوئے رسولؐ خدا کے پہلو میں جا کر بیٹھ گئے جہاں آپؐ ہمیشہ بٹھا کرتے تھے۔ سب اس کو جانتے بھی تھے۔ ان میں دو افراد جو منافق ہونے پر متہم تھے انھوں نے ایک دوسرے کے ساتھ سرگوشی کی۔ وہ کیا چاہتے تھے رسولؐ خدا اس کو جان گئے۔ پس آپؐ اس قدر غضب ناک ہوئے کہ آپؐ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔

پھر آپؐ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کوئی بندہ جنّت میں داخل نہیں ہوگا سوائے اس کے جو مجھ سے محبت کرتا ہوگا اور وہ بندہ جھوٹا ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے حالانکہ وہ علی علیہ السلام سے بُغض و دشمنی رکھتا ہے۔

پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جو اس علیؑ سے بُغض و دشمنی رکھتا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے ان

https://www.shiabookspdf.com

دونوں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَیْتُمْ (اے ایمان والو! جب تم ایک دوسرے سے سرگوشی کرو تو گناہ وعدوان اور رسولؐ خدا کی نافرمانی کے بارے میں سرگوشی نہ کیا کرو)۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ذیل میں جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس آیت کا شانِ نزول یوں ہے کہ ایک رات حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے خواب دیکھا۔ آپؑ نے خواب میں دیکھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں حضرت علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ کو ساتھ لیا اور مدینہ سے باہر چلے آئے۔ ان کے سامنے دو راستے آئے۔ رسولؐ خدا نے دائیں راستے کا انتخاب کیا۔ چلتے چلتے سامنے کھجوروں کا ایک باغ آیا۔ اس میں پانی بھی موجود تھا۔ وہاں رسولؐ خدا نے ایک بکری خریدی اور جس کے ایک کان میں سفید نقطے تھے پس آپؐ نے اس کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ جب ان سب نے وہ گوشت کھایا تو وہ سب دُنیا سے رخصت ہوگئے۔ اس دوران آپؑ خوفزدہ ہوکر بیدار ہوگئیں اور آپؑ نے رونا شروع کر دیا اور اس خواب کے بارے میں رسولؐ خدا کو نہ بتایا۔ جب صبح ہوئی تو رسولؐ خدا سواری لے کر تشریف لائے اور حضرت زہراءؑ، حضرت علیؑ اور حسنؑ و حسین علیہما السلام کو سواری پر سوار کیا اور مدینہ سے باہر چلے گئے۔ جب آپؐ مدینہ سے باہر نکلے تو سامنے دو راستے نظر آئے۔ رسولؐ خدا نے دائیں جانب والے راستے کو اختیار کیا اور اس پر چل پڑے۔ کچھ دیر کے بعد سامنے کھجوروں کا ایک باغ نظر آیا جہاں پانی موجود تھا۔ آپؐ نے وہاں ایک بکری خریدی۔ وہ بکری بالکل ویسی ہی تھی جیسی جنابِ فاطمہؑ نے خواب میں دیکھی تھی۔ آپؐ نے اس بکری کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اسے ذبح کیا گیا اور پکایا گیا۔ جب کھانا پک کر تیار ہوا اور سب نے کھانے کا ارادہ کیا تو بی بیؑ نے رونا شروع کر دیا تو رسولؐ خدا نے بی بیؑ سے رونے کی وجہ پوچھی۔ تو بی بیؑ نے عرض کیا: بابا جانؐ! میں نے رات کو ایک خواب دیکھا ہے اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے آپؐ نے ویسے ہی کیا ہے اور مجھے خوف و ڈر ہے کہ کہیں وہی کچھ نہ ہوجائے جو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔ پھر بی بیؑ نے خواب کو بیان کیا۔

رسولؐ خدا اُٹھے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اللہ کی بارگاہ میں مناجات کی۔ اسی وقت حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ ایک شیطان ہے جس کا نام الزھا ہے۔ اس نے حضرت فاطمہؑ کو یہ خواب دکھایا

https://www.shiabookspdf.com

ہے اور ڈرایا ہے۔ وہ اہلِ ایمان کو نیند کی حالت میں اذیت دیتا ہے اور ڈراتا ہے۔ پس اسی وقت حضرت جبرئیلؑ نے حکم دیا کہ اس شیطان کو حاضر کرو تو اس کو رسولِ خدا کے سامنے حاضر کیا گیا تو آپؐ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نے فاطمہؑ کو یہ خواب دکھایا اور اس کو ڈرایا تھا؟ اس نے عرض کیا: ہاں اے محمدؐ!

پس رسولِ خدا نے تین بار اس کے چہرے پر تھوکا اور یوں اس کا چہرہ تین مقام سے ٹوٹ گیا۔

پس حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا: اے حضورؐ! آپؐ جب کبھی خواب میں کوئی ایسا امر دیکھیں جو ناپسندیدہ ہو یا کوئی مومن خواب میں ناپسندیدہ امر دیکھے تو اس وقت یہ دُعا پڑھے:

اعوذ بما عاذتِ ملائکة الله المقربون وانبیاؤه المرسلون وعباده الصالحون من شر ما رایت من رویای

اور اس کے بعد سورۂ حمد اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کرو۔ پھر اپنی دائیں جانب تین بار تھوکے تو جو کچھ اس نے خواب میں دیکھا ہوگا وہ اس کو ضرر نہیں دے گا۔ پس اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ.....

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے اس آیت اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطٰنِ .....کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس شیطان سے مراد خدا و رسولؐ و علیؑ کا دوسرا بڑا دشمن ہے۔

پھر میں نے اس آیت: مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد فلاں، فلاں اور ابن فلاں جو ان کا امین تھا وہ مراد ہیں۔ جب انھوں نے داخل کعبہ اجماع کیا اور ایک معاہدہ کیا۔ پس انھوں نے لکھ لیا کہ جب محمدؐ مرجائیں گے تو امر خلافت ہرگز بنو ہاشم میں نہیں جانے دیا جائے گا۔

بُرے خواب کے آثار سے بچنے کی دُعا

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالورد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت

https://www.shiabookspdf.com

امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہراء علیہا السلام سے اس خواب کے لیے فرمایا جو آپؑ نے دیکھا تھا کہ یوں کہو:

اعوذ بالله بما عاذت ملائكته المقربون وانبيائه المرسلون وعباده الصالحون من شر رأيت في ليلتي هذه ان تقيني من سوء او شيء اكرهه

اس کے بعد اپنی بائیں جانب تین دفعہ تھوک دے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: جب کوئی بندہ خواب میں ایسی چیز کو دیکھے جو ناپسندیدہ اور مکروہ ہو تو اس کو چاہیے کہ جس جانب سویا ہوا ہو اس سے کروٹ لے اور پھر یوں کہے: اِنَّمَا النَّجْوٰى مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزُنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَآرِّهِمْ شَيْـًٔا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ط اور اس کے بعد یہ دُعا پڑھے: عزت بما عاذت به ملائكته المقربون وانبيائه المرسلون وعباده الصالحون من شر ما رأيت ومن شر الشيطان الرجيم۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ میں نے آپؑ سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: آخری زمانے میں مومن کا خواب نبوت کے اجزاء میں سے ستر واں (۷۰ واں) جز ہوگا۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعید بن ابی خلف سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: خوابیں تین طرح کی ہیں: [۱] مومن کے لیے بشارت [۲] مومن کو ڈرانا شیطان رجیم کی طرف سے [۳] پریشان کرنے والے افکار۔

حدیث 5 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں، سچی خواب اور جھوٹی خواب دونوں کا محل کہ جس سے صادر ہوئیں ایک ہی ہے؟

امامؑ نے فرمایا: ہاں، لیکن جھوٹی اور خلافِ واقع خواب وہ ہے جو بندہ رات کے ابتدائی حصّہ میں دیکھتا ہے

http://www.shiabooks.pdf.com

جس وقت مردود شیاطین کا آنا جانا ہوتا ہے اور فقط و فقط انسان کے خیالات ہوتے ہیں اور یہ جھوٹی ہوتی ہے، اس میں کوئی خیر نہیں ہوتی اور سچی خواب وہ ہے جو دو ثلث رات کے گزر جانے کے بعد آتی ہے۔ یہ وہ وقت ہے جس میں فرشتوں کا آنا جانا ہے اور وہ سحر کا وقت ہے۔ اس وقت میں نظر آنے والی خواب سچی ہوتی ہے اور ان شاء اللہ خلافِ واقع نہیں ہوتی مگر یہ کہ سونے والا حالتِ جنابت میں ہو یا ناپاک مقام پر سویا ہوا ہو اور اس نے سونے سے قبل اللہ کو یاد نہ کیا ہو۔ اس صورت میں وہ خلافِ واقع ہوگی اور اس کی تعبیر دیر سے ظاہر ہوگی۔

حدیث 6 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معمر بن خلاد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح کرتے تو اپنے اصحاب سے فرماتے کہ کسی کے پاس کوئی بشارت دینے والی ہے، مراد خواب ہوتی تھی۔

مجالس میں جگہ کو کشادہ رکھو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱﴾

[ترجمہ] اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجالس میں کشادگی پیدا کرو تو کشادگی پیدا کر دیا کرو۔ اللہ تمھیں کشادگی دے گا اور جب کہا جائے کھڑے ہو جاؤ تو کھڑے ہو جاؤ۔ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور وہ لوگ جنھیں علم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرے گا اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

https://www.shiabookspdf.com

اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ (اے ایمان والو! جب تمھیں کہا جائے کہ مجالس میں کشادگی پیدا کرو تو کشادگی پیدا کرو تا کہ اللہ تمھارے لیے کشادگی پیدا کرے) کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد نبویؐ میں داخل ہوئے تو لوگ آپؐ کے لیے کھڑے ہوجاتے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو کھڑے ہونے سے روکا ہے اور فرمایا کہ مجلس میں وسعت پیدا کرو اور جب تم سے کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن مغیرہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک بندے سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی مقام ومنزل پر وارد ہوتے تو داخل ہونے کے بعد قریب ترین جگہ پر بیٹھ جاتے تھے۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب طلحہ بن زید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ تر قبلہ رُخ ہوکر بیٹھا کرتے تھے۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوسلیمان الزاہدی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ محفل میں درویش شاہانہ انداز میں بیٹھ جائے گا جب تک وہ بیٹھا رہے گا اس وقت تک اللہ اس پر رحمت نازل کرے گا اور ملائکہ اس کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

حدیث 5 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سکونی سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گرمیوں میں محفل کے شرکا کو چاہیے کہ ایک دوسرے سے ایک ذراع [1] کا فاصلہ رکھ کر بیٹھیں تا کہ ایک کی گرمی دوسرے کو تنگ نہ کرے۔

حدیث 6 الاحتجاج میں علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ابوالحسن العسکری علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ کو خبر دی گئی شیعہ فقہاء میں سے ایک فقیہ نے ایک ناصبی کے ساتھ بحث ومباحثہ کرتے ہوئے اس کو دلیل و بُرہان کے ساتھ شکست دی ہے اور اس کو رُسوا کیا ہے۔ پھر وہ فقیہ شخص حضرت امام العسکری علیہ السلام کی خدمت اَقدس میں

---

[1] ایک ذراع ۱۸ انچ، یعنی ڈیڑھ فٹ کے برابر ہوتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حاضر ہوا۔ آپؑ کی محفل میں صدر مقام پر ایک مسند لگائی گئی تھی اور آپؑ اس مسند سے نیچے تشریف فرما تھے اور آپؑ کے پاس ہاشمی اور علویوں کی ایک تعداد حاضر تھی۔ پس جب وہ عالم فقیہ آیا تو آپؑ نے بلند مقام پر بلایا یہاں تک کہ مسند پر بٹھایا خود بھی اس کے ساتھ اس مسند پر تشریف فرما ہوئے۔ یہ چیز اشرافیہ پر گراں گزری۔ علویوں نے تو کوئی بات نہ کی لیکن ہاشمیوں میں سے ایک بزرگ بول پڑا اور عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپؑ نے ایک عامی کو بنی ہاشم کے سیّدوں، طالبیوں اور عباسیوں پر مقدم کیا اور اس کو ہم پر فضیلت و شرف بخشا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: بچو اس سے کہ تم ان لوگوں میں سے ہو جاؤ کہ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ (سورۂ آل عمران: آیت ۲۳) ”کیا آپؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کتاب کا ایک حصّہ دیا گیا ہے، انھیں کتابِ خدا کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ان میں سے ایک گروہ کج روی کرتے ہوئے منہ پھیرا ہے“۔

پھر آپؑ نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ اللہ کی کتاب کو حاکم قرار دیا جائے؟

ان سب ہاشمیوں نے کہا: کیوں نہیں، ہم راضی ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ؕ (اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجالس میں کشادگی پیدا کرو تو کشادگی پیدا کر دیا کرو۔ اللہ تمھیں کشادگی دے گا اور جب کہا جائے اُٹھ کھڑے ہو تو اُٹھ کھڑے ہو جاؤ۔ تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور وہ لوگ جنھیں علم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند کرے گا)۔ پس اللہ مومن عالم کے لیے راضی نہیں ہوا مگر اس کو مومن غیر عالم پر برتری دی ہے جیسا کہ ایک مومن کو اس نے غیر مومن پر برتری دی ہے حالانکہ تمھاری نظروں میں کیا ہے، کہو کیا ایسا نہیں ہے؟

کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ (کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں؟) پس میں نے جو اس بندے کو برتری دی ہے تم اس کا انکار کیوں کر رہے ہو؟ یہ وہ ہے

https://www.shiabookspdf.com

کہ جس نے اللہ کی طرف سے دی گئی دلیلوں اور بُرہانین کے ذریعے فلاں ناصبی کو شکست دی ہے تو یہ فضل ہر نسبی شرف سے افضل ہے۔

عباسیوں نے کہا: اے فرزند رسولؐ! آپؑ نے اس کو ہم پر شرف دیا ہے اور جو نسب میں ہم سے کم تر ہے اس کو ہم پر فوقیت دی ہے حالانکہ اس کا نسب ہمارے نسب کے برابر نہیں ہے اور اوّل اسلام سے اب تک ایسے ہی ہوتا آیا ہے کہ نسب کے شرف کو دوسروں پر مقدم کیا گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! جناب عباسؓ جو ہاشمی تھے کیا انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہیں کی تھی جبکہ حضرت ابوبکرؓ تمیمی تھے اور عباس ہاشمی تھے۔ کیا عبداللہ بن عباسؓ نے عمرؓ بن خطاب کی خدمت نہیں کی حالانکہ وہ ہاشمی اور حضرت عمرؓ عدی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ کو کیا ہو گیا کہ اس کو قریش سے باہر کے لوگوں کو شوریٰ میں راضی کیا۔ جناب عباسؓ جو ہاشمی تھے ان کو شوریٰ میں شامل نہیں کیا؟ پس اگر میرے غیر ہاشمی کو ہاشمی پر برتری دینے کو تم نے بُرا محسوس کیا ہے تو پھر حضرت عباسؓ کا ابوبکرؓ کی بیعت کا انکار کرو اور اس کو بھی بُرا قرار دو۔ اور عبداللہ بن عباسؓ کا حضرت عمرؓ کی بیعت کے بعد اس کی خدمت کو بھی بُرا قرار دو اور اگر وہ جائز ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ اس کے بعد ہاشمیوں کے منہ بند ہو گئے، گویا ان کے منہ میں پتھر ٹھونس دیے گئے تھے۔

پھر راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت امام علی بن محمد علیہ السلام سے روایت ہوئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تمہارے غائب کے زمانہ غیبت میں علماء باقی نہ رہے جو لوگوں کو امامؑ کی طرف دعوت دینے والے اور ان کی طرف رہنمائی کرنے والے اور ان کے دین کا اُدلہ و براہیم سے دشمنوں کو دُور کرنے والے نہ ہوئے کہ جو شیطان کے شک و شبہات سے کمزور مومنین کے دلوں کو محفوظ رکھیں اور نواصب کے مقابلہ میں دفاع کریں تو پھر سب اللہ کے دین سے مرتد ہو جائیں گے۔ یہ علماء ہی ہوں گے جو کمزور مومنین کے دلوں کو سنبھال کر رکھیں گے جیسے ملاح کشتی کے سواروں کو بچا کر رکھتا ہے۔ یہ علماء اللہ کے ہاں افضل ہیں۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ سورۂ ملک میں خبیر کے معانی کو بیان کریں گے۔

رسولؐ خدا سے سرگوشی سے قبل صدقہ دو

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ

https://www.shiabooks.pdf.com

نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَىْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳﴾

[ترجمہ] اے ایمان والو! جب تم رسولؐ سے سرگوشی کرنا چاہو تو اپنی سرگوشی سے قبل کچھ صدقہ دیا کرو۔ یہ بات تمھارے لیے بہتر ہے اور زیادہ پاکیزہ ہے۔ ہاں اگر صدقہ دینے کے لیے کچھ نہ پاؤ تو اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ کیا تم اپنی سرگوشیوں سے قبل صدقہ دینے سے ڈر گئے ہو؟ اب جب تم نے ایسا نہیں کیا اور اللہ نے تمھیں معاف کر دیا ہے تو تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے آگاہ ہے۔

تفسیر

حدیث 1

الخصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوسعید الوراق سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور حضرت امام جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے اور انھوں نے اپنے دادا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنا کر خلافت کے اُمور ان کے سپرد کر دیے گئے اور لوگوں نے ان کی بیعت کر لی اور حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے ساتھ انھوں نے جو سلوک کرنا تھا کر لیا اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ ہمیشہ حضرت علیؑ کے ساتھ بے تکلفی کا اظہار کرتے اور حضرت علیؑ بے توجہی و ناراضی کا اظہار کرتے تھے اور یہ حضرت ابوبکرؓ پر بڑی گراں گزرتی تھی۔ وہ آپؑ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا تاکہ جو آپ کے دل میں ہے اسے نکال دے اور عُذر خواہی کرے۔ جب لوگ اس پر اتفاق کر چکے تھے اور اس کے امر میں اس کی تقلید و اِتباع کرتے تھے اور اُمت کے اُمور میں اس کی اِتباع کی جاتی تھی۔ پھر بھی وہ چاہتا تھا کہ حضرت علیؑ سے تنہائی میں ملاقات کرے، ان سے دردِ دل بیان کرنے اور بیان کرے کہ میری اس خلافت

https://www.shiabookspdf.com

کے بارے رغبت نہیں تھی اور میں اس میں زُہد کو اختیار کرنا چاہتا تھا۔

پس ایک دن فرصت پا کر وہ حضرت علیؑ کے پاس گئے اور آپؑ سے تنہائی کی خواہش کی اور آپؑ سے عرض کیا: اے ابوالحسنؑ! یہ جو کام ہوا ہے وہ میری رضا سے نہیں ہوا اور میری اس میں کوئی رغبت و دلچسپی نہیں تھی۔ اور میں اس پر حریص بھی نہیں تھا۔ اور اُمت کو جس کی ضرورت ہے اس کو پورا کرنے میں اپنے اُوپر میں وثوق نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی مالی طاقت میرے پاس ہے اور نہ ہی میرا خاندان بہت بڑا ہے کہ جس کے بارے میں دوسرے قبائل پر برتری حاصل کروں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آپؑ میرے بارے میں اپنے دل میں وہ رکھتے ہیں جس کا میں حقدار نہیں ہوں اور آپؑ مجھ سے نفرت کرتے ہیں اور مجھے بُری نظر سے دیکھتے ہیں؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جب تم خلافت میں رغبت نہیں رکھتے تھے اور اس پر حریص بھی نہیں تھے اور تمھیں اس کو قائم کرنے میں اپنے آپ پر وثوق بھی نہیں اور لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی طاقت بھی نہیں رکھتے تو پھر تم اس پر آمادہ کیوں ہوئے اور تمھیں اس کی ضرورت و احتیاج کیوں ہوئی؟

تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا: میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث سنی تھی کہ اللہ میری اُمت کو گمراہی و ضلالت پر جمع نہیں کرے گا۔ پس جب میں نے اُمت کا اجماع دیکھا تو میں نے حدیث کی اِتباع کی۔ میں نے کہا کہ ان کا میرے اُوپر اجماع کرنا یہ خلافِ ہدایت نہیں ہوسکتا۔ پس میں نے ان کی دعوت کو قبول کرلیا۔ اگر میں جانتا ہوتا کہ ان میں سے کوئی بھی مخالفت کرے گا تو میں کبھی اس کو قبول نہ کرتا اور اس کو منع کر دیتا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: وہ حدیث جو تُم نے بیان کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ میری اُمت کو ہرگز گمراہی و ضلالت پر جمع نہیں کرے گا تو کیا میں اُمت میں سے ہوں یا نہیں؟

اس نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: وہ جماعت جس نے تمھیں قبول نہیں کیا مثلاً سلمانؓ، عمارؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، ابن عبادہ اور جو انصار اس کے ساتھ ہیں کیا وہ اُمت میں سے ہیں یا نہیں؟

تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا: ہاں یہ سب اُمت میں سے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: پھر تم کس طرح اس حدیث کو دلیل بنا سکتے ہو اور اس پر استدلال کر سکتے ہو؟ ان

https://www.shiabookspdf.com

جیسے لوگوں نے تمھیں قبول نہیں کیا اور تمھاری مخالفت کی اور تمھاری بیعت کی مخالفت کی اور اُمت میں سے کسی کو ان پر کوئی اعتراض وطعن نہیں ہے اور نہ ہی ان لوگوں کے اصحابِ رسولؐ ہونے پر کسی کو کوئی اعتراض ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی نے نصیحت رسولؐ قبول کرنے میں کوئی کوتاہی کی۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: مجھے ان کی مخالفت کا اس وقت معلوم ہوا جب یہ کام ہو چکا تھا اور میں ڈر گیا کہ اب اگر میں نے خلافت کو چھوڑا تو لوگ خدا کے دین سے مرتد ہو جائیں گے اور اگر آپ میری خلافت کو قبول کر لیں گے اور میرے ساتھ مل جائیں گے تو دین کے لیے نقصان کم ہوگا اور دین کی حفاظت کے لیے زیادہ مدد ہوگی اور لوگ ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہوں گے اور کفر کی طرف واپس نہیں جائیں گے حالانکہ میں جانتا ہوں کہ آپ دین کی حفاظت کرنے میں مجھ سے کم تر نہیں ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: ہاں اب تم مجھے بتاؤ کہ وہ بندہ جو اس کام کے لیے زیادہ سزاوار ہو وہ کن اوصاف کا مالک ہوگا؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: نصیحت کے ساتھ وفادار اور تعارف اور مسامحہ سے ایک طرف نیز مہربان، اچھی سیرت والا اور عدالت کو قائم کرنے والا علم کا مالک اور سنت و کتابِ خدا کا علم رکھنے والا، بیان و کلام پر قدرت رکھنے والا ساتھ ساتھ دُنیا میں زاہد اور دُنیا میں رغبت کم رکھنے والا اور مظلوم کو ظالم سے انصاف دلانے والا خواہ ظالم دُور کا ہو یا نزدیک کا اور اس کے بعد ابوبکر خاموش ہو گئے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اے ابوبکرؓ! میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں یہ اوصاف جو تُو نے بیان کیے ہیں وہ تمھارے اندر پائے جاتے ہیں یا میرے اندر؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: آپؑ کے اندر پائے جاتے ہیں اے ابوالحسنؑ۔

پھر حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، سب مسلمان مردوں سے پہلے میں اسلام کو قبول کرنے والا تھا یا تم؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آیتِ زکوٰۃ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت کے ساتھ میری ولایت کو ذکر کیا گیا ہے یا تمھاری؟

https://www.maablibspdf.com

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً آپؑ کی ولایت کو ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ غدیر کی حدیث رسولؐ میں تمام مسلمانوں کا مولا مجھے بنایا گیا تھا یا تمھیں؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: آپؑ کو۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ رسولؐ خدا کی وزارت اس حدیث کہ تو ہارونؑ کی مثل ہے، یہ میرے لیے کہا گیا تھا یا تمھارے لیے؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: آپؑ کے لیے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ نصاریٰ کے مشرکوں کے مقابلہ میں مباہلے کے وقت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اور میری اہل بیتؑ اور بچوں کو لے کر گئے تھے یا تمھیں اور تمھارے اہل بیت و بچوں کو؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً آپؑ اور آپؑ کے اہل بیتؑ ساتھ گئے تھے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آیتِ تطہیر میں مجھے اور میری اہل بیتؑ کو رجس و ناپاکی سے پاک کیا گیا ہے یا تمھیں اور تمھارے اہل بیت کو؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: آپؑ اور آپؑ کی اہل بیتؑ کو۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کساء کے دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور میری زوجہ اور میرے بچوں کو بلا کر دُعا کی تھی کہ: ''اے میرے اللہ! یہ میرے اہل بیتؑ ہیں جو تیری طرف ہیں، جہنم کی طرف نہیں''۔ کیا یہ دُعا تمھیں اور تمھارے اہل بیت کے لیے تھی؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً آپؑ اور آپؑ کی اہل بیتؑ کے لیے رسولؐ خدا نے یہ دُعا فرمائی تھی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ اس آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝ (سورۂ دھر، آیت ۷) اس کا مصداق میں ہوں یا تم؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً آپؑ ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ وہ جوان جس کے بارے میں آسمان سے ندا آئی کہ: لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار وہ جوان تم ہو یا میں؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ وہ جس کی نماز کے لیے سورج دو بار لوٹا تھا وہ تم تھے یا میں؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ فتح خیبر کے دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا پرچم تجھے دیا اور اللہ نے فتح دی تھی یا مجھے دیا تھا؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: وہ یقیناً آپؑ کو دیا تھا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ عمرو بن عبدود کو قتل کر کے رسولؐ خدا اور مسلمانوں سے کرب کو دُور تم نے کیا تھا یا میں نے؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ رسولؐ خدا نے جنوں کی طرف اپنی رسالت کا امین و نمایندہ بنا کر تجھے روانہ کیا تھا یا مجھے؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً آپؑ کو بھیجا تھا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں وہ تو تھا کہ تیرے باپ سے لے کر آدم تک رسولؐ خدا نے زنا سے پاک کیا اور فرمایا: میں اور تو نکاح سے ہیں، زنا سے نہیں۔ عبدالمطلب سے آدم تک زنا سے پاک ہیں وہ تم تھے یا وہ میں تھا؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جس کی رسولؐ خدا نے اپنی بیٹی سے شادی کی اور فرمایا: اللہ نے تیری شادی فاطمہؑ سے کی ہے، وہ میں تھا یا تم تھے؟

https://www.shiabookspdf.com

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ الحسنؑ والحسینؑ جو رسولؐ خدا کے دو پھول ہیں کہ جن کے بارے میں رسولؐ خدا نے فرمایا: یہ دونوں جنّت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ ان کا باپ ان دونوں سے افضل ہے۔ان دونوں کا باپ مَیں ہوں یا تم؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا وہ تمھارا بھائی ہے جس کو جنّت میں دو پَروں سے مزین کیا گیا ہے جو فرشتوں کے ساتھ پرواز کرتا ہے یا وہ میرا بھائی ہے؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ کا بھائی ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں مَیں وہ ہوں جس نے رسولؐ خدا کے قرض کو ادا کرنے کی ضمانت لی تھی اور حج کے موسم میں آواز دی تھی کہ رسولؐ کا قرض ادا کرنے کا ضامن ہوں یا وہ تم تھے؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں مَیں وہ ہوں کہ جس کو رسولؐ خدا نے بلایا تھا۔ جب آپؐ کے پاس بھنا ہوا پرندہ لایا گیا اور آپؐ چاہتے تھے کہ میں بھی اس کو تناول کروں۔ تو آپؐ نے دُعا فرمائی: اے اللہ! تیری مخلوق میں جو تجھے سب سے زیادہ اور مجھے محبوب ہو اسے بھیج دے تا کہ وہ یہ پرندہ میرے ساتھ کھائے۔ کیا وہ تم تھے یا مَیں تھا؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ تھے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ وہ جس کو رسولؐ خدا نے بشارت دی کہ ناکثین مارقین، قاسطین کے خلاف تاویل قرآن پر لڑوں گا۔ وہ تم تھے یا مَیں تھا؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: وہ یقیناً آپؑ ہی ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جو رسولؐ خدا کے آخری کلام کا گواہ اور آپؐ کو غسل دینے والا اور قبر میں اُتارنے والا، کیا وہ تم تھے؟ یا مَیں تھا؟

https://www.shiabookspdf.com

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ ہی ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ جس کے علم قضاوت اور فصل الخطاب کی طرف رہنمائی اپنے اس قول سے فرمائی: اے علیؑ! تم سب سے زیادہ قضاوت کرنے والے ہو۔ یا وہ تم تھے؟ یا مَیں تھا؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ یہ بتاؤ وہ جس کے بارے میں رسولؐ خدا نے اپنی حیات میں اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ اس کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرو۔ وہ تم تھے یا میں؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: وہ یقیناً آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ رسولؐ خدا کے رشتہ داروں میں سے سب سے سبقت رکھنے والا مَیں ہوں یا تم ہو؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا وہ تم تھے کہ جس کو ضرورت کے وقت اللہ تعالیٰ نے دینار دیا اور اس کو تم سے جبرئیلؑ نے خریدا اور تُو نے محمدؐ اور اس کے بچوں کو مہمان بنایا۔ یا وہ مَیں تھا؟

حضرت ابوبکرؓ نے گریہ کیا اور کہا: یقیناً وہ آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا وہ تم ہو جس کو بتوں کو توڑنے کے لیے رسولؐ خدا نے اپنے کندھوں پر اُٹھایا تھا کہ وہ چاہتا کہ آسمان کے اُفق کو چھونا چاہے تو وہ چھو لے۔ یا وہ میں تھا؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا وہ تم ہو جس کے بارے میں رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تُو دنیا و آخرت میں میرے پرچم کو اُٹھانے والا ہے یا وہ مَیں ہوں؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا وہ تم ہو کہ جسے رسولؐ خدا نے حکم دیا تھا کہ اپنا دروازہ مسجد میں کھلا رہنے دو جب کہ آپؐ نے تمام اصحاب اور اَزواج کے دروازے مسجد کی طرف بند کروا

https://www.shiabookspdf.com

دیئے۔ اور جو کچھ اللہ نے رسولؐ کے لیے حلال قرار دیا وہ اس کے لیے بھی حلال قرار دیا کیا وہ میں تھا؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یقیناً وہ آپؑ ہیں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا وہ تم تھے جس نے رسولؐ خدا سے سرگوشی کرنے سے قبل صدقہ دیا تاکہ وہ سرگوشی کرے، کیا وہ میں تھا؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: وہ یقیناً آپؑ تھے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں تجھے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا وہ تم تھے کہ جس کے بارے میں رسولؐ خدا نے اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ سے کہا: اے فاطمہؑ! تیرا شوہر سب سے پہلے ایمان لانے والا اور سب سے وزنی اس کا سلام ہے۔ یا وہ میں ہوں؟

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: وہ یقیناً آپؑ ہیں۔

پھر متواتر حضرت علی علیہ السلام نے اپنے وہ فضائل بیان کیے جو اللہ نے آپؑ کے لیے قرار دیئے تھے۔ آپؑ کے غیر کے لیے نہیں تھے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا: جو اِن اوصاف کا مالک ہے وہی اُمت محمدیہؐ کے اُمور کو سنبھالنے کا حق دار ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوبکرؓ! تجھے کس چیز نے اللہ و رسولؐ اور دین سے دھوکا دیا ہے حالانکہ جن اُمور کی طرف اُمت محتاج ہے تو ان سے عاری ہے؟

پس حضرت ابوبکرؓ روئے اور کہا: اے ابوالحسنؑ! آپؑ نے سچ فرمایا ہے۔

پھر کہا: اے ابوالحسنؑ! مجھے آج کے دن کی مہلت دے دیں۔ جو کچھ میں نے آپؑ سے سنا ہے اس کے بارے میں غور و فکر کروں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں تجھے مہلت دیتا ہوں، آج تم غور و فکر کرو۔ پس حضرت ابوبکرؓ آپؑ کے پاس سے چلے گئے اور اپنے گھر میں اُس دن اکیلے رہے اور کسی کو بھی ملاقات کی اجازت نہ دی۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں میں تردّد کیا۔ جب اُن کو پتہ چلا کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؑ کے ساتھ تنہائی میں ملاقات کر کے آئے ہیں۔ پس جب حضرت ابوبکرؓ سوئے تو اُنھوں نے رات کے وقت خواب میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپؐ ایک محفل

https://www.shiabookspdf.com

میں ہیں۔ پس حضرت ابوبکرؓ کھڑے ہوئے تا کہ سلام کریں تو آپؐ نے اُن سے منہ موڑ لیا۔

تو ابوبکرؓ نے کہا: یارسولؐ اللہ! کیا آپؐ نے کوئی حکم دیا ہے جو میں نے انجام نہیں دیا؟

آپؐ نے فرمایا: میں تجھے سلام کا جواب دوں؟ حالانکہ جس سے خدا اور رسولؐ دوستی رکھتے ہیں تو اس سے دشمنی رکھتا ہے؟ حقدار کو حق واپس کرو۔

میں نے کہا: حقدار کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا: وہ ہے جس نے تجھے اس امر میں سرزنش کی ہے اور وہ علیؑ ہے۔

پس ابوبکرؓ نے کہا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کے حکم کے تحت میں خلافت کو علیؑ کے سپرد کرتا ہوں۔

پس جب صبح ہوئی تو روتے ہوئے حضرت علیؑ سے ملے اور عرض کیا: اے علیؑ! ہاتھ آگے کریں تا کہ میں آپؑ کی بیعت کروں اور اُمورِ خلافت آپؑ کے سپرد کروں۔ آپ مسجد کی طرف چلیں تا کہ جو کچھ خواب میں دیکھا ہے اور جو کچھ میرے اور آپؐ کے درمیان گفتگو ہوئی ہے اس کے بارے میں لوگوں کو بتاؤں اور اس امر خلافت سے خود کو نجات دوں اور آپؑ کو امیر المومنینؑ کہہ کر سلام کروں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: ہاں ٹھیک ہے۔ پس حضرت ابوبکرؓ جب آپؐ کے پاس سے گئے تو اُن کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔ راستے میں اس کی ملاقات حضرت عمرؓ سے ہوئی۔ اُنھوں نے آپ کو بلایا اور کہا: اے رسولؐ خدا کے خلیفہ! آپ کا کیا حال ہے؟ پس ابوبکرؓ نے سارے حالات و واقعات کے بارے میں بتایا اور جو کچھ اس کے اور حضرت علیؑ کے درمیان بات ہوئی اس کے بارے میں خبر دی۔

حضرت عمرؓ نے کہا: اے رسولؐ خدا کے خلیفہ! آپ بنو ہاشم کے جادو سے دھوکا کھا گئے ہیں۔ یہ ان کا کوئی پہلا جادو نہیں ہے اور متواتر کے ساتھ رہا یہاں تک کہ اس کو اس کے ارادہ سے منحرف کیا اور اس کی رائے کو رَد کر دیا اور امر خلافت میں اس کو راغب قرار دیا اور اس کو حکم دیا کہ وہ اس خلافت پر ثبت قدم رہے اور قائم رہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام مسجد میں وعدہ گاہ پر آ گئے لیکن آپؑ نے مسجد میں کسی کو نہ پایا تو ان کے شر کو محسوس کر گئے۔ پس آپؐ رسولؐ خدا کی قبرِ اقدس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت عمرؓ قریب سے گزرے۔ اُنھوں نے کہا: اے علیؑ! میں کبھی بھی یہ امر تمھاری طرف پلٹ کر نہیں آنے دوں گا۔ پس آپؑ جان گئے

https://www.shiabookspdf.com

اور اُٹھ کر گھر چلے گئے۔

حدیث 2 الخصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن یزید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب مکحول سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یادر کھنے والے اصحاب جانتے ہیں کہ ان میں کوئی بندہ ایسا نہیں کہ جس کے لیے کوئی منقبت وفضیلت ہو مگر یہ کہ میں اس کے ساتھ شریک ہوں لیکن میری ستر فضیلتیں اور منقبتیں ایسی ہیں جن میں میرے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں ہے۔

راوی: میں نے عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! آپؑ میرے لیے ان کو بیان فرمائیں۔

آپؑ نے ان کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: چوبیسویں منقبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل فرمائی: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ط (اے ایمان والو! جب تم رسولؐ سے سرگوشی کرنا چاہو تو سرگوشی سے قبل صدقہ ادا کرو)۔

میرے پاس ایک دینار تھا، میں نے اس کو دس درہموں کے عوض فروخت کر دیا۔ پس میں جب بھی سرگوشی کرنا چاہتا تو اس سے قبل ایک درہم صدقہ ادا کرتا۔ خدا کی قسم! میرے علاوہ کسی اور صحابی نے نہ میرے سے قبل اور نہ میرے بعد اس پر عمل کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ط فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ (کیا تم اپنی سرگوشیوں سے قبل صدقہ دینے سے ڈر گئے ہو؟ اب جب کہ یہ کام تم نے نہیں کیا اور اللہ نے تمھیں معاف کر دیا ہے)۔

آپؑ نے فرمایا: کیا توبہ گناہ کے علاوہ ہوتی ہے۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ط کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: فقط حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سرگوشی کرنے سے قبل صدقہ دیا تھا۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو اس آیت کے ذریعے منسوخ کرتے ہوئے فرمایا: ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ

https://www.shiabookspdf.com

تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ط (کیا تم سرگوشی سے قبل صدقہ دینے سے ڈر گئے ہو؟)

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب لیث بن سلیم سے اور انھوں نے مجاہد سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: قرآن میں ایک آیت ایسی ہے جس پر میرے علاوہ کسی نے مجھ سے پہلے عمل کیا اور نہ میرے بعد کوئی عمل کرے گا، اور وہ آیت نجویٰ ہے۔ میرے پاس ایک دینار تھا۔ میں نے اس کو دس درہموں میں فروخت کیا۔ پس میں جب بھی رسولؐ خدا کے ساتھ سرگوشی کرنا چاہتا تھا تو میں پہلے ایک درہم صدقہ کرتا اور بعد میں رسولؐ خدا کے ساتھ تا دیر سرگوشی کرتا رہا۔ پھر اس آیت کو اس آیت کے ذریعے منسوخ کر دیا گیا: ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ط (کیا تم اپنی سرگوشیوں سے قبل صدقہ دینے سے ڈر گئے ہو؟)۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ط (اے ایمان والو! جب تم رسولؐ سے سرگوشی کرنا چاہو تو سرگوشی سے قبل صدقہ ادا کرو) کے بارے میں فرمایا: اس آیت پر فقط حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے عمل کیا۔ ان کے پاس ایک دینار تھا۔ آپؑ نے اس کو دس درہموں کے عوض فروخت کیا تو آپؑ جب بھی رسولؐ خدا سے سرگوشی کرنا چاہتے تھے تو ایک درہم صدقہ دیتے یہاں تک کہ آپ نے دس مرتبہ آپؐ سے سرگوشی کی۔ پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا۔ پس اس آیت پر آپؑ سے قبل اور نہ آپؑ کے بعد کسی نے عمل کیا۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عبد خیر سے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے رسولؐ خدا سے صدقہ دے کر سرگوشی کی۔ میرے پاس ایک دینار تھا۔ میں نے اس کو دس درہموں میں تبدیل کیا اور میں نے دس مرتبہ رسولؐ خدا کے ساتھ تنہائی میں بات کی۔ جب بھی میں سرگوشی کرنا چاہتا تھا تو ایک درہم صدقہ دیتا۔ اور یہ چیز رسولؐ خدا کے اصحاب پر گراں گزرتی تھی، حتیٰ کہ منافقوں نے کہا کہ رسولؐ کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنے چچازاد کی ارزش کو بلاوجہ بلند کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ کرتے ہوئے فرمایا: ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ط

https://www.shiabookspdf.com

(کیا تم اپنی سرگوشیوں سے قبل صدقہ دینے سے ڈر گئے ہو؟)۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے اس آیت پر عمل کیا اور میں ہی وہ آخری شخص ہوں جس نے اس آیت پر عمل کیا۔ مجھ سے پہلے اور نہ میرے بعد کسی نے اس آیت پر عمل کیا ہے۔

حدیث 7 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ط (اے ایمان والو! جب تم رسولؐ سے سرگوشی کرنا چاہو تو سرگوشی سے قبل صدقہ دو) کے ذیل میں فرمایا: جب کوئی بندہ رسولِؐ خدا سے بات کرنا چاہے تو بات کرنے سے قبل صدقہ دے۔ تو یہ حکم آنے کی وجہ سے لوگوں نے اپنے آپ کو رسولؐ اللہ سے روک لیا اور بات کرنے سے قبل صدقہ دینے سے بخل کیا۔ پس حضرت علیؑ کے پاس ایک دینار تھا۔ آپؐ نے اس کو دس درہموں میں فروخت کیا اور پھر آپؐ نے دس مرتبہ صدقہ دیا اور آپؐ سے دس کلمات کے بارے میں سوال کیا۔ تمام مسلمانوں میں سے سوائے حضرت علیؑ کے کسی اور نے یہ کام نہ کیا۔ اہل میسرہ (منافقین) نے صدقہ دینے والے کام سے بخل کیا۔ بلکہ منافقوں نے کہا کہ یہ کام جو علیؑ کر رہا ہے یعنی سرگوشی سے قبل صدقہ دینا وہ اس کے ذریعے اپنے چچازاد کے کام کو رواج دینا چاہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ط ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ (اے ایمان والو! تم رسولؐ سے سرگوشی کرنا چاہو تو اپنی سرگوشی سے قبل صدقہ دو اور یہ صدقہ دینا تمھارے لیے بہتر ہے) یعنی صدقہ دینا یہ تمھارے لیے بہتر ہے اور تمھیں گناہ سے پاک کرنے کے لیے ہے اور اگر کسی کے پاس صدقہ دینے کی طاقت نہ ہو تو اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

پھر اللہ حکیم نے فرمایا: ءَأَشْفَقْتُمْ ..... اے اہل میسرہ! تم صدقہ دینے سے ڈر گئے ہو یعنی رسولِؐ خدا سے بات کرنے سے قبل فقراء کو صدقہ دینے سے ڈر گئے ہو۔ پس اے اہل میسرہ! اگر تم یہ نہیں کر سکتے تو پھر نماز ادا کرو، یعنی اللہ فرماتا ہے کہ پانچ وقت کی نماز ادا کرو اور زکوٰۃ دو اور پھر رسولؐ سے بات کرنے سے قبل صدقہ دینے والے کا حکم دیا گیا تھا۔ وہ نماز ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے اور واجب اور مستحب صدقہ دینے والے حکم کے ذریعے منسوخ ہو گیا۔

http://www.shiabooks.pdf.com

حدیث 8 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے محمد بن عباس سے ان احادیث کے ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ جان لو! تحقیق محمد بن عباس نے آیتِ مناجات کے ذیل میں ستر سے زیادہ احادیث کو نقل کیا ہے جو شیعہ وسنی طریق سے نقل ہوئیں اور سب اس کو بیان کرتے ہیں۔ رسولؐ خدا سے مناجات وسرگوشی کرنے والا فقط امیر المومنین علی علیہ السلام تھے۔ باقی کسی نے یہ کام نہیں کیا۔ ہم نے ان احادیث سے تین کا انتخاب کیا ہے۔

حدیث 9 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے استاذ ابوجعفر طوسی سے نقل کیا ہے۔ تحقیق جامع ترمذی اور تفسیر الثعلبی نے اپنی سند کے ساتھ علقمۃ الانصاری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت پر نرمی وتخفیف کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے ذریعے اصحاب کا امتحان لیا تھا۔ پس انھوں نے رسولؐ خدا سے مناجات کرنے میں تاخیر کی اور اس کو انجام نہ دیا۔ رسولؐ خدا نے اپنے آپ کو ان لوگوں کی سرگوشیوں کی وجہ سے گھر میں محدود کرلیا۔ آپ کسی سے بھی بات نہ کرتے مگر اس سرگوشی و بات کرنے سے قبل صدقہ دینا اور اصحاب میں سے کوئی بھی یہ کام کرنے والا نہیں تھا۔ میرے پاس ایک دینار تھا۔ پس میں نے وہ صدقہ کردیا اور آپؐ سے مناجات کی۔ پس میں اس کا سبب بنا کہ باقی مسلمانوں کی توبہ کا۔ پس میں نے اس پر عمل کیا اور اگر میں بھی اس آیت پر عمل نہ کرتا تو سب پر عذاب نازل ہوجاتا کیونکہ سب نے اس پر عمل کرنے سے امتناع کیا اور عمل نہ کیا۔

مؤلف بیان کرتے ہیں اس عنوان کی احادیث بہت زیادہ ہیں ان سب کو ذکر کرنے سے کتاب بڑی ہوجائے گی لہٰذا میں ان پر ہی اکتفاء کر رہا ہوں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ مَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴﴾

[ترجمہ] کیا آپؐ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ان لوگوں سے دوستی کرتے ہیں جن پر اللہ غضب ناک ہوا ہے۔ یہ لوگ نہ تمھارے ہیں اور نہ ان کے۔ حالانکہ وہ خود جانتے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے نقل کیا ہے کہ آیت عمرؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے دیکھا کہ وہ ایک یہودی مرد کے پاس بیٹھا ہے اور رسولؐ خدا کی خبریں لکھ رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ

پس عمر رسولؐ خدا کے پاس آیا تو رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا: میں نے تجھے دیکھا ہے کہ تو یہودی کے پاس بیٹھا اس سے کچھ لکھوا رہا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے۔

تو اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کے اوصاف جو تورات میں پائے جاتے ہیں وہ لکھوا رہا تھا اور پھر وہ آپؐ کے سامنے پڑھنا شروع کر دیئے تو رسولؐ خدا غضب ناک ہوگئے تو ایک انصاری مرد نے عمر سے کہا: ویل ہو تیرے لیے اے عمر! کیا تو دیکھ نہیں رہا کہ رسولؐ خدا غضب ناک ہوگئے ہیں؟

پھر عمر نے کہا: اللہ کے غضب اور رسولؐ اللہ کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ میں نے تو فقط وہ کچھ لکھا ہے جو آپؐ کے بارے میں تورات میں پایا جاتا ہے۔

تو رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا: اے عمر! اگر موسیٰؑ بن عمران ان میں کھڑے ہوئے ہوں اور تو ان کے پاس ان میں رغبت رکھتے ہوئے چلا گیا تو تُو کافر ہو جائے گا۔

یہ لوگ اللہ کے سامنے بھی قسمیں کھائیں گے

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾
اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ
مُّهِيْنٌ ﴿۱۶﴾ لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ
جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى

https://www.shiabookspdf.com

شَيْءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰىهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِي الْاَذَلِّيْنَ ﴿۲۰﴾ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ﴿۲۱﴾

[ترجمہ] اللہ نے ان کے لیے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے کیونکہ وہ بُرے کام کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ پھر وہ لوگوں کو راہِ خدا سے روکتے ہیں۔ پس ان کے لیے رُسوائی والا عذاب ہے۔ ان کے مال اور اولاد یقیناً کسی طرح بھی انھیں عذابِ خدا سے بچا نہیں سکتے۔ یہ دوزخ والے ہیں جس میں یہ ہمیشہ رہیں گے۔ جس دن اللہ ان سب کو اُٹھا لے گا تو وہ اس طرح اللہ کے سامنے قسمیں کھائیں گے جس طرح آج یہ تمھارے سامنے قسمیں کھا رہے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ وہ کوئی کام کر سکتے ہیں وہ جھوٹے ہیں۔ شیطان ان پر غالب آچکا ہے اور وہ اللہ کی یاد ان کے دلوں سے نکال کر لے گیا ہے۔ وہ شیطان کا گروہ ہیں۔ یہ جان لو کہ شیطان کا گروہ ہی خسارے میں ہے۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ سے عداوت رکھتے ہیں وہ یقیناً ذلیل ترین لوگ ہیں۔ اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسولؐ ہی غالب آکر رہیں گے۔ یقیناً اللہ ہی بڑی قوت والا غالب آنے والا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم فرماتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا اور جن لوگوں نے آلِ محمدؐ کا حق غصب کیا ہوگا ان سب کو اللہ جمع کرے گا پھر ان کے اعمال ان کے سامنے پیش کرے گا تو وہ اللہ کے سامنے قسمیں اُٹھائیں گے۔ ان اعمال میں سے کوئی عمل ہم نے نہیں کیا جیسا کہ یہ لوگ رسولؐ خدا کے

https://www.shiabookspdf.com

سامنے دُنیا میں قسمیں اُٹھاتے ہیں جب کہ یہ قسمیں اُٹھا چکے ہیں کہ ہم خلافت کو بنو ہاشم میں واپس نہیں جانے دیں گے۔ اور جب انھوں نے گھاٹی پر رسولؐ خدا کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا تو اللہ نے اپنے رسولؐ کو اس کے بارے میں مطلع کر دیا اور نبیؐ کو اس کے بارے میں خبر دے دی تو رسولؐ خدا نے ان لوگوں سے پوچھا تو انھوں نے قسمیں اُٹھا لیں کہ ہم کبھی اس کا ارادہ نہیں رکھتے اور نہ ہی آپؐ کے قتل کا ہم نے منصوبہ بنایا۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ آیت نازل فرمائی:

يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوْا ۚ وَلَقَدْ قَالُوْا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوْا بِمَا لَمْ يَنَالُوْا ۚ وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا يَكُ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ (سورۂ توبہ: آیت ۷۴) ”یہ لوگ اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ انھوں نے کچھ نہیں کہا حالانکہ انھوں نے کفر کی بات کی ہے اور وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں اور انھوں نے جو کچھ کرنے کا پختہ ارادہ کیا تھا جو وہ نہ کر سکے۔ انھیں اس بات پر غصہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے ان مسلمانوں کو اپنے فضل کے ساتھ بے نیاز و غنی کر دیا ہے۔ پس اگر یہ لوگ توبہ کر لیں تو ان کے حق میں بہتر ہے“۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں: ایسے ہی جب قیامت کے دن اللہ ان کے اعمال کو پیش کرے گا تو یہ لوگ اس کا انکار کریں گے اور ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسے رسولؐ خدا کے سامنے یہ قسمیں اُٹھا رہے ہیں۔ اسی کو اللہ کا یہ قول بیان کر رہا ہے: يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ كَمَا يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ۭ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝۱۸ (قیامت کے دن اللہ ان سب کو جمع کرے گا۔ پس یہ لوگ قسمیں کھائیں گے جیسے آپ کے سامنے کھا رہے ہیں)۔

یہ اُمت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی

حدیث 2 جناب سلیم بن قیس ہلالی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق یہ اُمت تہتر (۷۳) فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ ان میں سے بہتر (۷۲) فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک فرقہ جنت میں جائے گا۔ پھر فرمایا: ان تہتر فرقوں میں سے تیرہ فرقے وہ ہوں

https://www.shiabooks.net

گے جو ہم اہل بیتؑ کی مؤدت کا اقرار کرتے ہوں گے۔ ان میں سے ایک جنّت میں جائے گا اور باقی بارہ جہنم میں جائیں گے۔ پس وہ فرقہ جو ہدایت یافتہ اور صاحبِ ایمان اور صاحبِ اسلام اور موفق اور ہدایت یافتہ ہوگا وہ ہماری امامت کو قبول کرنے والا اور ہماری اطاعت کرنے والا، ہمارے دوستوں سے محبت کرنے والا اور ہمارے دشمنوں سے دشمنی رکھنے والا اور ہمارے ساتھ عشق رکھنے والا اور ہمارے دشمنوں کے ساتھ دل میں دشمنی رکھنے والا ہوگا اور یہ وہی فرقہ ہوگا جو میرے حق اور میری امامت کی معرفت رکھنے والا، کتابِ خدا اور سنتِ رسولؐ سے میری اطاعت کو فرض جاننے والا ہوگا۔ جو اس میں تردّد و شک نہیں کرے گا۔

جب تحقیق اللہ تعالیٰ ہمارے حق کو اس فرقے کے دلوں میں منور کردے گا اور وہ ہمارے فضل کی معرفت حاصل کرلیں گے اور ہمارے حق کا ان کو الہام ہوجائے گا اور ان کو ہمارے شیعوں میں داخل کردے گا یہاں تک کہ مطمئن ہوں گے اور یقین کی منزل پر فائز ہوں گے۔ تحقیق، میرے بعد قیامت تک ہونے والے اوصیاء کے بارے میں کبھی شک نہیں کریں گے۔ وہ اوصیاء جن کو اللہ نے اپنے اور اپنے نبیؐ کے ساتھ قرآن کی بہت زیادہ آیات میں ملایا ہے اور ہمیں پاک قرار دیا ہے اور معصوم قرار دیا ہے اور اپنی مخلوق پر ہمیں گواہ قرار دیا ہے اور اپنی زمین پر ہمیں حجت قرار دیا ہے اور ہمیں قرآن کے ساتھ اور قرآن کو ہمارے ساتھ قرار دیا ہے۔ ہم اس سے جدا نہیں ہوں گے اور قرآن ہم سے جدا نہیں ہوگا یہاں تک کہ ہم دونوں رسولؐ خدا کے حوض پر وارد ہوں گے جیسا کہ آپؐ نے فرمایا ہے۔

پس وہ ان تہتر فرقوں میں وہ فرقہ ہے جو جہنم سے اور تمام فتنوں سے اور گمراہوں اور شبہات سے نجات حاصل کرنے والا ہوگا اور وہ اہل جنّت میں سے ہوگا اور وہ ستّر ہزار ہوں گے جو بغیر حساب کے جنّت میں جائیں گے اور باقی بہتّر (۷۲) وہ ہوں گے جو بغیر حق کے دین پر چل رہے ہوں گے اور شیطان کے دین کی مدد کرنے والے اور دین کو ابلیس اور اس کے دستوں سے حاصل کرنے والے ہوں گے۔ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ اور مومنین کے دشمن ہیں۔ وہ بغیر حساب کے جہنم میں داخل ہوں گے کیونکہ یہ اللہ اور اُس کے رسولؐ سے برأت کرنے والے ہوں گے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ شرک کرنے والے ہوں گے اور غیر اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں گے، جب کہ ان کو علم ہی نہیں ہوگا۔ وہ گمان کر رہے ہوں گے کہ وہ نیکیاں کر رہے ہیں۔ وہ قیامت کے دن کہیں

https://www.shiabookspdf.com

گے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے اور ہم شرک کرنے والے نہیں۔ پھر وہ قسمیں کھائیں گے جیسا کہ وہ دُنیا میں تمھارے سامنے قسمیں کھائیں گے اور وہ گمان کرنے والے ہیں کہ وہ سچے ہیں۔ آگاہ ہوجاؤ وہی جھوٹے ہیں۔

اللہ کی جماعت ہی کامیاب ہونے والی ہے

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۲۲﴾

[ترجمہ] آپؐ کبھی ایسے افراد نہیں پائیں گے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے بھی ہوں لیکن اللہ اور اُس کے رسولؐ کے دشمنوں سے محبت رکھتے ہوں خواہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور اس نے اپنی طرف سے ایک روح کے ذریعے ان کی تائید کی ہے اور وہ انھیں ایسی جنّت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان پر راضی ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں۔ یہی لوگ اللہ کی جماعت ہیں۔ آگاہ ہوجاؤ، اللہ کی جماعت والے ہی یقیناً کامیاب ہونے والے ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر العیّاشی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ جو اللہ اور

https://www.shiabookspdf.com

آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہوگا تو وہ اللہ اور اُس کے رسولؐ کے دشمن کے ساتھ بھائی چارہ نہیں رکھے گا اور اس آیت: اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ (یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان کو ثبت کر دیا ہے) کے ذیل میں لکھا ہے ان سے مراد ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں۔ اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط کے ذیل میں لکھا ہے کہ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ روح سے مراد وہ فرشتہ ہے جو جبرئیلؑ و میکائیلؑ سے بھی عظیم تر ہے اور وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اور اب وہ ائمہ علیہم السلام کے ساتھ ہے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحمزہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۂ فتح: آیت ۴) کے بارے میں سوال کیا کہ میں اس سکینہ سے کیا مراد ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس سے ایمان مراد ہے۔

پھر میں نے اس آیت اَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط کے بارے میں سوال کیا کہ اس روح سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ایمان ہے۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضیل سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ فرماتا ہے: اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ (یہ وہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان کو ثبت کر دیا گیا ہے)۔ کیا ایمان کے ثبت ہونے میں ان لوگوں کا اپنا بھی کوئی کردار ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، یعنی یہ فقط اللہ کی عطا ہے۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جمیل سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۂ فتح: آیت ۴) ("وہی اللہ ہے جس نے مومنین کے دلوں میں سکینہ کو نازل کیا") کہ سکینہ سے کیا مراد ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایمان مراد ہے۔

پھر میں نے اس آیت وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى (سورۂ فتح: آیت ۲۶) کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کلمہ

https://www.ahlibooksnet.com

تقویٰ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ایمان ہے۔

حدیث 5 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابان بن تغلب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کوئی مومن ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے پیٹ میں موجود دل کے دو کان ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک پر وسواس خناس پھونک مارتا ہے اور دوسرے کان پر ملک پھونک مارتا ہے۔ پس اللہ مومن کی ملک کے لیے تائید کرتا ہے اور اسی کو اللہ کا یہ قول بیان کرتا ہے کہ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط

حدیث 6 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ سے جناب ابوخدیجہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھے فرمایا: تحقیق، اللہ تعالیٰ مومن کی اپنی طرف سے روح کے ذریعے تائید کرتا ہے، جب وہ نیکی کرتا ہے اور اُمور تقویٰ کو انجام دیتا ہے تو وہ اس کے ساتھ رہتی ہے اور جب وہ گناہ کرتا ہے یا وہ کام کرے جو اس کی حدود سے تجاوز کرنے والا ہو تو اس وقت اس سے غائب و جدا ہوجاتی ہے۔ پس خدا اس بندے پر رحمت فرمائے جو نیکی کا ارادہ صمیم کرے اور اس کو انجام دے یا گناہ کا پکا ارادہ کرے اور پھر اس سے رُک جائے اور انجام نہ دے۔ پس اے اللہ کے بندو! اس کی نعمت کے ساتھ اپنے نفسوں کی اصلاح کرنے کا عہد کرو اور اپنے یقین میں اضافہ کرو، اپنے لیے فائدہ حاصل کرو۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اللہ کی اطاعت کے لیے ہماری تائید کی گئی ہے۔

حدیث 7 توحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد ہے کہ ان کو تقویت دی ہے۔

حدیث 8 قرب الاسناد میں جناب عبداللہ بن جعفر الحمیری نے جناب بکر بن محمد الازدی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق دل کے دو کان ہوتے ہیں: روح ایمان اس کے دائیں جانب ہوتا ہے جو نیکی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور شیطان بُرائی کے ساتھ اس کے بائیں جانب ہوتا ہے۔ پس جو بھی اپنے ساتھی پر ظاہر ہوجائے وہی غالب ہوجاتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب بندہ زنا کرتا ہے تو اللہ اس سے روحِ ایمان کو نکال لیتا ہے۔

ہم نے عرض کیا: یہ وہی روح ہے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: مومن زنا نہیں کرتا اور مومن چوری نہیں کرتا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ زنا کرتے وقت جب وہ عورت کے پیٹ پر ہوتا ہے اس وقت اس سے ایمان سلب کرلیا جاتا ہے۔ جب وہ اس عورت سے الگ ہوجائے اور وضو کرے یا توبہ کرے تو اس کو ایمان واپس کردیا جاتا ہے۔

حدیث 9 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب علی بن محمد بن بشیر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب محمد بن علی بن الحنفیہ نے بیان کیا ہے کہ ہم اہل بیتؑ کی محبت وہ چیز ہے جس کو اللہ بندے کے دل کی دائیں جانب لکھ دیتا ہے جس کو کوئی مٹانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیا تو نے سنا نہیں کہ اللہ فرماتا ہے: اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط (وہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان کو لکھ دیا گیا ہے اور اس ایمان سے مراد اہل بیتؑ کی محبت ہے)۔

حدیث 10 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ط کے ذیل میں لکھا ہے کہ حزب سے مراد ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں اور یہ ہی کامیاب ہونے والے ہیں)۔

حدیث 11 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے مخالفین کی سند سے روایت کو نقل کیا ہے کہ جس کو ابونعیم نے روایت کیا ہے اور انھوں نے محمد بن حمید سے اور انھوں نے عیسیٰ بن عبداللہ بن عمر بن علی بن ابی طالبؑ سے نقل کیا اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا سے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے عرض کیا: اے ابوالحسنؑ! جب بھی میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں تو آپؐ نے میرے دونوں کندھوں کے درمیان ہاتھ مار کر فرمایا: اے سلمانؓ یہ (علیؑ) اور اس کی جماعت اللہ کی حزب ہے جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الحشر

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ بینہ کے بعد نازل ہوئی تھی اور اس کی چوبیس (۲۴) آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابی بن کعب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ حشر کی تلاوت کرے گا نہ کوئی جنّت اور نہ جہنم، نہ عرش اور نہ کرسی، نہ کوئی حجاب، نہ سات آسمان اور نہ سات زمینیں نہ کوئی فضا اور نہ کوئی ہوا، نہ کوئی پرندہ اور نہ کوئی درخت اور نہ بہاؤ، نہ سورج، نہ چاند، نہ کوئی فرشتہ ہوگا مگر یہ کہ وہ سب اس کے لیے درود پڑھیں گے اور اس کے لیے مغفرت طلب کریں گے اور اگر وہ اس دن یا رات مرگیا تو شہید مرے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورۃ کی تلاوت کرے گا تو وہ اللہ کی کامیاب ہونے والی جماعت میں سے ہوگا اور نہ کوئی جنّت اور نہ کوئی جہنم، نہ عرش، نہ کرسی، نہ کوئی حجاب اور نہ سات آسمان اور نہ سات زمینیں اور ہوا میں نہ کوئی پرندہ، نہ پہاڑ اور نہ کوئی درخت اور نہ کوئی چوپایا اور نہ کوئی فرشتہ باقی رہے گا مگر یہ کہ وہ اس کے لیے درود پڑھیں گے اور اس کے لیے استغفار کریں گے۔ اور اگر اس دن رات میں مرگیا تو وہ اہل جنّت میں سے ہوگا۔ اور جو بندہ شبِ جمعہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ صبح تک ہر بلا سے امن میں رہے گا اور جو بندہ چار رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ حشر کی تلاوت کرے گا اور وہ جس حاجت وضرورت کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کو طلب کرے گا اللہ اس کو پورا کرے گا اگر وہ گناہ نہ ہوا تو۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے جو بندہ سورۂ حشر کو لکھے اور تعویذ بنا کر اپنے گلے میں ڈال لے تو وہ جس حاجت وضرورت کی طرف متوجہ ہوگا اگر وہ گناہ نہ ہوا تو اللہ اس کی وہ حاجت وضرورت پوری کردے گا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے، آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ حشر کو شب جمعہ پڑھے گا تو وہ صبح تک ہر بلاو مصیبت سے محفوظ رہے گا اور جو بندہ اپنی کسی حاجت وضرورت کے لیے وضو کرے گا اور پھر چار رکعت نماز ادا کرے گا اور ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ حشر کی تلاوت کرے گا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوجائے اور پھر اپنی حاجت کی طرف متوجہ ہوگا تو اللہ اس کی حاجت کو اس کے لیے آسان کردے گا اس کو لکھے اور پاک پانی سے دھو کر اس کو پی لے تو اللہ تعالیٰ اس کو ذکاوت اور قلت نسیان عطا کرے گا۔ یعنی وہ ذکی ہوگا اور اس کی بھولنے والی مرض کم ہوجائے گی۔



maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ② وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ③ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۗقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاۗقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ④

[ترجمہ] آسمانوں اور زمین میں موجود ہر چیز اللہ کی تسبیح کر رہی ہے اور وہی بڑا غالب آنے والا حکمت والا ہے۔ وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافر ہونے والوں کو پہلے ہی حملے میں ان کے گھروں سے نکال دیا۔ تمھارا گمان نہیں تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے انھیں اللہ سے بچا لیں گے مگر اللہ ان پر ایسی جانب سے آیا جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور ان کے دلوں میں رُعب ڈال دیا۔ وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مومنین کے ہاتھوں سے اُجاڑ رہے تھے۔ پس اے بصیرت رکھنے والو! عبرت حاصل کرو۔ اور اگر اللہ نے ان کے

https://www.shiabookspdf.com

لیے جلاوطنی لکھ نہ دی ہوتی تو اُنھیں دُنیا میں ضرور عذاب دیتا اور آخرت میں تو ان کے لیے جہنم کا عذاب تو ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ انھوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ دشمنی کی اور جو اللہ سے دشمنی کرے گا تو یقیناً اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

سورۂ حشر کا شانِ نزول

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ذکر کیا ہے کہ اس سورہ کے نازل ہونے کا سبب یہ تھا کہ مدینہ میں یہودیوں کے تین قبائل آباد تھے: بنی نضیر، بنی قریظہ، بنوقینقاع۔ ان کے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان عہد و پیمان ہو چکا تھا۔ پس یہودیوں نے اس عہد و پیمان کو توڑ دیا اور اس عہد و پیمان کو توڑنے کا سبب بنونضیر بنے اور ہوا یوں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چند ساتھیوں کو لے کر بنی نضیر کے پاس آئے تاکہ ان سے کچھ قرض لیا جائے اور ان دو بندوں کی دیت ادا کی جاسکے جن کو آپؐ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے غلطی سے قتل کر دیا تھا اور آپ کعب بن الاشرف کے پاس آئے۔ اس نے رسولِ خدا کا استقبال کیا اور خوش آمدید کہا اور کھڑا ہوا تاکہ آپؐ کے لیے کچھ کھانے کا اہتمام کرے تو اچانک اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیوں نہ محمدؐ کو قتل کر دیا جائے اور اس کے ساتھ آنے والے اس کے ساتھیوں کو بھی قتل کر دیا جائے۔ تو اسی وقت حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور انھوں نے آپؐ کو کعب کے منصوبے کے بارے میں اطلاع کر دی۔ رسولِ خدا اسی وقت مدینہ واپس چلے گئے اور مدینہ آنے کے بعد آپؐ نے محمد بن مسلمہ انصاری کو بنی نضیر کی طرف بھیجا تاکہ وہ ان کو خبر کر دے کہ جو تم نے منصوبہ بنایا تھا تمھاری غداری کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے۔ اب تم بتاؤ ہماری سرزمین سے نکل جاؤ یا جنگ کے لیے تیاری کرو؟

انھوں نے کہا کہ ہم آپؐ کی سرزمین سے نکل جاتے ہیں۔ اس دوران منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی نے ان کی طرف پیغام بھیجا۔ تم یہاں سے نہ جاؤ اور ثابت قدم رہو اور محمدؐ کو جنگ کا پیغام دے دو۔ میں اور میری قوم اور میرے حلیف تمھاری مدد کریں گے۔ اگر تم یہاں سے نکل گئے تو ہم بھی تمھارے ساتھ نکلیں گے۔ اور اگر تم جنگ

https://www.shiabookspdf.com

کرو گے تو ہم بھی تمھارے ساتھ مل کر جنگ کریں گے۔ پس تم ثابت قدم رہو اور اپنے قلعے کی حفاظت کرو اور اس کی اصلاح کرو اور جنگ کی تیاری کرو۔

بنونضیر والوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام بھجوایا کہ ہم یہاں سے جانے والے نہیں ہیں، آپؐ نے جو کرنا ہے کرلیں۔ پس رسولِؐ خدا کھڑے ہوئے اور نعرۂ تکبیر بلند کیا اور آپؐ کے ساتھ آپؐ کے اصحاب نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ آپؐ نے امیرالمومنین علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علیؑ! اُٹھو اور بنی نضیر کی طرف جاؤ۔ پس آپؐ نے پرچم اُٹھایا اور آگے بڑھے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آگئے اور لشکرِ اسلام نے بنونضیر کے قلعے کا محاصرہ کرلیا اور عبداللہ بن ابی نے ان کے ساتھ غداری کی۔ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھروں کے پاس گئے اور جو ان کے پاس تھا انھوں نے اس کی حفاظت کی اور جو آپؐ کے سامنے آیا آپؐ نے اس کو خراب کردیا۔ ان کا ایک آدمی تھا جس کا خوبصورت گھر تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں سے اس کو خراب کر رہا تھا۔ رسولِؐ خدا نے حکم دیا ان کے کھجوروں کے باغ کو کاٹ دیا جائے۔ اس کا ان لوگوں کو بہت دُکھ ہوا اور انھوں نے کہا: اے محمدؐ! کیا اللہ نے تمھیں فساد کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر یہ آپؐ کے ہیں تو ان کو لے لو اور اگر یہ ہمارے ہیں تو پھر ان درختوں کو مت کاٹو۔ جب آپؐ نے ان کا محاصرہ کرلیا تو انھوں نے کہا: اے محمدؐ! ہم آپؐ کی سرزمین اور آپؐ کے شہر کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ پس آپؐ ہمیں اپنا مال اُٹھانے کی اجازت دے دیں۔

آپؐ نے فرمایا: نہیں، تم چلے جاؤ لیکن تم میں سے کوئی اپنے ساتھ کوئی چیز لے کر نہیں جاسکتا۔ جس کے پاس کوئی چیز پائی گئی تو ہم اس کو قتل کردیں گے۔ پس وہ بے سروسامان وہاں سے نکل گئے۔ ان میں سے کچھ مقامِ فدک کی طرف اور کچھ وادی قرٰی کی طرف اور کچھ شام کی طرف چلے گئے۔ پس ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۭ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا ۤ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ يُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۤ فَاعْتَبِرُوْا يٰٓاُولِي الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاۗءَ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا ۭ

https://www.shiabookspdf.com

وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ (وہی اللہ ہے جس نے اہلِ کتاب میں سے کافروں کو پہلے ہی حملے میں ان کے گھروں سے باہر نکال دیا۔ تمھارا یہ گمان ہی نہ تھا کہ وہ نکل جائیں گے اور وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ان کے قلعے انھیں اللہ سے بچالیں گے مگر اللہ کا عذاب ان پر اسی طرف سے آیا جہاں سے ان کا خیال تک بھی نہ تھا۔ اور ان کے دلوں میں رُعب ڈال دیا اور وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مومنین کے ہاتھوں سے برباد کر رہے تھے۔ پس بصیرت رکھنے والو! عبرت حاصل کرو۔ اگر اللہ نے ان کے حق میں جلاوطنی لکھ نہ دی ہوتی تو انھیں دُنیا میں ضرور عذاب دیتا اور آخرت میں تو ان کے لیے دوزخ کا عذاب ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ انھوں نے اللہ اور اُس کے رسولؐ سے عداوت کی اور جو اللہ سے عداوت کرے گا تو اللہ یقیناً سخت عذاب دینے والا ہے"۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر وہ چیز نازل کی جس کی وجہ سے وہ لوگ آپؐ پر عیب لگا رہے تھے کہ انھوں نے کھجوروں کے درختوں کو کاٹ دیا ہے۔ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ "تم لوگوں نے جو کھجوروں کے درخت کاٹے یا جن کو جڑوں پر باقی رہنے دیا یہ سب اللہ کے حکم سے تھا اور اس لیے بھی کہ فاسقوں کو ذلیل خوار کرے"۔

پھر اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن ابی کی مذمت میں یہ آیت نازل فرمائیں:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۡ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ "کیا آپؐ نے منافقین کو نہیں دیکھا جو اپنے اہلِ کتاب کافر بھائیوں سے کہہ رہے تھے: اگر تمھیں نکالا گیا تو ہم تمھارے ساتھ نکلیں گے اور تمھارے بارے میں ہم کبھی کسی بات پر ہرگز نہیں مانیں گے اور

https://www.shiabookspdf.com

تمھارے خلاف جنگ کی گئی تو ہم تمھاری مدد کریں گے لیکن اللہ گواہی دیتا ہے یہ لوگ قطعی جھوٹے ہیں۔ اگر ان کو نکالا گیا تو یہ لوگ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے۔ اور اگر ان سے جنگ ہوئی تو یہ ان کی ہرگز مدد نہیں کریں گے"۔

پھر اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن ابی کے بارے میں فرمایا: كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ : ان کی مثال ان سے پہلے والوں کی سی ہے، یعنی بنی قینقاع کی سی ہے۔ انھوں نے اپنے کام کا تلخ مزہ چکھا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عبداللہ بن ابی اور بنی نضیر کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا:

كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۷﴾

"ان کی مثل شیطان کی سی ہے جو انسان سے کہتا ہے کہ کفر کرو جب وہ کفر کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میں تجھ سے بری ہوں۔ میں ربّ العالمین سے ڈرتا ہوں۔ دونوں کا انجام بُرا ہوگا۔ دونوں جہنم میں ہمیشہ رہیں گے اور ظالموں کی یہ ہی جزا ہے"۔

اس کے بعد مؤلف فرماتے ہیں کہ اس روایت میں کچھ کلمات ایسے بھی ہیں جو علی بن ابراہیم کی روایت میں نہیں ہیں۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالصلت سے نقل کیا ہے، انھوں نے بنی نضیر کے غزوہ میں یہ اضافہ کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے فرمایا: اگر تم چاہو تو یہ مال مہاجرین کو دے دوں اور اگر تم چاہو تو اس مال کو تمھارے اور ان کے درمیان میں برابر تقسیم کر دوں؟ تو انصار نے عرض کیا: آپؐ اس مال کو مہاجرین میں تقسیم کر دیں۔ چنانچہ آپؐ نے وہ مال مہاجرین میں تقسیم کر دیا اور انصار میں سے کسی کو کچھ نہ دیا سوائے دو آدمیوں کے۔ اور وہ دو سہل بن حنیف اور ابودجانہ ان دونوں نے خود اپنی ضرورت کا اظہار کیا تھا۔

کھجور جنّت سے نازل ہوئی تھی

مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوْهَا قَاۗىِٕمَةً عَلٰٓى اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ

https://www.shiabooks.pdf.com

اللّٰهِ وَلِيُخْزِيَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۶ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ كَيْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ ؕ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۷

[ترجمہ] تم لوگوں نے جو کھجوروں کے درخت کاٹے یا جن کو اپنی جڑوں پر باقی رکھا یہ سب اللہ کے حکم سے تھا اور یہ اس لیے تھا تاکہ وہ فاسقوں کو ذلیل وخوار کرے اور جو مال اللہ نے ان کے قبضے سے نکال کر اپنے رسولؐ کی آمدنی قرار دیا ہے (اس میں تمھارا کوئی حق نہیں ہے) کیونکہ اس کے لیے تم نے اپنے گھوڑے اور اُونٹ نہیں دوڑائے لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے قبضہ وغلبہ عطا کر دیتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ نے ان بستی والوں سے جو کچھ بھی اپنے رسولؐ کی طرف پلٹا دیا ہے وہ اللہ اور رسولؐ اور قریب ترین رشتہ داروں اور یتیموں اور مساکین اور مسافروں کے لیے ہے تاکہ وہ مال تمھارے مال داروں کے درمیان گردش نہ کرتا رہے اور رسولؐ جو کچھ تمھیں دے دیں وہ لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رُک جاؤ۔ اللہ سے ڈرو، اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوخدیجہ سے نقل کیا ہے

https://www.shiabookspdf.com

انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: عجوہ کھجور تمام کھجوروں کی ماں ہے۔ یہ وہی ہے جس کو اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے نازل کیا تھا اور عجوہ کھجور کے بارے میں ہی اللہ نے یہ بیان کیا ہے کہ جن درختوں کو آپ نے کاٹ دیا یا جن کو جڑوں پر باقی رکھا، وہ سب اللہ کے حکم سے تھا۔ مراد عجوہ کھجور کے درخت تھے جن کو آپ نے باقی رہنے دیا تھا۔

مالِ فئے اللہ اور اُس کے رسولؐ کا ہے

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیم بن قیس ہلالی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! ذی القربیٰ سے اللہ کی مراد ہم ہیں جن کو اللہ نے اپنے اور اپنے رسولؐ کے ساتھ ملایا ہے۔ پس اس نے کہا ہے: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى.....وہ مال جو اللہ نے ان بستی والوں کے مال سے نکال کر اپنے رسولؐ کی آمدن میں قرار دیا ہے وہ اللہ اور اُس کے رسولؐ اور قریبی رشتہ داروں کا ہے۔ پس وہ خاص کر ہمارے لیے ہے اللہ نے ہمارے لیے صدقہ کا کوئی حصّہ نہیں قرار دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ اور ہماری عزّت و اِکرام کے لیے قرار دیا اور ہمیں لوگوں کے ہاتھوں کی میل کھانے سے بچایا ہے۔

حدیث 2 التہذیب میں جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن علی الحلبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ط (''جو مال اللہ نے بستی والوں کے مال سے نکال کر اپنے رسولؐ کی آمدن میں قرار دیا ہے، پس اس پر گھوڑے اور اُونٹ نہیں دوڑائے گئے لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے تسلط دے دے'') کے ذیل میں فرمایا: فئے وہ مال ہے جس پر خون ریزی اور قتل و قتال نہیں ہوا اور انفال بھی اسی کی مثل ہے وہ اس کی منزلت پر ہے۔

حدیث 3 التہذیب میں جناب شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: زمین سے فئے و انفال سے مراد وہ زمین ہے

https://www.shiabookspdf.com

جس پر خون ریزی نہ ہوئی ہو یا قوم والوں نے صلح کی اور اپنے ہاتھوں سے وہ زمین دی ہو یا ویران زمین اور دامن کوہ وغیرہ یہ سب مالِ فئے ہے۔ پس یہ مال اللہ اور اُس کے رسولؐ کا ہے اور جو مال اللہ کا ہے وہ بھی رسولؐ کا ہے اور جو رسولؐ کا مال ہے وہ رسولؐ کے بعد امام کا ہے۔ اور اللہ کا یہ قول: وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ (جس مال کو اللہ نے اپنے رسولؐ کی آمدنی میں قرار دیا (اس میں تمھارا کوئی حق نہیں ہے) کیونکہ اس کے لیے نہ تو تم نے گھوڑے دوڑائے اور نہ اُونٹ) اور اللہ کا یہ قول: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى..... (اور جو مال اللہ نے بستی والوں کے مال سے نکال کر اپنے رسولؐ کی آمدن میں قرار دیا ہے)۔

فرمایا: یہ غنیمت کی منزلت پر ہے۔ میرے بابا فرمایا کرتے تھے اس مال میں ہمارے لیے دو حصوں کے علاوہ کوئی حصّہ نہیں۔ ایک رسولؐ کا حصّہ اور دوسرا ذی القربیٰ کا حصّہ۔ یہ فقط ہمارا ہے اور باقی مال میں ہم لوگوں کے ساتھ شریک ہیں۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب منصور بن حازم سے کیا ہے اور انھوں نے جناب زید بن علی زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ میں نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں اللہ تعالیٰ کے اس قول: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى میں ذی القربیٰ سے کون مراد ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! ذی القربیٰ سے مراد ہمارے قرابت دار ہیں۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عمرو بن ابی المقدام سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ لا (وہ مال جو اللہ نے بستی والوں سے اپنے رسولؐ کی آمدن میں قرار دیا ہے وہ اللہ اور رسولؐ اور ذی القربیٰ، یتامیٰ و مساکین اور مسافروں کے لیے ہے) کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ آیت خاص کر ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے، پس جو مال اللہ اور اُس کے رسولؐ کا

https://www.shiabookspdf.com

ہے وہ ہمارا ہے اور ہم ہی ذوی القربیٰ ہیں اور ہم ہی مساکین ہیں۔ ہماری مسکنت رسولؐ خدا کی نسبت کبھی ختم نہیں ہوگی اور ابن سبیل ہم ہیں۔ اللہ کے راستے کی ہمارے علاوہ کسی نے معرفت حاصل نہیں۔ سارا امر ہمارے لیے ہے۔

جو رسولؐ دے وہ لے لو جس سے روکے رُک جاؤ

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابواسحاق نحوی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پس میں نے سنا کہ آپ فرمارہے تھے: تحقیق، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی محبت پر مؤدب فرمایا۔ پھر ان کے لیے فرمایا: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (سورۂ قلم: آیت ۴) "آپؐ خلق عظیم پر فائز ہیں"۔ پھر اُمور کو آپؐ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (جو رسولؐ دے وہ لے لو اور جس سے روکے رُک جاؤ)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (سورۂ نساء: آیت ۸۰) "جس نے رسولؐ کی اطاعت کی پس اس نے اللہ کی اطاعت کی"۔

پھر آپؑ نے فرمایا: تحقیق رسولؐ خدا نے وہ اُمور حضرت علی علیہ السلام کے سپرد فرمائے اور اس کو اس پر امین قرار دیا۔ پس تم نے اس کو تسلیم کیا اور لوگوں نے اس کا انکار کیا۔ خدا کی قسم! ہم تم سے محبت کرتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں جو ہم کہیں وہ تم کہو اور جس کے بارے میں ہم خاموش رہیں تم بھی خاموش رہو۔ ہم تمھارے اور اللہ کے درمیان واسطہ ہیں اور اللہ نے ہمارے امر کے خلاف کسی ایک کے لیے بھی خیر نہیں قرار دیا۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روایت کو جناب ابواسحاق سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی نقل کیا ہے۔

حدیث 3 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب موسیٰ بن اشیم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا۔ پس ایک بندے نے آپؑ سے اللہ کی کتاب کی ایک آیت کے بارے میں سوال کیا۔ آپؑ نے اس کو اس کے بارے میں بتایا۔ پھر ایک بندہ آپ کی خدمت میں آیا اور اس نے بھی اسی آیت کے بارے میں سوال کیا۔ تو آپؑ نے اس دوسرے بندے کو وہ جواب دیا جو پہلے کے جواب کے علاوہ تھا، جو پہلے کے جواب کے بالکل اُلٹ و الگ تھا۔ میرے دل میں اس کی

https://www.maablib.org

وجہ سے وہ چیز داخل ہوگی جو اللہ چاہتا تھا۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ میں چھری سے اپنے دل کو چیر لوں اور میں نے اپنے آپ سے کہا کہ میں نے شام میں ابوقتادہ کو چھوڑا تھا کہ وہ کبھی داؤ کو تبدیل کر دیتا تھا۔ میں یہاں اس کے پاس آیا ہوں اور یہ ہے کہ اس نے بالکل ہی سب کچھ بدل دیا ہے۔ میں ابھی اسی حالت میں ہی تھا کہ ایک اور شخص داخل ہوا اور اس نے بھی اسی آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے اس کو وہ جواب دیا جو پہلے دونوں کے علاوہ تھا۔ پس میرے دل کو سکون آیا کہ لامحالہ یہ تقیہ کی بناء پر آپ نے کیا ہے۔ پھر آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے فرمایا: اے ابن اثیم! تحقیق اللہ تعالیٰ نے سلیمان بن داؤد کا معاملہ سپرد کرتے ہوئے فرمایا: هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ (سورۂ ص، آیت ۳۹) "یہ ہماری عطا ہے پس تو چاہے تو کسی پر احسان و منت قرار دے چاہے تو روک لے۔ یہ ہماری عطا بغیر حساب ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُمور سپرد کرتے ہوئے فرمایا ہے: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسولؐ کے سپرد کیا ہے وہ اس نے ہمارے سپرد بھی کیا ہے)۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ دونوں نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے امر کو اپنے نبی کے سپرد کیا ہے تاکہ وہ دیکھ لے کہ مخلوق نبیؐ کی کس طرح اطاعت کرتی ہے۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

حدیث 5 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضل بن یسار سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ اپنے بعض اصحاب سے فرما رہے تھے۔ ان میں جناب قیس الماصر بھی موجود تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت اچھے ادب کے ساتھ مؤدب کیا اور آپؐ کو بہترین ادب عطا فرمایا۔ جب آپؐ ادب میں کامل و اکمل ہوگئے تو آپؐ کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ (سورۂ قلم: آیت ۴) "تحقیق آپؐ خلق عظیم کے مرتبہ پر فائز ہیں"۔ پھر دین اور اُمت کے اُمور آپؐ کے سپرد فرمائے تاکہ آپؐ اپنے اور اس کے بندوں کے اُمور کی تدبیر کر سکیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (جو رسولؐ دے وہ لے لو اور جس سے

https://www.ahlibooksspdf.com

روکے اس سے رُک جاؤ)۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کو راہِ راست کی طرف ہدایت یافتہ بنایا اور مومن اور روح القدس سے اس کی تائید فرمائی۔ اس وجہ سے آپؐ ہمیشہ خطا سے محفوظ رہے یعنی معصوم تھے کیونکہ آپؐ نے اُمت کے اُمور کی تدبیر کرنا تھی۔ پس آپؐ اللہ کے ادب سے مؤدب ہو چکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نماز کو دو دو رکعت کرکے دس رکعات میں واجب قرار دیا۔ پھر رسولِ خدا نے دو دو رکعت کا اضافہ فرمایا اور نمازِ مغرب میں ایک رکعت کا اضافہ فرمایا تو رسولِ خدا کی یہ اضافہ شدہ رکعات واجب کی مثل ہوگئیں۔ جن کا سوائے سفر کے ترک کرنا جائز نہیں۔ مغرب کی تیسری رکعت کا اضافہ فرمایا تو اس کا سفر اور حضر دونوں میں پڑھنا لازم ہے۔ اس کو ترک کرنا جائز نہیں۔ اس اضافے کی جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اجازت دے دی تو فریضہ رکعات سترہ ہوگئیں۔

پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونتیس رکعت ونوافل کو بطور سنت قرار دیا جو فریضہ کے دو برابر تھیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو ان نوافل کی بھی اجازت دی تو نوافل وفریضہ کی یوں اکاون (۵۱) رکعات ہوگئیں۔ اور نمازِ عشاء کے بعد بیٹھ کر جو دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے وہ بمنزلہ ایک رکعت کے شمار ہوتی ہے اور وہ نمازِ وتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سال میں ماہِ رمضان کے روزے واجب فرمائے تھے تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعبان کے روزوں کی بنیاد رکھی۔ اور ہر ماہ کے تین دن روزے رکھنے کی بنیاد رکھی (یعنی سنت قائم کی) یہ واجب روزوں کے دو برابر ہوگئے جو نوافل ومستحب روزے ہیں۔ پس اللہ نے اس کی بھی رسولِ خدا کو اجازت دے دی (یعنی اس کو اپنی عبادت قرار دیا)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام قرار دیا تو رسولؐ اللہ نے ہر نشہ آور پی جانے والی چیز کو حرام قرار دیا۔ اللہ نے اس تبدیلی کی بھی رسولؐ کو اجازت دے دی۔

پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سی چیزوں کے استعمال کو معاف کر دیا لیکن مکروہ و ناپسند قرار دیا اور ان سے تحریمی نہی نہ کی، صرف کراہت کی بنیاد پر ان سے روکا۔ پھر ان میں رخصت بھی دی اور اس رخصت کا اخذ کرنا بندوں پر واجب قرار دیا۔ پس جس میں رسولِ خدا نے رخصت نہیں دی اور اس سے روکا وہ نہی حرام ہوگی اور نہ امر دیا واجب کی مانند امر کرنا۔ پس بہت زیادہ مشروبات ہیں ان سے بندوں کو روکا گیا ہے، حرام کی نہی ہے اور اس میں کسی ایک کے لیے بھی رخصت نہیں ہے اور رسولِ خدا نے بھی اس میں رخصت نہیں دی کہ وہ دو رکعت جن کا رسولِ خدا نے اضافہ کیا ہے ان کو

https://www.shiabookspdf.com

چھوڑا جائے اور اس کو ترک کرنے کی کسی ایک کو بھی اجازت نہیں دی وہ سوائے مسافر کے۔ پس کسی ایک کے لیے یہ جائز نہیں کہ جس میں رسولؐ خدا نے رخصت نہیں دی وہ اس میں رخصت حاصل کرے۔ پس رسولؐ خدا کے امر کی موافقت اللہ کے امر کی طرح واجب و لازم ہے اور رسولؐ خدا کی نہی سے رُکنا اللہ کی نہی سے رُکنے کی مانند ضروری ہے۔ بندوں پر واجب ہے کہ رسولؐ خدا کے امر کے سامنے ویسے ہی تسلیم ہو جائیں جیسے اللہ کے سامنے تسلیم ہونا واجب ولازم ہے۔

حدیث 6 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام دونوں سے سنا ہے، کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے اُمور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس لیے سپرد کیے ہیں تاکہ وہ دیکھیں کہ مخلوق کس طرح سے اس کی اطاعت کرتی ہے۔ اس کے بعد آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ

حدیث 7 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ادب سکھایا۔ پس جب آپؐ وہاں تک پہنچ گئے جس کا اللہ نے ارادہ کیا تھا تو پھر اس کے بارے میں فرمایا: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (سورۂ قلم: آیت ۴) اور پھر اپنا دین نبیؐ کے سپرد کر دیا۔ پھر فرمایا: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (جو رسولؐ دے وہ لے لو اور جس سے تمھیں روکے اُس سے رُک جاؤ)۔ پس اللہ نے فرائض کو واجب کیا اور پھر کسی امر کے اضافے سے جدید احکام کی کوئی گنجائش نہ قرار دی۔ پھر رسولؐ خدا نے ایک ششم واجبات کا اضافہ فرمایا اور اللہ نے ان کی اجازت دے دی۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: هٰذَا عَطَآؤُنَا ''یہ ہماری بغیر حساب عطا ہے''۔ پس تم احسان کرو یا روک لو۔

حدیث 8 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الحسن المیثمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مؤدب کیا اور جہاں وہ چاہتا تھا وہاں اس کو قائم کیا۔ پھر اس کی طرف اُمور سپرد کرتے ہوئے فرمایا: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ (جو رسولؐ دے وہ لے لو) اور وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (اور جس سے تمھیں روکے اس سے رُک جاؤ) اور جو اُمور رسولؐ خدا کے سپرد ہوئے وہی ہمارے سپرد ہوئے ہیں۔

https://www.ahlehaqbooks.com

حدیث 9 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زید الشحام سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ (سورۂ ص، آیت ۳۹) اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک بہت بڑی سلطنت عطا فرمائی تھی۔ پھر اسی آیت کو اللہ نے رسولؐ اللہ کے بارے میں جاری فرمایا۔ پھر جو چاہا انھیں عطا کیا اور جو نہ چاہا وہ عطا نہ فرمایا اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسولؐ کو عطا فرمایا وہ سلیمانؑ کی عطا سے کہیں زیادہ و افضل ہے۔ آپؐ کے بارے میں فرمایا: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (جو رسولؐ دے وہ لے لو اور جس سے تمھیں روکے رُک جاؤ)۔

حدیث 10 بصائر الدرجات میں جناب محمد بن الحسن الصفار نے جناب ابواسامہ سے نقل کیا ہے، آپؑ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق کیا۔ پھر اُن کو ادب سکھایا یہاں تک کہ آپؐ کی عمر چالیس برس ہوگئی۔ پھر ان کی طرف وحی فرمائی اور اشیاء ان کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (جو رسولؐ دے وہ لے لو اور جس سے تمھیں روکے رُک جاؤ)۔

حدیث 11 بصائر الدرجات میں جناب محمد بن الحسن الصفار نے جناب زرارہ سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے سنا ہے، دونوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے اُمور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد فرمائے تاکہ وہ دیکھ لے کہ مخلوق کس طرح نبیؐ کی اطاعت کرتی ہے اور فرمایا: ''جو رسولؐ دے وہ لے لو اور جس سے روکے رُک جاؤ''۔

حدیث 12 بصائر الدرجات میں جناب محمد بن الحسن الصفار نے جناب القسم بن محمد سے نقل کیا ہے، انھوں نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ادب سکھایا، آپؐ کا احسن و بہترین ادب ہوگیا۔ پس اس نے فرمایا: خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۱۹۹﴾ (سورۂ اعراف: آیت ۱۹۹) ''اے محمدؐ! درگزر سے کام لیں، نیک کاموں کا حکم دیں اور جاہلوں سے کنارہ کش ہوجائیں''۔

https://www.shiabookspdf.com

پس نبی ﷺ اس مقام پر فائز ہوگئے تو آپؐ کے لیے یہ نازل فرمایا: وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (سورۂ قلم: آیت ۴) "آپؐ خلق عظیم پر فائز ہیں" اور پھر اپنے دین کے اُمور آپؐ کے سپرد کیے اور فرمایا: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (جو رسولؐ دے وہ لے لو اور جس سے تمھیں روکے رُک جاؤ)۔ پس اللہ نے فقط شراب کو حرام کیا تو رسولؐ خدا نے ہر نشہ آور چیز کو حرام کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دے دی، یعنی اس کو بھی حرام قرار دے دیا۔ اور اللہ نے اپنے دین کے اُمور کسی ایک نبیؑ کو بھی تفویض نہیں فرمائے تھے۔

حدیث 13 عیون اخبار الرضاؑ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام رضاؑ کے خادم یاسر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ تفویض کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

امامؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے اُمور اپنے نبی ﷺ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (جو رسولؐ دے وہ لے لو اور جس سے تمھیں روکے رُک جاؤ)۔ لیکن خلق کرنا اور رزق دینا یہ سپرد نہیں فرمائے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: ہر چیز کا خالق اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: وہی اللہ ہے جس نے تمھیں خلق کیا، پھر وہ تمھیں رزق دیتا ہے۔ پھر تمھیں مارتا ہے، پھر وہ ہی تمھیں زندہ کرے گا۔ کیا تمھارے شرکاء میں سے کوئی جو یہ کام کر سکے۔ اللہ مشرکوں کی باتوں سے پاک و منزہ ہے۔

حدیث 14 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب سلیم بن قیس ہلالی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (جو رسولؐ دے وہ لے لو اور جس سے تمھیں روکے رُک جاؤ)۔ اور اللہ سے ڈرو اور آلِ محمدؐ پر ظلم کرنے سے بچو کیونکہ جو بندہ آلِ محمدؐ پر ظلم کرے گا اللہ اس کو سخت عذاب دے گا۔

مؤلف بیان کرتے ہیں: روایات بہت زیادہ ہیں ہم ان پر ہی اکتفاء کر رہے ہیں تاکہ بات طویل نہ ہو جائے۔

https://www.shiabookspdf.com

جو اپنے نفس پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۚ﴿۸﴾ وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۚ﴿۹﴾

[ترجمہ] یہ مال فئے ان غریب مہاجرین کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور اموال سے بے دخل کر دیئے گئے جو اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں۔ نیز اللہ اور اس کے رسولؐ کی مدد کرتے ہیں۔ یہ ہی لوگ سچے ہیں۔ (یہ مال فئے ان کے لیے بھی ہے) جو پہلے سے اس گھر (دارالہجرت مدینہ) میں مقیم ہیں اور ایمان پر قائم تھے۔ وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ انھیں دے دیا گیا ہے اس سے وہ اپنے دلوں میں خلش نہیں رکھتے اور وہ اپنے آپ پر دوسروں کو فوقیت دیتے ہیں۔ اگرچہ خود محتاج ہوں اور جو اپنے نفس کو بخل سے بچالیں گے۔ پس وہی کامیاب لوگ ہیں"۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلمۃ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص جس کے پاس ایک دن کی غذا ہے تو کیا وہ کسی دوسرے شخص کو عطا کرے جس کے پاس کچھ نہیں ہے اور جس کے پاس ایک ماہ کی غذائی سامان ہے وکیا

https://www.shiabookspdf.com

وہ اس شخص کو دے دے جس کے پاس اس سے کم ہے؟ یا جس کے پاس ایک سال کا غذائی سامان ہے وہ کیا اس بندے کو دے جس کے پاس اس سے کم ہے؟ یا وہ سب اپنے پاس روک کر رکھے اس کی کوئی ملامت نہیں ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہاں دو امر ہیں: پہلا: لوگوں میں افضل اور آخرت کی طرف زیادہ رغبت رکھنے والا وہ ہے جو دوسروں کو اپنے نفس پر فوقیت و ترجیح دے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (وہ دوسروں کو اپنے نفسوں پر مقدم رکھتے ہیں اگرچہ وہ خود بھی ضرورت مند ہیں)۔

دوسرا یہ کہ اگر وہ اپنے ہاتھ کو روک لے تو اس پر کوئی ملامت نہیں۔ اُوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے خیر و بہتر ہے۔ جو تیرے ذمہ ہے اس کو شروع کرو۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن سوید السنانی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ مجھے نصیحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: میں تجھے اللہ کے تقویٰ کا حکم دیتا ہوں۔ پھر آپؑ خاموش ہو گئے۔ پھر میں نے مال کی کمی کا شکوہ کیا۔ خدا کی قسم میرے پاس لباس نہیں تھا کہ ابوفلاں آیا اس کے بدن پر دو لباس تھے اور اس نے اپنا لباس اُتارا اور مجھے دیا اور میں نے اس لباس کو زیب تن کیا۔

آپؑ نے فرمایا: روزہ رکھو اور صدقہ دو۔

میں نے عرض کیا: وہ جو میرے بھائی نے مجھے دیا ہے اس سے صدقہ دوں؟

آپؑ نے فرمایا: جو اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے صدقہ کرو۔ اگر تم دوسروں کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے ہو؟

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو سخاوت کرتے ہیں اور تم میں سے سب سے بدتر وہ ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو سب سے اچھے اعمال کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ نیکی کرے اور ان کی حاجات کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔ اس سے شیطان کی ناک کو زمین پر رگڑا جا سکتا ہے اور جہنم سے بچا جا سکتا ہے اور جنت میں اپنا گھر بنایا جا سکتا ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے جمیل! میرے معنوی حُسن و جمال کے پیکر اصحاب کو میری یہ حدیث سنا دو۔

https://www.shiabookspdf.com

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں آپؑ کی مراد کون لوگ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نیک لوگ جو اپنے دینی بھائیوں سے تنگی اور کشادگی دونوں صورتوں میں نیکی کرتے ہیں اور ان کی نصرت کرتے ہیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا: جن کے پاس مال و دولت ہے ان کے لیے یہ کام کرنا آسان ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح سرائی کی ہے جن کے پاس اپنی ضرورت کا مال ہے اور دوسروں کو اپنے اُوپر ترجیح دیتے ہیں۔ اللہ نے ان لوگوں کے لیے فرمایا ہے: وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ (اور جو لوگ اپنے آپ کو بخل سے بچالیں گے وہی کامیاب ہیں)۔

حدیث 4 امالی میں جناب الشیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے نیز جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو سخاوت کرتے ہیں اور تم میں سے سب سے بدتر اور شریر وہ لوگ ہیں جو بخل کرتے ہیں..... (گذشتہ حدیث کا مطالعہ فرمائیں)۔

حدیث 5 امالی میں جناب شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام میں سے کسی ایک کی خدمت میں عرض کیا کہ کون سا صدقہ افضل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کم مال والے بندے کا، ضرورت مند کو صدقہ دینا۔ کیا تُو نے نہیں سنا کہ اللہ فرماتا ہے: وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ تو اس میں مال کی زیادتی والے مراد نہیں۔

حدیث 6 امالی میں جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابان بن تغلب سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں، ایک مومن کا دوسرے مومن پر کیا حق ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کو جواب دو، اس کو رَد نہ کرو، اس کی مدد کرو۔

ابان نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں میں نے کبھی مومن کو رَد نہیں کیا۔ اس کو مثبت جواب دیتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابان! اپنا آدھا مال اس کو دے دو۔ اس کے بعد آپؑ میری طرف متوجہ ہوئے کہ دیکھیں کہ میرا حال کیسا ہے؟

https://www.shiabookspdf.com

پھر فرمایا: اے ابان! کیا تو نہیں جانتا کہ خداوند عالم نے ان کو یاد کیا ہے جو دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے ہیں۔

ابان نے عرض کیا: کیوں نہیں میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے ابان! اگر تو نے اپنا آدھا مال اس کو دے دیا تب بھی تو نے اس کو اپنے اُوپر ترجیح نہیں دی بلکہ تو نے اس کو اپنے برابر قرار دیا ہے۔ اس کو اپنے پر ترجیح اس وقت ہوگی جب تو اپنا دوسرا آدھا بھی اس کو دے دے۔

حدیث 7 امالی میں جناب شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوہریرہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپؐ سے اپنی بھوک کی شکایت کی (یعنی کہا کہ میں بھوکا ہوں) آپؐ نے اپنی اَزواج کے گھر کسی کو بھیجا تو اَزواج نے کہا: ہمارے گھروں میں ہمارے پاس پانی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: کون ہے جو آج کی رات اس بندے کو اپنے ہاں مہمان بنائے؟

تو حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں اس کے لیے حاضر ہوں۔ پس آپؑ جنابِ فاطمہؑ کے پاس آئے اور فرمایا: اے بنت رسولؐ اللہ! آپؑ کے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ تو بی بیؑ نے کہا: ہمارے پاس فقط بچوں کی آج کی غذا ہے لیکن اپنے مہمان کو اپنے پر ترجیح دیتے ہیں۔

جناب علیؑ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! اپنے بچوں کو سُلا دو اور چراغ کو بجھا دو (اور مہمان کو کھانا دے دو)۔ جب صبح ہوئی تو آپؑ نے رسولؐ خدا کو رات کے واقعہ کے بارے میں خبر دی۔ ابھی رات پوری نہ ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی: وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ ''وہ لوگ جو دوسروں کو اپنے اُوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود ضرورت مند ہوتے ہیں اور جو اپنے آپ کو بخل سے بچا لیں پس وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں''۔

حدیث 8 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے نیز ابوہریرہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے آپؐ سے اپنی بھوک کی شکایت کی۔

https://www.shiabookspdf.com

اس کے بعد وہی گذشتہ حدیث کو ذکر کیا۔

حدیث 9 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب کلیب بن معاویہ اسدی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٩﴾ (وہ لوگ جو دوسروں کو اپنے اُوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود ضرورت مند ہوتے ہیں اور جو اپنے آپ کو بخل سے بچالیں پس وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں) کے ذیل میں فرمایا کہ ایک دن حضرت علی علیہ السلام جناب فاطمہ علیہا السلام کے پاس موجود تھے تو بی بیؑ نے کہا: یا علیؑ! میرے باباؐ کے پاس جائیں اور ان سے گھر کی غذا کے لیے کچھ طلب کریں۔ تو حضرت علیؑ نے کہا: ہاں۔ پس آپؑ رسولِؐ خدا کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے اُن کو ایک دینار دیا اور فرمایا: اے علیؑ! جاؤ اس سے اپنے گھر والوں کے لیے غذا کا سامان خریدو۔ پس حضرت علیؑ آپؐ کے پاس سے باہر آئے تو راستے میں آپؑ کی ملاقات جناب مقداد بن اسودؓ سے ہوئی اور جب تک خدا نے چاہا آپ دونوں وہاں کھڑے رہے۔ تو جناب مقدادؓ نے اپنی حاجت کو آپؑ کے سامنے بیان کردیا تو آپؑ نے وہ دینار اسے دے دیا اور خود مسجد کی طرف چلے گئے اور آپؑ نے سرزمین پر رکھا اور سو گئے۔ پس رسولِؐ خدا آپؑ کا انتظار کر رہے تھے، آپؑ نہ آئے پھر انتظار کیا۔ پھر آپؑ نہ آئے۔ پس رسولِؐ خدا مسجد کی طرف آئے۔ اچانک آپؐ نے دیکھا کہ علیؑ مسجد میں سو رہے ہیں۔ پس رسولِؐ خدا نے آپؑ کو ہلایا تو آپؑ بیدار ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! تُو نے کیا کیا ہے؟

آپؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں آپؐ کے پاس سے باہر آیا تو راستے میں میری ملاقات مقداد بن اسود سے ہوئی اور جو خدا چاہتا تھا وہ اس نے میرے سامنے ذکر کیا تو میں نے وہ دینار اس کو دے دیا۔

رسولِؐ خدا نے فرمایا: آگاہ ہوجاؤ کہ حضرت جبرئیلؑ نے اس کے بارے میں مجھے خبر دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی شان میں اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمائی ہے: وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٩﴾ ”وہ لوگ جو دوسروں کو اپنے اُوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود ضرورت مند ہوتے ہیں اور جو اپنے آپ کو بخل سے بچالیں پس وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں“۔

حدیث 10 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جابر بن یزید سے نقل کیا اور انھوں

https://www.shiabookspdf.com

نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مال اور لباس آئے۔ اصحاب آپؐ کے اردگرد موجود تھے۔ آپؐ نے وہ مال اور لباس ان میں تقسیم کر دیئے اور آپؐ کے پاس کچھ نہ بچا۔ پس جب آپؐ مال و لباس تقسیم کرنے سے فارغ ہوئے تو ایک شخص مہاجرین کے فقراء میں سے آپؐ کے پاس آیا جو تقسیم کے وقت غائب تھا۔ جب رسولؐ خدا نے اس کو دیکھا تو آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اپنا حصّہ اس غریب کو دے اور اس کو اپنے اُوپر ترجیح دے؟ پس حضرت علیؑ نے سنا تو عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرا حصّہ آپؐ اس کو دے دیں۔ پس رسولؐ خدا نے وہ حصّہ اُٹھایا اور اس شخص کو دے دیا۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو نیکی کی طرف سبقت کرنے والا قرار دیا ہے۔ اپنا مال دوسروں کو عطا کرنے والا قرار دیا ہے۔ آپؑ مومنین کے یعسوب (سردار) ہیں جبکہ مال ظلمہ کا یعسوب ہے اور ظالم وہ ہیں جو آپؑ پر حسد کرتے ہیں اور تمھارے اُوپر تجاوز کرتے ہیں اور میرے بعد تمھارے حق کے لیے رکاوٹ بننے والے ہیں۔

حدیث 11 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جابر بن یزید سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور آپؐ کے اصحاب آپؐ کے اردگرد موجود تھے۔ پس حضرت علی علیہ السلام آئے اور آپؐ کے بدن پر پرانا اور پیوند زدہ لباس تھا جس سے آپؐ کے جسم کا بعض حصّہ نظر آرہا تھا۔ آپؐ رسولؐ خدا کے پاس بیٹھ گئے۔ رسولؐ خدا نے کچھ دیر آپؑ کی طرف دیکھا اور پھر اس آیت کی تلاوت کی: وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٩﴾ پھر آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! جن لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے آپؑ ان کے سردار اور امام ہیں۔

پھر فرمایا: اے علیؑ! وہ لباس جو میں نے آپؑ کو دیا تھا وہ کہاں ہے؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کا ایک صحابی میرے پاس آیا اور اس نے اپنے اور گھر والوں کی عریانی اور بے لباسی کی شکایت کی۔ مجھے اس پر رحم آیا اور میں نے اس کو اپنے نفس پر ترجیح دے دی اور وہ لباس اُسے دے دیا۔ اور میں جانتا تھا کہ عنقریب میرا اللہ مجھے اس سے اچھا لباس عطا فرمائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

رسولؐ خدا نے فرمایا: اے علیؑ! تم نے سچ کہا۔ میرے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے ہیں اور انھوں نے مجھے آپؑ کے بارے میں بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے لیے اس لباس کی جگہ ایک ایسا لباس قرار دیا ہے جو سبز رنگ کا ہے اور اس کو یاقوت و زبرجد سے مزین کیا ہے وہ تمھیں عطا کرے گا اور بہترین جزا وہ جزا ہے جو اللہ نے تمھاری اس عداوت کے مقابل میں اور تمھارا دوسرے کو اپنے نفس پر ترجیح دینے کی وجہ سے قرار دی ہے اور اس پرانے لباس زیب تن کرنے پر صبر کی وجہ سے قرار دی ہے۔ پس اے علیؑ! آپؑ کو بشارت ہو۔ پس حضرت علیؑ کو رسولؐ خدا نے جو خبر دی تھی اس پر خوش خوش واپس گھر چلے آئے۔

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿١٠﴾

[ترجمہ] (اور یہ فئے ان لوگوں کے لیے بھی ہے) جو ان کے بعد آئے ہیں۔ کہتے ہیں: ہمارا ربّ ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی نفرت و عداوت نہ رکھ۔ ہمارا ربّ تو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 امالی میں جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمٰن بن کثیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہ السلام سے نقل کیا اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے والد ماجد علیؑ بن حسینؑ سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے امام الحسن بن علی ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا ہے آپؑ نے وہ خطبہ جو معاویہ کے ساتھ صلح کے وقت فرمایا۔ معاویہ کے سامنے آپؑ نے فرمایا: اے معاویہ! میرا بابا وہ شخص ہے جس نے رسولؐ خدا کی سب سے پہلے تصدیق فرمائی اور اپنی جان کے ساتھ آپؐ کی حفاظت کی اور ہمیشہ جو بھی رسولؐ خدا کے سامنے کوئی معرکہ آتا تو آپؐ میرے بابا کو مقدم رکھے اور ہر مشکل کام کے لیے میرے بابا کو روانہ کرتے کیونکہ

http://www.shiabooks.pdf.com

آپؑ اس کے بارے میں میرے باباؑ پر اعتماد و وثوق رکھتے تھے اور آپؑ اس پر اطمینان رکھتے تھے اور آپؑ جانتے تھے کہ علیؑ اللہ اور اُس کے رسولؐ کے مقرب ترین فرد ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ﴿۱۱﴾ (سورۂ واقعہ: آیت ۱۰-۱۱) میرے باباؑ تمام سبقت کرنے والوں میں سے اللہ اور اُس کے رسولؐ کی طرف سبقت کرنے والے ہیں اور تمام مقربین ترین سے بھی مقرب تر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً (سورۂ حدید: آیت ۱۰) ”تم میں سے جنھوں نے فتح مکہ سے قبل مال خرچ کیا اور راہِ خدا میں جہاد کیا وہ دوسروں کے برابر نہیں ہیں۔ ان کا درجہ بہت بڑا ہے“۔

سب سے پہلے اللہ اور رسولؐ اللہ کی ہجرت کرنے والے اور ان سے الحاق کرنے والے والے ہیں اور سب سے زیادہ بخشش کرنے والے اور وسیع انفاق کرنے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰﴾ (اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں مومنین کے لیے عداوت نہ قرار دے۔ اے ہمارے ربّ تو مہربان اور رحم کرنے والا ہے)۔

پس اس آیت کے تحت تمام اُمت میرے باباؑ کے لیے استغفار کرنے والے ہیں کیونکہ وہ سب سے پہلے ایمان قبول کرنے والے تھے۔ ان سے قبل کوئی بھی اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لانے والا نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (سورۂ توبہ: آیت ۱۰۰) ”مہاجرین و انصار میں سے جن لوگوں نے سب سے پہلے سبقت کی اور نیک چلن میں ان کی پیروی ہوئے اللہ اُن سے راضی ہوا“۔

میرے باباؑ تمام سبقت کرنے والوں میں سے سابق ہیں اور اللہ نے سابقین کو پیچھے رہ جانے والوں کو ایسی

https://www.freeislamicbookspdf.com

فضیلت دی ہے، ایسے ہی سابقین میں سے جو سابقین ہیں ان کو فضیلت دی ہے۔

مؤلف بیان کرتے ہیں خطبہ طویل ہے۔ پورا خطبہ میں نے آیت تطہیر کے ذیل میں نقل کیا ہے، اس کی طرف رجوع کریں۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد ابن عباس نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ہر مسلمان پر فرض قرار دیا ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کے لیے استغفار کرے اور وہ یہ آیت ہے جس میں اللہ نے فرمایا: رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ (اے ہمارے رب! تو ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ایمان کی طرف سبقت کر چکے ہیں)۔

آپؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام ساری اُمت سے پہلے ایمان قبول کرنے والے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۱﴾ لَئِنْ اُخْرِجُوْا لَا يَخْرُجُوْنَ مَعَهُمْ ۚ وَلَئِنْ قُوْتِلُوْا لَا يَنْصُرُوْنَهُمْ ۚ وَلَئِنْ نَّصَرُوْهُمْ لَيُوَلُّنَّ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ لَاَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۳﴾ لَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا فِيْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ بَاْسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ؕ تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَمَثَلِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيْبًا ذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۵﴾ كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ ۚ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ

https://www.shiabooks.pdf.com

اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَآ اَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدَيْنِ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٧﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿١٨﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿١٩﴾

[ترجمہ] کیا آپؐ نے ان منافقوں کو نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب سے کافر بھائیوں سے کہتے ہیں: اگر تمھیں نکالا گیا تو ہم بھی تمھارے ساتھ ضرور نکل جائیں گے اور تمھارے بارے میں ہم کبھی بھی کسی کی بات ہرگز نہیں مانیں گے اور اگر تمھارے خلاف جنگ کی جائے گی تو ہم ضرور تمھاری مدد کریں گے لیکن اللہ گواہی دیتا ہے۔ یہ لوگ قطعاً جھوٹے ہیں۔ اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے اور اگر ان سے جنگ ہوئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے۔ اور اگر چہ ان کی مدد کے لیے آ بھی جائیں تو ضرور منہ موڑ کر بھاگ جائیں گے۔ پھر ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔ ان کے دلوں میں اللہ سے زیادہ آپؐ کی ہیبت وخوف پایا جاتا ہے یہ اس لیے کہ یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں۔

یہ سب مل کر تم سے نہیں لڑیں گے مگر قلعہ بند بستیوں یا دیواروں کی آڑ میں ان کی لڑائی آپس میں بھی شدید ہے۔ آپ انھیں متحد جانتے ہیں لیکن ان کے دل منتشر ہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ وہ عقل سے کام لینے والے نہیں ہیں۔ ان لوگوں کی طرح جنھوں نے ان سے قبل کچھ مدت پہلے اپنے عمل کا وبال چکھ لیا ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

شیطان کی طرح جب اس نے انسان سے کہا: کافر ہوجا۔ پھر جب وہ کافر ہوگیا تو

https://www.shiabooks.pdf.com

شیطان کہنے لگا: میں تجھ سے بری ہوں۔ میں تو عالمین کے ربّ اللہ سے ڈرتا ہوں۔
پھر ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ دونوں دوزخ میں ہوں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ظالموں کی یہ ہی سزا ہے۔
اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل (قیامت کے دن) کے لیے کیا بھیجا ہے اور اللہ سے ڈرو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ یقیناً اس سے خوب باخبر ہے۔ اور تم ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے انھیں خود فراموشی میں مبتلا کر دیا اور یہ ہی لوگ فاسق ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 علامہ فرماتے ہیں: اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ نَافَقُوۡا..... ذٰلِکَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیۡنَ﴿۱۷﴾ کا تذکرہ سورہ کے شروع میں گزر چکا ہے کہ ان سے مراد کون لوگ تھے؟

اللہ بھولتا ہے اور نہ وہ اشتباہ کرتا ہے

حدیث 2 عیون اخبار الرضا میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب القاسم بن محمد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی عبدالعزیز بن محمد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: نَسُوا اللّٰہَ فَاَنۡسٰىہُمۡ (اللہ کو بھول گئے، پس اللہ ان کو بھول گیا) کے بارے میں سوال کیا۔
آپؑ نے فرمایا: اللہ نہ بھولتا ہے اور نہ وہ اشتباہ کرتا ہے۔ یہ دونوں اوصاف مخلوق میں پیدا ہوتے ہیں فقط مخلوق بھولتی ہے اور اشتباہ کرتی ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ فرماتا ہے: مَا کَانَ رَبُّکَ نَسِیًّا﴿۶۴﴾ (سورۂ مریم: آیت ۶۴) "اے مریم! تیرا ربّ فراموش نہیں کرتا"۔ پس وہ لوگ جو اللہ کی ملاقات اور اس کی بارگاہ میں پیش ہونے کو بھول گئے تو انھوں نے خود اپنے آپ کو فراموش کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ نَسُوا اللّٰہَ فَاَنۡسٰىہُمۡ اَنۡفُسَہُمۡ ؕ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ﴿۱۹﴾ (اور تم ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے ہیں حقیقت میں وہ خود اپنے آپ کو بھول گئے ہیں اور یہ ہی لوگ فاسق ہیں)۔

https://www.shiabooks.pdf.com

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَآءَ يَوْمِهِمْ (سورۂ اعراف: آیت ۵۱) "آج ہم انھیں اس طرح بھلا دیں گے جیسے اُنھوں نے ہماری آج کی ملاقات کو بھلا دیا تھا"۔ مراد ہے کہ انھوں نے آج کی ملاقات کے لیے آمادگی کو چھوڑ دیا تو اس وجہ سے ان کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

اہل جنّت و اہل جہنم برابر نہیں ہیں

لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝۲۰

[ترجمہ] اہل جہنم اور اہل جنت برابر نہیں ہوسکتے۔ اہل جنت ہی کامیاب ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 عیون اخبار الرضاؑ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے باپ دادا کے ذریعے امیر المومنین علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت: لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝۲۰ (اہل جہنم اور اہل جنت برابر نہیں ہوسکتے، اہل جنت ہی کامیاب ہیں) کی تلاوت فرمائی۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اصحاب الجنۃ وہ ہیں جو میری اطاعت کرتے ہیں اور میرے بعد علی ابن ابی طالبؑ کے سامنے سرِ تسلیم ہوں گے اور اس کی ولایت کا اقرار کریں گے۔

آپؐ سے عرض کیا گیا کہ اصحاب النار کون ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: وہ لوگ جو علیؑ کی ولایت سے ناراحت ہوں اور میرے بعد عہد کو توڑ دے اور اس کے مقابلے میں جنگ کرے گا۔

حدیث 2 امالی میں جناب الشیخ طوسیؒ نے اسی سند کے ساتھ امیر المومنین علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی: لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝۲۰ گذشتہ حدیث میں بھی بیان کیا جاچکا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 3 امالی میں جناب شیخ طوسی نے جناب عطیہ بن سعد العوفی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب مخروج بن یزید الدھلی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک قوم کے ساتھ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ رسولؐ خدا نے اس آیت لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۭ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝۲۰ کی تلاوت فرمائی۔

راوی: ہم نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اہل جنّت کون لوگ ہوں گے؟

آپؐ نے فرمایا: جو میری اطاعت کرتے ہوں گے اور میرے بعد اس کے سامنے تسلیم ہوں گے۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور دونوں کو بلند کیا۔ آپؐ اس وقت رسولؐ خدا کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ پس جس نے اس کا انکار کیا، اس نے میرا انکار کیا اور جس نے میرا انکار کیا اس نے اللہ کو ناراض کیا۔

پھر فرمایا: اے علیؑ! آپؑ کی لڑائی میری لڑائی ہے اور آپؑ کی صلح و دوستی میری صلح اور دوستی ہے۔

عطیہ بیان کرتا ہے: میں زید بن ارقمؓ کے گھر گیا اور اس کے سامنے مخروج بن یزید کی بیان کردہ اس حدیث کا ذکر کیا تو اس نے بیان کیا: میں گمان نہیں کرتا تھا کہ جس جس نے اس حدیث کو رسولؐ خدا سے سنا ہے ان میں سے میرے علاوہ کوئی زندہ بچ گیا ہوگا۔

پھر فرمایا: آپؐ کے بعد بہت زیادہ لوگوں نے حضرت علیؑ کا انکار کیا حالانکہ انھوں نے رسولؐ اللہ سے اس حدیث کو سنا ہوا تھا اور پھر انھوں نے حضرت علیؑ کو رَد کر دیا۔

حدیث 4 صاحب اربعین نے اپنی کتاب اربعین میں حدیث نمبر ۲۹ جناب صفوان بن یحییٰ سے نقل کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر بن محمد علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ بندہ جو خدا سے مدد طلب کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو اللہ پر توکّل کرے گا۔ وہ اس کے لیے کافی ہوگا اور جو اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرے گا وہ غنی ہوگا اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ نجات پائے گا۔ پس اے اللہ کے بندو! اپنی استطاعت و طاقت کے مطابق اللہ سے ڈرو اور اللہ کی اطاعت کرو اور یہ امر (امامت و ولایت) جو اس کے اہل ہیں ان کے سپرد کر دو تو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور صبر کرو، تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور ان لوگوں کی مانند نہ ہو جاؤ جو اللہ کو

https://www.shiabooks.com

فراموش کر بیٹھے ہیں۔ پس انھوں نے خود اپنے آپ کو فراموش کر دیا ہے۔ جان لو! لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ط اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۝۲۰ (اہل جنت اور اہل جہنم برابر نہیں ہو سکتے اور اہل جنت ہی کامیاب ہیں)۔ وہ اہل جنت حضرت علیؑ کے شیعہ ہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: مجھے میرے باباؑ نے بیان کیا ہے اور انھوں نے اپنے بابا سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اُم المومنین بی بی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی: لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ط اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۝۲۰ تو میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اہلِ جہنم کون ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: جو علیؑ اور اس کی اولاد کا دشمن ہے اور ان کی عیب جوئی اور نقص تلاش کرے۔

پھر میں نے عرض کیا: اہل جنت اور کامیاب ہونے والے کون ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: وہ علیؑ کے شیعہ ہیں۔

حدیث 5 صاحب اربعین نے جناب جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، آپ نے فرمایا: ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ آئے تو رسولؐ خدا نے فرمایا: تمھارے پاس میرا بھائی آرہا ہے۔ پھر آپؐ کعبہ رُخ ہوئے اور پھر اپنا ہاتھ اس پر مارا اور فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تحقیق یہ اور اس کے شیعہ قیامت والے دن کامیاب ہوں گے۔

پھر فرمایا: تحقیق یہ تم سب سے پہلے میرے اُوپر ایمان لانے والا اور سب سے زیادہ اللہ کے عہد سے وفا کرنے والا اور تم سب سے زیادہ اللہ کے امر کے ساتھ قیام کرنے والا اور تم سب سے زیادہ برابر تقسیم کرنے والا اور تم سب سے زیادہ اللہ کے ہاں عظمت و عزت پانے والا ہے اور پھر فرمایا: اس کے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۝۷ (سورۂ بینہ: آیت ۷) "تحقیق وہ جو ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دیئے، یہ ہی سب مخلوق سے خیر و اچھے ہیں"۔

حدیث 6 مناقب خوارزمی میں جناب موفق بن احمد نے اپنے بڑے بڑے علماء سے مناقب میں نقل کیا ہے اور اس میں آپ نے بڑے بڑے علماء کی سند سے ابراہیم بن انس انصاری سے اور انھوں نے ابراہیم

https://www.ahlibookspdf.com

بن جعفر بن محمد بن سلمہ اور انھوں نے ابوالزبیر سے اور انھوں نے جناب جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام آئے تو رسولِ خدا نے فرمایا: تمھارے پاس میرا بھائی آیا ہے۔ پھر آپؐ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اس پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق یہ (علیؑ) اور اس کے شیعہ کامیاب ہیں۔ پھر گذشتہ حدیث کو آخر تک ذکر کیا گیا ہے۔

حدیث 7 مناقب خوارزمی میں جناب خوارزمی نے بیان کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث میں جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام کے لیے فرمایا: اے فاطمہؑ! گریہ نہ کرو۔ جب میں کل اللہ کی بارگاہ میں بلایا جاؤں گا تو علیؑ میرے پاس ہوگا اور جب قیامت کے دن مجھے اُٹھایا جائے گا تو علیؑ میرے ساتھ ہوگا۔ اے فاطمہؑ! تم گریہ نہ کرو، تحقیق علیؑ اور اس کے شیعہ ہی کامیاب ہونے والے اور جنّت میں داخل ہونے والے ہیں۔

اللہ کے ننانوے (۹۹) اسمائے مبارک

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۲۲﴾ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ؕ يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۴﴾

[ترجمہ] اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو آپؐ دیکھتے کہ وہ خوفِ خدا

https://www.shiabookspdf.com

سے جھک کر پاش پاش ہوجاتا۔ اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لیے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ شاید وہ فکر کریں۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ غیب و شہود کو جاننے والا ہے، وہی رحمٰن و رحیم ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی بادشاہ ہے، نہایت پاکیزہ و سلامتی دینے والا، امان دینے والا، تسلط قائم رکھنے والا، بڑا غالب آنے والا، بڑی طاقت والا، کبریائی کا مالک، پاک ہے اللہ اس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ وہی اللہ ہی خالق، موجد اور صورتگر ہے۔ جس کے لیے حسین ترین نام ہیں جو کچھ آسمانوں اور زمین میں سے سب سے زیادہ اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام بن الحکم سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ کے اسماء کے بارے اور کن سے مشتق ہوئے ہیں اس کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اے ہشام! اللہ یہ لفظ الٰہ (معبود) سے مشتق ہے اور ہر الٰہ مالوہ کا تقاضا کرتا ہے اور اسم اپنے مسمّٰی کا غیر ہوتا ہے۔ پس جس بندے نے معنٰی کے بغیر اسم کی عبادت کی وہ کافر ہوگیا اور اس نے کوئی عبادت نہیں کی اور جس نے اسم اور معنٰی دونوں کی عبادت کی تو وہ بھی کافر و مشرک ہوگیا کیونکہ اس نے دو کی عبادت کی ہے اور جس نے فقط معنٰی کی عبادت کی نا کہ اسم کی، پس یہ ہی توحید ہے۔

پھر فرمایا: اے ہاشم! تم سمجھ گئے ہو؟

ہشام: میں نے عرض کیا: مولا اور وضاحت فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے ہشام! اللہ کے ننانوے نام ہیں۔ پس اگر اسم وہی مسمّٰی ہو تو پھر ان ناموں میں سے ہر نام ایک معبود بن جائے گا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ وہ معنٰی ہے جس پر اسم دلالت کرتا ہے اور تمام اسماء اس

https://www.shiabookspdf.com

معنی کا غیر ہیں۔

اے ہشام! روٹی اس چیز کا نام ہے جو کھائی جاتی ہے، پانی اس چیز کا نام ہے جو پیا جاتا ہے۔ ایسے ہی لباس اس چیز کا نام ہے جو زیب تن کیا جاتا ہے۔ اور آگ اس کا نام ہے جو جلانے والی ہے۔ پھر فرمایا: اے ہشام! اس لیے سمجھ گئے ہو تو سمجھو اور اس کے ذریعے دفاع کرو اور ہمارے دشمنوں جو کہ ملحد ہیں، جو اللہ کے علاوہ دوسرے معبود کو لیتے ہیں ان سے بحث کرو اور ان کو شکست دے سکو؟

ہشام نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: اے ہشام! اللہ تجھے اس سے نفع دے اور اللہ تجھے ثابت قدم رکھے۔

ہشام بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد میں خدا کی قسم! آج تک کوئی توحید کے بارے میں بحث میں مجھے مغلوب نہیں کر سکا۔

حدیث 2 کتاب التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن مہران سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے والد محمد بن علیؑ سے اور آپؑ نے اپنے والد علیؑ بن حسینؑ سے اور آپؑ نے اپنے والد حسینؑ بن علیؑ سے اور آپؑ نے اپنے والد علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحقیق، اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، یعنی سو سے ایک کم، اور جو شخص ان اسماء کو شمار کرے گا (یعنی یاد کرے گا) وہ جنّت میں داخل ہوگا اور وہ یہ ہے: اللہ، الٰہ، الواحد، احد، الصمد، الاوّل، الاخر، السمیع، البصیر، القدیر، القادر، القاھر، العلی، الاعلی، الباقی، البدیع، البارئ، اکرم، الظاھر، الباطن، الحی، الحکیم، العلیم، الحلیم، الحفیظ، الحق، الحسیب، الحمید، الحفی، الرب، الرحمٰن، الرحیم، الذاری، الرازق (الرزاق)، الرقیب، الرائی، البار، السلام، المؤمن، المیھمن، العزیز، الجبار، المتکبر، السیّد، السبوح، الشھید، الصادق، الصانع، الطاھر، العدل، العفو، الغفور، الغنی، الغیاث، الفاطر، الفرد، الفتاح، الفالق، القدیم، الملک، القدوس، القوی، القریب، القیوم، القابض، الباسط، قاضی الحاجات، المجید، الولی، المنان، المحیط، المبین، المقیت، المصور، الکریم، الکبیر، الکافی، کاشف الضر، الوتر، النور، الوھاب، الناصر، الواسع، الودود، الھادی، الوفی،

https://www.shiabookspdf.com

الوکیل، الوارث، الحبر، الباعث، التواب، الجلیل، الجواد، الخبیر، الخالق، خیر الناصرین، الدیان، الشکور، العظیم، اللطیف، الشافی۔

حدیث 3 کتاب التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوہریرہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، یعنی سو سے ایک کم۔ جو ان کو شمار کرے گا وہ جنّت میں جائے گا اور مجھے خبر ملی ہے کہ کافی اہل علم افراد نے بیان کیا ہے کہ وہ ان ناموں کا یوں آغاز کرتے تھے: لا إله إلّا الله وحدهٗ لا شريك له، له الملك وله الحمد، بيده الخير وهو على كل شيءٍ قدير، لا اله إلّا الله له الاسماء الحسنى الله الواحد الصمد الاوّل الاخر الظاهر الباطن الخالق البارى المصور القدوس السلام المومن المهيمن العزيز الجبار المتكبر الرحمٰن الرحيم اللطيف الخبير السميع البصير العلى العظيم البارى المتعالى الجليل الحى القيوم القادر القاهر الحكيم القريب المجيب الغنى الوهاب الودود الشكور الماجد الاحد الولى المرشد الغفور الكريم الحليم التواب الرب المجيد الحميد الوفى الشهيد المبين البرهان الرؤف المبدء المعيد الباعث الوارث القوى الشديد الضار النافع الوافى الحافظ الرافع القابض الباسط المعز المذل الرازق ذوالقوة المتين القائم الوكيل الجامع العادل المعطى المحيى المميت الكافى الهادى الابد الصادق النور القديم الحق الوتر الواسع المحصى المقتدر المقدم المؤخر المنتقم البديع۔

حدیث 4 کتاب التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن زیاد بن جعفر الہمدانی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب علی بن ابراہیم بن ہاشم سے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب ابوالصلت سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب ابوالصلت سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے آباء کرام سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسمائے مبارک ہیں جو ان کے ذریعے دُعا کرے گا اس کی دُعا قبول ہوگی اور جو ان کا احصاء (شمار) کرے گا وہ

https://www.shiabookspdf.com

جنت میں داخل ہوگا۔

جناب شیخ محمد بن علی بن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کا معنٰی یوں بیان کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسمائے گرامی ہیں۔ جو ان کا احصاء کرے گا، اس احصاء کرنے سے مراد شمار کرنا نہیں ہے بلکہ مراد ان کے احاطہ کرے گا اور ان کے معانی کی معرفت حاصل کرے گا وہ جنت میں جائے گا اور یہ اللہ کی توفیق سے ہوگا۔

حدیث 5 الکافی، جلد دوم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن القداح سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سلام کرے تو اس کو چاہیے کہ بلند آواز سے سلام کرے۔ وہ یہ نہ کہے کہ میں نے سلام کیا۔ پس انھوں نے مجھے جواب نہیں دیا۔ شاید اس نے سلام کیا ہو لیکن انھوں نے نہ سنا ہو۔ اور جب کوئی سلام کا جواب دے تو اس کو بھی چاہیے کہ سلام کا جواب بلند آواز سے دے تا کہ سلام کرنے والا یہ نہ کہے کہ میں نے سلام کیا اور کسی نے مجھے جواب نہیں دیا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ غضب ناک نہ ہو تا کہ تم پر بھی غضب نہ کیا جائے اور سلام کو عام کرو اور رات کے وقت جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو نمازِ شب پڑھو تا کہ تم سلامتی سے جنت میں داخل ہوسکو۔ پھر آپؑ نے ان کے سامنے اس آیت کی تلاوت فرمائی: اَلسَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ (وہی سلامتی دینے والا اور امن و امان دینے والا اور ہر چیز کا محافظ ہے)۔

حدیث 6 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب یعقوب بن جعفر سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ۔ اور پھر لوگوں نے رحمٰن و رحیم، عزیز، جبار، علی و عظیم کے ناموں سے اپنے نام رکھے ہیں۔ یہاں عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں اور ذہن ہلکے ہوتے ہیں۔ پھر لوگوں کے لیے مثالیں بیان کیں اور وہ ان کی تشبیہیں لے کر آئے اور اس کی مثال سے تشبیہ دی اور پھر انھوں نے اس کو مجسم قرار دیا اور انھوں نے اس کو یوں بیان کیا کہ گویا وہ تغییر پذیر ہے اور ختم ہوجائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر وہ گہرے دریا میں غرق ہو گئے پھر بھی اس کو درک نہ کر سکے۔ پھر اس کی گہرائی اور بُعد (دُوری) کو نہ پا سکے۔

حدیث 7 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ثعلبہ بن میمون سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ کے ذیل میں فرمایا: غیب سے مراد وہ ہے جو ابھی واقع نہیں ہوا اور شہادت سے مراد وہ ہے جو واقع ہو گیا ہے۔

حدیث 8 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام بن حکم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: سُبْحٰنَ اللّٰهِ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو منزہ قرار دینا۔

حدیث 9 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام بن سالم جوالیقی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول سُبْحٰنَ اللّٰهِ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس ذات کو پاک و منزہ قرار دینا ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں: اس کے بارے میں روایات بہت زیادہ ہیں جو سورۂ یوسف کے آخر میں ذکر ہو چکی ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الممتحنہ

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ اَحزاب کے بعد نازل ہوئی تھی اور اس کی کُل آیات تیرہ (۱۳) ہیں

تلاوت کا ثواب و فضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحمزہ الثمالی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنے نوافل اور فرض نمازوں میں سورۂ ممتحنہ کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کا ایمان کے لیے امتحان لے گا اور اس بصارت کو منور کرے گا۔ اس کو کبھی بھی فقر لاحق نہیں ہوگا۔ اس کے بدن میں اور اس کی اولاد میں جنون نہیں آئے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے تو اللہ کے ملائکہ اس پر درود پڑھتے اور اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور اگر اس رات یا دن کو وہ مرگیا تو وہ شہید مرے گا اور قیامت کے دن تمام مومن اس کی شفاعت کریں گے۔

آپؐ نے فرمایا: جو شخص اس سورہ کو لکھے اور پھر دھو کر تین دن تک متواتر پی لے تو اس کو تلی کی بیماری نہیں رہے گی اور وہ اس کے درد سے امن میں رہے گا اور تلی کے بڑھنے سے بھی محفوظ رہے گا اور اس کی ریاح کی بیماری حکمِ خدا سے ساری زندگی کے لیے ختم ہوجائے گی۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا اس پر ملائکہ درود پڑھیں گے اور اس کے لیے استغفار کریں گے اور اگر وہ اس دن یا رات میں مرگیا تو وہ شہید مرے گا اور قیامت کے دن تمام مومنین و مومنات اس کے لیے شفاعت کریں گے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 4 خواص القرآن میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو کوئی تلی کی بیماری میں پریشان ہو تو وہ اس سورہ کو لکھے اور دھو کر تین دن متواتر پی لے تو خدا کے حکم سے وہ اس مرض سے نجات پالے گا۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا عَدُوِّیۡ وَعَدُوَّکُمۡ اَوۡلِیَآءَ تُلۡقُوۡنَ اِلَیۡہِمۡ بِالۡمَوَدَّۃِ وَقَدۡ کَفَرُوۡا بِمَا جَآءَکُمۡ مِّنَ الۡحَقِّ ۚ یُخۡرِجُوۡنَ الرَّسُوۡلَ وَاِیَّاکُمۡ اَنۡ تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰہِ رَبِّکُمۡ ؕ اِنۡ کُنۡتُمۡ خَرَجۡتُمۡ جِہَادًا فِیۡ سَبِیۡلِیۡ وَابۡتِغَآءَ مَرۡضَاتِیۡ ۚ تُسِرُّوۡنَ اِلَیۡہِمۡ بِالۡمَوَدَّۃِ ۚۖ وَاَنَا اَعۡلَمُ بِمَاۤ اَخۡفَیۡتُمۡ وَمَاۤ اَعۡلَنۡتُمۡ ؕ وَمَنۡ یَّفۡعَلۡہُ مِنۡکُمۡ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ ①

[ترجمہ] اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ تم ان سے محبت کا اظہار کرنے لگو حالانکہ جو حق تمھارے پاس آیا ہے وہ اس کے منکر ہیں اور وہ رسولؐ اور تمھیں اس جرم میں جلاوطن کرتے ہیں کہ تم اپنے پالنے والے اللہ پر ایمان لائے ہو (ایسا مت کرو) اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے اور میری رضا حاصل کرنے کے لیے نکلے ہو تو چھپ کر ان کو دوستی کے پیغام بھیجتے ہو۔ جو کچھ تم چھپاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو میں اسے خوب جانتا ہوں۔ تم میں سے جو بھی اس طرح کرے وہ سیدھے راستے سے بھٹک گیا ہے۔

سورہ کا شانِ نزول

حدیث 1 تفسیر العلمی میں جناب علی بن ابراہیم نے لکھا ہے کہ یہ آیت جناب حاطب بن ابی بلتعہؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس آیت کا لفظ عام ہے لیکن معنی خاص ہے۔ اس کے نزول کا سبب یہ تھا کہ

https://www.shiabooks.pdf.com

جناب حاطب بن ابی بلتعہؓ اہل مکہ سے تھے اور آپ نے اسلام قبول کیا اور مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ آپ کے اہل خانہ مکہ میں ہی تھے۔ قریش والے خوفزدہ تھے کہ محمدؐ ہم پر حملہ نہ کردیں۔ تو مکہ کے کفار کے کچھ لوگ جناب حاطب کے گھر والوں کے پاس آئے اور ان سے خواہش ظاہر کی کہ تم حاطب کو خط لکھو اور اس سے رسولؐ خدا کے بارے میں خبر پوچھو کہ کیا وہ مکہ پر حملہ کرنے کا ارادہ تو نہیں رکھتے اور اس کے بارے میں کوئی تیاری تو نہیں کر رہے؟ پس حاطب کے اہل خانہ نے حاطب کو خط لکھا اور رسولؐ خدا کے حالات و ارادہ کے بارے میں پوچھا۔

جناب حاطب نے خط کے جواب میں لکھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور وہ اس کے بارے میں تیاری کر رہے ہیں اور پھر اس نے وہ خط ایک عورت جس کا نام صفیہ تھا اس کے سپرد کیا اور اس نے اس خط کو اپنے بالوں کے جوڑے (گیسوؤں) میں چھپا لیا اور مکہ کی طرف چلی گئی۔ پس اس کے بعد حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور آپؑ نے رسولؐ خدا کو اس خط کے بارے میں خبر دی۔ پس رسولؐ خدا نے امیر المومنین علی علیہ السلام اور جناب زبیر بن عوامؓ دونوں کو اس عورت کے تعاقب میں روانہ کیا۔ پس دونوں نے اس عورت کو راستے میں پالیا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس سے کہا: اے صفیہ! وہ خط کہاں ہے؟ وہ ہمیں دے دو۔

اس نے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔

دونوں نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو سامان سے کچھ بھی نہ ملا۔

جناب زبیرؓ نے کہا: ہم نے اس کے پاس کوئی خط نہیں دیکھا اور نہ پایا ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ جھوٹ نہیں بولا اور حضرت جبرئیلؑ نے بھی رسولؐ خدا کے ساتھ جھوٹ نہیں بولا اور اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ جھوٹ نہیں بولا۔ جب رسولؐ خدا نے کہا ہے تو پھر خط اس کے پاس موجود ہے۔ پھر آپؑ نے صفیہ سے کہا: خط دیتی ہے یا میں تیری گردن اُڑا دوں اور تیرا سر اُٹھا کر رسولؐ خدا کے پاس لے جاؤں۔

تو صفیہ نے کہا: تم دونوں مجھ سے دُور ہو جاؤ۔ میں ابھی خط کو نکالتی ہوں۔ تو اس نے اپنے جوڑے (گیسوؤں) سے خط باہر نکالا اور امیر المومنین علی علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔ آپؑ وہ خط لے کر رسولؐ خدا کی خدمت میں آئے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: اے حاطب! یہ کیا ہے؟

https://t.me/tehqiqibooks pdf.com

حاطب نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! خدا کی قسم! میں منافق نہیں ہوں اور نہ ہی میں بدل گیا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں لا الٰہ الا اللہ اور آپؐ برحق رسولؐ ہیں۔ میرے گھر والوں نے مجھے لکھا کہ قریش والے ہمارے ساتھ اچھا سلوک کر رہے ہیں تو میں نے چاہا کہ ان کے اس احسان کا ان کو بدلہ دوں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ..... ''اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ اور چھپ کر ان سے دوستی کے پیغام نہ روانہ کرو''۔

اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّیَبْسُطُوْٓا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَاَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَوَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ ۲ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ ۚ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ۳ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِیْمَ لِاَبِیْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَیْكَ اَنَبْنَا وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ ۴ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۵ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَمَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۶

[ترجمہ] اگر وہ لوگ تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے دشمن ہوجائیں اور برائی کے ساتھ تمہاری طرف ہاتھ بڑھائیں گے اور اپنی زبانیں بھی درازکریں گے اور وہ

https://www.shiabookspdf.com

چاہیں گے کہ تم کافر ہوجاؤ۔ تمھارے رشتہ دار اور اولاد قیامت کے دن تمھیں ہرگز فائدہ نہیں دیں گے۔ قیامت کے دن اللہ تمھارے درمیان جدائی ڈال دے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔

تم لوگوں کے لیے یقیناً ابراہیمؑ اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جبکہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا: ہم تم سے بیزار ہیں۔ ہمارے اور تمھارے درمیان ہمیشہ کے لیے بُغض وعداوت ظاہر ہوگی۔ جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ۔ ہاں ابراہیمؑ نے اپنے منہ بولے باپ (چچا) سے کہا: میں آپ کے لیے مغفرت طلب کروں گا مگر میں اللہ کی بارگاہ میں تمھارے کسی نفع کا مالک نہیں ہوں۔ اے ہمارے ربّ! ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا ہے اور ہم نے تیری طرف ہی رجوع کیا ہے اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔

اے ہمارے ربّ! تو ہمیں کفار کی آزمائش میں مت ڈال اور ہماری مغفرت فرما۔ یقیناً تو بڑا غالب آنے والا اور حکمت والا ہے۔ بے شک تمھارے لیے ان لوگوں میں ہی اچھے نمونے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن کی اُمید رکھتے ہیں اور جو کوئی اِعراض کرے تو اللہ یقیناً بے نیاز اور حمد وثنا کا سزاوار ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اصحاب کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب سہل بن زیاد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابراہیم بن عقبہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب اسماعیل بن سہل سے اور اسماعیل بن عباد دونوں سے نقل کیا ہے اور اُن دونوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سند مرفوعہ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اولادِ آدم سے جو مومن ہوتا وہ فقیر وغریب ہوتا اور جو کافر ہوتا وہ غنی وامیر ہوتا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے تو انھوں نے بارگاہِ خدا میں دُعا کی: رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِينَ كَفَرُوا "اے ہمارے خدایا! تو ہمیں کفار کی آزمائش میں نہ ڈال"۔

https://www.shiabookspdf.com

اس کے بعد کفار میں غریب اور مومنوں میں امیر وغنی ہونا شروع ہوئے۔

ممکن ہے اللہ ان دشمنوں کو تمھارا دوست بنا دے

عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَاللّٰهُ قَدِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۷ لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝۸ اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۹

[ترجمہ] ممکن ہے کہ اللہ تمھارے اور ان لوگوں کے درمیان جن سے تم کو عداوت ہے محبت پیدا کردے اور اللہ قادر ہے، معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔ اللہ تمھیں ان لوگوں سے جنھوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمھیں تمھارے گھروں سے نہیں نکالا، نیکی کرنے اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا کیونکہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تو تمھیں صرف ان لوگوں سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جنھوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ کی ہے اور تمھیں تمھارے گھروں سے نکال دیا ہے یا تمھارے باہر نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی ہے اور جو ان لوگوں سے دوستی کرے گا پس وہی لوگ ظالم اور ستم گر ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے

https://www.shiabookspdf.com

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ط کے ذیل میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ اور مومنین کو ان کفار سے برأت کا حکم دیا ہے جب تک وہ کافر ہیں۔

اور جب رسولِ خدا نے مکہ فتح کرلیا تو اہل مکہ نے اسلام قبول کرلیا تو رسولِ خدا کے اصحاب اہل مکہ کے قریب ہوگئے اور ایک دوسرے سے شادیاں کی اور اس کے بعد رسولِ خدا نے ابوسفیان کی بیٹی اُم حبیبہ سے شادی کی۔

حدیث 2 الکافی، جلد دوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوعمرو زبیری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ مجھے بتائیں کہ کتابِ خدا میں کفر کتنی وجوہ پر آیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کتابِ خدا میں کفر پانچ وجوہ و معانی میں ذکر ہوا ہے اور پھر آپؑ نے ان پانچ وجوہ و معانی کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا: کفر کی وجوہ میں سے پانچویں وجہ کفر برأت کے معنیٰ میں آیا ہے اور فرمایا: یہ معنی اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے جس میں اس نے جناب ابراہیمؑ کے قول کی حکایت کی ہے: كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ ..... اس میں کفر برأت کے معنی میں ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ہم تم سے برأت کرتے ہیں اور ہمارے اور تمھارے درمیان عداوت و دشمنی اس وقت ظاہر ہوکر رہے گی جب تک تم اللہ وحدہٗ لاشریک پر ایمان نہیں لے کر آتے۔

سورۂ بقرہ میں اس حدیث کا کاملاً ذکر کیا گیا ہے۔

مومنہ عورت کے ایمان کا امتحان

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ط اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ج فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ط لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ط وَاٰتُوْهُمْ مَّآ اَنْفَقُوْا ط وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ

https://www.shiabookspdf.com

أُجُورَهُنَّ ط وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَسْئَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْئَلُوا مَا أَنْفَقُوا ط ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ط يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ⑩

[ترجمہ] اے ایمان والو! جب مومنہ عورتیں ہجرت کر کے تمھارے پاس آجائیں تو تم ان کے ایمان کا امتحان لے لیا کرو۔ اللہ ان کے ایمان کے بارے میں زیادہ جانتا ہے۔ پھر جب تم انھیں ایمان دار پاؤ تو انھیں کفار کی طرف واپس نہ پلٹاؤ۔ نہ وہ کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ وہ ان کے لیے حلال ہیں اور جو کچھ انھوں نے خرچ کیا ہے وہ ان (کافروں) کو واپس کردو اور جب تم ان عورتوں کے مہر انھیں ادا کردو تو ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اور تم بھی کافرہ بیویوں کو ہرگز اپنی زوجیت میں نہ رکھو اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہے وہ ان سے مانگ لو اور جو کچھ انھوں نے خرچ کیا ہے وہ کافر بھی تم سے مانگ لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمھارے درمیان حکم کرتا ہے اور خدا علیم و حکیم ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: إِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ط .....("اگر مومنہ عورتیں ہجرت کر کے تمھارے پاس آجائیں تو ان کے ایمان کا امتحان لو۔ اللہ ان کے ایمان کو زیادہ جانتا ہے۔ پس اگر تم جان لو کہ وہ واقعاً مومنہ ہیں تو ان کو کفار کی طرف مت پلٹاؤ") کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر کوئی عورت مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں سے ملحق ہوجائے تو اس کے ایمان کا یوں امتحان لو کہ وہ اللہ کی قسم اُٹھائے کہ وہ اپنے شوہر کے بُغض و دشمنی کی وجہ سے تمھارے ساتھ ملحق نہیں ہوئی اور کسی مسلمان مرد کی محبت میں تمھارے پاس نہیں آئی بلکہ فقط و فقط اسلام نے اس کو مسلمانوں کے پاس آنے پر آمادہ کیا ہے اور خدا و رسولؐ کی محبت میں آئی ہے۔ جب وہ یہ قسم اُٹھالے اور اس کے اسلام و ایمان کو قبول کرو تو

https://www.shiabookspdf.com

پھر اس کو کفار کی طرف مت پلٹاؤ۔ پھر مسلمان اس عورت کے کافر شوہر کو اس کا ادا کردہ مہر واپس کریں اور پھر کوئی مسلمان اس سے شادی کرے اور حق مہر ادا کرنے کے بعد اس سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث 2 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن یحییٰ سے اور انھوں نے احمد بن محمد سے اور انھوں نے ابن فضال سے اور انھوں نے علی بن یعقوب سے اور اس نے مروان بن مسلم سے اور اس نے الحسین بن موسیٰ الخیاط سے اور اس نے جناب فضل بن یسار سے نقل کیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ میری زوجہ کی ایک ہمشیرہ ہے اور وہ ہمارے عقیدہ و ولایت پر ہے اور وہ بصرہ میں رہتی ہے۔ اور بصرہ میں ہمارے عقیدہ کے لوگ بہت کم ہیں۔ کیا یہ ممکن و جائز ہے کہ میں اس کی شادی اس مرد سے کردوں جو ہمارے عقیدے پر نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، نہیں کوئی خیر نہیں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ (پس تم ان مومنہ عورتوں کو کفار کی طرف مت پلٹاؤ، وہ ان کے لیے حلال نہیں ہیں اور کفار ان کے لیے حلال نہیں ہیں)۔

حدیث 3 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ بن اعین سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اہل کتاب سے نکاح نہیں کرنا چاہیے۔

زرارہ: میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں اس کی حرمت کہاں ذکر ہوئی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: قرآن کی اس آیت میں وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ ..... ''تم بھی کافرہ عورتوں کو مَس نہ کرو''۔ یعنی ان کو اپنی زوجیت میں نہ رکھو۔ نے اس کو منسوخ کر دیا ہے۔

حدیث 4 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ بن اعین سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ (سورۂ مائدہ: آیت ۵) (وہ لوگ جن کو تم سے قبل کتاب دی گئی ہے ان میں سے پاک دامن عورتوں سے نکاح کرو) کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ آیت منسوخ ہوچکی ہے اور اس آیت لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (کہ ''تم کافرہ عورتوں کو مَس نہ کرو'') نے اس کو منسوخ کر دیا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ (اور تم کافرہ عورتوں کو مَس نہ کرو) کے ذیل میں فرمایا: ''جس شخص کے پاس کافرہ عورت ہو، یعنی ایسی عورت ہو جو ملت اسلام پر نہ ہو اور وہ خود بندہ اسلام پر ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اس عورت کے سامنے اسلام کو پیش کرے۔ پس اگر وہ قبول کرلے تو وہ اس کی زوجہ رہے گی اور اگر وہ اس کو قبول نہ کرے تو وہ اس سے جدا ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے کہ وہ اس عورت کو مَس کرے۔

حدیث 6 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَسْئَلُوا مَا أَنْفَقْتُمْ (جو تم نے مہر کے عنوان سے اس پر خرچ کیا ہے اس سے مانگ لو) کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد ہے کہ اگر ایک مسلمان عورت کفار کی طرف چلی جائے (یعنی مرتد ہوکر کفار کے پاس چلی جائے) تو کفار پر ضروری ہے وہ اس کا مہر مسلمان کو واپس کریں۔ اور اگر کافر اس کا لیا ہوا مہر مسلمان کو واپس نہ کرے تو جب مالِ غنیمت حاصل ہو تو مال کی تقسیم سے قبل وہ مسلمان اس عورت کا مہر جو اس نے اس عورت کو دیا تھا جو کفار کے ساتھ ملحق ہوئی ہے وہ اس مالِ غنیمت سے حاصل کرسکتا ہے۔

وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَآتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَا أَنْفَقُوا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾

[ترجمہ] اور اگر تمھاری کوئی بیوی تم سے نکل کر کافروں کے پاس چلی جائے اور تم جنگ میں ان پر کامیابی حاصل کرلو اور مالِ غنیمت تمھارے ہاتھ آجائے تو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں تو ان کو اتنا مال دے دو، جتنا ان لوگوں نے خرچ کیا ہے۔ اللہ کی مخالفت سے بچو کہ جس پر تم سب ایمان رکھتے ہو۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ (اگر تمھاری بیویوں میں سے کوئی کفار کی طرف چلی جائے) کے ذیل میں لکھا ہے کہ اگر وہ عورت ان کفار کے پاس چلی جائے جن سے تمھارا کوئی معاہدہ نہیں ہے تو جب تم غنیمت حاصل کرو تو اس مال سے پہلے ان لوگوں کو دو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں۔

اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس آیت کا سبب نزول یہ تھا کہ عمر بن خطاب کی زوجہ فاطمہ بنت ابی اُمیہ بن مغیرہ تھی۔ اس نے حضرت عمر کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کرنا پسند نہ کیا۔ وہ مشرکین کے پاس ہی رہ گئی۔ اور بعد میں اس نے معاویہ بن ابوسفیان سے نکاح کرلیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا کہ مالِ غنیمت میں سے پہلے عمر کو اس کا ادا کردہ حق مہر دے دو۔

حدیث 2 التہذیب میں جناب شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن سنان سے نقل کیا اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ جس کی زوجہ کفار کے ساتھ ملحق ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ط (اگر تم میں سے کسی کی بیوی کفار کے پاس چلی جائے۔ اگر تم جنگ میں ان پر کامیابی حاصل کرلو اور اس سے جو مالِ غنیمت حاصل کرو تو پہلے ان کو دو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں، انھوں نے جو خرچ کیا ہے وہ ان کو دے دو) آپ بتائیں اس عقوبت کا کیا معنی ہے؟ بیوی اس کی گئی ہے عقوبت دوسروں کو کیوں؟

آپؑ نے فرمایا: یہ مرد جس کی بیوی چلی گئی ہے اس کو دوسری عورتوں سے شادی کرنے میں عقوبت ہوگی یعنی وہ دوسری عورتوں سے شادی کرے۔ اگر وہ مرد دوسری عورت سے شادی کرے تو امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کی بیوی کا مہر ادا کرے جو اس عورت کا مہر کی مثل ہو جو عورت چلی گئی ہے۔

میں نے عرض کیا: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مومنین اس کا مہر ادا کریں جب اس کی بیوی کے جانے میں مومنین کا کوئی عمل دخل نہیں ہے تو وہ مال جو غنیمت میں حاصل ہوا ہے وہ مومنین کا ہے تو مومنین اپنے مال سے اس کا حق مہر کیوں ادا کریں؟

https://www.shiabookspdf.com

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کا حق مہر ادا کرنا امام پر واجب ہے، خواہ مالِ غنیمت حاصل ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ امام پر واجب ہے کہ جو جماعت اس کے امر کے تحت ہے اس کا جبران کرے۔ اور مالِ غنیمت حاصل ہوجائے تو وہ مسلمانوں میں تقسیم کرنے سے قبل ان واجبات کو پورا کرے گا اور پھر اگر کچھ مال بچ گیا تو وہ مسلمانوں میں تقسیم کردے گا۔ اور اگر کچھ نہ بچا تو پھر امام پر کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث 3 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یونس سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے ساتھیوں سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر یا حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے نقل کیا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: ایک شخص جس کی بیوی اس کو چھوڑ کر کفار کے پاس چلی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَآ اَنْفَقُوْا ط (اگر تم میں سے کسی کی بیوی کفار کے پاس چلی جائے۔ اگر تم جنگ میں ان پر کامیابی حاصل کرلو اور اس سے جو مالِ غنیمت حاصل کرو تو پہلے ان کو دو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں، انھوں نے جو خرچ کیا ہے وہ ان کو دے دو)۔ اس آیت میں لفظ عقوبت ذکر ہوا ہے اس سے کیا مراد ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ شخص جس کی عورت کفار کے پاس چلی گئی ہے تو اس کو نقصان اُٹھانا پڑا ہے کہ وہ کسی دوسری عورت سے نکاح کرے اور جب وہ کسی دوسری عورت سے نکاح کرے گا تو امامِ وقت پر لازم ہے کہ چھوڑ کر جانے والی عورت کا مہر اس شخص کو دے۔

راوی: میں نے عرض کیا: مگر مومنین اس عورت کا مہر اس شخص کو کیوں دیں جبکہ اس کے بھاگنے میں مومنین کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ پھر مومنین پر بھی لازم ہے کہ اس شخص نے جو بھاگی ہوئی بیوی کو حق مہر دیا ہے وہ اس کو ادا کریں اس مال سے جو انھوں نے کفار سے پایا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: امام اس کو دے گا خواہ ان لوگوں نے کفار سے مال پایا ہو یا نہ پایا ہو۔ امام پر لازم ہے کہ وہ مہر ادا کرے اور اپنے پاس سے اس کی حاجت کو پورا کرے تو جب مالِ غنیمت کے تقسیم کا وقت آئے تو پہلے نقصان رسیدہ کا نقصان پورا کرے گا۔ پھر اگر کچھ بچ جائے تو اس کو دوسرے لوگوں میں تقسیم کردے گا اور اگر کچھ نہ بچے تو پھر لوگوں کے لیے کچھ بھی نہیں اور امام پر کوئی حرج بھی نہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

مومنہ عورتوں سے بیعت کی شرائط

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾

[ترجمہ] اے نبیؐ! جو مومنہ عورتیں اس بات پر آپؐ سے بیعت کرنے آپؐ کے پاس آئیں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ قرار دیں گی اور چوری نہیں کریں گی اور زنا کا ارتکاب نہیں کریں گی اور نہ ہی اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے بہتان (غیر قانونی اولاد) گھڑ کر (شوہر کے ذمہ ڈالنے) لائیں گی اور نیک کاموں میں آپ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو آپؐ ان سے بیعت لے لیں اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت طلب کریں۔ اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے"۔

تفسیر

حدیث 1

الکافی، جلد پنجم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن ابراہیم سے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب احمد بن محمد بن ابی نصر سے اور انھوں نے جناب ابان سے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب مکہ فتح ہوا تو مردوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی۔ پھر عورتیں آئیں تاکہ وہ بھی آپؐ کی بیعت کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ ..... (اے نبیؐ! جب مومنہ عورتیں آپؐ کے پاس آئیں اور آپؐ سے ان شرائط پر بیعت کریں کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں قرار دیں گی، چوری نہیں کریں گی، زنا نہیں کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ ہی اپنے ہاتھ اور پاؤں کے آگے کوئی بہتان باندھیں گی اور نیک کام میں آپؐ کی نافرمانی نہیں کریں گی تو ان سے بیعت لے لیں اور ان کے لیے بارگاہِ خدا میں استغفار کریں۔ اللہ یقیناً

https://www.shiabookspdf.com

بخشنے والا رحم کرنے والا ہے)۔

اس وقت ہند بولی کہ ہم نے اپنے بچوں کو پالا اور بڑا کیا اور آپؐ نے ان بڑوں کو قتل کر دیا۔ پھر اُم حکیم بنت الحرث بن ہشام بولی جو عکرمہ بن ابی جہل کی زوجہ تھی اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! وہ کون سی نیکی ہے جس کا اللہ ہمیں حکم دے رہا ہے کہ ہم اس نیکی میں آپؐ کی نافرمانی نہ کریں؟

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نوحہ کرتے وقت اپنے منہ کو نہ نوچنا اور اپنے رخساروں پر نہ مارنا۔ اشعاری بین نہ کرنا، گریبان چاک نہ کرنا، سیاہ لباس نہ پہننا اور واویلا نہ کرنا۔ پس عورتوں نے ان اُمور کی پاس داری کرنے پر آپؐ کی بیعت کی۔

پھر اُم حکیم نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم آپؐ کی بیعت کس طرح کریں گی؟

آپؐ نے فرمایا: میں عورتوں کے ساتھ ہاتھ مس نہیں کروں گا۔ پس آپؐ نے ایک پانی کا پُرشدہ پیالہ منگوایا پھر آپؐ نے اس میں اپنا ہاتھ داخل کیا۔ پھر اس سے اپنا ہاتھ نکال لیا اور پھر آپؐ نے عورتوں سے فرمایا: اپنا اپنا ہاتھ اس پیالہ میں داخل کرتی جاؤ اور یہ ہی تمھاری بیعت ہے۔

حدیث 2 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوایوب الخزاز سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک بندے سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ (نیکی میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی) کے ذیل میں فرمایا: مراد ہے وہ غم میں اپنے گریبان چاک نہیں کریں گی اور اپنے رخساروں پر طمانچے نہیں ماریں گی اور واویلا نہیں کریں گی اور نفرین نہیں کریں گی اور قبروں کے پاس نہیں رُکیں گی اور سیاہ لباس زیب تن نہیں کریں گی اور اپنے بالوں کو نہیں نوچیں گی۔

حدیث 3 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن ابی المقدام سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ اس قول: وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ سے کیا مراد ہے؟

راوی: میں نے عرض کیا: نہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا: اے فاطمہؑ! جب میں اِس دُنیا سے چلا جاؤں تو تم میرے غم میں اپنے چہرے کو زخمی نہ کرنا اور میرے اُوپر بال نہ نوچنا اور واویلا نہ کرنا اور نوحہ نہ کرنا۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ یہ وہ نیکی ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

حدیث 4 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عورتوں نے بیعت کی تو اس وقت رسولؐ خدا نے ان کے ہاتھوں کو کیسے مَس کیا؟

آپؑ نے فرمایا: رسولؐ خدا نے وہ برتن منگوایا جس میں آپؐ وضو کیا کرتے تھے اور اس میں پانی ڈالا اور آپؐ نے اپنا دایاں ہاتھ اس برتن میں ڈالا۔ جب کوئی عورت بیعت کرنا چاہتی تو آپؐ اس سے فرماتے کہ اس پانی میں اپنا ہاتھ ڈال دو اور وہ عورت رسولؐ خدا کے ہاتھ کی مانند اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈال دیتی تو اس انداز سے آپؐ نے عورتوں سے بیعت لی۔

مؤلف بیان کرتے ہیں کہ اسی روایت کو تفسیر القمی میں علی بن ابراہیم نے بھی ذکر کیا ہے۔

حدیث 5 الکافی جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعدان بن مسلم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں سے کیسے بیعت لی تھی؟

میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسولؐ کا فرزند زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: رسولؐ خدا نے عورتوں کو جمع کیا، پھر اپنے وضو والا برتن منگوایا اور اس کو پانی سے پُر کیا۔ پھر اپنا ہاتھ اس میں ڈال دیا اور پھر فرمایا: اے عورتو! سنو! کیا تم میری ان شرائط پر بیعت کرتی ہو کہ تم کسی کو اللہ کا شریک قرار نہ دو گی اور چوری نہ کرو گی اور زنا کا ارتکاب نہ کرو گی اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گی اور اپنے ہاتھوں اور پاؤں سے بہتان نہیں گھڑو گی اور نیکی میں اپنے شوہروں کی نافرمانی نہیں کرو گی۔ کیا تم ان باتوں کا اقرار کرتی ہو؟

سب نے عرض کیا: جی ہاں۔

پھر آپؑ نے اس برتن سے اپنا ہاتھ باہر نکال لیا اور عورتوں سے کہا: تم اپنے اپنے ہاتھ اس برتن میں داخل

https://www.shiabookspdf.com

کرو تو انھوں نے ایسے ہی کیا۔

رسولؐ خدا کا ہاتھ پاک و طاہر تھا اور اس سے بلند و بالا تھا کہ وہ کسی نامحرم عورت کے ہاتھ کو مَس کرے۔

حدیث 6 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ کے اس قول: وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ کے بارے میں سوال کیا کہ معروف سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر نماز ادا کرنا اور زکوٰۃ دینے کو ان پر واجب قرار دیا تھا اور جو خیر کے اُمور کا ان کو حکم دیا جائے ان میں اطاعت کرنا مراد ہے۔

حدیث 7 کنزالعرفان میں جناب شیخ مقداد رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ روایت نقل ہوئی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفا کے مقام پر عورتوں سے بیعت لی اور عمر صفا کے نیچے کھڑا تھا۔ ہند بنت عتبہ (معاویہ کی ماں) اپنے چہرے پر نقاب ڈال کر آئی تاکہ رسولؐ خدا اُسے پہچان نہ لیں۔ رسولؐ خدا نے عورتوں کو فرمایا: کیا تم میری اس بات پر بیعت کرتی ہو کہ کسی کو اللہ کا شریک قرار نہ دو گی؟

تو ہند بولی: آپؐ ہم اس سے اس شرط پر بیعت لے رہے ہیں جس پر مردوں سے آپؐ نے بیعت نہیں لی۔ اس دن مردوں سے آپؐ کی بیعت فقط اسلام اور جہاد پر لی گئی تھی۔

پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: تم چوری نہیں کرو گی اور زنا کا ارتکاب نہیں کرو گی۔

ہند نے کہا: ابوسفیان کنجوس آدمی ہے میں اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اس کے مال سے چوری کرتی رہی ہوں۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھے اپنا مال حلال کرے گا یا نہیں؟ ابوسفیان بھی وہاں موجود تھا، اس نے کہا: جو تُو کر چکی ہے وہ میں نے تیرے لیے حلال کر دیا۔ پس رسولؐ خدا مسکرائے اور آپؐ جان چکے تھے کہ یہ ہند زوجہ ابوسفیان ہے۔

آپؐ نے فرمایا: کیا تو ہند بنت عتبہ ہو؟

اس نے کہا: جی ہاں۔ یا نبیؐ اللہ! جو پہلے ہو چکا ہے وہ آپؐ معاف کر دیں، اللہ آپ کو معاف کرے گا۔

پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: تم زنا نہ کرنا۔

https://www.shiabookspdf.com

ہند پھر بولی: کیا آزاد عورت بھی زنا کرواتی ہے۔

یہ سن کر عمر بن خطاب مسکرایا کیونکہ وہ زمانہ جاہلیت میں اس کے کردار سے واقف تھا۔

پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گی۔

تو ہند پھر بولی: جن کو ہم نے بچپن میں پالا پوسا تھا اور بڑا کیا ان کو آپؐ نے بڑے ہونے پر قتل کر دیا اور آپؐ اس کو جانتے ہیں۔ اس کا بیٹا حنظلہ بن ابی سفیان تھا جس کو جنگ بدر کے دن حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے قتل کیا تھا۔ یہ سن کر عمر ہنسا یہاں تک اپنے منہ پر ہاتھ رکھا اور رسولؐ خدا بھی مسکرائے۔

پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: تم بہتان و افتراء نہیں گھڑو گی۔

تو ہند نے کہا: خدا کی قسم اتحقیق بہتان بہت بُرا ہے اور قبیح ہے اور آپؐ ہمیں ہدایت اور مکارم اخلاق کا حکم دے رہے ہیں۔

جب آپؐ نے فرمایا: نیکی کے اُمور میں میری نافرمانی نہ کرنا۔

پھر ہند بولی: ہم یہاں اس مجلس میں بیٹھی ہوئی ہیں اور ہمارے دلوں میں ہرگز نہیں ہے کہ ہم آپؐ کی کسی چیز میں نافرمانی کریں گی۔

حدیث 8 مناقب خوارزمی میں جناب موفق بن احمد خوارزمی نے مخالفین کی سند کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس قول: يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ کے ذیل میں لکھا ہے کہ جناب زبیر بن عوام نے بیان کیا ہے کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپؐ نے عورتوں کو بیعت کے لیے بلایا۔ تو سب سے پہلے جس عورت نے آپؐ کی بیعت کی وہ امیر المومنین علی علیہ السلام کی والدہ گرامی حضرت فاطمہ بنت اسد علیہا السلام تھیں۔

حدیث 9 مناقب خوارزمی میں جناب موفق بن احمد نے حضرت امام جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مکہ سے مدینہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کرنے والی سب سے پہلی بی بی فاطمہؑ بنت اسد تھیں جو اپنے قدموں پر چل کر مدینہ گئی تھیں۔

حدیث 10 مقاتل الطالبین میں جناب علی بن الحسین بن محمد الاصفہانی نے نقل کیا ہے اور انھوں

https://www.shiabookspdf.com

نے حضرت امام جعفر الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی والدہ حضرت فاطمہؑ بنت اسد گیارہویں تھیں جنھوں نے اسلام قبول کیا اور آپؑ اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے تھیں اور آپؑ جنگ بدر میں موجود تھیں۔ جب یہ آیت یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ..... نازل ہوئی تو جناب فاطمہؑ بنت اسد پہلی بی بی تھیں جنھوں نے رسولؐ خدا کی بیعت کی تھی اور آپؑ کو ابوقطیف کے حمام کے سامنے روحا کے مقام پر دفن کیا گیا تھا۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ قَدْ یَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا یَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾

[ترجمہ] اے ایمان والو! اس قوم سے دوستی نہ کرو جس پر اللہ نے غضب کیا ہے جو آخرت سے اس طرح مایوس ہے جس طرح کافر لوگ قبروں میں مایوس ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالجارود زیاد بن منذر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اس بندے سے نقل کیا ہے جس نے امیرالمومنین علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک دن فرمایا: العجب کل العجب بین جمادی و رجب کہ "جمادی و رجب کے درمیان فاصلہ واقعاً میں تعجب میں ہوں"۔

ایک شخص اُٹھا اور عرض کیا: اے امیرالمومنینؑ! کس وجہ سے آپؑ اس قدر تعجب کر رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے کون سا موضوع اس سے زیادہ تعجب خیز ہوگا۔ وہ مرد جو اللہ اور اُس کے رسولؐ اور آپؐ کی اہل بیتؑ سے دشمنی و عداوت کرے اور ان پر تعجب نہ کیا جائے۔ اور یہ ہی اس آیت کی تاویل ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے ایمان والو! اس قوم سے دوستی نہ کرو جس پر اللہ کا غضب ہوا ہے اور وہ آخرت کے بارے میں یوں مایوس ہیں جیسے کفار قبروں سے مایوس ہیں"۔

یہ وہ قوم ہے جس پر اللہ کا غضب ہے، وہ اللہ اور رسولؐ اور اس کی اہل بیتؑ سے دشمنی و عداوت رکھنے والے ہیں۔ یہ ہی آخرت سے مایوس ہیں۔ جب جنگ سخت ہوجاتی ہے اور وہ دشمن قتل ہوتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ

https://www.shiabookspdf.com

ہلاک ہوگیا ہے اور مرگیا ہے۔تم کس وادی کے راستے پر چل رہے ہو۔

اور یہ اس آیت کی تاویل ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَأَمْدَدْنَاكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ۝ (سورۂ بنی اسرائیل: آیت ۶) ''پھر دوسری مرتبہ ہم نے ان پر غالب کردیا اور اموال اور اولاد سے تمھاری مدد کی اور تمھاری تعداد بڑھا دی''۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ اس آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللهُ عَلَيْهِمْ کا پہلی آیت پر عطف ہورہا ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ ''میرے اور اپنے دشمنوں کو اپنا دوست قرار نہ دو''۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الصف

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ تغابن کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات چودہ (۱۴) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ صف کی تلاوت کرے گا اور اپنے نوافل وفرائض نماز میں دائماً پڑھے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو ملائکہ اور انبیاءؑ و مرسلینؑ کی صف میں کھڑا کرے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ صف کی تلاوت کرے گا حضرت عیسٰی علیہ السلام اس پر درود پڑھیں گے اور جب تک وہ اس دُنیا میں رہے گا آپؑ اس کے لیے استغفار کریں گے اور اگر وہ مرگیا تو وہ بندہ آخرت میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ساتھی ہوگا اور جو بندہ سفر میں متواتر اس سورہ کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے حفظ و امان میں رکھے گا اور راستے میں اس کے لیے کافی رہے گا یہاں تک کہ وہ خیروعافیت سے اپنے گھر واپس آجائے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ صف کی تلاوت کرے گا اور اپنے سفر میں متواتر پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو سفر کے مصائب وحوادث سے امن وامان میں رکھے گا اور حکمِ خدا سے حفاظت کے ساتھ اپنے اہل خانہ کی طرف واپس پلٹ کر آئے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ① يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ③

[ترجمہ] جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ سب پر غالب ہے اور حکمت والا ہے۔ اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کرتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناراضی کی بات ہے کہ تم ایسی بات کرو کہ جس پر تم خود عمل نہیں کرتے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ② ..... ''اے ایمان والو! تم کیوں وہ بات کرتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے'' کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہ خطاب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے ہے کہ جنھوں نے وعدہ کیا تھا کہ وہ آپؐ کی مدد کریں گے اور آپؐ کے حکم کی مخالفت نہیں کریں گے اور امیر المومنین علی علیہ السلام کے بارے میں کیا ہوا عہد و پیمان نہیں توڑیں گے۔ پس اللہ جانتا تھا کہ یہ اس عہد سے وفا نہیں کریں گے اور جو یہ کہہ رہے ہیں اس پر قائم نہیں رہیں گے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! کیوں تم ایسی بات کرتے ہو جس پر تم نے عمل نہیں کرنا، اللہ کے ہاں کتنی بڑی ناراضگی کی بات ہے کہ تم وہ بات کرو جس پر تم عمل نہ کرو۔ ایسے لوگوں کو مومنین کا نام اس لیے دیا گیا ہے کہ وہ زبان سے اقرار کر رہے تھے اگرچہ دل سے اس کی تصدیق نہیں کرتے تھے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 2 الکافی، جلد دوم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مومن کا مومن سے قول و وعدہ ایک نذر و منت ہے جس کی مخالفت سے کفارہ واجب نہیں ہوگا لیکن جو اس کی مخالفت کرے گا اس نے اللہ کے عہد کو زیر پا قرار دیا ہے اور خدا کے خشم و غضب کا سامنا کرے گا اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲

صف بستہ ہو کر لڑنے والوں سے اللہ محبت کرتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴

[ترجمہ] اللہ تعالیٰ یقیناً ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں۔ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپؓ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴ کے ذیل میں فرمایا: یہ آیت حضرت علیؑ، حضرت حمزہ و جناب عبید بن الحرث اور سھل بن حنیف اور الحارث بن ابی دجانہ الانصاری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے دوسری سند کے ساتھ جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپؓ نے اس آیت اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝۴ کے ذیل میں فرمایا کہ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اس سے مراد کون لوگ ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: علیؑ ابن ابی طالبؑ اور حمزہ اللہ اور رسولؐ کا شیر اور عبیدہ بن الحرث، مقداد بن اسود مراد ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے دوسری سند کے ساتھ جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپؓ نے فرمایا: جب حضرت علی علیہ السلام لڑتے تھے تو یوں ثابت قدم رہتے جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں اور آپؑ جتنے کوئی بھی مشرکوں کو قتل کرنے والا نہیں تھا۔

حدیث 4 تحفۃ الاخوان میں جناب محمد بن عباس کی سند سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یہ آیت حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ، حمزہ، عبیدہ بن الحرث، سہل بن حنیف، الحارث بن الصمہ، ابودجانہ انصاری اور جناب مقداد بن اسود الکندی رضوان اللہ علیہم کی شان میں نازل ہوئی تھی۔

حدیث 5 تفسیر بحری میں مخالفین کی سند کے ساتھ وہ حدیث کہ جس کو جناب الحمیری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ آپؓ نے فرمایا: یہ آیت حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ، حمزہ، عبیدہ بن حرث، سہل بن حنیف، حرث بن الصمۃ اور ابودجانہ رضوان اللہ علیہم کے بارے میں نازل ہوئی۔

حدیث 6 تفسیر العلمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ ان مومنین کا ذکر کر رہا ہے جو جہاد کرنے والے ہیں اور راہِ خدا میں لڑتے ہیں کہ پس اس نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ④ سے مراد ہے کہ وہ یوں صف میں جمع ہو کر لڑتے ہیں کہ وہ دیوار ہیں جو اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتی۔

میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِيْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ ؕ فَلَمَّا زَاغُوْٓا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ⑤ وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ⑥

https://www.shiabookspdf.com

[ترجمہ] اور (وہ وقت یاد کرو) جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم! تم مجھے کیوں اذیت دیتے ہو؟ حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمھاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسولؐ ہوں۔ پس جب وہ ٹیڑھے رہے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا اور اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ اور جب عیسیٰ بن مریمؑ نے کہا: اے بنی اسرائیل! میں تمھاری طرف اللہ کا رسولؐ ہوں اور اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے رسولؐ کی بشارت دینے والا ہوں کہ جس کا نام احمد ہے۔ پس جب وہ ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تو کہنے لگے: یہ تو کھلا جادو ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ ایک یہودی نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آپؐ کا نام محمد، احمد، بشیر و نذیر کیوں رکھا گیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: زمین پر میں محمدؐ ہوں اور آسمانوں میں احمد اور بشیر اس لیے کہ میں اللہ کی اطاعت کرنے والوں کو جنت کی بشارت دینے والا ہوں اور نذیر اس لیے ہے کہ میں اللہ کی نافرمانی کرنے والوں کو ڈرانے والا ہوں۔

حدیث 2 الکافی، جلد ہشتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحمزہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث میں فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی۔ پس انھوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی۔ اسی کو اللہ کا یہ قول بیان کرتا ہے: يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ۡ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ (سورۂ اعراف: آیت ۱۵۷) "یعنی یہود و نصاریٰ، تورات و انجیل میں محمد کا نام اور اوصاف لکھے ہوئے پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم اور برائی سے روکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول جو عیسیٰ بن مریمؑ کی طرف سے دی جانے والی بشارت کے بارے میں خبر دے رہا ہے۔ جب آپ نے بنی اسرائیل کو حضرت محمدؐ کی خبر دیتے ہوئے فرمایا: مُبَشِّرًا ۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ؕ (میں تمھیں ایک رسولؐ کی بشارت دیتا ہوں جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے)۔ پس حضرت موسیٰؑ

https://www.shiabookspdf.com

نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی جیسا کہ دوسرے رسولؑ ایک دوسرے کو آنے کی بشارت دیتے رہے یہاں تک کہ بات رسولِ خدا تک تک آ گئی۔ آپؐ نے بشارت دی: یہ لوگ اللہ کے نور کو پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں جبکہ اللہ اپنے نُور کو ضرور پورا کرے گا۔ اگرچہ کافر اس کو ناپسند ہی کریں۔

اللہ اپنے نُور کو پورا کر کے رہے گا

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۷﴾ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸﴾

[ترجمہ] اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے جب کہ اسے اسلام کی دعوت دی جارہی ہو؟ اور اللہ ظالم قوموں کو ہدایت نہیں دے گا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ کی پھونکوں سے اللہ کے نُور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نُور کو پورا کر کے رہے گا، خواہ کفار کو ناپسند ہو۔

تفسیر

حدیث 1

الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن محمد سے اور انھوں نے اپنے بعض ساتھیوں سے اور انھوں نے ابن محبوب سے اور انھوں نے جناب محمد بن الفضیل سے اور حضرت امام ابوالحسن الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ کے ذیل میں فرمایا کہ اس سے مراد ہے کہ یہ لوگ نورِ ولایت امیر المومنینؑ کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ: اور اللہ نُورِ امامت کو ہر حال میں پورا کرے گا۔ اور آپؑ نے اس آیت: فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ (سورۂ تغابن: آیت ۸) (پس اللہ اور اس کے رسولؐ پر اور اس نُور پر جس کو ہم نے نازل کیا ایمان لے آؤ)) کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے وصی کی ولایت کا حکم دیا اور یہ

https://www.shiabookspdf.com

ولایت ہی دین برحق ہے۔ پھر میں نے اس آیت: لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: وہ اللہ مہدیؑ کے قیام کے وقت اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا۔ پھر میں نے اس آیت: وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: وہ مہدیؑ کی ولایت کے ساتھ اپنے نُورِ امامت کو پورا کرے گا۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے اس آیت يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: لوگ ولایتِ امیرالمومنین علی علیہ السلام کے نُور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا: اس آیت وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ امامت کو کامل و پورا کرکے رہے گا۔ امامت ہی وہ نُور ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اس آیت: فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ میں فرمایا ہے کہ اس نُور سے مراد امام ہے۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ (وہ لوگ چاہتے ہیں کہ نُورِ خدا کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنے نُور کو پورا کرکے رہے گا) کے ذیل میں فرمایا: خدا کی قسم! اگر تم اس امر امامت کو چھوڑ دو گے تو اللہ اس کو نہیں ترک کرے گا۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابواسحاق الحرث بن عبداللہ الحاسدی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن منبر پر تشریف لے گئے۔ پھر فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر پہلی نظر کی اور اس نے مجھے چُنا اور مختار کیا (اور مجھے رسولؐ بنایا) اور پھر دوسری مرتبہ نظر کی۔ میرے بعد علیؑ کو چُنا اور اس کو میرا بھائی اور میرا وارث و میرا وصی اور میری امت میں میرا خلیفہ اور میرے بعد ہر مومن کا ولی و مولا قرار دیا۔ جو اس سے ولایت رکھے گا اس نے اللہ سے

https://www.shiabookspdf.com

ولایت و محبت رکھی اور جو اس سے دشمنی کرے گا تو اس نے اللہ سے دشمنی کی اور جس نے اس سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اور جس نے اس سے بُغض رکھا اس نے اللہ سے بُغض رکھا۔ خدا کی قسم! اس سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور اس سے بُغض نہیں رکھے گا مگر کافر۔ میرے بعد اس زمین پر نُور اور اس کا رکن ہے۔ اور وہ کلمۃ التقویٰ اور عروۃ الوثقیٰ ہے۔ پھر آپؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ (لوگ اللہ کے نُور کو اپنے منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں) جبکہ اللہ اس کا انکار کرتا ہے۔ وہ اپنے نُور کو پورا کر کے رہے گا خواہ کافروں کو ناپسند و ناگوار ہی کیوں نہ ہو۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! جو تم میں سے حاضر ہے وہ میرے اس پیغام کو غائبین تک پہنچا دینا اور پھر فرمایا: اے اللہ! تو اس پر گواہ رہنا۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تیسری مرتبہ اہل زمین پر نظر کی تو اس نے میرے اور علیؑ کے بعد کے گیارہ اماموںؑ کو چُنا جو یکے بعد دیگرے آئیں گے۔ جب بھی ایک امامؑ اِس دُنیا سے جائے گا اس کی جگہ دوسرا امامؑ لے لے گا۔ جیسے ایک ستارہ اگر غروب ہو جائے تو دوسرا اس کی جگہ طلوع کرتا ہے۔ یہ گیارہ امامؑ ہدایت یافتہ اور ہدایت کرنے والے ہیں۔ لوگوں کا مکرنا ان کو نقصان نہیں دے سکے گا اور جو ان کو رُسوا کرنے کی کوشش کرے گا اس کی رُسوائی ان کو نقصان نہیں دے گی۔ وہ اللہ کی زمین پر اس کی حجت ہیں اور اس کی مخلوق پر اس کے گواہ ہیں۔ جو ان کی اطاعت کرے گا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ وہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن ان کے ساتھ ہوگا۔ قرآن ان سے جدا نہیں ہوگا اور وہ قرآن سے جدا نہیں ہوں گے۔ یہاں تک کہ حوض پر میرے پاس وارد ہو جائیں گے۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝۹

[ترجمہ] اور وہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے، خواہ مشرکوں کو ناگوار ہی گزرے۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عبداللہ بن حماد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ (وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث کیا تا کہ وہ دین تمام ادیان پر غالب کرے، خواہ مشرکوں کو یہ ناگوار گزرے) کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس کی ابھی تاویل نازل نہیں ہوئی۔

ابوبصیر: میں نے عرض کیا: اس آیت کی تاویل کب نازل ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: جب ہمارا قائم علیہ السلام ظہور کرے گا۔ پھر کوئی کافر و مشرک باقی نہیں رہے گا مگر یہ کہ آپؑ کے ظہور کو ناپسند کرے گا۔ اس وقت اگر کوئی کافر و مشرک کسی چٹان میں بھی چھپا ہوگا تو وہ چٹان آواز دے گی:

اے بندۂ مومن! میرے اندر کافر و مشرک پوشیدہ ہے اس کو قتل کرو۔ پس وہ مومن آئے گا اور کافر یا مشرک کو قتل کر دے گا۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عبایۃ بن ربعی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ کے ذیل میں فرمایا: یہ ابھی ظاہر نہیں ہوئی، ہرگز ظاہر نہیں ہوئی اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جب اس آیت کی تاویل ظاہر ہوگی تو زمین کا کوئی قریہ و بستی باقی نہیں رہے گی مگر اس میں صبح و شام کی یہ شہادت و گواہی گونجے گی: کوئی معبود نہیں سوائے اللہ اور محمدؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ کے ذیل میں فرمایا: یہ نہیں ہوگا

https://www.shiabookspdf.com

یہاں تک کہ کوئی یہودی، کوئی نصرانی اور کوئی دوسری ملت کا فرد باقی نہیں بچے گا مگر یہ کہ وہ مسلمان ہوجائے گا اور اسلام کو قبول کرے گا یہاں تک کہ بکری بھیڑیئے سے اور گائے شیر سے اور انسان سانپ سے امن میں رہیں گے اور کوئی چوہا کسی کی جراب نہیں کھائے گا۔ اگر ایسا کرے گا تو جزیہ اس پر قرار دیا جائے گا۔ صلیب کو توڑ دیا جائے گا اور خنزیر کو قتل کردیا جائے گا اور یہ ہی اللہ کا قول بیان کرتا ہے کہ اس کا دین سب ادیان پر غالب آئے گا خواہ مشرکوں کو یہ ناگوار ہو اور یہ حضرت قائم علیہ السلام کے قیام وظہور کے وقت ہوگا۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب الفضیل سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ نے اپنے رسولؐ کو اپنے وصیؑ کی ولایت کا حکم دیا ہے اور ولایت ہی دین برحق ہے۔

پھر میں نے اس آیت کے بارے میں عرض کیا: لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ کا دین تمام باطل ادیان پر حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کے وقت غالب آئے گا۔

حدیث 5 مختصر بصائر الدرجات میں جناب سعد بن عبداللہ نے جناب جابر بن یزید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ کے ذیل میں فرمایا: اللہ اپنے دین کو تمام ادیان پر زمانہ رجعت میں غالب کرے گا۔

حدیث 6 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: آلِ محمد علیہم السلام کے قائمؑ کے ذریعے ہوگا۔ جب آپؑ ظہور کریں گے تو اللہ اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا حتیٰ کہ اللہ کے کسی غیر کی عبادت نہیں ہوگی۔ یہ آپؑ کا قول ہے کہ حضرت قائمؑ زمین کو عدل وانصاف سے یوں پُر کردے گا جیسے وہ پہلے ظلم وجور سے پُر ہوگی۔

https://www.shiabookspdf.com

نفع بخش تجارت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۱۰﴾ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۱﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۲﴾ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

[ترجمہ] اے ایمان والو! کیا میں تمھیں ایسی تجارت کی طرف رہنمائی نہ کروں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچائے۔ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آؤ اور اپنی جانوں اور مال سے راہِ خدا میں جہاد کرو۔ اگر تم جان لو تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے۔ اللہ تمھارے گناہ معاف فرما دے گا اور تمھیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی اور ابدی جنتوں میں پاکیزہ مکانات ہوں گے۔ یہ ہی بڑی کامیابی ہے۔ اور وہ دوسری بھی جسے تم بہت پسند کرتے ہو۔ اللہ کی طرف سے مدد اور جلد حاصل ہونے والی فتح اور مومنین کو (اس کی) بشارت دے دیں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۱۰﴾ (اے ایمان والو! کیا میں تمھیں ایک ایسی تجارت کی طرف رہنمائی نہ کروں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچالے) کے ذیل میں فرمایا: جب آپؐ نے فرمایا: تو لوگوں نے عرض کیا: اگر ہم اس

https://www.shiabooks.pdf.com

تجارت کے بارے میں جان لیں تو ہم اس میں اپنا تمام مال، جانیں اور اولاد کو خرچ کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ (تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آؤ اور اپنی جانوں اور اموال کے ذریعے راہِ خدا میں جہاد کرو) اور یہ ہی بہت بڑی کامیابی ہے)۔ اور دوسری چیز جس کو بہت پسند کرتے ہو وہ اللہ کی مدد اور نزدیک ترین فتح ہے، یعنی دُنیا میں فتح مکہ کے بعد حضرت قائم علیہ السلام کے ذریعے فتح و مدد دے گا۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب الحسن بن ابوالحسن الدیلمی سے اور انھوں نے اپنے بندوں سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں وہ تجارت ہوں جو فائدہ مند اور دردناک عذاب سے بچانے والی ہوں جس کے بارے میں قرآن نے رہنمائی کی ہے کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ.....

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب الشیخ ابوجعفر الطوسی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے عبدالواحد بن عبدالحسن سے اور انھوں نے جناب محمد بن الجویی سے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں علی بن احمد الواحدی کے سامنے سند مرفوع سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث کو نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: بے شک علیؑ بن ابی طالبؑ کا جنگ خندق کے دن عمرو بن عبدود سے مقابلہ کرنا میری اُمت کے قیامت تک کے تمام اعمال سے افضل ہے۔ یہ وہی تجارت ہے، نفع بخش ہے اور دردناک عذاب سے بچانے والی ہے جس کے بارے میں قرآن نے بیان کیا: کیا میں تمھیں ایسی تجارت کی طرف رہنمائی نہ کروں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچانے والی ہے۔ تم اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لے آؤ اور اپنی جانوں اور اموال سے راہِ خدا میں جہاد کرو۔ اگر تم جانتے ہوتے تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب الحسن سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب عمران بن الحسین اور ابوہریرہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا تو دونوں نے کہا کہ تم جاننے والوں کے پاس آئے ہو۔ ہم نے اس آیت کے بارے میں رسولؐ خدا سے سوال کیا تھا۔

https://www.shiabookspdf.com

آپؐ نے فرمایا: جنت میں موتیوں کے محلات ہوں گے اور ہر محل میں سرخ یاقوت کے بنے ہوئے ستر گھر ہوں گے۔ وہ بھی سرخ یاقوت کے ہوں گے اور ہر گھر میں ستر کمرے ہوں گے جو سبز زمرد کے ہوں گے اور ہر گھر میں ستر تخت ہوں گے اور ہر تخت ستر قسم کے رنگ برنگے بستر ہوں گے اور ہر تخت پر ایک حورالعین ہوگی اور ہر محل میں ستر دسترخوان لگے ہوں گے اور ہر دسترخوان پر ستر قسم کے کھانے ہوں گے اور ہر گھر میں ستر ستر خدمت گار لڑکیاں اور لڑکے ہوں گے۔

پھر آپؐ نے فرمایا: ہر مومن کو جنت میں اتنی قوت و طاقت دی جائے گی وہ ہر روز ان سب لذت والی چیزوں سے ایک گھنٹے میں لذت حاصل کر سکے گا۔

ہمارے حواری حضرت عیسٰی کے حواریوں سے زیادہ اطاعت گزار ہیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيّٖنَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ فَاَيَّدْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِيْنَ ﴿۱۴﴾

[ترجمہ] اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ جس طرح حضرت عیسٰی بن مریمؑ نے حواریوں سے کہا: کون ہے جو راہِ خدا میں میرا مددگار بنے؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت تو ایمان لے آئی اور ایک جماعت نے انکار کر دیا۔ لہٰذا ہم نے ایمان لانے والوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلے میں مدد کی اور وہ غالب ہو گئے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: كَفَرَتْ طَّآئِفَةٌ ۚ کے

https://www.shiabookspdf.com

ذیل میں ذکر کیا ہے کہ وہ جماعت و گروہ جس نے حضرت عیسیٰؑ کا انکار و کفر کیا وہ لوگ تھے جنھوں نے حضرت عیسیٰؑ کی ہم شکل و شبیہہ کو پھانسی چڑھایا اور اس کو قتل کیا اور وہ گروہ جو ایمان لائے تھے وہ لوگ تھے جو قبول کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰؑ کو نہ قتل کیا گیا ہے اور نہ پھانسی چڑھایا گیا ہے بلکہ ان کی شبیہہ کو پھانسی چڑھایا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے اس گروہ کی مدد کی اور دشمنوں کے مقابل میں ان کی مدد کی۔

حدیث 2 الکافی، جلد ہشتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبکیٰ کوکب الدم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا تحقیق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ان کے شیعہ تھے اور ہمارے شیعہ ہمارے حواری ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ہمارے حواریوں سے زیادہ اطاعت گزار نہ تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے کہا: تم میں سے کون ہے جو میرا مددگار ہوگا؟ تو جواب میں حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ پھر خدا کی قسم! ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہودیوں کے مقابل میں مدد نہ کی اور نہ وہ ان کے مقابل لڑے۔ لیکن ہمارے شیعہ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانے کے بعد ہمیشہ ہماری مدد کی اور ہمارے دشمنوں کے مقابل میں لڑے اور جلائے گئے اور مختلف مصائب سے دوچار ہوئے اور ان کو شہروں سے جلاوطن بھی کیا گیا۔ یہ سب کچھ اُنھوں نے ہماری محبت میں برداشت کیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اسی وجہ سے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اگر میں اپنے محبوں کی ناک کو تلوار کے دستے سے توڑ دوں تب بھی وہ ہم سے بُغض نہیں رکھیں گے اور اگر میں اپنے دشمن کو تمام مالِ دُنیا دے دوں تب بھی وہ ہم سے محبت نہیں کریں گے۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عبدالرزاق سے اور انھوں نے جناب معمر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ قتادہؓ نے اس آیت کی تلاوت کی: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ (اے ایمان والو! اللہ کے مددگار بن جاؤ جیسا کہ جناب عیسیٰ بن مریمؑ نے حواریوں سے کہا کہ اللہ کے لیے میری مدد کرنے والا کون ہے؟ تو سب نے کہا: ہم اللہ کی مدد کریں گے)۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر جناب قتادہؓ نے فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حواریوں کی تعریف کرتے تھے اور اللہ کی حمد کرتے تھے کہ ان کے حواری آئے اور انھوں نے آپؐ کی بیعت کی اور آپؐ کی مدد کی یہاں تک کہ آپؐ کے دین کو اللہ نے ظاہر فرما دیا اور پھیلا دیا اور آپؐ کے تمام حواری قریش میں سے تھے۔ پھر انھوں نے آپؐ کے حواریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت علیؑ، حمزہ، جعفر، عثمان بن مظعون رضوان اللہ علیہم اور دوسروں کا ذکر کیا۔

maablib.org

https://www.shiabooks.pdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الجمعۃ

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ صف کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات گیارہ (۱۱) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سیف بن عمیرہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب منصور بن حازم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر مومن پر واجب ہے اگر وہ ہمارا شیعہ ہے تو وہ ہر شب جمعہ سورۂ جمعہ اور سورۂ اعلیٰ کی تلاوت کرے اور جمعہ کے دن نمازِ ظہر میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کی تلاوت کرے۔ پس جب اس نے ایسا کرلیا تو گویا اس نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل کی مانند عمل کیا ہے اور اس بندے کا ثواب اور جزاء اللہ پر ہے کہ اس کو جنّت عطا فرمائے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے سورۂ جمعہ کے ذریعے مومنین کو عزّت بخش دی اور ان کو مکرم ومحترم قرار دیا ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سورۃ کے ذریعے مومنین کو بشارت دی ہے اور سورۂ منافقون کے ذریعے منافقین کی سرزنش و ملامت کی ہے اور مومن کے لیے سزاوار ہے کہ وہ ان دونوں سورتوں کو ترک نہ کرے اور جو جان بوجھ کر ان دونوں سورتوں کو ترک کردے گا اس کی نماز نہیں ہے۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ

https://www.shiabookspdf.com

سورۂ جمعہ کی تلاوت کرے گا تو اس بندے کو ان تمام لوگوں کی تعداد سے دس گنا زیادہ ثواب ملے گا جو نمازِ جمعہ میں لوگ شہروں یا بستیوں میں شامل ہوئے ہوں گے اور جو بندہ ہر دن رات کو سورۃ جمعہ کی تلاوت کرے گا وہ ہر خوف سے امن میں رہے گا اور اس سے تمام مخذور کو موڑ دیا جائے گا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ جمعہ کی تلاوت کو ہمیشہ کرے گا تو اس کے لیے اجرِ عظیم ہوگا اور ہر خوف سے امن میں رہے گا اور اس سے ہر مخذور کو دُور کر دیا جائے گا۔

حدیث 5 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ دن و رات، صبح و شام سورۂ جمعہ کی تلاوت کرے گا وہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ رہے گا اور اللہ اس کے دوسرے دن تک کے گناہ معاف کردے گا۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ الۡمَلِکِ الۡقُدُّوۡسِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَکِیۡمِ ① ھُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡھِمۡ وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ۚ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ۙ ②

[ترجمہ] جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں موجود ہے سب اس اللہ کی تسبیح کرتے ہیں جو بادشاہ نہایت پاکیزہ، بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے مکہ والوں میں ایک رسولؐ کو مبعوث کیا جو ان میں سے ہے جو ان کو آیات پڑھ کر سناتا ہے اور انھیں پاکیزہ کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جب کہ وہ اس سے قبل واضح گمراہی میں تھے۔

رسولِ خدا کو اُمّی کیوں کہا گیا؟

حدیث 1 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جعفر بن محمد الصوفی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سوال کیا: اے فرزندِ رسولؐ! رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اُمّی کیوں رکھا گیا؟

آپؑ نے فرمایا: لوگ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: وہ گمان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُمّی اس لیے کہا گیا تھا کہ وہ لکھنا اور پڑھنا نہیں جانتے تھے۔

https://www.shiabookspdf.com

آپؐ نے فرمایا: جھوٹ بولتے ہیں، اللہ کی لعنت ہو ان پر۔ پھر جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں فرمایا ہے: هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ کہ وہ ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے جو خود نہیں جانتا وہ دوسروں کو کیسے تعلیم دے سکتا ہے۔ اللہ کی قسم! رسولِ خدا بہتر (۷۲) یا تہتر (۷۳) زبانوں کو جانتے تھے اور آپؐ کو اُمّی اس وجہ سے کہا گیا ہے کیونکہ آپؐ اہلِ مکہ سے تھے اور مکہ کو اُم القریٰ کہا گیا ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ (سورۂ انعام: آیت ۹۲) (تاکہ آپؐ مکہ اور اس کے اطراف والوں کو ڈرائیں)۔

علمِ نحو کا قانون ہے کہ جب کسی اسم کے آخر میں یائے نسبتی کو لگانا ہو تو اگر اس کے آخر میں "تا" موجود ہو تو اس "تا" کو حذف کر دیا جاتا ہے اور پھر اس کے آخر میں یائے نسبتی کو لگایا جاتا ہے جیسا کہ فاطمۃ سے فاطمی بنایا جاتا ہے۔ اور اگر کسی ایسے اسم کے آخر میں یائے نسبتی لگانا مقصود ہو جو مضاف ہو تو وہاں قانون ہے کہ مضاف الیہ کو حذف کر دیتے ہیں اور مضاف کے آخر میں یائے نسبتی لگاتے ہیں اور یہ ہی قانون اس مقام پر جاری ہوا ہے۔ مکہ کا نام ہے اُم القریٰ اور یہ مضاف و مضاف الیہ ہے تو اس کے ساتھ یائے نسبتی لگانے کے لیے مضاف الیہ جو القریٰ ہے اس کو حذف کر دیا گیا ہے اور یائے نسبتی اُم کے ساتھ لگائی گئی ہے تو اُم سے اُمی بنا ہے، مراد ہے مکّی۔

رسولِ خدا کو جو اُمّی کہا گیا ہے مراد ہے کہ یہ مکی رسولؐ ہے نا کہ اَن پڑھ۔

سورۂ جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے مقامِ فخر میں کہا ہے کہ میں نے اُمیون میں رسولؐ مبعوث کیا ہے جو ان میں سے ہے، مراد ہے مکہ والوں میں رسولؐ مبعوث کیا ہے جو ان میں سے یعنی مکّی ہے۔ (مترجم)

حدیث 2 بصائر الدرجات میں جناب محمد بن الحسن الصفار نے بھی جناب جعفر بن محمد الصوفی سے اسی حدیث کو نقل کیا ہے۔

حدیث 3 علل الشرائع، جلد اوّل میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن اسباط سے نقل کیا ہے اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! لوگ گمان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھنا اور پڑھنا نہیں جانتے تھے۔

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: یہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں اللہ ان پر لعنت کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیوں فرمایا: هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وہ بندہ جو خود لکھنا پڑھنا نہیں جانتا وہ کتاب وحکمت کی ان کو تعلیم کیسے دے سکتا ہے؟

راوی: پھر میں نے عرض کیا: پھر آپؑ کو اُمّی کیوں کہا گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: آپؑ کو مکہ کی طرف نسبت دی گئی ہے۔ مکہ کو اُم القریٰ کہا جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰی وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ (سورۂ انعام: آیت ۹۲) (تاکہ آپؐ مکہ اور اس کے اطراف والوں کو ڈرائیں)۔ اُم القریٰ مکہ ہے اور اسی وجہ سے آپؐ کو اُمّی کہا جاتا ہے۔

حدیث 4 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابونصر سے اور انھوں نے اپنے بعض ساتھیوں سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسانات فرمائے ان میں سے ایک یہ ہے کہ پڑھتے تھے لیکن لکھتے نہیں تھے۔ پس جب ابوسفیان احد کی طرف متوجہ ہوا تو حضرت عباس نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک خط لکھا۔ پس وہ خط رسولؐ خدا کے پاس آیا۔ آپؐ اس وقت مدینہ کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے تو آپؐ نے اس خط کو پڑھا لیکن اپنے اصحاب کو اس خط کے مضمون کے بارے میں خبر نہ دی اور ان کو حکم دیا مدینہ چلو۔ پس جب وہ مدینہ آگئے تو پھر ان کو اس خط کے مضمون کے بارے میں خبر دی۔

حدیث 5 علل الشرائع، جلد اوّل میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نبی خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھا کرتے تھے لیکن لکھا نہیں کرتے تھے۔

حدیث 6 علل الشرائع، جلد اوّل میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابان بن عثمان سے اور انھوں نے جناب الحسن بن زیاد الصیقل سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے نبیؐ پر یہ احسان تھا کہ آپؐ پڑھتے تھے لکھا نہیں کرتے تھے (یعنی وہ لکھتے نہیں تھے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ لکھ نہیں سکتے تھے۔ پھر صلح حدیبیہ کے موقع پر آپؐ نے اپنے نام محمدؐ رسول

https://www.shiabookspdf.com

اللہ سے رسول اللہ کا لفظ کاٹ کر خود محمد بن عبداللہ لکھا تھا۔ (مترجم)

حدیث 7 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب سلیم بن قیس سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہم وہ ہیں جن میں اللہ نے رسولؐ کو مبعوث فرمایا جو ہمارے سامنے اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے اور ہم کو پاکیزہ کیا اور ہمیں کتاب وحکمت کی تعلیم دی۔

حدیث 8 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب ابن ابی عمیر سے اور انھوں نے معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا کے ذیل میں لکھا ہے کہ مکہ والے لکھتے تھے لیکن ان کے پاس اللہ کی طرف سے کوئی کتاب نہیں آئی تھی اور نہ ہی ان کی طرف اللہ کی طرف سے کوئی نبی و رسول آیا تھا۔ پس اس وجہ سے مکہ والوں کو امیین کہا گیا تھا یعنی علم و ہدایت سے محروم لوگ تھے۔

حدیث 9 بصائر الدرجات میں جناب محمد بن الحسن الصفار نے جناب عبدالرحمٰن بن الحجاج سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھ پڑھ سکتے تھے اور جو نہیں لکھا ہوتا تھا اس کو بھی پڑھ لیتے تھے۔

رسولِ خداؐ اپنے بعد آنے والوں کے لیے بھی رسولؐ ہیں

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۳ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝۴

[ترجمہ] اور ان دوسرے لوگوں کے لیے بھی مبعوث ہوئے جو ابھی ان سے نہیں ملے ہیں اور وہ بڑا غالب آنے والا حکمت والا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے عنایت کر دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا

https://www.shiabookspdf.com

یَلْحَقُوْا بِهِمْ ط کے ذیل میں لکھا ہے، اس سے مراد ہے کہ جو لوگ آپؐ کے بعد اسلام میں داخل ہوں گے ان کے لیے بھی آپؐ مبعوث ہوئے ہیں۔

حدیث 2 الکافی، جلد دوم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق دُنیاوی آسمان کے ملائکہ جب زمین میں ایک دو، تین افراد کو دیکھتے ہیں کہ جو محمدؐ و آلِ محمدؐ کی فضیلت کا ذکر کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں: کیا تم ان لوگوں کو دیکھ رہے ہو کہ وہ تعداد میں کم ہیں اور ان کے دشمن زیادہ ہیں۔ پھر بھی محمدؐ و آلِ محمدؐ کی فضیلت کو یہ بیان کرتے ہیں تو دوسرا گروہ کہتا ہے: ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ (یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے یہ عطا فرما دیتا ہے، اللہ فضل عظیم کا مالک ہے)۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب وابل سے اور انھوں نے جناب نافعؒ سے اور انھوں نے اُم المومنین حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی قوم و جماعت جمع ہو کر محمدؐ و آلِ محمدؐ کے فضائل و فضیلت کو ذکر کریں تو آسمانوں سے ملائکہ نازل ہوتے ہیں جو ان کے پاس بیٹھتے ہیں اور جب لوگ چلے جائیں تو وہ فرشتے آسمانوں کی طرف واپس چلے جاتے ہیں تو دوسرے فرشتے ان سے کہتے ہیں: ہم تم سے خوشبو سونگھ رہے ہیں اور اس سے اچھی خوشبو ہم نے کبھی نہیں سونگھی؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم اس قوم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے جو محمدؐ و آلِ محمدؐ کی فضیلت و فضائل کو بیان کر رہی تھی اور یہ خوشبو ان کی وجہ سے ہمارے اندر پائی جاتی ہے تو وہ دوسرے فرشتے ان سے کہتے ہیں: ہمارے ساتھ اس تک چلو تو وہ فرشتے جواب دیتے دیتے ہیں کہ اب وہ لوگ متفرق ہو گئے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ط بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

[ترجمہ] ان کی مثال جن پر تورات کا بوجھ ڈال دیا گیا پھر وہ اس بوجھ کو نہ اُٹھا

https://www.shiabookspdf.com

سکے اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لاد دی جاتی ہیں (اس کو کچھ معلوم نہیں ہوتا) بہت بری ہے ان لوگوں کی مثال، جنھوں نے اللہ کی نشانیوں کو جھٹلا دیا اور اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں کرتا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس آیت میں بنی اسرائیل کی مثال پیش کی جارہی ہے کہ ان کی مثال ایک گدھے کی سی ہے کہ جس پر کتابیں لاد دی جاتی ہیں اور اس کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اُس کے اُوپر کیا ہے اور اس پر وہ عمل بھی نہیں کرتا۔ ایسے ہی بنی اسرائیل والے ہیں۔ ان پر گدھے کی مانند کتاب کا بوجھ ڈال دیا گیا۔ ان کو معلوم ہی نہیں کہ اس میں کیا ہے اور وہ اس پر عمل بھی نہیں کرتے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْٓا اِنْ زَعَمْتُمْ اَنَّكُمْ اَوْلِيَآءُ لِلّٰهِ مِنْ دُوْنِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٦

[ترجمہ] آپؐ کہہ دیں: اے یہودیو! اگر تمھیں یہ گمان ہے کہ تم اللہ کے لاڈلے دوست ہو اور دوسرے لوگ نہیں تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد دوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مالک سے نقل کیا ہے اور انھوں نے آلِ سام کے غلام عبدالاعلیٰ سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک حدیث کو میرے لیے روایت کیا تو میں نے ان سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں کیا آپ مجھے اس طرح کا گمان کرتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

کیا یہ امر تیرے لیے گراں گزرا ہے؟ میں نے عرض کیا۔

https://www.shiabookspdf.com

کیوں نہیں، خدا کی قسم! آپؑ نے مجھے اسی طرح کا گمان کیا ہے؟

آپؑ نے بھی فرمایا: خدا کی قسم! میں نے اس کا گمان نہیں کیا۔ یہ امر تیرے لیے گراں گزرا ہے۔

پھر میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، خدا کی قسم! جو آپؑ نے کہا ہے وہ میرے لیے گراں گزرا ہے۔

تو آپؑ نے فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ ہر گمان و زعم قرآن میں کفر ہے۔

وَلَا يَتَمَنَّوْنَهٗٓ اَبَدًۢا بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝۷
قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى
عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۸

[ترجمہ] اور یہ اپنے ہاتھوں سے آگے بھیجے ہوئے اعمال کے سبب ہرگز موت کی تمنا نہیں کریں گے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ آپؐ کہہ دیں کہ وہ موت جس سے تم فرار کر رہے ہو (گریزاں ہو) اس کا تمھیں ضرور سامنا کرنا ہوگا۔ پھر وہ غیب و شہود کو جاننے والے کے سامنے پیش کیے جاؤ گے۔ پھر اللہ تمھیں سب بتا دے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امام علی بن ابی طالبؑ نے فرمایا: اے لوگو! جس سے فرار کر رہے ہو اس چیز سے تمھاری ضرور ملاقات ہوگی۔ موت انسان کو ہانک کر لے جا رہی ہے۔ یہ بھاگنا موت سے جلد ملاقات کا سبب بن جاتا ہے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب بکر بن محمد الازدی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق موت کہ جس سے لوگ فرار کر رہے ہیں وہ ان سے ضرور ملاقات کرے گی۔ پھر فرمایا: انسان کی زندگی میں سال شمار ہوتے ہیں، مہینے شمار ہوتے ہیں، پھر دن شمار ہیں، پھر گھڑیاں شمار ہوتی ہیں اور پھر ان کی سانسیں بھی شمار ہوتی ہیں۔ پس جب ان کی موت کا وقت آجاتا ہے

https://www.shiabookspdf.com

تو وہ ایک لمحہ نہ آگے جاتا ہے اور نہ مقدم ہوتا ہے۔ پھر انسان اس سے مؤخر ہوتے ہیں نہ مقدم ہوتے ہیں۔

نمازِ جمعہ کے لیے دوڑتے ہوئے آؤ

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰

[ترجمہ] اے ایمان والو! جب نماز کے لیے تمھیں پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آؤ اور خرید وفروخت کو چھوڑ دو۔ یہ ہی تمھارے لیے خیر وبہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ پس جب نماز ختم ہوجائے (پھر اپنے کاموں کے لیے) زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد سوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جابر بن یزید سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ (پس تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ کر آؤ) کے بارے میں عرض کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کام ختم کرو اور نماز کے لیے جلدی جلدی جاؤ کیونکہ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے تنگ ہوتا ہے (نمازِ جمعہ کا وقت تنگ ہوتا ہے)۔ جمعہ کا دن مسلمانوں کے اعمال، پاداش و جزا، اس مقدار کے حساب سے تنگ ہوتی ہے اور جمعہ کے دن نیکی و برائی دو برابر ہوتی ہے۔

راوی بیان کرتا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب جمعہ کے لیے جمعرات کو ہی تیاری کر لیتے تھے کیونکہ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لیے تنگ ہوتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 2 الخصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوایوب ابراہیم بن عیسیٰ الخزاز سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (پس جب نماز ختم ہوجائے تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو) کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جمعہ کے دن نمازِ جمعہ پڑھو اور ہفتہ کے دن زمین پر پھیل جاؤ۔

پھر آپؑ نے فرمایا: مسلمان مرد کو چاہیے کہ وہ ہفتہ کے ایام میں سے جمعہ کو دین کے اُمور کے لیے فارغ رکھے تاکہ وہ دین کے بارے میں سوال کرے کیونکہ دین کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔

اسی روایت کو ابن بابویہ نے من لایحضرہ الفقیہ میں بھی اسی سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

حدیث 3 عیون اخبار الرضا میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہفتہ کا دن ہمارے لیے ہے اور اتوار کا دن ہمارے شیعوں کے لیے ہے۔ پھر پیر (سوموار) کا دن بنی اُمیہ کے لیے ہے اور پھر منگل کا دن ان کے پیروکاروں کے لیے اور بدھ کا دن بنی عباس کے لیے ہے اور جمعرات کا دن ان کے پیروکاروں کے لیے ہے اور جمعہ کا دن سب لوگوں کے لیے ہے۔ اس میں وسعت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب تم نماز کو ختم کرلو پھر زمین میں منتشر ہوجاؤ تاکہ اللہ کا فضل (رزق کو) تلاش کرو۔

فرمایا: اس سے مراد ہے کہ ہفتہ کے دن پھیل جاؤ۔

حدیث 4 المحاسن میں جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی نے جناب عثمان بن عیسیٰ سے اور انھوں نے جناب عبداللہ بن سنان اور ابوایوب الخزاز سے نقل کیا ہے، وہ دونوں فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ کے اس قول: فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جمعہ کے دن نماز پڑھو اور ہفتہ کے دن زمین پر رزق کی تلاش میں نکل جاؤ۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے روایت کو نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے قول: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ (اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن تمھیں نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کے لیے دوڑ کر آؤ) کے ذیل میں فرمایا: یعنی نمازِ جمعہ کے لیے اپنے آپ کو آمادہ کرو اور سعی کرو۔ اس سعی سے مراد ہے کہ اپنی مونچھوں کے بالوں کو درست کرو اور ناخن کاٹ لو۔ غسل کرو، پاک و صاف لباس پہنو اور خوشبو لگاؤ۔ یہ کام جمعہ کے لیے سعی ہے۔ جس نے آخرت کا ارادہ کیا اور اس کے لیے کوشش کی تو وہ مومن ہے۔

حدیث 6 مجمع البیان میں علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس آیت کو جناب عبداللہ بن مسعود نے یوں پڑھا ہے: فامضوا الی ذکر اللہ، یعنی اللہ کے ذکر (نماز) کی طرف جاؤ۔

پھر علامہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہم السلام سے بھی یہ ہی روایت ہوا ہے۔

جمعہ کو "جمعہ" کا نام کیوں دیا گیا ہے؟

حدیث 7 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحمزہ ثمالی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے آپؑ سے عرض کیا کہ جمعہ کا نام جمعہ کیسے رکھا گیا؟

آپؑ نے فرمایا: اس دن اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے وصی کی ولایت کے لیے عہد و پیمان کے لیے جمع کیا تھا۔ اس مناسبت سے اس کا نام جمعہ رکھا گیا ہے۔

حدیث 8 امالی میں جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن سلیمان الدیلمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس دن مخلوق کو محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام کی ولایت کے لیے جمع کیا، یعنی ان سے ولایت کا عہد لینے کے لیے جمع کیا تھا۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 9 الاختصاص میں جناب شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ جناب جابر جعفی سے نقل ہوا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا تو میں نے اس آیت کی تلاوت کی: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ (اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن تمھیں نماز کے لیے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرو)۔

آپؑ نے فرمایا: اے جابر! تُو نے اس آیت کو کیسے پڑھا ہے؟

میں نے یوں عرض کیا: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ

آپؑ نے فرمایا: اے جابر! یہ تحریف ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں میں کیسے پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: یوں پڑھو: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فامضوا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ۔ اے جابرؓ! اللہ نے یوں نازل کی تھی (گذشتہ احادیث میں ایک حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ جناب عبداللہ بن مسعود نے بھی اس کو یوں ہی قرأت کیا ہے)۔

اے جابرؓ! فَاسْعَوْا اگر ہوتا تو اس کا معنی یہ ہوتا کہ تم نماز کے لیے دوڑو حالانکہ رسولؐ خدا مرد کا نماز کے لیے دوڑنے کو مکروہ و ناپسند کرتے تھے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے جابر! جمعہ کو جمعہ کا نام کیوں دیا گیا ہے؟

جابر: میں نے عرض کیا میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں آپؑ مجھے بتائیں۔

آپؑ نے فرمایا: کیا میں تجھے بہت عظیم تاویل کے بارے خبر نہ دوں؟

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں۔

اے جابرؓ! اللہ تعالیٰ نے جمعہ کا نام جمعہ اس لیے رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن تمام اوّلین و آخرین کو اس دن جمع کیا اور جن و انس میں جو کچھ بھی اس نے خلق کیا سب کو جمع کیا اور ہر وہ چیز جو ہمارے ربّ نے خلق کی ہے، خواہ وہ آسمانوں ہوں یا زمین یا دریا، جنّت و جہنم اور ہر مخلوق کو اس دن عہد و پیمان کے لیے جمع کیا۔ پس اس ساری مخلوق سے اللہ تعالیٰ نے اس دن اپنی ربوبیت کا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی

https://www.shiabookspdf.com

ولایت کا عہد و پیمان لیا اور اسی دن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں فرمایا: ثُمَّ اسْتَوٰٓى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ﴿۱۱﴾ (سورۂ فصلت: آیت ۱۱) ''پس اس دن کا نام اللہ نے جمعہ رکھا کیونکہ اس نے اس دن اوّلین و آخرین کو جمع کیا تھا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ مراد ہے کہ جب تمھیں اس دن نماز کے لیے پکارا جائے جس دن تم سب کو جمع کیا گیا تھا۔ اس نماز سے مراد امیرالمومنین علی علیہ السلام ہیں، یعنی جب تمھیں ولایت کی نماز کی طرف پکارا جائے اور یہ بہت بڑی ولایت ہے۔ پس اس دن رسول، انبیاء، ملائکہ اور ہر چیز جو اللہ نے ثقلان جن و انس اور آسمانوں اور زمین کو خلق کیا اور مومنین سب لبیک لبیک کرتے ہوئے آئے ہیں۔ پس تم بھی نماز کے لیے چلے آؤ۔ فامضوا الی ذکر اللہ، اور اللہ کے ذکر سے مراد امیرالمومنین علی علیہ السلام ہیں (یعنی امیرالمومنین) کی طرف چلے آؤ۔ پھر اللہ نے فرمایا: وَذَرُوا الْبَيْعَ ط سے مراد ہے کہ تم اوّل کو چھوڑ دو۔ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ مراد امیرالمومنین علی علیہ السلام کی بیعت و ولایت اوّل کی بیعت و ولایت سے بہتر و خیر ہے۔ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم جانتے ہو۔ پھر فرمایا: فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ یعنی جب امیرالمومنینؑ کی بیعت سے فارغ ہو جاؤ، فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ سے مراد ہے کہ پھر تم اوصیاء کے پاس جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اوصیاء کی اطاعت و ولایت کا حکم دے رہا ہے۔ جیسا کہ اس نے رسولؐ خدا کی اطاعت اور امیرالمومنین کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اوصیاء کے ناموں سے ارض کے ساتھ کنایہ کیا ہے اور ان کا نام ارض رکھا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ، اے جابرؓ! اس میں بھی تحریف کی گئی ہے۔ اصل ہے: وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ علی الاوصیاء کہ اللہ نے جو اپنے اوصیاء پر فضل کیا ہے اس کو تلاش کرو۔ اور اللہ کو یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾

[ترجمہ] اور جب انھوں نے تجارت یا کھیل تماشا ہوتا ہوا دیکھ لیا تو اس کی طرف

https://www.shiabookspdf.com

دوڑ پڑے اور آپؐ کو کھڑا چھوڑ گئے۔ آپؐ کہہ دیں: جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کھیل تماشا اور تجارت سے بہت بہتر ہے اور بہترین رزق دینے والا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 پھر اللہ تعالیٰ اس موقعہ پر اپنے رسول ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے: اے محمدؐ! جب یہ آپؐ پر شک کرنے والے اور آپؐ کا انکار کرنے والے تجارت (اوّل کو دیکھ لیتے ہیں، اَوْ لَهْوًا یعنی ثانی کو، انصرفوا الیھا کہ اس کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔

جابر: میں نے عرض کیا کہ آیت انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: یہ تحریف ہے۔ پھر تَرَكُوْكَ یعنی یہ آپؐ کو علیؑ کے ساتھ کھڑا ہوا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔

اے محمدؐ! آپؐ کہہ دیں: علیؑ اور اوصیاء کی ولایت اللہ کے پاس ہے۔ وہ اس تجارت اور لھوا یعنی اوّل و ثانی کی بیعت سے بہت بہتر ہے۔

پھر آپؐ نے فرمایا: یہ بہتر ہے ان کے لیے جو تقویٰ اختیار کریں۔

جابر: میں نے عرض کیا: لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا تو یہاں نہیں ہے۔

آپؐ نے فرمایا: ہاں ہے اور وہ تقویٰ اختیار کرنے والے تم ہو اور اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔

(اس روایت کے بعض کلمات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید قرآن میں تحریف ہوئی ہے)۔

(یہ تفسیر باطنی بیان ہوئی ہے ورنہ ظاہر قرآن میں مذہب شیعہ کا عقیدہ ہے کہ اس میں کوئی تحریف نہیں ہوئی۔ مترجم)

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے نقل کیا ہے کہ مدینہ میں ایک قافلہ شام سے آیا جو مالِ تجارت لے کر آیا تھا تو اہل مدینہ نے قافلہ کی آمد کی اطلاع کے لیے طبل بجایا۔ وہ خوش تھے اور مسکرا رہے تھے۔ قافلہ اس وقت داخل ہوا جب رسولِ خدا ﷺ جمعہ کا خطبہ کھڑے ہو کر دے رہے تھے تو طبل کی آواز سن کر لوگ آپؐ کو اکیلا کھڑا چھوڑ کر مسجد سے باہر چلے گئے اور مسجد میں بارہ افراد کے علاوہ اور کوئی نہ بچا اور علیؑ ابن ابی طالبؑ ان بارہ افراد میں شامل تھے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جعفر الاحمر بن سیار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ (اور جب یہ تجارت یا کھیل تماشا کو دیکھتے ہیں اور اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور آپؐ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں) کے ذیل میں فرمایا: سب اصحاب چلے گئے سوائے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے۔ تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ (جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس کھیل تماشا اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب سے بہترین رزق دینے والا ہے)۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ کے ذیل میں لکھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو اس دوران ایک قافلہ مدینہ میں آیا۔ ان کے آگے آگے لوگ طبل بجا رہے تھے اور لڈی (اُچھل کود) ڈال رہے تھے۔ پس سب لوگ نماز کو چھوڑ کر ان کی طرف چلے گئے تاکہ وہ ان کا کھیل تماشا دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ (جب وہ تجارت یا کھیل تماشا کو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور ان کو کھڑا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں)۔

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم میں جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے آپؑ سے سوال کیا کہ امام جمعہ کا خطبہ کس حالت میں دے گا؟

آپؑ نے فرمایا: کھڑے ہوکر کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ؕ آپ کو کھڑا چھوڑ کر چلے گئے۔

حدیث 6 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابن ابی یعفور سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ کے ذیل میں فرمایا: لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا وہ لوگ جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں ان کے لیے اللہ بہترین رزق دینے والا ہے"۔

حدیث 7 مناقب میں جناب ابن شہرآشوب نے مجاہد کی تفسیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابویوسف یعقوب بن سنان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے

https://www.shiabooks.pdf.com

اس فرمان: وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوًا انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ط کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ دحیہ الکلبی جمعہ کے دن شام سے قافلہ لے کر آئے۔ پس انھوں نے احجار پر پڑاؤ کیا۔ پھر انھوں نے طبل بجایا تا کہ لوگوں کو اپنے آنے کی اطلاع کردے تو لوگ سب اس کی طرف دوڑ گئے سوائے علیؑ، حسنؑ و حسینؑ و فاطمہؑ، سلمانؓ و ابوذرؓ، مقدادؓ و صہیبؓ کے، باقی سب رسولِ خدا کو چھوڑ کر چلے گئے۔ آپؐ اس وقت منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے تھے۔

پس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے میری مسجد کی طرف جمعہ کے دن دیکھا۔ پس اگر یہ آٹھ افراد بھی باقی نہ بچتے کہ جو میری مسجد میں بیٹھے رہ گئے تھے تو اللہ کی طرف سے ضرور اہل مدینہ پر آگ نازل ہو جاتی، یا ان پر پتھر برستے۔ جیسا کہ قومِ لوطؑ پر نازل ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان آٹھ افراد کے لیے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں: رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ، ان کو تجارت ذکرِ خدا سے غافل نہیں کرتی۔

حدیث 8 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا سے مراد ہے انصرفوا الیہا یعنی وہ سب اس کی طرف چلے گئے۔

maablib.org

http://www.shiabooks.net

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ المنافقون

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ حج کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات گیارہ (۱۱) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب منصور بن حازم سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر مومن پر واجب ہے اگر وہ ہمارا شیعہ ہے تو ہر شب جمعہ سورۂ جمعہ اور سورۂ اعلیٰ کی تلاوت کرے۔ اور جمعہ کے دن ظہر کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون کی تلاوت کرے۔ پس جب اس نے ایسا کیا تو گویا اس نے رسولؐ خدا والا عمل انجام دیا ہے اور اس کا ثواب اور جزا اللہ پر ہے کہ اس کو جنت دے۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ منافقون کی تلاوت کرے گا۔ وہ نفاق سے اور اپنے دین میں شک کرنے سے محفوظ رہے گا اور اس سورہ کو پھوڑے یا پھنسی پر پڑھا جائے گا تو وہ ختم ہوجائے گا اور اس کو باطنی درد پر پڑھا جائے گا تو اس سے سکون مل جائے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ منافقون کی تلاوت کرے گا تو وہ شرک اور نفاق سے بری ومحفوظ رہے گا اور اگر اس سورہ کو کسی مریض پر پڑھا جائے گا یا درد پر پڑھا جائے گا تو اللہ اس کو شفا دے گا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو

https://www.shiabookspdf.com

بندہ اس سورہ کو اس شخص پر پڑھے جو آنکھ کے درد یا بیماری میں مبتلا ہو تو اللہ اس کو تخفیف دے گا اور اس کی بیماری کو زائل کردے گا اور جو کسی اندرونی درد پر پڑھے گا اللہ اپنی قدرت سے اس کو درد سے سکون دے گا اور اس کو زائل کردے گا۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ﴿۱﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾

[ترجمہ] جب منافقین آپؐ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں یقیناً آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ اللہ بھی جانتا ہے کہ آپؐ یقیناً اللہ کے رسولؐ ہیں لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً منافقین جھوٹے ہیں۔ ان (منافقوں) نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے۔ پھر وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں جو کچھ یہ کرتے ہیں وہ یقیناً بُرا ہے۔ یہ اس وجہ سے کہ پہلے وہ ایمان لائے اور پھر کافر ہو گئے۔ پھر ان کے دلوں پر مُہر لگ گئی ہے۔ لہٰذا اب وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کے اس قول: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: جو بندہ رسولؐ کے وصیؑ کی ولایت کے بارے میں رسولؐ کی اتباع نہیں کرتا اللہ نے اس کا نام منافق رکھا ہے اور جو اس کے وصیؑ کا اور اُس کی ولایت و امامت کا انکار

https://www.shiabookspdf.com

کرتا ہے اس کو اللہ نے اس بندے کی مانند قرار دیا ہے جس نے خود محمدؐ رسول اللہ کا انکار کیا ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں یہ آیات نازل فرمائیں: اے محمدؐ! اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ جب آپؐ کے پاس آپؐ کے وصیؑ کی ولایت کے بارے میں منافقت کرنے والے آپؐ کے پاس آتے ہیں۔ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ بولایت علی لَكٰذِبُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وہ کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ تحقیق آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ یقیناً آپؐ اس کے رسولؐ ہیں اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ علیؑ کی ولایت کے بارے میں منافقت کرنے والے جھوٹے ہیں اور یہ اپنی قسموں کو ڈھال بنا کر لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور اللہ کی راہ آپؐ کا وصیؑ ہے: اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ یہ جو کرتے ہیں بہت بُرا کرتے ہیں۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا برسالتك وَكَفَرُوْا بولایت وصیك فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ (اس وجہ سے کہ وہ آپؐ کی رسالت پر تو ایمان لاتے ہیں اور آپؐ کے وصی کی ولایت کا کفر کرتے ہیں، پس اللہ نے ان کے دلوں پر مُہریں لگادی ہیں، پس وہ سمجھتے نہیں)۔

راوی: میں نے عرض کیا: لَا يَفْقَهُوْنَ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ آپؐ کی نبوت کے بارے میں عقل سے کام نہیں لیتے اور جب ان سے کہا جاتا ہے آؤ تاکہ اللہ کا رسولؐ تمھارے لیے استغفار کرے، مراد ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ حضرت علیؑ کی ولایت کی طرف واپس پلٹ آؤ تاکہ اللہ کا رسولؐ تمھارے گناہوں کے لیے استغفار کرے تو وہ منہ موڑ لیتے ہیں اور حضرت علیؑ کی ولایت کے بارے میں تکبر کرتے ہیں۔ پھر اللہ ان کی معرفت کو جانتے ہوئے فرماتا ہے کہ اے رسولؐ! آپؐ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ تحقیق اللہ فاسق قوم کو ہدایت نہیں دے گا۔ مراد ہے آپؐ کے وصیؑ پر ظلم کرنے والوں کو ہدایت نہیں کرے گا۔

حدیث 2 الاحتجاج میں علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب طاؤس الیمانی نے حضرت امام ابوجعفر محمد بن علی الجواد علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ مجھے اس قوم کے بارے میں بتائیں کہ جنھوں نے گواہی سچی اور برحق دی ہے لیکن اللہ ان کو جھوٹا کہتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ منافقین ہیں۔ جب انھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ

https://www.freeiabooksspdf.com

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝ (ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ اللہ بھی جانتا ہے کہ آپؐ اس کے رسولؐ ہیں۔ اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں)۔

سورۂ منافقون کا شانِ نزول

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے لکھا ہے کہ یہ سورہ غزوۂ مریسیع یا مریسع کے وقت نازل ہوئی تھی۔ یہ وہ غزوۂ ہے جو بنی مصطلق کے ساتھ ہوا تھا اور یہ ہجرت کے پانچویں سال میں رُونما ہوا تھا۔ آپؐ بنی مصطلق کی طرف تشریف لے گئے۔ جب آپؐ اس غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو راستے میں ایک کنویں پر آپؐ نے منزل فرمائی۔ اس کنویں کا پانی کم تھا۔ انس بن سیار جو انصار کا حلیف تھا اور ادھر سے جہجاہ بن سعید غفاری جو عمر بن خطاب کا کارندہ تھا، ان دونوں کا کنویں کے پانی کے معاملہ میں جھگڑا ہوگیا تو اس جھگڑے نے جہجاہ نے انس کے چہرے پر ایک ضرب لگائی جس سے اس کا چہرہ زخمی ہوگیا اور اس سے خون جاری ہوگیا۔ انس بن سیار نے قبیلہ خزرج کے لوگوں کو آواز دی تو دوسری طرف جہجاہ نے قریش کے افراد کو مدد کے لیے پکار لیا۔ دونوں طرف سے تلواریں نیاموں سے باہر آگئی۔ قریب تھا کہ فتنہ کی آگ بھڑک اُٹھے اور کشت وخون ہوجائے۔ یہ ہی آواز عبداللہ بن ابی منافق نے بھی سن لی۔ اس کے پاس انصار کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ اپنی جگہ سے چلّایا کہ کیا ہوگیا ہے؟ جب اس کو واقعہ کا پتہ چلا تو وہ غضب ناک ہوگیا اور اس نے کہا: لوجی! ہمارے ہی شہروں میں آکر پناہ ملی تو آج ہمارے ہی لوگوں پر حملہ آور ہوگئے ہیں۔

خدا کی قسم! اگر ہم مدینہ لوٹ گئے تو ہم عزّت دار ذلیلوں کو نکال باہر کریں گے۔ بعدازاں اس نے اپنے ساتھیوں سے کہنا شروع کیا۔ یہ اس کام کا نتیجہ ہے جو خود تم نے اپنے سر لے لیا ہے۔ تم نے انھیں پناہ دی اور اپنے اموال ان میں تقسیم کردیئے۔ اگر تم اپنی بچی ہوئی غذا ان لوگوں کو نہ دیتے تو آج یہ تمھاری گردنوں پر سوار نہ ہوتے، تمھاری سرزمین سے چلے جاتے اور اپنے قبائل سے جاملتے۔ تم نے ان کے لیے جنگیں کی، قربانیاں دی ہیں، اپنی عورتوں کو بیوہ بنایا، اپنے بچوں کو یتیم کیا۔ خدا کی قسم! مدینہ جاکر ہم ان ذلیلوں کو باہر نکال دیں گے۔

جب یہ چلّا رہا تھا تو اس وقت جناب زید بن ارقمؓ وہاں موجود تھے جو اس وقت ایک نوخیز نوجوان تھا۔ انھوں نے اس کی طرف منہ کرکے کہا: خدا کی قسم! ذلیل اور کمینہ تو ہے۔ رسولؐ خدا اللہ کی عزّت اور مسلمانوں کی

http://www.shiabooks.com

محبت ہیں۔ آج کے بعد میں تجھے اچھا آدمی شمار نہیں کروں گا۔ رسولؐ خدا اس وقت ایک درخت کے سائے میں آرام فرما رہے تھے اور آپؐ کے اردگرد مہاجرین اور انصار کے افراد جمع تھے پس زید بن ارقم آپؐ کے پاس آئے اور سارے واقعہ کے بارے میں آپؐ کو خبر کردی اور جو کچھ عبداللہ بن ابی نے کہا تھا اس کے بارے میں بھی رسولؐ خدا کو خبر کردی۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے جوان! شاید تجھے وہم ہوا ہوگا۔

اس نے عرض کیا: نہیں یارسولؐ اللہ! مجھے کوئی وہم و دھوکہ نہیں ہوا۔

پھر آپؐ نے فرمایا: شاید تو اس پر غضب ناک ہے اس لیے یہ کہہ رہا ہے؟

اس نے عرض کیا: نہیں، میں اس پر غصہ و غضب میں نہیں ہوں۔

پھر آپؐ نے فرمایا: شاید اس نے تیرے ساتھ کوئی بداخلاقی کی ہے؟

اس نے عرض کیا: نہیں ایسی کوئی بداخلاقی بھی رُونما نہیں ہوئی۔

پس رسولؐ خدا نے اپنے غلام شقران سے فرمایا: میری سواری پر زین رکھو۔ اس نے سواری پر زین کو رکھا اور آپؐ اس پر سوار ہوئے۔ تو لوگوں کو بھی اس کے بارے میں اطلاع مل گئی۔ انھوں نے کہا: حتماً کوئی اہم واقعہ ہوا ہے کہ رسولؐ خدا آج ہی اس جگہ سے کوچ کرنا چاہتے ہیں۔ تو لوگ بھی آپؐ کے ہمراہ ہوگئے۔ پس اصحاب میں جناب سعد بن عبادہ آپؐ کے پیچھے آیا اور آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ پر اللہ کی رحمت و درود و برکات نازل ہوں: السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپؐ نے فرمایا: علیک السلام۔

پھر سعد نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا ہوا آپؐ نے اس وقت سامانِ سفر باندھ لیا؟

آپؐ نے فرمایا: اے سعد! کیا تُو نے اپنے ساتھی کی بات کو نہیں سنا۔

اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کے علاوہ ہمارا کوئی ساتھی نہیں ہے۔

آپؐ نے فرمایا: عبداللہ بن ابی نے کہا ہے کہ جب وہ مدینہ جائیں گے تو عزّت دار ذلیلوں کو باہر نکال دیں گے۔

تو سعد نے کہا: یارسولؐ اللہ! آپؐ اور آپؐ کے اصحاب عزّت دار ہیں۔ وہ اور اُس کے ساتھی ذلیل ہیں۔

https://www.freebooks.com

آپؐ نے سارا دن اور ساری رات سفر کو جاری رکھا اور آپؐ نے کسی سے کوئی بات نہ کی۔ تو خزرج والے لوگ عبداللہ بن ابی کے پاس آئے اور انھوں نے اس کی مذمت و سرزنش کی۔ تو اس نے قسم اُٹھائی کہ میں نے کوئی بات نہیں کی۔

تو انھوں نے اس سے کہا: ہمارے ساتھ رسولؐ اللہ کی خدمت میں چلو تا کہ ہم ان سے معذرت کریں لیکن اس نے منہ دوسری طرف موڑ لیا۔ جب رات ہوگئی تو رسولؐ خدا نے ساری رات سفر جاری رکھا اور دن کو بھی سوائے نماز کے آپؐ کہیں نہ رُکے۔ جب دوسرے دن کی صبح ہوئی اور سورج طلوع ہوا تو آپؐ رُکے اور آپؐ اپنی سواری سے اُترے اور آپؐ کے اصحاب بھی اُترے۔ سارا لشکر تھک چکا تھا۔ سب دن و رات کے سفر کی وجہ سے تھک گئے تھے۔ لشکر والے زمین پر اُترے۔ اسی دوران عبداللہ بن ابی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے قسم اُٹھائی کہ میں نے کوئی بات نہیں کی اور پھر اس نے گواہی دی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ تحقیق زید نے میرے خلاف جھوٹ بولا ہے تو رسولؐ خدا نے اس کی بات کو قبول کرلیا۔ تو اس کے بعد قبیلہ خزرج والے زید بن ارقم کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کو بُرا بھلا کہا کہ تُو نے ہمارے سردار عبداللہ پر جھوٹ بولا ہے۔ جب رسولؐ خدا نے وہاں سے کوچ کیا تو زید بن ارقم آپؐ کے ساتھ تھا۔ اس نے دُعا کی: اے میرے خدا! تُو جانتا ہے کہ میں نے عبداللہ بن ابی پر جھوٹ نہیں بولا۔ ابھی رسولؐ خدا نے کچھ ہی سفر کیا تھا کہ رسولؐ خدا پر وحی کے آثار نمودار ہوئے اور آپؐ پر اتنا وزن طاری ہوا کہ قریب تھا کہ آپؐ کی اُونٹنی وحی کے بوجھ کی وجہ سے بیٹھ جائے۔ اسی حالت میں رسولؐ خدا پسینے سے شرابور ہوگئے تو آپؐ نے اپنے پسینے کو صاف کیا۔ اس کے بعد آپؐ نے زید کے کان کو پکڑا اور اس کو اُٹھایا۔ پھر فرمایا: اے جوان! اللہ نے تیری تصدیق کردی ہے اور جس طرح تُو نے ان لوگوں کی باتوں کو سنا اور دل میں محفوظ رکھا اور پھر زبان سے بیان کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اُتارا ہے۔ پھر آپؐ نے اپنے اصحاب کو اکٹھا کیا اور ان کے سامنے سورۂ منافقون کی تلاوت فرمائی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۝۱ اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا

https://www.shiabookspdf.com

فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ ..... وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

پس عبداللہ بن ابی رُسوا ہوگیا۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابان بن عثمان سے ایک اور روایت کو نقل کیا ہے، آپ نے بیان کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دن و رات سفر جاری رکھا۔ جب دوسرے دن کا سورج طلوع ہوا تو آپؐ نے پڑاؤ کیا اور آپؐ سواری سے اُترے تو لوگ بھی اُترے۔ اور جیسے ہی وہ زمین پر لیٹے تو سب سو گئے۔ پس رسولؐ خدا نے لوگوں کو عبداللہ بن ابی سے بات کرنے سے روک دیا۔ عبداللہ بن ابی کا بیٹا رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اگر آپؐ نے میرے والد کے قتل کا ارادہ کرلیا ہے تو آپؐ مجھے حکم دیں کہ میں اس کو قتل کردوں اور اس کا سر آپؐ کی خدمت میں پیش کردوں۔ خدا کی قسم! تمام قبیلہ خزرج اور اوس جانتا ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ سب سے زیادہ نیکی کرنے والا ہوں۔ مجھے خوف ہے کہ اگر آپؐ نے میرے علاوہ کسی اور کو یہ حکم دے دیا اور اس نے میرے والد کو قتل کر دیا تو میں اپنے آپ پر قابو نہیں رکھ سکوں گا۔ جب بھی میں اپنے والد کے قاتل کو دیکھوں گا مجھے خدشہ ہے کہ میں ایک مومن کو ایک کافر کے بدلے قتل کردوں اور مومن کے قتل کی وجہ سے ایسا نہ ہو کہ میں جہنم میں چلا جاؤں۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: ایسا نہیں ہے، بلکہ جب تک تو ہمارے ساتھ ہے اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ ؕ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ هُمُ الْعَدُوُّ فَاحْذَرْهُمْ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۫ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَوَّوْا رُءُوْسَهُمْ وَرَاَيْتَهُمْ يَصُدُّوْنَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝ سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ

https://www.shiabookspdf.com

اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۶ هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝۷

[ترجمہ] اور جب آپؐ انھیں دیکھ لیں تو ان کے جسم آپؐ کو بھلے معلوم ہوں گے اور جب وہ بولیں گے تو آپؐ ان کی بات توجہ سے سنتے ہیں (مگر وہ ایسے بے روح ہیں) جیسے دیوار کے ساتھ لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں۔ ہر آواز کو اپنے خلاف شمار کرتے ہیں۔ یہی لوگ دشمن ہیں لہٰذا آپؐ ان سے محتاط رہیں۔ اللہ ان لوگوں کو ہلاک کردے یہ کہاں بہکے پھرتے ہیں؟ اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ اللہ کا رسولؐ تمھارے لیے استغفار کرے تو سر جھٹک دیتے ہیں اور آپؐ دیکھیں گے کہ یہ تکبر کرنے کے سبب آنے سے رُک جاتے ہیں۔ ان کے لیے برابر ہے خواہ آپؐ ان کے لیے مغفرت کریں یا نہ کریں۔ اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا، اللہ فاسقین کو ہدایت نہیں کرتا۔ یہ ہی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ رسولِؐ خدا کے پاس ہیں ان پر خرچ نہ کرو یہاں تک کہ یہ لوگ متفرق ہوجائیں حالانکہ آسمانوں اور زمین کے خزانے اللہ کے پاس ہیں لیکن منافقین یہ جانتے ہی نہیں ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ ؕ کے ذیل میں فرمایا: یہ لوگ ان لکڑیوں کی مانند نہ سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں اور اس آیت: يَحْسَبُوْنَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ؕ یعنی وہ ہر آواز کو یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ آواز دشمن کی آواز ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان منافق لوگوں کے سامنے

https://www.shiabookspdf.com

اپنے رسولؐ کے اوصاف بیان کر دیئے اور ان کی نشان دہی کر دی اور ان کے خاندان والوں کو بھی ان کے بارے میں معلوم ہو گیا تو وہ ان کے پاس آئے اور ان سے کہا: خدا تمھارا بُرا کرے۔ آؤ رسولؐ خدا کی خدمت میں چلو تا کہ نبیؐ خدا تمھارے لیے مغفرت طلب کریں تو انھوں نے ان سے منہ موڑ لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خواہ آپؐ استغفار کریں یا نہ کریں میں ان کو ہرگز نہیں بخشوں گا اور قومِ فاسق کو ہدایت نہیں کروں گا۔

حدیث 2 تفسیر العیاشی میں جناب علامہ العیاشی نے جناب عباس بن ہلال سے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اے محمدؐ! اگر آپؐ ان منافقین کے لیے ستر بار بھی استغفار کریں گے تو اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا۔ تو آپؐ نے ان کے لیے سو مرتبہ استغفار کیا تا کہ اللہ ان کو بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ط لَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ط (آپ خواہ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا)۔

پھر فرمایا: اگر ان میں سے کوئی مر جائے تو اس پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور ان کی قبر پر بھی نہ کھڑے ہونا۔ اس کے بعد آپؐ نے ان منافقین میں سے کسی کی نہ نماز پڑھی اور نہ ہی کسی کی قبر پر کھڑے ہوئے۔

عزّت مومنین کے لیے ہے

يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ط وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۸

[ترجمہ] کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو عزّت والے ذلّت والوں کو وہاں سے ضرور نکال دیں گے جب کہ عزّت تو اللہ اور اُس کے رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے لیکن منافقین اس کو جانتے ہی نہیں ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد پنجم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے

https://www.shiabookspdf.com

نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابوالحسن الاحمسی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومن کو تمام اُمور کا اختیار دیا ہے لیکن اپنے آپ کو ذلیل کرنے کا اختیار نہیں دیا۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ اللہ فرماتا ہے: وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (عزت اللہ اور اُس کے رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے)۔ مومن عزیز و عزت دار ہوتا ہے وہ ذلیل نہیں ہوسکتا۔

پھر فرمایا: مومن پہاڑ سے بھی زیادہ عزت میں سخت ہوتا ہے کیونکہ پہاڑ کدال کے ساتھ توڑا جاسکتا ہے لیکن مومن کو اپنی عزت و دین میں نہیں توڑا جاسکتا۔

حدیث 2 الکافی، جلد پنجم میں الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عثمان بن عیسیٰ سے اور انھوں نے جناب سلمۃ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومن کو اس کے تمام اُمور کا اختیار دیا ہے لیکن اس کو ذلیل ہونے کا اختیار نہیں دیا۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ فرماتا ہے: وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (عزت اللہ اور اس کے رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے)۔ پھر فرمایا: پس مومن کے لیے سزاوار ہے کہ عزت دار رہے ذلیل نہ ہو۔ اللہ نے مومن کو اپنے دین اور اسلام کے ذریعے عزت دی ہے۔

حدیث 3 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق، اللہ تعالیٰ نے مومن کو اپنے تمام اُمور کا اختیار دیا ہے سوائے اس کے کہ اپنے نفس کو ذلیل کرنے کا اختیار نہیں دیا۔

حدیث 4 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب داؤد الرقی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مومن کے لیے یہ سزاوار نہیں (جائز نہیں) کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔

میں نے عرض کیا: وہ کیسے اپنے آپ کو ذلیل کرے گا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ایسا کام کرے جس کی وہ قدرت و طاقت نہیں رکھتا۔

حدیث 5 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔

https://www.shiabookspdf.com

میں نے عرض کیا: مومن اپنے آپ کو کیسے ذلیل کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کسی ایسے کام میں وارد ہوجائے جو اس کی قدرت و طاقت میں نہ ہو۔

حدیث 6 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعدان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب سلمۃ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مومن کو تمام اُمور میں اختیار دیا ہے لیکن اس کو اپنے آپ کو ذلیل کرنے کا اختیار نہیں دیا۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ (عزت اللہ اور اس کے رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے)۔ مومن کے لیے سزاوار ہے کہ عزت دار ہو، مومن ذلیل نہیں ہوسکتا۔

حدیث 7 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے کہا: کیا آپؑ میں تکبر پایا جاتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، کبریائی فقط اللہ کے لیے ہے۔ میرے اندر عزت پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عزت اللہ اور اس کے رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے۔

حدیث 8 ربیع الابرار میں جناب الزمخشری نے نقل کیا ہے کہ حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام سے کسی نے کہا: کیا آپؑ میں عظمت (کبر) پائی جاتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ میرے اندر عزت پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عزت اللہ اور اُس کے رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۹ وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝۱۰ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝۱۱

https://www.shiabookspdf.com

[ترجمہ] اے ایمان والو! تمھارے اموال اور تمھاری اولاد تمھیں ذکر خدا سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کرے گا وہ خسارہ اُٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ جو رزق ہم نے تمھیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرو، قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے۔ پھر وہ کہنے لگے: اے خدایا! تُو نے تھوڑی سی مہلت کیوں نہ دی تا کہ میں صدقہ دیتا اور میں بھی صالحین میں سے ہوجاتا۔ اور جب کسی کا مقرر وقت آجاتا ہے تو پھر اللہ اسے ہرگز مہلت نہیں دیتا اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو، اللہ اس سے خوب باخبر ہے۔

تفسیر

حدیث 1 من لایحضرہ الفقیہ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے سند مرسلہ کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰﴾ (پس صدقہ کرلوں اور صالحین میں سے ہوجاؤں) کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ مرنے والا عرض کرے گا کہ مجھے مہلت دی جائے تا کہ میں اپنے اعمال میں صدقہ ادا کروں اور میں حج کرکے صالحین میں سے ہوجاؤں۔

حدیث 2 مجمع البیان میں جناب الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ہر وہ بندہ جو مال دار ہوگا جب وہ مرنے لگے گا تو اگر اس نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کی ہوگی یا صاحبِ استطاعت ہوا اور اس نے حج نہ کیا ہوگا تو وہ موت کے وقت اللہ سے دُنیا کی طرف رجعت کا سوال کرے گا تو لوگوں نے کہا: اے ابن عباسؓ! اللہ سے ڈرو! یہ فقط کافر ہوگا جو اللہ سے دُنیا کی طرف رجعت کا سوال کرے گا۔

آپؑ نے فرمایا: میں تمھارے سامنے قرآن کی آیت کی تلاوت کرتا ہوں۔ پھر انھوں نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰﴾ پھر فرمایا: اصلاح سے مراد اس آیت میں حج کرنا ہے تا کہ میں حج کرنے والوں میں سے ہوجاؤں۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ (جب کسی کی موت کا وقت آجائے گا تو کسی کو اللہ موخر نہیں کرے گا) کے ذیل میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پاس ایک لکھی ہوئی کتاب ہے جس میں ہر ایک کی اجل کا وقت لکھ دیا ہے۔ وہ اس وقت سے کسی کو نہ مقدم کرتا ہے اور نہ موخر کرتا ہے۔ پس جب شب قدر آتی ہے تو جو آنے والی شب قدر تک کے تمام اُمور نازل کرتا ہے اس کو وہ قول بیان کرتا ہے: وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ ۔جب اللہ اس کو نازل کرتا ہے تو آسمانوں میں ایک کتاب میں لکھ دیتا ہے اور پھر وہ اس کو موخر نہیں کرتا۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۃ التغابن

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ تحریم کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات اٹھارہ (۱۸) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص اپنی فرض نماز میں سورۂ تغابن کی تلاوت کرے گا یہ سورہ قیامت کے دن اس کی شفاعت کرے گی اور عادل گواہ ہوگی۔ اس کے نزدیک جس کے ہاں اس سورہ کی گواہی قبول ہوگی۔ پھر یہ سورہ اس شخص سے جدا نہیں ہوگی یہاں تک کہ اس کو جنت میں داخل کردے گی۔

حدیث 2 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن شمر سے اور انھوں نے جناب جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص رات سونے سے قبل تمام مسبحات سورتوں کی تلاوت کرے گا جب تک حضرت قائم علیہ السلام کو نہ پالے گا وہ مرے گا نہیں اور اگر مرگیا تو وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار میں ہوگا (مسبحات سے مراد وہ سورتیں جو سبح یا یسبح سے شروع ہوتی ہیں)۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص اس سورہ کی تلاوت کرے گا اللہ اس کو ناگہانی موت سے محفوظ رکھے گا اور جو یہ سورہ پڑھے گا تو وہ اس جابر بادشاہ کے پاس جائے جس کے خشم وغضب سے اللہ اس کو محفوظ رکھے گا اور اس میں کوئی برائی نہیں لاحق ہوگی۔

https://www.shiabooks.pdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ②

[ترجمہ] جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اللہ کی تسبیح کرتی ہیں۔ حکومت و سلطنت اسی کی ہیں اور حمد کے لائق بھی وہی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ وہی ہے جس نے تمھیں پیدا کیا۔ پھر تم میں سے کوئی کافر ہے اور کوئی مومن اور جو تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن صحاف سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ لوگوں کے ایمان کو ہماری ولایت کی وجہ سے جانتا ہے اور ان کے کفر کی ہماری ولایت کے انکار کی وجہ سے اس دن سے جانتا ہے جس دن عالمِ ذر میں اولادِ آدمؑ کو اس کی صُلب سے نکال کر ہماری ولایت کا عہد لیا تھا۔

حدیث 2 الکافی، جلد سوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن صحاف سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ

https://www.shiabookspdf.com

کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لوگوں کے ایمان کو ہماری ولایت کے اقرار اور ان کے کفر کو ہماری ولایت کے انکار کی وجہ سے اس دن سے جانتا ہے جس دن اس نے عالمِ ذر میں اولادِ آدمؑ کو صلبِ آدمؑ سے نکال کر عہد لیا تھا۔

راوی: میں نے آپؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾ (سورۂ تغابن، آیت ۱۲) (اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی۔ پس اگر تم نے اس سے منہ موڑا پس ہمارے رسولؐ کی ذمہ داری فقط واضح طور پر ابلاغ کرنا ہے) کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ، خدا کی قسم! جو لوگ تم سے پہلے ہلاک ہوئے ہیں اور جو تمھارے بعد ہمارے قائمؑ کے ظہور تک ہلاک ہوں گے وہ سب ہماری ولایت کو چھوڑنے اور ہمارے حق کا انکار کرنے کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ رسولِ خداؐ اس دُنیا سے نہیں گئے تھے مگر یہ کہ ہماری ولایت اور ہمارے حق کو اس اُمت کی گردنوں پر ڈال کر گئے تھے اور اللہ جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

حدیث 3 الکافی، جلد دوم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینیؒ نے جناب علی بن ابراہیم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب محمد بن عیسیٰ سے اور انھوں نے جناب یونس سے اور انھوں نے ایک اور مرد سے اور انھوں نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقرؑ سے عرض کیا: لوگوں کے نکاح کرنے کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں کہ میں اتنی عمر کا ہو گیا ہوں اور میں نے ابھی تک شادی نہیں کی۔

آپؑ نے فرمایا: تجھے کس چیز نے شادی کرنے سے روکا ہے؟

میں نے عرض کیا: مجھے فقط اس خوف و ڈر نے روکا ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ شاید یہ عورتیں میرے لیے حلال نہیں ہیں۔ آپؑ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: تو جوان ہے پھر بتاؤ کیا کرتے ہو، کیا صبر کرتے ہو؟

میں نے عرض کیا: میں کنیز خرید لیتا ہوں۔

آپؑ نے مجھے فرمایا: یہ بتاؤ کنیزوں کے حلال ہونے پر کیا دلیل ہے؟

https://www.shiabookspdf.com

میں نے عرض کیا: کنیز و لونڈی کا معاملہ آزاد عورت کی مانند نہیں ہوتا۔ اگر میں دیکھتا ہوں یا مجھے اس کے بارے میں کوئی شک ہو تو میں اس کو فروخت کر دیتا ہوں اور اس سے کنارہ کشی کر لیتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: پس مجھے بتاؤ کہ اس کے حلال ہونے پر تیرے پاس کیا دلیل ہے؟

میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا۔ میں نے عرض کیا: آپؑ کی کیا رائے ہے کیا مجھے شادی کر لینا چاہیے؟

آپؑ نے فرمایا: مجھے کیا پروا ہے کہ تو کیا کرتا ہے۔

میں نے عرض کیا: یہ آپ کا فرمانا کہ مجھے کیا پروا کہ تو کیا کرتا ہے اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱- یا تو آپؑ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مجھے کوئی پروا نہیں خواہ تو گناہ کر۔ میں نے تجھے کون سا حکم دیا ہے۔ پس آپؑ مجھے حکم دیں کیا میں آپؑ کے حکم کے تحت شادی کر لوں؟

آپؑ نے مجھے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شادی کی اور اللہ فرماتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی یہ دونوں ہمارے صالح بندوں میں سے دو بندوں کے تحت تھیں۔

میں نے عرض کیا: رسولؐ خدا کی منزلت میری منزلت پر تو نہیں ہو سکتی۔ وہ عورت تو رسولؐ خدا کے تحت تھیں اور ان کے حکم کا اقرار کرنے والی ہیں اور ان کے دین کا اقرار کرنے والی۔

آپؑ نے مجھے فرمایا: یہ بتاؤ اللہ کے قول میں آیا ہے کہ فخانتاھما، وہ دونوں عورتیں خائن تھیں۔ اس خیانتؑ کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے؟

پھر آپؑ نے فرمایا: اس خیانت سے مراد ان دونوں کی نافرمانی تھی۔ پھر رسولؐ خدا نے فلاں مرد کی شادی بھی کروائی تھی۔

میں نے عرض کیا: خدا آپ کے اُمور کی اصلاح فرمائے۔ کیا آپ مجھے حکم دیتے ہیں کہ میں جاؤں اور آپ کے حکم کے تحت شادی کر لوں؟

آپؑ نے مجھے فرمایا: اگر تو شادی کرنا چاہتا ہے تو تیرے لیے ضروری و لازم ہے کہ عورتوں میں جو عورت بلھاء ہو اس سے شادی کرنا۔

میں نے عرض کیا کہ یہ بلھاء عورت کون سی ہے؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: جو پاک دامن اور پردہ دار ہو۔

میں نے عرض کیا: خواہ وہ عورت سالم بن ابی حفصہ کے دین پر ہی ہو؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

پھر میں نے عرض کیا: خواہ وہ عورت ربیعہ رائی کے دین پر ہو؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: آزاد عورت ہو اور ناصبی (یعنی ہماری ولایت کی منکر) نہ ہو، خواہ وہ اس کے بارے میں آگاہی نہ رکھتی ہو جس کے بارے میں تُو جانتا ہے۔

میں نے عرض کیا: کیا وہ اس حالت سے خارج ہوگی کہ وہ مومنہ ہے یا کافرہ؟

آپؑ نے فرمایا: نمازی ہو، روزہ رکھنے والی ہو اور اللہ کا تقویٰ رکھنے والی، خواہ تمھارے امر کو وہ نہ جانتی ہو۔

میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ط بعض کافر اور بعض مومن۔ تو یہ ہی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔ خدا کی قسم! ایسا تو نہیں ہوسکتا کہ کوئی بندہ ہو وہ نہ مومن ہو اور نہ کافر ہو۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے زرارہ! اللہ کا قول تیری بات سے زیادہ سچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ط عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ط (سورۂ توبہ: آیت ۱۰۲) (انھوں نے نیک عمل کے ساتھ دوسرے بُرے عمل کو مخلوط کیا ہے، بعید نہیں کہ اللہ انھیں معاف کردے)۔ پس جب اللہ فرما رہا ہے کہ بعید نہیں کہ میں اُن کو معاف کردوں جبکہ تُو کہہ رہا ہے لوگ یا مومن ہیں یا کافر۔ اگر یہ ہی ہے تو پھر تو اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں تو کیا کہے گا جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا ﴿۹۸﴾ (سورۂ نساء: آیت ۹۸) (البتہ جو مرد اور عورتیں اور بچے کوئی ذریعہ اور نکلنے کا کوئی راہ نہیں پاتے)۔ تو کہتا ہے کہ لوگ نہیں ہیں مگر مومن یا کافر۔

پھر آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ لوگ نہ مومن ہیں نہ کافر، پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: پھر تو اصحابِ اعراف کے بارے میں کیا کہے گا۔

میں نے کہا: وہ بھی نہ مومن ہیں نہ کافر۔ اگر وہ مومن ہوں گے تو وہ مومنین کے ساتھ مل کر جنّت میں داخل

https://www.shiabookspdf.com

ہوں گے اور اگر کافر ہوں گے تو وہ کافروں کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ نہ مومن ہیں اور نہ کافر۔ اگر مومن ہوتے تو دوسرے مومنوں کے مانند جنت میں داخل ہوتے اور اگر کافر ہوتے تو دوسرے کافروں کی طرح جہنم میں داخل ہوتے لیکن یہ وہ قوم ہے کہ جن کے بُرے اعمال اور اچھے اعمال برابر ہیں۔ اور ان کے اعمال ناقص ہوں گے وہ ویسے ہی جیسے اللہ فرماتا ہے:

زرارہ: میں نے عرض کیا: اے مولاؑ! کیا وہ اہل جنت ہوں گے یا اہل جہنم ہوں گے۔

آپؑ نے فرمایا: جیسے اللہ نے ان کو چھوڑ دیا ہے تو بھی ان کو چھوڑ دے۔ ان کے بارے میں کوئی رائے نہ دے۔

میں نے عرض کیا: کیا آپؑ ان لوگوں کو اُمیدوار قرار دے رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ تو بھی ان کو ایسے ہی اُمیدوار قرار دو جیسے اللہ ان کو اُمیدوار قرار دے رہا ہے۔ اگر اللہ نے چاہا تو وہ اپنی رحمت کی وجہ سے جنت میں داخل کردے گا۔ اور اگر وہ چاہے گا تو ان کے گناہوں کی وجہ سے جہنم میں داخل کردے گا اور یہ ان پر ظلم نہیں ہوگا۔

میں نے عرض کیا: کیا جنت میں کافر داخل ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

پھر میں نے عرض کیا: کیا مومن جہنم میں داخل ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، مگر جسے اللہ چاہے گا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے زرارہ! ہم ماشاء اللہ کہتے ہیں جبکہ تو ماشاء اللہ نہیں کہتا۔ اے زرارہ! جب تیرے سن و سال زیادہ ہوجائیں گے تو بھی کہے گا تو تیرے سامنے اس کی گرہ کھل جائے گی۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب الحسین بن صحائف سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ ط کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لوگوں کے ایمان کو ہماری ولایت کے ذریعے پہچانتا ہے اور ان کے کفر کو ہماری

https://www.shiabookspdf.com

ولایت کے کفر و انکار کے ذریعے ان کو اُس دن سے پہچانتا ہے جب اس نے عالمِ ذر میں اولادِ آدمؑ سے عہد و پیمان لیا تھا۔

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت خاص کر مومنین اور کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝۳ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۴ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ۡ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۵ ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا ۡ فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝۶

[ترجمہ] اس نے آسمانوں اور زمین کو برحق خلق کیا ہے اور اس نے تمھاری صورت بنائی تو بہترین صورت بنائی اور اسی کی طرف پلٹنا ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ سب جانتا ہے اور جو کچھ تم پوشیدہ رکھتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو ان سب کو بھی اللہ جانتا ہے اور جو کچھ سینوں میں ہے وہ اس کو بھی جانتا ہے۔

کیا تمھارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جو تم سے پہلے کافر ہوئے تھے۔ پھر انھوں نے اپنے اعمال کی سزا کو چکھا تھا؟ اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ اس لیے ہے کہ ان کے پاس ان کے رسولؐ واضح دلائل لے کر آئے تھے تو یہ کہتے تھے: کیا بشر ہماری ہدایت کر سکتے ہیں؟ لہٰذا انھوں نے کفر کیا اور منہ پھیر لیا۔ پھر اللہ بھی ان سے بے پروا ہو گیا اور اللہ بڑا بے نیاز، قابلِ حمد ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب احمد بن ادریس سے اور انھوں نے جناب احمد بن محمد سے اور انھوں نے جناب الحسین بن سعید سے اور انھوں نے اپنے بعض ساتھیوں سے اور انھوں نے جناب حمزہ بن بزیع سے اور انھوں نے جناب علی بن سوید السائی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ (یہ اس وجہ سے تھا کہ ان کے پاس ان کے رسولؑ واضح و روشن آیات لے کر آئے تھے) کے بارے میں سوال کیا: اس بینات سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اسے مراد ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں۔

وہ نور امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں

زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ؕ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ؕ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝۷ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝۸

[ترجمہ] کافر یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ دوبارہ اُٹھائے نہیں جائیں گے۔ آپؐ کہہ دیں: ہاں، میرے ربّ کی قسم! تم ضرور اُٹھائے جاؤ گے۔ پھر تمھیں ضرور بتایا جائے گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو اور یہ بات اللہ کے لیے نہایت آسان ہے۔ لہٰذا اللہ اور اس کے رسولؐ پر اور اس نُور پر جو ہم نے نازل کیا ہے ایمان لے آؤ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَالنُّوْرِ الَّذِيْٓ اَنْزَلْنَا ؕ کے ذیل

https://www.shiabookspdf.com

میں لکھا ہے کہ وہ نور امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

حدیث 2 الکافی، جلد اوّل میں جناب محمد یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالخالد الکابلی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوخالد! خدا کے اُس نور سے مراد آلِ محمد علیہم السلام سے قیامت تک ہونے والے امامؑ ہیں۔ خدا کی قسم! یہ وہی نور ہیں جن کو اللہ نے نازل کیا ہے۔ خدا کی قسم! یہ آسمانوں و زمین کا نور ہیں۔

اے ابوخالد! خدا کی قسم! امامؑ کا نور مومنین کے دلوں میں سورج سے زیادہ روشن ہوتا ہے جو دن کے وقت چمکتا ہے اور ائمہؑ کے انوار مومنین کے دلوں کو منور کرتے ہیں اور جن سے چاہتا ہے ان سے اس نور کو پوشیدہ رکھتا ہے اور ان کے دلوں کو تاریکی میں ڈال دیتا ہے۔

اے ابوخالد! خدا کی قسم! کوئی بندہ ہم سے محبت نہیں رکھتا اور کوئی ہماری ولایت کو قبول نہیں کرتا مگر وہ جس کے دل کو اللہ نے پاک کیا ہو۔ اور اللہ کسی بندے کے دل کو اس وقت تک پاک نہیں کرتا جب تک وہ ہمارے سامنے سر تسلیم خم نہ کرے اور جب وہ ہمارے سامنے تسلیم ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو سخت حساب سے محفوظ کرلیتا ہے اور قیامت کے دن کے بڑے ہول سے بھی اس کو امن میں قرار دیتا ہے۔

حدیث 3 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ جناب ابوایوب سے اور انھوں نے جناب ابوخالد الکابلی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوخالد! خدا کی قسم وہ نور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کا نور ہے۔ امامؑ کا نور مومنین کے دلوں میں سورج کے دن کے وقت چمکنے سے بھی زیادہ روشن ہوتا ہے اور اللہ جن سے چاہتا ہے ان کے نور کو ان سے پوشیدہ رکھتا ہے جس کی وجہ سے ان کے دل تاریک ہوجاتے ہیں اور ان کے دلوں پر پردے پڑجاتے ہیں۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے اللہ کے اس قول: یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ (سورۂ صف: آیت ۸)

https://www.shiabookspdf.com

(یہ لوگ اللہ کے نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں) کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ لوگ میر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کو منہ کی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔ پھر میں نے اس کے بارے میں سوال کیا: وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ (سورۂ صف: آیت ۸) (اللہ اپنے نور کو کامل و پورا کر کے ہی رہے گا)۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس سے مراد ہے کہ اللہ نورِ امامت کو کامل کر کے ہی رہے گا اور امامت ہی وہ نور ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے: فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ اس نور سے مراد امامؑ ہے۔

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوخالد الکابلی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا (اس کے بعد گذشتہ حدیث کو نقل کیا ہے اور آخر میں ان الفاظ کا اضافہ ہوا ہے) اللہ اس کو قیامت کے دن بڑے ہول و خوف سے محفوظ رکھے گا۔

حدیث 6 بصائر الدرجات میں جناب سعد بن عبداللہ نے جناب ابوخالد بُرید الکناسی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اے ابوخالد! خدا کی قسم! وہ نور ائمہ کا نور..... تک گذشتہ حدیث کو ذکر کیا گیا ہے اور آخر میں فرمایا کہ اللہ اس مومن کو قیامت کے دن کے بڑے ہول و سے محفوظ رکھے گا۔

التغابن

یَوْمَ یَجْمَعُكُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِكَ یَوْمُ التَّغَابُنِ ؕ وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُّكَفِّرْ عَنْهُ سَیِّاٰتِهٖ وَیُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝۹ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ۝۱۰

https://www.shiabookspdf.com

[ترجمہ] جس دن اللہ اجتماع کے دن تمھیں اکٹھا کرے گا تو وہ نقصان اُٹھانے کا دن ہوگا اور جو شخص اللہ پر ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دے، اللہ اس کے گناہوں کو اس سے دُور کردے گا اور ایسی جنتوں میں اس کو داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے۔ اور جو لوگ کافر ہوں گے اور انھوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی ہوگی وہی لوگ اہل جہنم ہیں جو اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے۔

تفسیر

حدیث 1 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب سعد بن عبداللہ سے اور انھوں نے جناب القسم بن محمد الاصفہانی سے اور انھوں نے جناب سلیمان بن داؤد سے اور انھوں نے جناب حفص بن غیاث سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

یومِ تلاق: وہ دن ہے جس دن آسمان والے زمین والوں سے ملاقات کریں گے۔

یومِ تناد: وہ دن ہے جس دن اہل جہنم اہل جنت کو آواز دیں گے کہ جو پانی، خوراک اللہ نے تمھیں دیا ہے وہ ہمیں بھی عطا کرو۔

یومِ تغابن: وہ دن ہے جس دن اہل جنت اہل جہنم کو دھوکہ دیں گے۔

یومِ حسرت: وہ دن ہوگا جس دن اللہ موت کو ذبح کردے گا (اس دن اہل جہنم حسرت کریں گے کہ ہائے! اب ہم مر بھی نہیں سکیں گے)۔

مومن کے دل کو اللہ ہدایت دیتا ہے

مَآ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ؕ وَمَنۡ يُّؤۡمِنۡۢ بِاللّٰهِ يَهۡدِ قَلۡبَهٗ‌ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۱۱﴾

https://www.shiabookspdf.com

[ترجمہ] مصائب میں سے کوئی مصیبت بھی اللہ کے اذن کے بغیر نازل نہیں ہوتی اور جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ مراد ہے اللہ اس بندے کے دل میں صدق و تصدق داخل کرتا ہے اور جب اللہ اس کے لیے راہِ حق کو بیان کرتا ہے تو وہ ہدایت کو اختیار کر لیتا ہے تو اللہ اس کی ہدایت میں اضافہ کر دیتا ہے جیسا کہ اللہ نے خود فرمایا ہے کہ جو وہ لوگ ہدایت حاصل کر لیتے ہیں تو اللہ ان کی ہدایت میں اضافہ کر دیتا ہے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن یحییٰ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب احمد بن محمد سے اور انھوں نے جناب محمد بن سنان سے اور انھوں نے جناب الحسین بن المختار سے اور انھوں نے جناب ابوبصیر سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دل سینے اور حنجرہ کے درمیان مضطرب رہتا ہے یہاں تک کہ ایمان اس میں پختہ و مضبوط ہو جائے اور جب تک دل میں ایمان پختہ و مضبوط ہو جائے پھر وہ سکون حاصل کرتا ہے۔

پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ اور جو اللہ پر ایمان لے آئے تو اس دن اُن کے دل کو ہدایت دیتا ہے یعنی سکون دیتا ہے۔

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾

[ترجمہ] اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسولؐ کی اطاعت کرو پس اگر تم نے منہ پھیر لیا تو ہمارے رسولؐ پر فقط واضح پیغام دینا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن یحییٰ سے اور انھوں نے جناب احمد بن محمد سے اور انھوں نے جناب ابن محبوب سے اور انھوں نے جناب الحسین بن نعیم سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۲﴾

تو آپؑ نے فرمایا: جتنے اب تک ہلاک ہو چکے ہیں اور ہمارے قائمؑ کے ظہور تک جتنے ہلاک ہوں گے سب ہماری ولایت کو ترک کرنے اور ہمارے حق کا انکار کرنے کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دُنیا سے اس وقت تک نہیں گئے جب تک آپؐ نے ہماری ولایت اور ہمارا حق لوگوں کی گردنوں پر ڈال نہیں دیا اور اللہ جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

بعض تمھاری بیویاں اور اولاد تمھارے دشمن ہیں

اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَاۤ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾

[ترجمہ] اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور مومنین کو اللہ پر ہی توکل و بھروسہ رکھنا چاہیے۔ اے ایمان والو! تمھاری بیویاں اور تمھاری اولاد میں بعض تمھارے دشمن ہیں، لہٰذا ان سے بچو اور اگر تم معاف کردو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ تمھارے اموال اور تمھاری اولاد تمھارے لیے آزمائش ہیں اور اللہ کے ہاں اجر عظیم ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اس کا شانِ نزول یوں بیان کیا ہے کہ جب ہجرت کا وقت آیا تو جب کوئی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہجرت کا ارادہ کرتا تو ان کی بیویاں اور اولاد ان کا دامن تھام لیتے اور ان سے کہتے کہ ہم تجھے اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ تو ہمیں چھوڑ کر مت جاؤ، ہجرت نہ کرو کیونکہ اگر تو چلا گیا تو ہمارا کوئی والی و وارث نہیں رہے گا۔ ہم بغیر سرپرست کے رہ جائیں گے اور تیرے بعد ہم ضائع ہو جائیں گے تو بعض لوگ ان کی مان جاتے اور ہجرت نہ کرتے اور رُک جاتے۔ پس اللہ اس آیت میں ان کو خبردار کر رہا ہے، ڈرا رہا ہے اور ان کو بیویوں اور اولاد کی اطاعت کرنے سے روک رہا ہے اور بعض لوگ ایسے بھی تھے جو بالکل اپنے گھر والوں کی بات کی پروا نہ کرتے اور ان کو کہتے کہ اگر میرے ساتھ ہجرت کر سکتے ہو تو چلو ورنہ وہ ان کو چھوڑ کر چلے جاتے اور کہتے کہ خدا کی قسم! اگر تم میرے ساتھ ہجرت نہیں کر سکتے تو پھر ہماری اور تمھاری ملاقات اس دن ہوگی جب اللہ تعالیٰ ہمیں دارالہجرت میں جمع کرے گا اور میں تمھارے لیے کسی نفع کا مالک نہیں ہوگا۔ پس اللہ ان کو ان کے ساتھ جمع کرتا اور ان سے صلہ رحمی اور حُسنِ سلوک کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اگر تم معاف کر دو اور درگزر کرو اور بخش دو۔ تحقیق اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اپنی استطاعت و طاقت کے حساب سے اللہ سے ڈرو

فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِّاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۱۸﴾

[ترجمہ] پس جہاں تک ممکن ہو سکے اللہ سے ڈرو اور سنو اور اطاعت کرو اور راہِ خدا میں خرچ کرو۔ یہ تمھاری اپنی بھلائی کے لیے ہے اور جو بندہ اپنے نفس کے بخل سے

https://www.shiabookspdf.com

محفوظ رہ جائے وہی لوگ کامیاب ہیں۔ اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ دو گے تو وہ تمھارے لیے اسے کئی گنا بڑھا دے گا اور تمھیں بخش دے گا اور اللہ بڑا قدر شناس ہے اور بُردبار ہے۔ وہ غیب اور شہود کو جاننے والا اور بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (پس اپنی استطاعت کے حساب سے اللہ سے ڈرو) کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس آیت نے اُس آیت کو منسوخ کیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ (آل عمران: آیت ۱۰۲) (اے ایمان والو! اللہ سے اس طرح ڈرو جس طرح ڈرنے کا حق ہے)۔

حدیث 2 تفسیر مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ دونوں اماموںؑ نے اللہ کی اس آیت: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (اپنی استطاعت کے مطابق اللہ سے ڈرو) کے ذیل میں فرمایا ہے کہ اس آیت نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کو منسوخ کیا ہے۔

حدیث 3 المناقب میں جناب ابن شہر آشوب رحمۃ اللہ علیہ نے جناب وکیع کی تفسیر میں نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب سفیان بن مرۃ ہمدانی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک عبد خیر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس آیت پر سوائے اہل بیتؑ نبیؐ کے کسی نے عمل نہیں کیا۔ ہم نے اللہ کو ہمیشہ یاد رکھا، کبھی اس کو ہم نے فراموش نہیں کیا۔ ہم نے اس کا شکر ادا کیا۔ ہم نے کبھی اس کا کفرانِ نعمت نہیں کیا اور ہم نے اس کی اطاعت کی اور کبھی اس کی نافرمانی نہیں کی۔ پس یہ آیت نازل ہوئی: اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ

تو اصحاب نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہم تو اس کی استطاعت و قدرت نہیں رکھتے۔ تو اللہ نے یہ آیت نازل

https://www.shiabookspdf.com

فرمائی: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

جناب وکیع نے کہا کہ اس سے مراد ہے کہ جتنی قدرت و طاقت ہو اس قدر اللہ سے ڈرو۔ پس جو تمھیں حکم دیا جائے اس کو سنو اور اللہ اور اُس کے رسولؐ و اہل بیتؑ کی اطاعت کرو اور جو تمھیں حکم دیں اس کی اطاعت کرو۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت: وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ (جو اپنے آپ کو بخل سے بچالے) کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ جو بندہ اپنے مال کو اطاعتِ خدا میں خرچ کرتا ہے وہ بخل سے بچا ہوا ہے۔

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب فضل بن ابی مرہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ اوّل رات سے لے کر صبح تک بیت اللہ کا طواف کرتے رہے اور متواتر یہ دُعا کرتے رہے کہ اے خدایا! مجھے اپنے نفس کے بخل سے بچا۔

میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں میں سن رہا ہوں کہ آپؑ نے اس دُعا کے علاوہ کوئی اور دُعا نہیں کی۔

آپؑ نے فرمایا: نفس کے بخل سے زیادہ اور کون سی چیز سخت تر ہوسکتی ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۶﴾ جو نفس کے بخل سے بچ گئے وہی لوگ کامیاب ہیں۔

شح، حرص اور بخل کا معنیٰ

حدیث 6 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مسعدۃ بن صدقۃ سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے آباء کرام کے ذریعے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے سنا کہ ایک شخص کہہ رہا تھا کہ بخیل سے بدتر ظالم ہے۔ بخیل و حریص کا ظالم کی سنت سے زیادہ عُذر قبول ہوگا۔

تو آپؑ نے اس سے فرمایا: تُو نے غلط کہا ہے۔ تحقیق، ظالم توبہ کرے اور اللہ کی بارگاہ میں استغفار کرے

https://www.shiabookspdf.com

اور جو ظلم سے کسی کا مال چھین لیا تھا وہ واپس کرے گا اور جب کوئی بخیل حرص و بخل کرتا ہے وہ واجب شدہ زکوٰۃ کو روک لیتا ہے اور صدقہ نہیں کرتا۔ صلہ رحمی نہیں کرتا، مہمان کی عزت و مہمان نوازی نہیں کرتا اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتا اور نیکی کے کاموں میں خرچ نہیں کرتا تو جنت اس پر حرام کردی گئی ہے کہ اللہ کسی بخیل کو جنت میں داخل نہ ہونے دے گا، یعنی بخیل پر جنت حرام ہے۔

حدیث 7 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے میں کوئی خیر نہیں پاتا تو اس کو بخل میں مبتلا کردیتا ہے۔

حدیث 8 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی سلمۃ سے فرمایا: تمھارا سردار کون ہے؟

انھوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہمارا سردار ایک بخیل مرد ہے۔

آپؐ نے فرمایا: بخل سے بڑی بیماری اور کون سی ہوگی؟

پھر فرمایا: تمھارا سردار وہ سفید جسم والا البراء بن معرور ہے۔

حدیث 9 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن سلیمان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام نے فرمایا: بخیل وہ ہے جو خدا کا واجب کردہ میں بخل کرے (یعنی واجبی حقوق ادا نہ کرے)۔

حدیث 10 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مسعدۃ بن صدقہ سے نقل کیا ہے، اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرص و بخل سے زیادہ کوئی چیز اسلام کو مٹانے والی نہیں ہے۔

پھر فرمایا: بخل و حرص کے چیونٹیوں کی مانند کیڑے ہیں اور شرک کی مانند شاخیں۔

حدیث 11 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جابر سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

https://www.shiabookspdf.com

سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اپنے مال پر واجب شدہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنی قوم کے ضرورت مندوں پر خرچ کرتا ہے وہ بخیل نہیں ہے۔

حدیث 12 الکافی، جلد چہارم میں جناب فضل بن ابی مرہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ حریص کون ہے؟

میں نے عرض کیا: وہی بخیل ہی حریص ہے۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ حریص بخیل سے زیادہ سخت و بُرا ہوتا ہے۔ بخیل وہ ہے جو مال اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے وہ اس میں بخل کرتا ہے جبکہ حریص اس مال پر حریص ہوتا ہے جو مال لوگوں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ جو چیز لوگوں کے ہاتھ میں دیکھتا ہے وہ خواہش کرتا اور چاہتا ہے کہ اس چیز کو حلال و حرام جس طرح بھی ہو حاصل کر لے۔ وہ اللہ کے عطا کردہ رزق پر راضی و قانع نہیں ہوتا۔

حدیث 13 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اپنے مال پر واجب شدہ زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور اپنی قوم کے ضرورت مند کو دیتا ہے وہ بخیل نہیں اور بخیل کاملاً بخیل وہ بندہ ہے جو اپنے مال کی واجب زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اور اپنی قوم کے ضرورت مندوں کو نہیں دیتا۔ دوسرے کاموں میں اسراف و فضول خرچی کرتا ہے۔

حدیث 14 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضل بن عیاض سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ حریص کون ہے؟

میں نے عرض کیا: حریص وہی بخیل ہی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: حرص بخل سے زیادہ سخت ہے کیونکہ بخیل اس میں بخل کرتا ہے جو مال اس کے ہاتھوں میں ہو جبکہ حریص اس مال میں حرص کرتا ہے جو مال دوسرے لوگوں کے ہاتھوں میں ہو اور اس پر بھی حریص ہوتا ہے جو اس کے اپنے ہاتھ میں ہو یہاں تک کہ جب وہ کوئی چیز کسی کے ہاتھ میں دیکھ لے تو اس کو حلال یا حرام کسی طریقہ سے حاصل کرنا چاہتا ہے، وہ سیر نہیں ہوتا اور اللہ کے رزق پر قانع نہیں ہوتا۔

حدیث 15 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالاعلیٰ بن اعین سے نقل کیا ہے

https://www.shiabookspdf.com

اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: بخیل مال کو حرام طریقے سے کماتا ہے اور ناحق موارد میں خرچ کر دیتا ہے۔

حدیث 16 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حارث الاعور سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فرزند امام الحسن علیہ السلام سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا: یہ حرص کیا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: حرص یہ کہ تمھارے ہاتھ میں جو مال ہو تو اس کو شرف و عزت قرار دے اور جو وہ خرچ کر چکا ہو اس کو کہے کہ میں نے وہ مال تلف کر دیا ہے۔

حدیث 17 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حریص وہ ہے جو اللہ کے واجب کردہ حق ادا نہ کرے اور غیر حق موارد میں مال کو خرچ کر دے۔

حدیث 18 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمارہ بن خزیمہ سے نقل کیا ہے، انھوں نے جناب عبداللہ بن علی بن الحسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے اور انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: بڑا بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الطلاق

یہ سورہ مدنی ہے۔ یہ سورۂ دھر (الانسان) کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات بارہ (۱۲) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ طلاق اور سورۂ تحریم کو اپنی واجب نماز میں پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کو ان چیزوں سے محفوظ رکھے گا جو خوف اور ملال دینے والی ہوں گی اور جہنم سے محفوظ رکھے گا اور ان دونوں سورتوں کی تلاوت کرنے اور ان دونوں کو متواتر پڑھنے کی وجہ سے جنّت میں داخل فرمائے گا کیونکہ ان دونوں سورتوں کا تعلق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ طلاق کی تلاوت کرے گا اللہ اس کو توبہ نصوحہ عطا فرمائے گا (توبہ نصوحہ وہ توبہ جو پختہ ہو اور قبول شدہ ہو) اور پھر فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو لکھے اور پھر اس کے پانی سے غسل کرے اور اس پانی کو گھر پر چھڑکاؤ کرے تو اس گھر میں کوئی بھی رہائش پذیر نہیں ہوگا۔ اگر کوئی اس گھر میں سکونت اختیار کرے گا تو جب تک اس سے نکل نہ جائے گا اس کے شر سے محفوظ نہیں رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوۡہُنَّ لِعِدَّتِہِنَّ وَاَحۡصُوا الۡعِدَّۃَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ رَبَّکُمۡ ۚ لَا تُخۡرِجُوۡہُنَّ مِنۡۢ بُیُوۡتِہِنَّ وَلَا یَخۡرُجۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ یَّاۡتِیۡنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ ؕ وَتِلۡکَ حُدُوۡدُ اللّٰہِ ؕ وَمَنۡ یَّتَعَدَّ حُدُوۡدَ اللّٰہِ فَقَدۡ ظَلَمَ نَفۡسَہٗ ؕ لَا تَدۡرِیۡ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحۡدِثُ بَعۡدَ ذٰلِکَ اَمۡرًا ①

[ترجمہ] اے نبیؐ! جب تم عورتوں کو طلاق دو تو انھیں ان کی عدت کے لیے طلاق دے دیا کرو اور عدت کا حساب رکھو۔ اور اپنے ربّ اللہ سے ڈرو۔ تم انھیں (عدت کے دنوں میں) ان کو گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ عورتیں خود نکل جائیں مگر یہ کہ وہ کسی نمایاں برائی کا ارتکاب کریں اور یہ اللہ کی حدود ہیں اور جس نے اللہ کی حدود سے تجاوز کیا تو اس نے اپنے نفس پر ہی ظلم کیا۔ تجھے کیا معلوم اس کے بعد شاید اللہ کوئی صورت پیدا کردے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقۡتُمُ النِّسَآءَ ..... کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ یہ خطاب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے لیکن مراد لوگ ہیں۔ اور یہ وہی ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اس محاورہ کے تحت نازل کیا ہے کہ "کہہ تجھے رہا ہوں لیکن اے ہمسائی تو بھی سن لے"۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر وہ طلاق جو سنت پر نہ ہو اور عدت والی ہو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ وہ کچھ بھی نہیں ہے۔

زرارہ: میں نے عرض کیا: اے مولاؑ! آپؑ میرے لیے طلاق سنت اور طلاق عدت کو بیان فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: طلاق سنت! پس جب بندہ اپنی زوجہ کو طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ انتظار کرے یہاں تک کہ وہ عورت خونِ حیض کو دیکھ لے اور پھر اس سے پاک ہوجائے اور پاک ہونے کے بعد شوہر اس سے مباشرت بھی نہ کرے۔ پھر دو عادل گواہوں کی موجودگی میں ایک طلاق دے۔ پھر اس کو اپنے گھر رہنے دے تاکہ وہ دو حیض اور دیکھ لے۔ پس جب تین حیض پورے ہوجائیں تو اس کی عدت پوری ہوجائے گی۔ پس وہ اس سے جدا ہوجائے گی اور اس عدت کے پورے ہونے کے بعد پھر اگر دوبارہ چاہے تو پھر اس سے شادی کرنا چاہے تو کرسکتا ہے اور نہ چاہے تو نہ کرے۔ عدت کے دوران اس عورت کا نان و نفقہ اس مرد پر واجب ہے اور عدت کے دوران ان میں سے کوئی فوت ہوجائے تو دوسرا اس کا وارث ہوگا۔ یہ طلاق طلاقِ سنت ہے۔

طلاقِ عدت: یہ وہ طلاق ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ (پس ان عورتوں کو ان کی عدت کے لیے طلاق دو اور ان کی عدت کا حساب رکھو) اور یہ وہ طلاق ہے کہ جب کوئی مرد اپنی زوجہ کو طلاق دینا چاہتا ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ انتظار کرے کہ وہ حیض دیکھ لے اور جب وہ حیض سے پاک ہوجائے تو مباشرت کے بغیر دو عادل گواہوں کی موجودگی میں اس کو ایک طلاق دے۔ اور اگر چاہے تو اسی دن یا چند دن بعد حیض آنے سے قبل اس سے جب چاہے رجوع کرلے اور اپنے رجوع کرنے پر گواہ لائے اور اس سے مباشرت کرے اور وہ اس کے ساتھ رہے گی یہاں تک کہ وہ حیض دیکھ لے۔ اور پھر جب حیض سے پاک ہوجائے تو پھر تو بغیر مباشرت کیے اس کو دوسری طلاق دے اور اس طلاق پر دو عادل گواہ قائم کرے۔ پھر بھی وہ جب چاہیں ایک دوسرے کی طرف رجوع کرسکتے ہیں۔ حیض آنے سے قبل اگر رجوع کریں تو اس رجوع پر گواہ قائم کریں اور اس سے مباشرت کرے، وہ اس کے ساتھ ہوگی یہاں تک کہ وہ تیسرا حیض بھی دیکھ لے اور جب وہ حیض سے پاک ہوجائے تو پھر وہ مباشرت کے بغیر اس کو تیسری طلاق دے اور اس پر دو عادل گواہ قائم

https://www.shiabookspdf.com

کرے۔ اور جب وہ تیسری طلاق دے چکے تو پھر وہ عورت اس کے لیے حلال نہیں رہے گی یہاں تک کہ پھر اس سے کوئی دوسرا مرد نکاح کرے۔

زرارہ: میں نے عرض کیا: اگر کوئی ایسی عورت ہو کہ حیض اس کو نہ آتا ہو پھر وہ کیا کرے؟

فرمایا: اس طرح کی عورت کو طلاقِ سنت دی جائے گی۔

حدیث 3 قرب الاسناد میں جناب عبداللہ بن جعفر الحمیری نے اپنی سند کے ساتھ جناب صفوان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ کے پاس ایک شخص آیا اور سوال کیا کہ میں اپنی زوجہ کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے چکا ہوں اس کا کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی طلاق نہیں ہے (اس کی شرعی کوئی حیثیت نہیں ہے) پھر آپؑ نے فرمایا: کیا تُو نے خدا کی کتاب کو نہیں پڑھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ (اے نبیؐ! جب تم عورتوں کو طلاق دو پس ان کو اس کی عدت کے لیے طلاق دو اور ان کی عدت کا حساب رکھو اور اپنے ربّ اللہ سے ڈرو اور ان کو اپنے گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود بھی نہ نکلیں سوائے اس صورت میں کہ جب وہ کوئی بڑی برائی کریں)۔

اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① (تم نہیں جانتے کہ شاید اس کے بعد اللہ کوئی صورت پیدا کردے)۔

پھر آپؑ نے فرمایا: جب بھی کتابِ خدا اور سنت کی مخالفت کرو تو کتابِ خدا اور سنت کی طرف لوٹ آؤ۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (پس تم ان کو ان کی عدت کے لیے طلاق دو) کے ذیل میں فرمایا: حیض سے پاک ہونا عدت ہے۔ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ (اور ان کی عدت کا حساب کرو) کے ذیل میں فرمایا کہ ان کو چھوڑ دیں یہاں تک کہ وہ حیض دیکھ لیں اور جب حیض سے پاک ہوجائیں اور غسل کرلیں تو ان کے ساتھ مباشرت کیے بغیر ایک طلاق دے دو اور ان کی طلاق پر دو عادل گواہ قائم کرو

https://www.shiabookspdf.com

اور جب تم طلاق دے دو تو اگر چاہو تو اس کی طرف رجوع کر سکتے ہیں اور اس رجوع کرنے پر بھی گواہ قائم کرو اور اگر تم نے رجوع کر لیا ہے تو پھر اگر تم ارادہ رکھتے ہو کہ اس کو دوبارہ طلاق دو تو اس کو حیض کے آنے کا انتظار کرو۔ جب حیض آجائے تو جب وہ حیض سے پاک ہو جائے اور غسل کر لے تو پھر مباشرت کیے بغیر دو عادل گواہوں کی موجودگی میں اس کو دوسری طلاق دو اور اس دوسری طلاق کے بعد اگر چاہو تو رجوع کر سکتے ہو اور اگر رجوع کرو تو اپنے رجوع کرنے پر گواہ قائم کرو اور اس سے مباشرت کرو۔ پھر اگر تیسری طلاق دینا چاہتے ہو تو پھر اس کے حیض کے آنے کا انتظار کرو۔ جب حیض آجائے تو اس کے پاک ہونے کا انتظار کرو۔ جب وہ حیض سے پاک ہو جائے اور غسل کر لے تو پھر اس کو مباشرت کیے بغیر تیسری طلاق دو۔ اس طلاق سوم کے بعد وہ تمھارے لیے حلال نہیں رہے گی۔ لیکن اس طلاق سوم دینے سے قبل مرد کو اختیار تھا کہ وہ اس کی طرف جب چاہے رجوع کرے۔ جب اس نے رجوع کر لیا اور پھر طلاق دینے کا ارادہ کر لے اور پھر طلاق دے دے تو یہ طلاق سنت ہو جائے گی۔ اس کے بعد اس کی عدت تین طہر یعنی تین دفعہ حیض سے پاک ہونا ہے اور اگر اس کو حیض نہیں آتا تو پھر اس کی عدت تین ماہ ہوگی ؛ور اگر وہ حاملہ ہو تو اس کی عدت بچے کی پیدائش کا وقت ہے۔ جب بچہ پیدا ہو جائے گا تو پھر اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔

وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْۢ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ (اور اللہ سے ڈرو جو تمھارا ربّ ہے اور طلاق کے بعد عورتوں کو اپنے گھر سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ خود گھر سے نکلیں مگر اس صورت میں جب وہ واضح بُرائی انجام دیں)۔

عدت کے دوران اگر عورت بُرائی واضح کرے تو اس کو گھر سے نکالنا جائز ہے

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْۢ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ؕ کے ذیل میں فرمایا کہ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے مراد ہے کہ وہ اپنے شوہر اور اس کے گھر والوں کو اذیت دے یا بداخلاقی کرے تو اس کو عدت پوری کرنے سے قبل بھی گھر سے نکالا جا سکتا ہے۔

https://www.shiabooks.pdf.com

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن علی بن جعفر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں: مامون الرشید نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ط کے بارے میں سوال کیا کہ اس بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ عورت جو اپنے شوہر کے گھر والوں کو اذیت دے۔ اگر وہ ایسا کرے تو پھر اس عورت کو عدت کے پورا ہونے سے قبل بھی نکالا جاسکتا ہے۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن ابی خلف سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے طلاق کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جب مرد اپنی زوجہ کو ایسی طلاق دے کہ جس کے بعد اس کو رجوع کرنے کا حق نہ رہے۔ تو وہ اسی طلاق کے وقت ہی اس سے جدا ہوجائے گی۔ وہ عورت اس کے بعد اپنے نفس کی خود مالکہ ہے، شوہر کو اس پر کوئی حق نہیں ہے۔ اس کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔ وہ عورت جہاں چاہے عدت پوری کرے شوہر کی کوئی سردردی نہیں۔

راوی: میں نے عرض کیا: کیا قرآن میں اللہ نے نہیں فرمایا: لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ (نہ تم ان کو اپنے گھروں سے نکالو اور نہ وہ خود نکلیں)۔

آپؑ نے فرمایا: یہ ان عورتوں کے لیے حکم ہے جن کو ایک کے بعد ایک طلاق دی جائے۔ ان کو اپنے گھروں سے نکالنا جائز نہیں اور جب اس کو تیسری طلاق ہوگئی ہے تو پھر وہ طلاق سوم کے بعد فوراً شوہر سے جدا ہوجائے گی اور اس کا نان ونفقہ شوہر پر بھی واجب نہیں رہے گا۔ لیکن وہ طلاق کہ جس کے بعد شوہر کو حق رجوع حاصل ہے اس میں ہے کہ وہ اس کو اپنے گھر میں رہنے دے اور اس کو چھت فراہم کرے اور نان ونفقہ بھی دے تاکہ وہ عدت اس کے گھر میں پوری کرسکے۔

حدیث 4 التہذیب میں جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوہلال سے نقل کیا ہے کہ وہ عورت جس کا شوہر مرگیا ہے اور وہ عدت وفات میں ہے وہ حج وعمرہ کے لیے اپنے گھر سے نکل سکتی ہے لیکن جو عدت طلاق میں ہے اس کا حج وعمرہ کے لیے بھی اپنے گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ فرماتا ہے: لَا يَخْرُجْنَ کہ وہ

https://www.shiabookspdf.com

خود بھی گھر سے نہ نکلیں سوائے اس صورت میں کہ جب اس کو طلاق ہی سفر کے دوران دے دی جائے۔

حدیث 5 من لایحضرہ الفقیہ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ط کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اگر وہ عورت عدت کے دوران زنا کروائے تو حد کے قائم کرنے کے لیے اس کو نکالا جائے گا۔

حدیث 6 کمال الدین وتمام النعمۃ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن عبداللہ القمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت القائم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں سوال کیا کہ آپؑ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول: بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وہ واضح بُرائی کہ جو عورت عدت کے ایام میں انجام دے تو کیا اس کے شوہر کو حق حاصل ہے کہ وہ اس کو اپنے گھر سے نکال دے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ واضح بُرائی سے مراد سحق ہے (ایک عورت کا دوسری عورت کے ساتھ اپنی شرم گاہوں کو رگڑنا یہ سحق ہے) نا کہ زنا۔ پس جب عورت عدت کے دوران زنا کروائے گی اور اس پر حد قائم ہوجائے تو کسی بھی مرد کو حق حاصل نہیں ہے کہ وہ اس سے شادی کرنے سے اس وجہ سے انکار کرے کہ اس پر حد قائم ہوگئی ہے۔ لیکن جب کوئی عورت سحق کرے گی تو اس کا رجم واجب ہوگیا ہے اور رجم ایک رُسوائی ہے۔ پس جس کے رجم کا اللہ نے حکم دیا ہے تو گویا اس نے اس کو رُسوا کیا ہے اور جس کو اُس نے رُسوا کیا ہے وہ اللہ سے دُور ہوگیا ہے تو جس کو اللہ اپنے سے دُور کردے تو کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ اس کے قریب جائے۔

حدیث 7 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے ذیل میں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: جب کوئی مرد اپنی زوجہ کو طلاق دے اور اس کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہو تو پھر اس مرد کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی زوجہ کو اپنے گھر سے نکالے اور خود اس کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ باہر جائے۔ سوائے اس صورت کے کہ وہ کوئی واضح بُرائی انجام دے اور اس بُرائی سے مراد ہے کہ زنا کرے یا چوری کرے یا شوہر کے گھر والوں کو اذیت دے۔ اگر وہ یہ کام کرے گی تو پھر اس کو گھر سے نکالنا جائز ہے۔

لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① ''شاید اس کے بعد اللہ کوئی صورت پیدا کردے''۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ ایک دین دار اور شرع پر عمل کرنے والا بندہ جب بھی اپنی بیوی کو طلاق دے تو وہ طلاقِ سنت دے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ① (کہ شاید اللہ کوئی اچھی صورت پیدا کردے)۔ یعنی اگر طلاقِ سنت ہوگی تو طلاق کے بعد اور عدت پوری ہونے کے بعد اور شاید قبل اس کے کہ کوئی دوسرا مرد اس سے شادی کرے وہ خود اس سے شادی پر آمادہ ہوجائے۔ پس کس قدر بہتر ہے اور بُردبارانہ تر ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لیے آمادہ ہوجائیں۔ اگر اس نے اپنی زوجہ کو حیض سے پاک ہونے اور غسل کے بعد مباشرت کرنے کے بغیر طلاق دی ہو اور اس طلاق پر گواہ بھی قائم کیے ہوں پھر وہ اس کو چھوڑ دے (یعنی رجوع نہ کرے) یہاں تک کہ اس کی عدت پوری ہوجائے گی جو تین طہر یا تین ماہ ہے۔ پھر وہ خود بھی اس کو آفر کرنے والوں میں ایک آفر کرنے والا ہو۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: طلاق یافتہ عورت اپنی عدت کے دوران اپنے شوہر کے لیے آنکھوں میں سرمہ لگائے، مہندی لگائے، صاف ستھرے کپڑے زیب تن کرے، خوشبو لگائے یعنی پورا میک اَپ کرے تاکہ وہ خوبصورت نظر آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا، مراد ہے کہ شاید وہ عورت اپنے شوہر کے دل میں گھر کرلے اور وہ پھر رجوع کرلے۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الوہیب بن حفص سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام میں سے کسی ایک سے نقل کیا ہے کہ طلاق یافتہ عورت اپنی عدت کے دوران اپنے شوہر کے سامنے اپنے مقاماتِ زینت اور وہ مقامات جو اس کے شوہر پر شہوت پر اُبھاریں اور ظاہر کرے تاکہ شاید وہ رجوع کرنے پر آمادہ ہوجائے۔

فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ وَّاَشْهِدُوْا ذَوَىْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ؕ

https://www.shiabookspdf.com

ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ﴿۲﴾

[ترجمہ] پس جب عورتیں اپنی عدت پوری کرنے کو آئیں تو پھر ان کو اچھے طریقہ سے اپنے پاس روک لو، یا اچھے طریقہ سے ان کو اپنے سے جدا کردو۔ اور اپنوں میں سے دو عادل گواہوں کو گواہ قرار دو اور اللہ کے لیے درست گواہی دو۔ ان باتوں سے ان لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ اللہ ان کے لیے مشکلات میں کوئی راہِ حل بنا دیتا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ (پس ان کو اچھے انداز میں اپنے پاس روک لو یا ان کو اچھے انداز سے جدا کرو) کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد ہے کہ عدت ختم ہونے سے پہلے یا ان کو روک لو یعنی ان کی طرف رجوع کرلو اور اپنے عقد میں واپس لے آؤ۔ اور اگر رجوع نہیں کرنا تو اچھے انداز سے ان کو الگ کرو۔ مراد ہے کہ اگر مال و دولت والا ہے تو اپنی استطاعت کے مطابق اس کو تحائف وغیرہ دے کر روانہ کرو اور اگر مال و دولت نہیں ہے یعنی امیر آدمی نہیں تب بھی اس کو کچھ دے کر روانہ کرو۔

حدیث 2 الکافی، جلد ششم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ جس نے اپنی بیوی سے مباشرت کرنے کے بعد اس نے دو عادل گواہوں کی موجودگی میں اپنی زوجہ کو طلاق دے دی ہو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ طلاق باطل ہے۔ یہ طلاق واقعہ نہیں ہوئی۔

راوی: پھر میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں طلاقِ سنت کس طرح ہوگی؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: جب اس کی زوجہ حیض سے پاک ہوجائے اور غسل کرلے اور پھر وہ مباشرت کیے بغیر دو عادل گواہوں کی موجودگی میں طلاق دے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو اللہ کی کتاب کی مخالفت کرے گا وہ قرآن کی طرف پلٹ آئے۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر وہ مرد اپنی زوجہ کو حیض سے پاک ہونے اور غسل کرنے اور مباشرت کرنے کے بغیر ایک عادل مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں طلاق دے تو کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: عورتوں کی گواہی طلاق میں نافذ نہیں ہوگی یعنی قابلِ قبول نہیں ہے۔ عورتوں کی گواہی اپنے غیر کے ساتھ (یعنی ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی) فقط خون کے ثابت کرنے میں جاری و نافذ ہوگی۔ اگر وہ موقعہ پر موجود ہو تو۔

راوی: اگر کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے اور دو ناصبی مردوں کے سامنے طلاق دے تو کیا حکم ہے؟ کیا طلاق ہوجائے گی؟

آپؑ نے فرمایا: ہر وہ بندہ جو فطرتِ اسلام پر پیدا ہوا ہے اس کی گواہی طلاق پر جائز ہے بشرطیکہ اس میں نیکی و خیر پائی جائے (یعنی ناصبیت کے علاوہ کوئی گناہ وغیرہ نہ پایا جاتا ہو، یعنی قابلِ وثوق ہو کہ جھوٹ نہیں بولے گا۔ اس کا فاسق ہونا مشہور نہ ہو)۔

حدیث 3 الکافی، جلد ہفتم میں جناب الکلینیؒ نے جناب ابوجمیلہ سے اور انھوں نے جناب جابرؓ سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ کسی سچی گواہی کو چھپائے یا جھوٹی گواہی دے تاکہ کسی مسلمان کا خون ھدر چلا جائے یا کسی مسلمان کا مال ناحق ضائع ہوجائے تو وہ بندہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا اور اس کی سیاہی تا حد نظر نظر آئے گی اور اس کے بُرے چہرے کی وجہ سے اہلِ محشر اس کے نام اور اس کے نسب کی بھی شناخت کریں گے۔

پھر فرمایا: جو بندہ کسی کے لیے گواہی دے اور وہ گواہی بھی سچی ہو تاکہ کسی مسلمان کے امر کو ثابت کیا جائے (زندہ کیا جائے) تو وہ بندہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا چہرہ روشن ہوگا اور اس کی روشنی دُور تک چمکے گی اور ملائکہ اس کے اسم و نسب سے اس کو پہچان لیں گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ فرماتا ہے کہ گواہی قائم کرو۔

https://www.shiabookspdf.com

وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝۳

[ترجمہ] اور اللہ ان کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے ان کا گمان بھی نہ ہوگا اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے پس اللہ اس کے لیے کافی ہے۔ تحقیق اللہ اپنے مقصد کو پورا کرنے والا ہے۔ تحقیق اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک حد مقرر کر رکھی ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد ہشتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن حسین سے اور انھوں نے جناب محمد الکناسی سے نقل کیا اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝۲ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ (اور جو بندہ اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کی نجات کا کوئی نہ کوئی راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو اس مقام سے رزق دیتا ہے جس کا وہ گمان بھی نہیں کرتا) کے ذیل میں آپؑ نے فرمایا: یہ آیت ہمارے کمزور شیعوں کے بارے میں ہے۔ ان کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے کہ وہ خرچ کر کے ہمارے پاس آئیں تاکہ ہماری احادیث کو سنیں۔ پس وہ ہماری احادیث کو سنتے ہیں اور پھر ہماری احادیث سے ہمارے علم کا اقتباس کرتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں اور ایک قوم ہے کہ جو ہماری طرف کوچ کرتے ہیں جو ان لوگوں سے اُوپر ہیں یعنی ان کے پاس مال ہے وہ اس کو خرچ کرتے ہیں اور اپنے بدنوں کو زحمت و مشقت میں ڈالتے ہیں تاکہ وہ ہماری احادیث کا علم حاصل کریں تاکہ پھر ان احادیث کو دوسری طرف منتقل کریں پس وہ ہماری احادیث کو حاصل کرتے ہیں اور ان کو سمجھتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے وہ ان کے لیے کوئی نہ کوئی راہِ نجات پیدا کر دیتا ہے اور ان کو اس مقام سے رزق دیتا ہے جس کا ان کو گمان تک نہیں ہوتا۔

حدیث 2 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن السعری سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ مومنین کے

https://www.shiabookspdf.com

رزق کو ایسے مقام سے عطا کرتا ہے جس کا ان کو وہم و گمان نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے جب کسی شخص کو رزق کی کوئی وجہ نظر نہ آئے تو اس کو زیادہ دُعا کرنی چاہیے۔

حدیث 3 الکافی، جلد دوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن سوید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ (جو اللہ پر بھروسہ کرے گا اللہ اس کے لیے کافی ہے) کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: خدا پر توکل اور بھروسہ کرنے کے درجات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم اپنے تمام اُمور میں اللہ پر بھروسہ کرو۔ پس جو وہ تیرے بارے کرے تو اس پر راضی ہوجاؤ اور یہ جان لو کہ وہ تمھارے بارے میں خیر و نیکی کرنے اور بخشش کرنے میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔ اور یہ بھی جان لو کہ حکم اس کے اختیار میں ہے۔ پس تم اللہ پر بھروسہ اور توکل کرو اور تمام چیزوں میں اس پر اعتماد کرو۔

حدیث 4 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن وہب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

[۱] جس بندے کو تین چیزیں عطا ہوجائیں وہ پھر ان تین چیزوں سے محروم نہیں رہے گا۔ جو دُعا کرے وہ عطا ہوجائے۔ وہ اجابت (دُعاؤں کی قبولیت) سے محروم نہیں رہے گا۔

[۲] اور جس کو شکر کرنا عطا ہوجائے۔ پھر وہ نعمات کی زیادتی سے محروم نہیں ہوگا۔

[۳] اور جس بندے کو خدا پر توکل کرنا نصیب ہوجائے۔ اس کو کفایت (خدا کا اس کے لیے کافی ہونا) سے وہ محروم نہیں رکھے گا۔ پھر آپؑ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی: وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ (جو اللہ پر توکل کرے گا اللہ اس کے لیے کافی ہے)۔ اور پھر فرمایا: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (سورۂ ابراہیم: آیت ۷) (اگر تم شکر کرو گے تو میں ضرور نعمات کو زیادہ کروں گا)۔ اور ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ (سورۂ غافر: آیت ۶۰) ”مجھے پکارو میں تمھاری اجابت کروں گا“۔

حدیث 5 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن عبدالعزیز سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھ سے پوچھا کہ عمر بن مسلم نے کیا کیا ہے؟

https://www.shiabookspdf.com

میں نے عرض کیا کہ اس نے تجارت کو چھوڑ دیا ہے اور فقط خدا کی عبادت میں لگ گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وائے ہو اس پر کیا وہ نہیں جانتا کہ جو رزق کمانا چھوڑ دے اللہ اُس کی دُعا کو قبول نہیں کرتا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ﴿۲﴾ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ (جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کے لیے کوئی نہ کوئی راہ نجات پیدا کر دیتا ہے اور اللہ اس کو اس جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا اس کو وہم و گمان بھی نہ ہو)۔ تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ اصحاب نے اپنے گھروں کے دروازے بند کر لیے اور خدا کی عبادت میں معروف ہو گئے (یعنی کاروبار بند کر دے اور فقط عبادت میں معروف ہو گئے) اور انھوں نے کہا: ہم روزی کیوں کمائیں جبکہ ہمارے رزق کی کفایت کر لی گئی ہے۔ پس جب رسولِ خدا کو اس کے بارے میں خبر ہوئی تو آپؐ نے ان کو بلایا اور فرمایا: تم نے یہ کام کیوں کیا؟ کیوں اس پر آمادہ ہوئے ہو؟

انھوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہمارے رزقوں کی کفالت کر لی گئی ہے۔ پس ہم عبادت کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: جو بندہ ایسا کرے گا اللہ اُس کی دُعا قبول نہیں کرے گا۔ تم پر واجب ہے کہ اپنی روزی کماؤ اور رزق تلاش کرو۔

حدیث 6 التمحیص میں جناب الحسین بن سعید نے جناب علی بن سوید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اللہ پر توکل و بھروسہ کے درجات ہیں۔ ان درجات میں ایک یہ ہے کہ اپنے تمام اُمور میں اس پر بھروسہ و اعتماد کرے کہ جو کچھ وہ تیرے مقدر میں کرے گا تو اس پر راضی رہے گا اور وہ تیرے ساتھ خیر و نیکی اور فضل کرنے میں کمی نہیں کرے گا۔ اور جان لو کہ حکم اس کے اختیار میں ہے۔ پس تو نے اللہ پر توکل کیا ہے اور اس پر اعتماد کیا ہے اور ان میں اور دوسرے اُمور میں اس پر بھروسہ کیا ہے۔

حدیث 7 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس قول: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ﴿۲﴾ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے کہ اس کو دُنیا کا رزق

https://www.shiabookspdf.com

اس مقام سے دے گا جس کا اس کو وہم و گمان بھی نہ ہوگا۔

وَالّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓئِيْ لَمْ يَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ۝۴

[ترجمہ] اور تمھاری عورتوں میں سے جو حیض سے نا اُمید ہوچکی ہیں (ان کے بارے میں) اگر تمھیں شک ہوجائے (کہ ان کا خون بند ہونا سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے ہے یا کسی اور بیماری کی وجہ سے ہے) تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور یہی حکم ان عورتوں کے لیے ہے جن کو حیض نہ آیا ہو اور حاملہ عورتوں کی عدت ان کا وضع حمل ہے اور جو اللہ سے ڈرتا ہے وہ اس کے معاملہ میں آسانی پیدا کردیتا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد ششم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ عورت جس کو حیض نہیں آتا یا وہ عورت جو استحاضہ کے خون سے پاک نہیں ہوتی اس کی عدت تین ماہ ہے۔ اور وہ عورت جس کو حیض آتا ہے اور اس کے حیض کی مستقل عادت ہے تو اس کی عدت تین طہر ہے۔

راوی: میں نے آپؑ سے اس آیت: اِنِ ارْتَبْتُمْ (اگر تمھیں شک ہو) کے بارے میں سوال کیا کہ اس ریبہ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کا وقت ایک ماہ سے تجاوز کرجائے تو وہ عورت ریبہ ہے یعنی مشکوک ہے تو یہ عورت کی عدت تین ماہ ہوگی۔ حیض اس کی عدت شمار نہیں ہوگی اور وہ عورت جس کے حیض کی مدت ایک ماہ سے تجاوز نہیں کرتی (استقلال کے ساتھ ایک ماہ کے بعد حیض آتا ہے) اس کی عدت وہی تین طہر ہی ہوگی۔

حدیث 2 الکافی، جلد سوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد سے اور انھوں نے جناب حلبی

http://www.shiabookspdf.com

سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت: اِنِ ارْتَبْتُمْ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: جس کے حیض کا وقت ایک ماہ سے تجاوز کر جائے تو وہ ریبہ یعنی مشکوک ہے۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن قیس سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے (بچے کو پیدا کر لینا ہے) اور اس وقت تک اس کے شوہر پر اس کا نان ونفقہ واجب ہے۔

ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗۤ اِلَيْكُمْ ؕ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّاٰتِهٖ وَيُعْظِمْ لَهٗۤ اَجْرًا ۝۵ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗۤ اُخْرٰى ۝۶ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّاۤ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ؕ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَاۤ اٰتٰىهَا ؕ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝۷

[ترجمہ] اور یہ اللہ کا حکم ہے جو اس نے تمھاری طرف نازل کیا ہے اور جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کی برائیاں اس سے دُور کر دے گا (معاف کر دے گا) اور اس کے لیے اجر کو بڑھا دے گا۔ ان عورتوں کو وہاں سکونت دو جہاں تم رہتے ہو اور ان کو تنگ نہ کرو۔ اگر وہ حاملہ ہیں تو وضع حمل (بچے کے پیدا ہونے) تک انھیں خرچہ دیتے رہو۔ پھر اگر وہ تمھارے کہنے پر بچے کو دودھ پلائیں تو انھیں اس کی اُجرت دے دیا کرو اور احسن طریقے سے باہم مشورہ کرو (اور اُجرت طے کرنے میں) تمھیں اگر

https://www.shiabooksodf.com

کوئی دشواری پیش آئے تو پھر کوئی عورت دودھ پلائے گی۔ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس پر اس کے رزق میں تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جتنا اللہ نے اسے دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرے۔ اللہ کسی کو اس سے زیادہ کی تکلیف نہیں دیتا۔ جتنا اس نے اس کو دیا ہے تنگ دستی کے بعد عنقریب اللہ آسانی پیدا کردے گا۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد ششم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالصباح الکنانی سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنی حاملہ بیوی کو طلاق دے دے تو بچے کو جنم دینے تک وہ اپنی بیوی کے نان ونفقہ کا ذمہ دار ہے اور جب وہ بچے کو پیدا کرلے تو پھر دودھ پلائی کی اُجرت دے اور اس اُجرت میں اس کو نقصان نہ دے مگر اس صورت میں کہ جب کوئی اور عورت اس سے کم اُجرت پر دودھ پلانے والی مل جائے تو پھر وہ کسی دوسری عورت سے دودھ پلوا سکتا ہے اور اگر وہ خود اس بچے کی ماں اس کم اُجرت پر راضی ہوجائے تو پھر وہ اجنبی سے زیادہ حق رکھتی ہے کہ وہ دودھ پلائے۔

حدیث 2 الکافی، جلد ششم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اس پر حالات اس قدر تنگ نہ کرے کہ وہ عدت پوری ہونے سے قبل اس کا گھر کا چھوڑ جانے پر مجبور ہوجائے کیونکہ اس کام سے اللہ تعالیٰ نے روکا ہوا ہے۔ اس کا فرمان ہے: وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ط (اور ان کو ضرر نہ ہو اور ان پر سختی نہ کرو)۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ط (اور جس پر اس کے رزق میں تنگی کی گئی ہو اسے چاہیے کہ جتنا اللہ نے اسے دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرے) کے ذیل میں فرمایا ہے کہ جب بندہ اپنی عورت پر خرچ کرے تو اس قدر دے کہ کم از کم اس کے جسم

https://www.shiabooks.pdf.com

کو ڈھانپ سکے اور اگر وہ بھی نہ کر سکے وہ اچھے اخلاق کو خرچ کر کے اس کو اپنے سے رخصت کرے۔

حدیث 4 من لایحضرہ الفقیہ، جلد سوم میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضیل بن یسار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ط (اور جس پر رزق تنگ ہو پس جو اللہ نے اسے عطا کیا ہوا ہے اس میں سے خرچ کرو) کے ذیل میں فرمایا کہ مرد اپنی عورت کو خرچہ دے تو اگر مالی لحاظ سے کمزوری نہ رکھتا ہو تو وہ اس کو لباس دے اور اگر وہ اس کی قدرت نہ رکھتا ہو تو پھر اخلاق سے ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ج (اگر وہ عورتیں جن کو طلاق ہوئی ہے وہ حاملہ ہوں تو ان کی عدت وضع حمل ہے) کے ذیل میں فرمایا کہ وہ عورتیں جن کو طلاق ہو جائے وہ اگر حاملہ ہیں تو ان کی عدت ہے کہ جو ان کے شکموں میں ہے اس کو جنم دے دیں۔ پس جس دن اس کو طلاق ہوئی ہو اور اگر طلاق کے بعد اسی دن بچے کو پیدا کر لے تو اس عورت کو حق حاصل ہے کہ خونِ نفاس سے پاک ہو کر دوسرے مرد سے شادی کرنا چاہے تو کر سکتی ہے۔ اور اگر اس کے بچہ پیدا کرنے میں نو ماہ تک لگ جائیں تو وہ جب تک بچہ پیدا نہ کرے اس وقت تک اس کے لیے دوسری شادی کرنا جائز نہیں ہے۔ جب تک وہ بچہ پیدا نہ کرے اس وقت تک وہ دوسری شادی نہیں کر سکے گی۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ

"اور زمانہ عدت میں اگر ممکن ہو تو وہاں پر سکونت دو جہاں تم خود رہتے ہو۔

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ عورت جس کو طلاق دی گئی ہے اس کے شوہر پر واجب و لازم ہے کہ اس کو وہاں رہائش دے جہاں وہ خود سکونت پذیر ہو۔ اور عدت کے دوران اس عورت کا نان و نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ ہے اور اگر وہ حاملہ ہو تو وضع حمل تک اس کے نان و نفقہ کو ادا کرنا اس پر واجب ہے۔

حدیث 2 الکافی، جلد ششم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمٰن بن الحجاج سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ

https://www.shiabookspdf.com

الکاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص ایک ایسی عورت کو طلاق دے جو حاملہ ہو اور اس کا بچہ سقط ہو جائے خواہ کامل بچہ ہو یا ناقص ہو تو وہ لوتھڑا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب یہ واضح ہو جائے کہ وہ حاملہ تھی اور اس نے کچھ جنا ہے خواہ وہ کامل بچہ ہو یا ناقص ہو تو اس کے بعد اس کی عدت تمام ہو جائے گی۔

حدیث 3 الکافی، جلد ششم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمٰن بن حجاج سے نقل کیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک مرد کے بارے میں سوال کیا جس نے اپنی حاملہ عورت کو طلاق دی ہے اور اس کے شکم میں دو بچے ہیں۔ پس اس نے ایک بچے کو پیدا کر لیا اور ایک بچہ ابھی باقی ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے (کیا اس کی عدت ختم ہو گئی ہے؟)

آپؑ نے فرمایا: اوّل کے جنم دینے کے بعد یہ واضح ہو گیا ہے لیکن جب تک وہ دوسرا بچے کو جنم نہ دے دے تو اس وقت تک اس کی عدت ختم نہیں ہو گی۔

مؤلف بیان کرتے ہیں کہ جنابِ زرارہ سے نقل ہوا ہے کہ انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: طلاق رجعی میں شوہر پر واجب ہے کہ عدت کے زمانے میں نان و نفقہ اور سکونت دے۔

ذکرِ رسولؐ خدا کا نام ہے

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ عَتَتْ عَنْ اَمْرِ رَبِّهَا وَرُسُلِهٖ فَحَاسَبْنٰهَا حِسَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّعَذَّبْنٰهَا عَذَابًا نُّكْرًا ۝۸ فَذَاقَتْ وَبَالَ اَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ اَمْرِهَا خُسْرًا ۝۹ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝۱۰ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ

https://www.shiabookspdf.com

اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا ⑪

[ترجمہ] اور ایسی کتنی بستیاں ہیں جنھوں نے اپنے ربّ اور اس کے رسولوںؑ کے حکم سے سرتابی کی تو ہم نے بھی ان سے سخت حساب لیا اور انھیں انوکھے عذاب میں ڈال دیا۔ پھر انھوں نے اپنے اعمال کے وبال کا ذائقہ چکھ لیا اور ان کا انجام خسارہ پر منتہی ہوا ہے۔ ان کے لیے اللہ نے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اے وہ عقل مند جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ نے تمھاری طرف ایک ذکر نازل کیا ہے اور ایک ایسا رسولؐ جو تمھیں اللہ کی واضح آیات پڑھ کر سناتا ہے تاکہ وہ ایمان لانے والوں اور نیک اعمال بجا لانے والوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور جو اللہ پر ایمان لے آئے اور نیک اعمال کرے۔ اللہ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ نے ایسے شخص کے لیے بہترین رزق دے رکھا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ذکر کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ذکر رسولؐ خدا کا نام ہے اور ہم اہل الذکر ہیں۔

حدیث 2 عیون اخبار الرضاؑ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن عبداللہ بن جعفر الحمیری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، انھوں نے جناب ریان بن الصلت سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام نے مامون کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے فرمایا: الذکر سے مراد رسولؐ خدا ہیں اور ہم ان کے اہل ہیں اور اس کو اللہ نے سورۂ طلاق میں یوں بیان کیا: فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ ۚ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۛ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا ⑩ رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ (اے عقل مندو! جو ایمان لائے ہو، تحقیق اللہ نے تمھارے ذکر کو رسول بنا کر مبعوث کیا) کے ذیل میں فرمایا: ذکر رسولؐ خدا ہیں اور ہم اہل الذکر ہیں۔

https://www.maktabah.org

مؤلف فرماتے ہیں اس کے بارے میں سورۂ نحل میں روایات بیان ہو چکی ہیں۔

حدیث 3 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: نبیؐ خدا کی طرف سے ذکر ہیں اور حضرت علی علیہ السلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ذکر ہیں۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا: وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۚ (یہ علیؑ آپؐ اور آپؐ کی قوم کے لیے ذکر ہے)۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴿۱۲﴾

[ترجمہ] اور وہی ہے جس نے سات آسمان بنائے اور ان کے مثل زمین بھی اور اس کا حکم ان کے درمیان اُترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ کے علم نے ہر چیز کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ کے تحت لکھا ہے کہ یہ آیت دلیل ہے کہ ہر آسمان کے نیچے زمین ہے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب الحسین بن خالد سے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے مولاؑ! آپؑ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۙ (سورۂ ذاریات، آیت ۷) (قسم ہے راہوں والے آسمان کی) کے بارے میں بتائیں۔

آپؑ نے فرمایا کہ آسمان زمین کے ساتھ محکم جڑا ہوا ہے۔ پھر آپؑ نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا اور فرمایا: یوں۔

راوی: میں نے عرض کیا: یہ کیسے ہوسکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا

https://www.shiabookspdf.com

(سورۂ رعد: آیت ۲) (اس نے آسمان کو نظر نہ آنے والے ستون کے ذریعے بلند کیا ہے)۔

آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا اللہ نے یہ نہیں کہا کہ وہ ایسے ستونوں کے ذریعے بلند ہوا ہے جو نظر نہیں آتے؟

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: یہاں ستون ہیں لیکن وہ ہمیں نظر نہیں آتے۔

میں نے پھر عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟

آپؑ نے اپنا بایاں ہاتھ کھولا اور پھر اس کے اُوپر دایاں ہاتھ قرار دیا اور پھر فرمایا: یہ دُنیا کی زمین ہے اور اس کے اُوپر آسمان ہے اور اس آسمانِ دُنیا کے اُوپر ایک قبہ (گنبد) ہے اور دوسری زمین دُنیاوی آسمان کے اُوپر ہے۔ پھر دوسرے آسمان کے اُوپر ایک قبہ ہے اور تیسری زمین اور اس دوسرے آسمان کے اُوپر ہے۔ پھر اس کے اُوپر آسمانِ سوم ہے اور پھر اس کے اُوپر ایک قبہ ہے اور تیسرے آسمان کے اُوپر چوتھی زمین ہے۔ پھر اس کے اُوپر چوتھا آسمان ہے اور پھر اس کے اُوپر ایک قبہ ہے اور پھر اس کے اُوپر پانچویں زمین ہے اور پھر پانچویں زمین کے اُوپر پانچواں آسمان ہے۔ پھر اس پانچویں کے اُوپر چھٹی زمین ہے اور اس کے اُوپر چھٹا آسمان ہے اور اس کے اُوپر ساتویں زمین ہے اور اس ساتویں زمین کے اُوپر ساتواں آسمان ہے اور ساتویں آسمان کے اُوپر ایک قبہ ہے اور اس کے اُوپر خدائے رحمٰن کا عرش ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ ؕ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ (وہی اللہ ہے جس نے سات آسمانوں کو خلق کیا اور ان کی مثل زمین کو خلق کیا اور ان کے درمیان اس کا امر نازل ہوتا ہے)۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اس امر کا صاحب وہ رسولؐ خدا ہیں اور رسولؐ خدا کے بعد آپؐ کا وصی آپؐ کی جگہ قائم ہے اور امر آسمان سے آپؐ کی طرف نازل ہوتا ہے۔

(راوی) میں نے عرض کیا: کیا ہمارے قدموں کے نیچے فقط ایک زمین ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہمارے نیچے فقط ایک زمین ہے اور باقی ساری زمینیں اس کے اُوپر ہیں۔

حدیث 3 عیون اخبار الرضاؑ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن

https://www.maablib.com

عمرو الطائی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجد موسیٰؑ بن جعفرؑ سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجد جعفرؑ بن محمدؑ سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجد جناب محمد بن علیؑ سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجد علیؑ بن حسینؑ سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجد جناب حسینؑ بن علیؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ امیر المومنین علی علیہ السلام جامع مسجد میں موجود تھے کہ اچانک اہل شام کا ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! میں آپؑ سے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: آزمائش کے لیے نہیں سمجھ بوجھ کے لیے سوال کرو تو لوگوں نے اس کو حیران کن نظروں سے دیکھا کہ یہ کون ہے؟

اس نے عرض کیا: آپؑ مجھے بتائیں سب سے پہلے اللہ نے کس چیز کو خلق فرمایا؟

آپؑ نے فرمایا: نُور کو۔

شامی: اللہ نے آسمانوں کو کس سے خلق کیا؟

امیر المومنینؑ: پانی کے بخارات سے۔

شامی: زمین کو کس چیز سے خلق فرمایا ہے؟

امیر المومنینؑ: پانی کی جھاگ سے۔

شامی: اللہ نے پہاڑوں کس سے خلق فرمایا ہے؟

امیر المومنینؑ: پانی کی موجوں سے۔

شامی: مکہ کا نام اُم القریٰ کیوں رکھا گیا ہے؟

امیر المومنینؑ: کیونکہ زمین اس کے نیچے سے پھیلائی گئی ہے۔

شامی: دُنیا کا آسمان کس سے ہے؟

امیر المومنینؑ: یہ موج مکفوف سے ہے۔

شامی: سورج و چاند کا طول اور عرض کتنا ہے؟

امیر المومنینؑ: نو سو فرسخ ضرب نو سو فرسخ۔

https://www.shiabookspdf.com

شامی: ستاروں کا طول وعرض کتنا ہے؟

امیر المومنینؑ: بارہ فرسخ ضرب بارہ فرسخ۔

شامی: سات آسمانوں کے رنگ اور ان کے اسماء کیا ہیں؟

امیر المومنینؑ: دُنیاوی آسمان کا نام رفیع ہے، یہ پانی اور دھواں سے ہے۔ دوسرے آسمان کا نام قیدوم ہے اور یہ نحاس کے رنگ پر ہے (تانبے کے رنگ کا ہے)، تیسرے آسمان کا نام الحاروم ہے اور اس کا رنگ پیتل کے رنگ کا ہے اور چوتھے آسمان کا نام ارفلون ہے اور اس کا رنگ چاندی کا رنگ ہے۔ اور پانچویں آسمان کا نام صیحون اور اس کا رنگ طلائی ہے۔ چھٹے آسمان کا نام عروس ہے اور اس کا رنگ سبز یاقوت کا ہے۔ ساتویں آسمان کا نام عجما ہے اور یہ سفید موتی کے رنگ کا ہے۔

مؤلف: روایت طویل ہے ہم نے ضرورت کے مطابق نقل کی ہے۔



maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ التحریم

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ حجرات کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات بارہ (۱۲) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

سورۂ طلاق میں اس کی فضیلت کو ذکر کر دیا گیا ہے۔

حدیث 1 خواص القرآن میں نبی خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا جو بندہ سورۂ تحریم کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو توبہ نصوحہ کی توفیق عطا فرمائے گا اور اگر اس کو اس بندے پر پڑھا جائے جس کو سانپ نے ڈسا ہو تو اللہ اس کو بھی شفا دے گا۔ اُس بندے میں زہر اثر نہیں کرے گا۔ اور اس کو لکھا جائے پھر اس کو دھو کر اس کا پانی مرگی والے پر چھڑکا جائے تو اس کا شیطان جل جائے گا اور اس کی تکلیف دُور ہو جائے گی۔

حدیث 2 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر سورۂ تحریم کو مریض پر پڑھا جائے گا تو اس کو سکون نصیب ہوگا اور اگر اس کو رعشہ کے مریض پر پڑھا جائے تو اس کی بیماری میں اس کو سکون ملے گا۔ اور اگر کوئی اس سورہ کو مرگی کے مریض پر پڑھے گا تو اس کو راحت ملے گی اور وہ ہوش میں آجائے گا۔ اور اگر کسی ایسے بندے پر پڑھے جس کو نیند نہ آتی ہو تو اس بندے کو نیند آجائے گی۔ اور اگر کوئی مقروض پڑھے گا تو اس کا قرض آسانی سے اُتر جائے گا۔ حکمِ خدا سے اس کا کوئی قرض باقی نہیں رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ① قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ② وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ۭ قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ③

{ترجمہ} اے نبیؐ! جو چیز اللہ نے آپؐ کے لیے حلال قرار دی ہے آپؐ اسے اپنے اُوپر حرام کیوں قرار دے رہے ہیں؟ کیا آپؐ اپنی اَزواج کی مرضی چاہتے ہیں؟ اللہ بڑا بخشنے والا، رحم کرنے والا ہے۔ اللہ نے آپؐ کے قسموں کو کھولنے کے لیے حکم مقرر کیا ہے۔ اللہ ہی تمھارا مولا ہے اور وہی خوب جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اور یاد کرو جب نبیؐ نے اپنی بعض اَزواج سے راز کی بات کہی تھی۔ پس جب اس نے اس راز کو فاش کر دیا اور اللہ نے نبیؐ کو اس کے بارے میں آگاہ کر دیا تو اس سے نبیؐ نے اس کا کچھ حصّہ بتایا اور کچھ حصّہ ٹال دیا۔ پھر جب نبیؐ نے اپنی زوجہ کو وہ بات بتا دی تو وہ کہنے لگی: آپؐ کو کس نے بتایا؟ فرمایا: مجھے خدائے علیم و خبیر نے خبر دی ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد ہفتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن قیس سے نقل کیا ہے، وہ بیان

https://www.shiabookspdf.com

کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ ..... اے نبیؐ! آپؐ اس چیز کو اپنے لیے حرام کیوں قرار دے رہے ہیں جس کو اللہ نے تمھارے لیے حلال قرار دیا ہے۔ آپؐ اپنی ازواج کی مرضی و خوشی چاہتے ہوئے یہ کر رہے ہیں۔ اللہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ ۚ ..... تحقیق اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض و واجب قرار دیا ہے کہ آپؐ اپنی قسموں کا راز کھول دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی قسم کے لیے کفارہ قرار دیا اور آپؐ نے وہ کفارہ ادا فرمایا۔

راوی: آپؐ نے اپنی قسم کا کفارہ کیا دا کیا تھا؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: دس مساکین کو کھانا دیا اور ہر مسکین کو ایک مد طعام دیا۔

راوی: میں نے عرض کیا: جو لباس دینا چاہیے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؐ نے فرمایا: ہر مسکین کو اتنا لباس دو کہ جو اس کی شرمگاہ کا ستر و پردہ بن سکے۔

حدیث 2 الکافی، جلد ششم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ جو اپنی زوجہ سے کہتا ہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر مجھے اس پر کوئی تسلط ہوتا تو میں اس کے سر پر اتنا مارتا کہ اس کے سر میں درد ہو جاتا اور اس سے کہتا: اللہ نے یہ تیرے لیے حلال قرار دی ہے تو اس کو حرام کیوں قرار دے رہا ہے؟ اس نے سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں کہا۔ وہ گمان کرتا ہے کہ شاید یہ اللہ نے مجھ پر حرام کر دی ہے جبکہ اللہ نے اس پر اس کو حلال کیا ہوا ہے۔ اس پر کفارہ واجب ہے اور نہ ہی طلاق دینا واجب ہے۔

زرارہ: میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ (جو اللہ نے آپؐ پر حلال قرار دیا ہے اس کو آپؐ اپنے لیے حرام کیوں قرار دے رہے ہیں؟) پس اللہ نے اپنے نبیؐ پر کفارہ قرار دیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: یہ آپ نے اپنے اُوپر اپنی کنیز ماریہ قبطیہ کو حرام قرار دیا اور اس پر قسم اُٹھائی کہ میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا تو اللہ نے اپنے نبیؐ پر کفارہ قسم پر قرار دیا تھا نا کہ تحریم پر۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 3 امالی میں جناب شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبیداللہ بن عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب حفصہ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب عائشہؓ کے دن اپنی کنیز ماریہ قبطیہ کے ساتھ ہیں۔ تو اس نے کہا: میں اس کے بارے میں عائشہؓ کو بتاؤں گی تو رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا: تو اس راز کو پوشیدہ رکھو۔ آج کے بعد ماریہ میرے لیے حرام ہے۔ پس حفصہؓ نے عائشہؓ کو اس کے بارے میں اطلاع کردی۔ پس اللہ نے بھی اپنے نبیؐ کو بتادیا کہ حفصہؓ نے عائشہؓ کو اطلاع دے دی ہے اور اس نے آپؐ کا راز فاش کردیا ہے تو آپؐ نے حفصہؓ سے کہا کہ تو نے میرے راز کو فاش کردیا ہے؟ اس نے کہا کہ آپؐ کو کس نے بتایا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: مجھے علیم وخبیر اللہ نے بتایا ہے۔ پھر آپؐ ایک ماہ تک اپنی ازواج سے الگ رہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ (پس تم اللہ کی بارگاہ کی طرف پلٹ آؤ پس تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہوچکے ہیں)۔

جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب سے پوچھا کہ یہ کون سی دو بیویاں تھیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے؟

تو انھوں نے کہا: وہ حفصہؓ اور عائشہؓ تھیں۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابن یسار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ..... (اے نبیؐ! آپؐ اپنی ازواج کی خوشی اور مرضی کی خاطر اپنے لیے حرام کیوں قرار دے رہے ہیں جس کو اللہ نے آپؐ کے لیے حلال کیا) کے ذیل میں فرمایا: جناب حفصہؓ اور جناب عائشہؓ کو اطلاع مل گئی کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماریہ کے ساتھ ہیں تو رسولؐ خدا نے فرمایا: خدا کی قسم! میں آج کے بعد اس کے پاس نہیں جاؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا کہ آپؐ اپنی قسم کا کفارہ دیں۔

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت کا شانِ نزول یوں بیان کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز اپنی کسی زوجہ کے گھر میں ہوتے اور جناب ماریہ قبطیہ جو آپؐ کی کنیز تھی وہ آپؐ کی خدمت کرتی تھی۔ ایک دن رسولؐ خدا بی بی حفصہؓ کے گھر میں تھے تو بی بی حفصہؓ کسی کام کی وجہ سے گھر سے چلی

https://www.shiabookspdf.com

گئی تو رسولؐ خدا نے حفصہ کے گھر میں جنابِ ماریہ سے مباشرت کرلی۔ جب حفصہؓ کو اس کے بارے میں معلوم ہوا تو وہ غصہ میں آگئی اور رسولؐ خدا کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا: یارسولؐ اللہ! یہ میرا دن تھا۔ میرے دن میرے گھر میں میرے ہی بستر پر آپؐ نے ماریہ سے مباشرت کی ہے۔ پس رسولؐ خدا کو اس سے شرم محسوس ہوئی اور آپؐ نے اس کو کہا: بس کرو آج کے بعد ماریہ مجھ پر حرام ہوئی۔ میں کبھی ماریہ سے مباشرت نہیں کروں گا اور میں تجھے ایک راز کی بات بتاتا ہوں اگر تُو نے اس کو فاش کردیا تو اللہ اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت تجھ پر ہوگی۔

جنابِ حفصہؓ نے کہا: وہ کون سی بات ہے؟

آپؐ نے فرمایا: میرے بعد ابوبکر خلیفہ بن جائے گا اور اس کے بعد تیرا باپ عمر خلیفہ بن جائے گا۔

بی بی نے کہا: آپؐ کو کس نے بتایا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: میرے اللہ نے اس کے بارے میں مجھے خبر دی ہے۔ پس جنابِ حفصہؓ نے اسی دن وہ راز کی بات حضرت عائشہؓ کو بتادی اور حضرت عائشہؓ نے اپنے والد حضرت ابوبکرؓ کو بتادی۔ پس اسی وقت حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ مجھے عائشہؓ نے یہ خبر حفصہؓ کے ذریعے دی ہے اور مجھے عائشہؓ کی بات پر اعتماد نہیں ہے تم حفصہؓ سے اس خبر کے بارے میں پوچھو۔ تو حضرت عمرؓ نے حفصہؓ کے پاس آئے اور اس سے کہا: کون سی خبر تُو نے عائشہؓ کو بتائی ہے؟

حضرت حفصہؓ نے اس کا انکار کردیا اور کہا کہ میں نے عائشہؓ سے ایسی کوئی بات نہیں کی۔

جنابِ عمرؓ نے اس سے کہا: اگر یہ خبر سچی ہے جو تُو نے بتائی ہے تو ہم ابھی سے اس کے بارے میں مناسب اقدامات کریں گے؟

تو بی بی نے کہا: ہاں یہ خبر سچی ہے اور رسولؐ خدا نے فرمایا ہے۔

تو پھر یہ چاروں جمع ہوئے اور باہم مشورہ کیا کہ کیوں نہ ہم رسولؐ خدا کو راستے سے ہٹادیں تو حضرت جبرئیلؑ یہ سورہ لے کر نازل ہوئے: یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ ..... اور اللہ نے اپنے نبیؐ کے لیے مباح قرار دیا کہ آپؐ اپنی قسم کا کفارہ دیں اور اللہ تمھارا مولا ہے اور علیم وحکیم ہے۔

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ اور جب رسولؐ خدا نے

https://www.shiabookspdf.com

اپنی ایک زوجہ کو ایک راز کی بات بتائی پس جب اس نے وہ بات دوسری کو بتا دی تو اللہ نے بھی اپنے رسولؐ کو اس کی اطلاع کردی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اس کے بارے میں بتادیا اور جو ان لوگوں نے رسولؐ خدا کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا اس کے بارے میں خبر کردی۔ تو رسولؐ خدا نے اس بیوی سے پوچھا کہ جو میں نے تجھے بتایا تھا تو نے اس کے بارے میں کیوں دوسروں کو بتایا؟

رسولؐ خدا کا مددگار صالح المومنین کون ہے؟

اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝۴ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۝۵

[ترجمہ] اگر تم دونوں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرلو کیونکہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہوچکے ہیں اور اگر تم نبیؐ کے خلاف ایک دوسرے کی پشت پناہی کرو گی (ایک دوسرے کی مدد کرو گی) تو یقیناً اللہ اس کا مولا ہے اور جبرئیلؑ اور صالح المومنین اور فرشتے بھی اس کے مددگار ہیں۔ اگر نبیؐ تمھیں طلاق دے دے تو بعید نہیں ہے کہ اس کا ربّ تمھارے بدلے اسے تم سے بہتر بیویاں عطا فرمائے جو مسلمان، ایمان دار، اطاعت گزار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار اور روزہ دار ہوں خواہ شوہر کو دیکھ چکی ہوں یا کنواریاں ہوں۔

تفسیر

حدیث 1 من لایحضرہ الفقیہ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ انسان ہو اور وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصلت پر باقی رہے اور اس کو انجام نہ دے۔

https://www.shiabookspdf.com

راوی: میں نے عرض کیا: کیا رسولؐ خدا نے لذت حاصل کی تھی؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں اور پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ .....جب رسولؐ نے اپنی ایک بیوی کو ایک راز کی بات بتائی اور جب اس نے اس راز کو فاش کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو اس سے آگاہ کر دیا تو آپؐ نے اس کا ایک حصّہ تو اسے بتا دیا اور ایک حصّہ بیان نہ فرمایا۔ جب آپؐ نے اس کو یہ بات بتائی تو اس نے رائے تعجب سے سوال کیا کہ آپؐ کو کس نے خبر دی ہے؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے علیم وخبیر نے بتایا ہے اور اگر تم توبہ کرلو (تو یہ تمھارے لیے بہتر ہے) کیونکہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں اور اگر تم نے نبیؐ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی تو اللہ اس کا مددگار ہے اور جبرئیلؑ اور صالح المومنین اس کا مددگار ہے اور تمام ملائکہ اس کے پشت پناہ ہیں۔ اور اگر وہ تم کو طلاق دے دے تو قریب ہے کہ اس کا ربّ تمھاری جگہ اس کے لیے تم سے اچھی بیویاں دے دے گا، جو مسلمان، مومنہ، اطاعت گزار، فرمانبردار، توبہ کرنے والیاں، عبادت گزار، روزے رکھنے والیاں، بیوہ یا باکرہ ہوں گی۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَاَعْرَضَ عَنْۢ بَعْضٍ ۚ .....(آپؐ نے اس زوجہ کو بعض حصّہ نہ بتایا) کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؐ نے اس کو یہ بتایا کہ تو نے راز کو فاش کیا ہے لیکن اس کو یہ نہیں بتایا تھا کہ تم لوگوں نے مجھے قتل کرنے کا منصوبہ بھی بنایا ہے۔ جب آپؐ نے اس کو بتایا تو اس نے کہا کہ آپؐ کو کس نے خبر دی ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا: خدائے علیم وخبیر نے مجھے خبر دی ہے۔

پھر فرمایا: تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو گئے ہیں تم توبہ کرو تو یہ تمھارے حق میں بہتر ہے اور اگر رسولؐ کے خلاف تم نے ایک دوسرے کی مدد کی تو یاد رکھو اللہ اس کا مولا ہے۔ جِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ کے ذیل میں لکھا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ اور صالح المومنین اس کا مددگار ہے اور صالح المومنین سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔ اس کے بعد ملائکہ بھی اس کے مددگار ہیں۔

اس کے بعد پھر اللہ نے ان عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اگر رسولؐ تمھیں طلاق دے دے گا تو عنقریب اللہ اس کو تمھارے بدلے تم سے اچھی بیویاں عطا فرمائے گا جو مومنہ، مسلمان، قناعت کرنے والی اور توبہ کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، نیک اعمال انجام دینے والیاں، بیوہ یا کنواریاں ہوں گی۔

https://www.shiabooks.pdf.com

اس کے بعد علامہ نے فرمایا: یہ تعریض ہے عائشہ کو کیونکہ رسولؐ خدا کی ازواج میں فقط عائشہ دوشیزہ تھی۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ (اگر تم توبہ کرلو تو یہ تمھارے حق میں بہتر ہے۔ پس تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں اور اگر تم دونوں اسی طرح رسولؐ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتی رہوں گی تو تحقیق اللہ اس کا مولا ہے اور حضرت جبرئیلؑ اور صالح المومنین اس کے مددگار ہیں) کے ذیل میں فرمایا: صالح المومنین سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

مؤلف بیان کرتے ہیں کہ تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے اس آیت کے ذیل میں سُنّی و شیعہ کے ساتھ تقریباً باون (۵۲) احادیث کو نقل کیا ہے کہ صالح المومنین سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور ان روایات میں سے چند کو یہاں نقل کیا جارہا ہے۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب محمد بن عبداللہ بن ابی رافع سے اور انھوں نے اپنے بھائی عون بن عبداللہ بن ابی رافع سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری وقت قریب آیا تو آپؐ غشی کی حالت میں چلے گئے۔ پھر جب آپؐ کو افاقہ ہوا تو میں نے رونا شروع کر دیا اور آپؐ کے ہاتھوں کا بوسہ لے رہا تھا۔ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کے جانے کے بعد میرا اور میرے بچوں کا کون ہوگا؟

آپؐ نے فرمایا: میرے بعد اللہ اور میرا وصی صالح المومنین علی ابن ابی طالبؑ ہوں گے۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن رسولؐ خدا نے مجھے بلایا اور پھر فرمایا: کیا میں تجھے بشارت دوں؟

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسولؐ اللہ! آپؐ کا تو کام ہی ہمیشہ بشارت دینا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! تیرے بارے میں قرآن میں ایک آیت نازل ہوئی ہے۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! وہ کون سی ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اللہ نے آپ کو حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے۔ پھر آپؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ (جبرئیلؑ اور صالح المومنین اور اس کے بعد ملائکہ رسولؐ کے مددگار ہیں) اور فرمایا: اے علیؑ! وہ صالح المومنین آپؑ ہیں اور آپؐ کے گھر کے مومنین ہی صالحون ہیں۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب محمد الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کے سامنے دو مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کی بطور امیر المومنین شناخت کروائی تھی۔ ایک اس آیت کے نزول کے وقت۔

آپؐ نے اصحاب سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ میرے بعد تمھارا ولی کون ہوگا؟

اصحاب نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسولؐ زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ۝ یعنی میرے بعد تمھارا ولی اور امیر المومنین علیؑ ہے اور دوسری مرتبہ غدیر خم کے مقام پر فرمایا: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، ''جس جس کا میں مولا ہوں اس کا میرے بعد علیؑ مولا ہے''۔

حدیث 7 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوصالح سے اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ کے ذیل میں فرمایا: یہ آیت خاص طور پر حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حدیث 8 الامالی میں جناب ابن بابویہ شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: اے لوگو! اللہ سے زیادہ اچھی بات کرنے والا کون ہے؟ اور اللہ سے زیادہ سچی بات کرنے والا کون ہوگا؟

پھر فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں حضرت علی علیہ السلام کو تمھارے لیے علم اور امام اور اپنا خلیفہ اور وصی قرار دوں اور اس کو اپنا بھائی اور وزیر قرار دوں۔

https://www.shiabookspdf.com

اے لوگو! میرے بعد علیؑ ہدایت کا باب ہے اور میرے ربّ کی طرف دعوت دینے والا صالح المومنین اور جو اللہ کی طرف دعوت دینے والے ہیں ان میں سب سے احسن بات کرنے والا اور نیک عمل انجام دینے والا ہے۔

وَقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ (سورۂ فصلت: آیت ۳۳) اور آپؐ نے فرمایا: تحقیق میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! علیؑ مجھ سے ہے اور اس کے بیٹے میرے بیٹے ہیں اور میری محبوب بیٹی کا وہ شوہر ہے اس کا حکم میرا حکم ہے اور اس کا روکنا و نہی کرنا میرا روکنا ہے۔

اے لوگو! تمھارے اُوپر اس کی اطاعت واجب ہے اور اس کی نافرمانی سے بچنا واجب ہے اور تحقیق اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اور اس کی نافرمانی میری نافرمانی ہے۔

اے لوگو! علیؑ اس اُمت کا صدیق ہے، اس اُمت کا فاروق ہے۔ وہ اس اُمت کا ہارونؑ ہے، وہ اس اُمت کا یوشع ہے۔ اس اُمت کا شمعون ہے، وہ اس اُمت کا بابِ حطہ ہے (توبہ کا دروازہ)۔ اُس اُمت کے لیے نجات کی کشتی ہے۔ تحقیق، علیؑ اس کا طالوت ہے۔ وہ اس اُمت کا ذوالقرنین ہے۔

اے لوگو! علیؑ جہنم کو تقسیم کرنے والا ہے، اس کا دوست و محب جہنم میں داخل نہیں ہوگا اور اس کا دشمن جہنم سے نجات نہیں پاسکے گا۔ تحقیق وہ جنّت کو تقسیم کرنے والا ہے۔ اس کا دشمن جنّت میں داخل نہیں ہوگا اور اس کا ولی جنّت سے محروم نہیں رہے گا۔

اے لوگو! تحقیق میں نے تمھیں نصیحت کردی ہے اور اپنے ربّ کا پیغام تم تک پہنچادیا ہے لیکن تم ہو کہ نصیحت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور میں یہ بات کر رہا ہوں۔ پس میں اپنے لیے اور تمھارے لیے اللہ سے طلبِ مغفرت کرتا ہوں۔

حدیث 9 مناقب میں جناب ابن شہرآشوب نے جناب ابویوسف یعقوب بن سفیان انسوی کی تفسیر سے اور جناب الکلبی اور جناب مجاہد سے اور ابوصالح اور المغربی سے نقل کیا ہے اور ان سب نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب حفصہ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں جناب ماریہ قبطیہ کے ساتھ دیکھا تو رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا: کیا تو میری بات کو پوشیدہ رکھے گی؟

https://www.shiabookspdf.com

تو بی بی حفصہ نے عرض کیا: ہاں۔

آپؐ نے فرمایا: تیرے دل کو راضی رکھنے کی خاطر اور تیری خوشنودی کی خاطر میں ماریہ کو اپنے لیے حرام قرار دیتا ہوں۔ پس بی بی حفصہ نے اسی دن بی بی عائشہ کو خبر دے دی کہ آپؐ نے اپنے اُوپر ماریہ کو حرام قرار دیا ہے تو بی بی عائشہ نے رسولؐ خدا سے اس بارے میں بات کی تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِیْثًا ۚ ..... فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ۝ پھر جناب ابن عباسؓ نے فرمایا: خدا کی قسم! صالح المومنین حضرت علیؑ ہیں۔ خدا کی قسم! حضرت علیؑ ہی رسولؐ کے لیے کافی ہیں اور آپؐ کے بعد ملائکہ بھی رسولؐ کے مددگار ہیں۔

جناب امام بخاری نے اپنی صحیح میں اور جناب موصلی دونوں نے نقل کیا ہے کہ جناب عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب سے پوچھا کہ یہ معظاھرتین کون ہیں؟ یعنی رسولؐ خدا کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرنے والیاں کون تھیں؟

حضرت عمر بن خطاب نے کہا: وہ عائشہؓ اور حفصہؓ تھیں۔

حدیث 10 مناقب میں جناب ابن شہرآشوب نے جناب سدی سے اور انھوں نے جناب ابی مالک سے اور انھوں نے جناب ابن عباس سے اور ابوبکر حضرمی سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور جناب ثعلبی نے اپنی اسناد کے ساتھ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اور اسماء بنت عمیس سے اور ان سب نے کہا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صالح المومنین حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔

حدیث 11 مناقب میں جناب ابن شہرآشوب نے عامہ کی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اس آیت وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ (اگر تم دونوں رسولؐ کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرو گی) کے ذیل میں فرمایا: یہ آیت بی بی عائشہ اور بی بی حفصہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَجِبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ یہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، صالح المومنین علیؑ ہیں۔

حدیث 12 المختصر میں جناب وسیط الواحدی المفسر زوری نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ میں نے چاہا کہ میں جناب عمر بن خطاب سے ایک سوال کروں۔ پھر میں دو سال چپ رہا۔

https://www.shiabookspdf.com

ایک دن میں رفع حاجت کے لیے گیا ہوا تھا اور جب قضائے حاجت کے بعد واپس آیا تو میں نے اپنے ہاتھوں کو پانی سے دھویا اور اس کے بعد میں نے جناب عمر سے پوچھا: اے امیر المومنین! وہ دو عورتیں جنھوں نے رسولؐ خدا کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی تھی وہ کون ہیں؟

تو آپ نے کہا: وہ عائشہؓ اور حفصہؓ تھیں۔

جہنم کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ⑥

[ترجمہ] اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے اور اس آگ پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو سخت گیر اور تند مزاج ہیں اور انھیں جس بات کا حکم دیا گیا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتے اور اس کے احکام اور فرامین کو پوری پوری طرح تعمیل کرتے ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد ہشتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ آپؑ کی خدمت میں جناب طیار داخل ہوئے اور عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں کیا آپؑ نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ اس نے قرآن میں کافی مقامات پر فرمایا: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا جس میں مومنین کو خطاب کیا گیا ہے۔ کیا اس خطاب میں منافقون بھی داخل ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں اس خطاب میں منافقین اور دوسرے گمراہ گروہ جو ظاہری طور پر مومن ہونے کا دعویٰ

https://www.ahlehaqbooks.com

کرتے ہیں وہ سب داخل ہیں (یعنی سب کو خطاب ہے)۔

حدیث 2 الکافی، جلد دوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن ابراہیم سے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے ابن ابی عمیر سے اور انھوں نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب طیار یہ نظریہ رکھتا تھا۔ ابلیس چونکہ ملائکہ میں شامل نہیں تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم اللہ نے ملائکہ کو دیا تھا تو ابلیس نے کہا: میں سجدہ نہیں کروں گا۔ پھر ابلیس نے نافرمانی کیسے کی کہ اس نے سجدہ نہیں کیا حالانکہ وہ ملائکہ میں داخل ہی نہیں تھا۔

جناب جمیل بن دراج بیان کرتے ہیں کہ میں اور وہ دونوں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس نے بہت اچھے انداز میں آپؑ کی خدمت میں مسئلہ کو بیان کیا تو میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں آپؑ نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تو کیا اس خطاب میں منافقین بھی شامل ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، وہ بھی اور جو گمراہ گروہ اپنے مومن ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ بھی شامل ہیں۔ پھر آپؑ نے فرمایا: ابلیس بھی تھا جو ظاہراً ملائکہ کے ساتھ ہونے کا دعویدار تھا (لہٰذا اس کو سجدے والا حکم شامل تھا)۔

حدیث 3 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے آل سام کے غلام جناب عبدالاعلیٰ سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی کہ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا (اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ)۔

مومنین میں سے ایک شخص آپؑ کی خدمت میں موجود تھا اس نے رونا شروع کردیا۔ اس نے کہا: میں تو اپنے آپ سے عاجز ہوں، میرے اُوپر میرے گھر والوں کا بھی ذمہ ڈال دیا گیا؟ میں کیسے کروں گا؟

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: جو تُو اپنے آپ کو حکم دیتا ہے وہی حکم ان کو دو اور جس سے اپنے آپ کو نہی کرتا ہے اس سے ان کو بھی نہی کرو

حدیث 4 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ آپ

https://www.shiabookspdf.com

نے اس آیت قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا کے بارے میں عرض کیا: میں ان کو کیسے بچاؤں؟

آپؑ نے فرمایا: جو اللہ نے حکم دیا ہے ان کو وہی حکم کرو اور جس سے اللہ نے روکا اور نہی کی ہے اس سے ان کو روکو اور نہی کرو۔ اگر وہ تیری اطاعت کریں تو تُو نے ان کو آگ سے بچالیا۔ اور اگر وہ تیری نافرمانی کریں گے تو جو تیرے ذمہ تھا تُو نے اس کو پورا کر دیا ہے۔

حدیث 5 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس آیت کی تلاوت کی: قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا۔

میں نے عرض کیا: ہم اپنے اہل وعیال کو کیسے بچا سکتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: تم ان کو حکم کرو اور ان کو نہی کرو یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو۔

حدیث 6 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے مولا! میرے گھر والے میری سنتے ہیں تو کیا میں ان کو آپؑ کی ولایت کی طرف دعوت دوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ)۔

حدیث 7 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے بچاؤ کہ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں) کے بارے سوال کیا: اے فرزند رسولؐ! میں اپنے آپ کو بچالوں گا لیکن اپنے گھر والوں کو کیسے بچاؤں گا؟

آپؑ نے فرمایا: جو اللہ نے حکم دیا ہے وہ حکم ان کو دو اور جس سے اللہ نے نہی کی ہے اس سے تم ان کو روکو۔ اگر وہ تیری اطاعت کریں گے تو تُو نے ان کو بچالیا اور اگر وہ تیری نافرمانی کریں گے تو جو تیرے ذمہ تھا وہ تُو نے ادا کر دیا ہے۔

https://www.maktabah.org

حدیث 8 کتاب الزہد میں جناب الحسین بن سعید نے اسی روایت کو ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا (پھر گذشتہ حدیث کا ذکر ہے)۔

حدیث 9 الاحتجاج میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک پہاڑ کے قریب سے گزر رہے تھے تو اچانک پہاڑ کے بعض حصّے سے آنسو جاری ہو گئے تو رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا: اے پہاڑ! تو کیوں رو رہا ہے؟

اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ایک دن حضرت عیسٰی علیہ السلام میرے قریب سے گزرے وہ لوگوں کو جہنم کی آگ سے ڈرا رہے تھے۔ اس وقت انھوں نے فرمایا: اس جہنم کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے اور مجھے ڈر ہے کہ شاید میں بھی جہنم کی آگ کا ایندھن نہ بن جاؤں۔

آپؑ نے فرمایا: اے پہاڑ! تو مت ڈر، اس آگ کا ایندھن کبریت کا پہاڑ ہوگا۔ پس یہ سن کر پہاڑ کو سکون آ گیا۔

توبہ نصوحہ کرو

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۭ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ۭ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ يَوْمَ لَا يُخْزِي اللّٰهُ النَّبِيَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۚ نُوْرُهُمْ يَسْعٰى بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا ۚ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

[ترجمہ] اے کافرو! آج تم عُذر پیش نہ کرو تمھیں تو صرف تمھارے اعمال کا ہی بدلہ دیا جائے گا۔ اے ایمان والو! بارگاہِ خدا میں خالص توبہ کرو۔ اُمید ہے کہ تمھارا ربّ تمھارے گناہ معاف کردے گا اور تمھیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے

https://www.shiabookspdf.com

نیچے نہریں جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس دن اپنے نبیؐ اور اس کے ساتھیوں کو ذلیل و رُسوا نہیں کرے گا۔ اس دن ان کا نُور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں بائیں بڑی تیزی سے چل رہا ہوگا اور وہ کہہ رہے ہوں گے: اے ہمارے ربّ! تُو ہمارے نُور کو کامل فرما اور ہمیں معاف کردے۔ بے شک تُو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد دوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالصباح الکنانی سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا ط (اے ایمان والو! اللہ کی بارگاہ میں خالص و پکی توبہ کرو) کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ بندہ گناہ سے توبہ کرے، پھر اس کی طرف دوبارہ نہ پلٹے۔

جناب محمد بن فضیل نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوالحسن علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: گناہ سے توبہ کرے اور پھر اس کی طرف دوبارہ پلٹ کر نہ آئے اور اللہ کو وہ بندہ زیادہ محبوب ہے جو بار بار گناہ کرے اور بار بار اس کی بارگاہ میں توبہ کرے۔

حدیث 2 الکافی، جلد ۲ میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا ط کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد وہ توبہ ہے کہ بندہ گناہ سے توبہ کرے اور پھر دوبارہ اس کی طرف پلٹ کر نہ آئے۔

میں نے عرض کیا: ہم میں سے کون ہے کہ جو دوبارہ گناہ نہ کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابومحمد! اللہ ان بندوں کو پسند کرتا ہے جو گناہ کریں اور اس سے توبہ کریں۔

حدیث 3 الکافی، جلد دوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ اللہ کی بارگاہ میں

https://www.shiabookspdf.com

خالص و سچی توبہ کرلیتا ہے تو اللہ اس سے محبت کرتا ہے، اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دیتا ہے اور دُنیا و آخرت میں اس کے گناہوں کو چھپا دیتا ہے۔

راوی: میں نے عرض کیا: کس طرح اللہ پردہ ڈال دیتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ فرشتے جنھوں نے اس بندے کے گناہوں کو لکھا ہوتا ہے وہ ان کو اس بندے کے گناہ فراموش کر دیتا ہے اور بندے کے اعضاء و جوارح کو وحی کرتا ہے کہ اس کے گناہوں کو پوشیدہ رکھنا، ظاہر نہ کرنا اور وہ زمین کا ٹکڑا جس پر اس سے گناہ سرزد ہوتا ہے اس کو بھی وحی کرے گا کہ تُو بھی میرے بندے کے گناہ کو پوشیدہ رکھ۔ پس جب وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا تو اس کے خلاف کوئی بھی گواہی دینے والا نہیں ہوگا جو اس کے گناہوں کی گواہی دے۔

حدیث 4 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن ھلال سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے توبہ نصوحہ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے جو مجھے لکھ کر روانہ کیا وہ یہ تھا: یوں توبہ کرے کہ بندے کا ظاہر اس کے باطن کی مانند ہوجائے بلکہ اس سے افضل ہوجائے۔

حدیث 5 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط کے بارے میں فرمایا: بدھ، جمعرات اور جمعہ کے دن روزہ رکھو۔

جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ ان دنوں کا روزہ رکھو اور بارگاہِ خدا میں توبہ کرو۔

حدیث 6 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: توبہ نصوحہ یہ ہے کہ بندہ توبہ کرے، اس کا باطن اس کے ظاہر کی مانند ہوجائے بلکہ اس سے افضل ہوجائے۔

نیز روایت کیا گیا ہے کہ توبہ نصوحہ سے مراد ہے کہ بندہ گناہ سے توبہ کرے اور نیت یہ ہو کہ وہ دوبارہ اس

https://www.shiabookspdf.com

کی طرف نہیں پلٹے گا۔

حدیث 7 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب محمد بن طفیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط کے ذیل میں فرمایا: بندہ توبہ کرے، پھر اس کی طرف پلٹ کر نہ آئے۔ اگرچہ اللہ اس بندے کو زیادہ پسند کرتا ہے کہ جو گناہ کرے اور پھر توبہ کرے اور بہت زیادہ توبہ کرے۔

حدیث 8 کتاب الزہد میں جناب الحسین بن سعید نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے کیا مراد ہے کہ جس میں اللہ فرماتا ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ط

آپؑ نے فرمایا: بندہ گناہ سے توبہ کرے اور پھر دوبارہ اس کی طرف پلٹ کر نہ آئے۔

میں نے عرض کیا: ہم میں سے کون ہے جو توبہ کرے اور پھر دوبارہ گناہ نہ کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابومحمد! اللہ اپنے ان بندوں کو پسند کرتا ہے جو گناہ کرتے ہیں اور پھر بار بار توبہ کرتے ہیں۔

اللہ اپنے نبیؐ اور اس کے ساتھیوں کو قیامت کے دن رُسوا نہیں کرے گا

حدیث 1 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوعمرو الزبیری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث کو نقل فرمایا ہے جس میں آپؑ نے ان افراد کا ذکر فرمایا کہ جن کو اللہ اور اس کے رسولؐ کے بعد اللہ کی طرف دعوت دینے کی اجازت و اذن دیا گیا ہے۔ ان کے بارے میں اس نے اپنی کتاب میں یوں ذکر فرمایا: وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (اور تم میں ایک ایسی جماعت ضرور ہونی چاہیے جو نیکی کی طرف دعوت دے اور نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں)۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے بارے میں خبر دی ہے کہ وہ کن میں سے ہوگی۔ وہ تحقیق ذریت ابراہیمؑ و نسل اسماعیلؑ سے ہوگی جو حرم کے ساکنان اور وہ ان میں سے ہوگی کہ جنھوں نے کبھی بھی اللہ کے علاوہ کسی اور کی

https://www.shiabookspdf.com

عبادت نہ کی ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر دعوت دینا واجب ہے۔ ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کی دعوت و دُعا ہیں اور وہ اہل مسجد سے ہوں گے کہ جن کے بارے میں پھر اس نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ اس سے اس نے رجس کو دُور کر دیا ہے اور ان کو یوں پاک کیا ہے جیسے پاک کرنے کا حق ہے۔ اور یہ وہی ہے جس کا ہم نے اُمت محمدیہ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے ذکر کیا ہے اور یہ وہی ہے جن کو اللہ نے اپنے اس قول میں مراد لیا ہے جس میں اس نے فرمایا ہے: اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ (سورۂ یوسف: آیت ۱۰۸) ''میں اور میرے پیروکار پوری بصیرت کے ساتھ اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں''۔

اور اوّلین جو سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے اور میری اور جو کچھ میں اپنے ربّ کی طرف سے لے کر آیا ہوں اس کی انھوں نے تصدیق کی اور یہ اس اُمت میں سے ہیں اور جن میں اور جن سے اور جن کی طرف تمام مخلوق سے قبل مجھے مبعوث کیا اور وہ ان میں سے ہیں جنھوں نے کبھی بھی شرک نہیں کیا اور اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔ اس ظلم سے مراد شرک ہے (کہ انھوں نے کبھی ایمان لانے کے بعد شرک نہیں کیا)۔

پھر اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِتباع اور اس اُمت کی اِتباع کو ذکر کیا ہے جس کا اس نے اپنی کتاب میں یوں وصف بیان کیا ہے کہ وہ نیکی کی طرف حکم دینے والے اور بُرائی سے روکنے والے ہیں اور اس اُمت کو اس کی طرف دعوت دینے والا قرار دیا ہے اور ان کو دعوت دینے کی اجازت و اذن دیا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۂ انفال: آیت ۶۴) (اے نبیؐ! آپؐ کے لیے اور آپؐ کی اِتباع کرنے والے مومنین کے لیے اللہ کافی ہے)۔

پھر اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِتباع کرنے والے مومنین کے اوصاف بیان کرتا ہے: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۝ (سورۂ فتح: آیت ۲۹) (محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر بہت سخت اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مہربان اور رحم کرنے والے ہیں۔ آپ انھیں رکوع و سجود کرتے ہی دیکھیں گے وہ اللہ کا فضل اور خوشنودی کے طلبگار ہیں۔ سجدوں کے اثرات سے ان کے چہروں پر نمایاں نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہی اوصاف تورات میں

https://www.shiabookspdf.com

اور یہ ہی اوصاف انجیل میں بیان ہوئے ہیں)۔

اور ان کے بارے میں ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۚ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ (اس دن اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ اور ان کے ساتھ ایمان لانے والوں کو رُسوا نہیں کرے گا اور ان کا نُور ان کے آگے آگے اور دائیں جانب ہوگا) یعنی وہ مومنین ہوں گے اور پھر مومنین کے لیے فرمایا: قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ (سورۂ مومنون: آیت ۱) "تحقیق مومنین کامیاب ہیں"۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اوصاف کو بیان کیا ہے اور ان کو مزین فرمایا ہے تاکہ کوئی غیر ان میں شریک ہونے کا طمع و لالچ نہ کرے، سوائے اس کے جو خود ان میں سے ہے۔ ان کے زیور اور اوصاف میں بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے: الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿٢﴾ ..... الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١١﴾ (سورۂ مومنون: آیت ۲ تا ۱۱) "جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں اور لغویات سے منہ موڑتے ہیں اور جو زکوٰۃ کا عمل انجام دیتے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں سوائے اپنی بیویوں اور ان کنیزوں کے جو ان کی ملکیت ہوتی ہیں کیونکہ ان پر کوئی ملامت نہیں، لہٰذا جو ان کے علاوہ اوروں کے طالب ہو جائیں تو وہ زیادتی کرنے والے ہوں گے اور وہ جو اپنی امانتوں اور معاہدوں کا پاس کرتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرتے ہیں یہ ہی لوگ وارث ہوں گے جو جنت الفردوس کی میراث پائیں گے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے"۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے اوصاف و زیورات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ ۚ وَمَن يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ﴿٦٨﴾ (سورۂ فرقان: آیت ۶۸) "یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے علاوہ کسی اور کو معبود قرار نہیں دیتے اور جس جان کو اللہ نے محترم قرار دیا ہے اس کو بغیر حق کے قتل نہیں کرتے اور زنا نہیں کرتے اور جو ایسا کام کرے گا وہ اپنے گناہ میں مبتلا ہوگا"۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صالح بن سہل ہمدانی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے قول: نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ کے ذیل میں فرمایا کہ اس نُور سے مومنین کے ائمہ ہدیٰؑ مراد ہیں جو ان کے سامنے اور دائیں جانب ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ان کو جنت میں ان کی منازل میں داخل کریں گے۔

https://www.shiabookspdf.com

مؤلف فرماتے ہیں: سورۂ حدید آیت ۱۲ کے ذیل میں اس طرح کی کافی روایات گزر چکی ہیں۔

حدیث 3 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے تفسیر مقاتل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب عطا سے اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ کے ذیل میں فرمایا کہ اللہ قیامت کے دن عذاب دے کر رُسوا نہیں کرے گا۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ کے ذیل میں فرمایا: اللہ آپؐ کے ساتھ ایمان لانے والوں کو بھی رُسوا نہیں کرے گا۔ یعنی علیؑ و فاطمہؑ، الحسنؑ والحسینؑ اور حمزہ و جعفر رضوان اللہ تعالیٰ علیہما کو بھی عذاب نہیں کرے گا۔ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی علیؑ و فاطمہؑ کے لیے پل صراط پر ان کا نُور دُنیا کے سورج سے ستر گناہ زیادہ چمکے گا۔ پس ان کا نُور ان کے آگے اور دائیں جانب چمکے گا اور یہ ذواتِ مقدسہ اس نُور کی اِتباع کریں گے۔ اور اہل بیت محمدؐ پل صراط سے بجلی کی مانند عبور کریں گے اور پھر ان کے بعد ایک قوم آئے گی جو تیز رفتار گھوڑے کی مانند پل صراط سے عبور کرے گی۔ پھر ایک قوم آئے گی کہ ایک تیز دوڑنے والے مرد کی طرح پل صراط سے عبور کرے گی۔ پھر ایک قوم چلتی ہوئی پل صراط کو عبور کرے گی۔ پھر ایک قوم بچوں کی مانند دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے بل پل صراط کو عبور کرے گی۔ پس اللہ پل صراط کو مومنین کے لیے وسیع و عریض قرار دے گا اور مذنبین و کفار کے لیے باریک ترین قرار دے گا۔

پھر اللہ فرماتا ہے: یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا ..... مومنین عرض کریں گے کہ اے ہمارے ربّ! ہمارے نُور کو تمام و پورا فرما تاکہ ہم اس کے لیے پل صراط سے عبور کر جائیں۔

پھر آپؐ نے فرمایا: حضرت علی ابن ابی طالبؑ سبز زمرد کے ہودج میں پل صراط کو عبور کریں گے اور جنابِ فاطمہؑ آپؐ کے ساتھ سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہو کر پل صراط عبور کریں گی اور ان کے ساتھ ستر ہزار حوریں ہوں گی جو بجلی کی مانند چمک رہی ہوں گی۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ یَسْعٰی بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَبِاَیْمَانِهِمْ کے ذیل میں فرمایا: قیامت کے دن جس کے لیے نُور ہوگا وہی کامیاب ہوگا اور ہر مومن کے لیے نُور ہوگا (مراد ہے کہ مومنین ہی کامیاب ہوں گے)۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 5 الخصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ایک دن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا کہ آپؐ نے حضرت علیؑ کی طرف رُخ انور کیا اور فرمایا: اے علیؑ! کیا میں آپؑ کو بشارت نہ دوں؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسولؐ اللہ! آپؐ بشارت دیں۔

آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! یہ حضرت جبرئیلؑ ہیں۔ انھوں نے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے شیعوں اور محبت کرنے والوں کو سات خصال عطا فرمائے ہیں: ① موت کے وقت نرمی ② وحشت کے وقت اُنس ③ تاریکی میں نُور ④ خوف ودہشت کے وقت امن ⑤ میزان کے وقت انصاف وعدل ⑥ پُل صراط سے عبور ⑦ تمام لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہونا اور ان کے نُور کے آگے آگے اور دائیں جانب ہوگا۔

اے نبیؐ! کفار ومشرکین کے خلاف جہاد کرو

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ؕ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۹

[ترجمہ] اے نبیؐ! کفار اور منافقین کے خلاف جہاد کریں اور ان پر سختی کریں، ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب سلیمان الکاتب سے نقل کیا اور انھوں نے ایک ساتھی سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ کے ذیل میں فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کے خلاف جہاد کیا اور حضرت علی علیہ السلام کا منافقین کے خلاف جہاد کرنا یہ بھی رسولؐ خدا کا جہاد کرنا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 2 امالی میں جناب الشیخ نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ نازل ہوئی تو رسولؐ خدا نے فرمایا: میں حتماً ان عمالقہ یعنی کفار اور منافقین سے جہاد کروں گا تو اسی وقت حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا: یارسولؐ اللہ! آپؐ یا علیؑ ان کے خلاف جہاد کریں گے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ؕ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا وَّقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیْنَ ﴿۱۰﴾

[ترجمہ] اللہ نے کفار کے لیے نوحؑ کی بیوی اور لوطؑ کی بیوی کی مثال پیش کی ہے۔ یہ دونوں ہمارے دو نیک و صالح بندوں کی زوجیت میں تھیں مگر ان دونوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کی تو وہ اللہ کے مقابل میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور انھیں حکم دیا گیا: تم دونوں جہنم میں داخل ہونے والوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہوجاؤ۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد پنجم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن یحییٰ سے اور انھوں نے احمد بن محمد سے اور انھوں نے ابن فضال سے اور انھوں نے ابن بکر سے اور انھوں نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ لوگوں کے نکاح کرنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آپؑ دیکھ رہے ہیں کہ میں اس عمر تک پہنچ گیا ہوں اور میں نے ابھی تک شادی نہیں کی؟

آپؑ نے فرمایا: تجھے شادی کرنے سے کس چیز نے روکا ہوا ہے؟

زرارہ: میں نے عرض کیا: مجھے شادی کرنے سے اس خوف نے روکا ہوا ہے کہ شاید یہ عورتیں میرے لیے حلال نہیں ہیں۔ میرا ان کے ساتھ نکاح کرنا حلال نہیں ہے۔ پس آپؑ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: تو ایک جوان مرد ہے، کیا کرتا ہے یا صبر کرتا ہے؟

http://www.shiabooks.pdf.com

زرارہ: میں نے عرض کیا: میں کوئی کنیز خرید لیتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: اب مجھے بتاؤ کہ کون سی دلیل کے تحت تیرے لیے کنیزیں حلال ہیں؟

زرارہ: میں نے عرض کیا: کنیز تو آزاد عورت کی مانند نہیں ہے جب میں کسی کنیز سے کوئی غلط چیز دیکھتا ہوں تو اس کو فروخت کر دیتا ہوں یا اس سے دُوری اختیار کر لیتا ہوں۔

آپؑ نے پھر فرمایا: کنیز کے حلال ہونے پر تیرے پاس دلیل کیا ہے؟

زرارہ نے کہا: میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا تو میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں کیا آپؑ دیکھتے ہیں کہ میں شادی کر لوں۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے کیا پروا کہ تو کیا کرتا ہے؟

زرارہ: میں نے عرض کیا: آپؑ کے قول کے دو معانی نکل رہے ہیں کہ مجھے کیا پروا کہ تو حرام کرے۔ میں نے تجھے حکم نہیں دیا۔ پس آپؑ جو مجھے حکم دیں گے میں آپؑ کے حکم پر عمل کروں گا۔

آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی شادیاں کی تھیں۔ اللہ نے قرآن میں جناب نوح و لوط علیہما السلام کی بیویوں کی مثال بیان کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ ..... اللہ کافروں کے لیے نوحؑ و لوطؑ کی بیویوں کی مثال بیان کرتا ہے کہ جو دونوں ہمارے دو نیک و صالح بندوں کی زوجیت میں تھیں پس ان دونوں نے خیانت کی۔

زرارہ: میں نے عرض کیا: وہ اللہ کے رسولؑ تھے۔ میں تو ان کی منزلت و مقام پر تو نہیں ہو سکتا اور وہ تو ان کے تحت تھیں اور ان کے حکم کو ماننے والی تھیں اور ان کے دین کا اظہار کرنے والی تھیں۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو اپنے قول میں فرمایا کہ ان دونوں نے ان سے خیانت کی اور خیانت سے مراد سوائے بُرائی کے اور کچھ نہیں ہے (کہ وہ دونوں بندوں کے ساتھ بُرا سلوک کرتی تھیں)۔

خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں کی شادی کروائی۔

زرارہ: آپؑ کیا حکم دیتے ہیں کہ میں جاؤں اور آپؑ کے حکم سے شادی کر لوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں کرو لیکن اگر تو کرنا چاہتا ہے تو عورتوں میں سے جو بلھاء ہو اس سے شادی کرنا۔

https://www.maablib.org

زرارہ: میں نے عرض کیا: یہ بلعماء کون سی عورت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: پاک دامن عورت جو پردہ دار ہو۔

زرارہ: میں نے عرض کیا: خواہ وہ سالم بن ابی حفصہ کے دین پر ہو؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

زرارہ: میں نے عرض کیا: خواہ وہ ربیعہ رائے کے دین پر ہو؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، لیکن ان آزاد عورتوں سے ہو جو ناصبی نہ ہو، خواہ تمھاری معرفت کی طرح معرفت نہ رکھتی ہو۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ط .....کے ذیل میں فرمایا جیسا کہ اللہ نے رسولؐ خدا کی دو بیویوں کی مثال بیان کی ہے کہ جنھوں نے رسولؐ خدا کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی اور آپؐ کے راز کو فاش کیا۔

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾

[ترجمہ] اور اللہ نے مومنین کے لیے فرعون کی بیوی (آسیہ) کی مثال پیش کی ہے جب اس نے دُعا کی: اے میرے خدایا! جنّت میں میرے لیے اپنے پاس ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے اعمال سے بچا اور مجھے ظالموں سے نجات عطا فرما۔ اور مریمؑ بنت عمران کو بھی (اللہ مثال کے طور پر پیش کرتا ہے) جس نے اپنی عصمت کی

https://www.shiabookspdf.com

حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی اور اس نے اپنے ربّ کے کلمات اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرماں برداروں میں سے تھی۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: مَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ ..... کہ جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی کے ذیل میں لکھا ہے: کسی مرد نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا اور فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا کے ذیل میں لکھا ہے کہ روح اللہ کی مخلوق ہے۔ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ امامؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ اللہ کے راضی ہوجانے والے بندوں میں سے تھی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ اللہ کو پکارنے والے بندوں میں سے تھی اور ایک روایت میں ہے کہ وہ اللہ کی طرف رغبت کرنے والوں میں سے تھی۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب محمد بن علی بن الحکم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب سیف بن عمیرہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب داؤد بن فرقد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا کے ذیل میں لکھا ہے کہ اللہ نے یہ مثال حضرت فاطمہ علیہا السلام کے لیے بیان کی ہے۔ آپؑ نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے۔ پس اس کی جزا میں اللہ نے آپؑ کی ذُریت پر جہنم کو حرام قرار دیا ہے۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا کے ذیل میں فرمایا: یہ مثال حضرت فاطمہ زہراؑ بنت رسولؐ اللہ کے لیے ہے۔

پارہ نمبر ۲۸ ختم شدہ

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الملک

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ طور کے بعد نازل ہوئی تھی۔اس کی کُل آیات تیس (۳۰) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی واجب نماز میں اور سونے سے پہلے سورۂ ملک کی تلاوت کرے گا وہ صبح تک اللہ کی امان میں رہے گا اور وہ قیامت کے دن امان میں رہے گا یہاں تک کہ وہ جنّت میں داخل ہوجائے گا۔

حدیث 2 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سدیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سورۂ ملک عذابِ قبر سے بچانے والی ہے، یعنی عذابِ قبر کو روکنے والی ہے اور تورات میں اسی نام سے یہ سورہ لکھی گئی ہے۔پس جو بندہ اس سورہ کو رات کے وقت پڑھے گا گویا اس نے بہت زیادہ پڑھا ہے اور اس نے اللہ سے طلب کیا ہے اور وہ غافلین میں سے شمار نہیں ہوگا۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نمازِ عشاء کے بعد بیٹھا ہوا تھا کہ آپؑ نے فرمایا: میرے والد ماجدؑ اپنے دن و رات میں اس سورہ کی تلاوت کرتے تھے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ ملک کی تلاوت کرتا ہے جب قبر میں اس کے پاس منکر ونکیر آئیں گے تو اس کے قدموں کی طرف آئیں گے تو اس بندے کے قدم منکر ونکیر سے کہیں گے: تمھارے لیے اس پر کوئی راستہ

https://www.shiabookspdf.com

نہیں ہے کیونکہ یہ وہ بندہ ہے جو ہمارے اُوپر کھڑے ہوکر شب و روز سورۂ ملک کی تلاوت کرتا تھا اور جب وہ اس کے شکم کی طرف سے اس کے قریب آنا چاہیں گے تو شکم بول کر دونوں فرشتوں سے کہے گا: تم دونوں کو میری طرف سے بھی اس بندے پر کوئی راستہ نہ ملے گا کیونکہ یہ شب و روز سورۂ ملک کے ذریعے میری حفاظت کرتا رہا تھا اور جب دونوں فرشتے اس کی زبان کے قریب آئیں گے تو زبان بول کر کہے گی: تم دونوں کو میرے ذریعے اس پر کوئی راستہ نہیں ملے گا کیونکہ یہ بندہ میرے ذریعے شب و روز سورۂ ملک کی تلاوت کرتا رہا ہے۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا یہ سورہ اس کو قبر کے عذاب سے نجات دینے والی ہوگی۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ سورۂ ملک کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ عیدالفطر کی رات جاگنے کا ثواب عطا کرے گا اور جو بندہ اس سورہ کو حفظ کرے گا تو یہ سورہ اس کی قبر میں اس کے لیے انیس و مددگار ہوگی اور قبر میں ہر نازل ہونے والی بلا کو اس سے دُور کردے گی یہاں تک کہ اس کو جنّت میں داخل کرے گی اور ہر وحشت سے امن میں رہے گا اور قبر کی تنہائی سے بھی محفوظ رہے گا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو یاد کرے گا تو یہ سورہ قبر میں اس کے لیے انیس ہوگی اور قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں اس کی شفاعت کرے گی یہاں تک کہ وہ بندہ جنّت میں داخل ہوجائے گا اور امن میں رہے گا۔ اور جو بندہ اس سورہ کو پڑھے گا اور اپنے بھائیوں کو ہدیہ کرے گا تو یہ بجلی کی تیزی کی طرح آن پہنچے گی اور ان پر جو سختی ہوگی اس میں تخفیف کا باعث بنے گی اور ان کی قبور میں ان کے لیے انیس ہوگی۔

حدیث 5 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس سورہ کو اگر میّت پر پڑھا جائے گا تو اللہ اس کی حالت میں تخفیف کردے گا اور جب کسی مرحوم کے لیے اس کو پڑھ کر ہدیہ کیا جائے گا تو وہ حکمِ خدا سے بجلی کی مانند تیز تر اس تک پہنچے گی۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾

[ترجمہ] بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ (قبضہ قدرت) میں ملک و ملکوت ہیں۔ وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ جس نے موت و حیات کو خلق کیا ہے تاکہ وہ آزمائش کرے کہ تم میں سے بہترین عمل کرنے والا کون ہے۔ وہ ہی غالب ہے اور بخشنے والا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اللہ نے موت وحیوۃ کو انسان کے مقدر میں رکھ دیا ہے۔ اس کا معنی ہے کہ پہلے زندگی کو مقدر کیا اور پھر موت کو مقدر فرمایا ہے۔

اور لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ (تاکہ وہ تمھیں آزمالے کہ تم میں سے بہترین عمل کون کرتا ہے) کے ذیل میں لکھا: وہ اپنے امر اور نہی کے ذریعے تمھارا امتحان لے گا کہ کون اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے۔

حدیث 2 الکافی، جلد سوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حیات اور موت دونوں اللہ کی مخلوق ہیں۔ پس جب موت انسان میں داخل ہوتی ہے تو جس جس حصّہ میں داخل ہوتی ہے تو حیات وہاں وہاں سے نکل جاتی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 3 الکافی، جلد دوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ط (تاکہ وہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے احسن عمل کون کرتا ہے) کے ذیل میں فرمایا: اللہ نے یہ نہیں کہا کہ تم میں سے زیادہ و اکثر عمل کون کرتا ہے۔ لیکن یہ فرمایا کہ تم میں سے احسن عمل کون کرتا ہے اور احسن عمل وہ ہے جو درست و ٹھیک ہو اور عمل کا درست و صحیح ہونا یہ خوفِ خدا اور سچی نیت اور خوف سے ہوتا ہے۔

اور پھر فرمایا: عمل کو خالص رکھنا خود عمل کرنے سے زیادہ سخت ہے اور عمل خالص وہ ہے جس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کی تعریف کی خواہش پیدا نہ ہو اور کسی اور سے اجر کی طلب نہ ہو۔

پھر فرمایا: عمل کی نیت خود عمل سے افضل ہے اور آگاہ ہو جاؤ۔ حقیقت میں نیت ہی عمل ہے اور پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ط (سورۂ اسراء: آیت ۸۴) "ہر عمل کرنے والا اپنی نیت کے مطابق عمل کرتا ہے"۔

حدیث 4 الاحتجاج میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام حسن العسکری علیہ السلام سے نقل کیا ہے: جب اھواز کے لوگوں نے آپؑ کی خدمت میں ایک خط لکھا اور انھوں نے آپؑ سے جبر اور تفویض کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے ان کے خط کے جواب میں یہ لکھا: تحقیق، تمام اُمت کا اس بات پر اتفاق ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ قرآن حق ہے اور فرقوں کے نزدیک اس کے حق ہونے میں کوئی شک و تردّد نہیں ہے اور ان کا یہ اجماع درست ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اس کی تصدیق کرنے والے ہدایت یافتہ ہیں۔ اور یہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت کبھی بھی گمراہی و ضلالت پر اجماع نہیں کرے گی۔

پس امام علیہ السلام نے ان کو بتایا کہ جس پر پوری اُمت کا اجماع ہو اور کوئی فرد بھی مخالف نہ ہو وہ حق ہے۔ یہ ہی اس حدیث کا معنی و مراد ہے جس کی جاہل تاویل نہیں کر سکتے اور عناد رکھنے والوں جو کہہ رہے ہیں وہ کتابِ خدا کے حکم کو باطل نہیں کر سکتے اور نہ ہی تحریف شدہ روایات اور زرق و برق سے پُر احادیث حکمِ قرآن کو باطل کر سکتی ہیں اور نہ ہی مردود و ہلاک کرنے والی خواہشات کی اِتباع حکمِ قرآن کو پامال کر سکتی ہیں کہ جو نص قرآن کی مخالف ہیں

https://www.shiabookspdf.com

اور واضح اور روشن آیاتِ قرآنی کے مخالف اور مغائرت رکھتی ہیں۔ ہم اللہ سے راہِ حق و درست کی توفیق طلب کرتے ہیں کہ وہ عنایت کرے اور ہمیں راہِ ہدایت کی رہنمائی کرے۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: جب قرآن کسی خبر و حدیث کی تصدیق کرتا ہے اور اس کی تحقیق کرتا ہے، یعنی اس کو حق قرار دیتا ہے۔ پھر اُمت کا ایک گروہ اس خبر و حدیث کا انکار کرتا ہے اور اس حدیث کے مقابل میں ان روایات اور احادیث کو لے کر آتا ہے جو تحریف شدہ ہیں۔ تو پھر ان کا اس حدیث کا انکار خود قرآن کا انکار کرنا ہے اور قرآن کو رَد کرنا اور اس کا انکار کرنے کفر اور ضلالت و گمراہی ہے اور سب سے صحیح ترین وہ حدیث و خبر ہے جس کی تحقیق کی قرآن معرفی کرے جیسا کہ یہ حدیث کہ جس پر تمام اُمت کا اجماع ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمھارے درمیان کتابِ خدا اور اپنی عترت کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اگر تم نے ان دونوں سے تمسک رکھا تو تم میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہوں گے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے کبھی جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر وارد ہوں گے۔

ایک اور روایت جس کے الفاظ مختلف ہیں لیکن اسی معانی کو ادا کر رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنِّیْ تَارِكٌ فِيْكُمُ الثَّقَلَيْنِ كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلَ بَيْتِيْ وَاِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَى الْحَوْضِ مَا اَنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ "میں تمھارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں: ایک خدا کی کتاب اور دوسری میری عترت اہل بیتؑ، اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض پر وارد ہوں گی۔ اگر تم نے ان دونوں سے تمسک رکھا تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔

پس ہم اس حدیث پر شواہد و نص قرآن سے پاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ۝ (سورۂ مائدہ: آیت ۵۵) "پس اللہ تمھارا ولی ہے اور اس کا رسولؐ تمھارا ولی ہے اور وہ ایمان لانے والے جو نماز قائم کرتے ہیں اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں وہ تمھارے ولی ہیں"۔

تمام علماء کی روایات اس پر اتفاق رکھتی ہیں وہ جس نے حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دی وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں کہ انھوں نے حالتِ رکوع میں انگوٹھی کی زکوٰۃ دی اور اللہ نے آپؑ کے عمل کی قدردانی کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر ہم نے دیکھا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؐ کو تمام اصحاب سے جدا کرتے ہوئے آپؐ کے بارے میں فرمایا: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ "جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کا علیؑ مولا ہے"۔ اور پھر دُعا کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے اللہ! جو علیؑ سے محبت رکھے تو اس سے محبت رکھ اور جو علیؑ سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی کر"۔

پھر آپؐ کا یہ فرمانا: علیؑ میرے قرض کو ادا کرنے والا اور میرے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے اور میرے بعد تمھارا خلیفہ علیؑ ہے اور پھر آپؐ کا اس وقت یہ فرمانا کہ جب آپؐ نے حضرت علیؑ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ و جانشین قرار دیا تو آپؐ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا آپؐ نے مجھے بچوں اور عورتوں پر خلیفہ قرار دیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! تو اس پر راضی نہیں ہے کہ تیری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی، فقط میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ پس معلوم ہوگیا کہ ان روایات کی قرآن تصدیق کرتا ہے تو پھر اُمت پر لازم ہے کہ ان روایات کا اقرار کرے۔ جب یہ روایات قرآن کے موافق ہیں تو پھر قرآن بھی ان کے موافق ہے۔ تو جب ہم نے ان روایات کو خدا کی کتاب کے موافق پایا ہے اور خدا کی کتاب کو ان کے مطابق و موافق پایا ہے تو یہ دلیل ہے کہ ان اخبار و روایات پر عمل کرنا اور ان کی اقتداء کرنا واجب و ضروری ہے اور ان کی مخالفت نہیں کریں مگر وہ جو اہل عناد و دشمن ہوں گے اور زمین پر فسادی ہوں گے۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: ہمارا مورِد بحث جبر و تفویض اور ان دونوں کی شرح اور واضح و روشن انداز میں بیان کرنا ہے اور یہ بحث جو ہم نے ذکر کی ہے وہ فقط اس وجہ سے ہے کہ جب کتابِ خدا اور حدیث ایک دوسرے کے موافق و مطابق ہوں اور دونوں میں اتفاق پایا جائے تو جو ہم بیان کرنا چاہیں گے اس پر وہ دلیل ہوجائے گی اور ہمارے مدعا کو تقویت دے گی اور ہم اس کو ان شاء اللہ بیان کریں گے۔

پس آپؐ نے فرمایا: جبر اور تفویض کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا قول کہ جس میں آپؐ سے جبر و تفویض کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا: لا جبر ولا تفویض بل امر بین الامرین کہ نہ جبر ہے اور نہ ہی تفویض ہے بلکہ امر ان دونوں کے درمیان ہے (یعنی دونوں کے درمیانی راستہ ہے)۔

آپؐ سے عرض کیا گیا: اے فرزندِ رسولؐ! وہ درمیانی راستہ کون سا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: عقل کا سالم ہونا، راہ مہیا کرنا اور وقت میں مہلت اور سفر شروع کرنے سے قبل زادِ راہ کا

https://www.shiabookspdf.com

آمادہ کرنا اور فاعل کا اپنے فعل کے بجا لانے پر آمادہ ہونا یہ پانچ چیزیں ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی کم ہوجائے گی تو بندہ سے فعل صادر نہیں ہوگا اور اپنے حال کے حساب سے اس فعل کو ترک کردے گا اور میں ان تین ابواب میں سے ہر باب کو الگ الگ تمھارے لیے بیان کروں گا اور وہ تین ابواب: جبر و تفویض اور دونوں منزلوں کے درمیان منزل اور ان کے لیے ایک مثال پیش کروں گا تاکہ طالب فہم کے لیے معنی فہم کے قریب، ہوجائے اور اس کی شرح و وضاحت سے بحث آسان ہوجائے اور اس پر قرآن سے محکم آیات سے شاہد بیان کروں تاکہ صاحبانِ عقل و فہم کے لیے اس کی تصدیق متحقق ہوجائے، خدا کی توفیق اور اس کی عصمت کے ساتھ۔

● جبر: آپؑ نے فرمایا: پہلا باب جبر ہے۔ پس جو بندہ یہ گمان کرتا ہے اور عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ اپنے بندوں کو گناہ پر مجبور کرتا ہے کہ بندے گناہ کریں اور پھر اس گناہ پر ان کو عذاب دے گا۔ جو اس کا قائل ہے اس نے اللہ پر ظلم کیا ہے اور اللہ کی تکذیب کی ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول رَد کرتا ہے جس میں وہ خود فرماتا ہے:

وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ﴿۴۹﴾ (سورۂ کہف: آیت ۴۹) ''تیرا ربّ کسی پر ظلم نہیں کرتا''۔

اور پھر اللہ کا دوسرا قول بھی ان لوگوں کو رَد کرتا ہے جس میں اللہ نے فرمایا ہے: ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۰﴾ (سورۂ حج: آیت ۱۰) ''یہ جو کچھ ہے یہ تمھارے اپنے ہاتھوں کی کمائی ہے اللہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا''۔

اس جیسی اور بھی بہت زیادہ آیات ہیں جو ان لوگوں کے نظریے کو رَد کرتی ہیں اور باطل قرار دیتی ہیں۔ پس جو بندہ گمان کرتا ہے کہ بندہ گناہ کرنے میں مجبور ہے اور وہ اللہ کو اپنے گناہوں کا ذمہ دار قرار دے رہا ہے اور ان مجازات کے معاملہ میں وہ خدا کو ظالم قرار دے رہا ہے وہ قرآن کی تکذیب کر رہا ہے اور جو بھی قرآن کی تکذیب کرے گا اس کے کفر پر تمام اُمت کا اجماع ہے۔ اور اس کی مثال میں تمھارے لیے یوں بیان کرتا ہوں کہ ایک مالک اپنے غلام کو کہتا ہے کہ بازار جاؤ اور میرے لیے فلاں چیز خرید کر لے آؤ حالانکہ وہ مالک جانتا ہے کہ غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا۔ اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور اس کو بازار روانہ کرتا ہے اور اس کو اس چیز کی قیمت بھی نہیں دیتا۔ اور مالک جانتا ہے کہ کوئی بندہ بھی اس غلام کو بغیر قیمت کے چیز نہیں دے گا۔ پھر اس سے کہتا ہے کہ اگر تُو مطلوبہ چیز لے کر نہ آیا تو میں تجھے سزا دوں گا حالانکہ اس مالک نے اس کے لیے عدل و انصاف اور حکمت کو

https://www.shiabookspdf.com

بیان کیا ہوا ہے اور ظلم و جَور کی نفی کی ہے۔ پھر وہ غلام چلا جاتا ہے۔ وہ غلام جب بازار جاتا ہے تو اس کا اس چیز کو حاصل کرنے میں فقط ایک ہی رکاوٹ ہے اور اس کے پاس اس کی قیمت نہیں اور چوری اس نے نہیں کرنی تو پھر وہ مالک کی حاجت کو پورا کیے بغیر واپس آجاتا ہے۔ پس مولا و مالک اس پر غضب ناک ہوتا ہے اور اس کو سزا دیتا ہے کہ تو میری مطلوبہ چیز لے کر کیوں نہیں آیا۔ تو یہ مالک ظالم ہے اور تجاوز کرنے والا ہے اور جو کچھ اس نے عدل و انصاف اور حکمت کے درس اسے دیئے تھے خود ان کے اپنے دیئے ہوئے درسوں کو رَد و باطل کر رہا ہے اور اگر اس کو سزا نہیں دیتا تو پھر اس نے خود اپنے آپ کو رَد کر دیا ہے کیونکہ اس نے کہا تھا: اگر نہ لایا تو میں سزا دوں گا اور خود اپنی تکذیب کو وہ پسند نہیں کرے گا۔ پس کذب و ظلم یہ دونوں عدل و حکمت کے منافی ہیں۔ پس جو مجبرہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و بالا اور پاک ہے۔

پھر آپؑ نے ایک طویل گفتگو کے بعد تفویض کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا: بہرحال تفویض (یعنی کسی کو اختیار سپرد کر دینا) اس کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے باطل قرار دیا ہے اور جو اس کا عقیدہ رکھتا ہے وہ خطا پر ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ نے تمام اُمور کو انسان کے سپرد کر دیا ہے اور ان کو امر و نہی کا اختیار انسانوں کے سپرد کر دیا اور پھر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا ہے۔ یہ بہت دقیق اور گہری بات ہے۔ اس بات پر سوائے اہل بیت علیہم السلام ائمہ ہدیٰؑ کے جو عترتِ رسولؐ ہیں کسی نے غور و فکر نہیں کیا۔ فقط ان ذواتِ مقدسہ نے اس پر غور و فکر کیا ہے اور فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے اُمور پر سُستی کرتے ہوئے اُمور کو انسان کے سپرد کر دیا ہے اور پھر ان کو مہمل اور آزاد چھوڑ دیا ہے تو اس پر لازم آتا ہے کہ پھر انسان اپنے لیے جو بھی اختیار کرے خواہ نیکی یا بدی دونوں پر اللہ کو راضی ہونا پڑے گا اور ان کو ثواب و اجر دینا پڑے گا اور جو وہ بُرا کام کریں گے اس پر ان کو عذاب نہیں دے گا کیونکہ اس نے خود سُستی کرتے ہوئے انسان کے اُمور انسان کے سپرد کیے ہیں اور پھر ان کو مہمل و آزاد چھوڑ دیا ہے کیونکہ اس کی طرف سے اہمال و سُستی واقع ہوئی ہے۔ اگر اس قول کے قائل ہو جائیں گے تو یہ قول کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

یا انسان نے اللہ کے خلاف ایک دوسرے کے مہم جوئی کی ہے اور اس کو مجبور کیا ہے کہ وہ ان کے قول و رائے کو قبول کرے اگرچہ وہ خود اس کو پسند نہیں کرتا ہے (یعنی مجبور ہو کر اس نے سارے اُمور انسان کے سپرد کیے ہیں) یا پسند بھی کرے تب بھی کاہلی کی وجہ سے اس نے اس کو اختیار کیا ہے۔

دوسری صورت یہ کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو اپنی بندگی میں ان کو امر و نہی کرنے اور اپنے ارادہ اور اپنی چاہت کے مطابق ان کو لانے میں عاجز تھا۔ اس عجز و ناتوانی کی وجہ سے اس نے اُمور انسان کے سپرد کر دیئے ہیں اور ان کو اختیار دے دیا ہے کہ خواہ کفر کریں یا ایمان لے آئیں کیونکہ وہ ان کو اپنی بندگی میں لانے سے عاجز ہو گیا ہے۔

اس کے لیے ایک مثال یوں بیان کرتا ہے کہ بندہ اپنے لیے ایک غلام خریدتا ہے۔ اس غلام کو خریدنے کی غرض یہ ہے کہ وہ غلام اس کی خدمت کرے اور وہ مالک کا حق سروری کو ادا کرے اور اس کے امر و نہی کو بجا لائے۔ اور غلام کے مالک کا دعویٰ یہ بھی ہو کہ وہ قدرت مند، غالب، قوی و حکیم بھی ہے اور پھر وہ اپنے امر کا اپنے بندے کو حکم دے اور اپنی نہی بھی اس کو کرے۔ اور پھر اس غلام سے وعدہ کرے کہ اگر تو میرے امر کی اطاعت کرے گا تو تجھے عظیم اجر و ثواب دوں گا اور پھر اپنے غلام کو یہ دھمکی بھی دے کہ اگر تو نے میرے امر و نہی کی نافرمانی کی تو میں تجھے بہت سخت سزا و عقاب دوں گا۔ پھر وہی غلام اپنے مولا کے ارادہ کی مخالفت کرے اور اس کے کسی امر اور نہی کو اہمیت نہ دے جو وہ حکم دیتا ہے یا جس سے روکتا ہے وہ غلام اپنے مولا و مالک کی کسی چیز میں اطاعت نہیں کرتا بلکہ غلام اپنی مرضی اور ارادہ کے مطابق عمل کرتا ہے۔

جب مالکؑ اس غلام کو کسی چیز کو لانے کے لیے روانہ کرتا ہے تو وہ غلام مالک کی مرضی و چاہت کے مطابق کوئی چیز لے کر آتا ہے بلکہ اپنی مرضی اور چاہت کے مطابق چیز کو لے کر آتا ہے اور وہ اپنی خواہش پر عمل کرتا ہے۔ پس جب وہ غلام وہ چیز لے کر مالک کے پاس آتا ہے تو اس کا مالک اس چیز کو دیکھتا ہے جو وہ لے کر آیا ہے کہ وہ اس کے خلاف تو نہیں ہے جس کا میں نے اس کو حکم دیا تھا۔ پھر وہ بندہ و غلام اپنے مالک سے کہتا ہے کہ جو آپ نے مجھے حکم دیا تھا اس کی طرف متوجہ تھا کہ میں اس کے مطابق عمل کروں لیکن میں نے اپنے ارادہ و مرضی کے مطابق عمل کیا ہے۔ پس جو اُمور جس کے سپرد ہوں گے وہ کاملاً بااختیار ہوتا ہے یہ درست نہیں ہے کیونکہ ایک مقام پر ایک ہی وقت میں تفویض اور مانعیت دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: جو بندہ گمان کرتا ہے کہ اللہ نے اپنے امر و نہی اپنے بندوں کے سپرد کر دیئے ہیں تو اس نے اللہ کے لیے عجز کو ثابت کیا ہے اور اس نے اللہ پر واجب کر دیا ہے کہ بندے جو بھی کریں خواہ نیکی ہو یا بدی، اس کو قبول کرے۔ پس اس نے اللہ کے امر و نہی کو باطل قرار دیا ہے۔

https://www.maktabah.org

پھر آپؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے کائنات اور مخلوق کو اپنی قدرت کے تحت خلق کیا ہے اور اپنے امر و نہی پر عمل کرنے کی طاقت و ہمت بھی ان کو دی ہے اور اپنے نہی سے اجتناب کرنے کی طاقت کا ان کو مالک بنایا ہے اور ان کو امر و نہی کرنے سے قبل ان کو یہ قدرت و طاقت دی ہے اور اپنے امر کی اتباع کرنے اور اس پر راضی ہونا اور جس سے روکا ہے اس کی نافرمانی کرنے اور نافرمانی پر مذمت کرنا اور اس پر ان کو عقاب دینا اس کو پہلے بیان کر دیا ہے۔ پس اللہ اپنے امر و نہی میں اختیار رکھتا ہے وہ جو چاہتا ہے، حکم دیتا ہے، جس کو پسند نہیں کرتا اس سے روکتا ہے اور عقاب دیتا ہے اور یہ اس استطاعت و طاقت کی وجہ سے جو اس نے بندوں کو دی ہے تاکہ وہ اس کے امر کی اتباع کریں اور اس نہی سے اجتناب کریں۔ یعنی اتباع کی طاقت اس نے دی ہے۔ یہ اس کا عدل ہے اور یہ ہی اس کا انصاف ہے اور اس نے اپنی حجت کو اس وعدہ و وعید کے ذریعے کامل کیا ہے۔ اسی حجت کے تحت وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ پس اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چنا اور پھر ان کو اپنی مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا۔

پس اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے اُمور انسان کے سپرد کر دیئے تھے تو پھر قریش والوں کے لیے جائز و ممکن ہوتا کہ وہ نبوت کے لیے اُمیہ بن ابی الصلت یا مسعود الثقفی کو چن لیتے اور ان میں سے کسی ایک کو نبی بنا لیتے کیونکہ وہ دونوں ان کے نزدیک افضل تھے اور ان دونوں کے بارے میں انھوں نے کہا تھا کہ جس کی قرآن نے بھی حکایت کی ہے: قَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾ (سورۂ زخرف: آیت ۳۱) ''قریش والوں نے کہا کہ یہ قرآن مکہ اور طائف کی دو بستیوں میں سے کسی بڑے بندے پر کیوں نازل نہیں ہوا؟''

اور اس سے مراد ان کے یہ ہی دو بندے تھے۔ پس یہ دو قولوں کے درمیان کا قول ہے کہ جبر بھی نہیں ہے اور تفویض بھی نہیں ہے اور اسی درمیانی قول کے بارے امیر المومنین علی علیہ السلام نے بھی اس وقت خبر دی جب آپؑ سے عمایہ بن ربعی الاسدی نے استطاعت کے بارے میں سوال کیا تھا۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: کیا تُو اللہ کے ساتھ مالک ہے یا اللہ کے بغیر مالک ہے؟

عمایہ بن ربعی خاموش ہو گیا تو جناب امیر المومنین علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے عمایہ! جواب دو، بولو۔

اس نے عرض کیا: میں اس کے جواب میں کیا عرض کروں؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: اگر تو یہ کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مالک ہوں تو میں تجھے قتل کر دوں گا اور اگر تو کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے بغیر مالک ہوں تب بھی تجھے قتل کر دوں گا۔

تو اس نے عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! میں پھر کیا کہوں؟

آپؑ نے فرمایا: میں اس اللہ کی وجہ سے مالک ہوں جس کے بغیر کوئی مالک نہیں ہے۔ پس اگر وہ مجھے مالک قرار دے تو یہ اس کی عطا ہے اور اگر وہ مجھ سے سلب کر لے یا لے لے تو یہ اس کا امتحان و آزمائش ہے جس کا وہ مالک ہے، حقیقی مالک اس کا اللہ ہے اور وہ مالک ہے جس نے تجھے اس پر قدرت دی ہے۔ کیا تو نے سنا نہیں ہے کہ لوگوں سے جب حول وقوۃ کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

ایک شخص نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! اس کی تاویل و تفسیر کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ بندہ کہے کہ میں گناہوں اور معصیت کے مقابل میں کوئی قدرت نہیں رکھتا مگر یہ کہ اللہ مجھے محفوظ رکھے اور اللہ کی اطاعت کرنے پر میرے پاس کوئی طاقت و قوت نہیں مگر اس کی مدد اور توفیق سے۔ اس کے بعد وہ بندہ کھڑا ہوا اور اس نے آپؑ کے ہاتھوں اور قدموں کا بوسہ لیا۔

پھر آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کو ذکر کیا: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ ۙ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ ﴿۳۱﴾ (سورۂ محمد: آیت ۳۱) ''اور ہم ضرور بر ضرور تمھارا امتحان لیں گے تا کہ ہم جان لیں تم سے مجاہد اور صبر کرنے والے کون ہیں اور تمھیں آزمائیں گے''۔

اور پھر اس قول کو ذکر فرمایا: سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ (سورۂ اعراف: آیت ۱۸۲) ''اور عنقریب ہم ان کو اس مقام میں داخل کریں گے کہ جس کے بارے میں یہ جانتے ہی نہیں ہوں گے''۔

اور پھر اللہ تعالیٰ کا یہ قول ذکر فرمایا: اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ﴿۲﴾ (سورۂ عنکبوت: آیت ۲) ''یہ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی''۔

پھر اللہ تعالیٰ کا یہ قول ذکر کیا: وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ (سورۂ ص: آیت ۳۴) ''اور ہم نے سلیمانؑ کی بھی آزمائش کی''۔

اور پھر اللہ تعالیٰ کا یہ قول ذکر فرمایا: فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿۸۵﴾ (سورۂ طٰہٰ:

https://www.shiabookspdf.com

آیت ۸۵) ''تحقیق ہم نے آپؑ کے بعد آپؑ کی قوم کی آزمائش کی اور ان کو سامری نے گمراہ کر دیا''۔

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ط (سورۂ اعراف: آیت ۱۵۵) ''یہ فقط تیری طرف سے آزمائش تھی''۔

اور پھر اللہ کا یہ قول ذکر کیا: لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ ط (سورۂ انعام: آیت ۱۶۵) ''جو کچھ اس نے تمھیں دیا ہے تا کہ وہ اس میں تمھیں آزمائے''۔

پھر آپؑ نے اللہ کا یہ قول ذکر کیا: ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ج (سورۂ آل عمران: آیت ۱۵۲) ''پھر تم کو ان کی طرف پھیر دیا تا کہ وہ تمھیں آزمائے''۔

پھر اللہ کا یہ قول بیان کیا: اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ج (سورۂ قلم: آیت ۱۸) ''ہم نے ان کو اس طرح آزمایا جس طرح ہم نے ایک باغ والوں کا امتحان لیا تھا''۔

اور اللہ کا یہ قول ذکر کیا: لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط (سورۂ ہود: آیت ۶) ''تا کہ وہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے احسن عمل کون کرتا ہے''۔

پھر آپؑ نے اس قول کو ذکر کیا: وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ (سورۂ بقرہ: آیت ۱۲۴) ''جب ابراہیمؑ کو اس کے ربّ نے آزمایا''۔

پھر اس قول کو ذکر کیا ہے: وَلَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَا بَعْضَكُمْ بِبَعْضٍ ط (سورۂ محمد: آیت ۴) ''اگر خدا چاہتا تو ان سے بدلہ لے لیتا لیکن اس نے تمھاری آزمائش کی ہے''۔

پھر آپؑ نے فرمایا: سب قرآن میں جو ذکر ہوا ہے یہ آزمائش و امتحان کے معنی میں ہے کہ وہ تمھاری آزمائش کرنا چاہتا ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس قول جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ط (سورۂ نحل: آیت ۹۳) ''وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے''۔

یا اس جیسی دوسری آیات بھی ہیں جو جبر کو بیان کرتی ہیں۔ اگر وہ اس کے بارے میں جواب و دلیل طلب کریں تو ہم ان کے جواب میں یہ کہتے ہیں: اس جیسی آیات کو دو معنی پر حمل کیا جاسکتا ہے:

https://www.shiabookspdf.com

[۱] ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ خبر دے رہا ہے کہ وہ ہدایت دینے اور گمراہ کرنے کی قدرت و طاقت رکھتا ہے کہ جس کو چاہے ہدایت دے اور جس کو چاہے گمراہ کردے (مراد ہے کہ وہ قدرت رکھتا ہے) اور اگر اللہ ان کو ہدایت پر مجبور کردے تو پھر وہ ان کے لیے ثواب کو واجب و لازم قرار نہیں دے گا اور اگر ان کو گمراہی پر مجبور کردے تو پھر وہ ان کو عقاب نہیں دے گا۔ جیسا کہ ہم نے اس کے بارے میں وضاحت سے بیان کردیا ہے۔

[۲] دوسرا معنی یہ ہے کہ اس کی طرف سے ہدایت سے مراد ہے کہ اس نے ان کو معرفت اور بیان کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں فرمایا ہے کہ: اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى (سورۂ فصلت: آیت ۱۷) ''پس ہم نے قومِ ثمود کے لیے ہدایت کو بیان کردیا۔ پھر بھی انھوں نے گمراہی کو ہدایت پر پسند کیا''۔ (اس آیت میں ہدایت، بیان اور رہنمائی کے معنی میں ہے)۔

ایسے تو نہیں ہے کہ قرآن کی ہر آیت متشابہ کو محکم آیت پر دلیل و حجت قرار دیا جائے۔ وہ محکم آیت کہ جس کی اتباع واجب و ضروری ہے اور اس کو اخذ کرنا لازم ہے اور اسی کو اس نے اس آیت میں بیان کیا ہے: هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ (سورہ آل عمران: آیت ۷) ''اے رسولؐ! وہی خدا ہے جس نے تم پر کتاب کو نازل کیا۔ اس کی بعض آیات محکم ہیں اور وہی اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں۔ پس جن کے دلوں میں کجی و بیماری ہے۔ وہ ان آیات کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو متشابہ ہیں تاکہ وہ فساد برپا کریں اور اپنے مطلب پر ان کی تاویل کرسکیں''۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ (سورۂ زمر: آیت ۱۷-۱۸) ''پس آپؐ میرے ان بندوں کو بشارت دے دیں جو بات کو سنتے ہیں پھر ان میں سے جو اچھی بات ہوتی ہے اس کی اتباع کرتے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے اور یہ وہی لوگ ہیں جو صاحبانِ عقل ہیں۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مجھے اور تمھیں اس کی توفیق دے جس کو وہ پسند کرتا ہے اور جس پر وہ راضی ہے۔ اور پھر وہ ہمیں اور تمھیں کرامت اور تقرب کی معرفت عطا کردے اور جو ہمارے اور تمھارے لیے خیر ہے اور

https://www.shiabookspdf.com

باقی رہنے والی ہے اس کی طرف ہماری رہنمائی فرمائے کیونکہ وہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ وہ حکیم، جواد اور قابلِ ستائش وحمد ہے۔

اللہ نے سات آسمانوں کو خلق کیا ہے

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ ۝۴ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيْرِ ۝۵ وَلِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝۶ اِذَآ اُلْقُوْا فِيْهَا سَمِعُوْا لَهَا شَهِيْقًا وَّهِیَ تَفُوْرُ ۝۷ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ كُلَّمَآ اُلْقِیَ فِيْهَا فَوْجٌ سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ۝۸ قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِيْرٌ ۙ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِيْرٍ ۝۹

[ترجمہ] وہی ہے جس نے سات آسمانوں کو ایک دوسرے کے اُوپر بنایا، رحمٰن کی تخلیق میں کوئی بدنظمی نہیں دیکھے گا۔ ذرا پلٹ کر دیکھو کیا تم کوئی خلل پاتے ہو؟ پھر پلٹ کر دیکھو: تمھاری نگاہ عاجزانہ طور پر تھک کر لوٹ آئے گی۔ ہم نے قریب ترین آسمان کو (ستاروں کے) چراغوں سے سجایا اور انھیں شیطان کے مارنے کا ذریعہ بنایا اور ہم نے ان کے لیے دہکتی ہوئی آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جنھوں نے اپنے ربّ کا انکار کیا ہے ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بدترین ٹھکانہ ہے۔ جب وہ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کے بھڑکنے کی ہولناک آواز سنیں گے اور وہ

https://www.shiabookspdf.com

جوش مار رہی ہوگی۔ قریب ہے کہ شدت کی وجہ سے پھٹ جائے۔ جب بھی کوئی گروہ اس میں ڈالا جائے گا تو اس سے جہنم کے کارندے پوچھیں گے: کیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ جواب دیں گے: ہاں ڈرانے والا ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے اس کو جھٹلا دیا تھا اور ہم نے کہا: اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ تم لوگ تو بڑی گمراہی میں مبتلا ہو؟

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ط کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ اس نے آسمانوں کو ایک دوسرے کے اُوپر خلق کیا ہے اور اس قول: مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ط کے ذیل میں لکھا ہے کہ "مراد ہے کہ خدائے رحمٰن کی تخلیق میں تم کوئی فساد و بدنظمی نہیں دیکھو گے"۔ اور اس قول: فَارْجِعِ الْبَصَرَ لا هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ۝۳ کے ذیل میں لکھا ہے کہ فطور سے مراد عیب ہے۔ پس تم غور سے دیکھو کیا تمھیں کوئی عیب نظر آتا ہے۔ پھر فرمایا: ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ کے ذیل میں لکھا ہے کہ تم آسمانوں اور زمین کی سلطنت کی طرف بار بار دیکھو تمھاری نظر تھک کر واپس آجائے گی۔

پھر اس قول: لَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ کے ذیل میں لکھا ہے کہ مصابیح سے مراد ستارے ہیں کہ ہم نے دُنیا کے آسمان کو ستاروں سے مزین کیا ہے اور پھر اس آیت: تَکَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ ط کے ذیل میں لکھا ہے کہ دشمنانِ خدا پر غیض و غضب کی وجہ سے پھٹ جائے۔

پھر اس قول کے ذیل میں لکھا ہے: سَاَلَهُمْ خَزَنَتُهَآ جہنم کے کارندے سوال کریں گے۔ مراد وہ فرشتے ہیں جن کو جہنم پر معین کیا گیا ہے جو ان کو جہنم کا عذاب دیں گے اور اس قول: اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ کَبِیْرٍ ۝۹ کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد ہے کہ تم سخت ترین عذاب میں ہو۔

حدیث 2 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور

https://www.shiabookspdf.com

انھوں نے نقل کیا ہے کہ ایک بندے نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوںؑ اور رسولوںؑ کو کیوں مبعوث فرمایا؟

آپؑ نے فرمایا: اس لیے مبعوث فرمایا تا کہ لوگوں پر حجت قائم ہوجائے تا کہ کل وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ان کی طرف نہ کوئی بشارت دینے والا اور نہ ہی کوئی ڈرانے والا آیا تھا۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا جو جہنم کے داروغوں کے قول کی حکایت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جب جہنمیوں کو جہنم میں ڈالا جائے گا تو اس وقت جہنم کے داروغے ان سے پوچھیں گے: اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَذِيْرٌ ﴿۸﴾ قَالُوْا بَلٰى (کیا تمھارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟) تو وہ جواب دیں گے: کیوں نہیں، آیا تھا ہم نے ان کو جھٹلا دیا اور ہم نے کہا تھا کہ اللہ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔

وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۱۰﴾ فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۱۱﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۱۲﴾ وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۳﴾

[ترجمہ] اور وہ جواب دیں گے کہ اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو آج ہم اہل جہنم میں سے نہ ہوتے۔ وہ اس طرح اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے۔ پس اہل جہنم خدا کی رحمت سے دُور ہیں۔ وہ لوگ جو غائبانہ اپنے ربّ کا خوف رکھتے ہیں۔ یقیناً ان کے لیے مغفرت اور بڑا اجر ہے۔ اور تم لوگ اپنی باتوں کو خواہ ظاہر کرو یا پوشیدہ رکھو، یقیناً وہ تو سینوں کے رازوں کو جانتا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَقَالُوْا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِيْٓ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۱۰﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ سنتے تھے اور درک بھی کرتے تھے لیکن وہ اس کی اطاعت نہیں کرتے تھے اور جو ان کو حکم دیا جاتا تھا وہ اس پر عمل نہیں کرتے تھے اور اس پر

https://www.shiabookspdf.com

دلیل کہ وہ سنتے اور درک کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: فَاعْتَرَفُوا بِذَنْۢبِهِمْ ۚ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ⑪ (پس اس طرح اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے، پس اہل جہنم خدا کی رحمت سے دُور ہیں)۔

حدیث 2 کتاب صفۃ الجنۃ والنار میں جناب سعید بن حجاج سے اور انھوں نے جناب عوف بن عبداللہ سے اور انھوں نے جابر بن یزید سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے ایک حدیث میں کہ جس میں اہل جہنم کا ذکر کیا اس میں فرمایا کہ اہل جہنم کہیں گے: اگر ہمارا ربّ ہمیں عذاب دے گا تو اس نے ہم پر ظلم نہیں کیا تو ان کے جواب میں جہنم کا داروغہ کہے گا: پس اس طرح وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کریں گے۔ پس اہل جہنم خدا کی رحمت سے دُور ہیں۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ⑬ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ ضمائر یعنی ضمیر کو بھی جانتا ہے۔

خدا کا علم حادث نہیں ہے

اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ؕ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ⑭

[ترجمہ] کیا خلق کرنے والے کو علم نہیں حالانکہ وہ باریک بین، بڑا باخبر ہے۔

تفسیر

حدیث 1 کتاب التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن خالد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: وہ علم جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف دی گئی ہے (یعنی اللہ عالم ہے)۔ وہ علم حادث نہیں ہے کہ جو اشیاء سے پیدا ہوا ہو اور اشیاء کی مدد سے پیدا ہوا ہے اور آیندہ آنے والے اُمور کو یاد کرنے یا گذشتہ خلق ہونے والے اُمور یا نابود ہونے سے وہ علم پیدا ہوا ہو اور اس نے غور و فکر کیا ہے تب اس کا علم پیدا ہوا ہے (ایسا نہیں ہے)۔

اس طرح کہ اگر وہ ان کا علم نہ رکھتا ہو یا ان اُمور سے مدد حاصل نہ کرے تو وہ جاہل اور کمزور رہ جائے گا۔ جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں علماء و دانش مندان کہ جو لوگوں میں سے ہیں ان کا علم حادث ہے کیونکہ وہ اس علم سے

http://www.ahlehaq.com

قبل جاہل تھے۔ بعض اوقات علم کے زائل ہونے سے پھر وہ جاہل ہوجاتے ہیں لیکن خدا کو جو عالم کہا گیا وہ اس جہت سے کہ وہ کسی چیز سے جاہل نہیں اور اس کا علم حادث نہیں ہے۔ پس خالق و مخلوق علم میں مشترک ہیں یعنی خالق بھی عالم ہے اور مخلوق بھی عالم ہے۔ دونوں کو عالم کہا جاتا ہے لیکن لفظ دونوں میں مشترک ہے۔ لیکن معنی و حقائق میں مختلف ہیں۔ دونوں میں فرق پایا جاتا ہے۔ ایسے ہی لطیف ہونے میں بھی ہے۔ اللہ کو لطیف کہا جاتا ہے تو اس وجہ سے نہیں کہ وہ کم ہے، لاغر و کمزور ہے یا بہت چھوٹا ہے بلکہ اس وجہ سے وہ اُمور میں نفوذ و رسوخ رکھتا ہے اور اس کو درک کرنا ناممکن ہے۔ یہ ایسے ہی کہ جیسے کہا جاتا ہے کہ لطف عن هذا الامر یا کہا جاتا ہے کہ لطف فلان عن مذهبه، مراد ہے کہ پیچیدہ اور غامض و گہرا امر ہے، عقل کو مبہوت کرنے والی ہے، طلب و جستجو کے امکان سے آگے ہے اور حد طلب سے بالا ہے۔ لطیف یعنی وہم و ادراک سے بلند ہے۔ تو اللہ کو لطیف بھی اسی معنی میں کہا جاتا ہے کہ وہ بلند و بالا ہے کہ وہ انسان کے وہم میں آئے یا عقل اس کو درک کرسکے اور عقل اس کی وصف کی حد کو درک کرسکے لہٰذا لطافت سے مراد یہاں پر قلت و کم ہونا نہیں ہے۔ لفظ اگرچہ مشترک ہے لیکن معانی جدا جدا ہیں۔

خبیر سے مراد ہے کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں اور کوئی چیز اس سے فوت نہیں ہوتی وہ تجربہ کی وجہ خبیر نہیں اور نہ ہی وہ اشیاء کے اعتبار کرنے سے اور نہ وہ تجربہ سے خبیر ہے۔ اگرچہ تجربہ اور اعتبار کرنے سے علم حاصل ہوتا ہے اور اگر یہ دونوں نہ ہوں تو علم نہیں ہے کیونکہ جو ایسا ہو وہ جاہل ہے لیکن اللہ ہمیشہ خبیر ہے جو اس نے خلق کیا، یا کرنا ہے، سب سے باخبر ہے جبکہ انسان جہالت کے بعد باخبر ہوتا ہے، علم حاصل کرنے سے باخبر ہوتا ہے۔ تو یہاں بھی لفظ مشترک ہے لیکن معانی میں فرق ہے۔

حدیث 2 کتاب التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فتح بن یزید الجرجانی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے مولاؑ! آپؑ نے جس طرح اللہ کے واحد ہونے کی تفسیر و معانی بیان کیا ہے ایسے ہی مَیں چاہتا ہوں کہ آپؑ میرے لیے لطیف و خبیر کی تفسیر بیان کریں اگرچہ میں یہ جانتا ہوں۔ یہ مخلوق کا لطیف ہونا اور خالق کے لطیف ہونے میں فرق ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے لیے ان دونوں کی تشریح و تفسیر کریں۔

آپؑ نے فرمایا: اے فتح! ہم جو کہتے ہیں کہ وہ لطیف ہے تو اپنے مخلوق کے اعتبار سے اور اشیاء کے بارے

https://www.shiabookspdf.com

میں علم کی وجہ سے اور نظر نہ آنے کی وجہ سے لطیف ہے۔ (اللہ تجھے ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے)۔

کیا تو اس کی خلقت کے آثار کی طرف نہیں دیکھتا کہ نباتات میں اس کے لطیف ہونے یا غیر لطیف ہونے کی طرف نہیں دیکھتا۔ ایسے ہی اس کی مخلوق لطیف وظریف کو نہیں دیکھتا۔ چھوٹے جاندار مثلاً مچھر یا اس سے بھی چھوٹا ترین جانور کہ جس کو آنکھ سے دیکھنے سے مشکل پیش آتی ہے اس کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ دقت سے ان میں نر و مادہ کے درمیان فرق پیدا کیا جاسکتا ہے یا نومولود اور جوان میں فرق تلاش کیا جاتا ہے وہ اس قدر چھوٹے ہوتے ہیں لیکن پھر ان کو یہ ہدایت ہوتی ہے کہ فساد کریں یا موت سے فرار کریں۔ جو اس کے کام کی ہے اس کی طرف التفات پیدا کرتا ہے اور جو دریاؤں کی گہرائی میں یا درختوں کی چال کے نیچے ہیں، یا وہ صحراؤں میں یا ان مکانات میں جن میں کوئی بھی نہیں رہتا اور وہ ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں اور ایک دوسرے کی بات کو سمجھتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ ارتباط رکھتے ہیں اور ان کے بچوں کی کیا خواہش ہے اس کو درک کرتے ہیں اور کس طرح وہ بچوں کے لیے غذا لے کر جاتے ہیں۔ پھر کس طرح ان کے جسموں میں رنگ کی آمیزش کی جاتی ہے۔ سرخ کو سفید کے ساتھ یا سفید کو سبز کے ساتھ ترتیب دیا گیا اور پھر قابلِ توجہ یہ ہے کہ انسان ان کو آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ ہاتھ سے ان کو چھو نہیں سکتا۔ جب ہم جانوروں کے بارے میں فکر کرتے ہیں تو جان لیتے ہیں کہ ان کا خالق کتنا بڑا لطیف وخبیر ہے تو اللہ اپنی مخلوق اور صفت کی وجہ سے لطیف ہے نہ کہ کسی اور وجہ سے۔

صراط المستقیم علی علیہ السلام ہیں

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ ؕ وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ﴿۱۵﴾ ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ فَاِذَا هِیَ تَمُوْرُ ﴿۱۶﴾ اَمْ اَمِنْتُمْ مَّنْ فِی السَّمَآءِ اَنْ یُّرْسِلَ عَلَیْكُمْ حَاصِبًا ؕ فَسَتَعْلَمُوْنَ كَیْفَ نَذِیْرِ ﴿۱۷﴾ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ﴿۱۸﴾ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ ۛؕ مَا یُمْسِكُهُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ ؕ اِنَّهٗ

https://www.shiabookspdf.com

بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ﴿١٩﴾ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ جُندٌ لَّكُمْ يَنصُرُكُم مِّن
دُونِ الرَّحْمَٰنِ ۚ إِنِ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ﴿٢٠﴾ أَمَّنْ هَٰذَا الَّذِي
يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۚ بَل لَّجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ﴿٢١﴾ أَفَمَن يَمْشِي
مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٢﴾

[ترجمہ] وہی ہے جس نے تمھارے لیے زمین کو رام کیا۔ پس اس کے دوش پر چلو اور اس کے رزق میں سے کھاؤ اور اسی کے پاس زندہ ہو کر جانا ہے۔ کیا تم اس بات سے بے خوف ہو کہ آسمان والا تمھیں زمین میں دھنسا دے اور زمین جھولنے لگ جائے؟ کیا تم اس سے بے خوف ہو کہ آسمان والا تم پر پتھر برسانے والی ہوا بھیج دے؟ پھر تمھیں معلوم ہو جائے کہ میری تنبیہ کیسی ہے؟ اور تحقیق ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی تو دیکھ لو کہ میرا عذاب کیسا تھا۔ کیا یہ لوگ اپنے اُوپر پرواز کرنے والے پرندوں کو پَر پھیلاتے اور سمیٹتے ہوئے نہیں دیکھتے؟ رحمٰن کے سوا انھیں کوئی تھام سکتا ہے۔ تحقیق وہ ہر چیز پر خوب نگاہ رکھنے والا ہے۔ رحمٰن کے سوا تمھارا کون سا لشکر ہے جو تمھاری مدد کر سکے؟ کفار تو بس دھوکے میں ہیں۔ اگر اللہ اپنی روزی روک لے تو کون ہے جو تمھیں رزق دے؟ مگر یہ لوگ سرکشی اور نفرت پر اَڑ گئے ہیں۔ کیا وہ شخص زیادہ ہدایت پر ہے جو اپنے منہ کے بل چلتا ہے یا وہ جو سیدھا سر اُٹھائے راہِ راست پر چلتا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد اوّل میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل نے جناب ابوالحسن الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے، راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں اس آیت: أَفَمَن يَمْشِي مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَّن يَمْشِي سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٢٢﴾ (کیا وہ شخص زیادہ

https://www.shiabooks.pdf.com

ہدایت پر ہے جو منہ کے بل چلتا ہے یا وہ جو سیدھا ہو کر راہِ مستقیم پر چلتا ہے) کے بارے عرض کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے منکر کی مثال اس شخص سے دی ہے جو منہ کے بل زمین پر چلتا ہے جو اس کے امر کی ہدایت حاصل نہیں کرتا اور جو حضرت علی علیہ السلام کی اتباع کرتا ہے اس کو راہِ مستقیم پر سیدھا چلنے والا قرار دیا ہے اور صراطِ مستقیم امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضیل بن یسار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت کی تلاوت کی حالانکہ آپؑ لوگوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾ اور پھر فرمایا: خدا کی قسم! اس صراطِ مستقیم سے مراد علیؑ اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں۔

دوسرے نسخہ میں ہے کہ اس سے اوصیاء مراد ہیں۔

حدیث 3 الکافی جلد ہشتم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الفضیل سے نقل کیا ہے کہ میں حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کے ساتھ مسجد الحرام میں داخل ہوا۔ آپؑ میرے اُوپر تکیہ و سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپؑ باب بنی شیبہ کے پاس کھڑے ہوئے اور لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے فضیل! زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ اسی طرح طواف کرتے تھے جو حق کی معرفت نہیں رکھتے تھے اور دین کے پیروکار نہیں تھے۔

پھر فرمایا: اے فضیل! ان کی طرف نظر نہ کرو، یہ منہ کے بل چل رہے ہیں، اللہ ان پر لعنت کرے۔ یہ اللہ کی اس مخلوق میں سے ہے جو مسخ شدہ ہیں جو اپنے منہ کے بل چلتے ہیں۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: اَفَمَنْ یَّمْشِیْ مُكِبًّا عَلٰی وَجْهِهٖۤ اَهْدٰۤی اَمَّنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۲۲﴾

پھر فرمایا: خدا کی قسم! وہ جو راہِ مستقیم پر سیدھے چلتے ہیں۔ ان سے مراد حضرت علی اور اوصیاء علیہم السلام ہیں اور اس کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی: فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِیْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَقِیْلَ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ (سورۂ ملک: آیت ۲۷) (پھر جب وعدہ کو قریب پائیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور کہا جائے گا: یہی وہ چیز ہے جسے تم طلب کرتے تھے)۔ یعنی تم اپنے آپ کو امیر المومنین پکارتے ہو۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر آپؑ نے فرمایا: اے فضیل! حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ جو اپنے آپ کو اس نام سے پکارے گا وہ قیامت تک جھوٹا اور مفتر ہوگا۔

پھر فرمایا: اے فضیل! خدا کی قسم! تمھارے علاوہ کوئی حاجی نہیں ہے۔ اور تمھارے علاوہ اللہ کسی کے گناہوں کو معاف نہیں کرے گا اور تمھارے علاوہ کسی کے اعمال کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ تم اس آیت کے اہل و مصداق ہو، جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ (سورۂ نساء: آیت ۳۱) (اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے اجتناب کرو جن سے تمھیں منع کیا گیا ہے تو ہم تمھارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کردیں گے اور تمھیں عزت کے مقام میں داخل کریں گے)۔

پھر فرمایا: اے فضیل! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم نماز ادا کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اپنی زبانوں کو روک کر رکھو اور جنت میں داخل ہوجاؤ۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ (سورۂ نساء: آیت ۷۷) (کیا آپؑ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن سے کہا گیا تھا: اپنے ہاتھ روکو، نماز قائم کر اور زکوٰۃ ادا کرو)۔

پھر فرمایا: خدا کی قسم! اس آیت کے اہل مصداق تم ہو۔

حدیث 4 الکافی، جلد دوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دل کی چار اقسام ہیں: [۱] وہ دل جس میں نفاق اور ایمان دونوں پائے جاتے ہیں [۲] قلب منکوس (اُلٹا دل) [۳] قلب مطبوع (مُہر شدہ دل) [۴] چمکتا ہوا دل۔

راوی: میں نے عرض کیا: یہ چمکتا ہوا دل کون سا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں چراغ کی مانند روشنی ہوتی ہے اور مُہر شدہ دل منافق کا دل ہوتا ہے۔ اور ازھر و چمکتا ہوا دل مومن کا دل ہے۔ جب اسے کوئی نعمت ملتی ہے تو وہ اس پر شکر ادا کرتا ہے اور جب کسی آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے تو صبر کرتا ہے اور اُلٹا دل (منکوس دل) یہ مشرک و کافر کا ہوتا ہے۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ ،اور وہ دل جس میں ایمان و نفاق دونوں ہوتے ہیں وہ طائف والوں کے ہیں۔ جب ان میں سے کسی کی موت کا وقت آتا ہے تو اگر وہ نفاق پر ہوا تو ہلاک ہوجائے گا اور اس نے ایمان کو

https://www.shiabookspdf.com

پالیا تو نجات حاصل کرلے گا۔

حدیث 5 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی روایت کو جناب سعد خفاف کے ذریعے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دل چار اقسام پر ہوتے ہیں۔ فقط اتنا فرق ہے کہ اس میں یہ لفظ ہیں کہ چمکتے دل میں نُور ہوتا ہے۔

علی علیہ السلام کے دشمنوں کے چہرے بگڑ جائیں گے

قُلْ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۳﴾ قُلْ هُوَ الَّذِيْ ذَرَاَكُمْ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۖ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۶﴾ فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾

[ترجمہ] آپؐ کہہ دیں وہی تو ہے جس نے تمھیں پیدا کیا اور تمھارے لیے کان، آنکھیں اور دل بنائے مگر تم کم ہی شکر کرتے ہو۔ کہہ دیں: اللہ ہی ہے جس نے تمھیں زمین میں پھیلا دیا اور تم اس کے رُوبرو جمع کیے جاؤ گے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔

آپؐ کہہ دیں کہ اس کا علم تو صرف اللہ کے پاس ہے۔ جب کہ میں تو صرف واضح طور پر ڈرانے والا ہوں۔ پھر جب وہ اس وعدے کو قریب پائیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور کہا جائے گا یہی وہ چیز ہے جسے تم طلب کرتے تھے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور

https://www.shiabookspdf.com

انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيْٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ ﴿۲۷﴾ (پس جب وہ اس کو قریب سے دیکھیں گے تو ان کے چہرے بگڑ جائیں گے اور کہا جائے گا یہ وہ ہے جس کا تم دعویٰ کرتے تھے) کے ذیل میں فرمایا: یہ آیت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور آپؑ کے ان اصحاب کے بارے میں جو آپؑ کی اِتباع کرنے والے ہیں اور وہ لوگ جو آپؑ کے فرمان پر عمل نہیں کرتے ہوں گے جب وہ لوگ امیر المومنین علی علیہ السلام کو بلند مقام پر دیکھیں گے تو ان کے چہرے بگڑ جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا: یہ ہی وہ تھا جس کو تم نے چھوڑ دیا تھا اور اس کے نام کو اپنے لیے قرار دیا تھا اور خود کو تم نے امیر المومنین کہا تھا۔

حدیث 2 الکافی، جلد ہشتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یوسف بن ابی سعید سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ آپؑ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کو جمع کرے گا تو سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کو پکارا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا: اے نوحؑ! کیا تُو نے رسالت کی تبلیغ کی تھی؟ تو جناب نوحؑ بارگاہِ خدا میں عرض کریں گے: جی ہاں، یا اللہ! پھر ان سے کہا جائے گا: تیرا گواہ کون ہے؟ پس حضرت نوحؑ عرض کریں گے: میرے اللہ! میرے گواہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام لوگوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں گے اور آپؐ اس وقت مشک کے منبر پر تشریف فرما ہوں گے اور ان کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام ہوں گے۔ پس حضرت نوح علیہ السلام رسولِؐ خدا سے عرض کریں گے: اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا ہے کہ کیا تُو نے تبلیغ رسالت کی ہے؟ تو میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ اس نے فرمایا ہے کہ تیرا گواہ کون ہے؟ تو میں نے کہا: حضرت محمدؐ، تو اس وقت رسولِؐ خدا جناب جعفر اور جناب حمزہ سے فرمائیں گے: تم دونوں جاؤ اور ان کے حق میں گواہی دو کہ انھوں نے تبلیغ رسالت کی ہے۔

پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جناب جعفر اور جناب حمزہ دونوں انبیاءؑ کے گواہ ہوں گے کہ انھوں نے تبلیغ کی ہے۔

راوی: میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان حضرت علی علیہ السلام کہاں ہوں گے؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کا مقام اس سے بلند و بالا ہوگا۔

حدیث 3 کامل الزیارات میں جناب ابوالقاسم جعفر بن محمد بن قولویہ نے جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث ذکر کی ہے جس میں آپؑ نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے قیامت کے حالات کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا: جب یہ دونوں حضرات حضرت علی علیہ السلام کو دیکھیں گے تو اس وقت ان دونوں سے کہا جائے گا: فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً پس جب وہ اس کو قریب سے دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا: یہ وہ ہے جس کو تم طلب کرتے تھے یعنی امیر المومنین ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور ان کے نام کو اپنے لیے قرار دیتے تھے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ حدیث طویل ہے جس کو ہم نے سورۂ زخرف میں ذکر کر دیا ہے۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباسؒ نے جناب داؤد بن سرجان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ﴿۲۷﴾ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: قیامت کے دن جب لوگ اللہ کے ہاں حضرت علی علیہ السلام کے بلند مقام و منزل کو دیکھیں گے تو اس وقت وہ اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے کہ ہم نے اس کے حق میں ظلم و زیادتی کی ہے اور اس کی ولایت میں تقصیر کی تھی۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب شریک سے اور انھوں نے جناب الاعمش سے نقل کیا ہے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ﴿۲۷﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب الاعمش سے نقل کیا ہے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً جب لوگ حضرت علی علیہ السلام کو محشر کے دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بلند مقام پر دیکھیں گے تو اس وقت کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔

حدیث 7 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب فضیل بن یسار سے نقل کیا ہے اور

https://www.shiabookspdf.com

انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً سِيٓـَٔتْ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تَدَّعُوْنَ﴿۲۷﴾ آپؑ نے اس کے ذیل میں فرمایا: اے فضیل! حضرت علی علیہ السلام کے علاوہ جو بھی امیر المومنین ہونے کا دعویٰ کرے گا وہ قیامت تک جھوٹا اور مفتر ہے۔

حدیث 8 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ دونوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً کے ذیل میں فرمایا: یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ محشر کے دن جب لوگ حضرت علی علیہ السلام کو اللہ کی طرف سے بلند مقام و منزلت پر دیکھیں گے تو اس وقت لوگ جنھوں نے آپؑ کا انکار کیا ہوگا وہ اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے کہ ہم نے ان کی ولایت کے قبول کرنے میں کوتاہی کی۔

حدیث 9 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حاکم ابو اسحاق الحسکانی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے صحیح سند کے ساتھ جناب الاعمش سے نقل کیا ہے جب قیامت کے دن لوگ حضرت علی علیہ السلام کو اللہ کی بارگاہ میں بلند مقام پر دیکھیں گے تو اس وقت کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔

حدیث 10 مجمع البیان میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب لوگ قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کے مقام کو دیکھیں گے تو کافروں کے چہرے بگڑ جائیں گے۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴿۲۸﴾ قُلْ هُوَ الرَّحْمٰنُ اٰمَنَّا بِهٖ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴿۲۹﴾

[ترجمہ] آپؐ کہہ دیں: مجھے بتلاؤ کہ اگر اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کردے یا ہم پر رحم کرے تو کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟ کہہ دیں: وہی رحمٰن ہے جس پر ہم ایمان لاچکے ہیں اور اسی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے۔ عنقریب

https://www.shiabookspdf.com

تمھیں معلوم ہوجائے گا کہ کون صریح گمراہی میں ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ هُوَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ﴿۲۹﴾ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد ہے کہ اے تکذیب کرنے والو! میں نے حضرت علی علیہ السلام اور بعد کے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی ولایت کے بارے میں اپنے ربّ کے پیغام کی تبلیغ کردی ہے اور تمھیں بتادیا ہے اور تم نے انکار کردیا ہے۔ پس عنقریب تمھیں معلوم ہوجائے گا کہ کون صریح گمراہی میں ہے۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن ابوحمزہ سے اور انھوں نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ کے اس قول: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَهْلَكَنِيَ اللّٰهُ وَمَنْ مَّعِيَ اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴿۲۸﴾ (آپؐ کہہ دیں: تم مجھے بتلاؤ کہ اگر میرا اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو ہلاک کردے یا ہم پر رحم کرے تو کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟) کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ وہ آیت ہے کہ جس میں ان لوگوں نے تحریف کی ہے اور اس کو تبدیل کیا ہے۔ اللہ کبھی بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اُن کے مومنین ساتھیوں کو ہلاک نہیں فرمائے گا۔ وہ تمام اولادِ آدمؑ سے افضل ہیں بلکہ یہ آیت اللہ تعالیٰ نے یوں نازل فرمائی تھی: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اهلككم الله جميعا اَوْ رَحِمَنَا ۙ فَمَنْ يُّجِيْرُ الْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ﴿۲۸﴾ (اگر اللہ تم سب کو ہلاک کردے یا ہم پر رحم کرے تو کافروں کو دردناک عذاب سے کون بچائے گا؟)

پھر فرمایا: اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جس کو محمد البرقی سے نقل کیا گیا ہے۔ وہ بھی اسی مضمون کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ پانی کو جاری کرنے والا کون ہے؟

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ﴿۳۰﴾

https://www.shiabookspdf.com

[ترجمہ] کہہ دیں بتلاؤ کہ اگر تمھارا یہ پانی زمین میں جذب ہوجائے تو کون ہے جو تمھارے لیے آبِ رواں لے کر آئے گا؟

تفسیر

حدیث 1 کفایۃ الاثر میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن عبداللہ بن المطلب الشیبانی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے محمد بن الحسین بن حفص الخثعمی الکوفی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب عباد بن یعقوب سے اور انھوں نے علی بن ہاشم سے اور انھوں نے محمد بن عبداللہ سے اور انھوں نے ابوعبیدہ بن محمد بن عمار سے اور انھوں نے اپنے والد محمد بن عمار سے اور انھوں نے اپنے والد جناب عمار سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا۔ حضرت علی علیہ السلام پرچم دارانِ کفار کو قتل کر رہے تھے اور ان کو متفرق کر رہے تھے۔ انھوں نے عمرو بن عبداللہ جمحی اور شبیہ بن نافع کو قتل کیا تو میں رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا: یارسولؐ اللہ! حضرت علیؑ راہِ خدا میں جہاد کرنے کا حق ادا کر رہے ہیں تو آپؐ نے فرمایا: کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ وہ میرے علم کا وارث ہے اور میرے قرض کو ادا کرنے والا ہے۔ میرے وعدہ کو پورا کرنے والا ہے اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے اور اگر علیؑ نہ ہوتا تو مومن محض و خالص کی شناخت نہ ہوتی۔ اس کی لڑائی میری لڑائی ہے اور میری لڑائی اللہ کی لڑائی ہے، اس کی صلح میری صلح ہے اور میری صلح اللہ کی صلح ہے۔

آگاہ ہوجاؤ! وہ میرے سبطینؑ کا باپ ہے اور اس کی صُلب سے ائمہؑ ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کی صُلب سے ائمہ راشدین کو نکالے گا اور ان میں سے اس اُمت کا مہدیؑ ہوگا۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ مہدی کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اے عمارؓ! تحقیق اللہ تعالیٰ نے میرے سے عہد کیا ہے کہ حسینؑ کی صُلب سے وہ نو امامؑ پیدا کرے گا اور ان میں سے نواں مہدیؑ ہوگا جو غائب ہوگا اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان فرماتا ہے: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ (آپؐ ان سے کہہ دیں کہ اگر اللہ تمھارے امامؑ کو غائب

https://www.shiabookspdf.com

کردے تو کون ہے جو اس کی جگہ امامؑ لے کر آئے)۔ پس مہدیؑ غیبت بہت طویل ہوگی، ایک قوم اس سے پلٹ جائے گی یعنی اس کا انکار کردے گی اور ایک قوم اس پر ثابت رہے گی۔

پھر جب آخری زمانہ آئے گا اور وہ ظہور کرے گا اور وہ دُنیا کو عدل و انصاف سے پُر کردے گا جیسا کہ دُنیا پہلے ظلم و جَور سے پُر ہوگی۔ وہ قرآن کی تاویل پر قتال و جنگ کرے گا جیسا کہ میں نے اس قرآن کی تنزیل پر قتال کیا ہے۔ وہ میری شبیہ ہوگا اور تمام لوگوں سے زیادہ وہ مجھ سے شباہت رکھتا ہوگا۔

اے عمارؓ! میرے بعد عنقریب ایک فتنہ برپا ہوگا اور جب وہ فتنہ ظاہر ہوجائے گا تو تُو علیؑ اور اس کے ساتھیوں کی اتباع کرنا کیونکہ وہ حق کے ساتھ ہے اور حق اس کے ساتھ ہے۔

اے عمارؓ! تحقیق عنقریب تو میرے بعد دو گروہوں کے خلاف لڑے گا جو ناکثین اور قاسطین ہوں گے۔ پھر تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

جناب عمارؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا اُس وقت میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضایت پر ہوں گا؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں، تو اللہ اور میری رضا پر ہوگا اور دُنیا میں سے تیری آخری غذا دودھ کی غذا ہوگی جو تو

پس جب صفین کا دن طلوع ہوا تو جناب عمارؓ امیرالمومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: اے رسولؐ خدا کے بھائی! کیا آپؑ مجھے جنگ کی اجازت دیتے ہیں؟ تو آپؑ نے فرمایا: اے عمارؓ! رُک جاؤ، اللہ آپ پر رحم فرمائے۔ پھر جب ایک گھنٹہ گزر گیا تو دوبارہ عمارؓ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر جنگ کی اجازت طلب کی۔ تو امیرالمومنین نے پھر وہی جواب دیا۔ پھر جب تیسری بار جناب عمارؓ اجازت کے لیے حاضر ہوئے تو امیرالمومنین علی علیہ السلام نے رونا شروع کر دیا تو جناب عمارؓ نے آپؑ کی طرف دیکھا اور عرض کیا: یا امیرالمومنینؑ! آج وہی دن ہے جس کا رسولؐ خدا نے میرے ساتھ وعدہ کیا تھا۔

پھر امیرالمومنین علی علیہ السلام اپنے خچر سے نیچے اُترے اور جناب عمارؓ کو گلے لگایا اور آپ کو وداع کیا۔

پھر فرمایا: اے ابوالقیظان! اللہ تعالیٰ تیرے نبیؐ اور میری طرف سے تجھے جزائے خیر عطا فرمائے۔ تو میرا بہترین بھائی تھا، بہترین ساتھی تھا۔ آپؑ نے پھر رونا شروع کر دیا تو جناب عمارؓ بھی رو دیئے۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! خدا کی قسم! میں نے بصیرت و معرفت کے ساتھ آپؑ کی اِتباع کی ہے کیونکہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ آپؐ نے خیبر کے دن مجھے فرمایا: اے عمارؓ! عنقریب میرے بعد ایک فتنہ ظاہر ہوگا۔ جب وہ ظاہر ہوجائے تو تُو علیؑ اور اس کی جماعت کی اِتباع کرنا کیونکہ وہ حق کے ساتھ ہوگا اور حق اُس کے ساتھ ہوگا۔ عنقریب تو میرے بعد ناکثین اور قاسطین سے جنگ کرے گا۔ پس امیر المومنینؑ! اللہ تعالیٰ آپؑ کو سلام کی طرف سے افضل جزا دے۔ آپؑ نے اس کا حق ادا کیا۔ آپؑ نے تبلیغ کی اور نصیحت کی۔

اس کے بعد جناب عمارؓ سوار ہوئے اور امیر المومنینؑ بھی سوار ہوئے۔ پھر وہ قتال کے لیے روانہ ہوئے۔ پھر جناب عمارؓ نے پانی طلب کیا تو آپ سے کہا گیا کہ ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ اس دوران انصار میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: میرے پاس دودھ ہے۔ پھر جناب عمارؓ نے دودھ نوش کیا اور کہا: میرے ساتھ رسولؐ اللہ نے یہ ہی وعدہ کیا تھا کہ میری آخری غذا دودھ ہوگی۔

پھر جناب عمارؓ نے دشمن پر حملہ کیا اور اٹھارہ افراد کو واصلِ جہنم کیا۔ پھر آپؓ کے مقابلے میں شام کے دو شخص آئے۔ پس ان دونوں نے آپؓ کو نیزہ مارا اور آپؓ شہید ہوگئے۔ اللہ آپؓ پر رحم فرمائے۔

جب رات ہوئی تو امیر المومنین علی علیہ السلام شہداء میں چل رہے تھے تو آپؑ نے جناب عمارؓ کو مقتولوں کے درمیان پایا۔ تو آپؑ نے ان کے سر کو گود میں لیا اور خوب روئے اور یہ اشعار پڑھے:

الا ایها الموت الّذی لیس تارکی ارحنی فقد افنیت کل خلیل

ایاموت کم هذا التفرق عنوة فلست تبقی خلة لخلیل

اراك بصیرا بالذین اجهم کانك تمهی نحوهم بدلیل

"اے موت! تو مجھے بھی نہیں چھوڑے گی تو مجھے راحت دے، یعنی میرے پاس بھی آجا۔ پس تحقیق تُو نے تمام دوستوں اور ساتھیوں کو فنا کردیا ہے۔ موت: کس قدر تیری جدائی سخت ہے۔ تُو نے کوئی دوست و یار و رفیق کو باقی نہیں رہنے دیا۔ میں دیکھتا ہوں کہ میں جن سے عشق و محبت رکھتا ہوں تو ان سے کاملاً آگاہ ہے۔ تو ایک رہنما کی مانند اس کی طرف جاتی ہو"۔

حدیث 2 کمال الدین وتمام النعمۃ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن محمد بن حفص

https://www.shiabookspdf.com

سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب علی بن جعفرؑ سے نقل کیا ہے، انھوں نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفرؑ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تاویل کیا ہے جس میں وہ فرماتا ہے: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾

آپؑ نے فرمایا: پس جب تم اپنا امام مفقود کرلو پھر اس کو نہ دیکھ سکو پھر تم کیا کرو گے؟

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب فضالہ بن ایوب سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ کے بارے میں سوال کیا گیا کہ اس کی تاویل وتفسیر کیا ہے؟

آپؑ نے مَآؤُكُمْ سے مراد ابوابکم ہے یعنی ائمہؑ۔ ائمہؑ اللہ اور مخلوق کے درمیان ابواب (دروازے) ہیں۔ فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ سے مراد علمِ امامؑ ہے۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ کے ذیل میں فرمایا: مراد ہے اگر تمھارا امام تم سے غائب ہوجائے تو کون ہے جو نیا امام تمھارے لیے لے کر آئے؟

حدیث 5 غیبۃ النعمانیہ میں جناب محمد بن ابراہیم نعمانی نے جناب امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت کے ذیل میں فرمایا: جب تم اپنے امامؑ کو مفقود کرلو اور اس کو دیکھ نہ سکو تو پھر کیا کرو گے؟

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب یحییٰ الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ ﴿۳۰﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ اس سے مراد ہے کہ اگر تمھارا امام تم سے غائب ہوجائے تو کون ہے جو نیا امام لے کر آئے؟

اس روایت کو حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے بھی آپؑ نے نقل کیا ہے۔

https://www.shiabooks.pdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ القلم

یہ سورہ مکّی ہے۔ اس کی آیات ۱۷ تا ۳۳ اور ۴۸ تا ۵۰، یہ آیات مدینہ میں نازل ہوئی تھیں اور یہ سورۂ فلق کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات باون (۵۲) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن میمون الصائغ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ سورۂ قلم کو اپنی واجب یا نافلہ نمازوں میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ فقروفاقہ سے محفوظ رکھے گا اور جب وہ مرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو فشارِ قبر سے محفوظ رکھے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ قلم کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ان بندوں کے برابر ثواب عطا فرمائے گا جن کا حلم و بُردباری عظیم ہوگی اور اگر اس کو لکھا جائے اور اس بندے کو ڈال دیا جائے جو دانت کے درد میں مبتلا ہو۔ حکمِ خدا سے درد سے نجات پالے گا۔

https://www.shiabooks.pdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

نٓ وَالۡقَلَمِ وَمَا یَسۡطُرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ مَاۤ اَنۡتَ بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ بِمَجۡنُوۡنٍ ۚ﴿۲﴾
وَاِنَّ لَکَ لَاَجۡرًا غَیۡرَ مَمۡنُوۡنٍ ۚ﴿۳﴾

[ترجمہ] ن کی قسم اور قلم کی قسم جس سے لکھنے والے لکھتے ہیں۔ آپؐ اپنے ربّ کے فضل سے دیوانے نہیں ہیں۔ یقیناً آپؐ کے لیے بڑا اجر ہے۔

تفسیر

حدیث 1 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سفیان بن سعید الثوری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قرآن کے حروفِ مقطعات کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: بہرحال ن یہ جنّت میں ایک نہر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تو منجمد ہوجا تو وہ منجمد ہوگئی اور پھر وہ سیاہی بن گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا کہ تو لکھ۔ پھر قلم نے لوحِ محفوظ پر جو کچھ تھا اور جو کچھ قیامت تک کے لیے ہونا ہے وہ سب لکھ دیا۔ جس سیاہی سے قلم نے لکھا تھا وہ سیاہی نُور سے تھی اور وہ قلم بھی نُور کا تھا اور لوح محفوظ بھی نُور کی تھی۔

سفیان: میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! لوح و قلم، سیاہی کے بارے میں میرے لیے بیان فرمائیں اور جو علم اللہ نے آپؐ کو دیا ہے اس میں سے مجھے بھی تعلیم فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے سفیان! اگر تو جواب کا اہل نہ ہوتا تو میں ذکر نہ کرتا۔ اس کے بعد آپؑ نے فرمایا:

اے فرزند سعید! نون ایک فرشتہ ہے جو قلم کو عطا کرتا ہے اور قلم لوح کو عطا کرتا ہے اور یہ بھی ایک فرشتہ ہے اور لوح یہ اسرافیلؑ کو عطا کرتی ہے اور اسرافیلؑ میکائیلؑ کو عطا کرتا ہے اور میکائیلؑ جبرائیلؑ کے حوالے کرتا ہے اور جبرئیلؑ انبیاءؑ و رُسل کے حوالے کرتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر آپؑ نے فرمایا: اے سفیان! کھڑے ہو جاؤ۔ فلاں نے تیرے اُوپر احسان کیا ہے۔

حدیث 2 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یحییٰ بن ابی العلاء الرازی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بندہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! میں آپؑ پر قربان! آپؑ مجھے اس آیت: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ کی تفسیر بیان فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: نون جنّت میں ایک نہر کا نام ہے جس کا پانی بہت زیادہ سفید اور اس شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ سیاہی بن جاؤ تو وہ سیاہی ہوگئی۔ پھر اس نے اپنی قدرت سے اس نہر کے کنارے ایک درخت کاشت کیا۔ پھر اس درخت کو حکم دیا کہ قلم بن جا، وہ قلم بن گیا۔ پھر اس قلم کو حکم دیا کہ لکھو۔

اس نے عرض کیا: اے میرے ربّ! میں کیا لکھوں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب لکھو۔

اس نے لکھ دیا اس کے بعد قلم کے منہ پر مُہر لگا دی۔ اس کے بعد وقت معلوم تک قلم بات نہیں کرے گا۔

حدیث 3 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابراہیم کرخی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے لوح و قلم کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ دونوں فرشتے ہیں۔

حدیث 4 الخصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الاصبغ بن نباتہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ کے ذیل میں فرمایا: قلم نُور کا قلم ہے اور لوح محفوظ پر جو لکھا گیا وہ بھی نُور سے لکھا گیا ہے اور اس پر گواہ مقرب فرشتے ہیں جب کہ گواہی کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔

حدیث 5 تفسیر العیاشی میں جناب علامہ العیاشی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مروان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں اپنے والد گرامیؑ کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ اچانک ایک بندہ جو چھوٹے قد کا اور کمزور سا تھا، اس کے سر پر عمامہ تھا۔ وہ میرے والد ماجدؑ کے سامنے آیا اور اس نے عرض کیا: السلام علیک یا ابن رسولؐ اللہ!

https://www.shiabookspdf.com

میرے والد ماجدؒ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

پھر اس نے عرض کیا: میں آپؑ سے چند چیزوں کے بارے میں سوالات کرنا چاہتا ہوں جن کے بارے میں سوائے ایک یا دو کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

آپؑ نے فرمایا: تم سوال کرو۔ پس اس نے سوالات کیے اور میرے والد ماجدؒ نے ان سوالات کے جوابات دیئے۔ اس کے سوالوں میں سے ایک سوال یہ تھا کہ آپؑ اللہ تعالیٰ کے اس قول: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ کے بارے میں بیان فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: نون جنت میں ایک نہر ہے کہ جس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا۔ پس جو کچھ موجود تھا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا تھا۔ وہ سب اس نے لکھ دیا۔ نون ہمیشہ خدا کے اختیار میں ہے۔ اللہ جو اضافہ کرنا چاہے وہ کرتا ہے اور جو کمی کرنا چاہے وہ کرتا ہے۔ جو اللہ چاہے گا وہ ہوگا، جو نہیں چاہے گا وہ نہیں ہوگا۔

اس شخص نے عرض کیا: آپؑ نے سچ فرمایا۔

میرے والد ماجدؒ کو اس کی اس بات (آپؑ نے سچ فرمایا) سے تعجب ہوا۔ پھر وہ اُٹھ کر چلا گیا۔ تو میرے والد ماجدؒ نے کہا: جاؤ اس بندے کو تلاش کرو۔ لیکن میں نے اس کو کہیں بھی نہ پایا۔

حدیث 6 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب عبدالرحیم القصیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نون اور قلم کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جنت کے درخت سے قلم کو خلق کیا۔ اس جنت کو جنت خلد کہا جاتا ہے۔ پھر جنت میں ایک نہر کو حکم دیا کہ سیاہی بن جا تو وہ منجمد ہوئی اور وہ نہر برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ پھر اس ذات نے قلم کو حکم دیا کہ لکھو۔

قلم نے عرض کیا: اے میرے ربّ! میں کیا لکھوں؟

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جو کچھ ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے وہ سب لکھو۔

https://www.shiabookspdf.com

تو قلم نے ایک سفید کاغذ پر کہ جو چاندی سے زیادہ سفید تھا اور یاقوت سے زیادہ شفاف تھا، اس پر لکھا۔ پھر اس کو لپیٹ کر عرش کے رکن میں قرار دیا گیا۔ پھر قلم کے منہ پر مہر لگادی گئی۔ اس کے بعد قلم نہیں بولا اور نہ ہی بولے گا۔ پس وہ ایک پوشیدہ کتاب ہے اور تمام نسخہ جات اس سے ہیں لیکن اس طرح نہیں ہے کہ ایک اصل لکھی گئی ہے اور اس سے نسخے تیار ہوتے ہیں۔ یہ وہی ہے جس کو اللہ نے بیان کیا ہے: اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۝۲۹ (سورۂ جاثیہ: آیت ۲۹) ''جو تم کرتے تھے ہم اس کو لکھواتے رہتے تھے''۔

حدیث 7 مختصر بصائر الدرجات میں جناب سعد بن عبداللہ نے جناب الکلبی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے کلبی! قرآن میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کتنے نام ذکر ہوئے ہیں؟

میں نے عرض کیا: دو نام یا تین نام ذکر ہوئے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے کلبی! قرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دس نام ذکر ہوئے ہیں۔ پھر آپؑ نے ان کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا: قرآن، ن اور قلم یہ بھی رسولِ خدا کے نام ہیں۔

مؤلف بیان کرتے ہیں: سورۂ طٰہٰ میں اس حدیث کا پورا ذکر کر دیا گیا ہے۔

حدیث 8 تاویل الآیات میں جناب الحسن بن ابی الحسن الدیلمی نے جناب محمد بن فضل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ۝۱ کے ذیل میں فرمایا: نون رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہے اور قلم امیر المومنین علی علیہ السلام کا نام ہے۔

حدیث 9 مجمع البیان میں علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے نون کا معنی ذکر کرتے ہوئے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نون جنت میں ایک نہر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سیاہی بن جا تو وہ منجمد ہوگئی۔ وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے۔ پھر اللہ نے قلم کو حکم دیا۔ لکھو۔ پس اس نے قیامت تک جو کچھ ہونا تھا وہ سب لکھ دیا۔

حدیث 10 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، انھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے

https://www.dawateislamibooks.com

اور حضرت خدیجہ علیہا السلام کے ساتھ نماز پڑھی۔ اسی وقت حضرت علی علیہ السلام بھی تشریف لائے تو انھوں نے آپؐ سے عرض کیا: اے محمدؐ! یہ کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: یہ اللہ کا دین ہے۔ پس حضرت علی علیہ السلام بھی آپؐ پر ایمان لائے اور آپؐ کی تصدیق کی۔ پھر وہ دونوں نماز ادا کرتے، رکوع و سجود کرتے۔ اہل مکہ ان کو دیکھتے۔ پورے مکہ میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ محمدؐ (نعوذ باللہ) مجنون ہوگیا ہے (دیوانہ ہوگیا ہے)۔ تو اس وقت یہ سورہ نازل ہوئی: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ (ن کی قسم اور قلم کی قسم! اور جو لکھنے والے لکھتے ہیں اس کی قسم! آپؐ اپنے ربّ کی نعمت کے ساتھ ہیں، آپؐ مجنون نہیں ہیں)۔

حدیث 11 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ذکر کیا ہے: مَا يَسْطُرُوْنَ ۙ یہ قسم ہے اور اس کا جواب مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ ہے کہ آپؐ اپنے ربّ کی نعمت پر ہیں، مجنون نہیں ہیں۔

آپ خلق عظیم کے مالک ہیں

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾

[ترجمہ] اور بے شک آپ خلق عظیم کے مرتبہ پر فائز ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ کے ذیل میں فرمایا ہے کہ خلق عظیم سے مراد اسلام ہے اور یہ بھی روایت ہوا ہے کہ خلق عظیم سے مراد دین عظیم ہے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: خلق عظیم سے مراد دین عظیم ہے۔

حدیث 3 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حریز بن عبداللہ سے اور انھوں

https://www.shiabookspdf.com

نے جناب بحر السقاء سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے بحر! حُسنِ اخلاق تو آسان کام ہے کیا میں تمھیں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کا ایک نمونہ بیان کروں؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپؑ بیان فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے۔ آپؐ کے اصحاب آپؐ کے پاس موجود تھے تو انصار کی ایک کنیز آپؐ کے پاس آئی اور اس نے آپؐ کے لباس مبارک کے ایک کونے کو پکڑا تو آپؐ اس کے لیے کھڑے ہو گئے۔ اس لڑکی نے آپؐ سے کوئی بات نہ کی اور آپؐ نے بھی اس سے کوئی بات نہ کی۔ آپؐ بیٹھ گئے تو اس نے پھر یہ ہی کام کیا تو آپؐ پھر کھڑے ہو گئے۔ نہ اس لڑکی نے بات کی اور نہ ہی آپؐ نے اس سے کوئی بات کی۔ آپؐ پھر تشریف فرما ہوئے تو اس نے پھر وہی حرکت کی۔ پھر اس نے کوئی بات کی نہ آپؐ نے کوئی بات کی۔ پھر آپؐ اپنی جگہ تشریف فرما ہوئے۔ پھر اس نے چوتھی بار کیا تو آپؐ کھڑے ہوئے تو اس نے آپؐ کی پشت مبارک سے کپڑے کا ایک دھاگہ نکال لیا۔ جب اس نے ارادہ کیا کہ واپس جائے تو اصحاب نے کہا: اے لڑکی! اللہ تجھ سے نمٹے، تو نے کیا حرکت کی ہے۔ رسولِ خدا کو اذیت بھی دی ہے اور کوئی بات بھی نہیں کی اور اب واپس جا رہی ہو۔ تیری حاجت کیا تھی؟

اس نے عرض کیا: میرے گھر میں ایک مریض ہے۔ میرے گھر والوں نے مجھے بھیجا تھا کہ میں آپؐ کے لباس سے کوئی چیز لے کر آؤں تا کہ اس کے ذریعے مریض کے لیے اللہ سے شفا طلب کی جائے۔ جب میں نے کپڑے کو پکڑا تو آپؐ کھڑے ہو گئے۔ آپؐ نے میری طرف دیکھا تو مجھے حیا محسوس ہوئی تو میں نے کپڑے کو چھوڑ دیا۔ اس طرح میں آپؐ کے لباس سے کوئی چیز حاصل نہ کر سکی۔ اب چوتھی بار میں کامیاب ہو گئی ہوں اور آپؐ کی اجازت کے بغیر آپؐ کے لباس سے ایک دھاگہ لے لیا ہے۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حبیب الخثعمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: تم میں سے افضل وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو اور وہ لوگوں کے لیے متواضع ہو اور وہ لوگوں سے محبت و پیار سے ملتا ہو۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 5 تنبیہ الخواطر، جلد اوّل میں جناب شیخ ورام نے روایت کو نقل کیا ہے کہ ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ جا رہے تھے تو ایک اعرابی (صحرانشین) آیا اور اس نے آپؐ کو پکڑا اور سختی سے آپؐ کے بغل گیر ہوگیا۔ آپؐ کے کندھے پر ایک چادر تھی جس کو نجرانی چادر کہا جاتا تھا۔ اس کے گرد حاشیہ بنا ہوا تھا تو اس چادر کے حاشیہ کی وجہ سے آپؐ کی گردن متاثر ہوئی۔ اس اعرابی نے کہا: یارسول اللہ! اللہ نے جو مال آپؐ کو عطا کیا ہوا ہے اس میں سے مجھے بھی عنایت فرمائیں۔

آپؐ مسکرائے اور فرمایا: اس کو مال دیا جائے۔

جب قریش اور اصحاب نے آپؐ کی اذیت کو دیکھا تو اس کو مارنا چاہا تو آپؐ نے روک دیا۔

پھر فرمایا: میری قوم کو بخش دے ان کو علم نہیں ہے۔ پس اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے فرمایا: اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴

حدیث 6 الامالی میں جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوعبداللہ احمد بن محمد بن خالد البرقی سے اور انھوں نے جناب ابوقتادہ القمی سے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، تحقیق اللہ تعالیٰ نے بزرگ شخصیت (قابلِ اعتماد اشخاص) کو روئے زمین پر اپنی مخلوق میں خلق کیا ہے تاکہ وہ ان کے ذریعے اپنے بندوں کی حاجات کو پورا کرے اور وہ ان کی حمد وثناء کرنے پر افتخار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اچھے اخلاق کو پسند کرتا ہے۔ اسی وجہ سے اس نے اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝۴

آپؐ نے فرمایا: سخاوت بھی اچھے اخلاق میں سے ہے۔

آپؐ زیادہ قسمیں اُٹھانے والے کی اطاعت نہ کریں

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝۵ بِاَيِّيْكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝۶ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۪ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝۷ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝۸ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝۹ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝۱۰ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝۱۱ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝۱۲ عُتُلٍّ

https://www.shiabooks.pdf.com

بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ﴿۱۳﴾ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ﴿۱۴﴾

[ترجمہ] پس عنقریب آپؐ دیکھ لیں گے اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کسے جنون عارض لاحق ہوا ہے۔ آپؐ کا ربّ انھیں خوب جانتا ہے جو راہِ خدا سے بھٹکے ہوئے ہیں اور ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے، لہٰذا آپؐ ان تکذیب کرنے والوں کی بات نہ مانیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ آپؐ سستی کریں تو وہ سستی کریں اور آپؐ کسی بھی زیادہ قسمیں کھانے والے، بے وقار شخص کی بات نہ مانیں۔ جو عیب جو، آوارہ، چغل خوری میں دوڑ دھوپ کرنے والا، بھلائی سے روکنے والا، حد سے تجاوز کرنے والا بدکردار، بدخو اور ان سب باتوں کے ساتھ ساتھ بدذات بھی۔ اس بناء پر وہ مال اور اولاد کا مالک ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد ہشتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالعباس المالکی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن حضرت علی علیہ السلام سے حضرت عمرؓ کی ملاقات ہوئی تو اس نے آپؑ سے کہا: تو وہی ہے جو اس آیت: بِاَيِّيْكُمُ الْمَفْتُوْنُ ﴿۶﴾ کو پڑھتا ہے اور اس کا مصداق مجھے اور میرے ساتھی کو قرار دیتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیا میں تمھیں ایک آیت کے بارے میں خبر دو جو بنواُمیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ ﴿۲۲﴾ (سورۂ محمد: آیت ۲۲) ''پھر اگر تم نے (جہاد) سے منہ پھیر لیا تو تم سے توقع کی جاسکتی ہے کہ تم زمین پر فساد برپا کرو گے اور اپنے رشتوں کو توڑ ڈالو گے''۔

حضرت عمرؓ نے کہا: تم غلط کہہ رہے ہو بلکہ بنواُمیہ تم سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں لیکن تمھیں بنواُمیہ، بنوتیم، بنوعدی کے ساتھ دشمنی کے علاوہ کوئی کام نہیں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ضحاک بن مزاحم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب قریش والوں نے دیکھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کو ہی مقدم رکھتے ہیں اور اُن کو عزت دیتے ہیں تو ان کو حضرت علیؑ سے حسد و بُغض ہوا اور انھوں نے کہا کہ محمدؐ علیؑ کے بارے میں دیوانہ ہوگیا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کو نازل فرمایا: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ (نون اور قلم کی قسم اور جو کچھ لکھنے والے اس سے لکھتے ہیں اس کی قسم)۔ یہ اللہ نے قسم اُٹھائی اور اس کے بعد فرمایا: اے محمدؐ! آپؐ اپنے ربّ کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔ تمھارے لیے غیر محدود اجر ہے اور آپؐ خلق عظیم کے مالک ہیں۔ پس آپؐ بھی دیکھیں اور وہ بھی دیکھیں تو ان کو معلوم ہوجائے گا کہ کون مجنون ہے۔ آپؐ کا ربّ زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے گمراہ ہو چکا ہے اور ہدایت یافتہ کو بھی جانتا ہے۔

فرمایا: سبیل سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوایوب انصاریؓ سے نقل کیا ہے، آپ نے فرمایا: جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ بلند کرکے فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ، تو لوگوں نے کہا: محمدؐ اپنے چچازاد کے بارے مفتون و مجنون ہوگیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۙ﴿۵﴾ پس عنقریب آپؐ بھی دیکھیں اور وہ بھی دیکھیں معلوم ہوجائے گا کہ مفتون و مجنون کون ہے؟

حدیث 4 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ضحاک بن مزاحم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب قریش نے دیکھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مقام پر حضرت علیؑ کو مقدم رکھتے ہیں، اُن کو عزت دیتے ہیں اور اُن کو عظیم قرار دیتے ہیں تو قریش حضرت علیؑ سے بُغض و عداوت رکھنا شروع ہوئے اور وہ کہنا شروع ہوگئے کہ محمدؐ مجنون ہوگیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۙ﴿۱﴾ یہ قسم ہے جو اللہ تعالیٰ نے قسم اُٹھانے کے بعد فرمایا: مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۚ﴿۲﴾ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۚ﴿۳﴾ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ﴿۴﴾ آپؐ اپنے ربّ کے فضل سے مجنون نہیں، آپؐ تو خلق عظیم کے مالک ہیں۔ آپؐ قرآن کے ساتھ ہیں اور بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے نبیؐ خدا کے بارے میں یہ کلمات کہے تھے: وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۵﴾ سے مراد ہے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ۝ بِأَيِّيكُمُ الْمَفْتُونُ ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہ آیت بنواُمیہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ بِأَيِّيكُمُ سے خطاب جبتر و زفر اور حضرت علیؑ کو ہے۔

حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن امیر المومنین علی علیہ السلام سے حضرت عمرؓ کی ملاقات ہوئی تو حضرت عمرؓ نے کہا: اے علیؑ! مجھے خبر ملی ہے کہ آپؑ اس آیت فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ۝ بِأَيِّيكُمُ الْمَفْتُونُ ۝ کی تاویل میرے اور میرے ساتھی کے بارے میں کرتے ہیں۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوحفص! جو قرآن میں بنواُمیہ کے بارے میں نازل ہوا ہے اس کے بارے میں تجھے خبر دوں؟ قرآن میں ان کو شجرۂ ملعونہ سے یاد کیا گیا ہے۔

حضرت عمرؓ نے کہا: اے علیؑ! آپؑ غلط بیانی کر رہے ہیں، بنواُمیہ آپؑ سے بہتر ہیں اور آپؑ سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب حسین بن مختار سے نقل کیا ہے، انھوں نے اس آیت: لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ میں حلاف مھین (زیادہ قسمیں کھانے والا) سے مراد دوم ہے اور هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ۝ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَٰلِكَ زَنِيمٍ ۝ (عیب جو، آوارہ، چغل خوری میں بھاگ دوڑ کرنے والا، نیکی سے روکنے والا، حد سے تجاوز کرنے والا، بدکردار، بدخو اور بدذات بھی ہے) کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ عتل کافر سے مراد وہ ہے جس کا کفر بہت بڑا ہو۔ زنیم سے مراد ولدالزنا ہے۔

حدیث 7 محاسن میں جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی نے جناب جابر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ مومن خالص نہیں ہوسکتا مگر اس وقت جب اس کے دل میں میری محبت خالص پیدا ہوجائے۔ اور پھر فرمایا: کسی کے دل میں میری خالص محبت نہیں ہوسکتی مگر اس وقت جب اس کے دل میں علیؑ کی محبت خالص پیدا ہوجائے اور پھر فرمایا: اے علیؑ! وہ بندہ جھوٹ بولتا ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جبکہ وہ تیرا دشمن ہو۔

اس کے بعد دو منافق بندوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لڑکے کے بارے میں مجنون گئے ہیں تو

https://www.shiabooks.com

اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: فَسَتُبۡصِرُ وَیُبۡصِرُوۡنَ ۙ﴿۵﴾ بِاَیِّیۡکُمُ الۡمَفۡتُوۡنُ ﴿۶﴾ ..... وَدُّوۡا لَوۡ تُدۡہِنُ فَیُدۡہِنُوۡنَ ﴿۹﴾ وَلَا تُطِعۡ کُلَّ حَلَّافٍ مَّہِیۡنٍ ۙ﴿۱۰﴾ آخری آیت تک ان دو بندوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔

حدیث 8 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَلَا تُطِعِ الۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۸﴾ (تکذیب کرنے والوں کی اطاعت نہ کرنا) کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد حضرت علیؑ کے بارے میں آپؐ کی تکذیب کرنے والوں کی اطاعت نہ کرنا۔ اور اس آیت: وَدُّوۡا لَوۡ تُدۡہِنُ فَیُدۡہِنُوۡنَ ﴿۹﴾ (وہ چاہتے ہیں کہ آپ سُستی کریں تاکہ وہ بھی سُستی کریں) کے ذیل میں لکھا ہے کہ وہ لوگ محبت کرتے ہیں کہ آپ حضرت علیؑ کے بارے میں سُستی کریں تو وہ بھی حضرت علیؑ کی مخالفت کرنے میں نرمی کریں گے۔

اور اس آیت: وَلَا تُطِعۡ کُلَّ حَلَّافٍ مَّہِیۡنٍ ۙ﴿۱۰﴾ (زیادہ قسمیں اُٹھانے والے کی اطاعت نہ کرنا) کے ذیل میں لکھا: حَلَّافٍ مَّہِیۡنٍ سے مراد ثانی ہے۔ اس نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے قسم اُٹھائی تھی کہ وہ عہد و پیمان نہیں توڑے گا اور اس آیت ہَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیۡمٍ ۙ﴿۱۱﴾ (عیب جو، آوارہ، چغل خوری میں بھاگ دوڑ کرنے والا) کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو رسولؐ خدا کے خلاف چغل خوری کرتا تھا اور اپنے دوستوں کو آپؐ کے خلاف متحرک کرتا تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جو کوئی لوگوں کے خلاف بدگوئی کرتا ہے اور فقیر اور کمزور لوگوں کو حقیر قرار دیتا ہے۔ اور اس آیت: مَّنَّاعٍ لِّلۡخَیۡرِ مُعۡتَدٍ اَثِیۡمٍ ۙ﴿۱۲﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ خیر سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں یعنی جو لوگوں کو امیر المومنین سے روکتا ہے وہ گناہگار ہے اور حد سے تجاوز کرنے والا ہے۔ اور اس آیت: عُتُلٍّۭ بَعۡدَ ذٰلِکَ زَنِیۡمٍ ۙ﴿۱۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ عتل سے مراد وہ کافر ہے جس کا کفر عظیم و بڑا ہو۔ اور زنیم سے مراد حرام زادہ ہے۔

حدیث 9 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کے اس قول: عُتُلٍّۭ بَعۡدَ ذٰلِکَ زَنِیۡمٍ ۙ﴿۱۳﴾ کے بارے میں عرض کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: عتل سے مراد وہ کافر ہے جس کا کفر شدید و سخت اور بہت بڑا ہو (یعنی بہت بڑا کافر) جو اپنے کفر کی شدت کی وجہ سے مذاق کرتا ہو۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 10 علامہ الطبرسی نے مجمع البیان میں عتل کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ عتل وہ ہے جس کا نسب و اصل کوئی نہ ہو، یعنی جو حرام زادہ ہو۔

باغ والوں کا ذکر

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۵﴾ سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ﴿۱۶﴾ اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَاۤ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ ﴿۲۰﴾ فَتَنَادَوْا مُصْبِحِيْنَ ﴿۲۱﴾ اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰرِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَانْطَلَقُوْا وَهُمْ يَتَخَافَتُوْنَ ﴿۲۳﴾ اَنْ لَّا يَدْخُلَنَّهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مِّسْكِيْنٌ ﴿۲۴﴾ وَّغَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ قٰدِرِيْنَ ﴿۲۵﴾ فَلَمَّا رَاَوْهَا قَالُوْۤا اِنَّا لَضَآلُّوْنَ ﴿۲۶﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُوْمُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَلَاوَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۳۱﴾ عَسٰى رَبُّنَاۤ اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَاۤ اِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۳۲﴾

[ترجمہ] جب اسے ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے: یہ پہلے لوگوں کے قصے ہیں۔ عنقریب ہم اس کی ناک کو داغیں گے۔ ہم نے انھیں اس طرح آزمایا جس طرح باغ والوں کو آزمایا تھا۔ جب انھوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ صبح سویرے اس باغ کا پھل توڑیں گے اور وہ استثناء نہیں کر رہے تھے (یعنی ان شاء اللہ نہیں کہہ رہے تھے) اور آپؐ کے ربّ کی طرف سے گھومنے والی (بلا) گھوم گئی اور وہ سو رہے

https://www.shiabookspdf.com

تھے۔ پس وہ باغ ایک کٹی ہوئی فصل کی مانند ہوگیا۔ پس انھوں نے صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو آوازیں دیں۔ اگر تم نے پھل توڑنا ہے تو سویرے سویرے اپنی کھیتی کی طرف چلو۔ وہ اس حال میں چل پڑے اور چپکے سے ایک دوسرے کو کہتے تھے۔ آج تمھارے پاس کوئی مسکین نہ آئے۔ وہ کچھ نہ دینے کا منصوبہ بنائے پہنچ گئے۔ مگر جب انھوں نے باغ کو دیکھا تو کہا: ہم راستہ بھول گئے بلکہ ہم تو محروم ہوگئے۔ جو ان میں سے بہتر تھا اس نے کہا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم اللہ کی تسبیح کیوں نہیں کرتے؟ وہ کہنے لگے کہ ہمارا ربّ پاک و منزہ ہے اور ہم ہی قصوروار ہیں۔ پھر وہ ایک دوسرے کی ملامت کرنے لگے۔ کہنے لگے: ہم پر افسوس ہے۔ ہم سرکش ہوگئے تھے اور بعید نہیں ہے کہ ہمارا ربّ اس باغ سے بہتر باغ ہمیں عطا کردے۔ ہم اپنے ربّ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ عذاب تو ایسے ہی ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے بھی بڑا ہے۔ اے کاش! یہ جانتے ہوتے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ﴿۱۵﴾ (جب اس پر ہماری آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ یہ تو گذشتہ لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں) کے ذیل میں لکھا ہے کہ کہنے والا حضرت علی علیہ السلام اور جنابِ سیّدہ فاطمہ علیہا السلام کا بہت بڑا دشمن تھا۔ یہ اس سے کنایہ ہے۔

اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ سے مراد پہلے لوگوں کی جھوٹی کہانیاں اور قصے اور اس آیت: سَنَسِمُهٗ عَلَی الْخُرْطُوْمِ﴿۱۶﴾ (عنقریب ہم ان کی ناک کو داغیں گے) کے ذیل میں لکھا ہے: یہ رجعت میں ہوگا جب امیر المومنین علی علیہ السلام واپس آئیں گے اور آپؑ کے بڑے بڑے دشمنوں کو بھی واپس لایا جائے گا تو اس وقت امیر المومنین علی علیہ السلام ان دشمنوں کے ناکوں کو داغیں گے جیسے جانور کے سونڈھوں کو داغا جاتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابان بن عثمان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب فضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا رزق ضائع کر دیتا ہے۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ ﴿۱۷﴾ جب انھوں نے قسم کھائی کہ وہ صبح سویرے باغ کا پھل توڑ لیں گے اور انھوں نے استثناء نہ کیا۔ تو ان پر گھومنے والی بلا لائی گئی اور وہ سوتے رہے۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے کہا گیا کہ اس اُمت کی ایک قوم ہے جن کا گمان ہے کہ جب کوئی بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کو رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے؟

جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس اللہ کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ یہ بات قرآن میں نصف النہار کے وقت چمکتے ہوئے سورج سے بھی زیادہ روشن ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے سورہ نٓ وَالْقَلَمِ میں ذکر کیا ہے۔ اور وہ یوں ہے کہ ایک بزرگ کا ایک باغ تھا اور وہ اس باغ کا پھل اپنے گھر اور منزل میں نہیں لے کر جاتا تھا مگر یہ کہ پہلے وہ اس سے اہل حق کا حق ادا کرتا تھا۔ پس جب وہ فوت ہو گیا اور اس باغ کے وارث اس کے بیٹے بنے۔ اس کے پانچ بیٹے تھے۔ اس سال ان کے باغ نے خوب پھل اُٹھایا۔ اس سے قبل کبھی اس باغ کا پھل اس قدر نہیں ہوتا تھا۔ پس اس کے پانچوں بیٹے عصر کے بعد اپنے باغ کی طرف گئے۔ جب انھوں نے باغ کے پھل کو دیکھا کہ جو اس قدر زیادہ کہ ان کے باپ کی زندگی میں کبھی اس کا پھل اس قدر نہیں ہوا کرتا تھا۔ پس جب انھوں نے اس قدر زیادہ پھل کو دیکھا تو وہ سرکش اور باغی ہو گئے۔

ان میں سے بعض نے کہا: ہمارا بابا بوڑھا ہو چکا تھا اور اس کی عقل خراب ہو چکی تھی۔ وہ اس کا پھل غرباء کو دیا کرتا تھا۔ پس انھوں نے آپس میں مشورہ کیا اور عہد کیا کہ وہ اس سال باغ کے پھل میں سے غریب مسلمانوں کو کچھ بھی نہیں دیا جائے گا۔ اس باغ کا سارا پھل وہ خود اُٹھا لیں گے اور امیر و غنی ہو جائیں گے اور ہمارا مال زیادہ ہو جائے گا۔ پھر آئندہ برسوں میں ہم اس کے پھل سے باپ کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے غرباء کو دیا کریں گے۔ پس ان میں سے چار اس عہد پر راضی ہو گئے لیکن ایک بیٹا نہ مانا۔ اور یہ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ

نے فرمایا: اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ﴿۲۸﴾ (ان میں سے درمیان والے نے کہا: کیا تمھیں کہتا نہیں تھا کہ تم اللہ کی حمد و تسبیح کیوں نہیں کرتے؟)۔

سوال کرنے والے بندے نے عرض کیا: اے ابن عباس! اس اوسط سے مراد یہ ہے کہ ان میں سے درمیان والا جو سال و سن میں درمیان عمر کا تھا؟

آپ نے کہا: نہیں بلکہ وہ سب سے چھوٹا تھا لیکن ان سے عقل میں بڑا تھا اور اوسط القوم سے وہ قوم مراد ہے جو اچھی قوم ہو۔ مراد ہے کہ ان میں سے جو اچھا تھا اس نے کہا اور اس پر دلیل کہ اوسط سے مراد خیر و اچھا ہے۔ قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں کہا ہے: اے اُمت محمدؐ! تم تمام اُمتوں سے اصغر اُمت اور خیر اُمت ہو۔ اس کو اس نے یوں ذکر کیا ہے: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (سورۂ بقرہ: آیت ۱۴۳) ''اور اسی طرح ہم نے تمھیں اوسط اُمت قرار دیا ہے''۔

ان کے اوسط نے ان سے کہا: اللہ سے ڈرو اور اپنے باپ کی سیرت پر عمل کرو تا کہ تم فائدہ حاصل کرو۔ پس دوسرے اس پر غضب ناک ہو گئے اور اس کو سخت مارا۔ پس جب اس کو یقین ہو گیا کہ میرے بھائی مجھے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اس نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملا دی اور ان کے منصوبے کو قبول کر لیا اور نہ چاہتے ہوئے بھی ان کے منصوبے میں شریک ہو گیا۔ پھر وہ سارا اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔ پھر انھوں نے قسم اُٹھائی کہ وہ کل صبح کے وقت اس باغ کا پھل چُن لیں گے لیکن انھوں نے ان شاء اللہ نہ کہا۔ تو اللہ نے ان کے اس گناہ کی وجہ سے ان کو آزمائش میں مبتلا کر دیا اور ان کے اور ان کے رزق کے درمیان حائل ہو گیا جس پر وہ اکترا رہے تھے۔ اور اللہ نے ان کے بارے میں قرآن میں یوں خبر دی ہے:

اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ اِذْ اَقْسَمُوْا لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ﴿۱۷﴾ وَلَا يَسْتَثْنُوْنَ﴿۱۸﴾ فَطَافَ عَلَيْهَا طَآئِفٌ مِّنْ رَّبِّكَ وَهُمْ نَآئِمُوْنَ﴿۱۹﴾ فَاَصْبَحَتْ كَالصَّرِيْمِ﴿۲۰﴾

(ہم نے ان کافروں کو اس طرح آزمائش میں ڈالا جس طرح ہم نے ایک باغ والوں کو امتحان میں ڈالا تھا۔ جب انھوں نے قسم اُٹھائی تھی کہ وہ صبح سویرے پھل توڑ لیں گے اور کوئی استثناء نہ کیا تھا۔ وہ رات کو سوئے ہوئے تھے کہ اُن کے ربّ کی طرف سے ایک بلا ان کے

https://www.shiabookspdf.com

باغ پر گھوم گئی اور وہ باغ کٹی ہوئی فصل کی مانند ہو گیا)۔

اس سوال کرنے والے شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: یہ صریم کیا ہے؟

آپ نے کہا: تاریک رات مراد ہے۔ پھر کہا: وہ رات کہ جس میں کوئی روشنی نہ ہو اور نہ ہی نُور ہو (یعنی چاند بھی نظر نہ آئے)۔ پس جب صبح ہوئی تو انھوں نے ایک دوسرے کو آواز دی کہ اگر تم پھل چُننا چاہتے ہو تو جلدی جلدی اپنے باغ کی طرف چلو۔ اس حال میں چلو کہ آج تمھارے پاس کوئی مسکین نہ آئے۔

اس شخص نے عرض کیا: اے ابن عباسؓ! تخافت سے کیا مراد ہے؟

انھوں نے بیان کیا ہے کہ مراد ہے کہ وہ آپس میں مشورہ کر رہے تھے اور ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ تمھارے علاوہ کسی اور کو پتہ نہ چلے اور کوئی سن نہ لے۔ پس انھوں نے کہا: آج ہم کسی مسکین کو باغ میں داخل نہیں ہونے دیں گے اور وہ کسی کو کچھ نہ دینے کا منصوبہ بنا کر صبح سویرے باغ میں پہنچے۔ یعنی انھوں نے اپنے دل میں طے کیا ہوا تھا کہ وہ پھل چُن لیں گے اور کسی کو کچھ بھی نہیں دیں گے۔ لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کے ساتھ کیا ہو چکا ہے۔ پس جب انھوں نے باغ کو دیکھا اور جو کچھ باغ کے ساتھ ہوا تھا اس کو دیکھا تو کہنے لگے کہ ہم گمراہ ہو گئے تھے بلکہ ہم محروم کر دیئے گئے ہیں۔

پس اللہ نے اس گناہ کی وجہ سے جو ان سے صادر ہو چکا تھا ان کو ان کے رزق سے محروم کر دیا اور اس نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا۔ اس وقت ان کے اوسط نے کہا کہ کیا ہم نے تمھیں نہیں کہا تھا کہ تم اللہ کی حمد و شکر بجا لاؤ۔

پھر انھوں نے کہا: ہمارا ربّ پاک و منزہ ہے اور ہم ہی ظالم تھے۔ پھر وہ ایک دوسرے کی ملامت کرنے لگے یعنی جو انھوں نے عزم و ارادہ کیا ہوا تھا۔ اس پر اپنے آپ کی ملامت کرنے لگے اور کہنے لگے: ہم پر افسوس ہے۔ بے شک ہم سرکش ہو گئے تھے۔ یہ بعید نہیں ہے کہ ہمارا ربّ ہمیں اس کا عوض اس سے بہتر باغ عطا کر دے۔ ہم اپنے ربّ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ پھر اللہ نے فرمایا: عذاب ایسے ہی ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی سخت اور بڑا ہوگا اگر یہ جانتے ہیں۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: اِنَّا بَلَوْنٰهُمْ كَمَا بَلَوْنَآ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۚ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اہل مکہ کو بھوک سے آزمایا گیا (قحط سالی ہوگی) جیسا کہ باغ والوں کو آزمایا گیا تھا

https://www.shiabookspdf.com

اور باغ ملکِ یمن میں تھا۔ اس کو باغِ رضوان کہا جاتا تھا اور یہ باغ صنعاء شہر سے نو میل کے فاصلے پر تھا۔

وہ لوگ سجدہ نہ کرسکیں گے

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۳۴﴾ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۵﴾ مَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾ اِنَّ لَكُمْ فِيْهِ لَمَا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۳۸﴾ اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ اِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۹﴾ سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اَمْ لَهُمْ شُرَكَآءُ ۚ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۴۱﴾ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۴۲﴾ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

[ترجمہ] پرہیزگاروں کے لیے ان کے ربّ کے پاس یقیناً نعمت بھری جنتیں ہیں۔ کیا ہم مسلمانوں کو مجرموں کی مانند بنادیں گے۔ تمھیں کیا ہوگیا ہے؟ تم کیسے فیصلے کرتے ہو؟ کیا تمھارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟ اس میں یقیناً وہی باتیں ہیں جنھیں تم پسند کرتے ہو یا ہمارے ذمہ تمھارے لیے قیامت تک کے لیے کوئی عہد و پیمان ہے کہ تمھیں وہی ملے گا جس کا تم حکم دیتے ہو؟ آپؐ ان سے پوچھیں: اس کا ضامن کون ہے؟ کیا ان کے شریک ہیں؟ پس اگر وہ سچے ہیں تو اپنے شریکوں کو لے آئیں۔ جس دن مشکل ترین لمحہ آئے گا اور انھیں سجدے کے لیے بلایا جائے گا تو یہ لوگ سجدہ نہ کرسکیں گے۔ ان کی نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی حالانکہ انھیں سجدے کے لیے اس وقت بھی بلایا جاتا تھا جس میں وہ سالم تھے۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ کے اس آیت سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ زعیم سے مراد کفیل و ضامن ہے۔ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے جس دن مخفی و پوشیدہ اُمور ظاہر ہوجاتے ہیں اور آلِ محمد علیہم السلام کا جو حق غصب کیا گیا ہوگا وہ ظاہر ہوجائے گا اور غصب کرنے والے بھی ظاہر ہوجائیں گے۔ ان کو سجدے کے لیے بلایا جائے گا۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا: امیر المومنین علی علیہ السلام کے لیے ظاہر ہوجائے گا تو ان غاصبوں کی گردنیں بیل کے سینگ کی مانند ہوجائیں گی۔ پس وہ عقوبت کی وجہ سے سجدہ نہ کرپائیں گے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دُنیا میں اللہ کے امر کی اطاعت نہیں کرتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ دُنیا میں ان کو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی طرف دعوت دی گئی تھی اور اطاعت کرسکتے تھے۔ پھر بھی نہیں کی۔

حدیث 2 کتاب التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن سعید سے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ کے ذیل میں فرمایا کہ نُور کا ایک پردہ ہے جب اس کو ہٹایا جائے گا تو سب مومنین سجدے میں گر جائیں گے۔ لیکن منافقوں کی کمریں خشک ہوجائیں گی، وہ سجدہ کرنے کی استطاعت و طاقت نہ رکھیں گے۔

حدیث 3 التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن علی الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے ذیل میں فرمایا: بابرکت ہے جبار کی ذات۔ پھر آپؑ نے اپنی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا اور اس سے شلوار کے کپڑے کو ہٹا دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۝ کے ذیل میں فرمایا: لوگ گویا مرجائیں گے اور مبہوت ہوجائیں گے اور خوف کی وجہ سے ان کی آنکھیں پتھرا جائیں گی اور ان کے دل منہ کو آئیں گے اور ان کی نظریں جھکی ہوئی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ وہ سجدہ نہ کرپائیں گے حالانکہ ان کو اس سجدے کے لیے بلایا گیا تھا جب سالم تھے۔

https://www.shiabookspdf.com

مؤلف: فرماتے ہیں کہ علامہ ابن بابویہ شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ جبار کی ذات پاک و منزہ ہے اور پھر آپ نے اپنی پنڈلی کی طرف اشارہ کیا اور پنڈلی سے کپڑا ہٹا کر پنڈلی کو ظاہر کیا اور پھر فرمایا: وہ پاک و منزہ ہے تو اس کا مقصد ہے کہ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ ذات پاک و منزہ ہے کہ اس کے لیے پنڈلی ہو کہ جس کو لوگ بیان کرتے ہیں۔

حدیث 4 توحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبید بن زرارہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے اپنی پنڈلی سے کپڑے کو ہٹایا اور دوسرے ہاتھ سے اپنے سر اقدس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى، پاک و منزہ ہے میرا ربّ جو بلند و بالا ہے۔

یعنی یہ قول بیان کرتا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو لوگ اس قسم کی پنڈلی کو بیان کرتے ہیں وہ اللہ اس سے بلند و بالا اور منزہ و مبرا ہے۔

جناب ابن بابویہ نے فرمایا ہے، امام علیہ السلام کا یہ فرمان سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى پر تنزیہہ ہے، اس کو پنڈلی مادی سے پاک و منزہ قرار دینا ہے۔

حدیث 5 توحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حمزہ بن محمد الطیار سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ﴿۴۳﴾ (حالانکہ ان کو اس وقت سجدے کی طرف پکارا گیا تھا جب وہ سالم تھے) کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: وہ استطاعت و طاقت رکھتے تھے کہ جو اللہ تعالیٰ حکم دے اس کی اطاعت کریں اور جس سے وہ روکے اس کو چھوڑنے پر طاقت رکھتے تھے اور اسی وجہ سے ان کو آزمایا گیا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو امر و حکم آتا ہے یا جو نہی ہوتی ہے اس میں اس کی قضا اور آزمائش ہے۔

حدیث 6 توحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معلّی بن خنیس سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مولا! اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیا مراد ہے

https://www.shiabookspdf.com

کہ جس میں اللہ نے فرمایا: وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾

آپ نے فرمایا: مراد ہے کہ وہ سجدہ اور اطاعت کرنے کی استطاعت رکھتے تھے۔

حدیث 7 محاسن میں جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی نے جناب محمد بن علی الحلبی سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سٰلِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ کے ذیل میں فرمایا: وہ استطاعت رکھتے تھے کہ اللہ کے امر پر عمل کریں اور نہی کو چھوڑ دیں۔ اسی وجہ سے ان کو آزمایا گیا تھا۔ پھر فرمایا: بندے پر کوئی سختی اور آسانی نہیں آتی کہ جس کا اللہ نے حکم دیا یا نہی کی ہے مگر یہ کہ اس میں اللہ کی طرف سے آزمائش اور اس کی قضا ہے۔

فَذَرْنِي وَمَنْ يُّكَذِّبُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ ؕ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَأُمْلِيْ لَهُمْ ؕ إِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۴۵﴾ أَمْ تَسْئَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ﴿۴۶﴾ أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۴۷﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ ۘ إِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾

[ترجمہ] پس مجھے اس کلام کی تکذیب کرنے والوں سے نبٹنے دیں، ہم بتدریج انھیں گرفت میں لیں گے کہ انھیں خبر بھی نہ ہوگی۔ میں انھیں ڈھیل دوں گا۔ میری تدبیر بہت مضبوط ہے۔ کیا آپ ان سے اُجرت مانگتے ہیں جس کے تاوان تلے یہ لوگ دب جائیں؟ یا ان کے پاس غیب کا علم ہے جسے یہ لکھتے ہیں۔ پس اپنے ربّ کے حکم تک صبر کریں اور مچھلی والے (یونس) کی طرح نہ ہوجائیں جنھوں نے غم میں نڈھال ہوکر (اپنے ربّ کو) پکارا تھا۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد دوم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سفیان بن السمط سے

https://www.shiabooks.pdf.com

نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تحقیق اللہ جس بندے کے ساتھ خیر و نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو جب وہ بندہ گناہ کرتا ہے تو اللہ اس کے بعد اس کو بلا میں مبتلا کر دیتا ہے تا کہ وہ اس کو وہ گناہ یاد کروائے اور توبہ و استغفار کر سکے اور جب اللہ کسی بندے کے ساتھ شر و بدی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ بندہ جب گناہ کرتا ہے تو وہ اس کے گناہ کے بعد نعمت سے نوازتا ہے تا کہ وہ گناہ پر استغفار کرنا بھول جائے اور گناہ پر قائم دائم ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۱۸۲﴾ (عنقریب ہم ان کو بتدریج گرفت میں لیں گے کہ ان کو معلوم ہی نہیں ہوگا) مراد ہے کہ نعمات اور نافرمانی کی وجہ سے گرفت کریں گے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ ہم نے اس عنوان سے سورۂ اعراف میں روایات کو ذکر کیا ہے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ﴿۱۸۲﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ حقیقت میں یہ نافرمانیوں اور گناہوں سے ایک تحذیر ہے اور اس سے ڈرایا گیا ہے۔

قرآن عالمین کے لیے نصیحت ہے

لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ مَذْمُوْمٌ ﴿۴۹﴾ فَاجْتَبٰىهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾

[ترجمہ] اگر ان کے ربّ کی رحمت ان کو سنبھال نہ لیتی تو وہ بُرے حال میں چٹیل میدان میں پھینک دیئے جاتے۔ مگر انؑ کے ربّ نے ان کو برگزیدہ فرمایا اور انھیں صالح بندوں میں سے قرار دیا اور کفّار جب اس ذکر کو سنتے ہیں تو قریب ہے کہ وہ اپنی نظروں سے آپ کے قدم اُکھاڑ دیں اور کہتے ہیں یہ ضرور مجنون و دیوانہ حالانکہ یہ (قرآن) عالمین کے لیے فقط نصیحت ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ کے ذیل میں لکھا ہے کہ نعمت سے مراد رحمت ہے (یعنی اگر اس کے ربّ کی رحمت اس کو سنبھال نہ لیتی) اور پھر اس آیت لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ کے ذیل میں لکھا ہے کہ "عراء" سے مراد وہ مقام ہے جس کی کوئی چھت نہ ہو۔ اور پھر اس آیت: وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ کے ذیل میں لکھا ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت کے بارے میں خبر دی تو ان لوگوں کی حالت یہ تھی کہ وہ آپ کو یوں دیکھ رہے تھے جیسے آنکھوں سے ہی آپ کے قدم اُکھاڑ دیں گے۔ پھر انھوں نے کہا کہ یہ مجنون ہوگیا ہے تو اللہ نے فرمایا: مَا هُوَ یعنی امیر المومنین نہیں ہیں مگر ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ آپ کے لیے ذکر ہے یعنی نصیحت ہے۔

حدیث 2 التہذیب میں جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حسان الجمال (اُونٹوں والا) سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو اپنے اُونٹوں پر سوار کرکے مدینہ سے مکہ کی طرف لے جارہا تھا تو جب آپؑ مقامِ غدیر پر مسجد کے پاس پہنچے تو آپؑ نے پہاڑ کے دائیں جانب دیکھا اور فرمایا: یہ مقام وہ ہے جس جگہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہوکر فرمایا: من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ، "جس جس کا میں مولا ہوں اُس اُس کا یہ علیؑ مولا ہے"۔ پھر دُعا کرتے ہوئے فرمایا: "اے اللہ! جو اس سے محبت کرے اس سے تُو محبت کر اور جو اس سے دشمنی کرے اُس سے تو دشمنی کر"۔

پھر آپؑ نے پہاڑ کے دوسری جانب نظر کی اور فرمایا: یہ وہ مقام ہے جہاں ابوفلاں، فلاں اور ابوحذیفہ کے غلام سالم اور ابوعبیدہ بن جراح کے خیمے تھے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ آپؑ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ بلند کیا ہوا ہے تو بعض دوسرے لوگوں نے کہا: اس (رسولِ خدا) کی طرف دیکھو کس طرح وہ آنکھوں کو گھوما رہا ہے جیسا کہ دیوانہ ہو۔ اس وقت حضرت جبرئیلؑ یہ آیت لے کر نازل ہوئے: وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۘ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ "اور کافر لوگ جب آپؐ سے ذکر کو سنتے ہیں تو آپؐ کو ایسی نظروں سے دیکھتے ہیں یہ گویا تمھارے قدم اُکھاڑ دیں گے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ دیوانہ ہے، حالانکہ یہ تو عالمین کے لیے فقط نصیحت ہے"۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر فرمایا: اے احسان! اگر تو میرا اُونٹ والا نہ ہوتا تو میں یہ تجھے بیان نہ کرتا۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب حسان الجمال سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ جب میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو مدینہ سے مکہ کی طرف لے جارہا تھا۔ جب ہم مسجد غدیر پر پہنچے تو آپؑ نے مسجد کی طرف دیکھا اور فرمایا: یہ وہ مقام ہے جہاں غدیر کے دن رسولؐ خدا کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا: من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔ اور پھر دائیں جانب دیکھا اور فرمایا: یہ وہ مقام ہے جس جگہ قریش کے چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جب انھوں نے دیکھا کہ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر بلند کیا ہوا ہے یہاں تک کہ آپؐ کی بغلوں کی سفیدی نظر آرہی تھی تو ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا: دیکھو! محمدؐ کی آنکھیں کس طرح گھوم رہی ہیں جیسے وہ دیوانہ ہوگیا ہے۔ اس وقت حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور اس آیت کی تلاوت فرمائی: وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ﴿۵۱﴾ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۵۲﴾

ذکر سے مراد حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔

راوی: میں نے عرض کیا: خدا کی حمد ہے کہ اس نے آپؑ سے مجھے یہ حدیث سنوائی ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے حسان! اگر تو میرا جمال نہ ہوتا تو میں یہ حدیث تجھے بیان نہ کرتا کیونکہ اگر میں یہ روایت کرتا تو تُو نے میری تصدیق نہیں کرنی تھی۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الحاقۃ

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ مبارکہ الملک کے بعد نازل ہوئی تھی اس کی کُل آیات باون (۵۲) ہیں۔

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ جناب جابر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سورۃ الحاقۃ کی تلاوت زیادہ کیا کرو۔ اس سورہ کو واجب اور نوافل نماز میں پڑھنا اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لانا ہے۔ کیونکہ یہ سورہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شان اور آپؑ کے مقابل میں لڑنے والے بڑے دشمن کی مذمت میں نازل ہوئی تھی۔ جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا اس کا دین اس سے سلب نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوجائے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ حاقہ کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے حساب میں نرمی وآسانی فرمائے گا۔ تھوڑا سا حساب ہوگا اور جو بندہ اس سورہ کو لکھے اور تعویذ بنا کر حاملہ عورت کو ڈال دے تو حکمِ خدا سے اس کے شکم والا بچہ محفوظ رہے گا اور اگر اس سورہ کو لکھا جائے اور پھر اس کو دھو کر اس کا پانی شیر خوار بچے کو پلایا جائے تو وہ بچہ زیرک و ذہین ہوگا اور جو پڑھے گا اس کو یاد رکھے گا۔

دوسری روایت میں ہے کہ جو سنے گا وہ یاد رکھے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 3 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو لکھے اور پھر تعویذ بنا کر حاملہ عورت کو ڈال دے تو اس کا جنین محفوظ رہے گا اور اگر اس کا پانی بچے کو پلا دیا جائے گا تو وہ بچہ زکی اور ذہین ہوگا اور حکمِ خدا سے محفوظ رہے گا اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اچھی نشوونما پائے گا۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَآقَّةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْحَآقَّةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ؕ﴿۳﴾ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ؕ﴿۴﴾ فَاَمَّا ثَمُوْدُ فَاُهْلِكُوْا بِالطَّاغِيَةِ ۙ﴿۵﴾ وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۙ﴿۶﴾

[ترجمہ] حتمی وقوع پذیر ہونے والی اور وہ حتمی وقوع پذیر ہونے والی کیا ہے؟ اور آپ کیا جانیں کہ وہ حتمی وقوع پذیر ہونے والی کیا ہے؟ ثمود اور عاد نے اس کھڑکا دینے والے واقعے کو جھٹلا دیا تھا۔ پھر ثمود کو اس طغیانی حادثہ میں ہلاک کر دیا گیا اور عاد کو ایک سرکش، طوفانی آندھی سے ہلاک کر دیا گیا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَلْحَآقَّةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الْحَآقَّةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ؕ﴿۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یہ عذاب سے ڈرانا ہے اور اس پر دلیل کہ حاقہ سے ڈرانا مراد ہے وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جس میں اللہ فرماتا ہے: وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾ (سورۂ غافر: آیت ۴۵) ''آلِ فرعون کو بُرے عذاب نے گھیر لیا''۔ پھر انھوں نے اس آیت: كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ وَعَادٌۢ بِالْقَارِعَةِ ؕ﴿۴﴾ (عاد و ثمود کے کھڑکا دینے والے واقعہ کو جھٹلا دیا) کے ذیل میں لکھا۔ ان کو عذاب سے ڈرایا گیا اور اس آیت: وَاَمَّا عَادٌ فَاُهْلِكُوْا بِرِيْحٍ صَرْصَرٍ کے ذیل میں لکھا کہ صرصر سے مراد ٹھنڈی ہوا ہے۔ مراد پھر قومِ عاد کو ٹھنڈی ہوا سے ہلاک کیا گیا۔ عَاتِيَةٍ سے مراد جتنا حکم دیا گیا تھا وہ اس سے زیادہ نکل گئی تھی۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معروف بن خربوذ سے نقل کیا ہے اور انھوں

https://www.shiabookspdf.com

نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ایک حدیث میں ذکر کیا ہے کہ عقیم ہوا عذاب کی ہوا ہے۔ اس کے ذریعے کوئی رحم بارآور نہیں ہوتا اور نبات کا بھی ایک دوسرے سے ملاپ نہیں ہوتا۔ یہ وہ ہوا ہے جو ساتویں زمین سے خارج ہوتی ہے اور یہ ہوا صرف قومِ عاد کے لیے اس وقت باہر آئی تھی جب اللہ تعالیٰ ان پر غضب ناک ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جہنم کے خازنین کو حکم دیا کہ وہ اس ہوا کو ایک انگوٹھی کے دائرہ کے برابر سوراخ سے باہر نکالے، اس سے زیادہ نہیں لیکن ہوا جب خزانے سے باہر نکلی کہ ایک بیل کے ناک کے سوراخ کے برابر باہر نکلنے لگی کیونکہ وہ قومِ عاد پر غضب ناک ہو چکی تھی۔ اس حالت کو دیکھ کر خازنین نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا کہ ہوا نے ہمارے امر سے انکار کر دیا ہے۔ ہم سے سرکش ہوگئی ہے۔ ہمیں خوف ہے کہ وہ تیری اس مخلوق کو بھی ہلاک نہ کردے جو معصیت کار نہیں ہے۔ اور تیرے شہروں کو برباد نہ کردے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ہوا کی طرف حضرت جبرئیلؑ کو روانہ کیا تو اس نے اسے اپنے پَروں کے ذریعے اپنے خزانے کی طرف واپس بھیج دیا اور اسے حکم دیا جس قدر تجھے حکم دیا گیا ہے تو اتنا ہی باہر آ۔ حد سے زیادہ مت نکل تو بادِ عقیم نے قومِ عاد کا صفایا کر دیا۔

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَّثَمٰنِيَةَ اَيَّامٍ ۙ حُسُوْمًا ۙ فَتَرَى الْقَوْمَ فِيْهَا صَرْعٰى ۙ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝۷ فَهَلْ تَرٰى لَهُمْ مِّنْۢ بَاقِيَةٍ ۝۸

[ترجمہ] جسے اس نے مسلسل سات راتوں اور آٹھ دن تک ان پر مسلط رکھا پس آپ ان لوگوں کو وہاں دیکھیے۔ اس طرح پڑے ہوئے تھے گویا وہ کھجور کے کھوکھلے تنے ہوں۔ کیا ان میں سے کوئی باقی رہ جانے والا نظر آ رہا ہے؟

تفسیر

حدیث 1 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عثمان بن عیسیٰ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا، آپؑ نے فرمایا: قومِ عاد پر چلنے والی ہوا بدھ کے دن شروع ہوئی تھی جو مسلسل آٹھ دن چلتی رہی اور بدھ کو ہی ختم ہوئی۔ اسی وجہ سے بدھ کے دن کو منحوس شمار کیا جاتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

وَجَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ ۝۹ فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً ۝۱۰ اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۝۱۱

[ترجمہ] اور فرعون اور اس سے پہلے کے لوگ اور برباد بستیوں نے بھی اس غلطی کا ارتکاب کیا تھا۔ پھر انھوں نے اپنے ربّ کے رسولؑ کی نافرمانی کی تو اللہ نے انھیں بڑی سختی کے ساتھ گرفت میں لے لیا۔ جب پانی میں طغیانی آئی تو ہم نے تمھیں کشتی میں سوار کیا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ کے ذیل میں لکھا ہے کہ موتفکات سے مراد بصرہ کا شہر ہے اور خاطئۃ سے مراد فلاں عورت ہے۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب حمران سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: جَآءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهٗ وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ کے ذیل میں فرمایا: فرعون سے مراد اس اُمت کا فرعون ہے اور من قبلہ سے مراد اس سے پہلے والے دو حکمران ہیں اور موتفکات سے مراد بصرہ شہر ہے اور خاطئۃ سے مراد سرخ رنگ والی عورت ہے۔ اور موتفکات سے مراد بصرہ ہونے کی دلیل امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا وہ فرمان ہے جس میں آپ نے اہل بصرہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے اہل موتفکہ! جو اپنے اہل پر تین بار برباد ہو چکا ہے اور اللہ چار پورے کرے گا (چوتھی بار بھی تباہ ہوگا)۔ اتفکت باھلھا سے مراد ہے کہ وہ اہل سمیت تباہ و برباد ہو۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس کے بارے میں روایات گزر چکی ہیں۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً کے ذیل میں فرمایا کہ جو

https://www.shiabookspdf.com

کچھ انھوں نے بنایا ہوا تھا اس کو ان پر گرا دیا گیا تھا۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: اِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنٰكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ﴿۱۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے: وہ جن کو سرکش پانی سے نجات دی گئی وہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور ان کے ساتھی تھے۔

محفوظ رکھنے والا کان علی علیہ السلام ہیں

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾

[ترجمہ] تاکہ ہم اسے تمھارے لیے اس یادگار کو بنا دیں اور یاد رکھنے والا کان اسے محفوظ کر لے۔

تفسیر

حدیث 1 مختصر بصائر الدرجات میں جناب سعد بن عبداللہ نے جناب عبدالرحمٰن بن کثیر سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ (یاد رکھنے والے کان اسے محفوظ کر لیں) کے ذیل میں فرمایا: وہ محفوظ رکھنے والا کان امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں جو اللہ کی طرف سے اور جو کچھ ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے سب کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یحییٰ بن سالم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب یہ آیت وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ نازل ہوئی تو رسولؐ خدا نے فرمایا: اے علیؑ! وہ کان آپؑ کے ہیں جو محفوظ رکھنے والے ہیں۔

حدیث 3 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جابر الجعفی سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام ابوجعفر محمد بن علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں وہ کان ہوں جو محفوظ رکھنے والا ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوبریدہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ

https://www.shiabookspdf.com

بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی تھی کہ وہ علیؑ کے لیے محفوظ رکھنے والے دو کان قرار دے تو مجھے کہا گیا کہ اس نے ایسا کر دیا ہے۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب علی بن حوشب الفزاری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب مکحول سے نقل کیا ہے، انھوں نے اس آیت وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کی تھی کہ وہ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ علیؑ کے کانوں کو قرار دے۔ پھر جناب مکحول بیان کرتے ہیں کہ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے جو بھی رسولِ خدا سے سنا ہے، وہ میرے پاس محفوظ ہے میں اس کو بھولا نہیں ہوں۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب سالم بن طریف سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ کے ذیل میں فرمایا: اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ علیؑ کے کان ہیں۔ انھوں نے رسولِ خدا کو محفوظ رکھا۔ وہ اللہ کی مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔ جس نے آپؐ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے آپؐ کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

حدیث 7 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جابر سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپؐ اپنے گھر میں تھے۔ پھر فرمایا: اے علیؑ! آج رات میرے اُوپر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ تو میں نے اللہ کی بارگاہ میں دُعا کی: اے اللہ! وہ کان حضرت علیؑ کے قرار دے تو میری دُعا قبول ہوئی اور وہ تیرے کانوں کو قرار دیا گیا ہے۔

حدیث 8 تفسیر العیاشی میں جناب الاصبغ بن نباتہ سے نقل ہوا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ایک حدیث میں فرمایا: خدا کی قسم! میں وہ ہوں جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں یہ نازل فرمایا: وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ پس ہم رسولِ خدا کے پاس ہوتے تھے تو رسولِ خدا وحی کے بارے میں ہمیں خبر دیتے تھے۔ پس میں بھی سنتا اور میرے ساتھ دوسرے بھی سنتے تھے۔ پھر جب ہم آپؐ کی

https://www.shiabookspdf.com

خدمت سے اُٹھ کر باہر جاتے تو لوگ کہتے تھے کہ ابھی ابھی رسولؐ خدا نے کیا فرمایا تھا۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ حدیث طویل ہے۔ ہم نے اس حدیث کو کاملاً مقدمہ میں اس باب میں ذکر کیا ہے جس میں بحث کی ہے کہ پورا قرآن جس طرح نازل ہوا تھا اُس اُس ترتیب پر سوائے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے کسی اور نے جمع کیا ہے اور نہ کوئی اس کی تاویل جانتا ہے۔

حدیث 9 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب رحمۃ اللہ علیہ نے حلیۃ الاولیاء سے نقل کیا ہے اس میں جناب عمر بن علیؑ ابن ابی طالبؑ سے روایت نقل ہوئی ہے اور علامہ الواحدی نے اسباب نزول القرآن میں ذکر کیا ہے اور بریدہ اور ابوالقاسم بن حبیب نے اپنی تفسیر میں جناب زر بن جیش سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ سے نقل کیا ہے اور ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ رسولؐ خدا نے مجھے اپنے ساتھ گلے لگایا اور فرمایا: میرے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تجھے اپنے قریب رکھوں اور اپنے سے دُور نہ کروں اور آپ کو تعلیم دوں تم سنو اور یاد رکھو۔

حدیث 10 مناقب میں جناب علامہ نے تفسیر الثعلبی سے نقل کیا ہے اس میں ابوبُریدہ سے روایت کو نقل کیا گیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! میں تجھے تعلیم دیتا ہوں تم سنو اور اس کو یاد رکھو۔ یہ میرے اُوپر اللہ نے لازم قرار دیا ہے کہ تم سنو اور درک کرو اور پھر یہ آیت نازل ہوئی: وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾

اور علامہ نظیری نے خصائص میں ذکر کیا ہے اور اس کے الفاظ یوں ہیں کہ ابورافع کی اخبار میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: مجھے حکم دیا گیا ہے کہ آپؐ کو اپنے قریب رکھوں، اپنے سے دُور نہ جانے دوں اور آپؐ کو تعلیم دوں اور آپؐ کے ساتھ بُرا سلوک و جفا نہ کروں۔ میرے اُوپر اللہ کا حق ہے کہ میں تمھارے بارے میں اس کی اطاعت کروں اور تمھارے اُوپر حق ہے کہ تم اس کی حفاظت کرو۔

حدیث 11 مناقب میں علامہ نے محاضراتِ راغب سے نقل کیا ہے کہ جناب ضحاک اور ابن عباس نے فرمایا: اور امالی میں جناب شیخ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اور بعض کتب شیعہ میں جناب سعد بن طریف سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ وہ حضرت علیؑ کے اذن ہیں جو محفوظ رکھنے والے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 12 مناقب میں جناب علامہ نے کتاب الیاقوت سے اور اس میں ثعلب کے غلام ابوعمرو سے اور الکشف والبیان ثعلبی سے نقل ہوا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن الحسن نے بیان کیا اور الکلینی کی کتاب میں الفاظ یوں ہیں کہ انھوں نے میمون بن مہران سے اور انھوں نے ابن عباسؓ سے اور انھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جب یہ آیت وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ نازل ہوئی تو میں نے دُعا کی: اے میرے اللہ! یہ کان علیؑ کے قرار دے۔ پھر اس کے بعد اس نے جو بھی سنا اس کو یاد و محفوظ رکھا۔

حدیث 13 مناقب میں جناب علامہ نے جناب سعید بن جبیر سے اور انھوں نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ انھوں نے اس آیت وَّتَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ ﴿۱۲﴾ کے ذیل میں فرمایا: یہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے کان ہیں۔ پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے میں متواتر دُعا کرتا رہا ہوں کہ اے علیؑ! وہ آپؐ کے کان ہیں۔

حدیث 14 مناقب میں جناب جابر الجعفی اور عبداللہ بن الحسین و مکحول سے نقل ہوا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اے علیؑ! اپنے ربّ سے دُعا کی تھی کہ وہ کان اللہ تیرے قرار دے اور یوں دُعا کی: اے میرے اللہ! ان یاد رکھنے والے دونوں کانوں کو علیؑ کے کان قرار دے۔ تو اللہ نے ایسے ہی کیا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: اس کے بعد میں نے جو بھی سنا اس کو یاد رکھا۔

مؤلف بیان کرتے ہیں: اس عنوان پر شیعہ و سُنّی کتب میں بہت سی روایات ہیں۔ ہم نے ان پر اکتفاء کیا ہے تا کہ بحث طویل نہ ہو جائے۔

عرش سے مراد اس کا علم ہے

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ وَّحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دَكَّةً وَّاحِدَةً ﴿۱۴﴾ فَيَوْمَئِذٍ وَّقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ وَانْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَّاهِيَةٌ ﴿۱۶﴾ وَّالْمَلَكُ عَلٰٓى اَرْجَآئِهَا ۭ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ ﴿۱۷﴾ يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُوْنَ لَا تَخْفٰى

https://www.shiabookspdf.com

مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ﴿۱۸﴾

[ترجمہ] جب صُور میں ایک دفعہ پھونک ماری جائے گی اور زمین اور پہاڑ اُٹھائے جائیں تو وہ ایک ہی چوٹ سے ریزہ ریزہ کردیئے جائیں گے۔ اس روز وقوع پذیر ہونے والا واقعہ پیش آئے گا اور آسمان اس روز پھٹ جائے گا اور وہ اس دن ڈھیلا پڑجائے گا اور فرشتے اس کے کنارے پر ہوں گے اور اس دن آٹھ فرشتوں نے آپ کے ربّ کا عرش اُٹھایا ہوا ہوگا۔ اس دن تم سب پیش کیے جاؤ گے اور تمھاری کوئی بات پوشیدہ نہ رہے گی۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی ابراہیم نے اس آیت وَحُمِلَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ (اس زمین اور پہاڑوں کو اُٹھالیا جائے گا) کے ذیل میں لکھا ہے کہ جب قیامت واقع ہوگی تو پہاڑوں کو ایک دوسرے سے ٹکرا دیا جائے گا اور وہ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے۔ اور فَيَوْمَئِذٍ وَّاقِعَةُ ﴿۱۵﴾ کے ذیل میں لکھا ہے، سب ختم ہوجائے گا، نیست و نابود ہوجائے گا۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحمزہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: يَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ کے ذیل میں فرمایا: عرش سے مراد اس کا علم ہے اور اس کے علم کو اُٹھانے والے آٹھ ہیں۔ چار ہم میں سے ہیں اور چار ان میں سے جن کو خدا چاہے گا۔

حدیث 3 خصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حفص بن غیاث سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: عرش کو اُٹھانے والے آٹھ ہیں اور ہر ایک کی آٹھ آٹھ آنکھیں ہیں اور ہر آنکھ اس دُنیا کے برابر ہے۔

حدیث 4 خصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الحسن الصفار سے نقل کیا ہے،

https://www.shiabookspdf.com

انھوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: عرش کو اُٹھانے والے آٹھ ہیں۔ ان میں سے ایک انسانی شکل میں ہے جو اللہ سے اولادِ آدمؑ کے لیے رزق کی دُعا کرتا ہے اور دوسرا مرغے کی شکل میں، جو اللہ سے پرندوں کے رزق کی دُعا کرتا ہے اور ان میں سے تیسرا شیر کی شکل کا ہے جو اللہ سے درندوں کے رزق کی دُعا کرتا ہے اور چوتھا بیل کی شکل میں ہے جو اللہ سے چوپاؤں کے رزق کی دُعا کرتا ہے اور جب سے بنواسرائیل والوں نے بچھڑے کی پوجا کی ہے وہ بیل کی صورت والے کا سر جھکا ہوا ہے۔ پس جب قیامت کا دن آئے گا اس دن اُٹھانے والے آٹھ پورے ہوجائیں گے۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ (سورۂ مومن: آیت ۷) (وہ جنھوں نے عرش اور اس کے اطراف کو اُٹھایا ہوا ہے) کے ذیل میں فرمایا: وہ حضرت محمدؐ و علیؑ اور حسن و حسین علیہم السلام اور نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام یہ آٹھ ہیں جو عرش کے اطراف ہیں۔

حدیث 6 اعتقادات صدوق میں جناب ابوجعفر ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ بہرحال عرش کہ جو اس کا علم ہے اس کو اُٹھانے والے چار اوّلین میں سے ہیں اور چار آخرین میں سے ہیں۔ وہ چار جو اوّلین سے ہیں وہ نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام ہیں اور وہ چار جو آخرین میں سے ہیں حضرت محمدؐ و علیؑ اور حسن و حسین علیہم السلام ہیں۔ صحیح اسناد کے ساتھ ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے ایسے ہی نقل ہوا ہے۔

حدیث 7 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ذکر کیا ہے کہ عرش کو اُٹھانے والے آٹھ ہیں اور ہر ایک کی آٹھ آٹھ آنکھیں ہیں اور ہر آنکھ میں دُنیا کے اندازہ کے برابر ہے۔

حدیث 8 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ایک اور حدیث میں نقل کیا ہے یہ عرش کو اُٹھانے والے آٹھ ہیں جن میں سے چار اوّلین میں سے ہیں اور چار آخرین میں سے ہیں۔ وہ چار جو اوّلین میں سے ہیں وہ حضرت نوح و ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام ہیں اور آخرین میں سے جو چار ہیں وہ حضرت محمدؐ و علیؑ اور حسن و حسین علیہم السلام ہیں۔

http://www.ahlibookspdf.com

مؤلف فرماتے ہیں: اس کے بارے میں روایات سورۂ مومن کی آیت نمبر ۷ کے ذیل میں گزر چکی ہیں۔

جس کا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں ہوگا

فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ﴿۱۹﴾ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ﴿۲۰﴾ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ﴿۲۱﴾ فِیْ جَنَّةٍ عَالِیَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ ﴿۲۳﴾

[ترجمہ] پس جس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ (دوسروں سے) کہے گا کہ لو میرا نامہ اعمال پڑھو۔ مجھے تو یقین تھا کہ مجھے اپنے حساب کا سامنا کرنا ہوگا۔ پس ایک دل پسند زندگی میں ہوں گا۔ بلند و بالا جنت میں ہوں گا جس کے میوے قریب ہوں گے۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ (پس جس کا نامہ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا)۔ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور بعد میں یہ تمام مومنین کو شامل ہے۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب حنان بن سدیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ﴿۱۹﴾ (پس جس کو نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا: لو میرا نامۂ اعمال پڑھو) کے ذیل میں فرمایا: یہ کہنے والے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہوں گے۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب الحلبی سے اور انھوں نے حضرت

https://www.shiabookspdf.com

امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ کے ذیل میں فرمایا کہ اس سے مراد امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں اور اس قول: وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ وہ جس کا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے وہ شامی جو حضرت علیؑ کا بڑا دشمن تھا وہ مراد ہے۔

حدیث 4 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب ابوحمزہ سے اور انھوں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ کے ذیل میں آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے ذکر کیا ہے کہ جناب علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں مخالفین کی طریق سند کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے نقل ہوا ہے کہ اس آیت فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ کے ذیل میں انھوں نے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

حدیث 7 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن عامر بن یاسر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد عمار بن یاسرؓ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: تحقیق علیؑ کی حفاظت پر مامور دونوں فرشتے تمام حفاظت کرنے والے فرشتوں پر فخر و مباہات کریں گے کہ وہ دونوں علیؑ کے ساتھ ہیں اور اس فخر کی وجہ یہ ہے کہ ان دونوں نے علیؑ کی طرف کوئی ایسی چیز جو خدا کی نافرمانی و سخط کا موجب بنے وہ اُوپر لے کر نہیں گئے (یعنی ان سے ایسی کوئی چیز صادر ہی نہیں ہوئی)۔

حدیث 8 مناقب میں مخالفین کے نزدیک جو صدر ائمہ ہیں اور بہترین خطیب خوارزمی موفق بن احمد نے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ الشیخ الامام شہاب الدین افضل الحفاظ ابونجیب سعد بن عبداللہ بن الحسن الہمدانی جو مرزی کے نام سے معروف ہیں انھوں نے اپنے خط میں ہمدان کی طرف لکھا کہ ہمیں الحافظ ابوعلی بن حسین بن احمد بن الحسن الجواد اصفہان میں جس کو اس نے روایت کرنے کی اجازت دی ہے اس نے نقل کیا ہے کہ شیخ ادیب ابوعلی عبدالرزاق بن عمر بن ابراہیم طہرانی نے سال ۴۷۳ ہجری میں روایت کیا ہے کہ امام حافظ جو محدثین کے لیے

https://www.ahlehaqbooks.com

نمونہ ابوبکر بن احمد بن موسیٰ بن مردویہ اصفہانی نے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سلیمان بن احمد رشید العصری نے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں احمد بن ابراہیم المغربی کوفی نے بیان کیا ہے اور انھوں نے احمد بن الحکم (الحاکم) البراجمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب شریک بن عبداللہ النخعی سے اور انھوں نے ابووقاص سے اور انھوں نے جناب محمد بن ثابت سے، اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ اُنھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: علیؑ ابن ابی طالبؑ کی حفاظت کرنے والے دو فرشتے دوسرے حفاظت کرنے والوں پر فخر کرتے ہیں کہ وہ علیؑ کے ساتھ ہیں۔ اس فخر کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے کبھی علیؑ کی طرف سے ایسی چیز اُوپر لے کر نہیں گئے جو اللہ کی ناراضگی کا سبب بنے۔

حدیث 9 مناقب مغازی میں ابن مغازلی شافعی نے مختلف طرق سند سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے لیکن سب کا معنی ایک ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ دو ملک (فرشتے) جو علیؑ ابن ابی طالبؑ پر ہیں جو دوسرے فرشتوں پر فخر و مباہات کرتے ہیں کہ ہم علیؑ کے ساتھ ہیں کیونکہ ان دونوں نے علیؑ کی طرف سے کوئی چیز اللہ کی طرف بلند نہیں کی کہ جو اللہ تعالیٰ کے غضب و ناراضگی کا موجب بنے۔

حدیث 10 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب جعفر بن احمد سے اور انھوں نے جناب عبدالکریم بن عبدالرحیم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہے کہ اصحابِ یمین کی کتاب میں اور اصحابِ شمال کی کتاب میں کیا ہوگا (یعنی نامۂ اعمال میں کیا ہوگا؟) پس اصحابِ یمین کی کتاب میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہوگا۔

حدیث 11 تفسیر العیاشی میں علامہ العیاشی نے جناب ابوبصیر سے اور انھوں نے ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، تحقیق آپؑ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر بندے کو اس کے وقت کے امام کے نام سے پکارا جائے گا جس کے زمانہ میں وہ زندگی بسر کرتا ہوگا۔ پھر اگر وقت کے امام نے اس کی تائید کردی تو اس کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اور اسی کو اللہ کا یہ قول بیان کرتا ہے: يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ ۚ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ (سورۂ اسراء: آیت ۷۱) ''قیامت کے دن ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ پھر جن کا نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا پس

https://www.shiabookspdf.com

وہ اپنا نامۂ اعمال پڑھیں گے"۔

پھر فرمایا: الیمین سے مراد امام کی تائید کرنا ہے کیونکہ وہ اس کی کتاب کو پڑھے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا کِتٰبِیَهْ ۚ﴿۱۹﴾ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنِّیْ مُلٰقٍ حِسَابِیَهْ ۚ﴿۲۰﴾ (پس جس شخص کو اس کے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا پس وہ کہے گا: لو میرا نامۂ اعمال پڑھو۔ یقین تھا کہ میں حساب کے لیے اس کے ہاں پیش ہوں گا)۔

اس کتاب سے مراد امام ہے۔ پس جو بندہ اپنے وقت کے امام کو پشت سر قرار دے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ (سورۂ آل عمران: آیت ۱۸۷) "جنھوں نے یہ عہد پسِ پشت ڈال دیا" مراد ہے کہ جس نے وقت کے امام کا انکار کر دیا وہ اصحاب الشمال میں سے ہوگا کہ جن کے بارے میں اللہ فرماتا ہے: وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ مَاۤ اَصْحٰبُ الشِّمَالِ ۙ﴿۴۱﴾ فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍ ۙ﴿۴۲﴾ وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ۙ﴿۴۳﴾ (سورۂ واقعہ: آیت ۴۱ تا ۴۳) "بائیں ہاتھ والے تو بائیں ہاتھ والوں کے حال کا کیا پوچھنا جو جلتی ہوا اور کھولتے ہوئے پانی میں اور سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے"۔

حدیث 12 اختصاص میں جنت و جہنم کی صفات کی کتاب میں جناب عوف بن عبداللہ الازدی سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں قیامت کے دن مومن کے حال کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا: اے جبرئیلؑ! پس وہ بندہ اپنا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں لیے ہوئے وہاں سے نکلے گا اور اپنے نامۂ اعمال کو آنکھوں سے پوشیدہ رکھے گا۔ پھر وہ اپنے نامۂ اعمال کو مومنین و مومنات کے سامنے کھول دے گا اور ان سے کہے گا: آؤ میرے نامۂ اعمال کو پڑھو۔ پس میں یقین رکھتا تھا کہ میں ضرور حساب کے لیے اپنے ربّ سے ملاقات کروں گا (پس وہ آرام دہ زندگی میں ہوگا)۔ پھر وہ جنت میں ہوگا جب وہ کھانے کا ارادہ کرے گا۔ پھر سفید پرندے پَروں پر اُڑتے ہوئے ان کے سامنے آئیں گے اور وہ جتنا چاہیں گے ان سے کھائیں گے۔ اگر وہ بیٹھے ہوئے یا تکیہ لگائے ہوئے کوئی پھل کھانا چاہیں گے اور شاخیں پھلوں سے پُر ان کے قریب تر جائیں گی اور وہ ان سے جتنا چاہیں گے کھائیں گے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 13 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ لا کے ذیل میں لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہر اُمت کا حساب ان کے وقت کا امام لے گا اور ائمہ اپنے دوستوں اور دشمنوں کو ان کی صورتوں سے پہچانتے ہوں گے۔ اسی کو اللہ کا یہ قول بیان کرتا ہے: وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ كُلًّۢا بِسِیْمٰىهُمْ ۚ (سورۂ اعراف: آیت ۴۶) ''اعراف پر ایسے مرد ہوں گے جو سب کو ان کی شکلوں سے پہچانتے ہوں گے''۔ پس ائمہ اپنے دوستوں اور پیروکاروں کو نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیں گے اور پھر وہ اپنے بھائیوں سے کہیں گے: هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِیَهْ ''لو میرا نامۂ اعمال پڑھو''۔ پھر وہ جنت میں بغیر حساب کے چلے جائیں گے اور پھر وہ اپنے دشمنوں کو ان کا نامہ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیں گے اور وہ بُری حالت میں بغیر حساب و بری کا جہنم میں جائیں گے اور انھوں نے اس آیت قُطُوْفُهَا دَانِیَةٌ کے ذیل میں لکھا ہے کہ شاخیں ان کے قریب آئیں گی خواہ وہ بیٹھے ہوں گے یا کھڑے۔ وہ ہاتھ اُٹھائیں گے اور پھل توڑ لیں گے۔

جن کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِیْٓـًٔۢا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِی الْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ ﴿۲۴﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ فَیَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِیَهْ ﴿۲۵﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ ﴿۲۶﴾ یٰلَیْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِیَةَ ﴿۲۷﴾ مَآ اَغْنٰى عَنِّیْ مَالِیَهْ ﴿۲۸﴾ هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ ﴿۲۹﴾ خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ الْجَحِیْمَ صَلُّوْهُ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ ﴿۳۲﴾

[ترجمہ] خوشگواری کے ساتھ کھاؤ اور پیو ان اعمال کے صلے میں جو تم نے گذشتہ زمانے میں انجام دیئے۔ اور جن کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ وہ کہے گا: اے کاش! مجھے میرا نامۂ اعمال نہ دیا جاتا اور مجھے معلوم ہی نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ اے کاش! موت میرا حساب تمام کر دیتی۔ میرے مال نے مجھے نفع

https://www.shiabookspdf.com

نہ دیا۔ میرا اقتدار نابود ہوگیا (حکم ہوگا کہ) اسے پکڑو اور طوق پہناؤ۔ پھر اسے جہنم میں جھونک دو۔ پھر ستر ہاتھ لمبی زنجیر سے اسے جکڑ لو۔

تفسیر

حدیث 1 نہج البیان میں جناب محمد بن الحسن الشیبانی نے نقل کیا ہے کہ ہماری روایات میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اَلْاَیَّامِ الْخَالِیَةِ﴿۲۴﴾ سے دُنیا میں ایامِ صوم مراد ہیں (یعنی دُنیا میں تم نے جو روزے رکھے تھے ان کے صلہ میں آج تم کھاؤ اور پیو)۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یہ آیت دشمن علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے: یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اُوْتَ کِتٰبِیَهْ﴿۲۵﴾ وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِیَهْ﴿۲۶﴾ (اے کاش! مجھے نامۂ اعمال نہ دیا جاتا اور مجھے معلوم نہ ہوتا کہ میرا حساب کیا ہے اور موت میرا کام تمام کر دیتی)۔ میرا مال بھی کام نہ آیا اور نہ ہی میرا اقتدار میرے کام آیا۔ حکم آئے گا: اس کو پکڑو اور جہنم میں جھونک دو اور ستر ہاتھ لمبی زنجیر کے ساتھ اس کو جکڑ لو۔

حدیث 3 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن ابی العلاء سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وہ بندہ جسے ستر ہاتھ لمبی زنجیر سے جکڑ لیا جائے گا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فَاسْلُكُوْهُ﴿۳۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِیْمِ﴿۳۳﴾ (پھر اس کو ستر ہاتھ لمبی زنجیر کے ساتھ جکڑو کیونکہ یہ اللہ بزرگ و عظیم پر ایمان نہیں رکھتا تھا) کے ذیل میں فرمایا: یہ اس اُمت کے فرعون کے لیے ہے جو حضرت علی علیہ السلام کا بہت بڑا دشمن تھا۔

(رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے کہ ہر اُمت کا ایک فرعون تھا اور میری اُمت کا بھی ایک فرعون ہے۔ مراد ہے جو حاکم بھی فرعون کی سیرت و کردار پر چلے گا وہ اس اُمت کا فرعون ہوگا۔ مترجم)

حدیث 4 الدروع الواقیہ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث نقل کی ہے آپؐ نے فرمایا: اگر جہنم کی زنجیر میں سے ایک گرہ دُنیا کے پہاڑوں پر رکھ دی جائے تو اس کی گرمی سے سارے پہاڑ پگھل جائیں۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 5 اختصاص میں جنت وجہنم کی صفات کے باب میں جناب جابر بن یزید جعفی سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث میں قیامت کے دن کافر کے حالات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: پھر اس کا نامۂ اعمال اس کی پشت کی جانب سے پرواز کرتا ہوا آئے گا اور اس کے بائیں جانب آکر گرے گا۔ پھر ایک فرشتہ آئے گا اس کے سینے پر مار کر پیچھے کی طرف موڑ دے گا۔ پھر اس سے کہے گا کہ اپنا نامۂ اعمال پڑھو۔ تو وہ کہے گا: میں کیسے پڑھوں سامنے جہنم ہے۔

اللہ فرمائے گا: اس کی گردن اور کمر توڑ دو اور اس کی پیشانی کے بالوں سے اس کے پاؤں باندھ دو۔ پھر رسّی کو اللہ فرمائے گا: خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ (اسے پکڑو اور جکڑ دو)۔ اللہ کے حکم کی اطاعت کرنے کے لیے ستر فرشتے جو انتہائی سخت اور وحشت ناک اس کی طرف آئیں گے۔ ان میں سے کچھ اس کی داڑھی کو اُکھاڑ دیں گے اور کچھ اس کے گوشت کو کاٹیں گے اور کچھ اس کی ہڈیاں توڑیں گے اور وہ عرض کرے گا کہ تم میرے پر رحم کرو تو اس کو جواب دیں گے: اے شقی! جو کائنات میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے وہ تیرے پر رحم نہیں کر رہا تو ہم تیرے اُوپر کیسے رحم کریں؟

وہ فرشتے اس سے پوچھیں گے: کیا تجھے اذیت ہو رہی ہے؟

وہ جواب دے گا کہ ہاں بہت زیادہ اذیت ہو رہی ہے۔

تو فرشتے کہیں گے: اے شقی! اب بتاؤ تجھے کس طرح جہنم میں ڈالا جائے؟

پھر ایک فرشتہ اس کے سینے پر ایک دھکا مارے گا اور جہنم میں گر جائے گا۔ پس ستر سال لگ جائیں گے اس کو نیچے جاتے ہوئے۔ اس وقت وہ کافر کہے گا: اے کاش! ہم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی ہوتی۔ پھر اس کے ساتھ پتھر اور شیاطین جہنم کے قصر میں ہوں گے جو اس کی بائیں جانب ہوں گے اور سرخ پتھر سے آگ نکلے گی جو اس کے چہرے کو جلا دے گی۔

پھر اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر جلدیں قرار دے گا اور ہر جلد چالیس ہاتھ موٹی ہوگی اور ایک جلد سے دوسری جلد کے درمیان فاصلہ ہوگا جس میں آگ کے سانپ اور بچھو اور دوسرے کیڑے ہوں گے جو اس کو کاٹیں گے اور اس کا سر بڑے پہاڑ کی مانند ہو جائے گا۔ اس کے دونوں ران ورقا پہاڑ کی مانند ہو جائیں گے۔ ورقا مدینہ کے پاس

https://www.shiabookspdf.com

ایک پہاڑ ہے اور اس کے ہونٹ ہاتھی کے ہونٹوں سے بڑے ہوجائیں گے اور اس انداز میں کہ زمین پر لگ رہے ہوں گے اور دونوں کانوں کے درمیان آگ کے پردے ہوں گے اور اس کی دُبر (مقامِ پاخانہ) سے آگ اندر جائے گی اور دل تک چلی جائے گی اور وہ آگ ٹھنڈی نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ ستر زنجیروں کو گرما دے گی۔ اور ہر زنجیر ستر ہاتھ لمبی ہوگی اور ایک زنجیر میں دو ہاتھوں کے درمیان بارش کے قطروں کی مانند گرہیں ہوں گی اور اگر اس زنجیر کا ایک حلقہ (گرہ) زمین کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو سارے پہاڑ پگھل جائیں۔

یہ ایک کریم کا قول ہے!

اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ﴿۳۳﴾ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۳۴﴾ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هٰهُنَا حَمِيْمٌ ﴿۳۵﴾ وَّلَا طَعَامٌ اِلَّا مِنْ غِسْلِيْنٍ ﴿۳۶﴾ لَّا يَاْكُلُهٗۤ اِلَّا الْخَاطِـُٔوْنَ ﴿۳۷﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۴۰﴾ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ﴿۴۴﴾ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ﴿۴۵﴾ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۰﴾ وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ ﴿۵۱﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ﴿۵۲﴾

[ترجمہ] یہ خدائے عظیم پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا۔ لہٰذا آج اس کا یہاں کوئی دوست نہیں ہے اور پیپ کے علاوہ اس کی کوئی غذا نہیں ہے جسے خطاکاروں کے سوا کوئی نہیں کھاتا۔ پس مجھے قسم ہے ان

https://www.shiabookspdf.com

چیزوں کی جو تم دیکھتے ہو اور ان کی بھی جو تمھیں نظر نہیں آتیں۔ یقیناً یہ ایک کریم رسولؐ کا قول ہے اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ہے۔ تم کم ہی ایمان لاتے ہو اور نہ ہی یہ کسی کاہن کا قول ہے۔ تم کم ہی اس پر غور کرتے ہو۔ یہ عالمین کے ربّ کی طرف سے نازل کردہ ہے۔ اور اگر اس (نبیؐ) نے کوئی تھوڑی سی بات گھڑ کر ہماری طرف منسوب کی ہوتی تو ہم اسے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر اس کی شہ رگ کاٹ دیتے۔ پھر تم میں سے کوئی مجھے اس سے روکنے والا نہ ہوتا اور یہ پرہیزگاروں کے لیے یقیناً ایک نصیحت ہے اور ہم جانتے ہیں کہ تمھارے درمیان کچھ لوگ تکذیب کرنے والے ہیں۔ یہ تکذیب کفار کے لیے یقیناً باعثِ حسرت ہوگی اور یہ یقینی حق ہے۔ پس آپ اپنے ربّ کے نام کی تسبیح کریں۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ میں نے آپؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ﴿۴۰﴾ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ولایتِ علیؑ کے بارے میں کہا۔

پھر میں نے وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۴۱﴾ (یہ کسی شاعر کا قول نہیں، بہت کم ایمان لاتے ہو) کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: قریش نے کہا: محمدؐ (نعوذ باللہ) بہت بڑا جھوٹا ہے۔ یہ اپنے ربّ پر جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے علیؑ کے بارے میں کچھ بھی حکم نہیں دیا۔ یہ خود ہی کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہ ولایتِ علیؑ عالمین کے ربّ کی طرف سے نازل شدہ ہے اور اگر یہ محمدؐ کچھ بھی جھوٹ بنا کر ہماری طرف نسبت دیتا تو ہم اس کے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی شہ رگ کاٹ دیتے۔ پھر فرمایا: یہ ولایتِ علیؑ متقین کے لیے نصیحت ہے اور ہم جانتے ہیں کہ ہمارے کہنے کے باوجود بھی تم میں سے کچھ تکذیب کرنے والے ہیں اور یہ علیؑ کافروں کے

https://www.shiabookspdf.com

لیے باعث حسرت ہے اور ولایتِ علی یقیناً برحق ہے۔ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿۹۶﴾ کہ آپؐ اپنے عظیم ربّ کا شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو یہ فضل عطا فرمایا ہے۔

حدیث 2 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ تو بنی عدی کے ایک شخص نے کہا: خدا کی قسم! اللہ نے آپ کو اس کا کوئی حکم نہیں دیا اور نہ ہی کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔ اس نے خود اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿۴۴﴾..... اگر محمدؐ چھوٹی سی بات بھی بنا کر ہماری طرف نسبت دیتا تو ہم اس کے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی شہ رگ کاٹ دیتے۔ یہ محمدؐ ان کافروں کے لیے باعث حسرت ہوگا اور علیؑ کی ولایت یقیناً برحق ہے۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ ﴿۴۴﴾ مراد ہے کہ اگر محمدؐ ایسا کرتا۔ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ﴿۴۵﴾ مراد ہے کہ ہم پوری طاقت کے ساتھ اس سے انتقام لیتے اور ہم اس کی شہ رگ کاٹ دیتے۔ اللہ کو کوئی عاجز کرنے والا نہیں تھا اور رسولؐ سے روکنے والا بھی کوئی نہ ہوتا۔ اور امیر المومنینؑ ان کافروں کے لیے باعث حسرت ہے۔ پس آپؐ اپنے عظیم ربّ کے نام کی تسبیح کرتے رہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ المعارج

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ الحاقۃ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات چوالیس (۴۴) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جابر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سورہ سَاَلَ سَآئِلٌ (معارج) کو زیادہ پڑھا کرو۔ جو بندہ اس سورہ کو زیادہ پڑھے گا قیامت کے دن اللہ اُس کے بُرے اعمال کے بارے میں نہیں پوچھے گا اور اس کو جنّت میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سکونت عطا فرمائے گا، ان شاء اللہ!

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورۂ معارج کی تلاوت کرے گا وہ ان مخلص مومنین میں سے شمار ہوگا جنھوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو درک کیا ہو اور جو بندہ اسیر و قید میں ہو اگر وہ اس سورہ کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو رہائی عطا فرمائے اور جب تک رہا نہ ہوجائے گا وہ حفظ و امان میں رہے گا، اور سلامتی کے ساتھ اپنے اہل وعیال کے پاس پلٹ کر آئے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ رات کے وقت اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ جنابت و احتلام سے محفوظ رہے گا اور تا صبح تمام رات امن و امان میں رہے گا، ان شاء اللہ!

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلۡکٰفِرِیۡنَ لَیۡسَ لَہٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰہِ ذِی الۡمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ اِلَیۡہِ فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗ خَمۡسِیۡنَ اَلۡفَ سَنَۃٍ ۚ﴿۴﴾

[ترجمہ] ایک سوال کرنے والے نے عذاب کا سوال کیا جو واقع ہونے ہی والا ہے۔ کفار کے لیے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں ہے۔ عروج کے مالک اللہ کی طرف سے ہے۔ ملائکہ اور روح اس کی طرف اُوپر چڑھتے ہیں ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے نقل کیا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: مغرب کی طرف سے ایک آگ نکلے گی جس کو ایک فرشتہ پیچھے سے ہانک رہا ہوگا یہاں تک کہ وہ آگ سعد بن ہمام کے گھر تک آئے گی جو ان کی مسجد کے پاس ہوگا اور وہ بنی اُمیہ کا کوئی گھر نہیں چھوڑے گی، سب کو اہل خانہ سمیت جلا دے گی اور ہر وہ گھر جس میں کوئی بھی دشمن آلِ محمدؐ ہوگا اس کو جلا دے گی اور یہ سب امام مہدی علیہ السلام کے وقت ہوگا۔

ایک اور روایت میں ذکر ہوا ہے کہ جنگ بدر کے دن جب دونوں لشکر آمنے سامنے کھڑے تھے اس وقت ابوجہل ملعون نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھائے اور دُعا کی: اے خدا! اس (محمدؐ) نے ہمارے رحم کو قطع کیا

https://www.sbiabookspdf.com

ہے اور وہ دین لے کر آیا ہے جس کو ہم نہیں جانتے۔ پس تو اس پر عذاب نازل کر۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ سوال کرنے والے نے سوال کیا: جو کافروں سے ٹلنے والا نہیں ضرور کافروں پر واقع ہو کر رہے گا۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب عبدالرحمٰن بن کثیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ کے بارے میں فرمایا: ایک شخص نے اوصیاء خدا اور شب قدر اور جو کچھ شب قدر میں اوصیاء کی طرف الہام ہوتا ہے اور شب قدر کی عظمت اور شان کے بارے میں سوال کیا تو رسولؐ خدا نے فرمایا کہ تو نے خصوصاً اس عذاب کے بارے میں سوال کیا ہے جو محقق ہے۔ پھر تو نے کفر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ امر تحقیق پذیر نہیں۔ پس اگر یہ ہو گیا تو اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ عروج والے ربّ کی طرف واقع ہو کر رہے گا۔

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيْلًا ﴿۵﴾

[ترجمہ] آپؐ اس پر صبر جمیل کریں۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن سلیمان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب جعفر سے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں فرمایا: سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ خدا کی قسم! یہ آیت حضرت جبرئیلؑ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یوں لے کر آئے تھے: سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لکافرین بولایة علی لیس له دافع۔

ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کے بارے میں سوال کیا جو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار و کفر کرنے والوں کے لیے واقع ہو کر رہے گا، اس کو ٹالنے والا کوئی نہیں ہے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھا کہ امیر المومنین علی علیہ السلام تشریف لائے۔ جب آپؑ

https://www.shiabooks.pdf.com

نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو فرمایا: اگر مجھے خوف نہ ہو کہ آپؑ کے بارے میں میری اُمت کا ایک گروہ وہ کچھ نہ کہہ دے جو نصاریٰ نے حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کہا تھا تو میں تمھارے وہ فضائل بیان کرتا کہ تم جہاں سے بھی گزرتے لوگوں تمھارے قدموں کی خاک کو تبرک کے طور پر اُٹھا لیا کرتے۔

جب آپؑ نے یہ فرمایا تو وہ اعرابی مغیرہ بن شعبہ اور قریش کے چند لوگ ان کے پاس موجود تھے، غصے میں آ گئے اور انھوں نے کہا: یہ علیؑ کی مثال عیسیٰؑ بن مریمؑ سے کم تر کسی پر راضی ہی نہیں ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی:

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَقَالُوا ءَأَلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾

(سورۂ زخرف: آیت ۵۷ تا ۶۰) ''اور جب ابن مریمؑ کی مثال دی گئی تو آپؐ کی قوم نے اس پر شور مچایا اور کہنے لگے: کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا وہ؟ انھوں نے حضرت عیسیٰؑ کی مثال صرف برائے بحث بیان کی ہے بلکہ یہ لوگ تو جھگڑالو ہیں۔ وہ تو بس ہمارے بندے ہیں جن پر ہم نے انعام کیا اور ہم نے انھیں بنی اسرائیل کے لیے نمونہ بنا دیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو زمین میں تمھاری جگہ فرشتوں کو جانشین بنا دیتے''۔

لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ سے مراد بنی ہاشم ہیں۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حارث بن نعمان فہری کو غصہ آ گیا اور اس نے غصے اور بُغض میں یہ بددُعا کر دی کہ اے اللہ! یہ تیری طرف سے برحق ہے، تحقیق بنی ہاشم یکے بعد دیگرے ایک کے بعد ایک وارث بنتے جائیں گے۔ ہم پر آسمان سے پتھر نازل فرما۔ ہمارے لیے دردناک عذاب بھیج دے۔

اللہ تعالیٰ نے حارث کی بات پر اس آیت کو وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿٣٣﴾ (سورۂ انفال، آیت ۳۳) ''اے محمدؐ! جب تک آپؐ ان کے درمیان موجود ہیں اللہ ان کو ہرگز عذاب نہیں دے گا اور اللہ ان کو عذاب نہیں دے گا جب کہ یہ استغفار کرنے والے ہیں''۔ نازل فرمایا۔

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوعمر! یا تم توبہ کرو، نہیں تو یہاں

سے چلے جاؤ۔ تو اس نے کہا: اے محمدؐ! جو آپؐ کے ہاتھ میں ہے اس میں سے کچھ دوسرے عربوں کے لیے قرار دیں۔ تم نے سارے فضائل، عزت و کرامت فقط بنی ہاشم کے لیے قرار دی ہے اور ان کو عرب و عجم پر مکرم قرار دیا ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کی تقسیم کرنا یہ میرے اختیار میں نہیں ہے بلکہ اللہ کے اختیار میں ہے۔

حارث نے کہا: اے محمدؐ! میرا دل توبہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا لیکن میں آپؐ کی محل سے چلا جاتا ہوں۔ اس نے اپنی سواری کو منگوایا اور سوار ہو کر شہر سے باہر کی طرف چلا گیا۔ جب مدینہ سے باہر نکلا ہی تھا کہ آسمان سے ایک پتھر آیا اور اس کے سر کو کچل دیا۔ پھر رسولِ خدا پر وحی نازل ہوئی: سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ؕ﴿۳﴾ (سوال کرنے والے نے اسے عذاب کا سوال کیا جو حضرت علیؑ کی ولایت کے منکر و کافر پر واقع ہو کر رہنے والا ہے۔ اس کو کوئی ٹالنے والا نہیں۔ وہ صاحب عروج اللہ کی طرف سے ہے"۔

راوی: میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں ہم اس آیت کو اس طرح نہیں پڑھتے (بولایت علی کا لفظ ہم نہیں پڑھتے)۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! حضرت جبرئیلؑ رسولِ خدا کے پاس اس آیت کو اسی طرح لے کر آئے تھے اور حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے مصحف میں یوں ہی ذکر ہے۔ پس منافقین میں سے حارث کے جو حواری تھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: جاؤ اپنے ساتھی کی خبر لو، جس کا اس نے مطالبہ کیا تھا وہ اس پر آچکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۙ﴿۱۵﴾ (سورۂ ابراہیم: آیت ۱۵) "اور انبیاءؑ نے فتح و نصرت مانگی تو ہر سرکش دشمن نامراد ہو کر رہ گیا"۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب حسین بن محمد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب سفیان بن عیینہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی تھی تو اس نے مجھے کہا: اے میرے بھائی کے فرزند! تو نے مجھ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا ہے کہ جس کے بارے میں تجھ سے قبل کسی ایک نے بھی سوال نہیں کیا ہے۔ پھر کہا کہ میں نے اس کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا تھا جو تو نے کیا ہے تو آپؑ نے فرمایا: مجھے میرے والد ماجدؑ نے بیان کیا ہے اور انھوں نے میرے دادا سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے

https://www.shiabookspdf.com

والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ جب غدیر خم کا دن آیا تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کو بلایا۔ پھر ان کا ہاتھ پکڑا اور بلند کیا اور اتنا بلند کیا کہ دونوں کے بغلوں کی سفیدی نظر آئی اور پھر آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! کیا میں نے تمھارے سامنے رسالت کی تبلیغ نہیں کی؟ اور کیا میں نے تمھیں نصیحت نہیں کی؟

سب نے عرض کیا: اللہ گواہ ہے کہ آپؐ نے تبلیغ و رسالت بھی کردی ہے اور نصیحت بھی کی ہے۔

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ "جس جس کا میں مولا ہوں اس کا علیؑ مولا ہے۔ اے اللہ! جو علیؑ سے دوستی رکھے تو اس سے دوستی رکھ، جو علیؑ سے دشمنی رکھے تو بھی اس کا دشمن ہوجا"۔

جب آپؐ کا یہ اعلانِ عام ہوا تو اس کے بارے میں حارث بن نعمان فہری کو بھی خبر ہوئی۔ وہ اپنی سواری پر سوار ہوا اور رسولِؐ خدا کے پاس آیا۔ رسولِؐ خدا اس وقت ابطح میں تھے پس اس نے اُونٹنی کو بٹھایا پھر اس کو باندھا اور رسولِؐ خدا کے پاس آیا اور یوں گویا ہوا: اے عبداللہ کے بیٹے! تُو نے ہمیں خدا کی توحید کی دعوت دیتے ہوئے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرو تو ہم نے یہ اقرار کیا۔ پھر تُو نے ہمیں اپنی رسالت کی دعوت دی تو ہم نے اسے بھی قبول کیا۔ اگرچہ ہمارے دلوں میں کچھ اور تھا پھر بھی ہم نے آپؐ کی اطاعت کی۔ پھر تُو نے ہمیں کہا: نماز پڑھو۔ تو ہم نے نماز پڑھی۔ پھر تُو نے ہمیں کہا: روزے رکھو تو ہم نے روزے رکھے۔ پھر تُو نے کہا: حج کرو، پس ہم نے حج بھی کیا۔ پھر تُو نے یہ بھی کہہ دیا ہے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ..... (اے اللہ! جو علیؑ سے محبت کرے تو اُس سے محبت کر اور جو علیؑ سے دشمنی رکھے تو اس کا دشمن ہوجا)۔ اے محمدؐ! یہ اعلان تیری طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے ہے؟

رسولِؐ خدا نے فرمایا: بلکہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس کا تین مرتبہ تکرار فرمایا۔

یہ سن کر وہ غضب ناک حالت میں کھڑا ہوا اور اس نے یوں کہا: اے اللہ! محمدؐ نے جو کہا ہے اگر وہ سچ ہے تو ہم پر پتھر کی بارش کردے تاکہ وہ ہمارے اور اوّل و آخر کے لیے آیت و نشانی ہوجائے۔ اور اگر تیرا محمدؐ جھوٹا ہے تو اس پر اپنا عذاب نازل فرما۔ ان کلمات کے بعد وہ ناقہ پر سوار ہوا اور اس پر سیدھا ہی ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے سر پر ایک پتھر مارا۔ پس وہ مُردہ ہوکر گر پڑا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ

https://www.maktabah.org

وَّاقِعٌ ۝۱ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝۲ مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝۳ (ایک سوال کرنے والے نے عذاب کے بارے میں جو ولایتِ علیؑ کے منکر و کافر کے لیے حتماً واقع ہونے والا ہے جو صاحبِ عروج و بلندی اللہ کی طرف سے ہے)۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت کی یوں تلاوت فرمائی: سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٌ ۝۱ لِّلْكٰفِرِيْنَ بولایت علی لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝۲

پھر فرمایا: حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے مصحف میں یوں ہی ذکر ہوا ہے۔

حدیث 5 مجمع البیان میں جناب ابوعلی الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے آباؤاجداد کے ذریعے نقل کیا ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم کے دن حضرت علی علیہ السلام کو منتخب کرتے ہوئے فرمایا: من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔ تو یہ خبر شہروں میں پھیل گئی تو حارث بن نعمان فہری رسولِ خدا کے پاس آیا اور یوں بولا:

اے محمدؐ! آپؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم یہ گواہی دیں کہ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ پھر آپؐ نے ہمیں جہاد اور حج، روزہ اور نماز و زکوٰۃ کا حکم دیا۔ ہم نے یہ سب کچھ قبول کیا۔ پھر اس پر بھی آپؐ راضی نہیں ہوئے یہاں تک کہ ہمارے اُوپر اپنے چچازاد اس جوان کو مسلط کرتے ہوئے فرما دیا ہے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ کیا یہ حکم آپؐ کی طرف سے ہے یا اس کا اللہ نے حکم دیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ تحقیق یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو حارث بن نعمان فہری یہ کہتے ہوئے واپس مڑا۔ اے اللہ! اگر یہ حق ہے اور واقعاً تیری طرف سے نازل ہوا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش نازل کردے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کے سر پر پتھر مارا اور وہ ملعون وہی مر گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٌ ۝۱

مؤلف بیان کرتے ہیں کہ سورۂ انعام میں اس آیت قُلْ فَلِلّٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۚ ..... کے ذیل میں ایک طویل حدیث اس کے بارے میں بیان ہو چکی ہے۔

حدیث 6 غیبۃ النعمانیہ میں جناب محمد بن ابراہیم النعمانی نے جناب جابر سے نقل کیا ہے، وہ بیان

https://www.shiabookspdf.com

کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے فرمایا: تم اس سورہ کو کس طرح پڑھتے ہو؟

میں نے عرض کیا: کون سی سورہ کو؟

آپؑ نے فرمایا: سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ کو۔

میں نے عرض کیا: ہم اس کو یوں ہی پڑھتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: یہ یوں نہیں بلکہ یوں ہے: سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ (کذا) اس عذاب سے مراد وہ آگ کا عذاب ہے جو بنی اسد کے کناسہ تک اور وہاں سے بنی ثقیف کے گھروں تک جائے گا اور آلِ محمدؐ کے کسی دشمن کو نہیں چھوڑے گا۔ مگر یہ کہ اس کو جلا دے گی۔

حدیث 7 غیبۃ النعمانیہ میں جناب محمد بن ابراہیم نعمانی نے جناب صالح بن سہل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ کی تاویل میں فرمایا: ایک عذاب ثویہ میں نازل ہوگا اور اس عذاب سے مراد آگ ہے کہ جو بنی اسد کے کناسہ تک پہنچے گی اور بنی ثقیف تک جائے گا اور یہ آلِ محمد علیہم السلام کے کسی دشمن کو نہیں چھوڑے گا مگر یہ کہ اس کو جلا دے گا اور یہ قائم آلِ محمدؐ کے ظہور سے قبل ہوگا۔

حدیث 8 تفسیر ثعلبی میں علامہ الثعلبی نے اپنی سند کے ساتھ جناب سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے، ان سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا گیا کہ یہ آیت سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے؟ تو انھوں نے کہا: اے بندۂ خدا! تو نے مجھ سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا ہے جس کے بارے میں تجھ سے قبل کسی نے بھی سوال نہیں کیا۔ پھر کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد کے ذریعے مجھے بیان کیا ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر کے مقام پر لوگوں کو ندا دی اور لوگوں کو جمع کیا۔ پھر علیؑ بن ابی طالبؑ کا ہاتھ پکڑا اور بلند کر کے فرمایا: من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔ اور یہ خبر تمام شہروں میں پھیل گئی۔ حارث بن نعمان فہری کو بھی اس کے بارے میں خبر ہوگئی۔ وہ اپنی ناقہ پر سوار ہو کر رسولؐ خدا کے پاس آیا۔ آپؐ اس وقت ابطح میں تشریف فرما تھے۔ وہ اپنی ناقہ سے اُترا اور رسولؐ خدا کی محفل میں آیا۔ اصحاب رسولؐ خدا کے اردگرد موجود تھے۔ اس نے یوں کہا: اے محمدؐ! تو نے ہمیں حکم دیا کہ ہم گواہی دیں کہ اللہ

https://play.google.com/store/books/pdf

وحدہ لاشریک کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور آپؐ اس کے رسول ہیں۔ تو ہم نے قبول کرلیا۔ پھر آپؐ نے ہمیں نماز کا حکم دیا تو ہم نے نماز پڑھی۔ پھر آپؐ نے ہمیں پورا ایک ماہ روزے رکھنے کا حکم دیا تو ہم نے قبول کیا اور پھر آپؐ نے ہمیں حج کا حکم دیا تو ہم نے وہ بھی قبول کرلیا۔ پھر آپؐ اس پر بھی راضی و خوش نہ ہوئے کہ آپؐ نے اپنے چچازاد کو ہم پر بلند کردیا ہے اور اس کو ہم پر فضیلت دے دی ہے۔ آپؐ نے کہہ دیا ہے کہ من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ۔ کیا یہ حکم آپؐ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے ہے؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم و امر ہے۔

پس حارث مڑا اور یہ کہتے ہوئے اپنی سواری کی طرف چل پڑا اور کہا: اے اللہ! محمدؐ نے جو کچھ کہا ہے اس میں اگر وہ سچا ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا دے یا دردناک عذاب دے۔ وہ یہ کہنے کے بعد اپنی ناقہ تک نہیں پہنچا تھا کہ اس کو ایک پتھر لگا اور وہ اس کے نامعلوم مقام سے نکل گیا اور وہی ہلاک ہوگیا۔ تو اس وقت یہ آیت سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۙ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۙ﴿۲﴾ نازل ہوئی۔

قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ﴿۴﴾ (اس دن جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے) کے ذیل میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن پچاس مقامات پر کھڑا کیا جائے گا اور ہر جگہ پر ایک ایک ہزار سال رُکنا پڑے گا۔ (پس قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہوگا)۔

حدیث 2 الکافی، جلد دوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حفص بن غیاث سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ وہ خدا سے جو طلب کرے خدا اس کو عطا کردے تو اس کو چاہیے کہ وہ سب لوگوں سے اپنی اُمید و ناطہ توڑے اور اس کی فقط اللہ سے اُمید ہو۔ تو جب اللہ کسی بندے میں دیکھتا ہے کہ اس بندے کے دل میں یہ پایا جاتا ہے تو پھر وہ جو طلب

https://www.shiabookspdf.com

کرتا ہے اللہ اس کو دیتا ہے۔ پس تم اپنا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تمھارا محاسبہ کیا جائے کیونکہ قیامت کے دن پچاس رُکنے کے مقامات ہیں اور ہر مقام پر ہزار سال روکا جائے گا۔ پھر آپؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝

مؤلف بیان کرتے ہیں کہ اسی حدیث کو جناب شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب امالی میں بھی اسی سند کے ساتھ جناب حفص بن غیاث سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ وہ خدا سے جو طلب کرے وہ اس کو عطا کیا جائے۔

نیز اسی روایت کو جناب شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی امالی میں جناب حفص بن غیاث سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

حدیث 3 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قیامت کے دن اگر اللہ کے علاوہ کوئی اور مخلوق حساب و کتاب کرے تو اس کو پچاس ہزار سال لگ جائیں گے کہ وہ مخلوق کے حساب سے فارغ ہوگا۔ لیکن اللہ تمام مخلوق کے حساب سے ایک گھنٹے میں فارغ ہوجائے گا۔

ابوسعید خدریؓ سے نقل ہوا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا: یارسولؐ اللہ! قیامت کا دن کس قدر طویل ہوگا؟

آپؐ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ قیامت کا دن مومن پر اس قدر چھوٹا ہوگا جتنا وہ دُنیا میں نمازِ واجب کے ادا کرنے میں وقت لگاتا ہوگا۔

حدیث 4 مجمع البیان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ قیامت کے نصف دن میں اہل جنّت، جنّت کی طرف اور اہل جہنم، جہنم کی طرف چلے جائیں گے۔

حدیث 5 کتاب الرجعت میں جناب سید معاصر نے جناب اسد بن اسماعیل سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ زمانۂ رجعت میں جب رسولؐ خدا واپس آئیں گے تو آپؐ پچاس ہزار سال حکومت کریں گے اور پھر چوالیس ہزار سال امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام حکومت کریں گے۔

https://www.shiabookspdf.com

آسمان اس دن پگھلی ہوئی دھات کی مانند ہوجائے گا

اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا ۙ﴿۶﴾ وَّنَرٰىهُ قَرِيْبًا ؕ﴿۷﴾ يَوْمَ تَكُوْنُ السَّمَآءُ
كَالْمُهْلِ ۙ﴿۸﴾ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۙ﴿۹﴾ وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۚ﴿۱۰﴾
يُّبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِيْ مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ
بِبَنِيْهِ ۙ﴿۱۱﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَاَخِيْهِ ۙ﴿۱۲﴾ وَفَصِيْلَتِهِ الَّتِيْ تُـْٔوِيْهِ ۙ﴿۱۳﴾ وَمَنْ فِي
الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ ثُمَّ يُنْجِيْهِ ۙ﴿۱۴﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۙ﴿۱۵﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚ﴿۱۶﴾
تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۙ﴿۱۷﴾ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ۙ﴿۱۸﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ
هَلُوْعًا ۙ﴿۱۹﴾ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۙ﴿۲۰﴾ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۙ﴿۲۱﴾

[ترجمہ] یہ لوگ یقیناً اس (عذاب) کو دُور خیال کرتے ہیں اور ہم اسے قریب دیکھ رہے ہیں۔ اس دن آسمان پگھلی ہوئی دھات کی مانند ہوجائے گا اور پہاڑ رنگین اُون کی طرح ہوجائیں گے اور کوئی دوست کسی دوست کو نہیں پوچھے گا حالانکہ وہ انھیں دکھائے جائیں گے۔ مجرم چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لیے اپنے بیٹوں کا فدیہ دے دے اور اپنی زوجہ اور اپنے بھائی کو اور اپنے اس خاندان کو جو اُسے پناہ دیتا تھا اور روئے زمین پر سب بسنے والوں کو تاکہ وہ اپنے آپ کو نجات دلائے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا کیونکہ وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ ہے جو منہ اور سر کی کھال ادھیڑنے والی ہے۔ وہ ہر پیٹھ پھیرنے والوں اور منہ موڑنے والوں کو پکارے گی اور اسے بھی جس نے مال جمع کیا اور بند رکھا انسان یقیناً کم حوصلہ والا خلق ہوا ہے۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا جاتا ہے اور جب اسے آزمائش حاصل ہوتی ہے تو بخل کرتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: يَوْمَ تَكُونُ السَّمَآءُ كَالْمُهْلِ ۙ﴿۸﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ قیامت والے دن آسمان پگھلے ہوئے سیسہ اور تانبا کی مانند پگھل جائیں گے اور اس آیت وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا ۚ﴿۱۰﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ کوئی دوست قیامت کے دن اپنے دوست کو کوئی فائدہ و نفع نہیں دے سکے گا اور اس آیت: يُبَصَّرُوْنَهُمْ ؕ کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد ہے کہ وہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے۔ ان کی معرفت و شناخت ہوگی۔ پھر بھی ایک دوسرے سے سوال نہیں کر سکیں گے۔ مجرم چاہے گا کہ عذاب سے بچنے کے لیے سب کو فدیہ کر دے۔ اپنی اولاد، بیوی، بھائیوں اور اپنے خاندان کو اور اپنی ماں کو بھی فدیہ کر دے۔ پھر بھی بچ نہ پائے گا۔

اور اس آیت: كَلَّا ؕ اِنَّهَا لَظٰى ۙ﴿۱۵﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ وہ جہنم کی آگ ان پر شعلہ ور ہوگی اور اس آیت: نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۚ﴿۱۶﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ وہ آگ ان کی آنکھوں کو نکال دے گی اور منہ سیاہ ہو جائے گا۔ اور اس نے اس آیت: تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ۙ﴿۱۷﴾ یعنی ان منہ موڑنے والوں کو جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔ وَجَمَعَ فَاَوْعٰى ﴿۱۸﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ وہ مال جمع کرتے ہیں اور اس کو ذخیرہ کرتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے۔ اور اس آیت: اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا ۙ﴿۱۹﴾ کے ذیل میں لکھا کہ انسان کو حریص خلق کیا گیا ہے۔ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۙ﴿۲۰﴾ کے ذیل میں لکھا ہے۔ شر سے مراد فقر و فاقہ ہے یعنی جب انسان کو فقر و فاقہ لاحق ہو جاتا ہے تو وہ گھبرا جاتا ہے۔ وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۙ﴿۲۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے خیر سے غناء اور دولت کی وسعت مراد ہے۔

اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۙ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ۙ﴿۲۳﴾

[ترجمہ] سوائے نماز گزاروں کے جو اپنی نماز کی ہمیشہ پابندی کرتے ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۙ﴿۲۲﴾ کے ذریعے نمازیوں کا ان لوگوں سے استثناء کیا گیا ہے جن کا گذشتہ آیات میں ذکر کیا گیا ہے۔ پھر نمازیوں کے اچھے اوصاف کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا: وہ ہمیشہ

https://www.shiabookspdf.com

اپنی نمازوں کی پابندی سے ادا کرتے ہیں اور فرمایا: وہ نمازی جب اپنے اُوپر نوافل کو فرض کر لیتے ہیں تو اس پر ان کو ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔

حدیث 2 الکافی، جلد سوم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضیل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ سے مراد ہے کہ وہ اپنی واجب و فریضہ نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ پھر میں نے اس آیت: الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ وہ نوافل پر قائم رہتے ہیں یعنی وہ نوافل کو ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔

حدیث 3 خصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ﴿۲۲﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ کے ذیل میں فرمایا: خدا کی قسم ان سے مراد ہمارے شیعوں میں سے پانچ کے اصحاب مراد ہیں۔ پھر آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے بھی ہمارے شیعوں میں سے پانچ کے اصحاب مراد ہیں۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے آپ سے اس آیت اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس سے مراد ہمارے شیعہ ہیں۔

حدیث 4 خصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ اور دادؑا سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: بندہ واجب نماز کے وقت میں نوافل ادا نہ کرے سوائے کسی عُذر کے۔ اگر اس سے نوافل قضا ہو جائیں تو فرائض کے بعد ان کی اگر ممکن ہو تو قضا کرے۔ پھر آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ﴿۳۵﴾ مراد ہے کہ نمازی سے جو رات کے نوافل قضا ہو جاتے ہیں ان کو دن میں ادا کر لیتے ہیں اور جو نوافل دن کو قضا ہو جاتے ہیں ان کو رات کو ادا کر لیتے ہیں۔ لیکن وہ نمازِ فریضہ کے وقت میں نوافل کی قضا نہیں کرتے۔ پہلے وہ واجب ادا کرتے ہیں پھر تم جو چاہو وہ نماز پڑھو۔

https://www.shiabookspdf.com

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾

[ترجمہ] اور وہ جن کے اموال میں ایک معین حق ہے سائل اور محروم کے لیے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد سوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلمۃ بن مہران سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے امیروں کے مال میں فقراء کے لیے ایک فریضہ مالی قرار دیا ہے جس کے ادا کرنے میں ان کی کوئی تعریف وثناء نہیں ہوگی کیونکہ وہ ان پر واجب ہے اور وہ زکوٰۃ ہے جس کی وجہ سے ان کے خون محفوظ ہیں اور اس کی وجہ سے ان کو مسلمان کہا جائے گا لیکن اللہ تعالیٰ نے امیروں کے مالوں میں سے کچھ حقوق قرار دیئے ہیں جو زکوٰۃ کے علاوہ ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ (کہ ان کے اموال میں ایک معلوم حق ہے)۔

فرمایا: اس حق معلوم سے مراد زکوٰۃ کے علاوہ حق ہے اور یہ وہ حق ہے جس کو بندہ خود اپنے مال میں اپنے اُوپر فرض کرلیتا ہے۔ اس پر واجب ہے کہ وہ اپنی مالی وسعت کے لحاظ سے اس کو ادا کرے۔ پس وہ جو اس نے اپنے مال میں فرض کیا ہے وہ خواہ ہر روز دے یا اگر چاہے تو ہر جمعہ کو دے یا ہر ماہ میں دے۔ یعنی مراد صدقہ ہے جو فقراء کو دیا جاتا ہے۔

حدیث 2 الکافی، جلد سوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھے اور ہمارے ساتھ کچھ مالدار افراد بھی موجود تھے۔ پس انھوں نے زکوٰۃ کا ذکر کیا تو آپؑ نے فرمایا: تحقیق زکوٰۃ ادا کرنے والے کی تعریف و مدحت نہیں ہوگی وہ ایک واضح وظاہر واجب ہے۔ اس کے ذریعے صاحب مال کا خون محفوظ رہے گا اور اس کے ذریعے ہی اس کا نام مسلمان رکھا جائے گا اور جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا اس کی نماز قبول نہیں ہوگی اور تحقیق تمھارے اموال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی تمھارے ذمہ ایک حق ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا تم نے اللہ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے: فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾

https://www.shiabookspdf.com

لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾

ابوبصیر: میں نے عرض کیا کہ وہ حق معلوم کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ حق ہے جو بندہ اپنے مال میں خود قرار دیتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ اس حق (صدقہ) کو ہر روز ادا کرتا ہے یا ہر جمعہ کو ادا کرتا ہے یا ہر ماہ ادا کرتا ہے، خواہ وہ کم ہو یا زیادہ مگر وہ اس پر دائمی نہیں ہے۔

حدیث 3 الکافی، جلد سوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن جابر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ کے بارے میں عرض کیا کہ کیا یہ حق زکوٰۃ کے علاوہ ہے؟

تو آپؑ نے فرمایا: وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت عطا کی ہوئی ہے وہ اس مال سے ہزار دو ہزار یا تین ہزار یا کم یا زیادہ نکالتا ہے پس وہ اس کے ذریعے صلہ رحمی کرے گا اور اپنی قوم کے کمزور اور غریب لوگوں کی مدد کرے گا۔

حدیث 4 الکافی، جلد سوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب القسم بن عبدالرحمٰن الانصاری سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک بندہ حضرت امام علی بن حسین علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا: (اے فرزند رسولؐ) آپؑ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ کے بارے میں بتائیں کہ حق معلوم سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: حق معلوم سے مراد وہ چیز ہے جو بندہ اپنے مال میں سے خود نکالتا ہے، یہ زکوٰۃ کے علاوہ ہے، یہ حق نہ زکوٰۃ ہے، نہ ہی صدقہ واجبہ (فطرانہ) ہے کہ جو دونوں واجب ہیں۔

راوی: میں نے عرض کیا کہ جب وہ زکوٰۃ اور صدقہ مراد نہیں ہے تو کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ وہ شے ہے جس کو بندہ اپنے مال سے خود نکالتا ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ، جو وہ اپنے مال سے نکالتا ہے۔

راوی: میں نے عرض کیا: وہ اس مال سے کیا کرے گا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اس مال سے صلہ رحمی کرے گا اور کمزور و غریب کی مدد کرے گا۔ یا تمام کو مالی طور پر

https://www.shiabookspdf.com

اُٹھائے گا یا اپنے خاندان والوں کو اللہ تعالیٰ کے لیے۔ یا اس کا کوئی ایمانی بھائی کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو وہ اس کی مدد کرے گا۔

اس شخص نے کہا: اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کہاں رکھے۔

حدیث 5 الکافی، جلد سوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صفوان الجمال سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ﴿۲۵﴾ کے بارے میں فرمایا: محروم وہ بندہ ہے جو محنت کرتا ہے، خرید و فروخت کرتا ہے لیکن وہ خاندان کے جائز اخراجات پورے نہیں کر سکتا۔

ایک دوسری روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ دونوں اماموںؑ نے فرمایا: محروم وہ بندہ ہے جس کے پاس ہنر ہے اور وہ عقل مند بھی ہے، کوشش کرتا ہے پھر بھی وہ اپنے خاندان کی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا اور اس کے رزق میں وسعت نہیں آتی، وہ محروم ہے۔

حدیث 6 تفسیر العیاشی، جلد اوّل میں جناب محمد بن مروان سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے والد کے ساتھ طوافِ کعبہ کر رہا تھا کہ میرے والد کے پاس ایک لمبے قد کا کشادہ پیشانی والا شخص آیا جس کے سر پر عمامہ تھا۔ اس نے کہا: السلام علیك یاابن رسول اللہ۔ میرے والد ماجدؑ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

پھر اس نے عرض کیا: میں آپؑ سے چند چیزوں کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں کہ جن کو ایک یا دو افراد کے علاوہ کوئی نہیں جانتا ہوگا۔

آپؑ نے فرمایا: میرے والد ماجدؑ نے طواف کو پورا کیا اور حجر میں داخل ہوئے اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

پھر اس شخص نے عرض کیا: اے ابو جعفرؑ! یہاں پر مجھے جواب دیں۔

آپؑ اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے آپؑ سے سوالات کیے۔ اس کے سوالات میں سے ایک سوال یہ تھا کہ آپؑ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ﴿۲۴﴾ کے بارے میں بتائیں کہ یہ حق معلوم کیا ہے؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: یہ حق وہ چیز ہے جس کو بندہ خود اپنے مال سے نکالتا ہے۔ یہ زکوٰۃ کے علاوہ ہے۔ پس وہ اس مال سے مصیبت زدہ کی مدد کرے گا اور صلہ رحمی کرے گا۔

اس بندے نے میرے بابا سے کہا: اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ نے سچ فرمایا۔

میرے والد ماجدؑ کو اس کے اس قول سے تعجب ہوا۔ پھر وہ شخص کھڑا ہوا اور چلا گیا۔ میرے والد ماجدؑ نے مجھے فرمایا: اس شخص کو تلاش کرو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ میں اس شخص کو تلاش کرنے کے لیے نکلا تو میں نے اس کو کہیں نہ پایا۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ میں نے پوری حدیث سورۂ بقرہ میں اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً ؕ کے ذیل میں ذکر کردی ہے۔

حدیث 7 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عیسیٰ بن داؤد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے، انھوں نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت امام ابوجعفر باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فِیۡۤ اَمۡوَالِہِمۡ حَقٌّ مَّعۡلُوۡمٌ ﴿۲۴﴾ لِّلسَّآئِلِ وَالۡمَحۡرُوۡمِ ﴿۲۵﴾ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اے بندۂ خدا! اس کو یاد رکھنا اور مجھ سے روایت کرنے میں دِقّت کرنا (یعنی خیال رکھنا) تحقیق سائل اور محروم بہت عظیم شان والے ہیں۔ سائل سے مراد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ سے اپنے حق کا اپنی اہل بیتؑ کے بارے میں سوال کیا اور محروم سے مراد وہ ہے جس کو رسولؐ پاک کے بعد خمس سے محروم رکھا گیا اور وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ اور اُن کی ذُریت علیہم السلام ہیں۔

اے بندۂ خدا! کیا تُو نے سن لیا اور سمجھ لیا ہے؟ جو لوگ بیان کرتے ہیں وہ مراد نہیں ہے۔

وَالَّذِیۡنَ یُصَدِّقُوۡنَ بِیَوۡمِ الدِّیۡنِ ﴿۲۶﴾

[ترجمہ] اور جو روزِ جزا کی تصدیق کرتے ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن یحییٰ سے اور انھوں نے جناب علی بن

https://www.shiabookspdf.com

محمد سے اور انھوں نے جناب علی بن عباس سے اور انھوں نے الحسن بن عبدالرحمٰن سے اور انھوں نے جناب عاصم بن حمید سے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالَّذِيْنَ يُصَدِّقُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ (وہ روزِ جزاء کی تصدیق کرنے والے ہیں) کے ذیل میں فرمایا: مراد ہے کہ امام قائم علیہ السلام کے ظہور کی تصدیق کرنے والے ہیں اور ان کے ظہور پر ایمان لانے والے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ﴿۴۷﴾ اِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ غَيْرُ مَاْمُوْنٍ ﴿۴۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۴۹﴾ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿۵۰﴾

[ترجمہ] اور جو اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں، تحقیق ان کے ربّ کا عذاب بے خوف ہونے والی چیز نہیں ہے اور وہ لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے اس پر ان پر کوئی ملامت نہیں ہے۔

تفسیر

حدیث 1

الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوسارہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے متعہ کے بارے میں سوال کیا۔ آپؑ نے مجھے فرمایا: یہ جائز ہے لیکن پاک دامن وعفیفہ سے کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿۲۹﴾ (جس جگہ تو اپنے مال کے محفوظ ہونے میں مطمئن نہیں ہے وہاں اپنی شرمگاہ نہ رکھو)۔

مشرقوں ومغربوں کا ربّ

فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾ اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ

https://www.maablib.org

مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾ فَمَالِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قِبَلَكَ مُهْطِعِيْنَ ﴿۳۶﴾ عَنِ الْيَمِيْنِ
وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَيَطْمَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ
نَعِيْمٍ ﴿۳۸﴾ كَلَّا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ بِرَبِّ
الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَلٰۤى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ ۙ
وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ﴿۴۱﴾

[ترجمہ] اور جو لوگ اس کے علاوہ کی خواہش کریں وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ہیں اور جو اپنی گواہیوں پر قائم رہتے ہیں اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ جنتوں میں یہ ہی لوگ محترم ہوں گے۔ پھر ان کفار کا کیا ہوگا جو آپ کی طرف دوڑے چلے آتے ہیں۔ دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے گروہ در گروہ ہوکر۔ کیا ان میں سے ہر شخص یہ آرزو رکھتا ہے کہ اسے نعمت بھری جنت میں داخل کیا جائے۔ ہرگز نہیں! ہم نے انھیں اس چیز سے خلق کیا ہے جسے وہ جانتے ہیں۔ پس میں مشرقوں اور مغربوں کے ربّ (مالک) کی قسم کھاتا ہوں کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ ان کی جگہ ان سے بہتر لوگوں کو لے آئیں اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ کے اس قول: بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا: گرمیوں کے مشرق و مغرب، سردیوں کے مشرق و مغرب اور بہار کے مشرق و مغرب اور خزاں کے مشرق و مغرب مراد ہیں۔ یہ قسم ہے اور جواب قسم یہ ہے کہ ہم اس پر قادر ہیں کہ ہم تمھاری جگہ بہتر لوگوں کو لے آئیں اور ہم اس سے عاجز نہیں ہیں۔

حدیث 2 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن ابوحماد سے نقل کیا ہے

https://www.shiabookspdf.com

اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: بِرَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ کے ذیل میں فرمایا: سورج کے ہر سال تین سو ساٹھ مشرق ہیں اور اتنے ہی مغرب ہیں۔ ہر دن جس مقام سے سورج طلوع کرتا ہے وہاں سے دوسرے دن طلوع نہیں کرتا بلکہ آئندہ سال پھر اسی دن وہاں سے طلوع کرتا ہے اور جس مقام پر غروب کرتا ہے دوبارہ آئندہ سال تک اس مقام میں دوبارہ غروب نہیں کرتا۔ آئندہ سال پھر اس تاریخ کو اس مقام پر غروب کرتا ہے۔

حدیث 3 الاحتجاج میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الاصبغ بن نباتہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ کے منبر پر ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! مجھ سے سوال کرو، پوچھ لو، یہ سینہ علم سے پُر ہے۔

اس کے بعد ابن الکواء کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! مجھے اس آیت کے بارے میں بتائیں وَالذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۝۱ (سورۂ ذاریات: آیت ۱) کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہوائیں ہیں۔

پھر اس نے پوچھا: فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا ۝۲ (سورۂ ذاریات: آیت ۲) سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد بادل ہیں۔

پھر اس نے پوچھا: فَالْجٰرِيٰتِ يُسْرًا ۝۳ (سورۂ ذاریات: آیت ۳) سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد کشتیاں ہیں۔

پھر اس نے عرض کیا: فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا ۝۴ (سورۂ ذاریات: آیت ۴) سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ملائکہ ہیں۔

پھر ابن الکواء نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! میں نے قرآن میں تضاد پایا ہے اس کی ایک آیت دوسری آیت کو نقض کرتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابن الکواء! تیری ماں تیرے غم میں روئے، کتابِ خدا کی آیات ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں نا کہ ایک دوسرے کی نقض۔ جن آیات کے بارے میں تجھے ظاہر ہوا ہے کہ ایک دوسرے کی نقض

https://www.ahlibooks.com

کرتی ہیں وہ بیان کرو۔

اس نے عرض کیا: اے امیرالمومنینؑ! میں نے سنا ہے کہ قرآن ایک مقام پر فرماتا ہے: رَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ "مشرقوں اور مغربوں کا ربّ"۔ ایک اور آیت میں قرآن کہتا ہے: رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ (سورۂ رحمٰن: آیت ۱۷) "دو مشرقوں کا ربّ اور دو مغربوں کا ربّ"۔ پھر ایک اور آیت میں قرآن کہتا ہے: رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (سورۂ شعراء: آیت ۲۸) "مشرق و مغرب کا ربّ"۔

امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن الکواء تیری ماں تیرے غم میں روئے۔ ربّ مشرق و مغرب سے مراد مشرق و مغرب ہیں اور اللہ کے اس قول کہ ربّ مشرقین و مغربین سے مراد یہ ہے کہ سردیوں اور گرمیوں کا مشرق و مغرب الگ الگ ہیں۔ کیا تو سورج کے قرب اور دُوری کو جانتا ہے؟ اور جو اللہ نے فرمایا: مشرقوں کا ربّ اور مغربوں کا ربّ۔ اس سے مراد ہے سورج کے تین سو ساٹھ برج ہیں۔ ہر روز سورج الگ برج سے طلوع کرتا ہے اور الگ میں غروب کرتا ہے۔ جس سے ایک طلوع و غروب کرے آیندہ سال تک اس برج میں واپس نہیں آتا۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: بِرَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ کے ذیل میں فرمایا ہے کہ مشارق سے مراد انبیائے کرامؑ ہیں اور مغارب سے مراد اوصیاء عظامؑ ہیں (یہ باطنی تفسیر ہے)۔

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتّٰى يُلٰقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿۴۲﴾
يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلٰى نُصُبٍ يُوفِضُونَ ﴿۴۳﴾
خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۚ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا
يُوعَدُونَ ﴿۴۴﴾

[ترجمہ] پس آپ انھیں بیہودگی اور کھیل میں چھوڑ دیں یہاں تک کہ وہ اس دن کا سامنا کریں جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ جس دن وہ قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے گویا وہ کسی نشانی کی طرف بھاگ رہے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں جھک

https://www.shiabookspdf.com

رہی ہوں گی اور ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ یہ وہی دن ہے جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب یحییٰ بن میسر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ؕ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ۝ (ان کی آنکھیں جھک رہی ہوں گی اور اُن پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی۔ یہ وہی دن ہے جس کا اُن سے وعدہ کیا گیا تھا) کے ذیل میں فرمایا: اس دن سے مراد حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور کا دن ہے۔

maablib.org

https://www.shiabooks.pdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ نوح

یہ سورہ مکّی ہے جو سورۂ نحل کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات اٹھائیس (۲۸) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور قرآن کی تلاوت کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ سورۂ نوح کی تلاوت کو ترک نہ کرے۔ پس جو بندہ صابر اور اپنا احتساب کرتے ہوئے اس سورہ کی واجب یا نوافلہ نماز میں تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نیک لوگوں کی مساکن میں سکونت عطا فرمائے گا اور کرامت والی جنّت کے ساتھ تین جنتیں اور عطا فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی دو سو حوروں کے ساتھ اور چار ہزار بیوہ عورتوں سے شادی کروائے گا، ان شاء اللہ!

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ نوح کی تلاوت کے بعد اپنی حاجت کو طلب کرے گا تو اللہ اس کی حاجت کو پورا کرے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص سورۂ نوح کی تلاوت متواتر کرے گا تو اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ جنّت میں اپنا مقام دیکھ نہ لے۔ اور جب حاجت کے وقت اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو حکمِ خدا سے ضرور پوری ہوگی۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ① قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ② اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ③ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَآءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ④ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ⑤ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَآءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ⑥ وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَاسْتَغْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ⑦ ثُمَّ اِنِّيْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ⑧ ثُمَّ اِنِّيْٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ⑨ فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ⑩ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ⑪

[ترجمہ] ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تاکہ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آجائے۔ انھوں نے کہا: اے میری قوم! میں تمھیں واضح طور پر ڈرانے والا ہوں۔ اللہ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اللہ تمھارے گناہوں کو بخش دے گا اور ایک مقررہ وقت تک تمھیں مہلت دے گا۔ بے شک اللہ کا مقرر کردہ وقت جب آجائے گا تو مؤخر نہیں ہوگا۔ اے کاش! تم اس کو جانتے ہوتے۔

https://www.maktabah.org

نوحؑ نے کہا: اے میرے ربّ! میں اپنی قوم کو دن و رات دعوت دیتا رہا لیکن میری دعوت نے ان کے فرار میں اور ہدایت سے دُوری میں اضافہ ہی کیا ہے۔ اور میں نے جب بھی انھیں بلایا ہے تاکہ تو ان کی مغفرت کرے تو انھوں نے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانپ لیے اور اَڑ گئے اور بڑا تکبر کیا۔ پھر میں نے انھیں بلند آواز سے بلایا۔ پھر میں نے اُنھیں اعلانیہ طور پر اور نہایت خفیہ طور پر بھی دعوت دی اور کہا: اپنے ربّ سے معافی طلب کرو۔ وہ یقیناً بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے بارشیں برسائے گا۔

تفسیر

مؤلف فرماتے ہیں: سورۂ ہود کے شروع میں روایات کو ذکر کر دیا گیا ہے اس کی طرف رجوع کریں۔

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا کہ جناب الابرش الکلبی نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے مولاؑ! میری اولاد کوئی نہیں ہے، آپؑ مجھے کوئی دُعا تعلیم فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: ہر دن و رات میں سو سو مرتبہ استغفار کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم اپنے ربّ کی بارگاہ میں استغفار کرو۔ وہ تمھیں مال اور بیٹے عطا کرے گا۔

حدیث 2 الکافی، جلد ۶ میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ہشام بن عبدالملک کے پاس گئے تو اس نے آپؑ کو اپنے پاس آنے کی اجازت دینے میں تاخیر کر دی جس کا آپؑ کو بہت دُکھ ہوا۔ ہشام کا ایک دربان کھڑا تھا اور اس کا کوئی بچہ نہیں تھا۔ پس امامؑ اس کے قریب گئے اور فرمایا: کیا تیرے لیے ممکن ہے کہ تو مجھے ہشام کے پاس لے جائے تو میں تجھے ایک دُعا تعلیم کروں گا جس کے پڑھنے سے خدا تجھے صاحبِ اولاد کر دے گا؟

تو اس نے عرض کیا: جی ہاں، میں آپؑ کو ہشام کے پاس لے جاتا ہوں۔ پس وہ آپؑ کو ہشام کے پاس لے گیا اور اس نے آپؑ کی جو ضروریات تھیں وہ سب پوری کر دیں۔ پس آپؑ اس سے فارغ ہوئے تو آپؑ سے دربان نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں وہ دُعا جس کا آپؑ نے وعدہ کیا تھا وہ بتائیں؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے اُس سے فرمایا: صبح و شام ستر مرتبہ سبحان اللہ پڑھو اور پھر دس مرتبہ استغفار کرو۔ پھر نو مرتبہ سبحان اللہ کی تسبیح کرو اور دسویں مرتبہ پھر استغفار کرو۔ اللہ خود فرماتا ہے: اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَاۗءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ مَا لَكُمْ (اپنے ربّ سے استغفار کرو، وہ بہت زیادہ بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے بارش برسائے گا۔ وہ مال اور اولاد کے ذریعے تمھاری مدد کرے گا۔ تمھارے لیے باغات قرار دے گا اور تمھارے لیے نہریں قرار دے گا)۔

پس اس دربان نے اس کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو نیک اور اولادِ کثیر سے نوازا۔ پھر وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملا۔ جنابِ سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے چچازاد سے شادی کی تو اس کے صاحبِ اولاد ہونے میں دیر ہوگئی تو میری زوجہ نے بھی یہ ہی عمل کیا تو اللہ نے اسے صاحبِ اولاد کردیا اور اس عورت کا گمان ہے کہ میں جب بھی چاہتی ہوں کہ میں حاملہ ہوجاؤں تو میں یہ عمل کرتی ہوں تو حاملہ ہوجاتی ہوں۔ وہ بیان کرتی ہے کہ ہاشمی عورتوں میں سے کافی عورتوں کو اس عمل کی تعلیم دی کہ جن کے ہاں اولاد نہیں تھی تو وہ بھی صاحبِ اولاد ہوئیں، الحمدللہ!

حدیث 3 الکافی، چھٹی جلد میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعید بن یسار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میرے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے۔ تو آپؑ نے فرمایا: سحری کے وقت سو مرتبہ اپنے ربّ سے استغفار کرو اور اگر اس وقت بھول جاؤ تو اس کی قضا کرو۔

استغفار کے فوائد

وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًا ۝ اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللّٰهُ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ۝ وَّجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا وَّجَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيْدُكُمْ فِيْهَا وَيُخْرِجُكُمْ اِخْرَاجًا ۝ وَاللّٰهُ

https://www.shiabooksndf.com

جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ بِسَاطًا ﴿١٩﴾ لِّتَسْلُكُوْا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ﴿٢٠﴾
قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِيْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗٓ
اِلَّا خَسَارًا ﴿٢١﴾ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ﴿٢٢﴾ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ
وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿٢٣﴾ وَقَدْ
اَضَلُّوْا كَثِيْرًا ۚ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًا ﴿٢٤﴾

[ترجمہ] وہ اموال اور اولاد کے ذریعے تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے لیے باغات بنائے گا اور تمھارے لیے نہریں جاری کرے گا۔ تمھیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی عظمت و وقار کا عقیدہ نہیں رکھتے؟ حالانکہ اس نے تمھیں طرح طرح سے خلق کیا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے سات آسمانوں کو یکے بعد دیگرے کس طرح خلق کیا ہے؟ اور اُن میں چاند کو نُور اور سورج کو چراغ بنایا ہے اور اللہ نے تمھیں زمین سے خلق کیا ہے اور پھر تم نے اسی میں لوٹ جانا ہے اور پھر تمھیں اسی سے دوبارہ باہر نکالے گا۔ اللہ نے زمین کو تمھارے لیے فرش بنایا ہے تاکہ تم اس کے کشادہ راستوں پر چلو۔ نوحؑ نے کہا: اے میرے ربّ! ان لوگوں نے میری نافرمانی کی ہے اور ان لوگوں کی اِتباع واطاعت کی ہے جن کے مال اور اولاد نے ان کے خسارے میں اضافہ کیا ہے اور ان لوگوں نے بڑی عیاری سے فریب کاری کی ہے۔ اور کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا۔ اور ود، سواع، یغوث اور یعوق اور نسر کو نہ چھوڑنا۔ اور انھوں نے بہت سو کو گمراہ کیا ہے اور اے خدایا! تو نے بھی ان ظالموں کی گمراہی میں اضافہ کیا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر العیاشی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَقَدْ خَلَقَكُمْ

https://www.shiabookspdf.com

اَطْوَارًا﴿۱۴﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ نے تمھیں مختلف خواہشات والا اور مختلف ارادوں والا اور چاہت والا بنا کر خلق کیا ہے۔ اور اس آیت لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا﴿۱۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تم اللہ کی عظمت سے خوفزدہ نہیں ہو اور اس آیت: وَاللّٰهُ اَنْۢبَتَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ نَبَاتًا﴿۱۷﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ اس نے تمھیں وجہ الارض سے خلق کیا ہے اور اس آیت: وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ يَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا﴿۲۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد ہے کہ ان لوگوں نے امیروں اور اغنیاء کی اِتباع کی ہے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے قبل ایک قوم تھی جو مومن تھے۔ جب وہ فوت ہوگئے تو لوگوں کو ان کے مرنے کی وجہ سے بہت زیادہ دُکھ ہوا۔ تو ابلیس ان کے پاس آیا اور اس نے ان کی شکلوں میں بُت بنا دیئے۔ پس لوگ ان کی شکلوں سے مانوس ہوگئے اور ان کو انس ہوگیا۔ پس جب سردیوں کا موسم آیا تو لوگ ان بتوں کو اُٹھا کر اپنے گھروں میں لے گئے۔ پس جب ان کی صدی گزر گئی اور بعد والی صدی آئی تو پہلے لوگ مر گئے۔ ان کی اولادیں ہوئیں تو ابلیس پھر ان کے پاس آیا اور ان سے کہا: یہ تمھارے معبود ہیں، تمھارے آباؤاجداد انھی کی عبادت کرتے تھے۔ پس ان لوگوں نے ان بتوں کی عبادت شروع کر دی۔ بہت زیادہ لوگ گمراہ ہوگئے۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے خلاف بددُعا کی تو ان سب کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔

حدیث 3 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حریز بن عبداللہ السجستانی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا﴿۲۳﴾ (ان امیروں نے لوگوں کو کہا کہ تم اپنے معبودوں کو نہ چھوڑنا اور نہ ہی ود، سواع، یغوث و یعوق و نسر کو چھوڑنا) کے ذیل میں فرمایا کہ ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر، یہ اللہ کے نیک بندے تھے۔ یہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ پس جب یہ لوگ مر گئے تو لوگوں کو ان کے مرنے کا بہت دُکھ ہوا اور ان پر ان لوگوں کی موت بہت گراں گزری۔ تو ابلیس ملعون ان کے پاس آیا اور لوگوں سے کہا کہ میں تمھارے لیے ان لوگوں کی شکل وصورت کا بُت بنا دیتا ہوں۔ پس تم ان کی طرف دیکھنا اور انس حاصل کرنا اور اللہ کی عبادت کرنا۔ پھر اس ملعون نے لوگوں کے لیے ان نیک لوگوں کی شکل وصورت کے بُت

https://www.ahlehaqbooks.com

بنادیے تو لوگ اللہ کی عبادت کرتے اور ان صورتوں سے مانوس ہوتے۔ یہاں تک کہ اس صدی کے لوگ اس دُنیا سے چلے گئے اور ان کی اولادیں ہوگئیں۔ تو انھوں نے کہا: یہ ہمارے آباؤاجداد ان بتوں کی عبادت کرتے تھے۔ پس انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر ان بتوں کی عبادت شروع کر دی اور اسی کو اللہ کا یہ قول بیان کر رہا ہے کہ ان کے سرداروں نے کہا کہ تم ود، سواع اور یغوث و یعوق ونسر کو نہ چھوڑنا۔

حدیث 4 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن یحییٰ الکاہلی کے غلام اسماعیل بن زید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپؑ کو سلام کرتے ہوئے کہا: السلام علیك یا امیر المومنین ورحمة الله وبرکاته۔ آپؑ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ پھر اس نے عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! میں مسجد الاقصیٰ جانے کا ارادہ رکھتا تھا تو میں نے چاہا کہ آپ کو سلام اور الوداع کر کے جاؤں۔

آپؑ نے اس سے فرمایا: تُو کیوں جانا چاہتا ہے؟

اس نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں وہ فضیلت وشرف وہاں نماز پڑھنے میں ہے اس کو حاصل کرنے کے لیے جانا چاہتا ہوں۔

آپؑ نے اس سے فرمایا: اپنی سواری کو فروخت کردے اور جو تیرا زادِ راہ ہے اس کو بھی فروخت کردے۔ اس مسجد (مسجد کوفہ) میں نماز پڑھو کیونکہ اس مسجد میں ایک واجب نماز ادا کرنے کا ایک حج مقبولہ اور ایک عمرہ مقبولہ کا ثواب ملتا ہے اور اس مسجد کی برکت بارہ میل اطراف تک پائی جاتی ہے اور اس کے دائیں جانب خوش بختی اور امن ہے اور اس کے بائیں جانب مکر ہے اور اس کے وسط میں روغن کا چشمہ اور دودھ کا چشمہ، شراب کا چشمہ جو مومنین کے لیے ہے اور پاک پانی کا چشمہ جو مومنین کی طہارت کے لیے ہے۔ اسی مقام پر حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی رُکی تھی اور اس میں نسر، یعوق اور یغوث تھے۔ اس مسجد میں ستر انبیاءؑ اور ستر اوصیاءؑ نے نماز ادا فرمائی ہے اور ان میں سے ایک میں بھی ہوں اور پھر اپنا ہاتھ اپنے سینے پر مارا اور فرمایا: جو بھی غم زدہ اور مصیبت زدہ بندہ اس میں نماز پڑھے گا اور پھر اپنی حاجت طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا کرے گا اور اس کو کرب

https://www.shiabookspdf.com

سے راحت عطا کرے گا۔

حدیث 5 الکافی، جلد ہشتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ۹۵۰ سال تک رہے اور اپنی قوم کو تبلیغ کرتے رہے اور ان کو اللہ کی طرف بلاتے رہے لیکن وہ آپ کا مذاق اور تمسخر اُڑاتے تھے۔ پس جب حضرت نوح علیہ السلام نے ان کی اس حالت کو دیکھا تو بددُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اور یوں دُعا فرمائی: رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ (اے میرے ربّ! زمین پر بسنے والے کسی ایک کافر کو بھی باقی نہ چھوڑ۔ اگر تُو نے ان کو چھوڑ دیا تو وہ یقیناً تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے فقط بدکار و کافر اولاد ہی پیدا ہوگی)۔

پس اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی طرف وحی فرمائی: اے نوحؑ! کشتی بناؤ اور اس کو وسیع قرار دو اور اس عمل کو جلدی کرو۔ پس حضرت نوح علیہ السلام نے مسجد کوفہ میں کشتی تیار کی۔ پس آپؑ دُور دراز سے لکڑیاں لے آتے تھے۔ جیسے ہی کشتی تیار کرنے سے فارغ ہوئے۔

جناب مفضل بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے حدیث کو زوالِ آفتاب کے وقت چھوڑا اور نمازِ ظہر و عصر کو ادا کیا۔ پھر مسجد کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے دائیں جانب متوجہ ہوئے اور اپنے ہاتھ سے دارین کے محلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ ابن حکیم کا مقام ہے اور یہ وہی جگہ ہے جہاں آج فرات جاری ہے اور پھر فرمایا: اے مفضل! یہاں پر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اپنے بُت ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو نصب کیا ہوا تھا۔

حدیث 6 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حنان بن سدیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ کی اس آیت کے بارے میں کیا رائے و نظر ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام نے بددُعا کرتے ہوئے بارگاہِ خدا میں عرض کیا: رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ (اے میرے ربّ! تو زمین پر بسنے والے کسی کافر کو باقی نہ چھوڑ اور اگر تُو نے ان کو چھوڑ دیا

تو یہ تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور ان سے سوائے بدکار و کافر کے کوئی پیدا نہیں ہوگا)۔

آپؑ نے فرمایا: اس دُعا کے بعد کسی کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا تھا۔

راوی نے عرض کیا: حضرت نوح علیہ السلام کو کیسے پتا چلا تھا کہ اب ان سے سوائے کافر کے کوئی اور پیدا نہیں ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی طرف وحی فرمائی تھی: "اے نوحؑ! جو تیری قوم میں سے آپؑ پر ایمان لا چکے ہیں ان کے علاوہ کوئی اور تجھ پر ایمان نہیں لائے گا۔ تو اس کے بعد آپؑ نے اپنی قوم کے لیے یہ بددُعا کی تھی۔

حدیث 7 کمال الدین وتمام النعمۃ میں جناب ابن بابویہ نے جناب عبداللہ بن الفضل الہاشمی سے نقل کیا ہے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو نبوت و رسالت پر مبعوث فرمایا تو آپؑ کے پیروکاروں کو یقین ہوگیا کہ اب ان کے مصائب ختم ہونے والے ہیں اور بدامنی کا خاتمہ ہونے والا ہے، ہر طرف خوشحالی ہوگی اور طاغوت و سرکشوں کا صفایا ہوجائے گا کیونکہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کی نبوت کے اعلان سے قبل بدترین حالات سے دوچار تھے۔ ان پر ہر طرف سے ظلم کی آندھیاں چل رہی تھیں۔ وہ ایک ہادی و رہبر کے انتظار میں تھے۔ جب حضرت نوح علیہ السلام تشریف لائے تو ان کی ایک ڈھارس بندھ گئی، ان کی جان میں جان آئی اور ان کے حوصلے بلند ہوگئے لیکن خدا کو کچھ اور منظور تھا۔ معاملہ اُلٹ ہوگیا، ان کی آزمائش کا ایک دور شروع ہوگیا اور ان پر مصائب و آلام کا ایک طوفان چل پڑا۔ خود حضرت نوحؑ کو اس قدر مارا جاتا کہ آپؑ بے ہوش ہوجاتے تھے اور آپؑ کے کانوں سے خون بہنے لگ جاتا۔ جب آپؑ ہوش میں آتے تھے تو پھر دوبارہ دین کی دعوت شروع کردیتے، جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے تھے۔

چنانچہ اسی طرح حضرت نوح علیہ السلام نے تین سو سال تک تبلیغ کی اور لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے۔ جب دن کی روشنی نمودار ہوتی تو آپؑ تبلیغ کا کام شروع کرتے تھے۔ سارا دن اپنا کام جاری رکھتے تھے۔ رات ہوتی تب بھی تبلیغ کا کام جاری رکھتے لیکن لوگوں کی حالت یہ ہوگئی۔ جب آپ کو دیکھتے کہ نبیؑ ہماری طرف آرہا ہے تو بھاگ جاتے تھے۔ جب رات چھا جاتی تو آپؑ لوگوں کے گھروں کے دروازوں پر جاتے اور ان کو دین و خدا کی طرف دعوت دیتے تھے لیکن نبیؑ خدا کو کوئی مثبت جواب نہ ملتا تھا۔ لوگ آپؑ کو پتھر مارتے۔ اس طرح کرب ناک حالات میں تین سو سال گزر گئے۔ تین سو سال کی محنت کے بعد آپ نے دیکھا کہ لوگ نس سے مس نہیں ہوئے تو

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے نمازِ فجر ادا کی اور قوم کے خلاف بددُعا کرنے کے لیے بیٹھ گئے تو اسی وقت ساتویں آسمان سے فرشتوں کا ایک تین رکنی وفد آپؑ کی خدمت میں آیا۔ انھوں نے آپؑ کو سلام کیا اور آپؑ سے عرض کیا: اے نبیؑ خدا! ہماری ایک حاجت ہے۔ آپؑ نے فرمایا: بتاؤ تمھاری کیا حاجت ہے؟ انھوں نے عرض کیا: اے نبیؑ خدا! آپؑ اپنی بددُعا کو ابھی مؤخر کر دیں، فی الحال اپنی قوم کے خلاف بددُعا نہ کریں۔

آپؑ نے فرمایا: ٹھیک ہے، میں اپنی بددُعا کو مؤخر کر دیتا ہوں۔ اس وقت میں ان کے خلاف بددُعا نہیں کرتا۔ پھر آپؑ تین سو سال تک خاموش رہے۔ آپؑ نے بددُعا نہ کی اور دوبارہ تبلیغ و دعوت میں مصروف ہو گئے۔ لیکن اُن کی اُمت پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا، وہ ویسے ہی رہی جیسے تھی اور آپؑ نے پھر تین سو سال دعوتِ حق میں پورے کر دیئے لیکن قوم ٹس سے مَس نہ ہوئی۔ آپؑ پھر ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے اور آپؑ نمازِ فجر کے بعد جب چاشت کا وقت ہوا تو ہر طرف روشنی پھیل گئی تو آپؑ بددُعا کرنے کی غرض سے بیٹھ گئے اور بددُعا کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اسی وقت چھٹے آسمان سے فرشتوں کا تین رکنی ایک وفد آپؑ کے پاس آیا اور سلام کیا اور عرض کیا: ہم چھٹے آسمان سے آپؑ کے پاس وفد بن کر آئے ہیں۔ ہم صبح کے وقت وہاں سے چلے تھے، اب آپؑ کے پاس پہنچے ہیں اور سلام کے بعد انھوں نے بھی وہی کہا کہ آپؑ ابھی بددُعا ٹال دیں۔ آپؑ نے ان کو وہی جواب دیا جو تین سو سال پہلے وفد کو دیا تھا اور اپنی بددُعا کو ٹال دیا اور پھر تبلیغ و ارشاد الی اللہ میں مصروف ہو گئے۔ اور پھر سے اپنے کام میں لگ گئے اور اُن کی قوم اسی طرح راہِ فرار اختیار کرتی رہی۔ آپؑ نے پھر تین سو سال تبلیغ کے پورے کر دیئے۔ یوں تبلیغ کے نو سو سال پورے ہوئے لیکن قوم والے جس نکتہ پر تھے اسی پر رہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کے ماننے والے حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئے اور ان سے اپنے حالات و مصائب کی شکایت کی اور عرض کیا: اے نبیؑ خدا! ہمارے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہے۔ اب ہم میں مزید قوتِ برداشت نہیں رہی۔ خدارا ہمارے لیے کشائش و راحت کی دُعا کریں تاکہ ان کی آزمائش ختم ہو جائے۔

آپؑ نے فرمایا: ٹھیک ہے میں اپنے ربّ کے حضور دُعا کرتا ہوں۔ آپؑ نے نماز پڑھی اور دُعا کی تو حضرت جبرئیلؑ آپؑ کے پاس آئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی دُعا قبول کر لی ہے۔ آپؑ اپنے ماننے والوں اور پیروکاروں کو حکم دیں کہ وہ کھجوریں کھائیں اور گٹھلیاں زمین میں بو دیں، پھر ان سے پودے نکلیں گے اور درخت

https://www.shiabookspdf.com

بنیں گے اور ان پر پھل لگے گا۔ اس وقت تمھاری کشائش کا وقت شروع ہو جائے گا۔

یہ سن کر نبیؑ خدا نے خدا کی حمد وثنا کی اور اپنے ماننے والوں کو خوشخبری سنا دی۔ یہ سن کر انھیں بڑی خوشی ہوئی۔ انھوں نے کھجوریں کھائیں اور ان کی گٹھلیاں زمین میں بو دیں اور ان کی نگرانی شروع کر دی۔ آخر وہ دن آ گیا کہ ان کے درختوں کو پھل لگا تو وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئے اور آپؑ کو اطلاع دی کہ کھجوروں کے درخت ثمر آور ہو گئے ہیں۔ آپؑ نے جو وعدہ کیا تھا اس کے وفا کا وقت آ گیا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہِ خدا میں عرض کیا: اے خدایا! تو اپنا وعدہ پورا فرما۔ اس وقت آپؑ پر وحی نازل ہوئی۔ آپؑ ان پیروکاروں سے کہہ دیں کہ ان کھجوروں کو کھائیں اور ان کی گٹھلیاں دوبارہ زمین میں بو دیں۔ جب ان کے درخت پھل آور ہوں گے تو تمھیں خوش حالی نصیب ہوگی۔

یہ بات جب آپؑ نے لوگوں کو سنائی تو ایک تہائی تعداد لوگ آپؑ کے پیروکاروں میں سے مرتد ہو گئے اور دو تہائی لوگ ایمان پر باقی رہ گئے تھے۔ ان مرتد ہونے والے لوگوں نے اس کو وعدہ خلافی قرار دیا۔ پھر جب وہ گٹھلیوں سے درخت بن گئے اور وہ درخت ثمر آور ہوئے اور لوگوں نے نبیؑ خدا کو اطلاع دی کہ پھل پک گیا ہے۔

پھر جنابِ نوح علیہ السلام نے بارگاہِ خدا میں عرض کیا کہ وعدہ وفائی کا وقت آ گیا ہے تو وحی آئی کہ وہ ان کھجوروں کو کھائیں اور ان کی گٹھلیاں زمین میں بو دیں اور وہ جب درخت ثمر آور ہوں گے تو تمھاری کشائش کا وقت شروع ہوگا۔ جب لوگوں نے یہ بات سنی تو پھر ایک تہائی لوگ مرتد ہو گئے اور ایک تہائی لوگ ایمان پر بچ گئے اور انھوں نے کھجوریں کھائیں اور ان کی گٹھلیوں کو زمین میں بویا تو پھر جب ان کے درخت ثمر آور ہوئے تو پھر وہ لوگ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں آئے اور عرض کیا: اے نبیؑ خدا! اب وعدہ وفائی کا وقت آ گیا ہے، اب ہم بہت تھوڑے رہ گئے ہیں اور ہم بہت خوفزدہ ہیں۔ اب اپنے خدا سے دُعا کریں کہ وہ ہمیں نجات دے ورنہ ہم ہلاک ہو جائیں گے۔

پس اللہ کی طرف سے وحی آئی: میں نے تیری دُعا قبول کی ہے، پس تم کشتی بناؤ۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دُعا کی اجابت اور طوفان کے درمیان پچاس سال کا فاصلہ تھا۔

حدیث 8 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے روایت کو نقل کیا ہے اور

https://www.maablib.com

انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ﴿۱۵﴾ کے ذیل میں فرمایا: وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ﴿۲۳﴾ مراد ہے ایک کے اُوپر دوسرے کو بنایا ہے اور اس فرمان: کے ذیل میں فرمایا ہے: ود بنی کلب کا بُت تھا اور سواع بنی ہذیل کا بُت تھا۔ یغوث بنی مراد کا بُت تھا اور یعوق ہمدان کا اور نسر حمیر کا بُت تھا۔

والدین کے حق میں نوح علیہ السلام کی دُعا

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا ۙ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ﴿۲۵﴾ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا ﴿۲۶﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْٓا اِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ﴿۲۷﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾

[ترجمہ] اور وہ لوگ اپنی خطاؤں کی وجہ سے غرق کر دیئے گئے اور آگ میں داخل کیے گئے۔ پس انھوں نے اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا مددگار نہیں پایا۔ نوحؑ نے کہا: اے خدایا! روئے زمین پر بسنے والے کفار میں سے ایک کو بھی باقی نہ چھوڑ۔ اگر تُو انھیں چھوڑ دے گا تو وہ یقیناً تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور بدکار صرف کافر اولاد پیدا کریں گے۔

اے میرے ربّ! مجھے اور میرے والدین کو اور جو میرے گھر میں ایمان کی حالت میں داخل ہوں اور تمام مومن مردوں اور عورتوں کو بخش دے اور کافروں کی ہلاکت میں مزید اضافہ فرما۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیمؒ نے جناب صالح بن میثم سے نقل کیا ہے، وہ بیان

https://www.ahlibookspdf.com

کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: حضرت نوح علیہ السلام نے جب دُعا کی تھی تو اس وقت ان کو کس طرح علم ہوا تھا کہ ان میں سے سوائے کافر بدکار کے کوئی اور پیدا نہیں ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: کیا تُو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ سے فرمایا: اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ (سورۂ ہود: آیت ۳۶) ''اے نوحؑ! تیری قوم میں سے جو آپؑ پر ایمان لا چکے ہیں ان کے علاوہ کوئی اور ایمان نہیں لائے گا''۔

جو ولایت میں داخل ہوگیا وہ انبیاءؑ کے گھر میں داخل ہوگیا

حدیث 1 الکافی، جلد اوّل میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن علی الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا (اے میرے ربّ! مجھے اور میرے والدین کو اور جو میرے گھر ایمان کی حالت میں داخل ہو، اسے بخش دے) کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد فقط و فقط ولایت ہے۔ پس جو ولایت میں داخل ہوگیا وہ انبیاءؑ کے گھر میں داخل ہوگیا اور اللہ کا یہ قول اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۝ اہل بیتؑ سے مراد ائمہ ہیں اور ان کی ولایت ہے۔ پس جو اس ولایت میں داخل ہوگیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں داخل ہوگیا۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے بھی جناب محمد بن علی الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد ولایت ہے۔ پس جو بندہ ولایت میں داخل ہوگیا وہ انبیاءؑ کے گھروں میں داخل ہوگیا۔

حدیث 3 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب سعید بن جبیر سے اور انھوں نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا کے ذیل میں فرمایا: حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی قبر حضرت نوحؑ کے ساتھ کشتی میں تھی۔ پس جب آپؑ کشتی سے

https://www.shiabookspdf.com

باہر آئے تو آپؑ نے قبر کو کوفہ کے باہر چھوڑ دیا اور حضرت نوحؑ نے اپنے ربّ سے حضرت علیؑ و فاطمہؑ کے لیے مغفرت طلب کی اور اسی کو یہ آیت بیان کرتی ہے: لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط پھر فرمایا: لَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ یعنی آلِ محمدؐ پر ظلم کرنے والوں کے لیے تو ہلاکت کا اضافہ فرما۔ اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ سے مراد ہلاکت ہے۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ابوالجارود سے روایت کو نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اِلَّا تَبَارًا ﴿۲۸﴾ سے مراد خسارہ ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الجن

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ اعراف کے بعد نازل ہوئی تھی۔اس کی کُل آیات اٹھائیس (۲۸) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حنان بن سدیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ کثرت سے سورۂ جن کی تلاوت کرے گا وہ دُنیاوی زندگی میں جنوں کی بُری نظر سے سحر وجادو، مکروحیلہ سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوگا اور بارگاہِ خدا میں عرض کرے گا: اے میرے اللہ! میں رسولِ خدا کے علاوہ کسی کو نہیں چاہتا اور ان سے دُور نہیں جانا چاہتا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے، آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ جن کی تلاوت کرے گا اس کو تمام جنوں اور شیاطین کی تعداد کے برابر اجروثواب ملے گا، خواہ انھوں نے رسولؐ کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جنات کے شر سے محفوظ رہے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ جن کی تلاوت کرے گا اسے اجرِ عظیم ملے گا اور وہ جنات کے شر سے محفوظ رہے گا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جس جگہ سورۂ جن کی تلاوت کی جائے گی وہاں سے جنات چلے جائیں گے اور جو کسی ظالم بادشاہ کے سامنے جانے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اس بادشاہ کے شر سے محفوظ رہے گا اور اگر قیدی اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی رہائی کو آسان قرار دے گا اور جو تنگ دست ہو وہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اللہ اس کے لیے رزق کے دروازے کھول دے گا اور حکمِ خدا سے کشادگی پائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۙ﴿۱﴾ یَّہۡدِیۡۤ اِلَی الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ ؕ وَلَنۡ نُّشۡرِکَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ﴿۲﴾ وَّ اَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّ لَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾ وَّ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوۡلُ سَفِیۡہُنَا عَلَی اللّٰہِ شَطَطًا ۙ﴿۴﴾ وَّ اَنَّا ظَنَنَّاۤ اَنۡ لَّنۡ تَقُوۡلَ الۡاِنۡسُ وَ الۡجِنُّ عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ۙ﴿۵﴾

[ترجمہ] آپؐ کہہ دیں کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ جنات کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا اور کہا: ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ جو راہِ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے اس لیے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں اور اب ہم کسی کو ہرگز ربّ کا شریک قرار نہیں دیں گے اور یہ کہ ہمارے ربّ کی شان بہت بلند ہے۔ اس نے کسی کو زوجہ بنایا نہ اولاد اور یہ کہ ہمارے کم عقل لوگ اللہ کے بارے میں خلافِ حق باتیں کرتے ہیں اور ہمارا خیال تھا کہ جن اور انسان کبھی بھی اللہ کے بارے میں جھوٹ نہیں بول سکتے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر العیاشی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ ..... کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہ خطاب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے: آپؐ کہہ دیں کہ میری طرف وحی کی گئی ہے اور اس آیت: وَّ اَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَۃً وَّ لَا وَلَدًا ۙ﴿۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہ وہ چیز و قول ہے جس کو جنات اپنی جہالت کی

https://www.shiabookspdf.com

وجہ سے کہتے تھے: پس اللہ ان کے اس قول سے راضی نہیں ہے۔ جَدُّ رَبِّنَا کا معنی ہے: ہمارے ربّ کا بخت و اقبال بلند ہے اور آیت عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۝ شطط کا معنی ظلم ہے، یعنی ہمارے کم عقل لوگ یہ خلافِ حق بات کرتے تھے، یعنی اپنے اُوپر ظلم کرتے ہوئے یہ کہتے تھے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیمؒ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا کے ذیل میں فرمایا: جس چیز کی جنات تکذیب کرتے تھے اسی کو اللہ نے ان کی زبان سے کہلوایا ہے، یعنی ان کی زبان پر جاری کروادیا ہے۔

حدیث 3 التہذیب میں جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ثعلبہ بن میمون سے اور انھوں نے جناب میسر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ دو چیزیں ہیں جن کے ذریعے لوگوں کی نماز فاسد و باطل ہوتی ہے اور وہ جنوں کا قول ہے جو وہ اپنی جہالت کی وجہ سے کہتے تھے اور وہ بندے کا نماز میں یہ کہنا: تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ ط یہ وہ دو کلمات تھے جو جنات اپنی جہالت کی وجہ سے کہتے ہیں اور اللہ نے اس آیت میں ان کے کلمات کی حکایت کی ہے اور بندے کا یہ کہنا: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔ [1]

بعض انسان بعض جنوں سے پناہ طلب کرتے تھے

وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ وَّاَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝ وَّاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيْدًا وَّشُهُبًا ۝ وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ط فَمَنْ يَّسْتَمِعِ الْاٰنَ يَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ۝

[1] میں ترجمہ دیانت داری سے کرتا ہوں۔ کسی روایت سے درست اور غلط یا ضعیف و صحیح ہونے کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ مترجم

https://www.shiabookspdf.com

[ترجمہ] اور بعض انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات کی سرکشی مزید بڑھ گئی اور یہ کہ انسانوں نے بھی تم جنات کی طرح گمان کرلیا تھا کہ اللہ کسی کو دوبارہ نہیں اُٹھائے گا اور یہ کہ ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اسے سخت پہرے داروں اور شہابوں سے بھرا ہوا پایا۔ اور یہ کہ پہلے ہم سننے کے لیے آسمان کے مقامات میں بیٹھا کرتے تھے۔ اب اگر کوئی سننا چاہتا ہے تو وہ اپنی کمین میں ایک شہابِ ثاقب کو پاتا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر العیاشی میں جناب علی بن ابراہیم نے جنابِ زرارہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ (اور یہ کہ بعض انسان بعض جنوں سے پناہ طلب کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کی سرکشی میں اضافہ ہوا) سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: بعض جن انسانوں پر نازل ہوئے اور وہ انسان جنات سے پناہ طلب کرتے تھے۔ پس اسی وجہ سے جنات کی سرکشی میں اضافہ ہوا اور وہ انسان کاہنوں کو بتاتے تھے جو شیطان ان کی طرف وحی کرتے تھے۔ وہ کاہن اس بندے سے کہتے کہ تم اپنے شیطان سے کہو: میں تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں۔

نیز علی بن ابراہیم نے اسی آیت کے ذیل میں لکھا ہے کہ جن انسانوں کی ایک جماعت کے پاس نازل ہوئے اور ان کو ان خبروں کے بارے میں بتاتے تھے جو انھوں نے آسمانوں سے سنی ہوتی تھیں اور یہ رسولِ خدا کی ولادت سے قبل ہوتا تھا اور انسان جنات کی خبروں سے کہانت کرتے تھے۔ اور پھر اسی قول: فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ رَهَقًا سے خسران ہے، یعنی ان کی سرکشی میں اضافہ ہو۔

وَّاَنَّا لَا نَدْرِيْٓ اَشَرٌّ اُرِيْدَ بِمَنْ فِي الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۝

https://www.maktabah.org

[ترجمہ] اور یہ کہ ہمیں نہیں معلوم کہ (اس سے) اہل زمین کے ساتھ کس برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے ربّ نے ان کے لیے راہِ راست کا ارادہ کیا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب الحسن بن زیاد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْٓ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ﴿۱۰﴾ (اور ہم نہیں جانتے کہ اس زمین کے اہل کے ساتھ کس برائی کا ارادہ کیا گیا یا ان کے ربّ نے ان کے ساتھ ہدایت کا ارادہ کیا ہے؟) کے ذیل میں فرمایا: جب لوگوں نے امام حسن بن علی علیہما السلام کو چھوڑ کر معاویہ کی بیعت کی تو خدا کی قسم! انھوں نے برائی کا ارادہ کیا تھا۔

جو ایمان لائے گا اس کو نقصان کا خوف ہوگا اور نہ عذاب کا

وَّاَنَّا مِنَّا الصّٰلِحُوْنَ وَمِنَّا دُوْنَ ذٰلِكَ ؕ كُنَّا طَرَآىِٕقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ وَّاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِی الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا ﴿۱۲﴾ وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقٰسِطُوْنَ ؕ فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓىِٕكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ وَاَمَّا الْقٰسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ﴿۱۵﴾ وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِیْقَةِ لَاَسْقَیْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ لِّنَفْتِنَهُمْ فِیْهِ ؕ وَمَنْ یُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ یَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ یَدْعُوْهُ كَادُوْا یَكُوْنُوْنَ عَلَیْهِ لِبَدًا ﴿۱۹﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّیْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ قُلْ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾

https://www.shiabookspdf.com

[ترجمہ] اور یہ کہ ہم میں سے کچھ لوگ صالح ہیں اور کچھ ہم میں دوسری طرح کے ہیں اور ہم مختلف مذاہب میں بٹے ہوئے ہیں۔ اور یہ کہ ہم نے یقین کرلیا ہے کہ ہم زمین پر اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے اور نہ بھاگ کر اس کو ہرا سکتے ہیں۔ اور یہ کہ ہم نے ہدایت کی بات سنی تو ہم اس پر ایمان لے آئے۔ پس جو شخص بھی اپنے ربّ پر ایمان لاتا ہے اسے نہ تو نقصان کا خوف ہے اور نہ ظلم کا۔ اور یہ کہ ہم میں سے کچھ مسلمان ہیں اور کچھ منحرف ہیں۔ پس جنھوں نے اسلام اختیار کیا انھوں نے راہِ راست کو اختیار کیا اور جو منحرف ہوگئے وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔ اور اگر وہ اسی راہ پر ثابت قدم رہتے تو ہم انھیں وافر پانی سے سیراب کرتے تاکہ اس میں ہم ان کی آزمائش کریں اور پھر جو شخص اپنے ربّ کے ذکر سے منہ پھیرے گا وہ اسے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔ یہ مساجد اللہ کے لیے ہیں، لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔ اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اسے پکارنے کے لیے کھڑا ہوا تو قریب تھا ہجوم اس پر ٹوٹ پڑے۔ آپؐ کہہ دیں: میں تو صرف اپنے ربّ کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دیتا۔ آپؐ کہہ دیں: میں تمھارے لیے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی نفع کا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا ﴿۱۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے: بخس کا معنی نقصان ہے اور رھق سے مراد عذاب ہے، یعنی جو اپنے ربّ پر ایمان لائے گا اس کو نہ نقصان کا خوف ہوگا اور نہ ہی عذاب کا۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا

https://www.shiabookspdf.com

الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ ؕ (جب ہم نے ہدایت کی بات سنی تو ہم اس پر ایمان لائے) سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: الہدیٰ سے مراد ولایت ہے کہ جب ہم نے ولایت کے بارے میں سنا تو ہم اپنے مولا پر ایمان لے آئے۔ پس جو اپنے مولا پر ایمان لے آئے گا تو اس کو کسی نقصان اور عذاب کا کوئی خوف نہیں ہوگا۔

میں نے عرض کیا: کیا یہ تنزیل قرآن ہے، یعنی قرآن میں یوں نازل ہوا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ تاویل ہے۔ پھر آپؑ نے اس آیت: لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ کے ذیل میں فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی طرف دعوت دی تو قریش والے آپؐ کے پاس جمع ہوئے اور کہا: اے محمدؐ! اس سے ہمیں معاف رکھو تو رسولِ خدا نے فرمایا: یہ علیؑ کی ولایت اللہ کی طرف سے ہے نا کہ میری طرف سے۔ اور یہ دعوت بھی اللہ کی طرف سے ہے نا کہ میری طرف سے۔ پس لوگوں نے آپؐ کو متہم کیا اور آپؐ کے پاس سے چلے گئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴿۱۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد مختلف مذاہب ہیں کہ ہم مختلف مذاہب پر تھے۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب عباد بن صہیب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے والد امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَمَنْ اَسْلَمَ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ (پس جنھوں نے اسلام کو قبول کیا انھوں نے راہِ راست و ہدایت کو اختیار کیا) کے ذیل میں فرمایا: جس نے ہماری ولایت کا اقرار کیا اس نے ہی راہِ ہدایت کو اختیار کیا اور قاسطون یہ جہنم کا ایندھن ہوں گے اور ان سے مراد حاکمِ شام اور اس کے ساتھی ہیں۔ پھر اس آیت: وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اگر تم حضرت علی علیہ السلام کی ولایت پر ثابت قدم رہتے اور پھر اس آیت: لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ (ہم ان کو ضرور آزمائش میں ڈالیں گے) کے ذیل میں فرمایا: حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل کی آزمائش میں ڈالیں گے۔ اور جو اپنے ربّ کے ذکر سے پھر گیا اس کے لیے سخت عذاب ہوگا۔

پھر اس آیت: اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد ہے کہ آلِ محمدؐ کے غیر میں سے کسی کو اپنا امام قرار نہ دو۔ پھر اس آیت: اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ کے ذیل میں

https://www.shiabooksndf.com

لکھا ہے کہ جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی طرف بلانے کے لیے کھڑے ہوئے تو قریب تھا کہ قریش والے آپؐ کے خلاف ہجوم کرتے اور آپؐ پر حملہ آور ہوجاتے۔ تو رسولؐ خدا نے فرمایا: مجھے میرے ربّ نے حکم دیا ہے کہ میں تمھیں دعوت دوں اور اس آیت: لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ سے مراد ہے کہ اگر تم حضرت علیؑ کی ولایت سے مڑ جاؤ تو میں تمھارے لیے نہ کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی نفع کا۔ یعنی میں تمھارے کسی کام نہیں آؤں گا۔

حدیث 5 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یونس بن یعقوب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک شخص کے ذریعے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ کے ذیل میں فرمایا: الطریقۃ سے مراد حضرت علیؑ اور ان کے اوصیاءؑ کی ولایت ہے۔ مراد یہ ہے کہ اگر وہ ان کی ولایت پر ثابت قدم رہتے تو اللہ ان کے دلوں کو ایمان سے سیراب کرتا۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب سلمۃ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ کے ذیل میں فرمایا: اگر یہ لوگ ولایت کے اس عہد و پیمان پر باقی رہتے جو عالمِ ارواح میں اللہ تعالیٰ نے تمام اولادِ آدمؑ سے عرش کے سائے میں لیا تھا تو اللہ تعالیٰ ان کو ضرور فرات کے میٹھے پانی سے سیراب کرتا۔

حدیث 7 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا ﴿۱۶﴾ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: ہم نے ان میں علم کی وہ استطاعت رکھی ہے کہ اگر وہ ائمہ ہدیٰ کے علم سے بہرہ مند ہونا چاہیں تو ہوسکتے ہیں اور اس کو حاصل کرسکتے ہیں۔

حدیث 8 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب بُرید العجلی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ

https://www.shiabookspdf.com

مَّآءً غَدَقًا﴿۱۶﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہم نے ان میں علم کثیر قرار دیا ہے جو انھوں نے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے حاصل کیا ہے اور پھر میں نے ان سے اس آیت: لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ط کے بارے میں پوچھا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ یہ وہی ہیں جن کے وسیلہ سے اللہ لوگوں کا امتحان لے گا، یعنی منافقین کا امتحان لے گا۔

حدیث 9 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جابر الجعفی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا﴿۱۶﴾ کے ذیل میں فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عرش کے سائے میں میٹھا پانی قرار دیا ہے اور لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ط سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں جن کی وجہ سے آزمائش ہوگی۔

حدیث 10 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب جابر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَّاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا﴿۱۶﴾ کے ذیل میں فرمایا: جس نے بھی اپنے اندر طریقہ میں شیطان کی شرکت میں سے کچھ بھی جاری کیا۔ طریقہ سے مراد ولایت ہے، یہ وہ ولایت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ذُریت آدمؑ سے عرش کے سائے میں عہد و پیمان لیا تھا (جس عہد و پیمان کو اَلَسْتُ کا میثاق کہا جاتا ہے) اور یہ سایہ میٹھے پانی میں ہم نے قرار دیا تھا۔

حدیث 11 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی نے اس آیت کے ذیل میں ذکر کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ہم نے ان کو کثیر علم سے سیراب کیا ہے جو انھوں نے ائمہ علیہم السلام سے حاصل کیا ہے۔

اللہ کے چنے ہوئے بندے علمِ غائب جانتے ہیں

قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا﴿۲۲﴾ اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا﴿۲۳﴾ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ فَسَيَعْلَمُوْنَ مَنْ اَضْعَفُ نَاصِرًا وَّاَقَلُّ عَدَدًا﴿۲۴﴾ قُلْ اِنْ اَدْرِيْٓ

https://www.shiabookspdf.com

اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَاَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَاَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾

[ترجمہ] آپؐ کہہ دیں کہ مجھے اللہ سے کوئی ہرگز نہ بچا سکے گا اور نہ ہی اس کے علاوہ میں کوئی جائے پناہ پاسکوں گا۔ میرا کام تو فقط اللہ کی بات اور اس کے پیغام کو پہنچانا ہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی کرے گا اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ وہ اسے دیکھ لیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو انھیں معلوم ہوجائے گا کہ کس کا مددگار کمزور کس کی جماعت قلت میں ہے۔

آپؐ کہہ دیں کہ میں نہیں جانتا کہ جس کا وعدہ تم سے کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا میرے ربّ نے اس کے لیے لمبی مدت مقرر فرمائی ہے۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے اور وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ سوائے اپنے اس رسولؐ کے جس کو وہ مرتضیٰ اور برگزیدہ قرار دے۔ اس کے آگے اور پیچھے یقیناً نگہبان مقرر کر دیتا ہے تاکہ اسے علم ہوجائے کہ اس نے اپنے ربّ کے پیغامات پہنچائے ہیں اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس پر اللہ نے احاطہ کر رکھا ہے اور اس نے ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے اگر میں نے اس کو چھپایا تو مجھے اللہ سے کوئی بھی نہیں بچا سکے گا اور میں اس کے علاوہ کسی کو اپنا جائے پناہ نہیں پاؤں گا۔ مُلْتَحَدًا یعنی جائے پناہ۔

https://www.ahlibooks.com

اور اس آیت: اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ یعنی ولایت علیؑ ابن ابی طالبؑ کے بارے میں مجھے جو حکم ہوا ہے میں فقط اس کی تبلیغ کرنے والا اور پہنچانے والا ہوں اور جو ولایت علیؑ کے بارے میں اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرے گا وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہے گا۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علیؑ! جنت و جہنم کو آپ تقسیم کرنے والے ہیں۔ تو جہنم سے کہے گا کہ یہ میرا ہے اس کو چھوڑ دے اور یہ تیرا ہے اس کو پکڑ لے۔

اس وقت لوگوں نے کہا: اے محمدؐ! جس کا آپ ہم سے وعدہ کر رہے ہیں یہ کب ہوگا؟ کہ جب حضرت علیؑ آگ کو حکم دیں گے۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: حَتّٰۤى اِذَا رَاَوْا مَا یُوْعَدُوْنَ (یہاں تک کہ وہ جس کا اُن سے وعدہ کیا جا رہا ہے اس کو دیکھ لیں گے)۔ مراد موت یا قیامت ہے۔ اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کس کے مددگار کمزور ہیں اور جماعت کا عدد کم ہے۔ اَقَلُّ عَدَدًا ﴿۲۴﴾ تو حضرت علیؑ کے بڑے بڑے دشمنوں نے کہ جن کے سینوں میں حضرت علیؑ کے بارے میں کینہ تھا انھوں نے کہا: یہ کب ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے فرمایا: آپؐ کہہ دیں: قُلْ اِنْ اَدْرِیْۤ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْۤ اَمَدًا ﴿۲۵﴾ (میں نہیں جانتا کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا اس کے لیے میرے رب نے کوئی طویل مدت مقرر کی ہے؟)۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰى غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ کہ وہ رسولؐ جس کو اللہ نے اپنے غیب کے لیے چنا ہے وہ رسولِ خدا ہیں اور حضرت علیؑ بھی چنے ہوئے ہیں۔ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ﴿۲۷﴾ (پس اس کے آگے اور پیچھے ایک نگہبان مقرر کیا ہے) کے ذیل میں لکھا ہے۔ مراد ہے کہ اس کے دل میں علم قرار دیا ہے اور اس کے پشت سر رصد سے مراد ہے کہ وہ رسولِ خدا اس کو تعلیم دیتے ہیں اور وہ ان کے علم سے غذا حاصل کرتا ہے اور خداوند عالم بھی اس کو اپنی طرف سے الہام کرتا ہے۔ رَصَدًا سے مراد وہی رسولِ خدا سے علم حاصل کرنا ہے تاکہ رسولِ خدا جان لیں کہ حضرت علیؑ نے علم کو حاصل کر لیا ہے اور اَحْصٰى كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا ﴿۲۸﴾ مراد ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلق کیا ہے اُس وقت سے جو کچھ ہو چکا ہے یا جو کچھ ہونے والا ہے یا قیامت تک ہوگا، خواہ زلزلہ ہو یا کوئی فتنہ، چاند و سورج گرہن یا زمین کا دھنس جانا یا جو امت ہلاک ہو چکی ہے یا آئندہ ہلاک یا کتنے جابر و ظالم امام ہوں گے یا عادل امام ہوں گے ان کے نام ان کے نسب اور کتنا

https://www.shiabookspdf.com

جو طبعی موت مرے گا، کون ہے جسے قتل کیا جائے گا اور کتنے اماموں کو ذلیل و رُسوا کیا جائے گا اور ان کو ذلیل و رُسوا کرنے والے کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکیں گے۔ اور کتنے وہ امام ہیں جن کی مدد کی جائے گی اور وہ مدد کرنے والے کی مدد سے فائدہ حاصل نہ کریں گے۔ یہ سب کچھ جانتا ہے اور اس کے علم کے احاطہ میں ہے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: مَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ (جو اپنے ربّ کے ذکر سے منہ پھیرے گا) کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد ہے جو بندہ حضرت علیؑ کی ولایت سے منہ پھیرے گا۔ فَاُولٰٓئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ﴿۱۴﴾ سے مراد ہے کہ وہ سیدھا راستہ طلب کرنے والے ہیں۔ اَمَّا الْقٰسِطُوْنَ سے مراد راہِ حق سے منحرف ہونے والے ہیں جو حضرت علی علیہ السلام کے مقابلے میں آئے تھے۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جابر الجعفی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: مَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو حضرت علی علیہ السلام سے منہ موڑے گا وہ اسے سخت عذاب سے دوچار کرے گا۔

مساجد اللہ کے لیے ہیں

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عیسیٰ سے نقل کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے حماد! کیا تم اچھے انداز میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟

میں نے عرض کیا: اے میرے مولاؑ! میں نے حریز کی نماز کی کتاب کو یاد کیا ہوا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے حماد! پھر تو کوئی حرج نہیں ہے۔ تم کھڑے ہو جاؤ اور میرے سامنے نماز پڑھو۔ پس میں کھڑا ہو گیا اور رُو بقبلہ ہو کر میں نے نماز شروع کی اور رکوع و سجود انجام دے کر نماز کو پورا کیا۔

آپؑ نے فرمایا: تم نے اچھے انداز میں نماز ادا نہیں کی اور کتنی بُری بات ہے کہ بندہ ساٹھ سال یا ستر سال کا ہو جائے اور نماز کو اس کی حدود کے ساتھ پورا نہ کر سکے۔ پس میں نے اپنے اندر ایک شرم و خفت محسوس کی۔

https://www.shiabookspdf.com

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں آپؑ مجھے نماز سکھائیں اور اس کی حدود کے ساتھ نماز کی مجھے تعلیم دیں۔ پھر حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام رُوبقبلہ کھڑے ہوئے اور آپؑ نے اپنے ہاتھ کو چھوڑ دیا جو آپؑ کے دونوں رانوں پر آئے اور انگلیوں کو آپس میں ملایا اور قدموں کو ایک دوسرے کے قریب کیا کہ ان دونوں کے درمیان تین کھلی انگلیوں کا فاصلہ قرار دیا اور اپنے قدموں کی انگلیوں کو بھی رُوبقبلہ قرار دیا۔ دونوں قدموں کو قبلہ سے منحرف نہ کیا۔ پھر پورے خشوع کے ساتھ اللہ اکبر کہا۔ پھر سورۂ حمد اور سورۂ اخلاص کو ترتیل کے ساتھ پڑھا۔ پھر کچھ دیر رُکے، ایک سانس لینے کی مقدار رُکے اور پھر اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے کے برابر تک بلند کیا اور کھڑے ہوئے، اللہ اکبر کہا۔ پھر آپؑ رکوع میں گئے اور اپنے دونوں ہاتھ کھلی ہوئی انگلیوں کے ساتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے اور پھر دونوں گھٹنوں کو پیچھے کی طرف دبا کر رکھا اور اپنی کمر کو اس انداز میں برابر کیا کہ اگر پانی کا یا روغن کا قطرہ کمر پر گرے تو وہ نیچے نہ گرے اور اپنی گردن کو لمبا کیا اور آنکھوں کو بند کیا۔ پھر بڑے سکون سے تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ کا ذکر پڑھا۔ پھر آپؑ سیدھے کھڑے ہوئے اور قیام میں سکون کے ساتھ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہا اور پھر کھڑے ہوتے ہی اللہ اکبر کہا۔ اور ہاتھوں کو چہرے کے برابر بلند کیا۔ پھر آپؑ سجدے میں گئے اور اپنے کھلے ہاتھوں اور ملی ہوئی انگلیوں کے ساتھ پیشانی اور گھٹنوں کے درمیان رکھا اور تین مرتبہ سکون کے ساتھ یہ ذکر پڑھا: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ اور اپنے جسم کی کوئی چیز کسی پر نہ رکھی۔ آٹھ اعظم اعضاء پر سجدہ کیا۔ دونوں ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے درمیان بڑے انگوٹھے، پیشانی اور ناک، پھر فرمایا: ان میں سات کا لگنا فرض و واجب ہے کہ ان پر سجدہ کیا جائے اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ اور وہ مساجد یہ سات چیزیں ہیں: [۱] پیشانی [۲] دونوں ہتھیلیاں [۳] دونوں گھٹنے [۴] دونوں انگوٹھے اور [۵] ناک کا زمین پر رکھنا سنت ہے۔ پھر آپؑ نے سجدے سے سر اُٹھایا۔ جب آپؑ سیدھے ہوکر بیٹھ گئے تو پھر فرمایا: اللہ اکبر! پھر آپؑ اپنی داہنی ران کی طرف بیٹھ گئے اور دائیں قدم کا ظاہر کو بائیں قدم کے باطن پر رکھا اور پھر فرمایا: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ پھر دوبارہ اللہ اکبر کہا اور دوسرے سجدے میں گئے اور جیسے ہی پہلا انجام دیا ویسے ہی پھر دوسرا انجام دیا اور رکوع اور سجود اور قیام کی حالت میں بدن کے کسی عضو کو دوسرے عضو پر نہ رکھا اور سجدے کی حالت میں اپنی کہنیوں کو بھی زمین پر نہ رکھا اور یوں دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر

https://www.shiabookspdf.com

تشہد میں جب بیٹھے تو دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں ملی ہوئی تھیں۔ پھر جب تشہد سے فارغ ہوئے تو آپؑ نے سلام کہا اور نماز کو کامل کیا۔ پھر فرمایا: اے حماد! نماز یوں پڑھو۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد اوصیاءؑ ہیں۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مساجد سے مراد اوصیاءؑ ہیں۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب امام ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ سے مراد اوصیاء ہیں۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عیسیٰ بن داؤد النجار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مساجد سے مراد اوصیاء و ائمہ ہدیٰؑ ہیں اور ان میں سے ایک میں ہوں۔ پس تم ان کے علاوہ غیر کو نہ پکارو، یعنی ان اوصیاء کی امامت کے علاوہ کسی اور کی امامت کا قائل ہونا گویا اللہ کے ساتھ غیر کو پکارنا ہے۔

حدیث 6 تفسیر العیاشی میں حضرت امام ابوجعفر محمد بن علی الجواد علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے معتصم کے سوال کے جواب میں فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سجدہ سات اعضاء پر ہوگا: پیشانی، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مساجد اللہ کے لیے ہیں، اس سے مراد یہ ہی سات اعضاء ہیں۔ پس چوری کی حد میں ان میں سے کسی جز کو نہیں کاٹا جائے گا، لہٰذا چوری کی حد میں چور کے انگلیوں کو جوڑ سے کاٹ دیا جائے اور ہتھیلیوں کو باقی رکھا جائے گا۔

حدیث 7 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ

https://www.hindbooks.pdf.com

اللہِ اَحَدًا﴿۱۸﴾ کے ذیل میں فرمایا: مساجد سات ہیں جن پر سجدہ کیا جاتا ہے: پیشانی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے۔ اور اس آیت: وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ کے ذیل میں لکھا ہے کہ عبداللہ سے مراد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور يَدْعُوْهُ سے اللہ تعالیٰ سے کنایہ ہے۔ كَادُوْا: وہ قریش والے مراد ہیں۔ يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا﴿۱۹﴾ یعنی قریب تھا کہ قریش والے آپ کے دست و گریبان ہوجاتے۔ حَتّٰٓى اِذَا رَاَوْا مَا يُوْعَدُوْنَ کے ذیل میں لکھا ہے کہ امام قائم علیہ السلام اور امیر المومنین علی علیہ السلام کو جب وہ رجعت میں دیکھیں گے۔ پھر ان کو معلوم ہوجائے گا کس کے مددگار، کمزور اور تھوڑے تھے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ازفر سے کہا تھا: اے فرزند صھاک! اگر رسولِ خدا اور خدا کی طرف سے عہد و پیمان نہ ہوتا تو تجھے معلوم ہوجاتا کہ کس کے مددگار کم ہیں۔

جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا کہ رجعت میں کیا ہوگا تو اس وقت قریش نے کہا یہ کب ہوگا تو اللہ نے فرمایا: اے محمدؐ! آپ کہہ دیں: اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ يَجْعَلُ لَهٗ رَبِّيْٓ اَمَدًا﴿۲۵﴾ (میں نہیں جانتا کہ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ قریب ہے یا اس کے لیے میرے ربّ نے کوئی مدت قرار دی ہے)۔ اور اس آیت: عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ کے ذیل میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے اس رسولؐ کہ جس کو اس نے پسند کیا ہے اس کو جو کچھ ہوچکا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کے بارے میں خبر دی ہے کہ جو رجعت و قیامت اور امام قائم علیہ السلام کے بارے اخبار کے بارے میں خبر دی ہے۔

حدیث 8 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سدیر صیرفی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حمران بن اعین سے سنا ہے، انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا) کے بارے میں سوال کیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو اپنے علم کے ساتھ خلق کیا ہے بغیر اس کے کہ کوئی نمونہ یا اس کی مثل اس سے قبل موجود ہو۔ پس اس نے آسمانوں اور زمینوں کو ابتداء سے خلق کیا ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ (سورۂ ہود: آیت ۷) "اس کا پانی عرش پر ہے"۔

جناب حمران بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ اللہ تعالیٰ کے اس قول: عٰلِمُ

https://www.shiabookspdf.com

الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ ..... کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ سے مراد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ جن کو اللہ نے پسند فرمایا ہے اور اللہ کا یہ قول عٰلِمُ الْغَيْبِ سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اُس چیز کو جانتا ہے جو مخلوق سے اوجھل و پوشیدہ ہے۔ تو جو چیز مقدر ہے وہ اس کے علم میں ہے، وہ جس کا فیصلہ کرتا ہے اس کے خلق کرنے سے قبل اس کو جانتا ہے اور ملائکہ کو بنانے سے قبل جانتا ہے۔

اے حمران! وہ علم جو اس کے پاس ہے وہ اس مشیت پر موقوف ہے۔ پس جب وہ چاہتا ہے اس کو ظاہر کرتا ہے۔ پس وہ علم کہ جس کو وہ چاہتا ہے کہ اس کو انجام دے۔ پہلے وہ رسولؐ خدا کو اس کا علم عطا کرتا ہے اور پھر رسولؐ کے ذریعے ہم تک آتا ہے۔



maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ المزمل

یہ سورہ مکّی ہے سوائے آیت نمبر ۱۰، ۱۱ اور ۲۰ کے۔ یہ تین آیات مدنی ہیں اور یہ سورۂ قلم کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کل آیات بیس (۲۰) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سیف بن عمیرہ سے اور انھوں نے جناب منصور سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نمازِ عشاء کے بعد یا رات کے آخری حصّہ میں سورۂ مزمل کی تلاوت کرے گا تو اس کے لیے سورۂ مزمل کے ساتھ دن اور رات دونوں گواہ بن جائیں گے۔ اور اللہ اس کو پاکیزہ زندگی دے گا اور پاکیزہ موت دے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ مزمل کی تلاوت کرے گا اس کو تمام جنوں اور شیاطین کی تعداد کے برابر راہِ خدا میں غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور دُنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ اس سے سختی و تنگی کو اُٹھا لے گا۔ اور جو بندہ اس سورہ کو متواتر پڑھے گا تو خواب میں رسولؐ خدا کی اس کو زیارت ہوگی۔ پس وہ جو چاہے گا ان سے طلب کرے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ ہمیشہ سورۂ مزمل کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دُنیا و آخرت سے سختی و تنگی کو اُٹھا لے گا اور خواب میں اس کو رسولؐ کی زیارت ہوگی۔

حدیث 4 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو

https://www.shiabookspdf.com

بندہ سورۂ مزمل کی ہمیشہ تلاوت کرے گا اس کو خواب میں رسولؐ خدا کی زیارت ہوگی اور وہ جو چاہے وہ سوال کرے اللہ اس کو عطا فرمائے گا بشرطیکہ وہ خیر و نیکی کا سوال کرے۔ جو بندہ شب جمعہ اس سورہ کی سو مرتبہ تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے سو گناہ معاف کردے گا اور اس کو سو نیکیاں عطا کرے گا، اس کے دس برابر عطا فرمائے گا۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

یٰۤاَیُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصۡفَهٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡهُ قَلِیۡلًا ۙ﴿۳﴾ اَوۡ زِدۡ عَلَیۡهِ وَرَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا ؕ﴿۴﴾

[ترجمہ] اے کپڑا لپیٹ کر سونے والے، رات کو اُٹھا کریں مگر کم۔ آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرلیں۔ یا اس پر کچھ بڑھا دیں اور قرآن کو ٹھہر کر پڑھا کریں۔

تفسیر

سورۂ طٰہٰ کے شروع میں بیان ہو چکا ہے کہ مزمل رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی ہے۔

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: قُمِ الَّیۡلَ کے ذیل میں لکھا ہے کہ نماز کے لیے رات کو کھڑے ہوں مگر کم۔ آدھی رات یا اس سے کچھ کم کریں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: ایک شب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چادر اُوڑھ کر سوئے ہوئے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی: یٰۤاَیُّهَا الۡمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصۡفَهٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡهُ قَلِیۡلًا ۙ﴿۳﴾ (اے چادر اُوڑھ کر سونے والے، رات کو نماز کے لیے کھڑا ہوا کریں مگر کم۔ آدھی رات یا اس سے کچھ کم کرلیں) یعنی اس قَلِیۡلًا سے کم کردیں یا اس پر کچھ زیادہ کرلیں۔ مراد ہے کہ اس قلیل سے بھی کچھ کم کرلیں۔

حدیث 2 التہذیب میں جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا ۙ﴿۲﴾ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا کہ آپؐ ہر رات نماز پڑھیں۔ پس آپؐ ہر رات کو نماز پڑھا کرتے تھے لیکن ایک رات ایسی آئی کہ آپ اس میں نماز نہ پڑھ سکے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

https://www.shiabookspdf.com

فرمائی: قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝۷

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۸ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ترتیل سے مراد ہے کہ پوری وضاحت کے ساتھ بیان کرو نہ تو اشعار کی مانند جلدی اور یکے بعد دیگرے پڑھو اور نہ ریت کے ذرّات کی مانند بکھیر کر پڑھو بلکہ اس طرح پڑھو کہ سخت و سنگین دل اس کو سن کر نرم ہو جائیں۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سلیمان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝۸ کے بارے میں سوال کیا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن واضح و روشن انداز میں پڑھو نہ کہ اشعار کی مانند یکے بعد دیگرے اور نہ ہی ریت کے ذرّات کی مانند بکھیر کر پڑھو۔ بلکہ یوں تلاوت کرو کہ سخت دل بھی نرم ہو جائیں۔ یہ کوشش نہ کرو کہ لازماً آخر سورہ تک پڑھنا ہے۔

اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ۝۵ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝۶

[ترجمہ] اور عنقریب ہم آپؐ پر ایک حکم کا بوجھ ڈالنے والے ہیں۔ رات کا اُٹھنا یقیناً نہایت مناسب اور سنجیدہ کلام کے لیے زیادہ موزوں ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا ۝۶ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد ہے کہ رات کو انسان کا اپنے بستر سے اُٹھنا اور اس کا اللہ کے علاوہ کوئی اور ارادہ نہ ہو، یعنی فقط یادِ خدا کے لیے اُٹھنا: یہ سب مناسب ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ۝۷ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝۸

[ترجمہ] دن میں تو آپؐ کے لیے یقیناً بہت سی مصروفیات ہیں اور اپنے ربّ کے نام کا ذکر کریں اور سب سے بے نیاز ہوکر صرف اسی کی طرف متوجہ ہوجائیں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝۸ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ دونوں ہاتھوں کو بلند کرنا اور دونوں ہاتھوں کی شہادت کی انگلیوں کو حرکت دینا مراد ہے۔

حدیث 2 الکافی، جلد سوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابواسحاق سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: ''رغبت'' تیرا دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں آسمان کی طرف بلند کرنا۔ ''رھبت'' یہ ایک کہ دونوں ہاتھوں کے ظاہر کو آسمان کی طرف بلند کرنا۔ ''الدعا'' اپنی ایک انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرنا۔ ''تضرع'' دو انگلیوں کے ذریعے اشارہ کرنا اور ان کو حرکت دینا اور ''ابتھال'' ہے کہ دونوں ہاتھوں کو بلند کرنا اور اس وقت آنکھوں سے آنسو جاری کرکے دُعا کرنا مراد ہے۔ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝۸ سے مراد ہے اس کی طرف پورے اخلاص سے متوجہ ہونا۔

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝۹ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝۱۰

[ترجمہ] وہ مشرق و مغرب کا ربّ ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ لہٰذا اس کو اپنا ضامن و وکیل قرار دو اور جو کچھ یہ لوگ کہہ رہے ہیں اس پر آپؐ صبر کریں اور شائستہ انداز میں ان سے دُوری اختیار کریں۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس آیت: وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو لوگ تیرے بارے میں کہتے ہیں تو اچھے اور شائستہ انداز میں ان سے دُوری اختیار کرو، یعنی ان سے صرفِ نظر کرو۔

وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ اُولِي النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِيْلًا ﴿۱۱﴾

[ترجمہ] اور ان تکذیب کرنے والوں اور نعمتوں پر ناز کرنے والوں کو مجھ پر چھوڑ دیں اور انھیں تھوڑی مہلت دے دیں۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: ذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ کے ذیل میں فرمایا: آپؑ اپنے وصی کی تکذیب کرنے والوں کو اور نعمات پر ناز کرنے والوں کو مجھ پر چھوڑ دے۔

راوی: میں نے عرض کیا: کیا یہ تنزیل ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

حدیث 2 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب ابان بن عثمان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَذَرْنِيْ وَالْمُكَذِّبِيْنَ کے ذیل میں فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کو دھمکی ہے جو امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کو جھٹلانے والے ہیں۔

اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًا ﴿۱۲﴾ وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۳﴾
يَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيْبًا مَّهِيْلًا ﴿۱۴﴾

https://www.shiabookspdf.com

[ترجمہ] تحقیق ہمارے پاس ان کے لیے بیڑیاں اور سلگتی ہوئی آگ ہے اور حلق میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔ جس دن زمین اور پہاڑ کانپنے لگیں گے اور پہاڑ بہتی ہوئی ریت کی مانند ہو جائیں گے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَّطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد ایسا کھانا ہے کہ جس کو نگل نہ سکیں گے۔ اور یَوْمَ تَرْجُفُ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ کے ذیل میں لکھا ہے کہ جس دن پہاڑ پھٹ جائیں گے اور پہاڑ ریت کی مانند ہو جائیں گے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ﴿١٥﴾ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ﴿١٦﴾ فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿١٧﴾ السَّمَآءُ مُنْفَطِرٌ بِهٖ ؕ كَانَ وَعْدُهٗ مَفْعُوْلًا ﴿١٨﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ﴿١٩﴾

[ترجمہ] اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک رسولؐ تم پر گواہ بنا کر بھیجا جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسولؑ بھیجا تھا۔ پھر فرعون نے اس رسولؑ کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے سختی سے گرفت میں لے لیا۔ اور اگر تم نے انکار کیا تو اس دن سے کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا اور اس دن آسمان پھٹ جائے گا اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ یقیناً یہ ایک نصیحت ہے۔ پس جو چاہے اپنے ربّ کی طرف جانے والا راستہ اختیار کرے۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: فَكَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا ﴿۱۷﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن خوف کی وجہ سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے جب وہ چیخ سنیں گے۔

اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ وَطَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِيْنَ مَعَكَ ؕ وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ؕ عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى ۙ وَاٰخَرُوْنَ يَضْرِبُوْنَ فِي الْاَرْضِ يَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ۙ وَاٰخَرُوْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ ۙ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ؕ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۰﴾

[ترجمہ] آپؐ کا ربّ یقیناً جانتا ہے کہ آپؐ دو تہائی رات کے قریب یا آدھی رات یا ایک تہائی رات نماز کے لیے کھڑے رہتے ہیں اور آپؐ کے ساتھ ایک جماعت بھی کھڑی رہتی ہے اور اللہ رات اور دن کا حساب رکھتا ہے۔ اسے علم ہے کہ تم حساب نہیں رکھ سکتے۔ پس اللہ نے تم پر مہربانی فرمائی ہے، لہٰذا تم آسانی سے جتنا قرآن پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو۔ اسے علم ہے کہ عنقریب تم میں سے کچھ لوگ مریض ہوں گے اور کچھ لوگ روزی کو تلاش کرنے اللہ کے فضل سے جاتے ہیں اور کچھ

https://www.ahlibookspdf.com

راہِ خدا میں لڑتے ہیں۔ لہٰذا جتنا آسانی سے قرآن پڑھ سکتے ہو پڑھ لیا کرو۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اللہ کو قرضِ حسنہ دو اور جو نیکی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ کے ہاں بہتر اور ثوابِ عظیم تر پاؤ گے اور اللہ سے مغفرت طلب کرو۔ اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا رحیم ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْمُ اَدْنٰى مِنْ ثُلُثَيِ الَّيْلِ وَنِصْفَهٗ وَثُلُثَهٗ (تحقیق آپؐ کا ربّ جانتا ہے کہ آپؐ رات کے دو تہائی کے قریب یا آدھی رات یا ایک تہائی کھڑے رہتے ہیں) کے ذیل میں فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر عمل کیا اور لوگوں کو بھی اس کی خوشخبری سنادی لیکن لوگوں کے لیے یہ مسئلہ بن گیا کہ ایک شخص رات کو قیام کرتا ہے یہاں تک کہ صبح ہوجاتی ہے۔ وہ صبح تک قیام کرتا ہے کہ اطاعت گزاری ہوجائے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو منسوخ کردیا اور فرمایا: جتنا قرآن پڑھ سکو وہ پڑھ لو۔ پھر فرمایا: جان لو کوئی نبی بھی نہیں آیا مگر یہ کہ وہ نمازِ شب پڑھتا تھا۔ اور کوئی نبی نہیں آیا مگر یہ کہ وہ نمازِ شب کو اوّل رات میں پڑھتا تھا۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب سلمۃ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا ؕ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ قرض زکوٰۃ کے علاوہ صدقہ دینا ہے۔

اس کا سببِ نزول

حدیث 1 نہج البیان میں علامہ الشیبانی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ اس سورہ کا سببِ نزول یہ ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کے اصحاب ساری رات نماز پڑھنے

https://www.shiabooks.pdf.com

کے لیے کھڑے رہتے یہاں تک کہ ان کے قدموں پر ورم ہوجاتے، سوجھ جاتے۔ اور یہ چیز رسولؐ خدا اور ان کے اصحاب کے لیے سخت ہوتی تو یہ سورہ تخفیف کے لیے نازل ہوئی کہ اللہ جانتا ہے کہ تم ساری رات کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رکھتے۔

حدیث 2 مجمع البیان میں علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ وہ طائفہ جو نبیؐ خدا کے ساتھ راتوں کو کھڑا ہوتا وہ حضرت علی علیہ السلام اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ تھے۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ المدثر

یہ سورہ مکّی ہے اور سورۂ مزمل کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات چھپن (۵۶) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی واجب نماز میں سورۂ مدثر کی تلاوت کرے گا تو اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ میں ان کے ساتھ قرار دے۔ اور اس کی دُنیاوی زندگی میں کوئی شقاوت و بدبختی اس کو لاحق نہیں ہوگی، ان شاء اللہ۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے، آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورۃ کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جتنے بندوں نے رسولِ خدا کی تصدیق کی ہوگی اور جتنے بندوں نے آپؐ کی تکذیب کی ہوگی سب کی تعداد سے دس گناہ زیادہ اجروثواب عطا فرمائے گا اور جو بندہ اس سورہ کو متواتر ہر روز پڑھے گا اور آخر میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرے (دُعا کرے) کہ وہ قرآن حفظ کرلے تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا یہاں تک اللہ تعالیٰ اس کے دل کو کھول دے گا اور وہ قرآن کو حفظ کرلے گا اور جو بندہ اس سورہ کو متواتر پڑھے گا تو اس کے لیے اَجرِ عظیم ہے اور جو بندہ ہر سورہ کو پڑھنے کے بعد حفظ قرآن کی دُعا کرے گا تو اس تک نہیں مرے گا مگر یہ کہ وہ قرآن حفظ کرے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ مدثر کو ہمیشہ پڑھے گا اور آخر میں حفظ کی دُعا کرے گا تو وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ قرآن حفظ نہ کرلے اور اگر اس سے زیادہ بھی طلب کرے گا تب بھی اللہ عطا فرمائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ﴿۱﴾ قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ﴿۲﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۪ۙ﴿۳﴾

[ترجمہ] اے چادر اُوڑھنے والے! اُٹھیں اور (لوگوں کو) ڈرائیں اور اپنے ربّ کی کبریائی کا اعلان کریں۔

تفسیر

حدیث 1 مختصر بصائر الدرجات میں جناب سعد بن عبداللہ نے اپنی سند کے ساتھ جناب الکلبی سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ اَلْمُدَّثِّرُ یہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان دس ناموں میں سے ایک ہے جن کو قرآن میں ذکر کیا گیا ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں: سورۂ طٰہٰ کے شروع میں اس کے بارے میں احادیث بیان ہوچکی ہیں۔

حدیث 2 مختصر بصائر الدرجات میں جناب سعد بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جابر بن یزید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپ نے اس آیت قُمْ فَاَنْذِرْ ۪ۙ﴿۲﴾ کے ذیل میں فرمایا ہے کہ یہ خطاب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اَقدس کو ہے اور اس قیام سے مراد آپ کا رجعت میں قیام کرنا اور ڈرانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسی سورۂ مدثر کی آیت نمبر ۳۵ و ۳۶ میں فرمایا ہے: اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ۙ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ۙ﴿۳۶﴾ اس میں بھی آپؐ مراد ہیں اور یہ ڈرانا و تنبیہ کرنا زمانہ رجعت میں مراد ہے اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ یہ رجعت کے دور میں ہوگا جب آپؐ تمام لوگوں کو تبلیغ کریں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ آپؐ مدثر زمانہ رجعت میں ہیں۔ ایک شخص نے آپؑ سے سوال کیا کہ قیامت سے قبل مُردوں کو زندہ کیا جائے گا؟ تو آپؑ نے اس وقت فرمایا: ہاں خدا کی قسم! زمانہ رجعت میں بہت بڑے بڑے کافروں کو واپس لایا جائے گا، جو اپنے کفر

https://www.shiabookspdf.com

میں بہت شدید و سخت رہے ہوں گے اور وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ یہ بھی زمانہ رجعت میں ہوگا۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝۱ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور مدثر سے مراد وہ ہے جس نے اپنے آپ کو کپڑے میں لپٹا ہوا ہو۔ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝۲ رجعت میں قیام اور اس میں ڈرانا مراد ہے۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝۵

[ترجمہ] اور اپنے لباس کو پاک رکھیں اور ناپاکی سے دُور رہیں۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴ (اور اپنے لباس کو پاک رکھیں) کے ذیل میں فرمایا کہ اس سے مراد ہے کہ اپنے لباس کو سمیٹ کر رکھیں۔

حدیث 2 الکافی، چھٹی جلد میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معلّٰی بن خنیس سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق تمھارے درمیان حضرت علیؑ تھے۔ پس آپؑ بازار بنی دیوان آئے۔ آپؑ نے بازار سے ایک دینار میں تین کپڑے خریدے۔ ایک قمیص جو ان کے قدموں کے اُوپر تک اور شلوار جو آپؑ کی نصف پنڈلی تک اور ایک چادر جو سامنے سے سینے تک اور عقب سے پشت تک تھی۔ پھر آپؑ نے آسمان کی طرف ہاتھوں کو بلند کیا اور گھر داخل ہونے تک متواتر اس لباس پر اللہ کی حمد کرتے رہے جو اس نے عطا کیا ہے اور پھر فرمایا: یہ وہ لباس ہے جو مسلمانوں کو پہننا چاہیے۔

پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس زمانے میں کسی بندے کے لیے یہ لباس پہننا ممکن نہیں ہے کیونکہ اگر اس دور میں یہ لباس زیب تن کیا جاتا تو لوگ ریا کار قرار دیتے تھے یا مجنون و پاگل شمار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝۴ اس سے مراد ہے کہ اپنے لباس کو اُٹھا کر رکھو، زمین میں کشیدہ نہ ہو (زمین پر جھاڑو کا کام نہ کرے)۔ اور جب ہمارے قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو یہ ہی لباس پہنا جائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 3 الکافی، چھٹی جلد میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمٰن بن عثمان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اہل یمامہ کے ایک شخص سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتا ہے جس دور میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بغداد میں قید تھے۔ اس دور میں آپؑ نے مجھے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ آپؐ کا لباس تو پاک ہی ہوتا تھا اللہ نے آپؐ کو فقط یہ حکم دیا تھا کہ اپنا لباس اُٹھا کر رکھو، یعنی سمیٹ کر رکھو۔

حدیث 4 الکافی، چھٹی جلد میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلمہ جو کہ ایک ٹوپی فروش تھے، سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھے کہ آپؑ کی خدمت میں حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام تشریف لائے تو آپؑ نے فرمایا: اے بیٹے! اپنی قمیص کو پاک کرو تو جناب ابوعبداللہؑ چلے گئے۔ پس ہم نے گمان کیا کہ شاید آپؑ کی قمیص پر کوئی چیز لگی ہوئی ہوگی۔ جب آپؑ واپس تشریف لائے تو آپؑ کی قمیص اسی طرح تھی (یعنی گیلی نہیں تھی)۔

ہم نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! ہم آپؑ پر قربان ہو جائیں ان کی قمیص کو کیا ہوا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی قمیص لمبی تھی میں نے اس کو حکم دیا کہ اس کو کوتاہ کرو، یعنی چھوٹا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ مراد ہے کہ اپنے لباس کو کوتاہ کرو۔

حدیث 5 الکافی، چھٹی جلد میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک شخص کی طرف دیکھا جس کا لباس زمین پر لگ رہا تھا تو آپؑ نے فرمایا: یہ لباس پاک و طاہر نہیں ہے۔

حدیث 6 خصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اپنے باپ دادا کے ذریعے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ لباس کو کوتاہ رکھنا ان کا پاک رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ مراد ہے کہ لباس کو سمیٹ کر رکھو یا کوتاہ رکھو۔

حدیث 7 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ (اور ناپاکی سے دُور رکھیں) کے ذیل میں فرمایا: رجز سے مراد خبیث ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶

[ترجمہ] احسان کرکے زیادتی کی تمنا نہ کرو۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن قداح سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت: وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝۶ کے ذیل میں فرمایا: جو نیکی اللہ کے لیے کرو اس کو زیادہ شمار نہ کرو۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے فرمایا: جب کسی کو کوئی عطیہ و ہدیہ دو تو اس سے اس کا زیادہ کا مطالبہ نہ کرو۔

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝۷ فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝۸ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝۹ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۝۱۰

[ترجمہ] اور اپنے ربّ کے لیے صبر کریں۔ پس جب صُور پھونکا جائے گا تو وہ دن ایک سخت ترین دن ہوگا جو کفار پر آسان نہ ہوگا۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: بتحقیق ہم میں سے ایک امام ہوگا جو غائب و پوشیدہ ہوگا۔ پس جب اللہ تعالیٰ اس کے ظہور کا ارادہ فرمائے گا تو اس کے دل میں ایک نکتہ پیدا کرے گا تو وہ ظہور کرے گا اور اللہ تعالیٰ کے امر کے ساتھ قیام کرے گا۔

حدیث 2 امالی میں جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝۸ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے

https://www.shiabookspdf.com

فرمایا: ہم میں سے ایک امام ہوگا جو غائب اور پوشیدہ ہوگا۔ پس جب اللہ تعالیٰ اس کے ظہور کا ارادہ فرمائے گا تو اس کے دل میں ایک نکتہ ایجاد کرے گا (یعنی ایک اشارہ کرے گا)۔ پس وہ اللہ کے امر کے ساتھ قیام کریں گے۔

ایک اور حدیث میں ذکر ہوا ہے جب قائم علیہ السلام کے کان میں پھونک ماری جائے گی تو آپؑ کو قیام کا اذن مل جائے گا۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جابر بن یزید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ۙ﴿۸﴾ کے ذیل میں فرمایا: ناقور وہ آواز ہے جو آسمان سے آئے گی: اے لوگو! آگاہ ہوجاؤ تمھارا ولی اللہ ہے اور علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے جو حق کے ساتھ قیام کرنے والا ہے اور یہ آواز حضرت جبرئیلؑ اس دن تین دفعہ دیں گے اور یہ دن کفار کے لیے بہت سخت ہوگا، یعنی آسان نہ ہوگا۔ اور کافرین سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی نعمت اور حضرت علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت کا انکار کیا ہے۔

حدیث 4 کمال الدین وتمام النعمۃ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت جابر کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: احمقوں سے بات نہ کرو۔ وہ ضائع کر دیتے ہیں۔ کیا تم نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَاِذَا نُقِرَ فِی النَّاقُوْرِ ۙ﴿۸﴾ بتحقیق ہم میں سے ایک امام ہوگا جو غائب اور پوشیدہ ہوگا۔ پس جب اللہ تعالیٰ اس کے ظہور کا ارادہ کرے گا تو اس کے دل میں ایک اشارہ کرے گا تو وہ ظہور کرے گا اور اللہ کے حکم کے مطابق حکم کرے گا۔

وہ وحیدِ فرد کون ہے؟

ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّبَنِیْنَ
شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ یَطْمَعُ اَنْ اَزِیْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ

https://www.shiabookspdf.com

كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿١٦﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿١٧﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾
فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ
وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿٢٤﴾
اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا
سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿٢٩﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿٣٠﴾

[ترجمہ] مجھے اور اس شخص کو چھوڑ دو جسے میں نے اکیلا پیدا کیا ہے اور میں نے اس کو بہت سا مال دیا اور حاضر رہنے والا فرزند بھی۔ اور میں نے اس کے لیے راہ ہموار کردی۔ پھر وہ طمع کرنے لگتا ہے کہ میں اور زیادہ دوں۔ ہرگز نہیں۔ وہ یقیناً ہماری آیات سے عناد رکھنے والا ہے۔ میں اسے کٹھن چڑھائی چڑھنے پر مجبور کردوں گا۔ اس نے یقیناً سوچا۔ پھر اسے سوجھا۔ پس اس پر اللہ کی مار اسے کیا سوجھی؟ پھر اس پر اللہ کی مار ہو اسے کیا سوجھی؟ پھر اس نے نظر دوڑائی۔ پھر تیوری چڑھائی اور منہ بگاڑ لیا۔ پھر پلٹا اور تکبر کیا۔ پھر کہنے لگا: یہ جادو کے سوا کچھ نہیں ہے جو نقل ہوکر آیا ہے۔ یہ تو صرف بشر کا کلام ہے۔ عنقریب میں اسے آگ میں جھلسا دوں گا اور آپ کیا سمجھیں سقر کیا ہے؟ وہ نہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے۔ آدمی کی کھال جھلسا دینے والی ہے۔ اس پر انیس فرشتے موکل ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ذکر کیا ہے کہ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ یہ بوڑھا سن رسیدہ باتجربہ شخص تھا اور مردوں میں سے زیرک اور باہوش فرد تھا۔ یہ ان افراد میں سے تھا کہ جو رسولؐ خدا کا مذاق اُڑایا کرتا تھا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک کمرے میں بیٹھ کر تلاوت فرماتے تو قریش والے ولید کے پاس جمع ہوئے اور اس سے کہا: اے ابوعبدالشمس! یہ جو محمدؐ پڑھتا ہے یہ کیا ہے؟ اشعار ہیں

https://www.shiabookspdf.com

یا کھانہ یا خطبات ہیں؟

اس نے کہا: جب محمدؐ پڑھے تو مجھے بلانا تا کہ میں سنو کہ وہ کیا پڑھتا ہے۔ پس اس کو بلایا گیا اور رسولؐ خدا کے قریب گیا اور اس نے آپؐ سے کہا: اے محمدؐ! جو تو اشعار پڑھتا ہے وہ مجھے بھی سناؤ۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: یہ اشعار نہیں ہیں بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے جس کو اس نے اپنے ملائکہ، انبیاءؑ اور رسولوںؑ کے لیے پسند کیا ہے۔

تو ولید نے کہا: میرے لیے اس کی تلاوت کریں۔

تو رسولؐ خدا نے اس کے سامنے سورۂ حم السجدہ کی تلاوت شروع کی۔ پس رسولؐ خدا نے اس آیت کو پڑھا: فَاِنْ اَعْرَضُوْا یَاْمُحَمَّدٌ "اے محمدؐ! آپؐ ان سے اعراض کریں، یعنی قریش سے۔ فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ "آپؐ ان سے کہہ دیں کہ میں تمھیں اور عاد و ثمود کی بجلی کی مانند بجلی سے ڈراتا ہوں"۔ ولید کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور اس کے جسم کے سارے بال جو اس کے سر اور داڑھی کے تھے، سب کھڑے ہو گئے اور وہ اپنے گھر چلا گیا۔ قریش کے پاس واپس نہ آیا۔ قریش کے افراد ابوجہل کے پاس گئے اور اس سے کہا: اے ابوالحکم! تحقیق ابوعبدالشمس نے محمدؐ کا دین اختیار کر لیا ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ وہ ہمارے پاس واپس نہیں آیا۔

دوسرے دن صبح کے وقت ابوجہل ولید کے گھر گیا اور اس نے کہا: اے چچا! آپ نے ہمارے سر جھکا دیئے ہیں اور ہمیں ذلیل کیا ہے اور ہمارے دشمنوں کو خوش کیا ہے۔ آپ محمدؐ کے دین پر چلے گئے ہیں تو ولید نے کہا: میں نے اس کے دین کو قبول نہیں کیا بلکہ میں نے ایک کلام اس سے سنا ہے جس سے میں وحشت زدہ ہو گیا ہوں اور میری جلد کانپ گئی ہے۔

ابوجہل نے کہا: کیا وہ خطبہ ہے؟

تو ولید نے کہا: نہیں، نہیں کیونکہ خطبہ ایک مربوط کلام ہوتی ہے جبکہ اس کی کلام منتشر ہوتی ہے۔ اس کا بعض دوسرے بعض کے مشابہ نہیں۔ ابوجہل نے کہا: کیا وہ اشعار ہیں؟

ولید نے کہا: نہیں۔ میں نے عربوں کے اشعار کو سنا ہے، پڑھا ہے، ان میں رمل ہوتا ہے، زجر ہوتا ہے، ان میں بسیط و مدید ہوتا ہے۔ اس کی کلام شعر بھی نہیں ہے تو ابوجہل نے کہا: پھر اس کی کلام کیا ہے؟ تو ابوعبدالشمس نے کہا: اچھا مجھے غور و فکر کرنے دو۔

https://www.shiabookspdf.com

دوسرے دن صبح کے وقت دوبارہ ابوجہل ولید کے پاس آیا اور کہا: اے ابوعبدالشمس! جو ہم نے تجھے کہا تھا اس کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟

تو ولید نے کہا: تم کہو کہ یہ جادو ہے جو لوگوں کے دلوں کو پکڑ لیتا ہے۔

تو اُس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ اس کو وحید اس لیے کہا گیا ہے کہ اس نے قریش سے کہا تھا: ایک سال میں اکیلا بیت اللہ کا غلاف تیار کروں گا۔ میرے ذمہ اور دوسرے سال تم سب مل کر تیار کرو۔ وہ مال دار تھا اور اس کے باغات تھے اور اس کے مکہ میں دس بیٹے تھے اور اس کے دس غلام تھے اور ہرایک کے پاس ہزار دینار ہوتے تھے جن میں سے وہ غلام اس کے لیے تجارت کرتے تھے اور وہ اس زمانے میں قنطار کا مالک تھا اور قنطار یہ ہوتا ہے کہ ایک بیل کی کھال سونے سے بھری ہوئی ہو تو اس کو قنطار کہا جاتا تھا۔ تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: ذَرْنِیْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ وحید ولدالزنا کو کہا جاتا ہے اور اس سے مراد زفر ہے اور پھر اس آیت: وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد اس کے مال اور اجل ممدود قرار دی ہے۔ وَّبَنِیْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ سے اس کے وہ ساتھی کہ جو کہتے تھے کہ محمدؐ کا کوئی وارث نہیں ہے۔ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِیْدًا ﴿۱۴﴾ (میں نے اسے بہت زیادہ آسانی اور کشادگی دے رکھی ہے) کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے میں نے اس کو نرونبرداری دے رکھی ہے کہ اس کی اولاد اور غلام اس کے اطاعت گزار ہیں اور اس سے بھی زیادہ کا طلب گار ہے۔ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا ﴿۱۶﴾ (ہرگز نہیں وہ ہماری آیات کے بارے میں عناد رکھتا ہے) کے ذیل میں لکھا ہے: وہ امیرالمومنین علی علیہ السلام کی ولایت کا منکر اور رسولؐ خدا کے ساتھ عناد و دشمنی رکھتا ہے۔ عنقریب میں اسے مشکل ترین چڑھائی چڑھنے پر مجبور کردوں گا۔ اس نے غوروفکر کیا اور اسے کچھ سوجھا۔ مراد ہے کہ اس نے ولایت کے بارے میں غوروفکر کیا اور پھر اس کے بارے میں کچھ سوجھا۔ اس نے فکر کیا کہ جب رسولؐ خدا اس دُنیا سے چلے جائیں گے تو جو میں نے آپؐ کی زندگی میں علیؑ کی بیعت کی ہے تو رسولؐ کے جانے کے بعد میں اس پر وفاداری نہیں کروں گا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ مراد ہے کہ ان کو عذاب کے بعد دوسرا عذاب ہمارے قائمؑ کا ہوگا۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر اس زفر نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علی علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ پھر اس نے تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اور تکبر کیا اور آخرکار اس نے کہا کہ یہ جادو کے سوا کچھ نہیں ہے، یہ صرف انسان کا کلام ہے۔

زفر ملعون نے کہا: تحقیق محمدؐ نے علیؑ کے بارے میں لوگوں پر جادو کر دیا ہے۔ یہ فقط اس کا اپنا کلام ہے اس پر اس کے بارے میں کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ (عنقریب اس کو آگ جھلسا دے گی) یعنی اس کو آگ میں داخل کر دیا جائے گا۔ وہ آگ نہ اس کو باقی رکھے گی اور نہ ختم کرے گی۔ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ جو جلا کر جھلسا کر رکھ دے گی۔ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ "اور اس پر انیس فرشتے معین ہوں گے جو لوگوں کو عذاب دیں گے"۔

حدیث 3

مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہؒ، جناب حمران اور جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وحید یعنی ولد الزنا۔ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے بیان کیا گیا کہ اولادِ ہاشم میں سے ایک بندے نے اپنے خطبہ میں کہا تھا کہ میں ولید وحید ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: وائے ہو اس کے لیے، اگر اسے پتہ ہوتا کہ وحید کون ہے تو وہ کبھی بھی اس کے ساتھ فخر نہ کرتا۔

ہم نے عرض کیا: وحید کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ وہ ہے جس کے باپ کی شناخت نہ ہو۔

وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۙ وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْكٰفِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى

https://www.shiabooks.pdf.com

لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَالْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ﴿۳۴﴾

[ترجمہ] اور ہم نے جہنم کا عملہ صرف فرشتوں کو قرار دیا اور ان کی تعداد کو کفار کے لیے آزمائش بنادیا تاکہ اہل کتاب کو یقین آجائے اور ایمان والوں کے ایمان میں اضافہ ہوجائے اور اہل کتاب اور مومنین کسی شک میں نہ رہیں اور جن کے دلوں میں بیماری ہے۔ نیز کفار بھی یہ ہی کہیں گے کہ اس بیان سے اللہ کا کیا مقصد ہے؟ اس طرح اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کردیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور تیرے ربّ کے لشکر کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور یہ انسان کے لیے ایک نصیحت ہے۔ ایسا ہرگز نہیں: چاند کی قسم اور رات کی جب وہ پلٹنے لگتی ہے اور صبح کی جب وہ روشن ہوتی ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن فضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں اس آیت: لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَٰبَ (اہل کتاب کو یقین ہوجائے) کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: مراد ہے کہ اہل کتاب کو یقین ہوجائے، اللہ اور اُس کا رسولؐ اور اس کا وصی حق ہیں۔

پھر میں نے اس کے بارے میں عرض کیا: وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا (اور اہل ایمان کے ایمان میں اضافہ ہوجائے)۔

آپؑ نے فرمایا: مراد ہے کہ اہل ایمان کا وصی پر ایمان میں اضافہ ہوجائے یعنی پختہ ہوجائے۔

پھر میں نے عرض کیا: وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَٰبَ وَالْمُؤْمِنُونَ لا (اور اہل کتاب اور مومنوں کو شک نہ رہ جائے) سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت میں کوئی شک نہ رہے۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر میں نے عرض کیا: اس شک سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس مراد اہل کتاب اور وہ مومنین جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں وہ ولایت میں کوئی شک نہ کریں۔

پھر میں نے وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: ذکریٰ سے مراد ولایت ہے۔ پھر میں نے اس کے بارے میں عرض کیا: اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ولایت ہے۔

پھر میں نے لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جو ہماری ولایت کی طرف بڑھے گا وہ سقر سے دُور رہے گا اور ہماری ولایت سے دُور رہے گا وہ سقر کی طرف بڑھے گا۔

پھر میں نے اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس سے مراد ہمارے شیعہ ہیں۔

پھر میں نے اس آیت لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: وہ جہنم والے کہیں گے کہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصی اور ان کے بعد کے اوصیاء کی ولایت نہیں رکھتے تھے اور ان پر درود نہیں پڑھتے تھے۔

پھر میں نے فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ کے بارے میں عرض کیا۔

فرمایا: وہ ولایت سے اعراض کرنے والے تھے۔

پھر میں نے كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ کے بارے میں عرض کیا۔

تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد بھی ولایت ہے۔

اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾

[ترجمہ] بلاشبہ یہ بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔ اس میں انسانوں کے لیے تنبیہ ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب الحسین بن محمد سے اور انھوں نے جناب معلّٰی بن محمد سے اور انھوں نے جناب الحسن بن علی الوشا سے اور انھوں نے جناب محمد بن فضیل سے اور انھوں نے جناب ابوحمزہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام ہیں جو بڑی چیزوں میں سے ایک ہیں اور بشر کے لیے تنبیہ ہیں۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے ذکر کیا ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی بیان کردہ تفسیر کہ جس کو ہمارے ثقہ لوگوں نے نقل کیا ہے، انھوں نے عمرو بن شمر سے اور انھوں نے جابر سے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: ذَرْنِيْ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿۱۱﴾ (جس کو میں نے وحید خلق کیا ہے اس کے لیے مجھے چھوڑ دے) کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد ابلیس ملعون ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے بغیر اکیلا خلق کیا تھا اور اس قول: وَّجَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ سے مراد ہے کہ میں نے اس کی دولت وحکومت ایک وقت محدود کے لیے قرار دی ہے اور وہ وقت ہمارے قائم علیہ السلام کے ظہور کا وقت ہے (جس کے بعد ابلیس کی دولت وحکومت ختم ہوجائے گی)۔ پھر آپؑ نے اس آیت: وَّبَنِيْنَ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّمَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾ (اور حاضر رہنے والے بیٹے اور میں نے اسے بہت آسانی وکشادگی دے رکھی ہے۔ پھر بھی اس کی خواہش ہے کہ میں اس میں اور اضافہ کروں۔ ہرگز نہیں کیونکہ وہ ہماری آیات کا دشمن اور عناد رکھنے والا ہے) مراد ہے کہ وہ ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے عناد و دشمنی رکھنے والا ہے اور وہ لوگوں کو ان کے راستے کے علاوہ کی دعوت دیتا ہے اور ائمہؑ کے راستے سے روکتا ہے اور ائمہؑ ہی اللہ کی آیات ہیں۔ پھر آپؑ نے اس آیت: سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ (عنقریب میں اسے ایک مشکل چڑھائی پر چڑھنے پر مجبور کردوں گا)۔

اس آیت کے ذیل میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ صعود جہنم میں ایک پہاڑ ہے جو تانبے کا ہے۔ اس کو جبتر کے لیے قرار دیا گیا ہے تاکہ وہ اس کے اُوپر چڑھے اور وہ مجبور ہوگا اور جب اس پر ہاتھ

https://www.shiabookspdf.com

مارے گا وہ نرم ہوجائے گا یہاں تک کہ وہ گھٹنوں تک اندر چلا جائے گا۔ پس جب وہ اپنے قدموں کو اُٹھائے گا تو دوبارہ اس پر واپس آئے گا اور جب تک اللہ چاہے گا وہ اسی حالت میں رہے گا (جبتر آلِ محمدؐ کے بہت بڑے دشمن سے کنایہ ہے)۔

پھر اس قول: اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ (اس نے غور وفکر کیا اور اسے کچھ سوجھا وہ مارا جائے اسے کیا سوجھا، پھر وہ مارا جائے اسے کیا سوجھا؟ پھر اس نے نگاہ دوڑائی۔ پھر تیوری چڑھائی اور منہ بنالیا پھر پیچھے پلٹا اور تکبر کیا اور آخر اس نے کہہ دیا کہ جادو کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ تو صرف بشر کا کلام ہے) کے ذیل میں فرمایا: اس کی تدبیر وفکر ونظر و استکبار اپنے نفس میں یہ تھا کہ اس نے یہ دعویٰ کردیا کہ وہ حق ہے اور یہ خلافت میرا حق ہے جبکہ وہ اس کا اہل نہیں تھا۔

پھر اس آیت: سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَلَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ (پھر اسے عنقریب سقر (جہنم) میں داخل کیا جائے گا اور آپ کیا جانیں کہ سقر کیا ہے؟ نہ باقی رہنے دیتی ہے اور نہ ہی کسی کو چھوڑ دیتی ہے۔ آدمی کی جلد کو جھلسا کر رکھ دیتی ہے) کے ذیل میں آپ نے فرمایا: اس کو اہلِ مشرق اس طرح دیکھیں گے جس طرح اہلِ مغرب دیکھیں گے۔ جب وہ سقر میں ہوگا تو اہلِ مشرق و اہلِ مغرب اس کو دیکھیں گے اور اس کا حال سب پر عیاں ہوجائے گا۔

پھر فرمایا: یہ ساری آیات جبتر کے حالات کو بیان کرتی ہیں۔ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ اس صعود پہاڑ پر انیس مرد ہوں گے جو تمام اہلِ مشرق و اہلِ مغرب کے لوگوں میں سے ہوں گے۔ اس آیت: وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ص (ہم نے النار کے اصحاب کو ملائکہ قرار دیا) کے ذیل میں فرمایا: النار سے مراد قائم آلِ محمدؐ ہیں۔ اُن کا ظہور روشنی تمام اہل مشرق ومغرب کو روشن کردے گی۔ ملائکہ سے مراد وہ ہیں جو آلِ محمدؐ کے علم سے بہرہ مند ہوتے ہیں اور اس آیت: وَّمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لا کے ذیل میں فرمایا: کفار سے مراد مرجمہ ہیں جنھوں نے حق کو چھوڑ دیا تھا۔ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ کے ذیل میں فرمایا: اہل کتاب سے مراد ہمارے شیعہ ہیں۔ یہ ہی وہ لوگ ہیں جو کتاب اور حکمت ونبوت کے اہل ہیں۔ وہی اس کتاب کے اہل ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا وَّلَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے مراد ہے تا کہ ہمارے شیعوں کو قائم علیہ السلام کے بارے میں کسی قسم کا کوئی شک نہ رہے اور اس قولِ خدا: لِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ سے مراد ہے کہ جن کے دلوں میں ہمارے شیعوں کے بارے میں کینہ ہے وہ کافروں سے کہیں گے کہ اللہ کا اس مثال سے کیا مقصد ہے تو اللہ فرماتا ہے: كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ ایسے ہی اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے)۔ فرمایا: مومن تسلیم کرتا ہے تو ہدایت پاتا ہے اور کافر شک کرتا ہے۔ وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ؕ کے ذیل میں فرمایا: تیرے ربّ کا لشکر سے مراد شیعہ ہیں جو زمین پر اللہ کے گواہ ہیں۔

لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾ كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ﴿۳۹﴾ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ حَتّٰٓى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾

[ترجمہ] تم میں سے ہر اس شخص کے لیے جو آگے بڑھنا یا پیچھے رہ جانا چاہتا ہے ہر شخص اپنے عمل کا گروی ہے، سوائے دائیں ہاتھ والوں کے۔ جو جنتوں میں پوچھ رہے ہوں گے مجرموں سے، کس چیز نے تمھیں جہنم میں ڈالا۔ وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور ہم مساکین کو کھلاتے نہیں تھے۔ اور ہم بیہودہ بکنے والوں کے ساتھ بیہودہ بکتے تھے اور ہم روزِ جزا کو جھٹلاتے تھے یہاں تک کہ ہمیں یقین آ گیا۔ اب سفارش کرنے والوں کی سفارش انھیں کچھ فائدہ نہیں دے گی۔ انھیں کیا ہو گیا ہے کہ یہ نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں۔ گویا کہ وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں جو شیر کو

http://www.shiabookspdf.com

دیکھ کر فرار کر جاتے ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت اِلَّاۤ اَصۡحٰبَ الۡیَمِیۡنِ ۙ﴿۳۹﴾ کے ذیل میں لکھا ہے: ان اصحابِ یمین سے مراد مومنین کے بچے ہیں جو بچپن میں فوت ہو گئے اور ان کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے: ہم ان کے ساتھ ان کی ذریت کو ایمان میں ملحق کریں گے اور اس آیت: فَمَا لَهُمۡ عَنِ التَّذۡكِرَةِ مُعۡرِضِيۡنَ ۙ﴿۴۹﴾ کے ذیل میں فرمایا: تذکرہ سے مراد ولایت امیر المومنین ہے، یعنی وہ ولایت سے منہ موڑتے تھے اور اس آیت: كَاَنَّهُمۡ حُمُرٌ مُّسۡتَنۡفِرَةٌ ۙ﴿۵۰﴾ فَرَّتۡ مِنۡ قَسۡوَرَةٍ ؕ﴿۵۱﴾ (یعنی وہ بدکے ہوئے گدھے ہیں جو شیر کو دیکھ کر فرار کر جاتے ہیں) کے ذیل میں فرمایا: مرجہ بھی ایسے ہی ہیں جب وہ آلِ محمد کے فضائل سنتے ہیں تو حق سے فرار کر جاتے ہیں۔

اور اس آیت: بَلۡ يُرِيۡدُ كُلُّ امۡرِئٍ مِّنۡهُمۡ اَنۡ يُّؤۡتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۙ﴿۵۲﴾ کے ذیل میں فرمایا: ہمارے مخالفین میں سے ہر بندہ یہ چاہتا ہے کہ ان پر آسمان سے ایک کتاب نازل ہو اور پھر آپ نے اس آیت: كَلَّا ؕ بَلۡ لَّا يَخَافُوۡنَ الۡاٰخِرَةَ ؕ﴿۵۳﴾ کے ذیل میں مراد ہے کہ وہ حضرت قائم علیہ السلام کی دولت سے خوفزدہ نہیں ہیں یعنی اس کی اُمید نہیں رکھتے اور كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذۡكِرَةٌ ۚ﴿۵۴﴾ سے مراد ولایت ہے اور اس آیت: وَمَا يَذۡكُرُوۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهۡلُ التَّقۡوٰى وَاَهۡلُ الۡمَغۡفِرَةِ ؕ﴿۵۶﴾ کے ذیل میں فرمایا: اس آیت میں تقویٰ سے مراد رسولِ خدا ہیں اور مغفرت سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ رَهِيۡنَةٌ ۙ﴿۳۸﴾ اِلَّاۤ اَصۡحٰبَ الۡيَمِيۡنِ ؕ﴿۳۹﴾ (ہر بندہ اپنے اعمال کا گروی ہے سوائے اصحابِ یمین کے) کے ذیل میں فرمایا: یمین سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں اور اصحاب سے مراد ان کے شیعہ ہیں۔

حدیث 3 المحاسن میں جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی نے جناب عنبسہ العابد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: كُلُّ نَفۡسٍۢ بِمَا كَسَبَتۡ رَهِيۡنَةٌ ۙ﴿۳۸﴾ اِلَّاۤ اَصۡحٰبَ الۡيَمِيۡنِ ؕ﴿۳۹﴾ کے ذیل میں فرمایا: یہ اہل بیت کے شیعہ ہیں۔

https://www.shiabooks.com

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جابر الجعفی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ اِلَّآ اَصۡحٰبَ الۡیَمِیۡنِ ﴿۳۹﴾ سے ہم اہل بیتؑ کے شیعہ مراد ہیں۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جابر الجعفی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجدؑ اور دادا سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علیؑ! اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن میں فرمایا: کُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا کَسَبَتۡ رَهِیۡنَةٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّآ اَصۡحٰبَ الۡیَمِیۡنِ ﴿۳۹﴾ (ہر بندہ اپنے اعمال کا گروی ہے سوائے اصحابِ یمین کے)۔

اس اصحابِ یمین سے آپؑ اور آپؑ کے شیعہ مراد ہیں۔ فِیۡ جَنّٰتٍ ۛؕ یَتَسَآءَلُوۡنَ ﴿۴۰﴾ عَنِ الۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۴۱﴾ مَا سَلَکَکُمۡ فِیۡ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ (وہ جنّت سے مجرموں سے سوال کریں گے: تمھیں جہنم میں کون سی چیز لے گئی؟)

فرمایا: مجرمین سے مراد وہ ہیں جو آپؑ کی ولایت کے منکر ہیں تو وہ جواب دیں گے: ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور مساکین کو کھلاتے نہیں تھے اور بے ہودہ لوگوں کے ساتھ بے ہودگی بکتے تھے۔ تو اصحابِ یمین ان سے کہیں گے: جو تم کہہ رہے ہو ایسا نہیں ہے۔ اے اشقیاء! وہ کون سی چیز ہے جو تمھیں جہنم میں لے آئی ہے؟

تو وہ جواب دیں گے کہ ہم یوم الدین کی تکذیب کرتے تھے تو اس وقت اصحابِ یمین ان سے کہیں گے: یہ وہ چیز ہے جس کی وجہ سے تم جہنم میں داخل کیے گئے ہو؟

یوم الدین سے مراد وہ دن ہے جس دن عہد و پیمان لیا گیا تھا۔ اس کا تم نے انکار کیا۔ اے علیؑ! انھوں نے آپؑ کی ولایت کا انکار کیا اور آپؑ پر سرکش کی اور تکبر کیا۔

حدیث 6 مجمع البیان میں علامہ الطبرسی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہم اور ہمارے شیعہ اصحاب الیمین ہیں۔

حدیث 7 نہج البیان میں جناب الشیبانی نے ذکر کیا کہ اصحاب الیمین سے حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ اور ان کی اہل بیت طاہرینؑ مراد ہیں۔ یہ ابن عباس اور امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا گیا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

مجرمین سے کیا مراد ہے

حدیث 1 نہج البیان میں جناب علامہ الھیبانی نے اس آیت فِیْ جَنّٰتٍ ۛ یَتَسَآءَلُوْنَ ۙ﴿۴۰﴾ عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ ۙ﴿۴۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے مجرمین سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کا جرم کیا ہے اور اس کو امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کیا گیا ہے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ الْیَمِیْنِ حضرت علی علیہ السلام ہیں اور اس کے اصحاب شیعہ ہیں۔ وہ دشمنانِ آلِ محمدؐ سے کہیں گے کہ تمھیں کس وجہ سے جہنم میں ڈالا گیا ہے تو وہ جواب دیں گے: لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۙ﴿۴۳﴾ کہ ہم آلِ محمدؐ کے ائمہ علیہم السلام کی اتباع نہیں کرتے تھے۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ادریس بن عبداللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۙ﴿۴۳﴾ کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: جب اہلِ جہنم سے پوچھا جائے گا کہ تمھیں کس وجہ سے جہنم میں داخل کیا گیا ہے تو وہ جواب دیں گے: ہم ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی اتباع نہیں کرتے تھے۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ادریس بن عبداللہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا جس میں اللہ فرماتا ہے: مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ ۙ﴿۴۳﴾ (کہ تمھیں کس جرم میں جہنم میں ڈالا گیا ہے تو وہ جواب دیں گے: ہم نماز نہیں پڑھتے تھے)۔

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ ہم ان ائمہ علیہم السلام کی اتباع نہیں کرتے تھے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۙ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۚ﴿۱۱﴾ (سورۂ واقعہ: آیت ۱۰-۱۱) (سبقت کرنے والے سبقت کرنے والے ہیں، وہی لوگ مقربِ خدا ہیں)۔ کیا تم نے نہیں دیکھا وہ لوگ جو سب سے پہلے میدان میں گھوڑے دوڑاتے ہوئے وارد ہوں وہ مصلی کہلاتے ہیں تو دونوں برابر ہیں۔ مراد ہے ہم نماز گزار نہیں تھے یعنی ہم سابقون کی اتباع کرنے والے نہیں تھے۔

حدیث 5 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عقیل الخزاعی سے نقل کیا ہے جب بھی امیر المومنین

https://www.shiabookspdf.com

حضرت علی علیہ السلام میدانِ جنگ میں وارد ہوتے تو مسلمانوں کو چند کلمات کے ذریعے وصیت کرتے ہوئے فرماتے: نماز کے لیے آمادہ ہوجاؤ اور اس کی حفاظت کرو اور اس کو کثرت سے ادا کرو اور اس کے ذریعے تقرب حاصل کرو کیونکہ یہ مومنین پر لکھی جا چکی ہے۔ اسی وجہ سے کفار جانتے ہیں کہ جب ان سے سوال کیا جائے گا تو وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز ادا نہیں کرتے تھے یعنی ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی اتباع نہیں کرتے تھے۔

حدیث 6 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ ﴿۴۴﴾ (ہم مساکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے) کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہم آلِ رسولؐ کے حقوق جو خمس ہے کہ جو ذی القربیٰ، یتامیٰ و مساکین اور مسافروں کا کہ جو آلِ رسولؐ میں سے ہیں ان کا حق ہے وہ ادا نہیں کرتے تھے اور اس آیت: وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴۶﴾ کہ ہم روزِ جزا (قیامت) کا انکار کرنے والے تھے۔ اور اس آیت: حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ ﴿۴۷﴾ کے ذیل میں فرمایا: یقین سے مراد موت ہے کہ یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔ اور اس آیت: فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ ﴿۴۸﴾ (پس ان کو کسی شفاعت کرنے والے کی شفاعت فائدہ نہیں دے گی) تو اس کے ذیل میں آپؑ نے فرمایا کہ اگر تمام مقرب فرشتے اور تمام انبیاءؑ و مرسلین دشمن آلِ محمدؐ کی بھی اگر شفاعت کریں گے تب بھی ان کی شفاعت کو اس کے حق میں قبول نہیں کیا جائے گا۔

پھر اس آیت: فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۹﴾ کے ذیل میں آپؑ نے فرمایا: مراد ہے کہ ان کو کیا ہوگیا کہ یہ امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت و محبت سے اعراض کرتے ہیں اور یوں فرار کرتے ہیں جیسے شیر کو دیکھ کر گدھے ڈر کر بھاگ جاتے ہیں۔

بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ﴿۵۴﴾ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۵۵﴾ وَمَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾

[ترجمہ] بلکہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کے پاس ایک کھلی کتاب آئے۔ ہرگز نہیں بلکہ ان کو آخرت کا خوف ہی نہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ تو ایک نصیحت ہے۔ پس

http://www.shiabooks.pdf.com

جو چاہے اسے یاد رکھے وہ یاد اس وقت تک رکھیں گے جب اللہ چاہے گا۔ وہی اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔ وہ ہی بخشنے کا اہل ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب الجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾ (ان میں سے ہر ایک چاہتا ہے کہ ان پر کھلی ہوئی کتاب نازل ہو) کے ذیل میں فرمایا: کچھ لوگ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہمیں خبر ملی ہے کہ بنی اسرائیل میں سے جب کوئی گناہ کرتا تھا۔ پس جب وہ صبح اُٹھتا تو اس کے سر کے پاس اس کا گناہ اور اس کا کفارہ لکھا ہوتا تھا۔ تو ہمارے درمیان بھی ایسا ہونا چاہیے۔ تو اسی وقت حضرت جبرئیلؑ آپؐ پر نازل ہوئے اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کی قوم آپؐ سے بنی اسرائیل میں جاری گناہ کی سنت و روش کا سوال کر رہی ہے اور اگر یہ لوگ ایسے ہی چاہتے ہیں تو ہم ان کے ساتھ بھی وہی کچھ کر سکتے ہیں اور جیسے ہم ان کا مواخذہ کرتے تھے ایسے ہی ان کا کر سکتے ہیں تو اس کو رسولِ خدا نے پسند نہ کیا۔ اسی وجہ سے اللہ نے آپؐ کو فرمایا: هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾ (وہ اہل تقویٰ اور اہلِ مغفرت ہے)۔

حدیث 2 کتاب التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیرؒ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ﴿۵۶﴾ کے ذیل میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اس لائق و اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور میرا بندہ کسی کو میرا شریک قرار نہ دے اور میں اس کا اہل ہوں کہ میرا بندہ کسی کو میرا شریک قرار نہ دے۔ اگر میرا بندہ کسی کو میرا شریک قرار نہ دے گا تو میں اس کو جنت میں داخل کروں گا۔

آپؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت کی قسم اُٹھائی ہوئی ہے۔ میں اہل توحید کو کبھی بھی جہنم کا عذاب نہیں دوں گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ القیامۃ

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ قارعہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات چالیس (۴۰) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ قیامت کو پابندی سے پڑھے گا اور اس پر عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محشور فرمائے گا اور اس کی قبر سے ایک خوبصورت صورت والا اس کے ساتھ نکلے گا جو اس کو متواتر بشارت دے گا اور اس کے سامنے مسکرائے گا یہاں تک کہ وہ پُل صراط سے گزر جائے گا اور میزان سے فارغ ہوجائے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ قیامت کی تلاوت کرے گا تو قیامت کے دن میں اور حضرت جبرئیلؑ اس کے بارے میں گواہی دیں گے کہ یہ بندہ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اور وہ قبر سے اس انداز سے نکلے گا کہ اس کا چہرہ تمام مخلوق سے زیادہ روشن ہوگا اور اس کا نُور اس کے آگے آگے ہوگا۔ پابندی سے اس سورہ کی تلاوت کرنا رزق کو جلب کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتی ہے اور وہ لوگوں کے ہاں محبوب ہوتا ہے۔

حدیث 3 خواص القرآن میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ قیامت کی پابندی سے تلاوت کرے گا تو قیامت کے دن میں اور جبرئیلؑ اس کے بارے میں گواہی دیں گے کہ یہ بندہ قیامت پر ایمان رکھتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 4 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سورۂ قیامت کا پابندی سے پڑھنا خشوع اور گناہوں سے بچنے کا موجب بنتا ہے۔ اور فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ کسی سلطان بادشاہ سے نہیں ڈرے گا اور جو بندہ رات کو اس کی تلاوت کرے گا وہ رات اور دن بحکمِ خدا محفوظ رہے گا۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

لَاۤ اُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۙ﴿۱﴾ وَ لَاۤ اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ اللَّوَّامَۃِ ؕ﴿۲﴾
اَیَحۡسَبُ الۡاِنۡسَانُ اَلَّنۡ نَّجۡمَعَ عِظَامَہٗ ؕ﴿۳﴾ بَلٰی قٰدِرِیۡنَ عَلٰۤی اَنۡ نُّسَوِّیَ
بَنَانَہٗ ﴿۴﴾ بَلۡ یُرِیۡدُ الۡاِنۡسَانُ لِیَفۡجُرَ اَمَامَہٗ ۚ﴿۵﴾ یَسۡـَٔلُ اَیَّانَ یَوۡمُ
الۡقِیٰمَۃِ ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ ۙ﴿۷﴾ وَ خَسَفَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۸﴾ وَ جُمِعَ الشَّمۡسُ
وَ الۡقَمَرُ ۙ﴿۹﴾ یَقُوۡلُ الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍ اَیۡنَ الۡمَفَرُّ ۚ﴿۱۰﴾ کَلَّا لَا وَزَرَ ؕ﴿۱۱﴾ اِلٰی
رَبِّکَ یَوۡمَئِذِ ۨالۡمُسۡتَقَرُّ ؕ﴿۱۲﴾ یُنَبَّؤُا الۡاِنۡسَانُ یَوۡمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ
وَ اَخَّرَ ؕ﴿۱۳﴾ بَلِ الۡاِنۡسَانُ عَلٰی نَفۡسِہٖ بَصِیۡرَۃٌ ۙ﴿۱۴﴾ وَّ لَوۡ اَلۡقٰی مَعَاذِیۡرَہٗ ؕ﴿۱۵﴾

[ترجمہ] میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔ میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔ کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے۔ ہاں! ہم اس کی انگلیوں کے پور بنانے پر بھی قدرت رکھتے ہیں۔ بلکہ انسان چاہتا ہے کہ برائی کرتا جائے۔ وہ پوچھتا ہے: قیامت کب آئے گی۔ پس جب آنکھیں پتھرا جائیں گی اور چاند بے نور ہوجائے گا اور سورج اور چاند ملا دیئے جائیں گے تو انسان اس دن کہے گا: بھاگ کر کہاں جاؤں؟ نہیں اب کوئی پناہ گاہ نہیں۔ اس روز ٹھکانہ تو صرف تیرے ربّ کے پاس ہوگا۔ اس دن انسان کو وہ سب کچھ بتا دیا جائے گا جو وہ آگے بھیج چکا یا پیچھے چھوڑ آیا ہوگا۔ بلکہ انسان اپنے آپ سے خوب آگاہ ہے، اور خواہ وہ اپنی معذرتیں پیش کرے۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝۱ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝۲ کے ذیل میں لکھا ہے: ان دونوں آیتوں میں لا زائدہ ہے۔ مراد ہے کہ میں قیامت کے دن کی قسم کھاتا ہوں اور ملامت کرنے والے نفس کی قسم اُٹھاتا ہوں۔

پھر فرمایا: اس نفس سے مراد آدمؑ کا نفس ہے، یعنی انسان کا نفس ہے۔ جب وہ گناہ کرتا ہے تو اللہ اس کی ملامت کرتا ہے اور اس آیت: اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۝۳ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهٗ ۝۴ (کیا یہ انسان گمان کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کریں گے۔ کیوں نہیں ہم اس کی انگلیوں کے پورے بھی بنانے پر قادر ہیں)۔

آپؑ نے فرمایا کہ ہم انسان کی انگلیوں کے پورے پر موجود لکیریں بنانے پر بھی قدرت رکھتے ہیں۔ اور پھر اس آیت: بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝۵ (بلکہ انسان تو چاہتا ہے کہ بُرائی آگے بھیجے) کے ذیل میں فرمایا کہ انسان چاہتا ہے کہ گناہوں کو کرتا جائے اور توبہ کو موخر کردے اور یہ کہتا ہے کہ عنقریب توبہ کرلوں گا۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ فرماتے ہیں کہ بَلْ يُرِيْدُ الْاِنْسَانُ لِيَفْجُرَ اَمَامَهٗ ۝۵ (بلکہ انسان چاہتا ہے کہ وہ بُرائی آگے بھیجے) کے ذیل میں فرمایا: مراد ہے کہ وہ تکذیب کرے گا۔ ہمارے بعض اصحاب نے اس آیت کے ذیل میں بیان کیا ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام سے بُرائی کرے یعنی ان سے مکروفریب کرے۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: يَسْـَٔلُ اَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝۶ (کہ لوگوں نے سوال کیا کہ قیامت کا دن کب آئے گا) تو اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝۷ (جب آنکھیں پتھرا جائیں گی) یعنی جب پتھرا جائیں گی اور دیکھنے پر قادر نہیں رہیں گی۔ اور اس آیت: كَلَّا لَا وَزَرَ ۝۱۱ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد جائے پناہ ہے کہ اس دن کوئی جائے پناہ نہیں رہے گی سوائے اللہ کے۔ اور اس آیت: يُنَبَّؤُا الْاِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَاَخَّرَ ۝۱۳ (اس دن انسان کو ہر چیز سے آگاہ کیا جائے گا جو وہ آگے بھیج چکا اور

https://www.shiabookspdf.com

پیچھے چھوڑ آیا ہوگا)۔ یعنی اس کے تمام اعمال کے بارے میں اس کو بتایا جائے گا۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: يُنَبَّؤُا الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ﴿١٣﴾ (اس دن انسان کو ہر چیز کے بارے میں آگاہ کیا جائے گا جو وہ آگے بھیج چکا ہوگا یا پیچھے چھوڑ آیا ہوگا) کے ذیل میں فرمایا: یعنی جو نیکی اور برائی آگے روانہ کر چکا ہوگا یا جو کوئی سنت یعنی کوئی سیرت خواہ نیک یا بری روش قائم کر کے آیا ہوگا جس کی دوسرے لوگ پیروی کرتے ہیں خواہ وہ روش نیک ہو یا بد؟ پس اگر وہ بری روش ہوئی تو جو بھی اس پر عمل کرے گا اس عمل کرنے والے کے برابر اس کو بھی گناہ ملے گا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی اور اگر وہ روش و سیرت نیک ہوگی تو جو اس پر عمل کرے گا اس کو بھی اس سیرت پر قائم کرنے والے کو بھی عمل کرنے والے کے برابر اجر و ثواب ملے گا اور عمل کرنے والے کے اجر میں بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔

حدیث 5 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمر بن یزید سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں شام کے وقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا۔ میں آپؑ کے سامنے اس آیت: بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ﴿١٤﴾ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ﴿١٥﴾ (بلکہ انسان اپنے بارے میں خود جانتا ہے خواہ وہ اپنا عذر پیش کرے) کی تلاوت کی تو آپؑ نے فرمایا: اے ابوحفص! انسان جو عمل کرتا ہے تاکہ اس کے ذریعے اللہ کا تقرب حاصل کرے۔ اللہ اس کو جانتا ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اپنے اندر کوئی خصلت یا روش پوشیدہ رکھے گا اللہ اس کو اس خصلت کا لباس پہنائے گا خواہ نیک ہو تو نیک لباس اور اگر بری ہوئی تو برا لباس۔

حدیث 6 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضل بن ابی العباس سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تمھیں کیا ہوگا کہ وہ اپنی نیکی کو ظاہر کرتا ہے اور برائی کو چھپاتا ہے حالانکہ وہ اپنے آپ کی طرف نگاہ نہیں کرتا۔ وہ ایسا نہیں ہے جیسا وہ ظاہر کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ﴿١٤﴾ (انسان اپنے بارے میں خود جانتا ہے) جب انسان کا باطن درست ہو جائے گا تو اس کا ظاہر قوی ہو جائے گا۔

http://www.maktabah.org

حدیث 7 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمر بن یزید سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک شام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ﴿۱۴﴾ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ ﴿۱۵﴾ (بلکہ انسان اپنے بارے میں خود آگاہ ہے اگرچہ وہ معذرتیں پیش کرے)۔

اس کے بعد آپؑ نے فرمایا: اے ابوحفص! انسان کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی کام کرتا ہے پھر وہ لوگوں کے سامنے اپنا وہ عذر پیش کرتا ہے جو اس کے خلاف ہے جو اللہ جانتا ہے۔ تحقیق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کوئی خصلت و روش اپنے اندر پوشیدہ رکھتا ہے اللہ اس خصلت کو لباس پہنائے گا۔ اگر اچھی ہوئی تو اچھا اور اگر بری ہوئی تو بُرا لباس۔

حدیث 8 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صفوان بن یحییٰ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خفقة اور خفقتین کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: میں کیا جانوں کہ خفقة اور خفقتین کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ﴿۱۴﴾ (بلکہ انسان اپنے بارے میں خود جانتا ہے)۔ پھر فرمایا: بتحقیق حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو بندہ نیند کا ذائقہ چکھے خواہ وہ کھڑا ہو یا بیٹھا ہوا ہو، پس اس پر وضو واجب ہے۔

حدیث 9 التہذیب میں جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زید الشحام سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خفقة اور خفقتین کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: میں خفقة اور خفقتین کا معنی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ﴿۱۴﴾

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو بندہ سو جائے، خواہ کھڑے کھڑے یا بیٹھ کر تو اس پر وضو کرنا واجب ہے۔

جس نے رسولؐ کی جنت میں زیارت کی گویا اس نے اللہ کی زیارت کی

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا

https://www.shiabookspdf.com

قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ
الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۲۱﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا
نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ تَظُنُّ اَنْ يُّفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ﴿۲۵﴾

[ترجمہ] اے نبیؐ! آپؐ وحی کو یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو جلدی حرکت نہ دیں۔ اس کا جمع کرنا اور پڑھوانا یقیناً ہمارے ذمہ ہے۔ پس جب ہم اسے پڑھ چکیں تو پھر آپ بھی اسی طرح پڑھا کریں۔ اس کی وضاحت و بیان ہمارے ذمہ ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ اس لیے کہ تم دُنیا کو پسند کرتے ہو اور آخرت کو چھوڑ چکے ہو۔ بہت سے چہرے اس دن شاداب ہوں گے اور وہ اپنے ربّ کی (رحمت کی) طرف دیکھیں گے اور بہت سے چہرے اس دن بگڑے ہوں گے۔ وہ گمان کریں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ والا معاملہ ہونے والا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے فرمایا ہے کہ قرآن کی جمع آوری اور قرأت آلِ محمدؐ پر واجب ہے۔ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾ (پس جب وہ قرآن پڑھیں تو ان کی پڑھنے میں اِتباع و پیروی کرو)۔ پھر فرمایا: ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾ اس کی تفسیر بیان کرنا بھی ان کی ذمہ داری ہے۔

حدیث 2 مجمع البیان میں علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ہمارے موثق علماء جنھوں نے احادیث میں کتابیں لکھی ہیں انھوں نے واضح طور پر بیان کیا ہے کہ قرآن میں امیرالمومنین علی علیہ السلام کے تین سو نام ذکر ہوئے ہیں اور ان روایات میں سے ایک روایت موثق سند کے ساتھ ابن مسعود سے نقل کی گئی۔ اس میں آپ کے نام کی ایک لسٹ ذکر ہوئی ہے:

① اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: اِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۴﴾ (سورۂ زخرف: آیت ۴) اس میں علی حکیم کہا گیا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

② سورۂ مریم میں فرمایا: جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ﴿۵۰﴾ (سورۂ مریم: آیت ۵۰) ''ہم نے ان کے لیے سچی زبان علیؑ کو قرار دیا''۔

③ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ ﴿۸۴﴾ (سورۂ شعراء: آیت ۸۴) ''اور میرے لیے آخرین میں سچی زبان قرار فرما''۔ مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

④ پھر فرمایا: إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ﴿۱۷﴾ (سورۂ قیامہ: آیت ۱۷)

⑤ پھر فرمایا: إِنَّمَا أَنتَ مُنذِرٌ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾ (سورۂ رعد: آیت ۷) ''آپ فقط (ڈرانے والے) ہیں اور ہر قوم کے لیے ہادی ہے''۔ تو منذر رسولؐ خدا اور ہادی حضرت علیؑ ہیں۔

⑥ پھر فرمایا: أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ (سورۂ ہود: آیت ۱۷) اس میں عَلَىٰ بَيِّنَةٍ رسولؐ خدا ہیں اور شَاهِدٌ حضرت علیؑ ہیں۔

⑦ پھر فرمایا: إِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ﴿۱۲﴾ وَإِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ ﴿۱۳﴾ (سورۂ لیل: آیت ۱۲-۱۳) ھدیٰ سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔

⑧ پھر فرمایا: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿۵۶﴾ (سورۂ احزاب: آیت ۵۶) صاحبِ ایمان کے سردار حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

⑨ پھر فرمایا: أَن تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللَّهِ وَإِن كُنتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ ﴿۵۶﴾ (سورۂ زمر: آیت ۵۶) ''ایک نفس (آدمی) کہے گا: ہائے افسوس! میں نے جنب اللہ کے حق میں کوتاہی نہ کی ہوتی، میں تو خسارہ اُٹھانے والا ہوں)۔ جنب اللہ سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

⑩ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿۱۲﴾ (سورۂ یٰسین: آیت ۱۲) امامِ مبین حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

⑪ پھر فرمایا: إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۳﴾ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۴﴾ (سورۂ یٰسین: آیت ۳-۴) صراطِ مستقیم سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

⑫ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ﴿۸﴾ (سورۂ تکاثر: آیت ۸) اور نعیم سے مراد حُب و ولایت علیؑ ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: كَلَّا بَلْ تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ ﴿۲۰﴾ (ہرگز نہیں، بلکہ تم دُنیا سے محبت کرتے ہو) کے ذیل میں علامہ لکھتے ہیں: مراد یہ ہے کہ تم دُنیا کو اپنے سامنے پاتے ہو، اس وجہ سے اس سے دل لگا لیتے ہو اور آخرت کو مؤخر کر دیتے ہو، یعنی چھوڑ دیتے ہو۔ اور اس آیت: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ قیامت کے دن بعض چہرے چمکتے ہوں گے۔ ناضرہ یعنی چمکتے ہوں گے اور اس آیت: اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے وہ اپنے ربّ کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ مراد ہے اپنے ربّ کی رحمت اور نعمت کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

حدیث 4 عیون اخبار الرضاؑ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابراہیم بن ابومحمود سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ﴿۲۲﴾ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ﴿۲۳﴾ کے ذیل میں فرمایا: بعض چہرے دمکتے ہوں گے اور اپنے ربّ کی طرف سے حاصل ہونے والے ثواب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

حدیث 5 عیون اخبار الرضاؑ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالسلام بن صالح الھروی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی خدمت اَقدس میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں اہل حدیث ایک حدیث ذکر کرتے ہیں کہ جنّت میں مومنین اپنی اپنی منزلوں میں اپنے ربّ کی زیارت کریں گے۔ اس کے بارے میں بیان فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوالصلت! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاءؑ و مرسلین اور ملائکہ پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور اس کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے اور اس کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا ہے۔ اسی طرح اِس کی دُنیا و آخرت میں زیارت کو اپنی زیارت قرار دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (سورۂ فتح: آیت ۱۰) (تحقیق جنھوں نے آپؐ کی بیعت کی ہے درحقیقت انھوں نے اللہ کی بیعت کی ہے ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے)۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس بندے نے میری زندگی میں یا میری موت کے بعد میری زیارت کی۔ پس اس نے اللہ کی زیارت کی ہے اور رسولؐ خدا کا درجہ جنّت میں سب درجات سے اعلیٰ اور ارفع ہوگا۔ پس جس نے

https://www.shiabookspdf.com

رسولؐ خدا کے درجہ پر آپؑ کی زیارت اپنی منزل سے کی۔ پس اس نے اللہ کی زیارت کی ہے۔

ابن الصلت: میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! اس حدیث کا کیا معنیٰ ہے جس کو ذکر کیا گیا ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ثواب اللہ تعالیٰ کے چہرے کی طرف نظر کرنے کے برابر ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوالصلت! جس بندے نے اللہ تعالیٰ کے لیے چہرہ دوسرے چہروں کی مانند قرار دیا تو اس نے کفر کیا لیکن اللہ کا وجہ اور چہرہ اس کے انبیاءؑ و رسولؑ اور حجت خدا ہیں۔ یہ وہی ہیں جو لوگوں کو اللہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور لوگوں کو اس کی معرفت دیتے ہیں اور اس کے دین کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور دین کی معرفت عطا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ (سورۂ رحمٰن: آیت ۲۶-۲۷) ''ہر چیز فانی ہے اور تیرے ربّ کا وجہ باقی رہے گا''۔ اور دوسری آیت میں فرمایا: كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ط (سورۂ قصص: آیت ۸۸) ''ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے سوائے اس کے چہرے کے''۔

پس انبیاءؑ اور رسولوںؑ اور اس کی حجتوں کو ان کی منازل درجات میں دیکھنا قیامت کے دن مومنین کے لیے عظیم ثواب ہے۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ میری اہل وعترت سے بُغض رکھے گا وہ قیامت والے دن مجھے نہیں دیکھ سکے گا اور میں اس کو نہیں دیکھوں گا۔ پھر فرمایا: تم میں سے کچھ ایسے ہیں جو مجھ سے جدا ہونے کے بعد کبھی بھی مجھے نہیں دیکھ سکیں گے۔

پھر فرمایا: اے ابوالصلت! اللہ کو کسی مکان و زمان کے ساتھ متصف نہیں کیا جاسکتا۔ آنکھیں اور اوہام اس کو درک نہیں کرسکتیں۔

حدیث 6 کتاب توحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ مجھے بتائیں کیا قیامت والے دن مومنین اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، مومنین نے اس کو قیامت سے پہلے بھی دیکھا ہے؟

https://www.shiabookspdf.com

میں نے عرض کیا: کب؟

آپؑ نے فرمایا: اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا تھا: کیا میں تمھارا ربّ نہیں ہوں؟ تو سب نے کہا تھا: کیوں نہیں؟ پھر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا: مومنین اس کو قیامت سے قبل اس دُنیا میں بھی دیکھتے ہیں۔ کیا تو اس وقت اس کو نہیں دیکھ رہا؟

جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: کیا میں یہ حدیث آپؑ کی طرف سے دوسروں کے سامنے نقل کرسکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔ اگر تو اس کو نقل کرے گا تو جاہل اور منکر اس کا انکار کرے گا۔ جو کہہ رہا ہے اور پھر اس کی تشبیہ فرض کرے گا اور یہ کفر ہے اور دل سے دیکھنا آنکھ کے دیکھنے کی مانند نہیں ہوتا اور اللہ ان باتوں سے بلند ہے جو مشبھون اور ملحد بیان کرتے ہیں۔

تبعۃ کیا ہے؟

حدیث 7 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہاشم صیداوی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے ہاشم! مجھے میرے باباؑ نے بیان کیا ہے اور وہ مجھ سے بہتر و افضل ہیں اور انھوں نے میرے نانا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: فقراء و مومنین میں سے کوئی بندہ ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس پر تبعۃ ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں یہ تبعۃ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہر روز اکاون رکعت نماز اور ہر ماہ تین روزے رکھنا (مراد ہے ماہ مبارک رمضان کے علاوہ ہر ماہ تین روزے ماہِ مبارک کے پورے روزے رکھنا واجب ہیں)۔ پس جب قیامت کا دن آئے گا تو مومنین ایسے اپنی قبروں سے نکلیں گے کہ ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی مانند چمک رہے ہوں گے تو ان میں سے ایک سے کہا جائے گا کہ تم سوال کرو تاکہ تمھیں عطا کیا جائے۔

تو وہ عرض کرے گا: اے میرے خدایا! میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں: تو اہل جنّت کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اجازت دی جائے گی۔ پھر رسولؐ خدا کے لیے جنّت میں ایک منبر نصب کیا جائے گا جو نُور کا ہوگا۔ وہ جنّت کے قالینوں میں سے ایک قالین پر ہوگا اور اس

https://www.shiabookspdf.com

منبر کے ایک ہزار زینے ہوں گے اور ایک زینے سے دوسرے زینے تک کا فاصلہ گھوڑے کی مسافت کے برابر ہوگا۔ اس پر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علی علیہ السلام بلند ہوں گے۔ پس اس منبر کو آلِ محمدؐ کے شیعہ گھیر لیں گے اور اللہ ان کی طرف دیکھ رہا ہوگا۔ اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (اس دن کچھ چہرے خوش وشاداب ہوں گے اور وہ اپنے ربّ کی طرف دیکھ رہے ہوں گے)۔

پھر آپؑ نے فرمایا: پھر ان کو اُن کا نُور دیا جائے گا اور نُور اس قدر زیادہ ہوگا کہ جب وہ زیارت کر کے واپس جائیں گے تو حورالعین بھی طاقت نہ رکھتی ہوں گی کہ وہ ان کے نُور کو دیکھ سکیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے ہاشم! اس کی مثل عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔

حدیث 8 تحفۃ الاخوان میں بھی اس حدیث کو ہاشم صیداوی سے نقل کیا گیا ہے۔ جناب ہاشم نے بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہمارے شیعوں میں سے فقراء میں سے ہر کوئی نہیں ہے مگر یہ کہ اس پر تبعۃ ہے۔

میں نے عرض کیا: تبعۃ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہر روز اکاون رکعت نماز اور ہر ماہ میں تین روزے رکھتا ہے۔ اور اس حدیث میں ہے کہ پھر محمدؐ و آلِ محمدؐ کے شیعہ اس منبر کو گھیر لیں گے۔ پس اللہ ان کی طرف دیکھ رہا ہوگا اور اسی کو اللہ کا یہ قول بیان کرتا ہے: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (بعض چہرے روشن وشاداب ہوں گے اور وہ اپنے ربّ کی طرف دیکھ رہے ہوں گے)۔ مراد ہے اپنے ربّ کے نُور کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: پھر ان کو ان کا نُور دیا جائے گا۔ جب وہ واپس جائیں گے تو ان کی اَزواج حوریں بھی ان کی طرف آنکھ بھر کر نہ دیکھ سکیں گی۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے ہاشم! عمل کرنے والوں کو یوں عمل کرنا چاہیے۔

موت کی منظر کشی

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝ وَقِيْلَ مَنْ ۜ رَاقٍ ۝ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝

https://www.shiabookspdf.com

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾

[ترجمہ] ہرگز نہیں، جب جان حلق تک پہنچ جائے گی اور کہا جائے گا کہ معالج کون ہے اور وہ سمجھ جائے گا کہ اس کی جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ اور پنڈلی سے پنڈلی لپٹ جائے گی۔ وہ آپؐ کے ربّ کی طرف چلنے کا دن ہوگا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍۭ بَاسِرَةٌ ﴿۲۴﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ باسرہ سے مراد ذلیل ہے۔ قیامت کے دن بعض چہرے ذلیل و رُسوا ہوں گے اور وہ گمان کریں گے کہ ان کے ساتھ کمر توڑ معاملہ ہونے والا ہے۔

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ﴿۲۶﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جب جان حلق تک پہنچ جائے گی۔

وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ (اور وہ گمان کرے گا کہ فراق کا وقت آ گیا ہے۔ دُنیا آخرت کے ساتھ مل چکی ہے)۔ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ (آج کا دن اللہ کی طرف جانے کا دن ہے)۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جابر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: قِيْلَ مَنْ ۜ سَكْتَةٌ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: جب فرزند آدمؑ پر موت کا وقت آئے گا تو وہ کہے گا کہ کوئی معالج و طبیب ہے جو بچالے؟ تو اس کو یقین ہو جائے گا کہ عزیز و اقارب سے جدائی کا وقت آ گیا ہے۔ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ یعنی دُنیا آخرت کے ساتھ مل جائے گی۔ (یعنی اس کی دُنیا کا آخری دن آخرت کا پہلا دن ہوگا)۔ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ مراد ہے ان کی منزل ربّ العالمین کی طرف ہوگی۔

حدیث 3 امالی میں جناب ابن بابویہ شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: قِيْلَ مَنْ ۜ سَكْتَةٌ رَاقٍ ﴿۲۷﴾ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا: جب فرزند آدمؑ پر موت کا وقت آئے گا تو اس وقت وہ کہے گا کہ کوئی

https://www.shiabookspdf.com

بچانے والا معالج وطبیب ہے؟ وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ ﴿۲۸﴾ یعنی اس کو گمان ہوجائے گا کہ عزیز و اقارب، رشتہ داروں اور دوستوں سے جدائی کا وقت آگیا ہے۔ الْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿۲۹﴾ مراد ہے کہ دُنیا آخرت کے ساتھ لپٹ جائے گی۔ پھر اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ِالْمَسَاقُ ﴿۳۰﴾ یعنی یہ دن عالمین کے ربّ کی طرف جانے کا دن ہے۔

فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾

[ترجمہ] پس اس نے نہ تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی بلکہ تکذیب کی اور رُوگردانی کی۔ پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چل پڑا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ان آیات کی شانِ نزول کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر کے دن لوگوں کو حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کی بیعت کے لیے جمع کیا تاکہ جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اس کے بارے میں ان کو خبر کرے تو جب آپؐ نے لوگوں کو بتایا تو لوگ واپس پلٹ گئے۔ معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ اور ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ مشورہ کیا۔ پھر اپنے اہل کی طرف یہ کہتے ہوئے کہا: خدا کی قسم! ہم کبھی بھی ولایت وحکومت کو علیؑ کی طرف نہیں آنے دیں گے اور جو محمدؐ نے علیؑ کے بارے میں کہا اس میں اس کی تصدیق بھی نہیں کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا: فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۳۲﴾ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ﴿۳۳﴾ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ یہ فاسق کے لیے وعید و دھمکی تھی تو رسولِ خداؐ منبر پر تشریف لے گئے تاکہ اس سے برأت کا اعلان کریں تو فوراً یہ آیت آئی: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ تو رسولِ خداؐ خاموش ہوگئے اور کچھ نہ کہا۔

حدیث 2 مناقب میں جناب ابن شہرآشوب نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہند کا بیٹا غصے اور غرور وتکبر کے ساتھ کھڑا ہوا اور وہاں سے اس حالت میں نکلا کہ اس کا دایاں ہاتھ عبداللہ بن قیس اشعری کے کندھے پر تھا اور بایاں ہاتھ مغیرہ بن شعبہ کے کندھے پر تھا اور وہ یوں کہہ رہا تھا کہ

https://www.shiabookspdf.com

اس بات میں میں محمدؐ کی تصدیق نہیں کرتا اور نہ ہی علیؑ کی ولایت کا اقرار کرتا ہوں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ﴿۳۱﴾ پس رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ کیا کہ اس کو جواب دے۔ پھر اس کو قتل کردے۔ فوراً حضرت جبرئیلؑ یہ آیت لے کر آئے: لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ پس رسولِ خدا خاموش ہوگئے۔

اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾

[ترجمہ] (اب عذابِ الٰہی) تیرے لیے سزاوار تر، شائستہ تر ہے۔ پھر تباہی تیرے لیے سزاوار تر اور شائستہ تر ہے۔

تفسیر

حدیث 1 عیون اخبار الرضاؑ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد بن علی الرضا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۴﴾ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ﴿۳۵﴾ کے بارے میں عرض کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد تیرے لیے دُنیا کی خیر و نیکی سے دُوری ہے۔ پھر تیرے لیے آخرت کی نیکی و خیر کی بھی دُوری ہے۔ (یعنی تو دُنیا و آخرت میں خسارہ میں ہے)۔

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿۳۶﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿۳۷﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿۳۸﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳۹﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾

[ترجمہ] پھر کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا کیا وہ رحم میں ٹپکائے ہوئے منی کا ایک نطفہ نہ تھا۔ پھر وہ لوتھڑا بنا، پھر اللہ نے اسے خلق کیا اور پھر اسے معتدل بنایا۔ پھر اس سے مرد اور عورت کا جوڑا بنایا۔ کیا اس ذات کو یہ طاقت حاصل نہیں ہے کہ وہ مرنے والوں کو زندہ کرے۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَكَ سُدًی ﴿۳۶﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ انسان سے سوال نہ کیا جائے گا اور اس کا حساب نہ ہوگا اور اس کو عذاب نہ ہوگا۔ اور اس آیت: اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰی ﴿۴۰﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے لیے رَد ہے جو قیامت کے دن دوبارہ اُٹھنے اور محشور ہونے کے منکر ہیں۔

حدیث 2 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن البراء بن عازب سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰی ﴿۴۰﴾ نازل ہوئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ ،اے اللہ! تیری ذات پاک ومنزہ ہے۔ کیوں نہیں، تو قادر ہے۔

اسی کو حضرت امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے نقل کیا گیا ہے۔

maablib.org

http://www.ahlibookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الدھر/ سورۃ الانسان

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ رحمٰن کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات اکتیس (۳۱) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ الدھر کی تلاوت ہر جمعرات کو صبح کے وقت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی آٹھ سو کنواری حُورالعین اور چار ہزار حُوریں جو غیر باکرہ ہوں گی ان سے شادی کروائے گا اور وہ رسولؐ خدا کے ساتھ ہوگا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورۃ کی تلاوت کرے گا اس کی جزا اللہ پر ہے کہ اُسے جنّت اور جنّت کا ریشمی لباس عطا فرمائے۔ اور جو بندہ اس سورہ کی تلاوت پابندی سے کرے گا تو اس کا کمزور وضعیف نفس قوی ہوجائے گا اور جو بندہ اس کو لکھ کر دھو کر اس کا پانی پیے گا تو اس کے دل کی درد (بیماری) میں فائدہ مند ہوگا اور اس کا جسم صحت مند ہوگا اور بیماریوں سے محفوظ ہوگا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورۃ کی تلاوت کرے گا تو اللہ اس کو جزا کے طور پر جنّت دے گا اور جو کچھ جنّت میں سے چاہے گا وہ عطا فرمائے گا اور جو کوئی اس سورہ کو کسی برتن میں لکھے اور پھر اس کا پانی پیے گا تو وہ پانی ہر شر و دل کی بیماری میں فائدہ دے گا اور اس سے جسم کے لیے مفید ہوگا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس سورہ کی تلاوت نفس کی تقویت کا موجب بنتی ہے اور اگر اس کا نفس کمزور ہو تو اس کو لکھے اور پانی سے دھو کر وہ پانی پی لے تو نفس کی کمزوری اور ضُعف کو دُور کرے گی اور حکمِ خدا سے اس کا ضُعف زائل ہوجائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

هَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ حِیۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ یَکُنۡ شَیۡئًا مَّذۡکُوۡرًا ①

[ترجمہ] کیا زمانے میں انسان پر ایک ایسا وقت آیا ہے کہ وہ قابلِ ذکر چیز نہ تھا۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد اوّل میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن مہران سے اور انھوں نے جناب عبدالعظیم بن عبداللہ الحسنی سے اور انھوں نے جناب علی بن اسباط سے اور انھوں نے خلف بن حماد سے اور انھوں نے جناب ابن مسکان سے اور انھوں نے جناب مالک جہنی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَوَلَا یَذۡکُرُ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰهُ مِنۡ قَبۡلُ وَلَمۡ یَکُ شَیۡئًا ⑰ (سورۂ مریم: آیت ۶۷) (کیا اس انسان کو یاد نہیں کہ ہم نے اسے پہلے اس وقت خلق کیا جب وہ کچھ بھی نہ تھا) کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یعنی وہ نہ مقدر تھا اور نہ خلق شدہ تھا۔

پھر وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس آیت هَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ حِیۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ یَکُنۡ شَیۡئًا مَّذۡکُوۡرًا ① کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: انسان تقدیر میں تھا لیکن قابلِ ذکر نہ تھا، یعنی کوئی نام اس کو نہیں دیا گیا تھا۔

حدیث 2 محاسن میں جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی نے جنابِ زرارہ سے اور انھوں نے جناب حمران سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: هَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ حِیۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ یَکُنۡ شَیۡئًا مَّذۡکُوۡرًا ① کے بارے میں سوال کیا۔

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: اس وقت انسان شے تھا لیکن کوئی عنوان و نام اس کو نہیں دیا گیا تھا۔ پھر میں نے اس آیت: اَوَلَا یَذْکُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ یَكُ شَیْـًٔا ﴿۶۷﴾ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس وقت وہ کتاب اور علم میں بھی کچھ نہ تھا۔

حدیث 3 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی نے جنابِ زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس قولِ خدا لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا ① کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا کہ مخلوق میں اس کا کوئی ذکر نہیں تھا۔

حدیث 4 مجمع البیان میں علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعید الحداد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت میں فرمایا: علمِ خدا میں انسان کا ذکر تھا۔ مخلوق میں اس کا کوئی ذکر و نام نہ تھا۔

آلِ سام کے غلام عبدالاعلیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اس کی مثل حدیث کو نقل کیا ہے۔

حدیث 5 مجمع البیان میں جناب الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حمران سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: انسان مقدر نہیں تھا یعنی قدر میں تھا لیکن ابھی خلق نہیں ہوا تھا۔

حدیث 6 مناقب میں جناب ابن شہرآشوب نے ذکر کیا ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی تفسیر میں جو ذکر ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اس مقام پر انسان سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ اس کے بعد ابن شہرآشوب بیان کرتے ہیں اس پر دلیل یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد حضرت آدمؑ نہیں ہیں کیونکہ حضرت آدمؑ تو نطفہ سے پیدا نہیں ہوئے۔ پس معلوم ہوا کہ اس انسان سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔

حدیث 7 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْـًٔا مَّذْكُوْرًا ① (کہ کیا انسان پر ایک ایسا وقت بھی زمانے میں آیا کہ وہ کوئی قابلِ ذکر شے

https://www.shiabookspdf.com

نہیں تھا) کے ذیل میں لکھا ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ نہ اس وقت علم میں تھا اور نہ ذکر میں بھی تھا۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہے وہ علم میں تھا لیکن ذکر میں نہ تھا (یعنی اس کو کوئی نام نہیں دیا گیا تھا)۔

اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۖ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ۝۲ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝۳

[ترجمہ] ہم نے انسان کو ایک مخلوط نطفہ سے خلق کیا تا کہ اس کی آزمائش کریں۔ پس ہم نے اسے دیکھنے والا اور سننے والا بنایا۔ ہم نے اسے راستے کی ہدایت کردی۔ اب وہ شکرگزار بنے یا کافر بن جائے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ کے ذیل میں لکھا ہے کہ ہم نے انسان کو نیکی کا راستہ اور بُرائی کے راستہ کی رہنمائی کردی ہے، بیان کردیا ہے خواہ نیکی کا راستہ اپنا کر شکرگزار بن جائے یا بُرائی کا راستہ اپنا کر ناشکرا ہوجائے۔ یہ آیت اُن لوگوں کا رَد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ انسان مجبور ہے۔ ان کا گمان ہے کہ انسان کا کوئی فعل نہیں ہے بلکہ اللہ انسان کو مجبور کرتا ہے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝۳ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: راستہ ہدایت واضح کردیا گیا ہے۔ اب انسان اس پر چل کر شاکر بن جائے یا چھوڑ کر کافر ہوجائے۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے، انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ کے ذیل میں فرمایا: یعنی مرد اور عورت کے مخلوط نطفہ سے پیدا کیا ہے۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حمزہ بن محمد الطیار سے نقل کیا ہے، وہ بیان

https://www.shiabookspdf.com

کرتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝۳ کے ذیل میں فرمایا کہ ہم نے انسان کو راہِ حق کی معرفت دے دی ہے، خواہ وہ اس کو پکڑے یا چھوڑ دے۔

حدیث 5 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حمران بن اعین سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے اس آیت: اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝۳ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: راہِ ہدایت واضح کردی ہے خواہ وہ اس کو اخذ (پکڑ) کرکے شاکر ہوجائے یا چھوڑ کر کافر ہوجائے۔

اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَلٰسِلَا۠ وَاَغْلٰلًا وَّسَعِيْرًا ۝۴ اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝۵ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝۶ يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝۷ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝۸ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝۹ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا ۝۱۰ فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝۱۱ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝۱۲ مُّتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا عَلَى الْاَرَآئِكِ ۚ لَا يَرَوْنَ فِيْهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا ۝۱۳ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ۝۱۴ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرَا۠ ۝۱۵

[ترجمہ] ہم نے کفّار کے لیے زنجیریں اور طوق اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ نیک لوگ یقیناً ایسا مشروب پئیں گے جس میں کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایسا

https://www.shiabookspdf.com

چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے اور خود اسے جاری کردیں گے۔ جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی بُرائی ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔ اور اپنی خواہش کے باوجود مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں (وہ ان سے کہتے ہیں) ہم تمھیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں۔ ہم تم سے نہ تو کوئی معاوضہ چاہتے ہیں اور نہ ہی شکرگزاری۔ ہمیں تو اپنے ربّ سے ان دن کا خوف ہے جو شدید مصیبت کی وجہ سے بدمنظر ہوگا۔ پس اللہ انھیں اس دن کے شر سے محفوظ رکھے گا اور انھیں شادابی اور مسرت عنایت فرمائے گا اور ان کے صبر کے عوض انھیں جنّت اور ریشمی لباس عنایت فرمائے گا۔ وہ اس (جنّت) میں مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ جس میں نہ دھوپ کی گرمی ہوگی اور نہ سردی کی شدت۔ (اور پھلدار درخت) ان پر سایہ فگن ہوں گے اور میوؤں کے گچھے ان کی دسترس میں ہوں گے اور ان کے لیے چاندی کے برتنوں اور بلوریں پیالوں کے دور چلیں گے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُوْرًا ۝ (یقیناً نیک لوگ اس مشروب سے سیراب ہوں گے کہ جس میں کافور کی آمیزش ہوگی) کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد اس کی خوش بو اور ٹھنڈک ہوگی کیونکہ اس میں کافور ہوگا۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: یَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ مُسْتَطِیْرًا سے مراد عظیم ہے، یعنی اس کا شر بہت عظیم ہے۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب عبداللہ بن میمون القداح سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت فاطمۃ الزہراءؑ کے پاس کچھ جَو تھے۔ آپؑ نے اس کے آٹے کی فرنی بنائی جب وہ پک کر تیار ہوگئی تو آپؑ نے کھانے

https://www.shiabookspdf.com

کے لیے اپنے گھر والوں کے سامنے رکھی تو ایک مسکین آیا اور اس نے عرض کیا: اللہ تم پر رحم فرمائے جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمھیں دیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی کھلا دیں تو حضرت علیؑ کھڑے ہوئے اور اس کھانے کا ایک تہائی اُٹھا کر اس مسکین کو دے دیا۔ ابھی واپس آ کر بیٹھے بھی نہ تھے کہ پھر ایک اور یتیم آیا اور اس نے کہا: خدا تم لوگوں پر رحم فرمائے جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمھیں عطا کیا ہے اس میں سے مجھے بھی کھلا دیں تو پھر حضرت علیؑ کھڑے ہوئے اور کھانے کا دوسرا تہائی اُٹھا کر اس یتیم کو دے دیا۔ پھر ایک اسیر (قیدی) آیا اور اس نے بھی التجا کی کہ خدا تم لوگوں پر رحم فرمائے اللہ کے عطا کردہ رزق میں سے مجھے بھی کھلا دیں۔ پھر حضرت علیؑ اُٹھے اور بقیہ تہائی بھی اُٹھا کر اس اسیر کو عطا کر دیا اور خود اس کھانے سے چکھا بھی نہ تھا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی: وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ﴿٨﴾ ..... جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ﴿٩﴾ (اور وہ خواہش ہونے کے باوجود بھی مسکین و یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے..... اور ان کی سعی و کوشش قابلِ شکر ہے)۔

علامہ فرماتے ہیں: یہ آیت اگرچہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے لیے نازل ہوئی ہے لیکن یہ ہر مومن کے لیے جاری و ساری ہے۔ جو بھی اس انداز میں غیر کو کھانا کھلائے کہ خود احتیاج رکھتا ہو اور پھر دوسروں کو کھلا دے۔

اور اس آیت وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلَالُهَا کے ذیل میں لکھا ہے: پھل دار درخت ان پر سایہ فگن ہوں گے۔ ذُلِّلَتْ قُطُوفُهَا تَذْلِيلًا ﴿١٤﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ پھل دار درختوں کی شاخیں ان کے اتنے قریب ہوں گی کہ وہ ان کے پھلوں کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پکڑ سکیں گے اور بلوریں پیالوں کے ساتھ ان پر دور چلیں گے اور ان کے وہ پیالے شیشے کے ہوں گے، یعنی وہ پیالے اور کوزے بڑے ہوں گے، ان کے لیے کوئی دستہ نہیں ہوگا اور وہ چاندی کے ہوں گے اور اہل جنّت ان کے ذریعے پئیں گے اور اس آیت: قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ﴿١٦﴾ یعنی اس کو اس مقدار میں تیار کیا گیا ہوگا جس میں پانی ہر بندے کی ضرورت کے مطابق ہوگا، نہ زیادہ اور نہ کم ہوگا۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآنِيَةٍ مِنْ فِضَّةٍ (اور چاندی کے برتنوں کے ساتھ وہ ان کا طواف کریں گے) کے ذیل میں لکھا ہے کہ وہ چاندی کے برتن اس طرح کے ہوں گے کہ نظر ان میں نفوذ کر جائے گی جو آر پار ہو جائے گی جیسے شیشے کے برتن میں نظر آر پار ہو جاتی ہے اور اللہ کے اس قول: وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ ﴿١٧﴾ (ہمیشہ رہنے والے لڑکے) کے ذیل میں لکھا ہے: مراد یہ کہ جو پوشیدہ ہوں

https://www.shiabookspdf.com

گے یعنی اس سے قبل وہ لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں اور مُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾ یعنی اس کی سلطنت کبھی زائل ہوگی اور نہ فنا ہوگی۔ اور اس قولِ خدا: عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ز (ان کے اُوپر سبز دیباج اور اطلس کے کپڑے ہوں گے) کے ذیل میں لکھا ہے کہ ان کو اس قدر سربلندی عطا ہوگی۔ ان کو یہ والے لباس زیب تن کروائے جائیں گے۔

اس کے بعد اللہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ﴿۲۳﴾ (یقیناً ہم نے آپؐ پر قرآن کو بتدریج نازل کیا) اور پھر اس آیت بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۲۵﴾ کے بارے میں آپؐ نے فرمایا: صبح و شام اور نصف نہار اور نصف شب مراد ہے اور اس قول: سَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ﴿۲۶﴾ (لمبی رات اس کی تسبیح کرو) مراد ہے کہ نمازِ شب ادا کرو۔ اور اس قولِ خدا: نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا ﴿۲۸﴾ (ہم نے انھیں پیدا کیا اور ان کے جوڑے مضبوط کیے اور جب ہم چاہیں ان کے بدلے اور لوگ لے آئیں گے) کے ذیل میں لکھا: اس سے مراد ہم اور لوگ پیدا کردیں گے۔

حدیث 5 الاختصاص میں جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ نے مستند بندوں سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علیؑ! آپؑ نے اس رات کون سا عمل کیا ہے؟ تو حضرت علیؑ نے عرض کیا کیوں یارسولؐ اللہ! آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے لیے آیت نازل فرمائی ہے جس میں آپؑ کے لیے چار اوصاف ذکر فرمائے ہیں۔

آپؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں میرے پاس چار درہم تھے۔ ان میں سے ایک درہم میں نے رات کو صدقہ دیا اور دوسرا دن کو دیا۔ ایک کو پوشیدہ و مخفی طور پر دیا اور ایک اعلانیہ دیا تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے لیے یہ آیت نازل فرمائی ہے: اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۲۷۴﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۷۴) ''وہ لوگ جو اپنے اموال کو رات کے وقت اور دن کے وقت پوشیدہ طور پر اور اعلانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں ان کے لیے ان کے ربّ کے پاس اجر ہے اور ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ محزون ہوں گے''۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! کیا اس کے علاوہ بھی آپؑ نے کوئی کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے

https://www.shiabookspdf.com

بارے میں سترہ آیات کو نازل فرمایا ہے اور پھر ان میں سے بعض کی تلاوت فرمائی: اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُوْرًا ۝۵ ..... اِنَّ هٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَآءً وَّکَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا ۝۲۲ اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ۝۹

جب انھوں نے مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلایا تو امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم نے تمھیں اللہ کے لیے کھانا کھلایا ہے۔ ہم تم سے نہ کوئی جزا چاہتے ہیں اور نہ ہی کوئی شکریہ، بلکہ آپؑ کے دل میں یہ تھا جس کو اللہ نے بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے دل کی حکایت کی ہے۔

حدیث 6 محاسن میں جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب معمر بن خلاد سے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ سے اس آیت: وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ۝۸ کے بارے میں میں نے عرض کیا: اس عَلٰی حُبِّهٖ سے مراد اللہ کی محبت ہے یا کھانے کی؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے کھانے کی حب مراد ہے کہ وہ کھانا کھانا چاہتے تھے۔

حدیث 7 امالی میں جناب شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلمہ بن خالد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ (وہ اپنی نذر سے وفا کرتے ہیں) کے ذیل میں فرمایا: امام حسن اور امام حسین علیہما السلام بچپنے میں دونوں بیمار ہوگئے تو رسولؐ خدا دونوں کی عیادت کرنے کے لیے تشریف لائے۔ آپؐ کے ساتھ دو افراد اور بھی تھے۔ ان دونوں میں سے ایک نے کہا: اے علیؑ! اگر آپؑ اللہ کے لیے نذر مان لیں تو اللہ ان کو صحت و عافیت عطا فرمائے گا۔

حضرت علیؑ نے کہا: میں اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے تین روزے رکھوں گا۔ تو جنابِ سیّدہ فاطمہ زہراؑ نے بھی ایسے ہی منّت مان لی تو دونوں بچوں نے کہا: ہم بھی ایسے ہی روزے رکھیں گے اور آپؑ کی کنیز فضہ نے بھی منّت مان لی۔ تو اللہ تعالیٰ نے دونوں بچوں کو صحت و عافیت عطا فرمائی تو سب نے روزہ رکھا جبکہ ان کے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا۔

https://www.shiabookspdf.com

حضرت علیؑ اپنے ہمسائے یہودی کے پاس گئے جن کا نام شمعون تھا تاکہ اس کے لیے اُون کو کاتنے کے لیے اُجرت پر لیں۔ آپؑ نے اس سے فرمایا: کیا تو مجھے اُون دے گا کہ اس کو تیرے لیے نبی محمدؐ کی بیٹی تین صاع جَو کے عوض کاتے؟ تو اس نے عرض کیا: ہاں! پس اس نے آپؑ کو اُون دی اور تین صاع جَو بھی دیئے۔ آپؑ نے آکر جنابِ فاطمہ زہراؑ کو خبر دی تو آپؑ نے قبول کرلیا اور آپؑ کی اطاعت کی۔ پھر آپؑ نے اس اُون کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور اس سے ایک ثلث کو کاتا اور پھر ایک صاع جَو کو لیا اور اس کا آٹا تیار کیا اور اس کو گوندھ کر پانچ روٹیاں تیار کیں۔ ہر ایک فرد کے لیے ایک روٹی تیار کی۔ پس حضرت علیؑ نے رسولِ خدا کے ساتھ باجماعت نمازِ مغرب ادا کی اور پھر گھر تشریف لائے۔ دسترخوان لگایا گیا اور سب کھانا کھانے بیٹھ گئے۔ پس حضرت علیؑ نے پہلا لقمہ توڑا تو اسی وقت ایک مسکین دروازے پر آیا اور اس نے صدا دی: السلام علیکم یا اھل بیت محمد۔ میں مسلمانوں کے مساکین میں سے ایک مسکین ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو رزق عطا کیا ہے اس سے مجھے بھی کھانا کھلائیں۔ اللہ تعالیٰ تمھیں جنّت کے دسترخوان سے کھلائے گا۔

حضرت علیؑ نے اپنے ہاتھ سے لقمہ رکھ دیا اور یہ اشعار پڑھے کہ جن کا ترجمہ یوں ہے: ''اے فاطمہؑ! آپؑ کی ذات والاصفات کائنات کی ہر بلندی سے بلند ہے۔ آپ ہی مرکز یقین و وفا ہیں اور آپؑ اس کی شہزادی ہیں جو دُنیا و دین کا آقا و مولا ہیں۔ آپؑ کے اس ملکوتی دروازے پر ایک بھوکا و پیاسا، حیران و پریشان آواز دے رہا ہے۔ آپؑ میری حاجت کو پورا کریں گے۔ ایک بھوکے، غم زدہ انسان کی فریاد ضرور سنیں گے کیونکہ ہر انسان اپنے اعمال کے ہاتھوں گروی ہے''۔

تو جواب میں حضرت فاطمہ زہراؑ نے بھی اشعار پڑھے اور ان کا ترجمہ یوں ہے: ''اے چچا کے بیٹے! میں نے آپؑ کی آواز کو سن لیا ہے اور میں بھی آپؑ کی اطاعت کروں گی۔ آپؑ کو پریشان و حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم وہ نہیں کہ کسی ضرورت مند کو ملامت کریں یا وہ ہمارے دروازے سے خالی ہاتھ چلا جائے۔ میں آپؑ کو ابھی ابھی اپنا کھانا دیتی ہوں۔ مجھے اللہ پر بھروسہ ہے کہ تو سیر ہوجائے گا۔ جو اچھے لوگ ہیں ان کے لیے لازم ہے کہ وہ یہ کام کریں۔ میں ہی جنّت میں داخل ہوں گی اور میرے لیے حق شفاعت ہے کیونکہ شفاعت کا اختیار اللہ نے مجھے دیا ہے۔

http://www.shiabookspdf.com

پس اس کے بعد گھر میں جو کھانا تیار کیا گیا تھا وہ تمام افراد نے مسکین کو دے دیا اور بھوکے ہی سو گئے اور دوسرے دن پھر روزہ رکھا اور سوائے پانی کے کچھ نہ تھا۔ پھر دن کے وقت حضرت فاطمہ زہراؑ نے تیسرے دن اُون کا تا اور پھر دوسرے صاع جَو کا آٹا بنایا اور پھر اس سے پانچ روٹیاں تیار کیں، یعنی ہر فرد کے لیے ایک ایک روٹی۔ پھر حضرت علیؑ نے نمازِ مغرب رسولِ خدا کے ساتھ ادا کی۔ پھر آپؐ اپنے گھر تشریف لائے، افطار کے لیے دسترخوان لگا دیا گیا اور سارے افراد گھر کے دسترخوان کے پاس بیٹھ گئے۔ ابھی پہلا لقمہ حضرت علیؑ نے توڑا ہی تھا کہ پھر اچانک دروازے پر مسلمانوں کے یتیموں میں سے ایک یتیم آیا اور اس نے دروازے پر کھڑے ہوکر صدا دی: السلام علیکم اے اہل بیت محمدؐ! میں مسلمانوں کے یتیموں میں سے ایک یتیم ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جو آپؐ کو رزق عطا کیا ہے اس میں سے مجھے بھی کھلائیں۔ پس حضرت علیؑ نے اپنا لقمہ واپس رکھ دیا اور اشعار پڑھ کہ جن کا ترجمہ یوں ہے: ''اے فاطمہؑ! آپؑ اُس ہستی کی بیٹی ہیں جو کائنات کے تمام کریم لوگوں کے آقا و مولا ہیں۔ آپؐ نبیؐ کی شہزادی ہیں، ایک یتیم آپؐ کے دروازے پر سوالی بن کر آیا ہے۔ کون ہے رحم کرنے والا؟ جو آج اس یتیم پر رحم کرے۔ اللہ نے اس کے لیے جنت کا وعدہ کیا ہے اور جنت ان لوگوں کے لیے حرام ہے جو بخیل و لئیم ہیں۔

حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام نے بھی آپؑ کے جواب میں اشعار پڑھے کہ جن کا ترجمہ یوں ہے: ''پس میں کھانا اس کو عطا کرتی ہوں اور مجھے کوئی پروا نہیں ہے کہ میرے گھر والے بھوکے تھے اور اب بھی بھوکے رہ جائیں گے اور ان دونوں میں جو چھوٹا ہے اس کو کربلا میں قتل کر دیا جائے اور باغی اس کو قتل کریں گے اور اس کے قاتل کے لیے ویل و وبال ہے اور ان کو جہنم کی سفال کی طرف سپرد کر دیا جائے گا اور اس کا قاتل کو زنجیروں میں جکڑا جائے۔

اس کے بعد تمام گھر والوں نے جو کھانا تیار کیا تھا وہ اس یتیم کو دے دیا اور خود پھر بھوکے سو گئے اور سوائے پانی کے اور کچھ نہ کھایا اور پھر تیسرے دن سب نے روزہ رکھا اور جنابِ فاطمہؑ نے پھر اُون کے آخری حصّے کو کاتا اور جَو کے تیسرے حصّے کا آٹا تیار کیا اور پھر اس سے پانچ روٹیاں تیار کیں، یعنی ہر فرد کے لیے ایک روٹی۔ پھر نمازِ مغرب حضرت علیؑ نے رسولِ خدا کے ساتھ باجماعت ادا فرمائی اور اس کے بعد آپؐ گھر تریف لائے۔ پس دسترخوان کے قریب آئے اور بیٹھ گئے۔ پھر حضرت علیؑ نے پہلا لقمہ توڑا۔ دروازے پر مشرکین کے اسیروں میں سے ایک اسیر آیا اور اس نے دروازے پر کھڑے ہوکر صدا دی: السلام علیکم اے اہل بیت محمدؐ! ہمیں اسیر بنایا گیا

https://www.shiabooksndf.com

ہے اور ہم پر تشدد کیا گیا ہے لیکن ہمیں کھانا نہیں کھلایا گیا تو حضرت علیؑ نے اپنا لقمہ رکھ دیا اور یوں اشعار پڑھے:

"اے فاطمہؑ! اے نبی احمدؐ و محمدؐ کی بیٹی! اے زمین و زمن کے آقا و مولا کے دل کا ثمر! یہ قیدی تمھارے دروازے پر سوالی بن کر کھڑا ہے کہ میں نبیؐ کا قیدی ہوں اور رسیوں میں جکڑا ہوا ہوں۔ مجھے سخت بھوک لگی ہے۔ بھوک نے مجھے حال و بے حال کر دیا ہے۔ میرے پیٹ میں بھوک کی وجہ سے شدید درد ہے۔ کون ہے جو اس بھوکے کو کھانا کھلائے تا کہ کل اسے اس کے دربار سے عظیم الشان اجر حاصل ہو۔ جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے اور وہ ہر چیز کا مالک و خالق ہے۔

یہ سن کر جناب فاطمہ زہراء علیہا السلام نے جواب میں اشعار پڑھے کہ جن کا ترجمہ یوں ہے: ایک صاع جَو کے علاوہ ہمارے گھر میں اور کچھ نہیں۔ میں نے اس کے اپنے ہاتھوں سے آٹا بنایا ہے اور ہماری کُل کائنات یہ ہی ہے۔ جَو پیس کر روٹیاں بنائی ہیں۔ بخدا میرے لختِ جگر سخت بھوکے ہیں۔ میں اپنے ربّ سے دُعا کر رہی ہوں: اے میرے خدایا! انھیں پروان چڑھا۔ ان کے والدؑ نے شدید مشقت کے ذریعے یہ جَو حاصل کیے ہیں تا کہ بھلائی اور بہتری کے کام آئیں۔ پھر انھوں نے سارا کھانا اُٹھایا اور اس اسیر کو دے دیا اور خود پانی سے افطار کیا اور گھر میں ان کے پاس اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

جناب شعیب نے نقل کیا ہے اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام اور امام حسن و حسین علیہما السلام اُٹھے اور رسولِ خدا کی طرف چل دیئے۔ دونوں بچوں کی حالت یہ تھی کہ کانپ رہے تھے جیسے کوئی پرندے کا بچہ بھوک کی وجہ سے کانپ رہا ہو۔ جب رسولِ خدا نے دونوں بچوں کو دیکھا تو فرمایا: اے علیؑ! میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ تمھاری کیا حالت ہو چکی ہے۔ چلو میری بیٹی فاطمہؑ کے گھر۔ پس سب مل کر فاطمہؑ کے گھر آئے۔ بی بیؑ اس وقت محراب میں نماز ادا کر رہی تھیں اور آپؑ کا شکم بھوک کی وجہ سے کمر کے ساتھ لگ چکا تھا اور آپؑ کی آنکھیں اندر گھس چکی تھیں۔ پس جب رسولِ خدا نے یہ حالت دیکھی تو آپؐ نے اپنی بیٹی کو گلے لگایا، پھر فرمایا: افسوس ہے میرے لیے کہ تم تین دن سے بھوکے اور میں نے تمھاری خبر نہیں لی۔

پس اس وقت حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا: اے محمدؐ! اپنی اہل بیتؑ کی شان میں یہ پکڑ لیں۔

رسولِ خدا نے فرمایا: اے جبرئیلؑ! کیا لوں؟

https://www.freepdfbooks.com

تو جناب جبرئیلؑ نے عرض کیا: هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ ..... وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾

جناب الحسن بن مہران نے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور حضرت فاطمہؑ کے گھر کی طرف چل دیئے۔ آپؐ بی بیؑ کے گھر داخل ہوئے۔ پس آپؐ نے ان سب کو دیکھا پھر ان کو اپنے پاس جمع کیا۔ پھر آپؐ ان کی حالت پر روئے اور فرمایا: ہائے افسوس کہ میں تمھارے حال سے غافل رہا کہ تم تین دن سے بھوکے ہو۔ تو اس وقت حضرت جبرئیلؑ یہ آیات لے کر نازل ہوئے: اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ﴿۵﴾ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ﴿۶﴾ (تحقیق اللہ کے نیک بندے اس مشروب سے سیراب ہوں گے کہ جس کا پانی ایسے ہوگا کہ اس میں کافور کی آمیزش ہوگی اور وہ چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے سیراب ہوں گے)۔

آپؐ نے فرمایا: یہ ایک چشمہ ہے جو رسولؐ خدا کے گھر سے جاری ہے اور جو تمام انبیاءؑ اور مومنین کے گھروں کی طرف جائے گا اور يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ (وہ نذر کو پورا کرتے ہیں) سے مراد علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور ان کی کنیز فضہؑ ہیں۔ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ﴿۷﴾ وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ کہ کھانے کی احتیاج و محبت کے باوجود انھوں نے ایثار کیا اور مسکین اور یتیم اور اسیر کو کھانا کھلایا اور جب وہ کھلا رہے تھے اور کہہ رہے تھے: ہم نے تمھیں اللہ کی خاطر کھلایا ہے۔ ہم تم سے نہ کوئی اجر چاہتے ہیں اور نہ کوئی شکریہ کے خواہاں ہیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس وقت یہ کہہ نہیں رہے تھے فقط ان کے دل میں یہ یہ تھا۔ اللہ نے ان کے دل کی آواز کی حکایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم تم سے کوئی اجر نہیں چاہتے تاکہ تمھیں زحمت ہو اور نہ ہی ہم شکریہ چاہتے ہیں تاکہ تم ہماری تعریف کرو۔ ہم نے فقط اللہ کے لیے تمھیں کھانا کھلایا ہے اور اس سے ثواب طلب کرنے کے لیے کھلایا ہے تاکہ وہ ہمیں اس دن کے شر سے بچالے کہ جس کا شر بہت عظیم و سخت ہے۔ تاکہ جب ہم اس کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو ہمارے چہروں پر نور ہو اور دلوں میں سرور ہو۔

وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ﴿۱۲﴾ یعنی جو انھوں نے صبر کیا ہے اس کی جزا یہ ہے کہ ان کو جنت میں سکونت دی جائے اور جنت کے ریشمی لباس زیب تن کروائے جائیں اور وہ جنت کے تختوں پر تکیے لگائے ہوئے ہوں گے اور ان پر حلہ ہوں گے کہ جن میں نہ گرمی ہوگی اور نہ سردی۔

https://www.shiabookspdf.com

ابن عباسؓ سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب اہل جنّت جنّت میں دیکھیں کہ ایک نُور ہے جو سورج کی مثل ہے اور اس نے ساری جنّت کو روشن کر دیا ہے تو اہل جنّت عرض کریں گے: اے خدایا! تُو نے اپنی کتاب میں فرمایا تھا کہ جنّت میں اہل جنّت لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيرًا ﴿۱۳﴾ (اہل جنّت جنّت میں سورج کو نہیں دیکھیں گے) تو یہ کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ ان کی طرف جبرئیلؑ کو روانہ کرے گا اور وہ ان کو بتائے گا: یہ سورج نہیں ہے بلکہ علیؑ و فاطمہؑ دونوں مسکراتے ہیں تو ان کے مسکرانے کی وجہ سے جو نُور چمکا ہے اس سے ساری جنّت روشن ہوگی۔

مؤلف فرماتے ہیں: یہ واقعہ وہ ہے جس کو خاص و عام سب نے نقل کیا ہے اور سب کے نزدیک معلوم اور روشن ہے کہ یہ علیؑ و اہل بیتؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ میں سب سے صرفِ نظر کر رہا ہوں تاکہ بحث طویل نہ ہو جائے۔

حدیث 8 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عبداللہ ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن و امام حسین علیہما السلام بچپن میں بیمار ہو گئے تو حضرت علیؑ و فاطمہؑ اور ان کی کنیز فضہؓ نے مَنّت مان لی۔ اگر دونوں صحت یاب ہو گئے تو ہم تین دن شکر ادا کرنے کے لیے روزے رکھیں گے۔ پس دونوں بچے صحت یاب ہو گئے تو ان سب نے مَنّت پورا کرنے کے لیے روزہ رکھا۔ پس جب پہلا دن ہوا تو آپؑ کی کنیز نے جَو کا آٹا تیار کیا اور اس سے پانچ روٹیاں تیار کیں، ہر فرد کے لیے ایک روٹی۔ پس جب افطار کا وقت آیا تو کنیز فضہؓ نے دسترخوان لگایا تاکہ سب مل کر کھانا کھائیں۔ اسی وقت دروازے پر ایک مسکین آیا اور اس نے صدا دی: اے اہل بیت محمدؐ! میں فلاں قبیلہ کا مسکین ہوں۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: کوئی کھانا نہ کھائے بلکہ اس مسکین پر ایثار کر دے۔ پس سب نے اپنا کھانا مسکین کو دے دیا۔

جب دوسرا دن آیا، سب نے روزہ رکھا۔ حسب سابق پھر کنیز نے روٹیاں تیار کیں اور جب افطار کا وقت آیا تو کنیز نے دسترخوان لگایا تاکہ سب مل کر کھانا کھائیں۔ پس جب سب دسترخوان پر بیٹھے تاکہ کھانا کھائیں تو پھر دروازے سے آواز آئی: اے اہل بیت نبوتؐ اور معدن رسالتؐ! آلِ فلاں کا یتیم دروازے پر ہے تو پھر حضرت علیؑ نے کہا کہ کھانا نہ کھاؤ اور اس یتیم کو کھلا دو۔ تو سب نے اپنا کھانا یتیم کو دے دیا اور خود کچھ نہ کھایا اور جب روز سوم

https://www.shiabookspdf.com

آیا تو پھر سب نے روزہ رکھا اور کنیز نے حسب سابق پھر جو کی روٹیاں تیار کیں، ہر فرد کے لیے ایک روٹی۔ جب افطار کا وقت آیا تو کنیز نے پھر دسترخوان لگایا تاکہ سب مل کر کھانا کھائیں۔ پس سب نے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازے سے ایک بزرگ کی آواز آئی: اے اہل بیت محمدؐ! ہمیں اسیر کیا گیا ہے لیکن ہمیں کھانا نہیں دیا گیا۔ پس جب حضرت علیؑ نے یہ آواز سنی تو آپؑ شدید روئے اور کہا: اے بنت محمدؐ! میں چاہتا ہوں کہ آپؑ اللہ کو مدنظر رکھیں اور اپنے اور اپنے بچوں پر اس اسیر کو ترجیح دیں اور اس کو مقدم کریں۔

جنابِ فاطمہؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! اے علیؑ! مجھے تعجب ہے آپؑ پر۔ ہم آپؑ کے ساتھ ہیں۔ آپؑ کب تک ان بچوں کے ساتھ یہ کریں گے؟ کب تک یہ بچے صبر کریں گے؟

تو جنابِ علیؑ نے آپؑ سے فرمایا: اے فاطمہؑ! اللہ آپ کو اور ان کو صبر دے گا اور اگر اللہ نے چاہا تو ہمیں اس پر اجر عطا کرے گا۔ ہم اس سے ہی مدد طلب کرتے ہیں اور اس پر بھی توکل رکھتے ہیں۔ وہی ہمارے لیے کافی ہے اور وہ بہترین وکیل اور مددگار ہے۔ اے اللہ! جس کھانے سے ہم محروم رہ گئے ہیں اس کا بہترین بدل عطا فرما اور اس سے بہتر کھانا عطا فرما اور ہمیں صبر کی ہمت عطا فرما۔ تو ہمیں فراموش نہ کرنا اور تو بہت رحم کرنے والا اور کرم کرنے والا ہے۔ پس سب نے اپنا کھانا اس اسیر بزرگ کو دے دیا۔

چوتھے روز صبح ہی صبح رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپؑ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا: ان ایام میں تم لوگوں نے کیا کیا ہے؟ تو حضرت فاطمہ زہراؑ نے آپؐ کو تین دن کا سارا واقعہ بیان کر دیا۔ پس رسولِ خداؐ نے اللہ کی حمد وثناء کی اور اس کا شکر ادا کیا اور اس پر اس کی ثناء کی اور آپؐ نے ان کی طرف دیکھا اور مسکرائے اور پھر فرمایا: اللہ نے آپؑ کو جو عطا کیا ہے اسے لو اور اللہ تمھیں برکت دے۔ رات حضرت جبرئیلؑ میرے پاس نازل ہوئے اور اس نے تمھیں سلام کیا ہے اور جو کچھ تم نے انجام دیا ہے، اس کی قدردانی کی ہے اور اس نے کہا ہے کہ فاطمہؑ نے جو اللہ سے طلب کیا ہے وہ اسے عطا کر دیا گیا ہے اور پھر آپؐ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی: اِنَّ الْاَبْرَارَ يَشْرَبُوْنَ مِنْ كَاْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُوْرًا ۝ ..... وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۝

اور اس کے بعد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور فرمایا: تحقیق، اللہ تعالیٰ نے نہ ختم ہونے والی نعمات سے آپ کو نوازا ہے اور ہمیشہ تمھاری آنکھوں کو ٹھنڈا کیا ہے۔ اے بیٹی فاطمہؑ! جلال و جمال کے گھر میں تمھارا مسکن

https://www.shiabookspdf.com

سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا اور وہ تمھیں سندس ریشم کا لباس زیب تن کروائے گا اور تمھیں رحیق مختوم سے سیراب کرے گا۔ اور تم ساری مخلوق میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ قرب تمھیں حاصل ہوگا اور جب لوگ وحشت و خوف میں ہوں گے تو تم امن میں رہو گے اور جب سب غم زدہ ہوں گے تو تم خوش و خرم رہو گے۔ جب لوگ شقی ہوں گے تو تم سعادت مند ہوں گے اور تم اب عزیز و جبار کے جوار میں روح و ریحان میں ہوں گے وہ تم سے راضی ہوگا۔ غضب ناک نہیں ہوگا اور تم عقاب و عذاب سے امن میں رہو گے اور اس کی طرف سے ملنے والے ثواب پر راضی ہو جاؤ گے۔ تم جو سوال کرو گے وہ تمھیں عطا کیا جائے گا اور تمھیں تحفے دیئے جائیں گے اور تمھیں راضی کیا جائے گا۔ اگر تم شفاعت کرو گے تو تمھاری شفاعت کو قبول کیا جائے گا۔ طوبیٰ ہے ان کے لیے جو تمھارے ساتھ ہوگا اور طوبیٰ ہے ان کے لیے جو تمھیں عزت دے گا۔ اس وقت جب لوگ تمھیں رُسوا کریں گے جو اس کے لیے طوبیٰ ہے، جو اس وقت تمھاری مدد کرے جب لوگ تم پر ظلم و جفا کریں گے اور ان کے لیے طوبیٰ ہے جو تمھیں اس وقت پناہ دے گا۔ جب لوگ تمھیں چھوڑ دیں گے اور تمھاری مدد اس وقت کرے گا جب لوگ تمھیں قتل کر رہے ہوں گے اور ویل ہے میری اُمت کے لیے تمھاری طرف سے اور اللہ کی طرف سے۔

پھر رسولِ خدا نے حضرت فاطمہؑ کا بوسہ لیا اور روئے۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کی پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر روئے۔ پھر حسنؑ و حسینؑ دونوں کو سینے سے لگایا اور پھر روئے اور فرمایا: میری زندگی اور میری وفات کے بعد میرا اللہ تمھارے لیے میرا خلیفہ ہے ہے اور میں تمھیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور وہ سب سے بہتر امانت کی حفاظت کرنے والا ہے۔ اللہ اس کی حفاظت کرے جو تمھاری حفاظت کرے اور اللہ اس کو اپنا قرار دے جو تمھارے ساتھ متصل رہے اور اللہ اس کی مدد کرے جو تمھاری مدد کرے اور اللہ اس کو ذلیل کرے جو تمھیں ذلیل کرنے کی کوشش کرے اور تمھیں ڈرائے۔ میں تم سے پہلے اس دُنیا سے چلا جاؤں گا اور تم بہت جلدی میرے ساتھ ملحق ہو جاؤ گے اور اللہ کی طرف چلنے والے ہو اور تم اللہ کے سامنے کھڑے کیے جاؤ گے اور تمھارا حساب اللہ کے ذمہ ہے تا کہ اللہ ان لوگوں کو سزا دے جنھوں نے تمھارے ساتھ بُرا کیا ہوگا اور ان پر احسان کرے جنھوں نے تمھارے ساتھ احسان کیا ہوگا۔

جو نذر سے وفا کرتے ہیں

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن فضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے

https://www.shiabookspdf.com

حضرت امام ابوالحسن الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ کے ذیل میں فرمایا: جو اس عہد و پیمان کو پورا کرنے والے ہیں جو ان سے ہماری ولایت کے بارے میں لیا گیا ہے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ جناب محمد بن فضیل سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا ۝ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: مراد ہے کہ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن ان سے ہماری ولایت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

وہ کھانے کی احتیاج رکھنے کے باوجود دوسروں کو کھلاتے ہیں

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ۝ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ زکوٰۃ کے علاوہ مال سے کھلاتے ہیں۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معمر بن خلاد سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: بندے کے لیے سزاوار ہے کہ اپنے اہل و عیال کے خرچ پر وسعت دے تاکہ وہ اس کی موت کی تمنا نہ کریں اور اس کے بعد آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّاَسِیْرًا ۝ (وہ چاہت و ضرورت کے باوجود مسکین و یتیم و اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں)۔

پھر فرمایا: بندے کے اہل و عیال اس کے اسیر (قیدی) ہیں۔ جب اس کی نعمات میں اضافہ ہو تو وہ اپنے اسیروں کے خرچ و اخراجات میں اضافہ کرے۔ ان کو بھی وسعت اور کشادگی دے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: فلاں شخص جس کو اللہ نے نعمت سے نوازا لیکن اس نے اس نعمت کو اپنے اسیروں سے روک لیا اور اس کو فلاں کے پاس رکھ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اس نعمت کو ضائع کر دیا اور اس سے وہ نعمت واپس لے لی۔

https://www.shiabookspdf.com

جناب معمر بیان کرتے ہیں کہ وہ فلاں شخص اس وقت محفل میں موجود تھا (آپ نے اس کا نام نہیں ذکر کیا، کنایۃً فلاں کہہ دیا)۔

حدیث 3 محاسن میں جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب معمر بن خلاد سے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ کے بارے میں عرض کیا کہ اس عَلٰى حُبِّهٖ سے اللہ کی محبت مراد ہے یا کھانے کی حُب وخواہش مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے کھانے کی حُب وخواہش مراد ہے یعنی وہ خود بھوکے تھے اور ان کو کھانے کی چاہت تھی۔ پھر بھی انھوں نے دوسروں کو کھلایا۔

عظیم سلطنت

قَوَارِيْرَا۠ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوْهَا تَقْدِيْرًا ﴿۱۶﴾ وَيُسْقَوْنَ فِيْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيْلًا ﴿۱۷﴾ عَيْنًا فِيْهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيْلًا ﴿۱۸﴾ وَيَطُوْفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۚ اِذَا رَاَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ﴿۱۹﴾ وَاِذَا رَاَيْتَ ثَمَّ رَاَيْتَ نَعِيْمًا وَّمُلْكًا كَبِيْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ ۫ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۚ وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ اِنَّ هٰذَا كَانَ لَكُمْ جَزَآءً وَّكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۲۲﴾

[ترجمہ] اور وہ شیشے بھی (کانچ کے نہیں بلکہ) چاندی کے ہوں گے جنھیں ساقی نے ایک مناسب مقدار میں بھرا ہوا ہوگا اور انھیں ایک ایسا جام پلایا جائے گا جس میں زنجبیل کی آمیزش ہوگی اور جنت میں ایک ایسے چشمے سے جسے سلسبیل کہا جاتا ہے اور خدمت کے لیے ان کے گرد ایسے لڑکے ہوں گے جو ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ آپؑ

https://www.shiabookspdf.com

انھیں دیکھیں گے تو بکھرے ہوئے موتی خیال کریں گے اور آپؐ جہاں بھی نگاہ ڈالیں گے بڑی نعمت اور عظیم سلطنت نظر آئے گی۔ ان کے اُوپر سبز دیباج اور اطلس کے کپڑے ہوں گے۔ انھیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور ان کا ربّ انھیں پاکیزہ شراب پلائے گا اور یہ یقیناً تمھاری جزاء ہے اور تمھاری یہ محنت قابلِ قدر ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن اسحاق المدنی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا ﴿۲۰﴾ (اور جہاں بھی نظر ڈالیں گے تو انھیں نعمتیں اور عظیم سلطنت نظر آئے گی) کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد ولی خدا ہے (اللہ کا دوست)۔ اس کے لیے کرامت و بزرگی، نعمات اور عظیم سلطنت ہے اور اس سے بڑی سلطنت اور کیا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے بھی اس کی اجازت کے بغیر اس کے محلِ سکونت میں داخل نہ ہوں گے اور یہ ہی وہ عظیم سلطنت ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: جنّت کے دروازے پر ایک درخت ہے جس کے ایک ایک پتّے کے سائے میں ایک ایک ہزار افراد بیٹھ سکیں گے اور اس درخت کی دائیں جانب ایک چشمہ ہے جو پاک و پاکیزہ ہے۔ پس جب اہل جنّت اس سے پئیں گے تو ان کے دل حسد سے پاک ہوجائے گا اور ان کی آنکھوں کے اُوپر سے بال گر جائیں گے اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: وَسَقٰىهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا ﴿۲۱﴾ (ان کا ربّ ان کو پاک مشروب سے سیراب کرے گا)۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلٰلُهَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُهَا تَذْلِيْلًا ﴿۱۴﴾ (اور پھل دار درخت ان پر سایہ فگن ہوں گے اور پھل دار درختوں کی شاخیں ان کے اتنی قریب ہوں گی کہ جو خود پھل چُن کر کھائیں گے جبکہ وہ تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے)۔

حدیث 2 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عباس بن زید سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا تو میں نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! آپؑ مجھے اس آیت: اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا ﴿۲۰﴾ عٰلِيَهُمْ ثِيَابُ سُنْدُسٍ کے بارے میں

https://www.shiabookspdf.com

بتائیں کہ وہ کون سی سلطنت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کبیر کہا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب اہل جنت جنت میں داخل ہوں گے اللہ اپنی طرف سے فرشتے کو اپنے دوستوں میں سے کسی کی طرف روانہ کرے گا تو وہ فرشتہ بھی اس ولی کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہوگا۔ اس ولی کے دروازے پر ایک دربان کھڑا ہوگا۔ وہ اس سے کہے گا: رُک جاؤ تا کہ میں تیرے لیے ولی خدا سے اجازت طلب کروں۔ پس وہ فرشتہ بھی ولی خدا کی اجازت کے بغیر اس کے پاس نہیں جاسکے گا اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا﴿۲۰﴾ بیان کر رہا ہے۔

گناہگار اور کافر کی اطاعت نہ کریں

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِیْلًا ﴿۲۳﴾ فَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ وَلَا تُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ کَفُوْرًا ﴿۲۴﴾ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا ﴿۲۵﴾ وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَیْلًا طَوِیْلًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ یُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَیَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ یَوْمًا ثَقِیْلًا ﴿۲۷﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِیْلًا ﴿۲۸﴾ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْکِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا ﴿۲۹﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ﴿۳۰﴾ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمِیْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ﴿۳۱﴾

[ترجمہ] تحقیق ہم نے ہی آپؐ پر قرآن بتدریج نازل کیا ہے، لہٰذا آپؐ اپنے ربّ کے حکم پر صبر کریں اور ان میں سے کسی گناہگار کی اطاعت نہ کریں اور کسی ناشکرے کی بات نہ مانیں اور رات کے ایک حصّہ میں اس کے سامنے سجدہ ریز ہوجایا کریں اور رات کو دیر تک تسبیح پڑھا کریں۔ یہ لوگ یقیناً عجلت پسند ہیں اور

https://www.shiabookspdf.com

اپنے پیچھے ایک سنگین دن کو نظر انداز کیے بیٹھے ہیں۔ اور ہم نے انھیں پیدا کیا ہے اور ان کے جوڑے مضبوط کیے ہیں اور جب ہم چاہیں گے ان کی جگہ اُن جیسے اور لوگ لے آئیں گے۔

یہ یقیناً ایک نصیحت ہے۔ پس جو چاہے اپنے ربّ کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے اور تم لوگ وہی چاہتے ہو جو اللہ چاہتا ہے۔ یقیناً اللہ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے۔ اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے اور ہم نے ظالموں کے لیے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اس آیت اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ تَنْزِيْلًا ۝ (ہم نے آپؐ پر قرآن کو بتدریج نازل کیا ہے) کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد حضرت علیؑ کی ولایت ہے۔ ہم نے آپؐ پر یہ ولایت نازل کی ہے۔

میں نے عرض کیا: یہ تو تنزیل القرآن ہے؟ (یعنی قرآن میں یوں نازل ہوا ہے؟)

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہ تاویل قرآن ہے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں اس آیت: اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ کے بارے میں عرض کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے ولایت مراد ہے۔

پھر میں نے اس آیت: يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ (وہ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے) کے بارے میں عرض کیا۔

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: رحمت سے مراد ہماری ولایت ہے، یعنی وہ جس کو چاہے ہماری ولایت میں داخل کرتا ہے۔

حدیث 3 مختصر بصائر الدرجات میں جناب سعد بن عبداللہ نے حضرت امام ابوالحسن امام علی نقی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ط کے ذیل میں فرمایا: تحقیق اللہ نے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے دلوں کو اپنے ارادے کا مورد و محل قرار دیا ہے۔ وہ جب کسی چیز کو چاہتا ہے تو وہ بھی چاہتے ہیں۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ط وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۳۱﴾ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: رحمت سے مراد ہماری ولایت ہے، یعنی وہ جس کو چاہتا ہے ہماری ولایت میں داخل کرتا ہے۔ ظالمین سے مراد کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ (سورۂ بقرہ: آیت ۵۷) (اور وہ ہم پر ظلم نہیں کر رہے بلکہ وہ اپنے آپ پر ظلم کر رہے ہیں)۔

فرمایا: خدا منزہ اور بلند و بالا ہے۔ اس سے کہ کوئی اس پر ظلم کرے اور کوئی اس کی طرف ظلم کی نسبت دے بلکہ اس نے ظلم کی نسبت خود ان کی طرف دی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے ساتھ ملایا ہے اور ہمارے اُوپر ظلم کرنے کو اپنے اوپر ظلم قرار دیا ہے اور ہماری ولایت کو اپنی ولایت قرار دیا ہے۔ پھر اس کو قرآن بنا کر اپنے نبیؐ پر نازل کر دیا ہے اور اس نے فرمایا: وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۵۷﴾ اور ظالم سے مراد وہ ہیں جنھوں نے ہم پر ظلم کیا ہے۔

حدیث 5 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ط کے ذیل میں فرمایا ہے کہ اس رحمت سے مراد علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔

https://www.ahlibooks.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ المرسلات

یہ سورہ مکّی ہے سوائے آیت نمبر ۴۸ کے، یہ آیت مدنی ہے اور یہ سورۃ الھمزۃ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات پچاس (۵۰) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ المرسلات کی تلاوت معرفت کے ساتھ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان اس کی شناسائی کروائے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ مرسلات کی تلاوت کرے گا اس کے بارے میں لکھ دیا جائے گا کہ بندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک قرار دینے والا نہیں ہے (یعنی مشرک نہیں ہے)۔

پھر فرمایا: جو بندہ محاکمہ کے وقت پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے دشمن و مقابل پر قوت و طاقت عطا فرمائے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ محاکمہ کے وقت قاضی کے پاس اس سورہ کی تلاوت کرے گا یا حاکم کے سامنے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے خصم (مقابل) کے مقابلہ میں اس کی مدد کرے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 4 خواص القرآن میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو کسی محاکمہ و قضاوت میں پڑھے گا تو قاضی پر تسلط حاصل کرلے گا اور اگر کوئی اس سورہ کو لکھے اور پھر اس کو پیاز کے پانی سے محو (دھو) کرکے اس بندے کو پلائے جس کے پیٹ میں درد ہو تو خدا کے حکم سے اس کو نجات مل جائے گی۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَالۡمُرۡسَلٰتِ عُرۡفًا ۙ﴿۱﴾ فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا ۙ﴿۲﴾ وَّالنّٰشِرٰتِ نَشۡرًا ۙ﴿۳﴾
فَالۡفٰرِقٰتِ فَرۡقًا ۙ﴿۴﴾ فَالۡمُلۡقِیٰتِ ذِکۡرًا ۙ﴿۵﴾ عُذۡرًا اَوۡ نُذۡرًا ۙ﴿۶﴾ اِنَّمَا
تُوۡعَدُوۡنَ لَوَاقِعٌ ؕ﴿۷﴾ فَاِذَا النُّجُوۡمُ طُمِسَتۡ ۙ﴿۸﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ
فُرِجَتۡ ۙ﴿۹﴾ وَاِذَا الۡجِبَالُ نُسِفَتۡ ۙ﴿۱۰﴾ وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتۡ ؕ﴿۱۱﴾ لِاَیِّ
یَوۡمٍ اُجِّلَتۡ ؕ﴿۱۲﴾ لِیَوۡمِ الۡفَصۡلِ ۚ﴿۱۳﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا یَوۡمُ الۡفَصۡلِ ؕ﴿۱۴﴾
وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۱۵﴾ اَلَمۡ نُہۡلِکِ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۶﴾ ثُمَّ نُتۡبِعُہُمُ
الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۷﴾ کَذٰلِکَ نَفۡعَلُ بِالۡمُجۡرِمِیۡنَ ﴿۱۸﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۱۹﴾
اَلَمۡ نَخۡلُقۡکُّمۡ مِّنۡ مَّآءٍ مَّہِیۡنٍ ۙ﴿۲۰﴾ فَجَعَلۡنٰہُ فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ۙ﴿۲۱﴾ اِلٰی قَدَرٍ
مَّعۡلُوۡمٍ ۙ﴿۲۲﴾ فَقَدَرۡنَا ۟ فَنِعۡمَ الۡقٰدِرُوۡنَ ﴿۲۳﴾ وَیۡلٌ یَّوۡمَئِذٍ لِّلۡمُکَذِّبِیۡنَ ﴿۲۴﴾
اَلَمۡ نَجۡعَلِ الۡاَرۡضَ کِفَاتًا ۙ﴿۲۵﴾ اَحۡیَآءً وَّاَمۡوَاتًا ۙ﴿۲۶﴾

[ترجمہ] قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو مسلسل بھیجے جاتے ہیں۔ پھر تیز رفتار سے چلنے والے ہیں۔ پھر کھول دینے والے ہیں۔ پھر جدا کرنے والے ہیں۔ یاد ڈالنے والے ہیں۔ حجت تمام کرنے کے لیے یا تنبیہ کرنے کے لیے۔ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ وہ یقیناً واقع ہونے والی ہے۔ پس جب ستارے بے نور کر دیئے جائیں گے اور جب آسمان میں شگاف ڈال دیا جائے گا اور جب پہاڑ اُڑا دیئے جائیں گے اور جب رسولوں کو مقررہ وقت پر لایا جائے گا۔ کس دن کے لیے وقت کا تعین ہوا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

فیصلے کے دن کے لیے اور آپ کو کیا خبر کہ فیصلے کا دن کیا ہے۔ اس دن تکذیب کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ کیا ہم نے ان سے پہلے والوں کو ہلاک نہیں کیا تھا؟ پھر بعد والوں کو بھی ان کے پیچھے لائیں گے۔ مجرمون کے ساتھ ہم ایسا ہی کرتے ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ کیا ہم نے تمھیں حقیر پانی سے خلق نہیں کیا۔ پھر ہم نے اسے ایک محفوظ مقام پر ٹھہرائے رکھا۔ ایک مدت معین کے لیے۔ پھر ہم نے ایک انداز سے منظم کیا۔ پھر ہم بہترین انداز میں منظم کرنے والے ہیں۔ اس دن کے جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ کیا ہم نے زمین کو قرارگاہ نہیں بنایا۔ زندوں کے لیے مُردوں کے لیے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: اَلْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا ۙ﴿۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے: مراد آیات پے در پے ایک دوسرے کی اِتباع کرتی ہیں اور اس آیت: فَالْعٰصِفٰتِ عَصْفًا ۙ﴿۲﴾ کے ذیل میں لکھا ہے: مراد قبور ہیں اور اس آیت وَّالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا ۙ﴿۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد اموات کا قبروں سے نکلنا ہے اور اس آیت: فَالْفٰرِقٰتِ فَرْقًا ۙ﴿۴﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد گھوڑے ہیں اور اس آیت: فَالْمُلْقِيٰتِ ذِكْرًا ۙ﴿۵﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد فرشتے ہیں اور اس آیت: عُذْرًا اَوْ نُذْرًا ۙ﴿۶﴾ کے ذیل میں لکھا ہے مراد ہے میں اپنی باتوں سے تمھارے سامنے اتمامِ حجت کر رہا ہوں اور میں تمھیں ڈرا رہا ہوں۔ یہ ساری قسمیں تھیں اور ان کا جواب قسم یہ ہے: اِنَّمَا تُوْعَدُوْنَ لَوَاقِعٌ ۚ﴿۷﴾ جس چیز کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہوکر رہے گی اور اس آیت: فَاِذَا النُّجُوْمُ طُمِسَتْ ۙ﴿۸﴾ سے مراد ہے کہ جب ستاروں کا نُور چھین لیا جائے گا اور اس آیت: اِلٰى قَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۙ﴿۲۲﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ جب آسمان پھٹ جائے اور شق کر دیا جائے اور اس آیت: وَاِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۙ﴿۱۰﴾ سے مراد ہے کہ جب پہاڑ اُکھاڑ دیئے جائیں گے اور اس آیت: وَاِذَا الرُّسُلُ اُقِّتَتْ ۙ﴿۱۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد ہے کہ رسولوں کو مختلف اوقات میں مبعوث کیا گیا۔ اور اس معنی کو علامہ الطبرسی نے

https://www.shiabookspdf.com

امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی نقل کیا ہے اور اس آیت: لِاَیِّ یَوْمٍ اُجِّلَتْ ﴿۱۲﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ فیصلے کا دن موخر کیا گیا ہے اور اس آیت: اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۲۰﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس پانی سے مراد منی ہے اور اس آیت: فَجَعَلْنٰهُ فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ﴿۲۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس قرار مکین سے مراد رحم ہے اور اس آیت: اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ (کفات سے مراد مساکین (گھر)۔ آپؑ نے فرمایا کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام جب جنگ صفین سے واپس آرہے تھے۔ آپؑ ایک قبرستان کے قریب سے گزرے تو فرمایا: یہ مردوں کی کفات یعنی مساکن ہیں اور جب آپ نے کوفہ کے گھروں کو دیکھا تو فرمایا: یہ زندوں کے مساکین ہیں۔ پھر آپؑ نے اس آیت: اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ (کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کے لیے مسکن نہیں قرار دیا"۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابی کھمس سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ بالوں اور ناخنوں کو زمین میں دفن کرنا چاہیے۔

حدیث 3 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عیسیٰ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے جب قبروں کو دیکھا تو فرمایا: اے حماد! یہ مردوں کے مسکن ہیں اور جب گھروں کو دیکھا تو فرمایا: یہ زندہ لوگوں کے مسکن ہیں۔ پھر آپؑ نے اس آیت: اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا ﴿۲۵﴾ اَحْيَآءً وَّاَمْوَاتًا ﴿۲۶﴾ کی تلاوت کی اور پھر فرمایا: بالوں اور ناخنوں کو دفن کر دیا جائے۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب عباس بن اسماعیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ ہم نے پہلے دو بڑے ظالموں کو ہلاک نہیں کیا۔ اور اس آیت: ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۷﴾ پھر ہم نے تیسرے اور چوتھے اور پانچویں کو ان کے ساتھ ملحق نہیں کیا۔

(اوّل و ثانی و ثالث و رابعہ اور خامس سے کون مراد ہے۔ اس کے بارے میں جب امامؑ نے معین نہیں کیا تو ہمیں بھی معین نہیں کرنا چاہیے۔ مترجم)

https://www.shiabookspdf.com

اور اس آیت: كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ﴿۱۸﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد ہے کہ ہم بنی اُمیہ کے ساتھ ایسا ہی کریں گے اور اس آیت: وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴿۱۹﴾ مراد ہے کہ امیر المومنینؑ کی تکذیب کرنے والے اور جھٹلانے والوں کے لیے قیامت کے دن ہلاکت ہے۔

حدیث 5 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن فضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں اس آیت: وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴿۱۹﴾ کے بارے میں عرض کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: اے محمدؐ! میں نے علیؑ کی ولایت کی تیری طرف جو وحی کی ہے تو کیا ہم نے اوّلین کو ہلاک نہیں کیا اور آخرین کو ہم نے ان کے تابع قرار دیا۔ اوّلین سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے اس سے پہلے اپنے رسولوںؑ کی اوصیاءؑ کے بارے میں تکذیب کی تھی اور ان کو جھٹلایا تھا۔ اور آخرین سے مراد یہ لوگ ہیں جنھوں نے رسولؐ خدا کے اوصیاء کی تکذیب کی اور مجرمین سے مراد وہ لوگ جنھوں نے آلِ محمدؐ کے حق میں جرم کیا اور یہ اسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں جس کا انھوں نے ارتکاب کیا تھا۔

پھر میں نے عرض کیا: اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اس سے مراد ہم اور ہمارے شیعہ ہیں۔ ہمارے علاوہ کوئی بھی ملتِ ابراہیمؑ پر باقی نہیں رہا۔ باقی لوگوں نے ان سے برأت کی ہے۔

وَّجَعَلْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ شٰمِخٰتٍ وَّاَسْقَيْنٰكُمْ مَّآءً فُرَاتًا﴿۲۷﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ﴿۲۸﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى مَا كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ﴿۲۹﴾ اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِيْ ثَلٰثِ شُعَبٍ﴿۳۰﴾ لَّا ظَلِيْلٍ وَّلَا يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ﴿۳۱﴾ اِنَّهَا تَرْمِيْ بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ﴿۳۲﴾ كَاَنَّهٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ﴿۳۳﴾

[ترجمہ] اور ہم نے اس میں بلند پہاڑ گاڑ دیے اور ہم نے تمھیں شیریں پانی پلایا اور اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے اور اب تم لوگ جاؤ اس چیز کی طرف

https://www.shiabookspdf.com

جس کو تم جھٹلاتے تھے اور چلو اس دھوپ کی طرف جو تین شاخوں والا ہے۔ نہ وہ سایہ دار ہے اور نہ ہی آگ کے شعلوں سے بچانے والا ہے۔ یقیناً اس جہنم سے ایسی چنگاریاں اُڑتی ہیں جو محل کے برابر ہیں۔ گویا وہ زرد رنگ کے اُونٹ ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ شَمِخَاتٍ کے ذیل میں لکھا ہے کہ رواسی شامخات سے مراد بلند و بالا پہاڑ ہیں اور اس آیت وَأَسْقَيْنَاكُمْ مَاءً فُرَاتًا کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد میٹھا پانی ہے اور ہر پانی جو میٹھا ہے وہ ماء فرات ہے اور اس آیت: انْطَلِقُوا إِلَىٰ ظِلٍّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ سایہ میں آگ کے تین شعبے ہوں گے اور اس آیت: إِنَّهَا تَرْمِي بِشَرَرٍ كَالْقَصْرِ (یعنی اس جہنم کی چنگاریاں ایسے اُڑتی ہیں جیسے محل ہو) کے ذیل میں لکھا ہے: وہ جہنم کی آگ کی چنگاریاں محلوں اور پہاڑوں کی مانند بلند اُٹھتی ہیں اور اس آیت: كَأَنَّهُ جِمَالَتٌ صُفْرٌ (گویا وہ زرد اُونٹ کی مانند ہیں)۔

حدیث 2 شیخ ابوجعفر الطوسی نے جناب احمد بن یونس سے اور انھوں نے احمد بن یسار سے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: جب لوگ پیاس کی شدت میں پناہ تلاش کریں گے۔ اس وقت ان سے کہا جائے گا: انْطَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ (جاؤ اس کی طرف جس کی تم تکذیب کرتے تھے) مراد علیؑ ابن ابی طالبؑ کی طرف جاؤ اور جب لوگ آپؑ کے پاس آئیں گے تو آپؑ لوگوں سے فرمائیں گے۔ اس سائے کی طرف جاؤ جس کے تین کونے ہیں جس میں نہ سایہ ہے اور نہ جہنم کی آگ سے وہ بچائے گا۔ مراد پیاس کی آگ ہے۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قیامت کے دن جب لوگ پیاس کی شدت کی وجہ سے کوئی پناہ تلاش کریں گے تو ان سے کہا جائے گا: انْطَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ اس سے مراد امیر المومنین یعنی امیر المومنین کی طرف جاؤ کہ جس

https://www.shiabookspdf.com

کی تم تکذیب کرتے تھے۔ تو جب لوگ ان کی طرف جائیں گے کہ آپ فرمائیں گے: اِنْطَلِقُوْٓا اِلٰى ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ ﴿۳۰﴾ فلاں فلاں فلاں کی طرف جاؤ۔

وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۴﴾ هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ ﴿۳۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۰﴾ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلٰلٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۴۱﴾ وَّفَوَاكِهَ مِمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿۴۲﴾ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۵﴾ كُلُوْا وَتَمَتَّعُوْا قَلِيْلًا اِنَّكُمْ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۷﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَبِاَىِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

[ترجمہ] اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ یہ وہ دن ہوگا جس دن وہ بول نہیں سکیں گے اور انھیں عذر پیش کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ یہ فیصلے کا دن ہے۔ ہم نے تمھیں اور پہلے لوگوں کو جمع کیا ہے۔ اب اگر تم کوئی میرے مقابلے میں حیلہ کر سکتے ہو تو کرو۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ تقویٰ اختیار کرنے والے یقیناً سائے اور چشموں میں ہوں گے اور ان کے لیے وہ پھل ہوں گے جن کی وہ خواہش کریں گے۔ اب تم اپنے اعمال کی وجہ سے خوشگواری کے ساتھ کھاؤ اور پیو۔ ہم نیکی کرنے والوں کو ایسے ہی صلہ و جزا دیتے ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ کھاؤ اور تھوڑے دن مزے کرو۔ یقیناً تم مجرم ہو۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ اور

https://www.shiabookspdf.com

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔ پس اس کے بعد وہ کس کلام پر ایمان لائیں گے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ ﴿۳۶﴾ (اور ان کو اس دن عذر پیش کرنے کی اجازت نہ ہوگی) کے ذیل میں فرمایا: خداوند کریم بہت بزرگ اور اجل اور بہت عظیم ہے کہ اس سے کسی کے پاس کوئی مناسب عذر ہو اور وہ نہ سنے۔ اور اُسے عذر پیش کرنے کی اجازت نہ دے لیکن گناہ گاروں کے پاس کوئی ایسا عذر ہی نہیں ہوگا جو وہ پیش کر سکیں گے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ﴿۴۱﴾ (تحقیق متقین سائے اور چشموں میں ہوں گے) کے ذیل میں لکھا ہے کہ وہ سائے سورج کے نُور سے زیادہ روشن ہوں گے۔ اور اس آیت: وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ﴿۴۸﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب ان سے کہا جاتا ہے کہ امامؑ کی ولایت کو قبول کرو تو وہ قبول نہیں کرتے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ وہ اس قرآن کے بعد کس کلام پر ایمان لائیں گے؟

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب ابوحمزہ ثمالی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ﴿۴۸﴾ (جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے) کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: باطن قرآن میں اس سے مراد یہ ہے کہ جب نواصب سے کہا جاتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کو قبول کرو تو وہ نہیں کرتے۔

حدیث 4 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، انھوں نے اس آیت: إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلَالٍ وَعُيُونٍ ﴿۴۱﴾ (تحقیق تقویٰ اختیار کرنے والے سائے اور چشموں میں ہوں گے)

https://www.shiabooks.pdf.com

کے ذیل میں فرمایا: وہ جو متقی ہیں وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ اور الحسنؑ والحسینؑ ہیں جنھوں نے اپنے آپؑ کو گناہوں سے بچایا ہے جو درختوں کے سائے میں اور لؤلؤ کے خیموں میں ہوں گے جن میں ہر خیمے کی لمبائی ایک فرسخ ہوگی۔

پھر فرمایا: ہم ان اطاعت کرنے والوں کو یوں ہی جزا دیتے ہیں۔ اس سے مراد اہل بیت محمد علیہم السلام جنت میں ہیں۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ النبا

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ معارج کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات چالیس (۴۰) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ نبا کو پابندی سے پڑھے گا سال کے ختم ہونے سے قبل اللہ نے اگر چاہا تو اسے اللہ کی زیارت نصیب ہوگی۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا اور اس کو یاد کرے گا تو قیامت کے روز اس کا حساب نہیں ہوگا۔ مگر اتنی مقدارِ وقت کے برابر کہ جس میں وہ اس سورہ کو لکھا جائے گا یہاں تک کہ وہ جنّت میں داخل ہوجائے گا اور جو اس سورہ کو لکھے اور اپنے پاس رکھے۔ کوئی جوں اس کے پاس نہیں آئے گی اور اُس بندے میں عظیم قوت و طاقت کا اضافہ ہوگا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا اور اس کو یاد کرے گا تو اس کا قیامت کے دن حساب ایک نمازِ واجب کے ادا کرنے کے برابر ہوگا اور جو اس سورہ کو لکھے اور اپنے پاس تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے گا تو کوئی جوں اس کے قریب نہیں آئے گی اور اس میں قوت و طاقت کا اضافہ ہوگا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو شب بیداری کی نیت سے پڑھے گا تو ساری رات شب بیداری کرے گا اور جو مسافر مسافرت کی رات اس سورہ کو پڑھے گا تو وہ سفر میں چور و ڈاکو سے حکمِ خدا سے محفوظ رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

عَمَّ یَتَسَآءَلُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیۡ ہُمۡ فِیۡہِ مُخۡتَلِفُوۡنَ ؕ﴿۳﴾ کَلَّا سَیَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۴﴾ ثُمَّ کَلَّا سَیَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵﴾

[ترجمہ] یہ لوگ کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے سوال کر رہے ہیں۔ کیا اس عظیم خبر کے بارے میں جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں۔ ہرگز نہیں عنقریب انھیں معلوم ہوجائے گا۔ پھر ہرگز نہیں عنقریب انھیں معلوم ہوجائے گا۔

نباء عظیم علی علیہ السلام ہیں

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد اوّل میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحمزہ الثمالی سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں، تحقیق شیعہ آپؑ سے اس آیت: عَمَّ یَتَسَآءَلُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الۡعَظِیۡمِ ۙ﴿۲﴾ کی تفسیر کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: میری مرضی ہے اگر میں چاہوں تو ان کو اس کی تفسیر کے بارے میں خبر دوں اور اگر نہ چاہوں تو نہ بتاؤں۔ پھر فرمایا: لیکن میں تجھے اس کی تفسیر کے بارے میں خبر دیتا ہوں۔ میں نے عَمَّ یَتَسَآءَلُوۡنَ ۚ﴿۱﴾ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ آیت امیرالمومنین علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ نباء عظیم آپؑ ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: اللہ تعالیٰ کی کوئی آیت مجھ سے بڑی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی نباء مجھ سے عظیم ہے۔ یعنی آیتِ کبریٰ میں ہوں اور نباء عظیم بھی میں ہوں۔

حدیث 2 بصائر الدرجات میں اس روایت کو ذکر کیا گیا ہے اور اس روایت کے آخر میں ہے کہ

https://www.shiabookspdf.com

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی کوئی آیت نہیں جو مجھ سے بڑی ہو اور کوئی نباء نہیں جو مجھ سے عظیم ہو، بتحقیق میری ولایت کو سابقہ اُمتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا، انھوں نے انکار کر دیا تھا۔

حدیث 3 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمٰن بن کثیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ﴿۲﴾ کے بارے میں فرمایا: نباء عظیم سے مراد ولایت ہے۔ میں نے پھر آپؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ (سورۂ کہف: آیت ۴۴) (یہاں اللہ کے لیے برحق ولایت ہے) کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب الحسین بن خالد سے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۙ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ﴿۲﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کوئی آیت نہیں ہے جو مجھ سے بڑی ہو اور کوئی نباء (خبر) نہیں ہے جو مجھ سے عظیم ہو اور بتحقیق میری ولایت و فضیلت سابقہ اُمتوں پر فرض کی گئی تھی۔ پس انھوں نے میری فضیلت کا اقرار نہ کیا تھا۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۙ﴿۱﴾ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۙ﴿۲﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ اس نباء عظیم سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کی کوئی نباء ایسی نہیں ہے جو مجھ سے بڑی اور عظیم ہو۔ بتحقیق میری فضیلت مختلف زبانوں میں سابقہ اُمتوں پر بھی فرض قرار دی گئی تھی۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب ابان بن تغلب سے نقل ہوا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس کے بارے میں سوال کیا۔ آپؑ نے فرمایا: نباء عظیم حضرت علی علیہ السلام ہیں جس میں اختلاف کیا گیا ہے ورنہ ذاتِ رسولؐ خدا میں کسی نے اختلاف نہیں کیا تھا۔

حدیث 7 عیون اخبار الرضاؑ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام ابوالحسن علی بن موسیٰ

https://www.shiabooksndf.com

الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے آباؤ اجداد علیہم السلام کے ذریعے امام الحسین بن علی علیہما السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علیؑ! آپؑ حجتِ خدا ہیں، آپؑ بابِ اللہ ہیں، آپؑ اللہ کی طرف جانے والا راستہ ہیں۔ آپؑ نباءِ عظیم ہیں، آپؑ صراطِ مستقیم ہیں اور آپؑ مثل الاعلیٰ ہیں۔

اے علیؑ! آپؑ امام المسلمین ہیں۔ آپؑ امیر المومنین اور خیر الوصیین ہیں (تمام اوصیاء سے خیر) آپؑ صدیقوں کے سردار ہیں۔

اے علیؑ! آپؑ فاروقِ اعظم ہیں، آپؑ صدیقِ اکبر ہیں۔ اے علیؑ! آپؑ میرے خلیفہ ہیں اور آپؑ میرے قرض کو ادا کرنے والے اور میرے وعدوں کو پورا کرنے والے ہیں۔ اے علیؑ! آپؑ میرے بعد مظلوم ہیں۔ اے علیؑ میرے بعد تجھ سے لوگ جدا ہو جائیں گے اور تجھے چھوڑ دیا جائے گا۔

اے علیؑ! میں اور جو میری اُمت کے حاضر ہیں وہ سب گواہی دیتے ہیں کہ آپؑ کی جماعت میری جماعت ہے اور میری حزب و جماعت اللہ کی حزب و جماعت ہے اور تحقیق آپؑ کے دشمن شیطان کی جماعت ہیں۔

حدیث 8 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے مخالفین کی سند کے ساتھ وہ روایت جس کو حافظ محمد بن مومن الشیرازی نے اپنی کتاب المستخرج میں نقل کیا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے اس قول: عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝۲ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝۳ کی تفسیر میں جناب سدی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں: صخر بن حرب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: اے محمدؐ! آپؐ کے بعد حکومت کا امر ہمارے ذمہ ہوگا یا کسی اور کے؟

رسولِ خدا نے فرمایا: میرے بعد حق حکومت اس کو ہوگا جو میرے ساتھ وہی منزلت رکھتا ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝۲ (یہ ایک دوسرے سے نباءِ عظیم کے بارے میں سوال کرتے ہیں) ان میں سے کچھ وہ ہیں جنھوں نے اس کی خلافت و ولایت کی تصدیق کی ہے اور بعض نے اس کی تکذیب کی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝۴ کہ ان لوگوں کا رَد ہے جنھوں نے ولایت کی تکذیب کی ان سے کہا جا رہا ہے کہ وہ عنقریب اس کی ولایت کی معرفت حاصل کر لیں گے اور ان کو اس کی ولایت و خلافت کے حق ہونے کا یقین ہو جائے گا۔ جب ان سے قبروں میں اس کی ولایت و

https://www.shiabookspdf.com

امامت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ پس مشرق و مغرب، خشکی و تری میں سے کوئی نہیں بچے گا مگر یہ کہ قبر میں اس سے منکر و نکیر امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت و خلافت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ وہ دونوں قبر میں سوال کریں گے: تیرا ربّ کون ہے؟ تیرا نبیؐ کون ہے؟ تیرا دین کون سا ہے؟ اور تیرا امام کون سا ہے؟

حدیث 9 کتاب المنتخب کے مؤلف نے لکھا ہے کہ جنگ صفّین کے وقت ایک بندہ لشکر اسلام سے باہر نکلا۔ اس کے ہاتھ میں نیزہ اور قرآن تھا اور وہ یہ آیت تلاوت کرتا ہوا آرہا تھا: عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝۲ اس کا ارادہ تھا کہ وہ مقابلہ کے لیے مبارزہ کرے تو حضرت علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اپنی جگہ پر رُک جا اور خود حضرت علیؑ اس کے مقابلے میں نکلے اور فرمایا: کیا تو نباء عظیم کو جانتا ہے کہ جس میں اختلاف ہوا ہے؟

اس نے کہا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: میں ہی وہ نباء عظیم ہوں جس میں تم اختلاف کر رہے ہو اور میری ولایت پر تم نزاع و جھگڑا کر رہے ہو اور میری ولایت کو قبول کرنے کے بعد تم پلٹ گئے ہو اور تم نے میرے خلاف بغاوت کی ہے اور میری تلوار سے بچ بھی گئے تب بھی تم ہلاک ہونے والے ہو حالانکہ غدیر کے دن تم جان چکے تھے اور قیامت کے دن تمھیں پھر معلوم ہو جائے گا۔ پھر آپؑ نے تلوار اُٹھائی اور اس کے سر اور ہاتھ پر وار کیا۔

حدیث 10 مناقب میں جناب الاصبغ بن نباتہ سے نقل ہوا ہے، انھوں نے بیان کیا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: میں ہی نباء عظیم ہوں کہ جس میں انھوں نے اختلاف کیا ہے۔ عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا۔ پھر عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ جب میں جنّت و جہنم کے درمیان کھڑا ہوں گا اور میں کہوں گا: اے جہنم! یہ میرا ہے اور یہ تیرا ہے۔

اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝۶ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝۷ وَّخَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝۸ وَّجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝۹ وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝۱۰ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝۱۱ وَّبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۝۱۲

http://www.maktabbooks.com

[ترجمہ] کیا ہم نے زمین کو گہوارہ نہیں بنایا اور پہاڑوں کو میخیں نہیں بنایا اور ہم نے تمھیں جوڑا جوڑا پیدا کیا اور ہم نے نیند کو تمھارے لیے باعث سکون بنایا اور رات کو ہم نے پردہ قرار دیا اور دن کو ہم نے معاش کا ذریعہ بنایا اور تمھارے اُوپر ہم نے سات مضبوط آسمان بنائے ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یزید بن سلام سے نقل کیا ہے، اس نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا: آپؐ مجھے بتائیں کہ رات کو "لیل" کیوں کہا جاتا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: کیونکہ رات کو مرد عورتوں سے انس اور اُلفت حاصل کرتا ہے اور اللہ نے رات کو اُلفت اور لباس قرار دیا ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے: وَّجَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ﴿۱۰﴾ وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ﴿۱۱﴾ (ہم نے رات کو لباس اور دن کو ذریعۂ معاش قرار دیا ہے)۔

وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ وَّاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ﴿۱۴﴾ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّنَبَاتًا ﴿۱۵﴾ وَّجَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿۱۶﴾ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ﴿۱۷﴾ يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ﴿۱۸﴾

[ترجمہ] اور ہم نے ایک روشن چراغ بنایا اور بادلوں سے ہم نے موسلا دھار پانی برسایا تاکہ ہم اس سے غلہ اور سبزیاں اُگائیں اور گھنے باغات اُگائیں۔ یقیناً فیصلے کا دن مقرر ہے۔ اس دن صُور پھونکا جائے گا تو تم لوگ گروہ در گروہ نکل آؤ گے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَّجَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ﴿۱۳﴾ (اور ہم نے ایک روشن چراغ بنایا) کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس چراغ سے مراد چمکتا ہوا سورج ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عاصم بن حمید سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ تذکرہ کیا کہ لوگ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو دیکھا جائے گا، وہ نظر آئے گا کیا یہ ممکن ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ سورج کا نُور، کرسی کے نُور کا ستر واں (۷۰/۱) حصّہ ہے اور کرسی کا نُور عرش کے نُور کا ستر واں حصّہ ہے اور عرش کا نُور حجاب کے نُور کا ستر واں حصّہ ہے اور حجاب کا نُور ستر کے نُور کا ستر واں حصّہ ہے۔ جب بادل نہ ہو اور سورج چمک رہا ہو تو ان کی آنکھیں سورج کی طرف نہیں دیکھ سکتیں۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ کے ذیل میں لکھا ہے کہ معصرات سے مراد بادل ہیں (مراد ہم نے بادلوں سے پانی برسایا)۔ مَآءً ثَجَّاجًا کے ذیل میں لکھا ہے: پے در پے پانی برسنا مراد ہے یعنی موسلا دھار بارش مراد ہے۔ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا کے ذیل میں لکھا ہے کہ باغات جو پھل دار درختوں سے پُر ہوں گے۔

حدیث 4 جامع الاخبار میں جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل ہوا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا، آپؑ نے فرمایا: قیامت میں پچاس موقف ہیں اور ہر موقف (رُکنے کی جگہ) ہر ایک ہزار سال تک رُکتا ہوگا۔ پس سب سے پہلا موقف وہ ہوگا جب بندہ قبر سے نکلے گا اور اس مقام پر رُکے گا اس میں وہ ننگے پاؤں و عریاں، بھوکے پیاسے ہوں گے۔ سوائے ان لوگوں کے جو قبر سے نکلنے سے قبل اللہ پر قیامت میں محشور ہونے پر حساب و کتاب پر قیامت پر یقین رکھتا ہوں گے اور اس کے نبیؐ کا اقرار و تصدیق کرنے والے ہوں گے۔ وہ بھوک و پیاس اور عریانی سے محفوظ ہوں گے اور اللہ قرآن میں فرماتا ہے: فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا یعنی قبروں سے گروہ در گروہ نکلیں اور موقف کی طرف آئیں گے اور ہر امت اپنے امام کے ساتھ ہوگی۔ ایک قول ہے کہ لوگ مختلف گروہوں اور جتھوں سے نکلیں گے۔

حدیث 5 جامع الاخبار میں جناب معاذؓ سے نقل ہوا ہے انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا: اے معاذ! بڑے عظیم امور میں سے ایک امر کے بارے میں تو نے سوال کیا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر فرمایا: قیامت کے دن میری اُمت کے لوگ دس اقسام میں محشور ہوں گے:

① بعض بندروں کی شکل میں محشور ہوں گے۔

② بعض خنزیروں کی شکل میں ہوں گے۔

③ بعض سر کے بل چل کر آرہے ہوں گے۔

④ بعض اندھے ہوں گے۔

⑤ بعض بہرے اور گونگے محشور ہوں گے۔ وہ اس وقت عقل وشعور سے عاری ہوں گے۔

⑥ بعض اس صورت میں آئیں گے کہ اپنی زبانوں کو چبا رہے ہوں گے اور ان کے منہ سے بدبُو دار لعاب بہہ رہا ہوگا جس کی عفونت و بدبُو سے اہل محشر کو اذیت ہوگی۔

⑦ بعض اس صورت میں ہوں گے کہ ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے۔

⑧ بعض جہنم میں پھانسیوں پر لٹکے ہوئے ہوں گے۔

⑨ اور کچھ ایسے ہوں گے کہ ان کے پیٹ سے بدبُودار ہوا خارج ہورہی ہوگی۔

⑩ بعض وہ ہوں گے جو قطران کے جبوں میں ملبوس محشور ہوں گے اور ان کی جلد قطران کی حدت وگرمی کی وجہ سے جل رہی ہوگی۔

پھر فرمایا: وہ جو بندروں کی شکل میں ہوں گے۔ وہ چغل خور ہوں گے اور جو سؤر کی شکل میں ہوں گے۔ وہ زانی ہوں گے اور جو سر کے بل چل رہے ہوں گے، وہ ہوں گے جو سود خور ہوں گے وہ جو اندھے ہوں گے وہ ہوں گے جو ظلم و جور سے کام لیتے ہوں گے اور وہ جو گونگے و بہرے ہوں گے جنھوں نے اعمال پر غرور وتکبر کیا ہوگا اور زبان کو چبانے والے وہ علماء قاضی ہوں گے جنھوں نے اپنے اقوال کے برعکس عمل کیا ہوگا۔ جو لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور خود عمل نہیں کرتے تھے اور جن کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے اپنے ہمسائے کو اذیت دی ہوگی اور جہنم کی آگ کی شاخوں پر پھانسی پر لٹکائے گئے ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے حکمرانوں کے پاس لوگوں کی چغلی کھائی ہوگی اور وہ جن کے پیٹ سے بڑی بدبُو وعفونت نکل رہی ہوگی۔ یہ وہ ہوں گے جنھوں نے حرام کردہ چیزوں سے لذت حاصل کی ہوگی اور جو قطران کے لباس میں

https://www.shiabookspdf.com

ملبوس ہوں گے۔ وہ لوگ ہوں گے جو اس دُنیا میں فخر وغرور کرتے ہوں گے۔

وَفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾

{ترجمہ} اور آسمان کھول دیے جائیں گے تو دروازے ہی دروازے ہوجائیں گے اور پہاڑ چلا دیے جائیں گے تو وہ سراب ہوجائیں گے۔ جہنم یقیناً ایک گھاٹ ہے جو سرکشوں کے لیے ٹھکانا ہے جس میں وہ مدتوں پڑے رہیں گے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ جنتوں کے دروازے کھول دیے جائیں گے اور وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾ (پہاڑ چلا دیے جائیں پس وہ سیراب ہوں گے) کے ذیل میں لکھا ہے: سراب وہ چیز ہے جو صحرا میں دھوپ کے وقت چمکتی ہے لیکن وہ کچھ نہیں ہوتی اور اس آیت: اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ (جہنم ایک گھاٹ ہوں گی جو باغی وسرکشوں کا ٹھکانا ہے) اور اس آیت: لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ احقاب سے مراد کئی سال ہیں اور حقب ایک سال کا اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا اور ایک دن دُنیا کے شمار ہوں گے والے ایک ہزار سال کے برابر ہے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب حمران بن اعین سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو جہنم سے نہ نکل پائیں گے۔

حدیث 3 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن عقبہ سے اور انھوں نے اس بندے سے نقل کیا ہے جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول:

https://www.shiabookspdf.com

لٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ آٹھ احقاب ہیں اور ہر حقب اسی سال کا اور سال تین سو ساٹھ دن کا ہے اور دن دُنیاوی شمار ہونے والے ایک ہزار سال کا ہے۔

جنّت و جہنّم والوں کی حالت

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾ اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿۳۱﴾ حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا ﴿۳۲﴾ وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿۳۳﴾ وَّكَاْسًا دِهَاقًا ﴿۳۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا ﴿۳۵﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿۳۶﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾

[ترجمہ] وہاں وہ کسی ٹھنڈک اور مشروب کا ذائقہ نہیں چکھیں گے سائے کھولتے ہوئے پانی اور بہتی ہوئی پیپ کے۔ یہ (ان کے جرم کا) ایک موزوں بدلہ ہے۔ یہ لوگ یقیناً کسی حساب کی توقع ہی نہیں رکھتے تھے اور ہماری آیات کو پوری قوت و طاقت سے جھٹلاتے تھے اور کتاب میں ہم نے ہر چیز کا احاطہ کر رکھا ہے۔ پس مزہ چکھو کہ ہم تمھارے عذاب میں اضافہ ہی کرتے چلے جائیں گے۔ متقین کے لیے بڑی کامیابی ہے۔ ان کے لیے باغات اور انگور ہیں اور نوخیز ہم سن بیویاں ہیں اور چھلکتے ہوئے جام ہیں۔ وہ وہاں لغو اور جھوٹی باتیں نہیں سنیں گے۔ عنایت کے طور پر آپؐ کے ربّ کی طرف سے یہ حساب شدہ جزا ہوگی۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین اور جو

https://www.shiabookspdf.com

کچھ ان کے درمیان ہے ان کے ربّ و مالک کی طرف سے جو نہایت مہربان ہے جس کے سامنے کسی کو بولنے کا اختیار نہیں ہے اور اس دن روح اور فرشتے صف بنا کر کھڑے ہوں گے اور کوئی بات نہیں کرے گا سوائے اس کے جسے خدائے رحمٰن اجازت دے گا وہ درست بات کرے گا۔

تفسیر

حدیث 1

تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا کے ذیل میں لکھا ہے کہ بَرْدًا سے مراد نیند ہے یعنی وہ جہنم میں نہ سو سکیں گے اور کوئی مشروب نہ پی سکیں گے سوائے کھولتے ہوئے پانی اور پیپ کے۔ اور اس آیت: اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ متقین کامیاب ہوں گے اور اس آیت كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اہل جنت کے لیے کنواریاں اور ہم سن بیویاں ہوں گی۔

جناب ابوالجارود نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت: اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ۝ کے ذیل میں فرمایا کہ متقین کے لیے جنت میں کرامات ہوں گی اور اس آیت: وَكَاْسًا دِهَاقًا ۝ سے مراد پُر اور بھرے جام ہوں گے اور اس آیت: يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۚ کے ذیل میں لکھا ہے کہ روح ایک الگ مخلوق ہے جو حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ سے بھی عظیم تر ہے اور یہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی۔ اب ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے ساتھ ہے۔

جن کو بولنے کی اجازت ہوگی وہ ہم ہیں

حدیث 1

الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام کی خدمت میں اس آیت: يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۚ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ (اس دن ملائکہ اور روح صف میں کھڑے ہوں گے اور کسی کو اس کے سامنے بولنے کی ہمت نہ ہوگی سوائے ان کے جن کو اذن ملا ہوگا) کے بارے میں عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہوں گے جن کو بولنے کی اجازت ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ جن کو بولنے کی اجازت ہوگی وہ ہم ہیں جو قیامت کے دن بولیں گے اور

https://www.shiabookspdf.com

پھر میں نے عرض کیا: جب آپؑ بولیں گے تو کیا کہیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: ہم اللہ کی حمد کریں گے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھیں گے اور اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے اور ہمارا ربّ ہماری شفاعت کو رَد نہیں کرے گا۔

حدیث 2 محاسن میں جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب سعدان بن مسلم سے اور انھوں نے معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴿٣٨﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کون افراد ہوں گے جن کو بولنے کی اجازت ہوگی۔

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ ہم ہیں جن کو قیامت کے دن بولنے کی اجازت واذن ہوگا۔ جو صواب کہیں گے۔

پھر میں نے عرض کیا: جب آپؑ کو بولنے کی اجازت ملے گی تو آپؑ کیا بولیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: ہم اپنے اللہ کی حمد کریں گے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھیں گے اور اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے اور ہمارا ربّ ہماری شفاعت کو رَد نہیں فرمائے گا۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت: إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا﴿٣٨﴾ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! ہم وہ ہیں جن کو قیامت کے دن بولنے کی اجازت ہوگی۔

پھر میں نے عرض کیا: جب آپؑ کو بولنے کی اجازت ہوگی تو آپؑ کیا بولیں گے؟

آپؑ نے فرمایا: ہم اپنے اللہ کی حمد کریں گے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھیں گے اور اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے۔ خدا کی قسم! ہمارا ربّ ہماری شفاعت کو رَد نہیں فرمائے گا۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوخالد القماط سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے والد امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اوّلین و آخرین ساری مخلوق کو ایک میدان میں جمع کرے گا۔ اس دن تمام لوگوں سے کلمہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کو چھین لیا جائے گا سوائے ان لوگوں کے جو علیؑ بن ابی طالبؑ کی ولایت کا

https://www.shiabookspdf.com

اقرار کرتا رہا ہوگا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا ۙ لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ (اس دن روح اور ملائکہ صف بنا کر کھڑے ہوں گے اور کسی کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی سوائے ان کے کہ جن کو رحمٰن اذن دے وہ صواب کہے گا)۔

حدیث 5 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ ہم ہیں کہ جن کو قیامت کے دن بولنے کی اجازت ہوگی اور ہم صواب کہیں گے۔

پھر میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں آپؑ اس وقت کیا بولیں گے؟ کیا کہیں گے؟

آپؑ فرماتے ہیں کہ ہم اپنے ربّ کی حمد کریں گے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھیں گے اور اپنے شیعوں کی شفاعت کریں۔ پس ہمارا ربّ ہماری شفاعت کو رَد نہیں کرے گا۔

حدیث 6 تفسیر العیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: روح ایک فرشتہ ہے جو حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ سے زیادہ بڑا ہے۔

مؤلف بیان کرتے ہیں کہ میں نے روح کا معنی اس آیت: وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ط کے ذیل میں لکھا ہے۔

کافر کہے گا: اے کاش! میں بوترابی ہوتا!

ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿۳۹﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۚ يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكَافِرُ يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿۴۰﴾

[ترجمہ] یہ ہے وہ برحق دن! پس جو چاہتا ہے وہ اپنے ربّ کے پاس مقام بنالے۔ ہم نے تمھیں قریب آنے والے عذاب کے بارے میں تنبیہ کردی ہے۔ اس دن انسان اپنے اعمال کو دیکھ لیں گے جو وہ اپنے ہاتھوں آگے بھیج چکا ہوگا اور کافر کہہ اُٹھے گا: اے کاش! میں خاک ہوتا۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا﴿۴۰﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مراد ہے کہ کافر کہے گا: اے کاش! میں ترابی یعنی علوی ہوتا (حضرت علیؑ کو ماننے والا) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر المومنین علی علیہ السلام کی کنیت ابوتراب رکھی تھی۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَیَقُوۡلُ الۡکٰفِرُ یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا﴿۴۰﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ کافر کہے گا کہ اے کاش! میں علوی ہوتا، ابوتراب سے محبت رکھتا اور ان کی ولایت کا قائل ہوتا۔

علامہ شرف الدین نجفی نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

نیز تاویل الآیات میں اہل بیت علیہم السلام کی طرف سے جو باطنی تفسیر ذکر ہوئی ہے وہ اس تاویل کی تائید کرتی ہے اور وہ اس آیت کی تاویل میں آپؑ نے ذکر فرمایا: اَمَّا مَنۡ ظَلَمَ فَسَوۡفَ نُعَذِّبُہٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰی رَبِّہٖ فَیُعَذِّبُہٗ عَذَابًا نُّکۡرًا﴿۸۷﴾ (سورۂ کہف: آیت ۸۷) (جو ظلم کا ارتکاب کرے گا عنقریب ہم اسے سزا دیں گے۔ پھر جب وہ اپنے ربّ کی طرف پلٹایا جائے گا تو وہ اسے بڑا عذاب دے گا) کے ذیل میں آپؑ نے فرمایا: وہ ذات جس کی طرف پلٹایا جائے گا۔ وہ امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں اور اس دن بڑا عذاب ہوگا یہاں تک کہ کافر کہے گا: اے کاش! میں تُرٰبًا ہوتا یعنی ابوتراب کے شیعوں میں سے ہوتا۔ اور رَبِّہٖ کا معنی صاحب ہے یعنی اس کا صاحب اس کو بڑا عذاب دے گا۔

حدیث 3 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے احمد بن الحسن القطان سے اور انھوں نے ابوالعباس احمد بن یحییٰ بن زکریا سے اور انھوں نے بکر بن عبداللہ بن حبیب اور انھوں نے تمیم بن بہلول سے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے ابوالحسن العبدی سے اور انھوں نے سلیمان بن مہران سے اور انھوں نے عبایہ بن ربعی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کیا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کی کنیت ابوتراب کیوں رکھی تھی؟

آپؑ نے فرمایا: وہ صاحب الارض (زمین کا مالک) ہے اور اہل زمین پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہے۔ زمین اسی وجہ سے باقی ہے اور اسی کی وجہ سے سکون سے ہے۔ پھر فرمایا: میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ

https://www.shiabookspdf.com

نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا اور کافر اس کو دیکھے گا جو اللہ نے اس کے لیے تیار کر رکھا ہوگا اور جو اللہ تعالیٰ نے حضرت علی علیہ السلام کے شیعوں کے لیے آمادہ کیا ہوگا اور ان کو اس کرامت و ثواب و قربِ خدا کو دیکھے گا تو اس وقت خواہش کرے گا: اے کاش! میں بھی علیؑ کا شیعہ ہوتا۔



maablib.org

http://www.sibtbooks.pdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سورۃ النازعات

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ نباء کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات چھیالیس (۴۶) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: جو بندہ سورۂ نازعات کی تلاوت کرے گا وہ نہیں مرے گا مگر سیراب ہوکر اور وہ محشر میں محشور نہیں ہوگا مگر سیراب ہوکر اور وہ جنّت میں سیراب ہوکر داخل ہوگا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے، آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ اللہ کے عذاب سے امن میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ٹھنڈے مشروب سے سیراب کرے گا اور جو بندہ اپنے دشمنوں کا سامنا ہونے کے وقت اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ اس سے انحراف کرجائیں گے اور وہ ان سے سالم رہے گا اور وہ اس کو کوئی نقصان نہ دے سکیں گے۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ پابندی سے اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ اللہ کے عذاب سے امن میں رہے گا اور قیامت کے دن اللہ اس کو پانی سے سیراب کرے گا اور جو اپنے دشمنوں کے رُوبرو اس سورہ کو پڑھ گا اس کے دشمن اس سے منحرف ہوجائیں گے اور وہ ان کی اذیت سے محفوظ رہے گا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنے دشمنوں کے سامنے اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ اس کو نہیں دیکھ سکیں گے اور وہ اس سے منحرف ہوجائیں گے اور جو بندہ اس کی تلاوت کرے گا تو وہ جب ایسے بندے کے پاس جائے گا جس سے وہ ڈرتا ہوگا تو وہ اس سے نجات پائے گا اور حکم خدا سے امن میں رہے گا۔

http://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا ۙ﴿۱﴾ وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا ۙ﴿۲﴾ وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ۙ﴿۳﴾ فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ۙ﴿۴﴾ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ۘ﴿۵﴾

[ترجمہ] قسم ہے ان (فرشتوں) کی جو شدت کے ساتھ (کافروں کی روح) کھینچ لیتے ہیں اور ان کی جو آسانی سے (روح مومن) نکال لیتے ہیں اور جو تیزی سے لپکتے ہیں۔ پھر (حکم کی بجا آوری میں) خود سبقت لے جاتے ہیں اور اُمور کی تدبیر کرنے والے ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر العلی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت النّٰزِعٰتِ غَرْقًا کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد روح کو قبض کرنا یعنی جان کنی۔

حدیث 2 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کا معنی ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ النّٰزِعٰتِ غَرْقًا سے مراد ہے کہ وہ ملائکہ جو کفار کی اَرواح کو ان کے بدنوں سے شدت و سختی کے ساتھ یوں کھینچتے ہیں جیسے کمان سے تیر پھینکنے والا پورے زور سے کمان کو کھینچتا ہے تا کہ اس کا تیر دُور تر جائے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد موت جو نفسوں کو کھینچ لیتی ہے اور یہ معنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے اور پھر علامہ نے النّٰشِطٰتِ نَشْطًا کے ذیل میں لکھا ہے کہ ان سے مراد وہ فرشتے ہیں کفار کی اَرواح کو ان کی جلد اور ناخنوں سے کھینچ لیتے ہیں حتیٰ کہ ان کے شکموں سے نکال لیتے ہیں۔ پورے کرب و غم سے باہر کھینچ لیتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ میں نے ڈول کو پورے زور سے کھینچا ہے۔

https://www.shiabooks.pdf.com

حدیث 3 نہج البیان میں علامہ الشیبانی نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے النّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾ کے ذیل میں فرمایا: میں نے فرمایا: وہ ملائکہ ہیں جو کفار کی روحوں کو اور جانوں کو اس طرح سختی اور زور سے کھینچتے ہیں جیسے کمان والا پورے زور سے کمان کو کھینچتا ہے۔

حدیث 4 کتاب العدۃ میں جناب ابن فہد نے جناب معاذ بن جبلؓ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے معاذ سے فرمایا: اے معاذ! لوگوں کے عیب بیان نہ کرو۔ اگر ایسا کرے گا تو جہنم کے کتے تجھے کاٹیں گے۔ پھر آپؐ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: النّٰشِطٰتِ نَشْطًا ﴿۲﴾.....

پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ ناشطات کیا ہے؟ یہ جہنم کے کتے ہیں جو لوگوں کے گوشت اور ہڈیوں کو نوچ لیں گے۔

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت النّٰشِطٰتِ نَشْطًا کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد کفار اس دُنیا میں ہشاش بشاش ہیں اور اس آیت: وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا ﴿۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا: وہ مومن جو دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں وہ مراد ہیں۔

علّامہ نے ابوالجارود کی روایت کو نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا ﴿۴﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ مومنین کی روحیں جنّت کی طرف جانے میں ایک دوسرے سے سبقت کریں گی۔ جیسا کہ دُنیا میں مومن نیکی کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت کرتے ہیں اور کفار کی روحیں جہنم کی طرف جانے میں سبقت کریں گی۔

حدیث 6 عیون اخبار الرضاؑ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے چند خواص اصحاب آپؑ کی خدمت میں جمع تھے، رات کے وقت تھا اور چاند پُوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا اور ستارے اپنا منظر پیش کر رہے تھے۔ اس نُورانی اور خوبصورت منظر کو دیکھ کر آپؑ کے اصحاب نے عرض کیا: فرزندِ رسولؐ! آسمان کے مناظر کتنے پُرکیف ہیں۔ ہر طرف ستاروں اور چاند کا نُور پھیلا ہوا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: تم یہ کہتے ہو، کائنات کی تدبیر کرنے والے فرشتے چار ہیں: جبرئیلؑ، میکائیلؑ، اسرافیلؑ اور

https://www.shiabookspdf.com

ملک الموت۔ یہ چاروں جب دُنیا کی طرف دیکھتے ہیں اور تمھیں اور تمھارے مومن بھائیوں کو دیکھتے ہیں۔ زمین کے اطراف میں تو تمھارا نُور دُنیاوی آسمان والوں کے لیے ان ستاروں اور چاند کے نُور سے زیادہ حسین نظر آتا ہے۔ وہ بھی ایسے ہی کہتے ہیں جیسے تم کہتے ہو کہ ان مومنین کا نُور کس قدر حسین وجمیل انداز میں چمکتا ہے۔

يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝٦ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝٧

[ترجمہ] اس دن کانپنے والی کانپے گی۔ اس کے پیچھے دوسرا (لرزہ) آئے گا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝٦ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝٧ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس دن زمین پھٹ جائے گی اور اس کے اہل اس کے اندر دھنس جائیں گے اور رادفہ سے مراد وہ چیخ اور فریاد ہے جو اس لرزہ کے بعد آئے گی۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ اس آیت يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝٦ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝٧ کے ذیل میں فرمایا: لرزہ سے مراد امام حسین بن علی علیہما السلام ہیں اور الرَّادِفَةُ سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

پھر فرمایا: سب سے پہلے جو اپنے سر سے گرد جھاڑ کر قبر سے نکلے گا وہ حسینؑ بن علیؑ ہوں گے اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے:

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ۝٥١ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝٥٢ (سورۂ مومن: آیت ۵۱-۵۲) ''ہم اپنے رسولوںؑ اور ایمان لانے والوں کی دُنیاوی زندگی میں بھی مدد کرتے رہیں گے اور اس روز بھی جب وہ گواہ کھڑے ہوں گے اور اُس روز ظالموں کو ان کی معذرت فائدہ نہیں دے گی اور ان پر لعنت پڑے گی اور ان کے لیے بدترین ٹھکانا ہوگا''۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 3 مناقب میں ابن شہر آشوب نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اس آیت: تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝ کے ذیل میں فرمایا: جب زمین کو زلزلہ آئے گا تو اس کے فوراً بعد دابۃ الارض کا خروج ہوگا اور آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ (سورۂ نمل: آیت ۸۲) کے ذیل میں فرمایا کہ دابۃ الارض سے مراد حضرت علی ابن ابی طالبؑ ہیں اور سورۂ نمل میں اس آیت کے ذیل میں روایات بیان ہو چکی ہیں۔

قیامت کے دن دل پریشان ہوں گے

قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝ اَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝ يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝ قَالُوْا تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝ فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝

[ترجمہ] کچھ دل اس دن مضطرب و پریشان ہوں گے اور نگاہیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ کہتے ہوں گے کہ کیا ہم ابتداء کی طرف پھر واپس لائے جائیں گے۔ کیا جب ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو چکے ہوں گے۔ پھر بھی کہتے ہیں: پھر یہ واپسی گھاٹے کی ہوگی۔ پس یہ واپسی یقیناً صرف ایک جھڑکی ہوگی۔ پھر وہ اچانک میدانِ حشر میں موجود ہوں گے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: قُلُوْبٌ يَّوْمَئِذٍ وَّاجِفَةٌ ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ وَّاجِفَةٌ یعنی دل ڈرے ہوئے ہوں گے اور ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی۔ اس آیت يَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِي الْحَافِرَةِ ۝ (پھر ہم دوبارہ اُٹھائے جائیں گے) کے ذیل میں لکھا ہے کہ کہنے والے قریش والے ہیں کہ جب ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو جائیں گی تو کیا ہمیں اُٹھایا جائے گا اور اس آیت: تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ وہ قریش مزاح و ہنسی میں کہتے تھے۔ پھر یہ واپسی تو گھاٹا ہے اور یہ واپسی صرف ایک جھڑکی ہوگی پھر وہ اچانک میدانِ محشر میں ہوں گے۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر آپؑ نے زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد جب دوسری بار صُور پھونکا جائے گا اور ساھرہ سے مراد شام کا ایک علاقہ ہے جو بیت المقدس کے قریب ہے۔

حدیث 2 مختصر بصائر الدرجات میں جناب سعد بن عبداللہ نے جناب محمد بن عبداللہ بن الحسین سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہمارے درمیان گفتگو شروع ہوئی تو میرے والد نے عرض کیا: اے فرزندِ رسولؐ! الکرۃ کے بارے میں آپؑ کیا فرماتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: میں وہ کہتا ہوں جو اللہ نے فرمایا ہے اور اس کی تفسیر اس کے نازل ہونے سے پچیس راتیں قبل رسولِ خدا کی خدمت میں آگئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تِلْكَ اِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ﴿۱۲﴾ جب وہ دُنیا کی طرف لوٹیں گے حالانکہ دُنیا میں ان سے انتقام نہیں لیا گیا تھا۔ پھر میرے والد اس آیت: فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ﴿۱۳﴾ فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ﴿۱۴﴾ کے ذیل میں عرض کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب ان سے انتقام لیا جائے گا تو ان کے بدن مرجائیں گے اور ان کی روحیں ساھرۃ میں باقی رہیں گی۔ پھر وہ نہ سوسکیں گی اور نہ مرسکیں گی۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جابر بن یزید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الکرۃ کے ذیل میں فرمایا: قیامت کے دن لوٹنے والوں کا لوٹنا مبارک اور فائدہ مند ہوگا وہ ان کے لیے جو میری ولایت اور میری اِتباع اور میرے بعد علیؑ کی ولایت اور ان کے بعد ان کے اوصیاءؑ کی ولایت رکھتے ہوں گے اور ان کی اِتباع کرتے ہوں گے۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ جنّت میں داخلہ کا حکم صادر فرمائے گا اور میرے ساتھ اور علیؑ اور ان کے بعد اوصیاءؑ کے ساتھ وہ جنّت میں داخل ہوں گے اور وہ لوٹنا (كَرَّةٌ) گھاٹے اور خسارے والا ہوگا جو میرے دشمن اور میرے امر کو چھوڑنے والے اور علیؑ اور ان کے بعد اُن کے اوصیاءؑ کے دشمنوں کے لیے ہوگا جن کو اللہ جہنم میں داخل ہونے کا حکم دے گا اور وہ بھی سب سے نیچے والے طبقہ میں ہوں گے۔

حدیث 4 تفسیر العلمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے

https://www.shiabookspdf.com

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَةِ﴿۱۰﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد نئی وجدید خلقت ہوگی اور اس آیت: فَاِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ﴿۱۴﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ ساھرۃ سے مراد قبروں کی زمین ہے جب وہ قبروں میں زجرہ کو سنیں گے تو اپنی قبروں سے نکل پڑیں گے۔

فرعون نے نافرمانی کی

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى﴿۱۵﴾ اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى﴿۱۶﴾ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى﴿۱۷﴾ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰۤى اَنْ تَزَكّٰى﴿۱۸﴾ وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى﴿۱۹﴾ فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى﴿۲۰﴾ فَكَذَّبَ وَعَصٰى﴿۲۱﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى﴿۲۲﴾ فَحَشَرَ فَنَادٰى﴿۲۳﴾ فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى﴿۲۵﴾

[ترجمہ] کیا موسیٰؑ کی خبر آپؐ کے پاس آئی ہے جب ان کے ربّ نے طوٰی کی مقدس وادی میں انھیں پکارا تھا۔ پھر کہا کہ تم فرعون کی طرف جاؤ وہ سرکش ہو چکا ہے۔ پھر اس نے کہا: کیا تو پاکیزگی اختیار کرنے کے لیے آمادہ ہے اور میں تیرے ربّ کی طرف سے تیری رہنمائی کردوں تاکہ تو خوف کھائے۔ چنانچہ موسیٰؑ نے فرعون کو بڑی نشانی دکھائی مگر اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔ پھر دوڑ دھوپ کرنے کے لیے لوٹ گیا چنانچہ (لوگوں کو) جمع کرکے پکارا۔ پھر کہنے لگا: میں تمھارا ربّ اعلیٰ ہوں۔ پس اللہ نے اسے آخرت اور دُنیا کے عذاب میں پکڑ لیا۔ ڈرنے والوں کے لیے اس میں عبرت ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: فَحَشَرَ فَنَادٰى﴿۲۳﴾ کے ذیل میں

https://www.shiabookspdf.com

لکھا ہے کہ مراد فرعون ہے کہ جس نے لوگوں کو جمع کیا اور پکارا: اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى کہ میں تمھارا بڑا ربّ ہوں۔ اور اس آیت: فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى کے ذیل میں فرمایا: نکال سے مراد آخرت کا عذاب ہے۔ اور اس عذاب کی وجہ یہ تھی کہ اس نے کہا تھا: میں تمھارا ربّ ہوں اور اس سے پہلے اس نے کہا: میں نہیں جانتا کہ میرے علاوہ تمھارا کوئی اور بھی ربّ ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو ان دونوں باطل باتوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا تھا۔

حدیث 2 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے ذکر ہوا ہے۔ ان دونوں باتوں اور ہلاکت کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ تھا۔

حدیث 3 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جنابِ جبرئیلؑ نے بارگاہِ خدا میں عرض کیا: اے خدایا! تو نے فرعون کو چھوڑ دیا ہے حالانکہ اس نے کہا ہے کہ میں تمھارا ربّ الاعلیٰ ہوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرئیلؑ! ایسی بات تیرے جیسا کر سکتا ہے کہ جسے خوف ہو کہ وہ بچ جائے گا یا فرار کر جائے گا۔ (یعنی وہ اللہ سے بچ نہیں سکتا اور فرار بھی نہیں کر سکتا)۔

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ﴿۳۰﴾ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَمَرْعٰىهَا ﴿۳۱﴾ وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا ﴿۳۲﴾ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۳﴾ فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى ﴿۳۵﴾ وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى ﴿۳۶﴾ فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۳۸﴾ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِىَ الْمَاْوٰى ﴿۳۹﴾ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِىَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾

[ترجمہ] کیا تمھارا خلق کرنا زیادہ مشکل ہے یا اس آسمان کا جسے اس نے بنایا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

اللہ نے اس کی چھت اُونچی کی اور پھر اسے معتدل بنایا اور اس کی رات کو تاریک اور دن کو روشن بنایا اور اس کے بعد اس نے زمین کو بچھایا۔ اس نے زمین سے پانی اور چارہ نکالا اور اس میں پہاڑ گاڑ دیئے اور تمھارے اور تمھارے مویشیوں کے لیے سامانِ زندگی کے طور پر۔ پس جب بڑی آفت آجائے گی تو انسان اس دن اپنا عمل یاد کرے گا اور دیکھنے والوں کے لیے جہنم ظاہر کردی جائے گی۔ پس جس نے سرکشی کی اور دُنیاوی زندگی کو ترجیح دی پس اس کا ٹھکانا یقیناً جہنم ہوگا اور جو شخص اپنے ربّ کی بارگاہ میں پیش ہونے کا خوف رکھتا ہے اور نفس کو خواہشات سے دُور رکھتا ہے۔ پس یقیناً اس کا ٹھکانا جنّت ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس نے آسمان کی رات کو تاریک اور اندھیری بنایا ہے اور اس آیت: اَخْرَجَ ضُحٰىهَا﴿۲۹﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس نے زمین کو بچھایا ہے۔ اور وَالْجِبَالَ اَرْسٰىهَا﴿۳۲﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس نے اس میں پہاڑوں کو ثابت کیا ہے۔ اس آیت: يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ مَا سَعٰى﴿۳۵﴾ کے ذیل میں لکھا ہے اور وہ بندے کے عمل کو اسے یاد کروائے گا۔ اور اس آیت: وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِمَنْ يَّرٰى﴿۳۶﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ دیکھنے والوں کے لیے جہنم کو حاضر کردے گا۔ پھر اس آیت: مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴿۴۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ خدا کی نافرمانی کے لیے کھڑا ہوجائے اور اس کے کرنے پر قدرت و طاقت بھی رکھتا ہو اور پھر خوفِ خدا کی وجہ سے چھوڑ دے اور اپنے آپ کو اس سے روک لے تو اس کے عمل کی جزاء جنّت ہے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب داؤد الرقی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴿۴۶﴾

https://www.shiabookspdf.com

(سورۂ رحمٰن: آیت ۴۶) (جو اپنے ربّ کے مقام سے ڈرتا ہے اس کے لیے دو باغ ہیں) کے ذیل میں فرمایا: جو بندہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ یقیناً اس کو دیکھ رہا ہے اور جو وہ کہتا ہے اس کو سنتا ہے اور جو وہ نیکی اور بدی انجام دیتا ہے اس کو بھی اللہ جانتا ہے۔ پھر وہ اپنے آپ کو بُرائی سے روک لیتا ہے۔ یہ وہ بندہ ہے جو اپنے ربّ کے مقام سے ڈرتا ہے اور اس نے اپنے آپ کو خواہشات سے روکا ہے۔

حدیث 3 الکافی، جلد دوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحمزہ الثمالی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دفعہ ایک بندہ اپنی زوجہ کے ساتھ سمندری سفر پر تھا کہ سمندری طوفان کی وجہ سے ان کی کشتی ڈوب گئی اور وہ مرد بھی ڈوب کر مر گیا۔ ساری کشتی والوں میں سے اس مرد کی فقط زوجہ بچ گئی اور وہ ایک تختے پر سوار ہو کر ایک جزیرہ میں پہنچ گئی۔ وہاں پہلے سے ایک ڈاکو و رہزن موجود تھا جو بہت بدکار اور اہل گناہ تھا۔ اور حریم خدا سے تجاوز کرنے والا تھا۔ خدا کی حدود کو پامال کرنے والا تھا۔ جب اس ڈاکو اور رہزن نے دیکھا کہ ایک عورت اور وہ بھی اکیلی ہے وہ اس کے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے عورت کو مخاطب کر کے پوچھا: کیا تو انسانوں میں سے ہے یا جنات میں سے؟ تو اس عورت نے کہا: میں انسان ہوں۔ پھر اس نے کوئی بات نہ کی اور اس کے ساتھ بدکاری کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ اس کے پاس یوں بیٹھا جیسے مرد عورت کے پاس مباشرت کے وقت بیٹھتا ہے۔ پس جب اس نے اس عورت سے مباشرت کی کوشش کی تو وہ کانپ گئی۔ اس ڈاکو نے اس سے کہا: تو کانپ کیوں رہی ہے؟ تو اس عورت نے کہا: میں اس سے ڈر رہی ہوں۔ اس نے ہاتھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ اس ڈاکو نے کہا: کیا تو اس سے قبل کوئی گناہ کر چکی ہے؟ اس نے کہا: نہیں، اس کی عزّت کی قسم! نہیں۔

اس ڈاکو نے کہا: جب تُو نے کوئی گناہ نہیں کیا اور پھر بھی تو اس قدر ڈر رہی ہے۔ پھر میں تجھ سے زیادہ حق رکھتا ہوں کہ میں اس سے ڈروں اور تیری نسبت مجھے اس سے زیادہ خوف ہونا چاہیے اور پھر وہ کھڑا ہو گیا اور اس نے کوئی کام نہ کیا اور واپس اپنے اہل کی طرف چلا گیا۔ اس کا یہ ارادہ ہی توبہ تھا اور گناہوں سے پلٹنا تھا۔ سفر کے دوران ایک راہب سفر میں اس کا ساتھی بن گیا۔ دونوں پر سورج خوب چمکا اور گرمی لگی تو اس راہب نے اس سے کہا: اے جوان! تو اللہ کی بارگاہ میں دُعا کر کہ وہ بادل کے ذریعے ہم پر سایہ کرے کیونکہ دھوپ سخت ہے۔ تو اس

https://www.shiabooks.pdf.com

نے کہا: میری کوئی نیکی نہیں ہے جو میرے ربّ کے پاس ہو جس کے ذریعے میں دُعا کروں، پس آپ دُعا کریں۔

اس نے کہا: میں دُعا کرتا ہوں اور تو آمین کہے گا۔

اس جوان نے کہا: ہاں یہ ٹھیک ہے۔ پس راہب نے دُعا کی اور اس جوان نے آمین کہا۔ اسی وقت دونوں پر بادل سایہ کرنے کے لیے آ گیا اور اس نے اُن دونوں پر سایہ کیا۔ پس وہ دونوں مل کر اس کے سائے میں سفر کرتے رہے یہاں تک کہ ایک راستہ آیا کہ جہاں دونوں کے راستے الگ ہونے تھے۔ اس جوان نے اپنا راستہ لیا اور راہب نے دوسرا راستہ اپنایا۔ تو اچانک دیکھا کہ وہ بادل اس جوان کے ساتھ ہے تو راہب نے اس جوان سے کہا: تو تو مجھ سے زیادہ نیک ہے۔ دُعا تیری قبول ہوئی ہے نا کہ میری۔ پس تو مجھے اپنا واقعہ بتا، تیرا قصہ کیا ہے؟

پس اس جوان نے اس عورت والا اپنا سارا قصہ سنا دیا تو راہب نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تیرے گذشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے ہیں کیونکہ تیرے دل میں اس کا خوف پیدا ہو گیا۔ اب خیال رکھنا کہ تیرا مستقبل کیا ہو گا؟

حدیث 4 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اس آیت: فَاَمَّا مَنْ طَغٰی ﴿۳۷﴾ وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا ﴿۳۸﴾ (پس وہ جس نے سرکشی کی اور دُنیاوی زندگی کو آخرت پر مقدم رکھا اور ترجیح دی)۔ اس سے مراد علقمہ بن حارث بن عبدالدار ہے اور اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ سے مراد علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں جو اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں اور گناہ سے اپنے آپ کو روک کر رکھتے ہیں اور خواہشاتِ نفس سے اپنے آپ کو روکے رکھتے ہیں۔ یہ آیت: فَاِنَّ الْجَنَّۃَ ھِیَ الْمَاْوٰی ﴿۴۱﴾ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے راستے اور طریق پر چلنے والوں کے لیے خاص ہے۔

اوّل مخلوق کون سی ہے؟

یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا ﴿۴۲﴾ فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذِكْرٰىهَا ﴿۴۳﴾ اِلٰى رَبِّكَ مُنْتَهٰىهَا ﴿۴۴﴾ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰىهَا ﴿۴۵﴾ كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَهَا لَمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِیَّةً اَوْ ضُحٰىهَا ﴿۴۶﴾

[ترجمہ] یہ لوگ آپؐ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ یہ کب

https://www.shiabookspdf.com

ہوگی؟ آپؐ کا کیا کام ہے اس کے ذکر سے۔ اس کے علم کی انتہا آپؐ کے ربّ کی طرف ہے۔ آپؐ تو صرف اسے تنبیہ کرنے والے ہیں جو اس (قیامت) سے ڈرتے ہیں۔ جب وہ قیامت کے دن کا سامنا کریں گے (ان کو ایسا لگے گا) گویا وہ (دُنیا میں) صرف ایک شام یا ایک صبح ٹھہرے ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن عطیہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں اہل شام کے علماء میں سے ایک بندہ حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: اے ابوجعفر! میں آپؑ سے ایک مسئلہ پوچھنے کے لیے آیا ہوں۔ میں نے کسی کو نہیں پایا جو اس کی تفسیر کرے حالانکہ میں نے تین قسم کے لوگوں سے اس کے بارے میں سوال کیا ہے اور ہر ایک نے ایک الگ جواب دیا ہے جو دوسرے سے نہیں ملتا۔

حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: وہ کون سا مسئلہ ہے؟

اس نے عرض کیا: میرا سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو تخلیق کیا؟

جن لوگوں سے میں نے اس کے بارے میں سوال کیا تو بعض نے کہا کہ اوّل مخلوق قدر ہے۔ بعض نے کہا: اوّل مخلوق قلم ہے۔ بعض نے کہا: اوّل مخلوق روح ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کسی نے درست جواب نہیں دیا۔ میں تجھے اس کا جواب دیتا ہوں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اللہ تھا اس کے علاوہ کوئی چیز نہیں تھی اور وہ عزیز تھا اور اس سے قبل کوئی صاحب عزّت نہیں تھا اور اسی کو اس کا یہ فرمان بیان کرتا ہے: سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ (سورۂ صافات: آیت ۱۸۰) ”تیرا رب پاک و منزہ ہے اور وہ عزّت کا ربّ ہے اور ان چیزوں سے مبرا و منزہ ہے جو لوگ بیان کرتے ہیں“۔

وہ مخلوق کے خلق کرنے سے قبل بھی خالق تھا۔ اگر خداوند اوّلین چیز کو کسی دوسری چیز سے خلق کرتا اور پھر اس کو کسی اور سے خلق کرتا تو یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ یہ تسلسل شروع ہو جاتا تو لازم آتا کہ وہ چیز

https://www.shiabookspdf.com

ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتی۔ وہ اس پر مقدم نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہر چیز سے قبل موجود تھا۔ کوئی اس سے قبل اور اس کے ساتھ نہیں تھی۔ اس نے سب سے پہلے اس چیز کو خلق کیا ہے کہ باقی سب اشیاء و مخلوقات کو اس سے خلق کیا ہے۔ اور وہ چیز پانی ہے۔ ساری مخلوق کو پانی سے خلق کیا ہے اور سب کی نسبت پانی کی طرف دی ہے۔ (فرمایا: ہم نے ہر چیز کو پانی سے خلق کیا ہے) لیکن پانی کو کسی چیز سے نسبت نہیں دی اور سب کو پانی کی طرف نسبت دی ہے۔ پھر اس نے ہوا کو بھی پانی سے خلق کیا اور پھر اسی ہوا کو پانی پر مسلط کر دیا اور ہوا نے پانی کی سطح کو شگافتہ کر دیا اور اس میں موجوں کو پیدا کیا اور اس سے جھاگ بنی اور جتنی اللہ چاہتا تھا اس قدر جھاگ کو بنایا اور پھر اس جھاگ سے سفید زمین کو بنایا جو صاف تھی۔ اس پر نہ کوئی بلندی تھی اور نہ پستی، نہ کوئی درخت تھا اور نہ نباتات۔ پھر اس زمین کو پانی پر قرار دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پانی سے ہی آگ کو خلق کیا۔ پھر اسی آگ نے پانی کی سطح کو شگافتہ کیا اور اس کو جوش دیا اور اس سے دھواں پیدا ہوا اور جتنا خدا چاہتا تھا اتنا اس نے دھواں خلق کیا۔ پھر اسی دھوئیں سے اللہ تعالیٰ نے صاف و شفاف آسمان کو خلق کیا اور اس آسمان پر کوئی شگاف اور ترک نہ تھا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے:

السَّمَآءُ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ وَاَغْطَشَ لَيْلَهَا وَاَخْرَجَ ضُحٰىهَا ﴿۲۹﴾ (اس نے آسمان کو بنایا، اللہ نے اس کی چھت کو بلند کیا، پھر اسے معتدل بنایا اور اس کی رات کو تاریک اور اس کے دن کو روشن بنایا)۔

پھر فرمایا: اس پر سورج تھا نہ چاند اور نہ ستارے تھے۔ پھر اس آسمان کو زمین پر بچھایا، پھر اس کو دو خلقتوں کی طرف نسبت دی اور پھر اس کو بلند کیا۔ زمین کے پھیلنے سے قبل اور پھر زمین کو پھیلایا۔

حدیث طویل ہے باقی سورۂ انبیاءؑ میں ذکر کر دی گئی ہے۔ اس کی طرف رجوع کریں۔ (مترجم)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ عبس

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ نجم کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات بیالیس (۴۲) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ عبس اور سورۂ تکویر کی تلاوت کرے گا وہ جنّت میں اللہ کے سایۂ رحمت میں ہوگا۔ اس کی کرامت میں ہوگا۔ اگر اللہ چاہے گا تو یہ امر اس کے لیے گراں ومشکل نہیں ہوگا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو اکثر پڑھے گا تو وہ اپنی قبر سے ہشاش بشاش مسکراتے ہوئے نکلے گا اور جو اس سورہ کو ہرن کی کھال پر لکھے اور تعویذ بنا کر اپنے پاس رکھے گا تو وہ جہاں بھی ہوگا خیر کو دیکھے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر مسافر اس سورہ کو راستے میں پڑھے گا وہ سفر کے خطرات سے امن میں رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

عَبَسَ وَتَوَلّٰۤی ۙ﴿۱﴾ اَنۡ جَآءَہُ الۡاَعۡمٰی ؕ﴿۲﴾ وَمَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّہٗ یَزَّکّٰۤی ۙ﴿۳﴾ اَوۡ یَذَّکَّرُ فَتَنۡفَعَہُ الذِّکۡرٰی ؕ﴿۴﴾ اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰی ۙ﴿۵﴾ فَاَنۡتَ لَہٗ تَصَدّٰی ؕ﴿۶﴾ وَمَا عَلَیۡکَ اَلَّا یَزَّکّٰی ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡ جَآءَکَ یَسۡعٰی ۙ﴿۸﴾ وَہُوَ یَخۡشٰی ۙ﴿۹﴾ فَاَنۡتَ عَنۡہُ تَلَہّٰی ۚ﴿۱۰﴾

[ترجمہ] اس نے ترش روی اختیار کی اور منہ پھیر لیا۔ ایک نابینا کے اس کے پاس آنے پر اور آپ کو کیا معلوم شاید وہ اس سے زیادہ پاکیزہ ہو یا نصیحت سنتا اور وہ اس کو فائدہ دیتی ہے۔ بہرحال جو اپنے آپ کو بے نیاز جانتا ہے۔ پس آپ اس پر توجہ دے رہے ہیں اور اگر وہ پاکیزگی اختیار نہ بھی کرے تب بھی آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ لیکن جو آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا ہے اور وہ خوفِ خدا بھی رکھتا تھا اس سے تو آپؐ بے رُخی کرتے ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے نقل کیا ہے کہ یہ سورہ عثمان اور ابن اُم مکتوم کے بارے میں نازل ہوئی تھی اور ابن اُم مکتوم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤذن تھے اور نابینا تھے۔ وہ ایک دن رسولِ خدا کے پاس آئے۔ آپؐ کے پاس اصحاب موجود تھے اور ان میں جناب عثمان بھی تھے۔ تو رسولِ خدا نے ابن اُم مکتوم کو عثمان پر مقدم کیا اور اس کو ترجیح دی تو اس نے تیوری چڑھائی اور منہ موڑ لیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

https://www.shiabookspdf.com

عَبَسَ وَتَوَلّٰۤی ۙ﴿۱﴾ اَنۡ جَآءَهُ الۡاَعۡمٰی ؕ﴿۲﴾ وَمَا یُدۡرِیۡكَ لَعَلَّهٗ یَزَّكّٰۤی ۙ﴿۳﴾ مراد شاید تجھ سے زیادہ پاکیزہ اور نیک ہو۔ طاہر اور زکی ہو۔ فَتَنۡفَعَهُ الذِّكۡرٰی ؕ﴿۴﴾ پھر رسولؐ خدا اس کو نصیحت فرماتے ہیں اور وہ اس کو سنتا ہے اور اس کو فائدہ بھی دیتی ہے۔ پھر خطاب عثمان کو ہو رہا ہے: اَمَّا مَنِ اسۡتَغۡنٰی ۙ﴿۵﴾ کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز قرار دیتا ہے (غنی و امیر سمجھتا ہے)۔ پھر اس آیت: فَاَنۡتَ لَهٗ تَصَدّٰی ؕ﴿۶﴾ جب آپؐ کے پاس غنی آتا ہے تو آپؐ اس کی طرف توجہ کرتے ہیں اور اس آیت: وَمَا عَلَیۡكَ اَلَّا یَزَّكّٰی ؕ﴿۷﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپ کو کوئی پروا نہیں، خواہ وہ زکی ہو یا غیر زکی ہو۔ جب وہ امیر ہو اور اس آیت: وَاَمَّا مَنۡ جَآءَكَ یَسۡعٰی ۙ﴿۸﴾ سے مراد ابن اُم مکتوم ہے جو رسولؐ خدا کے پاس دوڑتا ہوا آتا ہے اور وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔ آپؐ اس سے بے رُخی اختیار کرتے ہیں۔

حدیث 2 مجمع البیان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یہ سورہ بنی اُمیہ کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس موجود تھا تو ابن اُم مکتوم آپؐ کے پاس آیا۔ جب وہ آیا تو اس شخص نے نفرت کی اور منہ چڑھایا اور منہ موڑ لیا۔ اور اپنے آپ کو سمیٹنا شروع کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو بیان کیا ہے اور اس کی اس حرکت کو ناپسند فرمایا ہے۔

حدیث 3 مجمع البیان میں علامہ الطبرسی نے نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ فرماتے ہیں کہ جب بھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن اُم مکتوم کو دیکھتے تو اس کو مرحبا اور خوش آمدید کہتے تھے اور کہتے تھے: خدا کی قسم! تیری وجہ سے خدا کبھی میری سرزنش نہ کرے۔ آپؐ اس سے بہت مہربانی فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ آپؐ کے طرزِ عمل کی وجہ سے آپؐ کے پاس کم آتا تھا تاکہ آپؐ کو اذیت نہ ہو۔

كَلَّاۤ اِنَّهَا تَذۡكِرَةٌ ۚ﴿۱۱﴾ فَمَنۡ شَآءَ ذَكَرَهٗ ﴿۱۲﴾ فِیۡ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ مَّرۡفُوۡعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۙ﴿۱۴﴾ بِاَیۡدِیۡ سَفَرَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ؕ﴿۱۶﴾

[ترجمہ] ہرگز نہیں یہ آیات یقیناً نصیحت ہیں۔ پس جو چاہے اسے یاد رکھے۔ یہ محترم صحیفوں میں ہے جو بلند مرتبہ اور پاکیزہ ہیں۔ یہ ایسے (فرشتوں کے) ہاتھوں میں ہیں جو عزت والے نیک ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ﴿۱۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے، مراد قرآن ہے کہ ایک نصیحت ہے جو عزت دار اور محترم صحیفوں میں ہے اور مَّرْفُوْعَةٍ سے مراد ہے کہ وہ اللہ کے ہاں بلند مرتبہ رکھتا ہے اور پاکیزہ ہے۔ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ سے مراد ائمہ ہدیٰؑ ہیں یعنی وہ ائمہ ہدیٰؑ کے ہاتھوں میں ہے جو عزت دار اور نیک ہیں۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوایوب الخزاء سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ﴿۱۵﴾ كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ ﴿۱۶﴾ کے ذیل میں فرمایا: وہ ہاتھ ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے ہیں۔

حدیث 3 مختصر بصائر الدرجات میں جناب سعد بن عبداللہ نے جناب بُرید بن معاویہ عجلی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ﴿۲﴾ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ﴿۳﴾ (سورۂ بینہ: آیت ۲-۳) کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: ہماری احادیث جو ان صحائف میں ہیں جو جھوٹ سے پاک ہیں۔

قتل ہو جائے یہ انسان یہ کس قدر کفر کرتا ہے

قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ ﴿۲۳﴾

[ترجمہ] قتل ہو جائے یہ انسان، یہ کس قدر کفر کرتا ہے۔ یہ نہیں سوچتا کہ اسے اللہ نے کس چیز سے خلق کیا ہے۔ نطفے سے بنایا اور پھر اس کی تقدیر بنائی۔ پھر اس کے لیے راستہ آسان بنایا۔ پھر اسے موت سے دوچار کیا اور پھر اسے قبر میں پہنچا دیا۔ پھر جب اللہ چاہے گا اس کو دوبارہ اُٹھائے گا۔ ہرگز نہیں، اللہ نے اسے جو حکم دیا تھا اس

https://www.shiabookspdf.com

نے اسے پورا نہیں کیا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ﴿۱۷﴾ (ہلاکت ہو اس انسان کے لیے کہ یہ کس قدر منکر ہے) کے ذیل میں لکھا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ انسان کس قدر منکر و کفر کرتا ہے۔ یہ کیا کام کرتا ہے، گناہ کرتا ہے، کس گناہ کی وجہ سے ہلاک ہوتا ہے اور پھر وہ سوچتا ہی نہیں کہ وہ کس چیز سے بنا ہے۔ نطفے سے بنایا اور پھر اس کی تقدیر بنائی۔ پھر اس کے لیے راستہ آسان بنایا۔ پھر مارا اور قبر تک پہنچا دیا اور پھر ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ﴿۲۲﴾ کے ذیل میں لکھا ہے: پھر وہ جب چاہے گا تو اس کو اُٹھا لے گا، مراد رجعت میں اُٹھائے گا۔ اور كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ﴿۲۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ جو امیر المومنین اس کو حکم دیتے ہیں وہ اس پر عمل نہیں کرتا اور عنقریب اس کو پلٹایا جائے تا کہ وہ عمل کرے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابواحمد بن ادریس سے اور انھوں نے جناب احمد بن محمد سے اور انھوں نے ابن ابی نصر سے اور انھوں نے جمیل بن دراج سے اور انھوں نے ابواسامہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: قُتِلَ الْاِنْسَانُ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: ہاں یہ امیر المومنین علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔ مَآ اَكْفَرَهٗ﴿۱۷﴾ یعنی تم لوگوں نے اس کو قتل کیا اور اس کا کس قدر کفر کیا۔ پھر امیر المومنینؑ کے نسب اور اس کی خلقت کو منسوب کیا۔ وہ کس قدر مکرم اور محترم ہے۔ اللہ کے نزدیک کہ جس کو اس نے انبیاءؑ کی طینت سے خلق کیا اور اس کے لیے خیر کو مقدر کیا۔ پھر اس کے لیے راستہ آسان بنایا یعنی ہدایت کا راستہ۔ پھر انبیاءؑ کی مثل موت دی۔ پھر وہ جب چاہے گا اس کو دوبارہ اُٹھائے گا رجعت میں اُٹھائے گا یا وہ اپنے امر کو پورا کرے گا، یعنی اپنی حکومت کو پورا کرے گا۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے اس آیت كَلَّا لَمَّا يَقْضِ مَآ اَمَرَهٗ﴿۲۳﴾ کے بارے میں سوال کیا۔

https://www.shiabookspdf.com

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں وہ کب پورا کرے گا؟

آپؑ نے فرمایا: یہ آیت امیر المومنین علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مراد ہے کہ امیر المومنینؑ کو قتل کیا گیا ہے اور قاتل نے آپؑ کو قتل کرکے کس قدر کفر کیا ہے۔ پھر اللہ نے امیر المومنینؑ اور ان کی خلعت کو بیان کیا ہے کہ وہ اللہ کے ہاں کس قدر مکرم و محترم ہے کہ اس کو انبیاءؑ کے نطفہ سے خلق کیا ہے (یعنی پاک نطفہ سے) اور پھر اس کے لیے خیر کو مقدر کیا اور پھر اس کے لیے ہدایت کا راستہ آسان بنایا۔ پھر اسے انبیاءؑ کی موت مارا۔ تو وہ جب چاہے گا دوبارہ اُٹھائے گا۔

پھر میں نے ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ﴿۲۲﴾ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا کہ ان کے قتل کے بعد اللہ جب تک چاہے گا قبر میں رکھے گا۔ پھر ان کو اللہ مبعوث فرمائے گا تاکہ جو امر وہ اپنی زندگی میں پورا نہیں کرسکے وہ رجعت میں پورا کریں گے۔ ان کو رجعت میں اُٹھایا جائے گا۔

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾

[ترجمہ] پس انسان کو اپنے کھانے کی طرف نظر کرنا چاہیے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زید الشحام سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ کے بارے میں عرض کیا کہ اس طعام سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: مراد علم ہے کہ انسان کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ علم کس سے حاصل کر رہا ہے اور کیا حاصل کر رہا ہے۔

حدیث 2 الاختصاص میں جناب شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے زید الشحام سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے اس آیت: فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖٓ ﴿۲۴﴾ کے ذیل میں فرمایا: جو وہ علم حاصل کر رہا ہے وہ کس سے حاصل کر رہا ہے اور کیا حاصل کر رہا ہے؟

https://www.shiabookspdf.com

اَنَّا صَبَبْنَا الْمَآءَ صَبًّا ﴿۲۵﴾ ثُمَّ شَقَقْنَا الْاَرْضَ شَقًّا ﴿۲۶﴾ فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا حَبًّا ﴿۲۷﴾ وَّعِنَبًا وَّقَضْبًا ﴿۲۸﴾ وَّزَيْتُوْنًا وَّنَخْلًا ﴿۲۹﴾ وَّحَدَآئِقَ غُلْبًا ﴿۳۰﴾ وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ مَّتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ ﴿۳۲﴾

[ترجمہ] ہم نے خوب پانی برسایا۔ پھر ہم نے زمین کو خوب شگافتہ کیا۔ پھر ہم نے اس میں دانے اُگائے۔ نیز انگور اور سبزیاں اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے باغات۔ اور میوے اور چارے، جو تمھارے لیے اور تمھارے مویشیوں کے لیے زندگی کا سامان ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الارشاد میں جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ جناب ابوبکر سے اس آیت وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ کے بارے میں سوال کیا گیا۔ وہ قرآن میں "ابا" کا معنی نہیں جانتے تھے تو انھوں نے کہا: کون سا آسمان مجھ پر سایہ کرے گا اور کون سی زمین مجھے اُٹھائے گی اگر میں قرآن میں کوئی ایسی بات کروں جو میں نہیں جانتا۔ میں کیا کروں گا۔ میں فَاكِهَةً کے بارے میں جانتا ہوں لیکن "ابا" کے بارے میں نہیں جانتا۔ جب یہ بات امیر المومنین علی علیہ السلام کے پاس پہنچی تو آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا وہ نہیں جانتا کہ "ابا" خود رو گھاس اور چراگاہ کے معنی میں ہے۔ اس نے فرمایا: وَّفَاكِهَةً وَّاَبًّا ﴿۳۱﴾ یہ جملہ اللہ کا اپنے بندوں پر عنایت ہے کہ اس نے ان کی غذا کو ان کے لیے خلق کیا ہے۔ خود انسانوں اور ان کے چوپاؤں کے لیے غذا کو پیدا کیا ہے تاکہ وہ خود کو زندہ رکھ سکیں اور اپنے جسموں کو تقویت دے سکیں۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مسعدۃ بن زیاد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: پھلوں کی ایک سو بیس قسمیں ہیں۔ ان کا سردار انار ہے۔

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ﴿۳۳﴾ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ﴿۳۴﴾ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ﴿۳۵﴾ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ﴿۳۶﴾

https://www.shiabookspdf.com

[ترجمہ] پھر جب کانوں کو پھاڑ دینے والی آواز آئے گی تو اس دن بھائی اپنے بھائی سے دُور بھاگے گا۔ نیز اپنی ماں اور باپ سے۔ نیز اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے۔

تفسیر

حدیث 1 عیون اخبار الرضا میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابوالحسن محمد بن عمر بن علی بن عبداللہ البصری سے اور انھوں نے ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن احمد بن جبلہ الواعظ سے اور انھوں نے ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن عامر الطائی سے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجد موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد جعفر بن محمد علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد ابوجعفر محمد بن علی علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد علی بن حسین علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد حسین بن علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کوفہ کی جامع مسجد میں تھے کہ اہل شام سے ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا اور بات شروع ہوئی یہاں تک کہ اس شخص نے سوال کیا: یا امیر المومنینؑ! آپؑ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول: يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ کے بارے میں بیان فرمائیں تو آپؑ نے فرمایا: ہابیل اپنے بھائی قابیل سے فرار کرے گا اور وہ جو اپنی ماں سے فرار کرے گا وہ موسیٰ علیہ السلام ہیں اور جو اپنے باپ سے فرار کرے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو اپنی بیوی سے فرار کرے گا وہ لوط علیہ السلام ہیں اور جو اپنے بیٹے سے فرار کرے گا وہ نوح علیہ السلام ہیں جو اپنے بیٹے کنعان سے فرار کریں گے۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ ۝

[ترجمہ] ان میں سے ہر شخص کو ایسا کام درپیش آئے گا وہ اس کو مشغول کر دے گا۔

تفسیر

حدیث 1 بستان الواعظین میں نقل ہوا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا: یارسولؐ اللہ! قیامت والے دن کیا مرد اپنے رشتہ داروں کو یاد کرے گا؟

آپؐ نے فرمایا: تین موارد میں بندہ کسی کو بھی یاد نہیں کرے گا اور کسی کی یاد نہیں آئے گی:

https://www.shiabookspdf.com

① میزان کے وقت کہ جب اعمال تولے جائیں گے اس وقت بندہ کی پوری فکر فقط اس میں ہوگی کہ دیکھے کہ نیک اعمال کا پلڑا سنگین ہوتا ہے یا خفیف۔

② پل صراط سے عبور کرتے وقت کہ وہ گزر پائے گا یا نہیں؟

③ نامۂ اعمال ملنے کے وقت اس کی پوری توجہ ہوگی کہ آیا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ملتا ہے یا بائیں ہاتھ میں۔

یہ تین موارد ہیں جس میں انسان کو کوئی رشتہ دار یاد نہیں رہے گا، نہ کوئی دوست، نہ کوئی قریبی رشتہ دار، نہ بھائی، نہ بیٹا، نہ ماں اور نہ باپ، نہ بیوی، نہ بچے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُّغْنِيهِ﴿۳۷﴾ ہر بندے کو قیامت کے دن ایک ایسا کام درپیش آئے گا جس میں وہ مشغول ہوجائے یعنی وہ اپنے آپ میں مشغول ہوجائے گا۔ وہ اس وقت کی شدت کی وجہ سے ہوگا۔ پس ہمیں اللہ سے دُعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کی ہولناکیاں ہمارے لیے آسان کرے۔

وُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ﴿۳۹﴾ وَوُجُوهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ﴿۴۰﴾ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ﴿۴۱﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ ﴿۴۲﴾

[ترجمہ] کچھ چہرے اس دن چمک رہے ہوں گے۔ خنداں اور شاداں ہوں گے اور کچھ چہرے خاک آلودہ ہوں گے۔ ان پر سیاہی چھائی ہوگی۔ یہ ہی کافر اور فاجر لوگ ہوں گے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی علیہ السلام کے دوستوں کے بارے میں بیان کر رہا ہے۔ ان کے چہرے چمک رہے ہوں گے اور وہ شاداب و خنداں ہوں گے اور پھر دشمنانِ علیؑ کی کیفیت کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے: کچھ چہرے خاک آلودہ ہوں گے اور ان کے چہروں پر سیاہی چھائی ہوگی اور یہ ہی کافر و فاجر ہوں گے، یعنی آلِ محمدؐ کی ولایت کا انکار کرنے والے ہوں گے۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ التکویر

یہ سورہ مکّی ہے جو سورۂ لہب (تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ) کے بعد نازل ہوئی تھی۔
اس کی کُل آیات انتیس (۲۹) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ تکویر کی تلاوت کرے گا وہ قیامت کے دن اللہ کی رحمت کے سائے میں ہوگا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ تکویر کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اس وقت کی رُسوائی سے بچائے گا جب اس کا نامۂ اعمال کھولا جائے گا اور رسولِؐ خدا کی زیارت کرے گا حالانکہ وہ مومن ہوگا اور جو بندہ آشوبِ چشم پر پڑھے گا، آنکھوں کی درد کے وقت پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو شفاء عطا فرمائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝١

[ترجمہ] جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا۔

تفسیر

حدیث 1 کتاب توحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا ہاتھ تھامے چل رہے تھے اور لوگ بھی ساتھ تھے۔ اسی طرح چلتے رہے کہ اسی اثناء میں سورج غروب ہوگیا۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ سورج کہاں غائب ہوگیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: سورج آسمان میں غروب ہوتا ہے۔ پھر اس آسمان سے بلند ہوتا ہے اور دوسرے آسمان پر چلا جاتا ہے اور پھر اس طرح سفر کرتے ہوئے ساتویں آسمان پر چلا جاتا ہے۔ پھر وہاں سے بلند ہوکر عرش کے نیچے آجاتا ہے اور وہاں بارگاہِ خدا میں سجدہ ریز ہوجاتا ہے اور سورج پر جو فرشتے موکل ہیں وہ بھی سجدہ کرتے ہیں۔ پھر وہ بارگاہِ خدا میں عرض کرتا ہے: اے میرے ربّ! اب میں کہاں سے طلوع کروں؟ اپنی غروب والی جگہ سے یا اپنی جائے طلوع سے؟ اسی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ (سورۂ یٰسین: آیت ۳۸) ''سورج اپنے مقرر ٹھکانے کی طرف چلا جارہا ہے یہ بڑے غالب آنے والے دانا کی تقدیر ہے''۔

ربّ عزیز نے اپنی عظیم ترین صنعت اپنی مخلوق کے لیے تخلیق فرمائی ہے۔ جناب جبرئیلؑ عرش کے نور سے نورانی حلے دن کی ساعات کے مطابق لاتے ہیں۔ اگر گرمیوں کا دن ہوتا ہے تو اس کے مطابق لاتے ہیں اور اگر سردیوں کا دن ہوتا ہے تو اس کے مطابق لاتا ہے۔ خریف اور ربیع کا موسم ہو تو اس کے مطابق ہوتا ہے تو اس مقدار میں

https://www.shiabookspdf.com

نُور لا کر سورج کے حوالے کیا جاتا ہے اور سورج ان لباسوں کو یوں پہنچتا ہے جس طرح تم لوگ لباس زیب تن کرتے ہو۔ ان حلوں کو پہننے کے بعد پھر وہ آسمان کی فضاؤں میں چلا جاتا ہے اور اپنی جائے طلوع سے طلوع کرتا ہے۔

جب قیامت کا دن آئے گا تو پھر سورج کو تین راتوں کی مقدار میں روک لیا جائے گا اور اس کو نُورانی لباس نہیں دیا جائے گا اور پھر سورج مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا۔ اسی کو اللہ کا یہ قول بیان کرتا ہے: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ (جب سورج کو لپیٹ دیا جائے گا)۔ اور سورج کی مانند چاند کی بھی یہ ہی حالت ہے۔ وہ بھی ساتویں آسمان اور پھر وہاں سے عرش کے نیچے جاتا ہے اور عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے۔ پھر حضرت جبرئیلؑ چاند کے لیے کرسی کے نُور سے حلے لے کر آتا ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا (سورۂ یونس: آیت ۵) (وہی اللہ ہے جس نے سورج روشن اور چاند کو نُورانی بنایا)۔

پھر حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں: پھر میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لوگوں سے الگ ہو گئے اور پھر ہم نے نمازِ مغرب ادا کی۔

وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝ وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝

[ترجمہ] اور جب ستارے بے نُور ہو جائیں گے اور پہاڑ چلائے جائیں گے اور حاملہ اُونٹنیاں اپنے حال پر چھوڑ دی جائیں گی اور جب وحشی جانور اکٹھے کر دیئے جائیں گے اور جب سمندروں کو جوش میں لایا جائے گا اور نفسوں کی شادیاں کروا دی جائیں گی۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مراد ہے جب سورج سیاہ اور تاریک ہو جائے گا اور اس آیت: اِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝

https://www.shiabookspdf.com

کے ذیل میں آپؑ نے فرمایا کہ جب ستاروں کا نُور ختم ہوجائے گا۔ اور اس آیت: اِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝ کے ذیل میں فرمایا: جب پہاڑ کو چلایا جائے گا کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ط (سورۂ نمل: آیت ۸۸) (اور آپؐ پہاڑوں کو دیکھتے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ یہ ایک جگہ ثابت ہیں جب کہ یہ اس وقت یہ بادلوں کی مانند چل رہے ہوں گے) اور اس آیت: وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد اُونٹنیاں کو معطل چھوڑ دیا جائے گا۔ جب مخلوق مرجائے گی تو کوئی ان کے دودھ سے فائدہ اُٹھانے والا نہیں ہوگا۔

اور اس آیت: وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس دن تمام سمندروں کے پانی آگ میں تبدیل ہوجائیں گے۔ اور اس آیت: وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ جب نفوس کی شادیاں حُورالعین سے کروائی جائیں گی۔

پھر علامہ نے ابوالجارود سے روایت کو نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝ کے ذیل میں فرمایا: اہل جنّت کی شادیاں نیک و حسین اَزواج سے کرائی جائیں گی اور اہل جہنم میں سے ہر ایک انسان کے ساتھ اس کا شیطان ہوگا۔ مراد ہے کہ کفّار اور منافقین کو شیاطین کے ساتھ ملایا جائے گا اور وہ ان کے ساتھ ملیں گے۔

حدیث 2 مناقب میں جناب ابن شہرآشوب نے جناب سفیان ثوری سے اور انھوں نے الاعمش سے اور انھوں نے ابوصالح سے اور انھوں نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝ کے ذیل میں فرمایا:

قیامت کے دن کوئی مومن نہیں ہوگا جو پُل صراط عبور کرے گا مگر یہ کہ اس کی جنّت کے دروازے پر اللہ تعالیٰ چار دُنیاوی عورتوں سے شادی کروائے گا اور ستّر ہزار جنّت کی حُوروں سے شادی کروائے گا سوائے علیؑ ابن ابی طالبؑ کے۔ ان کی زوجہ حضرت فاطمہ زہراؑ ہوں گی جو دُنیا میں بھی فقط آپؑ کی بیوی تھیں اور آخرت میں بھی فقط آپؑ کی ہی زوجہ ہوں گی اور حضرت علیؑ کے لیے دُنیا کی عورتوں میں سے کوئی بھی حضرت فاطمہؑ کے علاوہ بیوی نہیں ہوگی لیکن جنّت کی حُوروں میں ستّر ہزار حُوریں اور ستّر ہزار خادم ہوں گے۔

https://www.shiabookspdf.com

وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹

[ترجمہ] اور جب زندہ درگور لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ میں ماری گئی؟

تفسیر

حدیث 1 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ اس آیت: وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ کے ذیل میں فرمایا: یہاں لفظ مودۃ ہے جس میں میم اور واؤ اور دال ذکر ہوئے ہیں۔ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی ایسے ہی نقل کیا ہے اور اس سے مودت فی القربیٰ مراد ہے۔ قرابت داروں کی مودت و محبت مراد ہے۔ اگر اس مودت کو کٹ کیا گیا ہوگا تو سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ و جرم کی وجہ سے قطع مودت کی گئی ہے۔ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: مراد جو بندہ ہماری محبت و مودت میں قتل کیا گیا اس سے پوچھا جائے گا کہ کس جرم میں تجھے مارا گیا ہے۔

حدیث 2 الکافی، جلد اوّل میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مسعدہ بن صدقہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:

اے لوگو! تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمھاری طرف اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور پھر اس پر برحق کتاب کو نازل فرمایا حالانکہ تم کتاب اور جس نے کتاب نازل کی اور جس کی طرف نازل کی ان سے جاہل اور اُمّی تھے۔ اس وقت اِس نے تمھاری طرف اپنا رسول بھیجا۔ جب ایک طویل مدت ہوچکی تھی کہ کوئی رسولؑ نہیں آیا تھا اور ہرطرف جہالت کا دور دورہ تھا اور خوابِ غفلت میں زندگی بسر کر رہے تھے اور جہل و نادانی ہرطرف پھیلی ہوئی تھی اور فتنہ اور آشوب نے ہر جگہ قدم جمائے ہوئے تھے اور لوگ حق و یقین سے منہ موڑ چکے تھے اور حق و یقین کے اعتبار سے لوگ اندھے تھے یعنی ان کو نظر نہیں آتا تھا اور ظلم و ستم ہر جگہ عام تھا اور دین و آئین ختم ہوچکا تھا اور ہرطرف آتش جنگ بھڑک رہی تھی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب باغ و زراعت خشک ہوچکے تھے اور ان کی شاخیں خشک ہوچکی تھیں اور درختوں کے پتے گر چکے تھے اور لوگ باغوں کے پھل آور ہونے سے نااُمید ہوچکے تھے اور پانی نیچے جاچکا تھا اور زمین خشک ہوچکی تھی۔ اور ہدایت کی نشانیاں محو ہوچکی تھیں اور ہلاکت کے آثار اور نشانیاں عام

https://www.shiabookspdf.com

تھیں اور دُنیا اپنے عزّت دار لوگوں سے کاملاً رُوگرداں ہوچکی تھی اور ان کے چہروں پر خوشی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے اور دُنیا کا سارا بار فتنہ اور آشوب تھا اور مُردار کھاتے تھے۔ ان کے کپڑوں کے نیچے خوف اور اُوپر تلواریں آویزاں ہوتی تھیں۔ دُنیا پراگندہ ہوگی اور لوگوں کی آنکھوں کو اس نے اندھا کر دیا۔ اس کے دن تاریک ہوگئے۔ صلہ رحمی ختم ہوگئی تھی اور ایک دوسرے کو قتل کیا جاتا تھا اور اپنی اولاد میں سے بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا اور ان کے بغیر دُنیا کی عیش کو طلب کرتے تھے اور رفاہیہ دُنیا سے رُوگرداں ہوچکی تھی۔ لوگ اللہ سے ثواب کی اُمید نہ رکھتے تھے اور ان کو خوفِ خدا بھی نہ تھا اور جہنم کے عذاب سے بھی نہیں ڈرتے تھے اور زندہ لوگ نابینا اور پلید تھے اور مُردہ آگ کے لباس کو زیب تن کیے ہوئے تھے۔ شدت خوف و وحشت کی وجہ سے خاموش تھے۔ اس ماحول میں اچانک ایک بندہ تمھاری طرف ایک ایسی کتاب لے کر آیا جو سابقہ کتابوں اور صحائف کی تصدیق کرنے والی تھی اور وہ قرآن ہے جس میں حلال و حرام کا تفصیلاً ذکر ہے۔ اس قرآن کو پڑھو اور اس سے ثابت کرو۔ وہ تم سے بات نہیں کرے گا مگر یہ کہ وہ اس کے خیر کے بارے میں تمھیں بتائے گا جو اس میں پائی جاتی ہے۔ اس میں گذشتہ اور قیامت تک آنے والے ہر چیز کا علم ہے جو تمھارے درمیان حکم کرتا ہے اور جس میں تم اختلاف کرتے ہو وہ اس کو بیان کرتا ہے۔ پس اگر تم مجھ سے سوال کرو گے تو میں تمھیں اس کے بارے میں تعلیم دوں گا۔

حدیث 3 الکافی، جلداوّل میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی نے جناب عبدالحمید بن ابی الدیلم سے نقل کیا ہے، آپؑ نے ایک حدیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط (سورۂ شوریٰ: آیت ۲۳) ''آپؐ کہہ دیں کہ میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ میرے قربیٰ سے مودت کرو)۔

پھر فرمایا: یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی: وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ ۝ بِاَيِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝ (جب مودت کے بارے میں پوچھا جائے کہ کس جرم میں تجھے قتل کیا گیا)۔ پھر فرمایا: میں تم سے مودت قربیٰ کے بارے میں سوال کروں گا۔

پھر فرمایا: یہ جو میں نے تم پر فضل نازل کیا وہ مودۃ فی القربیٰ اس کو تم نے کس جرم میں قتل کیا ہے۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب جابر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے

https://www.shiabookspdf.com

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ کے ذیل میں فرمایا: اس کو ہماری مودت میں قتل کیا گیا ہے۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب منصور بن حازم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب زید بن علی علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں آپؑ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ ۝۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ کے بارے میں بتائیں تو آپؑ نے فرمایا: یہ ہماری مودت ہے اور یہ آیت خاص کر ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جابر الجعفی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ ۝۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: جو شخص ہماری مودت ومحبت کی وجہ سے مارا جائے گا وہ قیامت کے دن اپنے قاتل سے پوچھے گا کہ مجھے کس جرم میں مارا۔

حدیث 7 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب علی بن القاسم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ ۝۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: آلِ محمد علیہم السلام کے شیعہ جو مارے جائیں گے وہ سوال کریں گے کہ ہمیں کس جرم میں مارا گیا۔

حدیث 8 تاویل الآیات میں محمد بن عباس نے جناب اسماعیل بن جابر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ ۝۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ آیت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ وہ سوال کریں گے کہ مجھے کس جرم میں مارا گیا؟

حدیث 9 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُىِٕلَتْ ۝۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ ۝۹ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: زمانہ جاہلیت میں عرب والے بچیوں کو غیرت کے نام پر قتل کر دیتے تھے تو جب قیامت کا دن ہوگا تو وہ زندہ درگور کی جانے والی بچیاں سوال کریں گی کہ ہمیں کس جرم

https://www.shiabookspdf.com

میں مارا گیا تھا (ان روایات میں اختلاف نہیں ہے بلکہ ہر وہ جو مظلوم مارا گیا ہے وہ اپنے قاتل کا دامن پکڑ کر پوچھے گا کہ مجھے کس جرم میں مارا گیا)۔

جب نامۂ اعمال کھول دیئے جائیں گے

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾ وَاِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾ وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّآ اَحْضَرَتْ ﴿۱۴﴾ فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾

[ترجمہ] اور جب اعمال نامے کھول دیئے جائیں گے اور جب آسمان اکٹھا کر دیا جائے گا اور جب جہنم بھڑکائی جائے گی اور جب جنت قریب لائی جائے گی اس وقت ہر شخص کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا لے کر آیا ہے۔ نہیں، میں قسم کھاتا ہوں پس پردہ جانے والے ستاروں کی جو روانی سے چلتے ہیں اور چھپ جاتے ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ﴿۱۰﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ جب نامۂ اعمال کھول دیئے جائیں گے۔ پھر انھوں نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَاِذَا الْجَحِيْمُ سُعِّرَتْ ﴿۱۲﴾ کے ذیل میں فرمایا: مراد ہے کہ جب جہنم کو کافرین کے لیے بھڑکا دیا جائے گا اور جحیم جہنم کی ایک آگ ہے جو پوری جہنم سے بہت بڑی آگ ہے اور کلام عرب میں جحیم اس آگ کو کہا جاتا ہے جو بہت بڑی ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول: اِبْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ (سورۂ صافات: آیت ۹۷) ''اس کے لیے ایک عمارت تیار کرو پھر اس کو عظیم آگ میں پھینک دو''۔ تو اس جگہ بھی جحیم سے مراد بہت بڑی آگ ہے۔

اور اس آیت: وَاِذَا الْجَنَّةُ اُزْلِفَتْ ﴿۱۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد ہے کہ جب جنت اللہ کے متقین دوستوں کے قریب ہوگی۔ اور اس آیت: فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد ہے کہ میں قسم اٹھاتا

https://www.shiabookspdf.com

ہوں اور خنس ستارے کا نام ہے۔ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ ستارے ہیں جو دن کے وقت پردوں میں چلے جاتے ہیں۔

حدیث 2 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسید بن ثعلبہ سے اور انھوں نے جنابِ اُمِ ہانی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت: فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ (مجھے قسم ہے ان ستاروں کی جو پس پردہ چلے جاتے ہیں اور چلتے ہیں اور نگاہوں سے پوشیدہ ہوجاتے ہیں) کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: خنس سے مراد وہ امام ہے جو لوگوں کی نظروں سے دوسو ساٹھ ہجری میں غائب ہوجائے گا اور لوگ اس کے علم سے فائدہ حاصل نہیں کرسکیں گے اور پھر وہ تاریک رات میں شہابِ ثاقب کی مانند ظاہر ہوگا۔ پس اگر تو اس زمانے کو پائے گا تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

حدیث 3 غیبت نعمانیہ میں جناب محمد بن ابراہیم النعمانی نے جناب اسید بن ثعلبہ سے اور انھوں نے جناب اُمِ ہانی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر محمد بن علی الباقر علیہ السلام سے اس آیت: فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے اُمِ ہانی! اس سے وہ امام مراد ہے جو پردے میں چلا جائے گا حتیٰ کہ لوگ اس علم سے فیض حاصل نہیں کرسکیں گے اور وہ دوسوساٹھ ہجری میں غائب ہوگا اور پھر وہ تاریک رات میں شہابِ ثاقب کی مانند ظاہر ہوگا۔ اگر تُو نے اس کے زمانہ کو پالیا تو خوش نصیب ہوگی۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب الاصبغ بن نباتہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ابن الکواء نے آپؑ سے اس آیت: فَلَآ أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ ﴿۱۵﴾ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: ویسے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی کی قسم نہیں اُٹھاتا۔ اس سے مراد ایک قوم ہے جو اس کے اوصیاء کے علم کو پوشیدہ رکھتی ہے اور ان کے غیر کی محبت و مودت کی طرف دعوت دیتی ہے۔ خنسوا کا معنی ستروا یعنی پوشیدہ رکھنا اور الْجَوَارِ الْكُنَّسِ ﴿۱۶﴾ سے مراد وہ ملائکہ ہیں جو علم کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لاتے ہیں اور آپؐ اس علم کو اپنی اہل بیتؑ کے اوصیاءؑ کو مخفیانہ طور پر عطا کردیتے ہیں

https://www.shiabookspdf.com

اور ان کے علاوہ آپؐ کے علم کو کوئی نہیں جانتا اور کنس کا معنی ہے: بلند کرنا اور چھپا دیتا ہے۔

وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾

[ترجمہ] قسم ہے رات کی جب وہ جانے لگتی ہے اور صبح کی قسم جب وہ طلوع کرتی ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں نقل ہوا ہے کہ یہ دونوں آیات ان لوگوں کے لیے مثال کے طور پر اللہ نے ذکر کی ہیں جو لوگ خود ولایت و خلافت کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی مثال اس رات کی مانند ہے جو ختم ہونے والی ہے (یعنی ان کی حکومت تاریکی و ظلمت ہے اور پائیداری بھی نہیں ختم ہونے والی ہے)۔ اور وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ ﴿۱۸﴾ سے مراد ہے اللہ کے اوصیاء کا علم طلوعِ فجر سے زیادہ روشن اور منور ہے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ ﴿۱۷﴾ کے ذیل میں لکھا ہے: قسم ہے رات کی جب وہ تاریک ہوجائے اور صبح کی قسم جب وہ طلوع ہوجائے۔ یہ ساری قسمیں ہیں اور ان کا جواب یہ آیت ہے: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِىْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِى الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ بِالْاُفُقِ الْمُبِيْنِ ﴿۲۳﴾ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲۹﴾

[ترجمہ] یقیناً یہ قرآن رسولِ کریم کا قول ہے۔ جو قوت کا مالک ہے اور عرش والے کے پاس بلند مقام رکھتا ہے۔ وہاں اس کی اطاعت کی جاتی ہے اور وہ امین

https://www.shiabookspdf.com

ہے اور تمھارا رفیق (محمدؐ) دیوانہ نہیں ہے اور بتحقیق انھوں نے اس (فرشتے) کو روشن اُفق پر دیکھا ہے اور وہ غیب کے ظاہر کرنے میں بخیل نہیں ہے اور یہ کسی مردُود شیطان کا قول نہیں ہے۔ پھر تم کدھر جارہے ہو۔ یہ سارے عالمین کے لیے بس نصیحت ہے۔ تم میں سے ہر اُس شخص کے لیے جو سیدھی راہ پر چلنا چاہتا ہے اور تم صرف وہی چاہتے ہو جو عالمین کا ربّ اللہ چاہتا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ وہ رسولؐ اپنے اللہ کے ہاں عظیم منزلت و مقام کا مالک ہے۔ اس کی اطاعت ہوتی ہے اور وہ امین ہے۔ پھر فرمایا: یہ وہ فضل و عظمت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ و حبیب کے علاوہ کسی اور نبیؐ کو عطا نہیں فرمائی۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ کے ذیل میں فرمایا: اس ذی قوۃ سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہیں۔

پھر میں نے عرض کیا: اس قول: مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ﴿۲۱﴾ کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کی اپنے ربّ کے ہاں مانی جاتی ہے اور وہ قیامت کے دن امین ہیں۔ اور پھر آپؑ نے اس آیت: وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ ﴿۲۲﴾ (تمھارے ساتھی مجنون نہیں ہیں) کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: مراد ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیرالمومنین علی علیہ السلام کو علم و ہادی معین کرنے میں مجنون نہیں ہے۔

پھر میں نے اس آیت کے بارے میں عرض کیا: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ﴿۲۴﴾ (اور غیب کو ظاہر کرنے میں بخیل نہیں ہے)۔

https://www.shiabooks.pdf.com

آپؑ نے فرمایا: یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے غیب کو ظاہر کرنے میں بخیل نہیں ہے۔

پھر میں نے اس آیت: وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ﴿۲۵﴾ (شیطان مردود کا قول نہیں ہے) کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: مراد ہے قریش میں جو کاہن تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی کلام کو شیطان مردود کی کلام کی طرف نسبت دی (یعنی یہ آیت گویا ان قریش والوں کے لیے تعریض ہے) کہ جو شیاطین کی کلام سے کلام کرتے تھے ان سے کہا جارہا ہے کہ یہ قرآن ان کے کلام کی مانند شیطان مردود کا کلام نہیں ہے۔

پھر میں نے اس آیت: فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ﴿۲۶﴾ کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ تم حضرت علیؑ کی ولایت کو چھوڑ کر کدھر جارہے ہو؟ یہ ولایت عالمین کے لیے نصیحت ہے۔ یہ وہ میثاق ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کی ولایت کا عالمین سے لیا تھا اور اس آیت: لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ﴿۲۸﴾ کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ ان کے لیے بھی نصیحت ہے جو حضرت علیؑ کی ولایت پر ثابت قدم رہنا چاہتے ہیں اور اس آیت: وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ تم وہ چاہو جو عالمین کا ربّ اللہ چاہتا ہے نا کہ جو لوگ چاہتے ہیں۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۹﴾ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ﴿۲۰﴾ (تحقیق یہ رسولؐ کریم کا قول ہے جو صاحب قوت اور عرش کے نزدیک بلند مقام رکھتا ہے اور اس کی اطاعت کی جاتی ہے اور وہ امین ہے) کے ذیل میں فرمایا: رسولؐ کریم سے مراد رسولؐ خدا ہیں جو صاحب قوت اور عرش کے نزدیک بلند مقام رکھتے ہیں۔ جنّت کے خازن اور جہنم کے خازن ان کے حکم کی اطاعت کریں گے اور جو کچھ اس کے پاس مخلوق کا حق ہے اس میں امین ہیں اور ان کے بعد ان کے بھائی امیرالمومنین علی علیہ السلام ہیں جو اُمت محمدیہ کا حق ان کے پاس تھا وہ اس کے امین ہیں اور انھوں نے اس امانت داری کے ساتھ پہنچا دیا ہے۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم علیہ السلام نے جناب ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور

https://www.shiabookspdf.com

انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے حدیث معراج کو بیان کرتے ہوئے ذکر فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہاں تک کہ میں دُنیاوی آسمان میں داخل ہوا جو فرشتہ بھی مجھے ملا مسکراتے ہوئے شاداب وخوش وخرم چہرے کے ساتھ ملا یہاں تک کہ ایک فرشتہ کی میرے ساتھ ملاقات ہوئی۔ میں نے ملائکہ میں سے کسی کو اس سے زیادہ بدصورت، وحشت ناک نہیں دیکھا تھا جس کے چہرے پر کوئی مسکراہٹ نہیں تھی اور نہ ہی میں نے اس کے چہرے پر خوشی کے آثار کو دیکھا جو میں نے دوسرے ملائکہ میں دیکھے تھے۔

میں نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا: اے جبرئیلؑ! یہ کون ہے؟ میں اس سے خوف زدہ ہوگیا ہوں؟

جبرئیلؑ نے کہا: اس سے ڈرنا بنتا ہے۔ ہم بھی اس سے ڈرتے ہیں۔ یہ جہنم کا خازن ہے۔ جب سے اس کو اللہ نے جہنم پر معین کیا ہے ہر روز اللہ کے دشمنوں اور اس کے نافرمانوں پر اس کے غیض وغضب میں اضافہ ہی ہوتا جارہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ان سے انتقام لے گا۔ اگر یہ آپؐ سے ملاقات سے قبل کبھی مسکرایا ہوتا، یا بعد میں مسکرانا ہوتا تو ضرور وہ آپؐ سے مسکرا کر بات کرتا۔ پس میں نے اسے سلام کیا اور اس نے مجھے سلام کا جواب دیا اور مجھے جنت کی بشارت دی۔

میں نے جبرئیلؑ سے کہا: اے جبرئیلؑ! اس کو کہو کہ مجھے جہنم دکھائے تو اس وقت جنابِ جبرئیلؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ اس مقام پر فائز ہیں جو اللہ نے بیان کیا ہے کہ آپؐ مطاع ہیں، آپؐ کی اطاعت کی جائے گی۔ پھر جبرئیلؑ نے خازن سے کہا: محمدؐ کو جہنم دکھاؤ۔ اس نے پردہ اُٹھایا اور اس کا دروازہ کھولا.....

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: مَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ کے ذیل میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ائمہؑ کے دلوں کو اپنا ارادہ محل ومقام قرار دیا ہے۔ پس جب اللہ چاہتا ہے تو یہ چاہتے ہیں۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب عطا سے اور انھوں نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ کے ذیل میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس جہان کے علاوہ کوہ قاف، سات سمندروں کے عقب میں تین سو تیرہ جہان اور خلق کیے ہیں۔ وہ چشم زدن کے وقت کے برابر بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتے اور ان کو آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے بارے میں علم ہی نہیں ہے۔ اور

https://www.shiabookspdf.com

ان تین سو تیرہ میں سے ہر جہان اس آدمیوں کے جہان سے دس گنا زیادہ ہے اور اس کے بارے میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِلَّآ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۲۹﴾

حدیث 5 مختصر بصائر الدرجات میں جناب سعد بن عبداللہ نے حضرت ابوالحسن امام نقی الہادی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ائمہ علیہم السلام کے دلوں کو اپنے ارادے کا مظہر قرار دیا ہے۔ اگر وہ کوئی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو یہ بھی کرتے ہیں۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے: مَا تَشَآءُوۡنَ اِلَّآ اَنۡ یَّشَآءَ اللّٰہُ

اُفق مبین کا معنیٰ

حدیث 1 خصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحمزہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ ماہِ شعبان کے ہر دن ستر مرتبہ یوں استغفار کرے: اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ الَّذِیۡ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ وَاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ ط تو اللہ تعالیٰ اس کے نام اُفق مبین لکھ دے گا۔

میں نے عرض کیا کہ اُفق مبین کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: عرش کے سامنے ایک سرزمین ہے جس میں نہریں جاری ہیں۔ اُن نہروں کے کناروں پر ستاروں کی تعداد کے برابر جام ہوں گے۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الانفطار

یہ سورہ مکّی ہے اور سورۂ نازعات کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات انیس (۱۹) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن ابی العلا سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جو بندہ ان دو سورتوں سورۂ انفطار اور سورۂ انشقاق کی تلاوت کرے گا اور ہر واجب اور نوافل نماز میں ان کی تلاوت کو وتیرہ بنائے گا اور نصب العین قرار دے گا۔ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوگا اور اس کو اللہ تعالیٰ کے ہاں جانے سے کوئی روکنے والا نہیں ہوگا اور اللہ کی نظر کرم اس پر متواتر ہوگی یہاں تک کہ تمام لوگ حساب کتاب سے فارغ ہو جائیں گے۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ انفطار کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب نامہ اعمال کو کھولے گا۔ اس وقت رُسوائی سے اُسے محفوظ رکھے گا اور محشر میں اس کی شرمگاہ کا پردہ ہوگا۔ اور قیامت کے دن اُس کے اُمور کی اصلاح ہو جائے گی اور جو قیدی و اسیر اس سورہ کی تلاوت کرے گا یا تعویذ بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے قید سے رہائی کو آسان قرار دے گا اور حکمِ خدا سے بہت جلدی اس کے اُمور کی اصلاح ہو جائے گی۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ قیامت کی ہولناکی و رُسوائی سے امن میں رہے گا اور اس کے گناہوں اور عیبوں پر پردہ ڈال دیا جائے گا اور قیامت کے دن اس کے اُمور کی اصلاح ہوگی اور قیدی اس کی تلاوت کرے گا، یا اس کو لکھ کر

https://www.shiabookspdf.com

تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے قید خانے سے جلدی نکلنے کو آسانی قرار دے گا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ بارش کے وقت اس سورہ کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ بارشوں کے قطروں کے برابر اس کے گناہ معاف کردے گا اور پڑھ کر آنکھ پر دم کرنے سے اس کی نظر قوی ہوگی اور اگر کوئی آشوبِ چشم والا پڑھے گا تو حکمِ خدا سے اس کی آنکھ ٹھیک ہوجائے گی۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ ۙ﴿۱﴾ وَاِذَا الۡکَوَاکِبُ انۡتَثَرَتۡ ۙ﴿۲﴾ وَ اِذَا
الۡبِحَارُ فُجِّرَتۡ ۙ﴿۳﴾ وَاِذَا الۡقُبُوۡرُ بُعۡثِرَتۡ ۙ﴿۴﴾ عَلِمَتۡ نَفۡسٌ مَّا
قَدَّمَتۡ وَاَخَّرَتۡ ؕ﴿۵﴾ یٰۤاَیُّهَا الۡاِنۡسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الۡکَرِیۡمِ ۙ﴿۶﴾
الَّذِیۡ خَلَقَکَ فَسَوّٰىکَ فَعَدَلَکَ ۙ﴿۷﴾ فِیۡۤ اَیِّ صُوۡرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ ؕ﴿۸﴾
کَلَّا بَلۡ تُکَذِّبُوۡنَ بِالدِّیۡنِ ۙ﴿۹﴾ وَاِنَّ عَلَیۡکُمۡ لَحٰفِظِیۡنَ ۙ﴿۱۰﴾ کِرَامًا
کَاتِبِیۡنَ ۙ﴿۱۱﴾ یَعۡلَمُوۡنَ مَا تَفۡعَلُوۡنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ ۚ﴿۱۳﴾ وَاِنَّ
الۡفُجَّارَ لَفِیۡ جَحِیۡمٍ ۚ﴿۱۴﴾ یَّصۡلَوۡنَهَا یَوۡمَ الدِّیۡنِ ﴿۱۵﴾ وَمَا هُمۡ عَنۡهَا
بِغَآئِبِیۡنَ ؕ﴿۱۶﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا یَوۡمُ الدِّیۡنِ ۙ﴿۱۷﴾ ثُمَّ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا
یَوۡمُ الدِّیۡنِ ؕ﴿۱۸﴾ یَوۡمَ لَا تَمۡلِکُ نَفۡسٌ لِّنَفۡسٍ شَیۡئًا ؕ وَالۡاَمۡرُ
یَوۡمَئِذٍ لِّلّٰہِ ﴿۱۹﴾

[ترجمہ] جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے بکھر جائیں گے اور جب سمندر میں پھوٹ ڈال دی جائے گی اور جب قبروں کو اُکھیڑ دیا جائے گا اس وقت انسان کو معلوم ہوجائے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا تھا اور پیچھے کیا چھوڑا تھا۔ اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے کریم ربّ سے دھوکے میں رکھا ہوا ہے؟ جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے راست بنایا پھر تجھے معتدل بنایا اور جس شکل میں چاہا تجھے مرکب کر دیا۔ ہرگز نہیں بلکہ تم روزِ جزاء کو جھٹلاتے ہو جب کہ یقیناً تم پر نگران مقرر ہیں۔ ایسے

معزز لکھنے والے جو تمھارے اعمال کو جاننے والے ہیں۔ نیک لوگ یقیناً نعمتوں میں ہوں گے اور بدکار جہنم میں ہوں گے۔ وہ جزاء کے دن میں جھلسائے جائیں گے اور وہ اس سے چھپ نہیں سکیں گے اور کیا خبر کہ جزاء کا دن کیا ہے؟ پھر آپؐ کو کیا خبر کہ جزاء کا دن کیا ہے؟ اس دن کسی کو کسی کے لیے کچھ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ اس دن صرف اللہ کا حکم چلے گا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۙ﴿۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے: مراد ہے جب سمندر آگ میں تبدیل ہو جائیں گے اور اس قول: وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۙ﴿۴﴾ کے ذیل میں لکھا کہ اس سے مراد ہے جب قبریں پھٹ جائیں گی اور لوگ ان سے نکلیں گے اور اس قول: عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۬ؕ﴿۵﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ انسان کو معلوم ہو جائے گا اس نے خیر یا شر میں سے آگے کیا روانہ کیا ہے اور پیچھے کیا چھوڑا ہے اور اس آیت: اَلَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ ۙ﴿۷﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس نے انسان کی تخلیق میں کوئی ٹیڑھ پن نہیں رکھا۔ اور اس آیت: فِیْۤ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ ؕ﴿۸﴾ (اس نے جس صورت میں چاہا ویسے تجھے بنایا) کے ذیل میں لکھا ہے کہ اگر وہ چاہتا تو اس صورت سے ہٹ کر کسی اور صورت میں بنا سکتا تھا۔ اسی معنی کو امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے اور اس آیت: كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ ۙ﴿۹﴾ کے ذیل میں لکھا ہے دین سے مراد رسولؐ خدا اور امیر المومنین علیؑ ہیں کہ تم نے ان دونوں کی تکذیب کی ہے اور اس آیت: وَاِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ ۙ﴿۱۰﴾ سے مراد ہے کہ تمھارے اُوپر دو فرشتے موکل ہیں جو کرام کاتبین ہیں جو تمھاری نیکیاں اور برائیاں لکھتے ہیں۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب الضحاک سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَلْاَمْرُ یَوْمَىٕذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾ کے ذیل میں فرمایا: الامر سے مراد حکومت و قدرت، سلطنت، عزّت و جبروت، جمال بہاء اور ہیبت میں سب اللہ وحدہٗ لاشریک کے لیے ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 3 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن شمر سے اور اس نے جناب جابر سے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَلْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ ﴿۱۹﴾ کے ذیل میں فرمایا: قیامت کے دن سارا امر اللہ کے لیے ہوگا۔ اے جابرؓ! جب قیامت کا دن ہوگا، سب حکام ختم ہو جائیں گے، کوئی حاکم باقی نہیں رہے گا سوائے اللہ وحدہ لاشریک کے۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوحمزہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ﴿۲۲﴾ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ﴿۲۳﴾ کے ذیل میں فرمایا: اَبرار ہم ہیں اور فجار ہمارے دشمن ہیں۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے ذکر کیا ہے کہ بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ﴿۹﴾ سے مراد ولایت ہے، دین ولایت ہی ہے۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ المطففین

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ عنکبوت کے بعد نازل ہوئی تھی اور یہ آخری سورہ ہے جو مکہ میں نازل ہوئی تھی۔ اس کی کل آیات چھتیس (۳۶) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صفوان الجمال سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص فریضۂ نماز میں سورۂ مطففین کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن آگ سے محفوظ رکھے گا، نہ وہ آگ کو دیکھے گا اور نہ آگ اس کو دیکھے گی اور وہ جہنم کے پُل سے اس کا گزر نہیں ہوگا اور اس کا قیامت کے دن حساب بھی نہیں ہوگا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے، آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن رحیق ومختوم سے سیراب کرے گا اور کسی خزانہ پر اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس خزانے کو ہر آفت سے محفوظ رکھے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں نقل ہوا ہے، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی پابندی سے تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو رحیق مختوم سے سیراب کرے گا اور اگر اس کو کسی خزانے پر پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر آفت سے حفاظت کرے گا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے، آپؑ نے فرمایا: اس سورہ کو کسی چیز پر نہیں پڑھا جائے گا مگر یہ کہ وہ محفوظ رہے گا اور حکمِ خدا سے تمام حشراتِ ارض سے بچا کر رکھے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ ۙ﴿۱﴾

[ترجمہ] ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے: مراد ہے وہ لوگ جو ناپ اور تول کو کم کرتے ہیں۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ اس وقت مدینہ کے لوگ ناپ تول میں کمی کرتے تھے تو جب یہ آیت نازل ہوئی تو انھوں نے اس کے بعد اس پر عمل کیا اور ناپ تول اچھا کرلیا۔

پھر فرمایا: ویل کے بارے میں ہمیں خبر ملی ہے کہ ویل جہنم میں ایک کنویں کا نام ہے۔

الَّذِیۡنَ اِذَا اکۡتَالُوۡا عَلَی النَّاسِ یَسۡتَوۡفُوۡنَ ۖ﴿۲﴾ وَ اِذَا کَالُوۡہُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡہُمۡ یُخۡسِرُوۡنَ ؕ﴿۳﴾

[ترجمہ] اور جب وہ لوگوں سے لیتے ہیں تو پورا تول لیتے ہیں اور جب لوگوں کو دیتے ہیں تو ناپ وتول میں کمی کرتے ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے

https://www.shiabookspdf.com

فرمایا: لوگ جب لوگوں سے کوئی چیز خریدتے تھے تو پورا تول لیتے تھے بلکہ کچھ زیادہ تول لیتے تھے اور جب لوگوں کو فروخت کرتے تو پیمانے میں اور ترازو میں کمی کرتے تھے۔ اور یہ ان میں رواج تھا یہاں تک کہ رسولؐ خدا وہاں تشریف لائے اور آپؐ نے ان کو ایسا کرنے سے منع کیا اور وہ تب اس سے رُکے۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب عبداللہ بن بکیر سے نقل کیا اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ① کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد ہے کہ اے محمدؐ! ویل ہے ان لوگوں کے لیے جو آپؐ کے خمس میں کمی کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جب مالِ غنیمت لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور اس سے اپنے سارے حقوق پورا کرتے ہیں او جب ان سے خمس کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ آلِ محمد علیہم السلام کے خمس میں کمی کرتے ہیں۔

سجین کیا ہے؟

اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ④ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑤ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ⑥ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ⑦ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ⑧ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ⑨ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ⑩

[ترجمہ] کیا یہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ وہ اُٹھائے جائیں گے۔ ایک بڑے دن کے لیے۔ اس دن سب لوگ ربّ العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ ہرگز نہیں! یقیناً بدکاروں کا نامۂ اعمال سجین میں ہے اور آپؐ کو کیا خبر سجین کیا ہے؟ یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اس دن تکذیب کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ④ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑤ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد کہ یہ نہیں جانتے کہ قیامت کے دن ان کا حساب ہوگا اور اس آیت: كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ⑦ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جن کے لیے اللہ نے

https://www.shiabookspdf.com

عذاب کو لکھ دیا ہے وہ سجین میں لکھا ہے اور اس آیت: كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۙ﴿۹﴾ سے مراد لکھی ہوئی کتاب ہے۔ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس پر گواہ مقرب فرشتے ہیں۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے اس آیت: وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۰﴾ کے ذیل میں لکھا ہے: اے محمدؐ! ان لوگوں کے لیے ویل ہے قیامت کے دن جو آپؐ کے وصی کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ اور وہ حضرت القائم علیہ السلام کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ وہ اس سے کہیں گے: ہم تجھے نہیں جانتے اور نہ ہی تو اولادِ فاطمہؑ سے ہے۔ جیسا کہ مشرکوں نے کہا تھا تو نبی نہیں ہے۔

حدیث 3 الاحتجاج میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت: اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۙ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۙ﴿۵﴾ کے ذیل میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: مراد ہے کہ کیا ان کو یقین نہیں ہے کہ ان کو قیامت کے دن اُٹھایا جائے گا۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سجین ساتویں زمین ہے اور عیون ساتواں آسمان ہے۔

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب الکلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۙ﴿۷﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ فلاں فلاں سجین میں ہوں گے اور الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۱۱﴾ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد پہلا ظالم اور دوسرا ظالم ہیں جنھوں نے ظلم کی بنیاد رکھی تھی۔ انھوں نے قیامت کے دن کا انکار کیا۔

علیین کیا ہے؟

الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۱۱﴾ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ﴿۱۲﴾ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳﴾ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ

https://www.shiabookspdf.com

يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ يُقَالُ
هَٰذَا الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿١٧﴾ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي
عِلِّيِّينَ ﴿١٨﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ﴿١٩﴾ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ﴿٢٠﴾ يَشْهَدُهُ
الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنظُرُونَ ﴿٢٣﴾
تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِن رَّحِيقٍ
مَّخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۚ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾
وَمِزَاجُهُ مِن تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ
الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا
بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ ﴿٣٠﴾

[ترجمہ] جو روزِ جزاء کو جھٹلاتے ہیں اور اس دن کو تجاوز کرنے والے اور گناہگاروں کے علاوہ کوئی نہیں جھٹلا سکتا۔ جب اسے ہماری آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے: یہ پرانے قصے ہیں۔ ہرگز نہیں! ان کے اعمال کی وجہ سے ان کے دل زنگ آلودہ ہو چکے ہیں۔ ہرگز نہیں! اس دن یہ لوگ یقیناً اپنے ربّ کی رحمت سے دُور ہوں گے۔ پھر وہ یقیناً جہنم میں جھلسیں گے۔ پھر کہا جائے گا: یہ وہی ہے جسے تم جھٹلاتے تھے۔ ہرگز نہیں! نیک لوگوں کا نامۂ اعمال علیین میں ہوگا اور تمھیں کیا معلوم کہ علیین کیا ہے؟ یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے اور مقرب لوگ اس پر شاہد ہیں۔ نیک لوگ یقیناً نعمتوں میں ہوں گے۔ مسندوں پر بیٹھے نظارے کریں گے۔ ان کے چہروں سے شادابی محسوس ہوگی۔ انھیں سربمہر خالص مشروب پلائے جائیں گے جس پر مشک کی مہر لگی ہوئی ہوگی اور سبقت کرنے والوں کو اس امر میں سبقت کرنی چاہیے۔ اس میں تسنیم کی آمیزش ہوگی۔ اس چشمے کی جس سے مقرب لوگ پئیں گے جنھوں نے جرم کا ارتکاب

https://www.shiabookspdf.com

کیا۔ وہ یقیناً مومنین کا مذاق اُڑاتے تھے۔ جب وہ ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ آنکھوں سے اشارے کرتے تھے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا قَالَ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ﴿۱۳﴾ (جب اس بندے کے سامنے ہماری آیات کی تلاوت کی جاتی ہے تو وہ کہتا ہے: یہ پرانے لوگوں کے قصے ہیں) کے ذیل میں لکھا ہے: اس کہنے والے سے مراد آلِ محمد علیہم السلام کا بڑا دشمن اور اس کا ساتھی ہے جنھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا تھا اور اس آیت: هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ﴿۱۷﴾ (یہ وہ جہنم ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے)۔ یہ رسولِ خدا کے بڑے دشمنوں اور ان کے پیروکاروں سے کہا جائے گا۔ یہ وہ جہنم ہے جس کا تم انکار کرتے تھے اور ہمارے رسولؐ کی مخالفت کے وقت ان کی پروا نہیں کرتے تھے۔

اور اس آیت: یَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ﴿۲۱﴾ (اور مقرب اس کے گواہ ہیں) کے ذیل میں لکھا ہے کہ اللہ کے مقرب فرشتے جنھوں نے ان کے خلاف لکھا ہے وہی اس پر گواہ ہیں اور اس قول: عَیْنًا یَّشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُوْنَ﴿۲۸﴾ (کہ اس چشمے سے اللہ کے مقرب بندے پئیں گے) کے ذیل میں لکھا ہے کہ مقرب بندوں سے مراد رسولِ خدا اور امیر المومنین علیؑ، حضرت فاطمہ، امام حسن و حسین علیہما السلام اور دوسرے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں اور اس آیت: اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا سے مراد دشمنانِ آلِ محمدؐ ہیں جنھوں نے آلِ محمدؐ کی دشمنی والا جرم کیا ہے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: كَلَّاۤ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِیْ سِجِّیْنٍ﴿۷﴾ کے ذیل میں فرمایا: فجار سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے آلِ محمدؐ کے خلاف جرأت کی ہے اور ان پر تجاوز کیا ہے، یعنی ظلم و ستم کیا ہے۔ پھر میں نے اس آیت: ثُمَّ یُقَالُ هٰذَا الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ﴿۱۷﴾ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: محشر کے روز ان بدکاروں سے کہا جائے گا کہ یہ امیر المومنینؑ ہیں کہ جس کی تم تکذیب کرتے تھے اور ان کی ولایت کو تم نے جھٹلایا تھا۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحمزہ الثمالی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے

https://www.shiabookspdf.com

ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق، اللہ تعالیٰ نے ہمیں علیین سے خلق فرمایا اور ہمارے شیعوں کے دلوں کو بھی علیین سے خلق فرمایا ہے اور ان کے جسموں کو اس کے علاوہ مٹی سے خلق فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے شیعوں کے دل ہماری طرف میلان رکھتے ہیں کیونکہ وہ اس سے خلق ہوئے ہیں جس سے ہمیں خلق کیا گیا ہے۔ پھر آپؑ نے اس پر ان آیات کی تلاوت فرمائی: كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ (ہرگز نہیں تحقیق نیک لوگوں کی کتاب علیین میں ہوگی اور آپؐ کو کیا معلوم کہ علیین کیا ہے؟ وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اس پر مقرب فرشتے گواہ ہیں)۔

پھر فرمایا: ہمارے دشمنوں کو سجین سے خلق کیا گیا ہے اور ان کے پیروکاروں کے دلوں کو بھی سجین سے خلق کیا گیا ہے۔ اور ان کے بدنوں کو اس سے کم تر سے خلق کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے ان کے دل ان کی طرف میلان رکھتے ہیں کیونکہ ان کے دل اس چیز سے خلق ہوئے ہیں جن سے ہمارے دشمنوں کو خلق کیا گیا ہے۔ پھر آپؑ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی: كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ﴿۷﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۰﴾ (ہرگز نہیں! بدکاروں کا نامۂ اعمال سجین میں ہے اور تمھیں کیا معلوم کہ سجین کیا ہے؟ یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اس دن تکذیب کرنے والوں کے لیے ویل ہے)۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب سعید بن عثمان الخزاز سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوسعید الحدانی سے سنا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ اس آیت: كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس کتاب میں آلِ محمدؐ کی محبت کی وجہ سے خیر لکھا ہوا ہے۔ پھر فرمایا: اس آیت: كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ﴿۷﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا سِجِّيْنٌ ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۹﴾ (ہرگز نہیں، تحقیق بدکاروں کی کتاب سجین میں ہوگی اور تمھیں کیا معلوم کہ سجین کیا ہے؟ یہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے) کے ذیل میں فرمایا: سجین جہنم میں ایک جگہ کا نام ہے اور اس کا نام کتاب مجازاً رکھا گیا ہے۔ شے کو اس کے مجاور کا نام دیا گیا ہے اور محل کا نام دیا گیا ہے۔ مراد ہے ان کے نامۂ اعمال سجین ہوں گے یعنی وہ خود وہاں ہوں گے۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب البراء بن عازب سے نقل کیا ہے

https://www.maablibooks.pdf.com

اور انھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: سجین ساتویں زمین کے نیچے ہے۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب عبداللہ بن عباسؓ سے نقل ہوا ہے، وہ کعب الاحبار کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ مجھے اللہ کے اس قول: كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ۝ کے بارے میں بیان کریں۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ فاجر و بدکار کی روح کو فرشتے آسمانوں کی طرف لے کر بلند ہوتے ہیں۔ پس آسمان اس کو قبول نہیں کرتا تو وہ فرشتہ اس روح کو لے کر زمین کی طرف آتا ہے تو زمین بھی اس کو قبول نہیں کرتی ہے۔ پس وہ فرشتہ اس کو ساتویں زمین تک لے جاتا ہے۔ کوئی بھی اس کو قبول نہیں کرتی یہاں تک کہ وہ اس روح کو لے کر سجین تک پہنچ جاتا ہے اور یہ وہ محل و مقام ابلیس کے لشکر کا ہے۔ اللہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اس پر۔

حدیث 7 کتاب معراج النبیؐ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے حضرت علی علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ! جب سوائے اللہ کے کوئی چیز نہ تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے اور آپؑ کی روحوں کو اپنے نورِ جلالت سے خلق فرمایا اور ہم عالمین کے ربّ کے عرش کے سامنے تھے۔ ہم اللہ کی تسبیح کرتے تھے۔ ہم اس کی تقدیس و پاکیزگی کو بیان کرتے تھے۔ ہم اس کی حمد کرتے تھے اور اس کی تہلیل (لا الٰہ الا اللہ) کی گواہی دیتے تھے اور یہ آسمانوں اور زمینوں کی خلقت سے قبل تھا۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو خلق کرنے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اور آپؑ کو ایک طینت (مٹی) سے خلق فرمایا اور وہ طینت علیین کی تھی۔ ہمیں اس نُور کے ساتھ ملا دیا۔ پھر ہمیں تمام اَنوار میں داخل کیا اور جنّت کی تمام نہروں میں داخل کیا اور پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو خلق کیا تو ہماری اس طین اور نُور کو اس کی پشت میں بطورِ امانت رکھ دیا۔ پھر اس کو خلق کیا تو اس کی صُلب سے اس کی تمام ذُریت و اولاد کو نکالا اور ان کو بولنے کی قوت دی۔ پھر ان سے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا۔ سب سے پہلے جس نے اللہ کی ربوبیت کا اقرار کیا وہ میں اور آپؑ اور انبیاءؑ تھے اور انھوں نے قدر و منزلت کے اعتبار سے اقرار کیا (یعنی ہمارے بعد اولوا العزم رسولوںؑ نے، پھر رسولوںؑ نے، پھر انبیاءؑ نے اقرار کیا) اور جن کو اللہ کے ہاں تقرب حاصل تھا اس کے اعتبار سے اقرار کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمدؐ و علیؑ! تم دونوں نے میری تصدیق کی اور میرا اقرار کیا ہے اور تم دونوں نے میری مخلوق سے میری اطاعت کی طرف سبقت کی ہے اور میرے علم میں یہ پہلے سے

https://www.shiabookspdf.com

ہی ایسے ہی تھا۔ تم دونوں میرے چنے ہوئے ہو اور میرے ائمہؑ تم دونوں کی ذُریت سے ہوں گے اور تمھارے شیعہ بھی ایسے ہی تم سب کو میں نے خلق کیا ہے۔

پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! پھر وہ طینت صُلبِ آدمؑ میں تھی اور میرا اور آپؑ کا نُور آدم علیہ السلام کی آنکھوں میں تھا۔ پھر متواتر ہمارا نُور انبیاءؑ و مرسلینؑ کی آنکھوں میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ ہمارا نُور اور طینت صُلبِ عبدالمطلب تک پہنچا۔ پھر اس کو دو حصوں میں اللہ نے تقسیم کر دیا۔ پس اس کے ایک نصف سے مجھے خلق کیا اور مجھے نبیؐ اور رسولؐ قرار دیا اور دوسرے نصف سے تمھیں خلق کیا اور تمھیں خلیفہ اور وصی و ولی قرار دیا۔ پھر جب میں اللہ کے عظیم مقام پر قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى کی منزلت پر تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا: اے محمدؐ! میری مخلوق میں سے وہ کون سا بندہ ہے جو آپؐ کی سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا ہے؟ تو میں نے عرض کیا: خدایا! وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمدؐ! اس کو اپنا خلیفہ و وصی قرار دو۔ میں نے تمھیں ولی اور وصی قرار دیا ہے۔ اے محمدؐ! میں نے تیرا اور اس کا نام اپنے عرش پر مخلوق کے خلق کرنے سے پہلے لکھ دیا ہے۔ میری محبت تم دونوں کے لیے ہے اور اس کے لیے جو تم دونوں سے محبت کرے گا اور تمھاری ولایت رکھتا ہوگا اور تمھاری اطاعت کرنے والا ہوگا۔ اور جو بندہ تم دونوں سے محبت رکھے گا اور تمھاری ولایت کو قبول کرے گا اور تمھاری اطاعت کرے گا وہ بندہ میرے نزدیک مقربین میں سے ہوگا اور جو بندہ تم دونوں کی ولایت کا انکار کرے گا اور تم دونوں سے منہ موڑے گا وہ میرے نزدیک کافرین اور ضالین میں سے ہوگا۔

پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! وہ کون ہے جو میرے اور تمھارے درمیان جگہ حاصل کرے (یعنی میرے نزدیک آپؑ سے زیادہ قرب حاصل کرے) حالانکہ میںؐ اور آپؑ ایک نُور اور ایک طینت سے ہیں اور دُنیا و آخرت میں سب لوگوں سے زیادہ مجھ پر حق رکھتا ہے۔ تیری اولاد میری اولاد ہے۔ تیرا شیعہ میرا شیعہ ہے۔ اور تمھارے دوست میرے دوست ہیں۔ تم سب قیامت کے دن جنّت میں میرے ساتھ ہوں گے۔

حدیث 8 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحرث الہمدانی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ امیرالمومنینؑ سجدے کی حالت میں رو رہے ہیں اور آپؑ کا گریہ بلند ہوا تو ہم نے عرض کیا: یا امیرالمومنینؑ! آپؑ کے

https://www.shiabookspdf.com

اس طرح رونے سے ہم پریشان ہوگئے ہیں۔ ہم نے آپؑ کو اس طرح کبھی بھی روتے ہوئے نہیں دیکھا اس کی کیا وجہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: میں سجدہ کی حالت میں تھا اور اپنے ربّ سے دُعائے خیر کر رہا تھا۔ پس میری آنکھوں پر اُونگھ غالب آئی اور میں نے خواب دیکھا اور اس خواب نے مجھے پریشان اور غم زدہ کردیا۔ میں ڈر گیا۔ میں نے خواب میں رسولؐ خدا کو دیکھا کہ آپؐ کھڑے تھے اور آپؐ نے مجھے فرمایا: اے ابوالحسنؑ! آپؑ کی مجھ سے دُوری طویل ہوگئی ہے اور میں آپؑ کے دیکھنے کا مشتاق ہوں۔ پس میرے ربّ نے مجھ سے آپؑ کے بارے میں جو وعدہ کیا ہے اس کو پورا کرنے کا وعدہ فرمایا۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرے بارے میں آپؐ سے کیا وعدہ کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: میرے ربّ نے مجھ سے آپؑ کے بارے میں آپؑ کی زوجہ اور آپؑ کے دونوں بیٹوں اور آپؑ کی ذُریت کے بارے میں علیین میں درجات کا وعدہ کیا ہے۔

تو میں نے آپؐ سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں ہمارے شیعوں کا کیا ہوگا؟

آپؐ نے فرمایا: ہمارے شیعہ ہمارے ساتھ ہوں گے اور ان کے محل ہمارے محلّوں کے سامنے ہوں گے۔ ان کی منزلیں ہماری منزلوں کے سامنے ہوں گی۔

پھر میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! ہمارے شیعوں میں سے ہر بندہ اپنے موت کے بارے میں خود فیصلہ کرے گا اور ملک الموت کو حکم دے گا کہ وہ میری اطاعت کرے۔ وہ جو موت چاہے گا اس میں وہ مرے گا اور ہمارے شیعہ اپنی محبت کے حساب سے مریں گے۔

میں نے عرض کیا: اس کی حد کیا ہوگی؟

آپؐ نے فرمایا: جو سب سے زیادہ ہمارے ساتھ محبت رکھتا ہوگا اس پر موت ایسے ہوگی جیسے سخت گرمی میں کوئی ٹھنڈا مشروب نوش کرے اور اس کا دل ٹھنڈا ہوجائے گا۔ پھر اس کی روح قبض ہوگی اور ہمارا عام شیعہ یوں مرے گا کہ جیسے بستر پر آرام سے سوگیا ہو کہ موت کی وجہ سے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔ وہ راحت و شادمانی

https://www.shiabookspdf.com

اور خوشی محسوس کرے گا۔

حدیث 9 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ جو ان کے لیے اللہ نے ثواب لکھا ہے وہ علیین میں ہوگا۔

حدیث 10 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اپنے والد سے اور انھوں نے جناب محمد بن اسماعیل سے اور انھوں نے حضرت ابوحمزہ الثمالی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہمیں علیین سے خلق کیا ہے اور ہمارے شیعوں کے دلوں کو اس سے خلق کیا ہے جس سے ہمیں خلق کیا گیا ہے اور ان کے بدنوں کو اس سے کم درجہ سے خلق کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے شیعوں کے دل ہماری طرف میلان رکھتے ہیں کیونکہ ان کے دلوں کو اس سے خلق کیا گیا ہے جس سے ہمیں خلق کیا گیا ہے۔ پھر آپؑ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی: كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْاَبْرَارِ لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا عِلِّيُّوْنَ ﴿۱۹﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ﴿۲۰﴾ يَّشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ (ہرگز نہیں، تحقیق ابرار و نیک لوگوں کا نامۂ اعمال علیین میں ہوگا اور آپؐ کو کیا پتہ کہ علیین کیا ہے؟ ایک لکھی ہوئی کتاب جس پر مقرب فرشتے گواہ ہیں) اور ان کو مشک کی مہر زدہ شراب پلائی جائے گی۔

آپؑ نے فرمایا: یہ مشروب وہ پانی ہے کہ جب مومن اس پانی کو پیے گا تو وہ مشک کی خوشبو پائے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ اللہ کے غیر کے لیے بھی شرک کو ترک کردے گا اللہ اس کو بھی رحیق ومختوم سے سیراب کرے گا۔

راوی نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! کیا غیر اللہ کے لیے بھی ترک کردے؟

تو آپؑ نے فرمایا: ہاں، اپنے آپ کو شراب سے بچانا ہے اور اس آیت: وَفِيْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴿۲۶﴾ (اور سبقت کرنے والے کو اس امر کی طرف سبقت کرنی چاہیے) کے ذیل میں فرمایا: وہ ثواب جو ہم نے ذکر کیا ہے، مومنین کو چاہیے کہ وہ اس ثواب کو طلب کریں اور اس آیت: وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ (وہ مشروب میں تسنیم کے پانی کی آمیزش ہوگی) کے ذیل میں ذکر فرمایا: تسنیم سنّم کا مصدر ہے، مراد ہے بلند ہونا۔ اور اس کو تسنیم اس لیے کہا گیا ہے کہ اہل جنت کا سب سے بالاترین اور ارفع ترین مشروب ہوگا۔ یا پھر اس وجہ سے کہا

https://www.shiabookspdf.com

گیا ہے کہ یہ بلندی سے آئے گا۔

آپؑ نے فرمایا: اہل جنّت کا اشرف ترین شراب تسنیم اُوپر سے آئے گی اور ان کے اُوپر کی منازل ہوں گی اور ایک چشمہ ہے جس سے مقرب بندے نوش کریں گے۔

فرمایا: وہ مقرب بندے رسولِؐ خدا، جنابِ خدیجۃ الکبریٰؑ اور جناب علی ابن ابی طالبؑ ہیں اور اُن کی ذُریت کو ان کے ساتھ ملحق کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (سورۂ طور: آیت ۲۱) ''ہم ان کے ساتھ اُن کی ذُریت کو بھی ملحق کریں گے''۔ مقرب تسنیم سے خالص مشروب نوش کریں گے اور دوسرے لوگوں کو یہ مشروب دوسرے پانی کے ساتھ ملا کر پلایا جائے گا۔

حدیث 11 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپؐ نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور اتنا بلند کیا یہاں تک کہ اُن کی بغل کی سفیدی نظر آئی۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو میرے ساتھ سات خصال (خصوصیات) میں شریک کیا ہے۔

جناب جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں وہ سات خصال کیا ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: [۱] سب سے پہلے قبر سے مجھے نکالا جائے گا اور علیؑ میرے ساتھ ہوگا۔

[۲] سب سے پہلے پُل صراط سے میں عبور کروں گا اور علیؑ میرے ساتھ ہوگا۔

[۳] سب سے پہلے جنّت کے دروازے پر میں دستک دوں گا اور علیؑ میرے ساتھ ہوگا۔

[۴] سب سے پہلے علیین میں سکونت میں اختیار کروں گا اور علیؑ میرے ساتھ ہوگا۔

[۵] سب سے پہلے جنّت کی حُورالعین سے شادی میں کروں گا اور علیؑ میرے ساتھ ہوگا۔

[۶] سب سے پہلے رحیق مختوم سے مجھے سیراب کرایا جائے گا اور علیؑ میرے ساتھ ہوگا۔ اور سب سے پہلے جنّت میں میں داخل ہوں گا اور علیؑ میرے ساتھ ہوگا۔

حدیث 12 تاویل الآیات میں نیز حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے

https://www.shiabookspdf.com

ہیں کہ نبی خدا ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَمِزَاجُهٗ مِنْ تَسْنِيْمٍ ﴿۲۷﴾ کے بارے میں فرمایا: اہل جنت کا سب سے اشرف و اعلیٰ مشروب تسنیم ہے جس کو محمدؐ و آلِ محمدؐ نوش کریں گے اور یہ ہی وہ ہیں جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا: السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾ (سورۂ واقعہ: آیت ۱۰-۱۱) وہ مقرب رسولؐ خدا، حضرت خدیجہؑ، حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ اور اُن کی ذُریت کہ ایمان میں اُن کی اِتباع کرے گی۔ اور وہ چشمہ ان کے گھروں کے اُوپر سے آئے گا۔ نیز آپؑ سے نقل ہوا ہے: تسنیم اہل جنت کا سب سے اشرف و اعلیٰ مشروب ہے جو خالص محمدؐ و آلِ محمدؐ نوش کریں گے اور دوسرے مومنین اس کو کسی دوسرے مشروب میں مخلوط شدہ نوش کریں گے۔

حدیث 13 تاول الآیات میں جناب جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل ہوا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں موجود تھا کہ حضرت علیؑ تشریف لائے۔ پس آپؐ نے ان کو اپنے قریب کیا اور ان کی پیشانی کو مسح کیا اور فرمایا: اے ابوالحسنؑ! کیا میں آپؑ کو وہ بشارت دوں جو حضرت جبرئیلؑ نے مجھے دی ہے؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسولؐ اللہ۔!

رسولؐ خدا نے فرمایا: اے علیؑ! جنت میں ایک چشمہ ہے جس کو تسنیم کہا جاتا ہے۔ جس سے دو مختلف رنگ کی نہریں نکلتی ہیں کہ اگر دُنیا کی کشتیاں اس میں چلنا چاہیں تو چل سکتی ہیں اور اس کے کنارے ایسے درخت ہیں کہ جن کی شاخوں پر لؤلؤ و مرجان ہیں اور اس کی گھاس زعفران کی ہے اور اس پر نُورانی کرسیاں ہیں جن پر وہ لوگ ہوں گے جن کی پیشانیوں پر نُور سے لکھا ہوگا۔ یہ علی ابن ابی طالبؑ کے مُحب ہیں۔

جو اہل جرم ہوں گے

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبایہ بن ربعیؒ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام جب بھی قریش کے لوگوں کے پاس سے گزرتے تو وہ ایک دوسرے سے کہتے: اس کی طرف دیکھو یہ وہ ہے جس کو محمدؐ نے ہمارے لیے چُنا ہے اور اپنے خاندان میں سے اس کو مختار کیا ہے۔ پھر وہ آپؑ کی طرف آنکھوں سے اشارہ کرتے تھے تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں: اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، انھوں نے اس آیت: اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَكُوْنَ﴿۲۹﴾ کے ذیل میں فرمایا: وہ بندہ حرث بن قیس تھا۔ اس کے ساتھ چند لوگ اور بھی تھے جب حضرت علی علیہ السلام ان لوگوں کے قریب سے گزرے تو انھوں نے کہا: دیکھو اس بندے کی طرف یہ وہ ہے جس کو محمدؐ نے چُنا ہے اور اپنے خاندان میں سے اسے منتخب کیا ہے۔ پھر ہنسے اور آپؑ کا مذاق اُڑایا۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا اور جنّت اور جہنم کے دروازے کھولے جائیں گے اور حضرت علیؑ جنّت میں ایک تخت پر ہوں گے۔ وہ ان لوگوں سے کہیں گے: آجاؤ پس وہ جیسے ہی دروازے پر آئیں گے تو ان کے سامنے سے دروازہ بند کردیا جائے گا اور پھر حضرت علیؑ بھی مسکرائیں گے اور ان کا مذاق اُڑائیں گے جیسے وہ دُنیا میں کرتے تھے۔

مومنین بھی ان کفّار پر ہنسیں گے

وَاِذَا انْقَلَبُوْۤا اِلٰۤى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِیْنَ﴿۳۱﴾ وَاِذَا رَاَوْهُمْ قَالُوْۤا اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ﴿۳۲﴾ وَمَاۤ اُرْسِلُوْا عَلَیْهِمْ حٰفِظِیْنَ﴿۳۳﴾ فَالْیَوْمَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الْكُفَّارِ یَضْحَكُوْنَ﴿۳۴﴾ عَلَى الْاَرَآئِكِ یَنْظُرُوْنَ﴿۳۵﴾ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ﴿۳۶﴾

[ترجمہ] اور جب وہ اپنے گھروں کی طرف لوٹتے تو اِتراتے ہوئے لوٹتے تھے اور جب وہ مومنین کو دیکھتے تو کہتے: یہ یقیناً گمراہوں میں سے ہیں حالانکہ وہ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ پس آج اہل ایمان کفّار پر ہنس رہے ہیں۔ مسندوں پر بیٹھے ہوئے (کفّار کا انجام) دیکھ رہے ہیں کہ کیا کفّار کو ان کی حرکتوں کا بدلہ دیا گیا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابومجاہد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے

https://www.shiabookspdf.com

اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا کے ذیل میں ذکر کیا ہے کہ قریش کے کچھ لوگ کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے اور وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کا مذاق اُڑاتے تھے۔ پس ایک دن حضرت علیؑ ان کے قریب سے گزرے۔ آپؑ کے ساتھ چند اصحاب بھی موجود تھے۔ پس ان لوگوں میں سے بعض ہنسے اور آپؑ کی طرف آنکھ سے اشارہ کیا اور کہا: یہ محمدؐ کا بھائی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا کَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَضْحَکُوْنَ ﴿۲۹﴾ (تحقیق وہ لوگ جنھوں نے جرم کیا اور وہ ان سے ہیں جنھوں نے ایمان کو قبول کیا اور وہ ہنستے ہیں اور مذاق اُڑاتے ہیں)۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ حضرت علیؑ اور ان کے ساتھیوں کو جنّت میں داخل کرے گا تو وہ ان کفار کے سامنے آئیں گے اور ان کفار کی طرف دیکھیں گے۔ پس یہ بھی ان کفار کا مذاق اُڑائیں گے اور ان کی حالت پر ہنسیں گے۔ اسی کو اللہ کا قول بیان کرتا ہے کہ ایمان والے بھی کفار پر ہنسیں گے۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عبدالرحمٰن بن سالم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان آیات: (اِنَّ الَّذِیْنَ اَجْرَمُوْا کَانُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا .....سورہ کے آخر تک) کے ذیل میں فرمایا: یہ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور وہ لوگ جو آپؑ کا مذاق اُڑاتے اور ہنستے تھے وہ بنواُمیہ اور منافقین تھے۔ ایک دن حضرت علیؑ بنواُمیہ کے افراد اور منافقین کے قریب سے گزرے تو انھوں نے آپؑ کا مذاق اُڑایا تھا۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوحمزہ ثمالی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو دو تخت جنّت سے نکالے جائیں گے اور ان کو جہنم کے کنارے پر رکھا جائے گا۔ پھر حضرت علیؑ کو لایا جائے گا۔ آپؑ کو ان پر بٹھایا جائے گا۔ پس آپؑ ان پر تشریف فرما ہوں گے تو کفار کو جہنم میں دیکھ کر مسکرائیں گے اور جب آپؑ مسکرائیں گے تو جہنم کو پلٹ دیا جائے گا۔ اُوپر والا حصّہ نیچے اور نیچے والا حصّہ اُوپر ہو جائے گا۔ پھر حضرت علیؑ کے دو بڑے دشمنوں کو جہنم سے باہر نکالا جائے گا اور ان کو حضرت علیؑ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ وہ اس وقت عرض کریں گے: یا امیرالمومنینؑ! اے رسولؐ خدا کے وصیؑ! کیا آپؑ ہم پر رحم نہیں کریں گے اور اپنے ربّ کے سامنے ہماری شفاعت نہیں کریں گے؟ پس حضرت علیؑ ان دونوں پر مسکرائیں گے اور پھر دوبارہ ان کو واپس جہنم میں ڈال

https://www.shiabookspdf.com

دیا جائے گا اور ان دونوں تختوں کو واپس اپنی جگہ پلٹا دیا جائے گا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: فَالْيَوْمَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا..... پس آج مومنین کفار پر ہنس رہے ہیں جو مزین تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ کیا اب کافروں نے اپنے اعمال کا عوض لے لیا ہے؟

حدیث 4 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب شواہد التنزیل سے نقل کیا ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا..... سے مراد قریش کے منافقین ہیں اور الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سے مراد حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ذکر کیا ہے کہ وہ مجرم لوگ جو مومنین کا مذاق اُڑاتے تھے اور ان پر ہنستے تھے اور ان کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ ان کے حالات کو اللہ نے ان آیات میں بیان کیا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ﴿۲۹﴾ تحقیق مجرم لوگ دُنیا میں مومنین کا مذاق اُڑاتے تھے۔ جب وہ ان کے پاس سے گزرتے جب وہ مومنین کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ گمراہ لوگ ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان کو ان پر نگران نہیں بنایا گیا۔ پھر جب قیامت کا دن ہوا تو ایمان والے ان کفار پر ہنسیں گے اور ایمان والے مزین تختوں پر ہوں گے اور کفار کے عذاب کو دیکھیں گے اور ان پر ہنسیں گے۔

مجرموں کے دل زنگ آلودہ ہو چکے ہیں

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے دل میں سفید نکتہ ہوتا ہے جب وہ بندہ گناہ کرتا ہے تو اس سفید نکتہ سے ایک سیاہ نکتہ نکلتا ہے۔ پھر اگر وہ توبہ کر لے تو وہ سیاہ نکتہ زائل ہو جاتا ہے اور اگر وہ گناہوں پر باقی رہے تو اس سیاہی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ سیاہی اس سفیدی کو ختم کر دیتی ہے اور جب اس کی وہ سفیدی کو سیاہی ڈھانپ لے تو پھر وہ بندہ خیر کی طرف کبھی نہیں پلٹے گا اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول: كَلَّا بَلْ سكتة رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (ایسا ہرگز نہیں بلکہ ان کے بداعمال کی وجہ سے ان کے دلوں کو زنگ لگ چکا ہے) بیان فرما رہا ہے۔

حدیث 2 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی گذشتہ حدیث کو جناب زرارہ سے

https://www.shiabookspdf.com

نقل کیا ہے، نیز علامہ نے لکھا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دل زنگ آلودہ ہوجاتے ہیں۔ پس جب اللہ کی نعمات کو یاد کیا جائے تو وہ زنگ ختم ہوجاتا ہے۔

حدیث 3 الاختصاص میں جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں ہے مگر اس کے دل میں ایک سفید نکتہ ہوتا ہے۔ پس جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس سفید نکتہ کے اندر ایک سیاہ نکتہ نکل آتا ہے۔ پس اگر وہ بندہ گناہوں پر باقی رہے اور گناہ کرتا رہے تو اس سیاہ نکتہ میں وسعت پیدا ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کی سیاہی سفیدی پر غالب آجاتی ہے۔ اور جب اس کی سیاہی اس پر غالب آجائے تو پھر وہ بندہ نیکی و خیر کی طرف کبھی واپس نہیں پلٹتا۔ اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: كَلَّا بَلْ سكتة رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۴﴾ (ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ ان کے دل ان کے گناہوں کی وجہ سے زنگ آلود ہو چکے ہیں)۔

حدیث 4 عیون اخبار الرضاؑ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن الحسین بن فضال سے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ﴿۱۵﴾ (ہرگز نہیں وہ اس دن اپنے ربّ سے پردے میں ہوں گے) کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: اللہ اس سے بلند و بالا ہے کہ اس کو کسی مکان میں مقید کیا جائے تا کہ وہ اپنے بندوں سے چھپ جائے وہ مراد ہے کہ اس دن وہ اپنے ربّ کے ثواب سے دُور ہوں گے اور محروم ہوں گے۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الانشقاق

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ انفطار کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی پچیس (۲۵) آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

اس کی فضیلت سورۂ انفطار میں بیان ہوچکی ہے۔

حدیث 1 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا قیامت والے دن پشت سر سے نامۂ اعمال دیئے جانے سے اللہ اسے محفوظ رکھے گا اور اگر اس کو لکھ کر اس حاملہ عورت کے گلے میں ڈال دیا جائے جس کے لیے بچے کی پیدائش ہونی ہو تو اسی وقت اس کا بچہ پیدا ہوجائے گا اور اگر اس عورت پر اس سورہ کی تلاوت کی جائے تو بھی اس کا بچہ جلدی پیدا ہوجائے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر اس سورہ کو لکھ کر اس عورت کے گلے میں ڈال دیا جائے جو دردِ زہ میں مبتلا ہو اور اس کے لیے وہ درد سخت ہوچکی ہو تو وہ بچہ پیدا کردے گی۔ اس عورت کو باندھنے والا ڈر جائے گا۔ ایسا نہ ہو کہ اس کے شکم میں جو کچھ وہ سب باہر نہ آجائے اور اس سورہ کے تعویذ کو چوپائے پر باندھ دیا جائے تو وہ تمام آفات سے محفوظ رہے گا۔ اور اگر اس کو دیوار پر لٹکا دیا جائے تو وہ دیوار تمام حوادث سے محفوظ رہے گی۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۙ﴿۱﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۙ﴿۲﴾ وَاِذَا الْاَرْضُ
مُدَّتْ ۙ﴿۳﴾ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۙ﴿۴﴾ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۙ﴿۵﴾
يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۚ﴿۶﴾ فَاَمَّا مَنْ
اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ﴿۷﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۙ﴿۸﴾ وَّيَنْقَلِبُ
اِلٰۤى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۹﴾ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِىَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ فَسَوْفَ
يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ؕ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ كَانَ فِىْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ؕ﴿۱۳﴾
اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۛ﴿۱۴﴾ بَلٰى ۚ اِنَّ رَبَّهٗ كَانَ بِهٖ بَصِيْرًا ؕ﴿۱۵﴾ فَلَاۤ اُقْسِمُ
بِالشَّفَقِ ۙ﴿۱۶﴾ وَالَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۙ﴿۱۷﴾ وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ۙ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ
طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ؕ﴿۱۹﴾ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۲۰﴾ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ
الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ۩﴿۲۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُكَذِّبُوْنَ ۘ﴿۲۲﴾ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِمَا يُوْعُوْنَ ۖ﴿۲۳﴾ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۲۴﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ؕ﴿۲۵﴾

[ترجمہ] جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے ربّ کے حکم کی تعمیل کرے گا جو اس کا حقدار ہے اور جب زمین پھیلا دی جائے گی اور جو کچھ اس کے اندر ہے وہ اسے اُگل دے گی اور خالی ہو جائے گی اور وہ اپنے ربّ کے حکم کی تعمیل کرے گی۔ وہ اس کے لیے سزاوار ہے۔ اے انسان! تو مشقت اُٹھا کر یقیناً اپنے ربّ کی طرف جانے

https://www.shiabooks.pdf.com

والا ہے۔ پھر اس سے ملنے والا ہے۔ پس جس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا اس سے عنقریب تھوڑا سا حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوشی خوشی پلٹ جائے گا۔ اور جس کا نامۂ اعمال اس کی پشت سر دیا جائے گا۔ پس وہ موت کو پکارے گا اور وہ جہنم میں جھلسے گا۔ بلاشبہ یہ اپنے گھر والوں میں خوش رہتا تھا۔ بے شک اسے گمان تھا کہ اس نے لوٹ کر اپنے ربّ کی طرف جانا ہی نہیں۔ ہاں اس کا ربّ یقیناً اس کے عمل کو دیکھ رہا تھا۔ مجھے قسم ہے شفق کی اور رات کی اور جسے وہ سمیٹ دیتی ہے۔ اور چاند کی جب وہ کامل ہوجائے گا۔ تمھیں مرحلہ بہ مرحلہ گزرنا ہے۔ پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے اور جب قرآن پڑھ کر ان کو سنایا جاتا ہے تو یہ سجدہ کیوں نہیں کرتے بلکہ یہ کافر اس کی تکذیب کرتے ہیں اور جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اللہ اسے خوب جانتا ہے۔ پس انھیں دردناک عذاب کی بشارت دیں سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔ ان کے لیے ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۙ① کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے قیامت کا دن مراد ہے کہ جب آسمان پھٹ جائے گا اور اس آیت: وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۙ② کے ذیل میں لکھا ہے: آسمان اپنے ربّ کے حکم کی اطاعت کرے گا اور اس پر حق ہے کہ وہ اپنے ربّ کے حکم کی اطاعت کرے یعنی اس پر لازم و واجب ہے۔ اور اس آیت: وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۙ③ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۙ④ کے ذیل میں لکھا ہے کہ مدت الارض سے مراد ہے کہ زمین پھٹ جائے گی اور جو انسان اس کے اندر ہوں گے وہ سب کو باہر نکال دے گی اور خود انسانوں سے خالی ہوجائے گی اور اس آیت: يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا کے ذیل میں لکھا ہے کہ اے انسان! خواہ نیکی کر یا برائی تو اپنے اعمال کے ساتھ ضرور اپنے ربّ سے ملاقات کرنے والا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

جناب ابوالجارود نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: فَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ ۙ﴿۷﴾ کے بارے میں فرمایا: یہ بندہ ابوسلمہ عبداللہ بن عبدالاسود بن ہلال مخزومی ہے جس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور اس آیت: وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۙ﴿۱۰﴾ (جس کو نامۂ اعمال اس کے پشت سر سے دیا جائے گا) کے ذیل میں فرمایا: یہ اس کا بھائی اسود بن عبدالاسود بن ہلال مخزومی تھا۔ یہ وہ تھا جس کو جناب حمزہؓ نے جنگ بدر میں قتل کیا تھا اور اس آیت: فَسَوْفَ یَدْعُوْا ثُبُوْرًا ﴿۱۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ ثبور سے مراد ویل ہے۔ وہ ویل کو پکارے گا اور اس آیت: اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ یَّحُوْرَ ﴿۱۴﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس کافر کا کہنا تھا کہ وہ مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہیں اُٹھایا جائے گا۔ اور اس آیت: فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ﴿۱۶﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ شفق سے مراد سورج کے غروب ہونے کے بعد مغرب والی سرخی کو کہتے ہیں اور اس آیت: وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ ۙ﴿۱۷﴾ (اور رات اور جس کو سمیٹ لیتی ہے) کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد ہر چیز وہاں جائے گی جہاں سے اس کو خلق کیا ہے وہ اسی جگہ ہلاک ہوگی۔

اور اس آیت: لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ کے ذیل میں فرمایا: مراد ہے کہ ایک حال سے دوسرے حال میں داخل ہونا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم ضرور گذشتہ اُمتوں کی روش وسنت پر عمل کرو گے۔ نعل بہ نعل اور قدم بہ قدم، چپہ بہ چپہ، ذراع بہ ذراع، بازو بہ بازو، باغ بہ باغ (دو کھلے ہاتھوں کے برابر فاصلہ) جس جگہ انھوں نے قدم رکھا ہے وہاں تم بھی رکھو گے۔ اور ان کے راستے منحرف نہیں ہوں گے۔ ہر کردار و روش کو تم اپناؤ گے، حتیٰ کہ اگر گذشتہ اُمتیں سوسمار کی بل میں گھسی ہوں گی تم بھی اس میں ضرور گھس جاؤ گے۔

لوگوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا آپؐ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: میری مراد وہ ہے کہ تھوڑا تھوڑا کر کے اسلام کو چھوڑ دیا جائے گا اور سب سے پہلے جس چیز کو چھوڑا جائے گا وہ امامت ہے۔ ایک اور نسخہ میں ہے سب سے پہلے جس چیز کو چھوڑا جائے گا وہ نماز ہے اور اس آیت میں جناب علی بن ابراہیم نے لکھا ہے: فَلَاۤ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ۙ﴿۱۶﴾ یہ سب قسمیں ہیں اور ان کا جواب قسم: لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ کہ ضرور بہ ضرور مختلف مذاہب میں بٹ جاؤ گے۔

حدیث 2 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں

https://www.shiabookspdf.com

نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ بندہ جس کا حساب ہوگا اس کو عذاب ہوگا تو اس کہنے والے نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ﴿٨﴾ (عنقریب ان کا مختصر و آسان حساب ہوگا) تو آپؐ نے فرمایا: یہ اس کی بخشش اور کرم ہے، عفو و درگزر ہے۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ﴿٧﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ﴿٨﴾ وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ﴿٩﴾ (اور جس کو اس کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا پس عنقریب اس کا تھوڑا سا حساب ہوگا اور وہ اپنے اہل کی طرف خوش و خرم لوٹ جائے گا) کے ذیل میں فرمایا: وہ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے شیعہ ہوں گے کہ جن کا نامۂ اعمال ان کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

حدیث 4 کتاب الزہد میں جناب الحسین بن سعید نے جناب القسم بن محمد سے اور انھوں نے جناب علیؑ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب اللہ تبارک و تعالیٰ کسی بندۂ مومن کا حساب لینا چاہے گا تو وہ اس بندۂ مومن کو اس کا نامۂ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گا اور اس کا حساب اس کے اور اس کے اللہ کے درمیان ہوگا (کوئی دوسرا جان نہ سکے گا)۔

پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے بندے! تو نے فلاں فلاں کام کیا تھا؟

تو وہ بندہ عرض کرے گا: ہاں میرے اللہ! میں نے کیا تھا تو اللہ فرمائے گا: میں نے اس کو بخش دیا ہے اور تیرے ان بُرے کاموں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔ اس کے بعد لوگ کہیں گے: سبحان اللہ! یہ کیسا بندہ ہے کہ اس کے نامۂ اعمال میں ایک بھی بُرائی نہیں ہے۔ اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ﴿٧﴾ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا ﴿٨﴾ وَيَنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ مَسْرُورًا ﴿٩﴾ (اور جس کو اس کا نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا پس عنقریب اس کا تھوڑا سا اور آسان حساب ہوگا اور وہ اپنے اہل کی طرف خوش و خرم لوٹ جائے گا)۔

میں نے عرض کیا: اس کے اہل کون ہوں گے؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: جو دُنیا میں اس کے اہل ہوں گے وہی آخرت میں بھی اس کے اہل ہوں گے۔ اگر وہ مومنین ہوئے تو پھر فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بدکار کا حساب لینا چاہے گا تو اس کا حساب سب لوگوں کے سامنے ہوگا اور اس کو رُلائے گا تو اس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دے گا اور اسی کو یہ آیت بیان کرتی ہے: وَاَمَّا مَنْ اُوْتِیَ كِتٰبَهٗ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ ۝ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۝ اِنَّهٗ كَانَ فِيْۤ اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۝ (اور جس کا نامۂ اعمال اس کے پشت سر سے دیا جائے گا وہ عنقریب موت کو پکارے گا اور اس کو جہنم کی آگ میں جھلسایا جائے گا اور وہ بندہ دُنیا میں اپنے گھر والوں کے درمیان خوش وخرم رہتا تھا)۔

راوی: میں نے عرض کیا: اس کے اہل کون ہوں گے؟

آپؑ نے فرمایا: وہی دُنیا والے ہوں گے۔

پھر میں نے اس آیت: اِنَّهٗ ظَنَّ اَنْ لَّنْ يَّحُوْرَ ۝ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: ان کا یقین تھا کہ وہ موت کے بعد دوبارہ نہیں اُٹھائے جائیں گے۔

حدیث 5 کتاب الزہد میں جناب الحسین بن سعید نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن حضرت جبرئیل امینؑ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپؐ کا ہاتھ پکڑا اور بقیع قبرستان کی طرف لے گئے اور ایک قبر پر آئے اور اس قبر کے قریب کھڑے ہوکر حضرت جبرئیلؑ نے صاحبِ قبر کو آواز دی: اللہ کے حکم سے اُٹھو تو اس قبر سے ایک سفید چہرے والا شخص اپنے سر و چہرے سے مٹی کو صاف کرتے ہوئے نکلا اور وہ یوں کہہ رہا تھا: الحمدللہ واللہ اکبر!

پھر حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا: حکمِ خدا سے واپس چلے جاؤ۔ پھر وہ ایک اور قبر پر آئے اور پھر صاحبِ قبر کو آواز دی کہ حکمِ خدا سے اُٹھو۔ پس اس قبر سے ایک سیاہ چہرے والا شخص یہ کہتے ہوئے نکلا: واحسرتاہ واثبورا "ہائے افسوس وحسرت! ہائے موت"۔ تو جنابِ جبرئیلؑ نے پھر اس کو بھی حکم دیا کہ واپس چلے جاؤ۔

پھر فرمایا: اے محمدؐ! قیامت کے دن جب ہم مومنین کو قبروں سے محشور کریں گے تو وہ یوں کہتے ہوئے نکلیں گے کہ الحمدللہ واللہ اکبر! اور جیسا کہ آپؐ نے دیکھا ہے اور کفار کو نامۂ اعمال کے دیئے جانے کی کیفیت یہ ہے کہ ان کا نامۂ اعمال ان کو پشت سر سے دیا جائے گا۔ اور یہ پہلے گزر چکا ہے۔ سورۂ حاقہ میں اللہ نے فرمایا: وَاَمَّا

https://www.maktabah.org

مَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِشِمَالِهٖ ۙ

حدیث 6 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ کے ذیل میں فرمایا: اے زرارہ! کیا یہ اُمت رسولؐ خدا کے بعد فلاں فلاں کے بارے میں ایک حالت سے دوسری حالت میں بدل نہیں جائے گی۔

حدیث 7 کمال الدین وتمام النعمۃ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حنان بن سدیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہمارے قائم علیہ السلام کی غیبت طویل ہوگی۔

راوی: میں نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! وہ کیوں؟

آپؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ چاہتا ہے کہ گذشتہ انبیاءؑ کی سنت و روش کو امام میں جاری کرے۔

سدیر: میں نے عرض کیا کہ کیا یہ ضروری ہے تو آپؑ نے فرمایا: اے سدیر! یہ ضروری ہے کہ وہ ان کی غیبت کی مدت پوری کرے اور لوگ اس مدت میں اس روش پر چلیں گے۔

اللہ فرماتا ہے: لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ یعنی اپنے سے قبل والوں کی سنن اور روش پر ضرور چلیں گے۔

حدیث 8 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب ابن جبیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اس آیت: لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾ کے ذیل میں فرمایا ہے کہ یارسولؐ! آپؐ کو ضرور بر ضرور معراج کی رات ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف بلند کیا جائے گا۔

پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات تھی اور میں قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ﴿۹﴾ کے منزل و مقام پر تھا تو میرے ربّ نے مجھے فرمایا: اے محمدؐ! میری طرف سے تجھے سلام ہو۔ اور علیؑ ابن ابی طالبؑ کو بھی میری طرف سے سلام کہنا اور اس سے کہنا: میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جو اس سے محبت کرے میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔ اے محمدؐ! اپنی محبت کی وجہ سے میں علیؑ ابن ابی طالبؑ کے لیے اپنے نام سے ایک نام بنایا ہے۔ میں علی عظیم ہوں وہ علی ہے اور میں محمود ہوں اور تو محمدؐ ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

اے محمدؐ! اگر کوئی بندہ نوسو پچاس سال میری عبادت کرے اور چار مرتبہ اس جملے میں تکرار فرمایا اور وہ قیامت کے دن مجھ سے ملاقات کرے اس کے لیے میرے پاس علیؑ ابن ابی طالبؑ کی نیکیوں میں ایک نیکی ہوئی تو میں وہ بھی اس کو دے دوں گا۔ پھر اس آیت: فَمَا لَهُمْ یعنی ان منافقین کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٠﴾ کہ وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کی فضیلت پر ایمان کیوں نہیں لاتے؟

حدیث 9 مجمع البیان میں علامہ الطبرسی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے آیت: طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿١٩﴾ کے ذیل میں فرمایا: تم اپنے سے قبل والوں کی سنن اور اَحوال کو ضرور اپناؤ گے۔ اور احتجاج میں علامہ نے امیرالمومنین علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تم اپنے سے قبل والی اُمتوں کے نقش قدم پر ضرور چلو گے۔ ان کی مانند اوصیاء کے ساتھ دھوکا کرو گے جیسے انھوں نے نبیوںؑ کے بعد اوصیاءؑ کے ساتھ کیا تھا۔

maablib.org

https://www.ahlehaq.pdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ البروج

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ شمس کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی آیات بائیس (۲۲) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یونس بن ظبیان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ بروج کی اپنی واجب نمازوں میں تلاوت کرے گا کیونکہ یہ سورۂ انبیاءؑ کی سورہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو انبیاءؑ ومرسلینؑ کے ساتھ محشور کرے گا اور ان کے ساتھ قیامت کے دن کھڑا کرے گا، یعنی جگہ دے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ بروج کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جتنے لوگ جمعہ کی نماز میں شریک ہوئے ہوں گے اور جتنے بندے عرفات میں جمع ہوئے ہوں گے ان کی تعداد کے دس برابر اجروثواب عطا فرمائے گا۔ نیز فرمایا: اس سورہ کی تلاوت خوف اور سختیوں سے نجات کا موجب بنے گی۔

حدیث 3 خواص القرآن میں نیز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا اس کے لیے اجرِ عظیم ہے اور خوف وسختیوں کے مقامات پر امن میں رہے گا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر اس سورہ کو لکھ کر اس شیر خوار بچے کے گلے میں ڈال دیا جائے جس کا دودھ چھڑانا ہو تو وہ بچہ آسانی سے دودھ چھوڑ دے گا اور جو بندہ رات بستر پر اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو وہ حکمِ خدا سے صبح تک اللہ کے حفظ وامان میں رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ ①

[ترجمہ] برجوں والے آسمان کی قسم۔

تفسیر

حدیث 1 الاختصاص میں جناب شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الاصبغ بن نباتہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر عبادت ہے اور میرا ذکر عبادت ہے اور علیؑ کا ذکر عبادت ہے اور علیؑ کی اولاد سے ائمہؑ کا ذکر عبادت ہے۔

پھر فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے تمام مخلوقات میں سے افضل و خیر قرار دیا ہے۔ تحقیق میرا وصی تمام اوصیاءؑ سے افضل ہے۔ وہ اللہ کے بندوں پر اللہ کی حجت ہے اور اس کی مخلوق پر اس کا خلیفہ ہے اور اس کے بعد اس کی اولاد میں سے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام میرے بعد ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اہل زمین سے اپنے عذاب کو روک کر رکھا ہے۔ اور ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آسمان کو روک کر رکھا ہے کہ وہ زمین پر نہ گرے۔ مگر جب اس کا حکم ہوگا اور ان کی وجہ سے اس نے پہاڑوں کو روک رکھا ہے کہ وہ حرکت نہ کریں اور ان کی وجہ سے وہ اپنی مخلوق کو بارش سے سیراب کرتا ہے۔ ان کی وجہ سے زمین سے نباتات اُگاتا ہے۔ یہ اللہ کے برحق اولیاء ہیں اور اس کے سچے خلفاء ہیں اور ان کی تعداد مہینوں کی تعداد بارہ (۱۲) کے برابر ہے۔

پھر فرمایا: اے ابن عباسؓ! کیا تو تصور کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے برجوں والے آسمان کی قسم کھائی ہے وہ کون سا ہے؟ وہ آسمان کون سا ہے اور وہ بروج کون سے ہیں؟

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! وہ کون سے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: وہ آسمان میں ہوں اور وہ برج میرے بعد ائمہ ہدیٰؑ ہیں جن کا پہلا علیؑ ابن ابی طالبؑ اور

https://www.shiabookspdf.com

آخری مہدیؑ ہے۔

شاہد و مشہود سے کیا مراد ہے؟

وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ ۝٢ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝٣

[ترجمہ] اور قسم ہے وعدہ کیے گئے دن کی۔ شاہد کی قسم اور مشہود کی قسم۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن یحییٰ سے اور انھوں نے جناب سلمۃ بن خطاب سے اور انھوں نے جناب علی بن حسان سے اور انھوں نے جناب عبدالرحمٰن بن کثیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝٣ کے ذیل میں فرمایا: شاہد رسولؐ خدا ہیں اور مشہود امیر المومنین علیؑ ہیں۔

حدیث 2 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن علی الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝٣ کے ذیل میں فرمایا: شاہد جمعہ کا دن ہے اور مشہود سے مراد یوم عرفہ ہے۔

حدیث 3 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: شاہد جمعہ کا دن ہے اور مشہود عرفہ کا دن اور موعود قیامت کا دن ہے (جس کا وعدہ کیا گیا ہے وہ قیامت کا دن ہے)۔

حدیث 4 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یعقوب بن شعیب سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ۝٣ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: شاہد عرفہ کا دن ہے۔

حدیث 5 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن ہاشم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک [illegible] سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب ابرش کلبی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے

https://www.shiabookspdf.com

اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے ابرش! تجھے کیا کہا گیا ہے؟

اس نے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے اور مشہود سے مراد عرفہ کا دن ہے۔

امامؑ نے فرمایا: اے ابرش! ایسا نہیں ہے جیسا لوگ کہتے ہیں بلکہ شاہد سے مراد عرفہ کا دن ہے اور مشہود قیامت کا دن ہے۔ کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ (سورۂ ہود: آیت ۱۰۳) (ایسا دن ہوگا جس میں لوگوں کو جمع کیا جائے گا وہ ایسا دن ہوگا جو مشہود ہوگا)۔

حدیث 6 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: شاہد جمعہ کا دن اور مشہود عرفہ کا دن اور موعود قیامت کا دن ہے۔

حدیث 7 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام ابوجعفر محمد بن علی علیہ السلام کے غلام جناب عبدالرحمٰن بن کثیر الہاشمی سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ ﴿۳﴾ کے ذیل میں فرمایا: شاہد رسولِ خداؐ ہیں اور مشہود علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔

حدیث 8 تفسیر العیاشی میں جناب محمد بن مسلم سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ (سورۂ ہود: آیت ۱۰۳) کے بارے میں فرمایا: یہ قیامت کا دن ہے اور قیامت کا دن ہی موعود ہے جس کا لوگوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔

اصحاب الخدود

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ﴿۴﴾ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ ﴿۵﴾ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ ﴿۶﴾ وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ﴿۷﴾ وَمَا نَقَمُوْا

https://www.shiabookspdf.com

مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ﴿۸﴾

[ترجمہ] خندقوں والے ہلاک کر دیئے گئے۔ وہ آگ جو ایندھن والی ہے جب وہ اس کے کنارے پر بیٹھے تھے اور وہ مومنین کے ساتھ روا رکھے گئے اپنے سلوک کا مشاہدہ کر رہے تھے اور وہ ایمان والوں سے فقط اس وجہ سے دشمنی رکھتے تھے کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتے تھے۔ جو بڑا غالب آنے والا اور قابلِ حمد ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ذکر کیا کہ وہ جس نے حبشہ کے بادشاہ کو یمن کے غارت کرنے میں تشویق و ترغیب دی وہ ذونواس تھا کہ جو حمیر قبیلہ کا آخری بادشاہ تھا۔ وہ یہودی ہوگیا اور اس کے ساتھ باقی حمیر قبیلہ کے افراد بھی یہودی ہوگئے اور اس بادشاہ نے اپنا نام یوسف رکھ لیا اور وہ ایک زمانہ طویل اسی یہودیت پر قائم رہا۔ پھر اسے خبر ملی کہ نجران ایک قوم ہے جو نصرانیت پر باقی ہے اور ان کا دین حضرت عیسیٰؑ کا دین ہے اور وہ انجیل کو حاکم مانتے ہیں اور ان کا سربراہ عبداللہ بن یرمامن ہے۔ پس یوسف کے اہل دین نے اس کو آمادہ کیا کہ وہ ان کی طرف جائے اور ان کو یہودی مذہب کو اختیار کرنے پر آمادہ کرے اور ان کو یہودی مذہب میں داخل کیا جائے۔ پس وہ بادشاہ نجران کی طرف روانہ ہوا اور جب نجران میں داخل ہوگیا تو پھر اس نے نصرانیت پر قائم لوگوں کو جمع کیا اور ان پر یہودی مذہب کو پیش کیا اور اس مذہب کو اختیار کرنے کا حکم دیا تو ان لوگوں نے انکار کر دیا۔ پھر ان کے درمیان بحث و مباحثہ ہوا اور ان پر سختی کی اور ان کو ڈرایا گیا لیکن ان لوگوں نے پھر بھی انکار کیا۔ پھر ان کو کہا گیا: یا یہودی ہوجاؤ یا قتل ہونے کے لیے آمادہ ہوجاؤ۔ تو ان لوگوں نے قتل ہونے کو قبول کیا تو بادشاہ نے ان کے لیے ایک خندق کھودی اور اس میں لکڑیاں بھریں اور ان کو آگ لگائی تو اس قوم میں سے بعض کو آگ میں جلا دیا اور بعض کو تلوار سے قتل کر دیا اور بعض کا مُثلہ کر دیا تو قتل ہونے والے اور آگ میں جلائے جانے والوں کی کُل تعداد بیس ہزار تھی۔ ان میں سے ایک بندہ جس کا نام دوس ذوثعلبان تھا وہ نصرانی ان سے اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر فرار کرگیا۔ یوسف کے لشکر کے کچھ افراد اس کے تعاقب میں گئے۔ ریگستان میں اس کا تعاقب کرنے والے عاجز آگئے تو ذونواس اپنے لشکر میں واپس آگیا تو اللہ نے ان کے بارے میں فرمایا: قُتِلَ

https://www.shiabookspdf.com

اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ۙ﴿۵﴾ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ ۙ﴿۶﴾ (اصحاب خدود قتل ہو گئے۔ وہ آگ ایندھن والی تھی)۔

حدیث 2 کتاب المقنعۃ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابورافع سے نقل کیا ہے اور انھوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے ایک طویل حدیث میں فرمایا: بھرزیہ یا مھرزیہ بن بخت نصر نے سولہ سال اور بیس روز حکومت کی۔ اس نے حضرت دانیال کو گرفتار کیا اور اس کے لیے زمین میں ایک گڑھا کھودا اور اس میں جناب دانیال اور ان کے پیروکاروں کو ڈال دیا اور ان کے اُوپر آگ ڈال دی۔ جب اس نے دیکھا کہ ان لوگوں کو آگ کوئی نقصان نہیں دے رہی اور آگ ان کے قریب نہیں آرہی تو پھر اس نے ایک کنویں میں ان افراد کو گرایا جس میں شیر اور دوسرے درندہ جانور تھے۔ اور اس نے ان کو بدترین اور سخت ترین سزا دی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس ظالم سے نجات عطا فرمائی اور یہ وہی لوگ تھے جن کے بارے میں اللہ نے ذکر کیا: قُتِلَ اَصۡحٰبُ الۡاُخۡدُوۡدِ ۙ﴿۵﴾ النَّارِ ذَاتِ الۡوَقُوۡدِ ۙ﴿۶﴾

الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ ﴿۹﴾ اِنَّ الَّذِیۡنَ فَتَنُوا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَالۡمُؤۡمِنٰتِ ثُمَّ لَمۡ یَتُوۡبُوۡا فَلَہُمۡ عَذَابُ جَہَنَّمَ وَلَہُمۡ عَذَابُ الۡحَرِیۡقِ ﴿۱۰﴾

[ترجمہ] وہی جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر رہا ہے جس نے مومنین و مومنات کو اذیت دی۔ پھر توبہ نہ کی ان کے لیے یقیناً جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلنے کا عذاب ہے۔

تفسیر

حدیث 1 محاسن میں جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی نے جناب جابر الجعفی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک نبیؑ حبشی کو ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا تو انھوں نے نبیؑ خدا کے مقابلہ میں جنگ کی اور نبیؑ اور آپؑ کے اصحاب کو گرفتار کیا۔ بعض کو قتل کیا اور بعض کو آگ میں ڈالنے کے لیے ایک گڑھا کھودا اور اس میں [illegible] کی اور ان افراد کو اس کے کنارے

https://www.shiabookspdf.com

پر کھڑا کیا اور کہا: جو ہمارے ساتھ ہے وہ ایک طرف ہو جائے اور جو نبیؑ کے ساتھ ہے وہ آگ میں کود جائے۔ تو مومنین شوق سے آگ میں کودنے لگے۔ ان میں ایک عورت تھی جس کا ایک ماہ کا بچہ تھا۔ وہ بچے کی خاطر ڈر رہی تھی تو بچے نے کہا: اماں! مت ڈرو آگ میں کود جاؤ۔ پس وہ عورت بھی بچے سمیت آگ میں کود گئی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِیْرُ ﴿۱۱﴾ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ ﴿۱۲﴾ اِنَّهٗ هُوَ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ ﴿۱۳﴾ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿۱۴﴾ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ ﴿۱۵﴾ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ﴿۱۶﴾ هَلْ اَتٰىكَ حَدِیْثُ الْجُنُوْدِ ﴿۱۷﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ﴿۱۸﴾ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ تَكْذِیْبٍ ﴿۱۹﴾ وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِیْطٌ ﴿۲۰﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ﴿۲۱﴾ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾

[ترجمہ] تحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دیے ان کے لیے ایسی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ آپؐ کے ربّ کی پکڑ یقیناً بڑی سخت ہے۔ یقیناً وہی خلقت کی ابتداء کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرتا ہے۔ وہ بڑا معاف کرنے والا اور محبت کرنے والا ہے۔ بڑی شان والا عرش کا مالک ہے۔ وہ جو چاہتا ہے اسے خوب انجام دیتا ہے۔ کیا آپؐ کے پاس لشکروں کی حکایت پہنچی ہے۔ فرعون اور ثمود کی بلکہ کفر کرنے والے تو تکذیب میں مشغول ہیں اور اللہ نے ان کے پیچھے سے ان کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ بلکہ یہ قرآن بلند پایہ ہے۔ اس لوح میں ثبت ہے جو محفوظ ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب صباح الازرق سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

https://www.ahlabooks.com

الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِیْرُ ﴿۱۱﴾ کے ذیل میں فرمایا: وہ مومنین حضرت علیؑ اور ان کے شیعہ ہیں۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب عطاء نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، انھوں نے اس آیت: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ..... کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے تصدیق کی اور اللہ پر ایمان لائے اور اس کی وحدانیت کا اقرار کیا اور لا الہ الا اللہ پر ایمان لائے۔ اور وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ ہے جن کو نہ آنکھ نے دیکھا ہوگا اور نہ کانوں سے سنا ہوگا، ایسی جنتیں ہیں۔ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِیْرُ ﴿۱۱﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ اس سے مراد وہ جنت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے کہ عذاب سے بچ گئے ہیں۔

پھر فرمایا: اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِیْدٌ ﴿۱۲﴾ اے محمدؐ! آپؐ کے رب کی گرفت بڑی سخت ہے۔ اور هُوَ یُبْدِئُ وَیُعِیْدُ ﴿۱۳﴾ کے ذیل میں فرمایا: وہی خلقت کی ابتداء کرتا ہے پھر وہ مارتا ہے اور پھر دوبارہ زندہ کرتا ہے۔ اور وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ﴿۱۴﴾ کے ذیل میں فرمایا: وہ اپنے اولیاء اور دوستوں کے لیے بخشنے والا اور اہل اطاعت کو بخشنے والا ہے اور محبت کرنے والا ہے۔

اور پھر جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: ذُو الْعَرْشِ الْمَجِیْدُ ﴿۱۵﴾ کے ذیل میں فرمایا: وہ اللہ ہے جو کریم اور بزرگی والا ہے۔ اور اس قول: بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ ﴿۲۱﴾ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ﴿۲۲﴾ (بلکہ وہ قرآنِ مجید و بزرگی والا ہے جو لوحِ محفوظ میں ثبت ہے) کے ذیل میں فرمایا: لوحِ محفوظ کی دو طرفیں ہیں: ایک طرف عرش کے دائیں جانب ہے اور دوسری طرف حضرت اسرافیلؑ کی پیشانی کے ساتھ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ وحی کا کلام کرتا ہے تو وہ لوح کی طرف حضرت اسرافیلؑ کی پیشانی پر لگتی ہے اور وہ لوحِ محفوظ کو دیکھتا ہے۔ پس جو وحی ہو وہ حضرت جبرئیلؑ کو بیان کر دیتے ہیں۔

http://www.shiabooks.pdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الطارق

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۃ البلد کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی سترہ (۱۷) آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ طارق کو اپنی واجب نمازوں میں پڑھے گا قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں وہ قدرومنزلت پائے گا اور وہ جنّت میں انبیاءؑ کے ساتھ ہوگا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں جتنے ستارے آسمان میں ہیں ان کی تعداد سے دس گناہ زیادہ نیکیاں لکھے گا اور جو اس کو لکھے اور پھر اس کو پانی سے دھو کر اپنے زخم کو دھوئے گا تو اس کا زخم ورم سے محفوظ رہے گا اور اگر وہ کسی ایسی چیز پر پڑھے گا کہ جس کو وہ محفوظ رکھنا چاہتا ہے تو وہ محفوظ رہے گی۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ①

[ترجمہ] آسمان کی قسم اور تاریک رات میں چمکنے والے کی۔

تفسیر

حدیث 1 خصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابان بن تغلب سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ آپؑ کی خدمت میں اہل یمن کا ایک بندہ وارد ہوا۔ پس اس نے آپ کو سلام کیا اور آپؑ نے اس سلام کا جواب دیا اور فرمایا: اے سعد! خوش آمدید۔

اس بندے نے عرض کیا: یہ نام وہ ہے جو میری ماں نے میرا رکھا تھا اور بہت کم لوگ میرے اس نام سے واقف ہیں تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: تو نے سچ کہا ہے اے سعد الموئی۔

اس نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں یہ میرا لقب تھا۔

امامؑ نے فرمایا: القاب میں کوئی خیر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ (سورۂ حجرات: آیت ۱۱) ''ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کرو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام لینا نہایت نامناسب ہے''۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے سعد! کیا کام کرتے ہو؟

اس نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں میں اس گھر کا فرد ہوں جو نجوم کو دیکھتا ہے یعنی علمِ نجوم رکھتا ہے لیکن ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم سے زیادہ کوئی نہیں جانتا۔

امامؑ نے اس سے فرمایا: علمِ نجوم میں زحل ستارہ کیسا ہے؟

اس یمانی نے کہا: یہ ستارہ ہمارے نزدیک منحوس ستارہ ہے۔

www.shiabooks.pdf.com

امامؑ نے اس سے فرمایا: خاموش، ایسا ہرگز نہ کہا، یہ امیرالمومنین علی علیہ السلام کا ستارہ ہے اور یہ ہی وہ نجم ثاقب ہے جس کو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے۔

یمانی نے عرض کیا: نجم ثاقب سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ وہ ستارہ ہے جو ساتویں آسمان پر طلوع کرتا ہے اور وہاں چمکتا ہے یہاں تک کہ دُنیاوی آسمان بھی اس سے روشن ہوتا ہے۔ پس اسی وجہ سے اس کو نجم ثاقب کہا جاتا ہے۔

حدیث 2 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الضحاک بن مزاحم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سے طارق کے بارے میں سوال کیا گیا؟

آپؑ نے فرمایا: آسمانوں میں سب سے اچھا اور احسن ستارہ ہے جس کے بارے میں لوگ نہیں جانتے اور اس ستارے کا نام طارق اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کا نُور ایک آسمان سے دوسرے آسمان سے ہوتا ہوا ساتویں آسمان تک جاتا ہے۔ پھر وہاں سے واپس اس تک آجاتا ہے۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝۱ کے ذیل میں فرمایا: اس مقام پر آسمان سے مراد امیرالمومنین علی علیہ السلام ہیں اور طارق سے مراد وہ ہے جو دن رات کے اتفاقات رُونما ہوتے ہیں ان کی خبر ائمہؑ کے پاس لے کر آتا ہے اور وہ وہ روح ہے جو ائمہ علیہم السلام کے ساتھ ہوتی ہے جو ان کی حفاظت کرتی ہے۔

راوی: میں نے عرض کیا کہ نجم ثاقب سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد رسولِ خدا ہیں۔

پھر آپؑ نے اس قول: اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝۴ (ہر نفس پر ایک نگران ہے) کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد ملائکہ ہیں اور اس آیت: خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ ۝۶ (اس کو ایک اُچھلنے والے پانی سے خلق کیا گیا) کے ذیل میں فرمایا: مَّآءٍ دَافِقٍ سے مراد نطفہ ہے جو پوری قوت سے خارج ہوتا ہے اور اس قول: يَخْرُجُ مِنْۢ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَآئِبِ ۝۷ کے ذیل میں فرمایا: جو مرد کی صُلب سے اور عورت کی چھاتی سے نکلتا ہے۔ ترائب اس کے

https://www.shiabookspdf.com

سینے کی ہڈیاں مراد ہیں۔ اور اس آیت: اِنَّهٗ عَلٰى رَجْعِهٖ لَقَادِرٌ ۝۸ کے ذیل میں فرمایا: جیسے وہ نطفہ سے خلق کرنے پر قدرت رکھتا ہے ویسے ہی وہ دُنیا کی طرف اور قیامت کے دن بھی اُٹھانے پر قدرت رکھتا ہے۔ اس آیت: يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۝۹ کے ذیل میں فرمایا: جس دن سارے راز فاش ہوجائیں گے یعنی ان سے پردے اُٹھا دیئے جائیں گے۔ اور اس آیت: وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۝۱۱ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد آسمان بارش والا ہے۔ اور اس آیت: وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۝۱۲ کے ذیل میں فرمایا: صدع سے مراد نباتات ہیں کہ نباتات اُگانے والی زمین کی قسم! یہ ساری قسمیں ہیں اور جوابِ قسم یہ ہے کہ اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ ۝۱۳ یہ قرآن فیصلہ کرنے والا کلام ہے جو تمسخر اور مذاق نہیں ہے۔ وَّمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۝۱۴ یعنی تمسخر و مذاق نہیں اور اس آیت: اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝۱۵ سے مراد کہ وہ حیلے کرتے ہیں۔ اور اَكِيْدُ كَيْدًا ۝۱۶ کے ذیل میں فرمایا: اللہ کا حیلہ اس کا عذاب ہے جو ان کے حیلوں کا جواب ہوگا۔ اور اس آیت: فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۝۱۷ کے ذیل میں فرمایا کہ آپؐ ان کافروں کو مہلت دے دیں۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَمَا لَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّلَا نَاصِرٍ ۝۱۰ کے ذیل میں آپؑ نے فرمایا: اس کے لیے کوئی قوت و طاقت نہیں ہوگی جس کے ذریعے وہ اپنے خالق پر غالب آجائے اور اس کا کوئی مددگار نہیں ہوگا جو اس کی اللہ کے خلاف مدد کرے گا۔ پھر میں نے اس آیت: اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۝۱۵ وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۝۱۶ (وہ بھی حیلہ کرتے ہیں اور میں بھی حیلہ کرتا ہوں) کے بارے میں سوال کیا۔

امامؑ نے فرمایا: لوگوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف چالیں چلی۔ حضرت علی علیہ السلام کے خلاف اور حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کے خلاف چالیں چلیں اور ان کے خلاف مکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمدؐ! یہ چالیں چل رہے ہیں آپؐ ان کو مہلت دے دیں۔ آپؐ ان کو حضرت قائم علیہ السلام کے ظہور تک کی مہلت دیں پھر وہ قائمؑ میرے لیے ان جابرہ طاغوتوں سے انتقام لے گا، خواہ جابر و طاغوت قریش سے ہو یا بنواُمیہ سے وہ سب سے انتقام لے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الاعلیٰ

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ تکویر کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی انیس (۱۹) آیات ہیں

تلاوت کی فضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی نماز واجب یا نوافل میں سورۃ الاعلیٰ کی تلاوت کرے گا اس کو قیامت کے دن کہا جائے گا کہ تم جنّت کے جس دروازے سے چاہو داخل ہوجاؤ۔

حدیث 2 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوخمیصۃ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اقتداء میں بیس رات نمازیں پڑھیں۔ آپؑ نے سورۃ الاعلیٰ کے علاوہ پہلی رکعت میں کوئی اور سورہ کی تلاوت نہ کی۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اگر تم لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ اس سورۃ میں کتنا اجروثواب ہے تو ہر بندہ دن میں بیس مرتبہ اس کی تلاوت کرے گا۔ اور اگر کوئی بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا گویا اس نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے صحائف کی تلاوت کی ہے۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ اعلیٰ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صحائف اور کتابیں نازل ہوئی ہیں ان کے ہر ہر حرف کے برابر اجروثواب عطا فرمائے گا۔ (یعنی تمام حروف جو ان کی کتابوں میں لکھے گئے ہیں ان حروف کی تعداد کے برابر اس کو اجروثواب دے گا)۔ اور جو بندہ کان کے درد میں مبتلا ہو تو وہ اس سورہ کو پڑھے تو اس درد سے نجات حاصل کرے گا۔ اور اگر ایسے بندے پر پڑھی جائے جو بواسیر میں

https://www.shiabookspdf.com

مبتلا ہو یا وہ خود پڑھے تو اس کی بیماری جڑ سے ختم ہو جائے گی اور اس کا مریض بہت جلدی صحت مند ہو جائے گا۔

حدیث ۴ خواص القرآن میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو کان کے درد یا گردن کے درد والے شخص پر پڑھے گا تو وہ دونوں سے نجات حاصل کرے گا اور بواسیر والے پر پڑھے یا لکھ کر اس کو ڈال دے تو وہ شفایاب ہوگا۔

حدیث ۵ خواص القرآن میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس بندے کے کانوں سے آواز آتی ہو اگر اس پر یہ سورہ پڑھی جائے تو اس کے کان شفایاب ہو جائیں گے۔ اگر کوئی جوڑوں کے درد میں مبتلا ہو تو وہ یہ سورہ پڑھے وہ شفا پائے گا اور بواسیر والے پر پڑھی جائے تو اس کو حکم خدا سے شفاء ملے گی۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ①

[ترجمہ] اے نبیؐ! اپنے عظیم مرتبہ رب اعلیٰ کے نام کی تسبیح کرو۔

تفسیر

حدیث 1 المحاسن میں جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عقبہ بن عامر الجہنی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ؕ نازل ہوئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ اس ذکر کو اپنے رکوع میں قرار دو۔ اور جب یہ آیت: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ① نازل ہوئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا: اس ذکر کو اپنے سجدوں میں قرار دو۔

حدیث 2 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں رکوع میں کون سا ذکر کروں تو یہ آیت: فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ؕ نازل ہوئی اور جب انھوں نے سوال کیا کہ سجدے میں کون سا ذکر پڑھوں تو یہ آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ① نازل ہوئی۔

حدیث 3 الروضۃ الواعظین میں جناب ابن فارسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو کچھ زمین میں خلق کیا ہے خواہ وہ خشکی ہو یا پانی میں اس تمام کی مثال عرش میں پائی جاتی ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول: وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ (سورۂ حجر: آیت ۲۱) (اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے مگر اس کا خزانہ ہمارے پاس موجود ہے)۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر فرمایا: عرش کے ایک پائے سے دوسرے پائے تک کا فاصلہ تیز رفتار پرواز کرنے والے پرندے کے ہزار سال کی پرواز کی مسافت کے برابر ہے اور عرش ہر روز ستر ہزار نُورانی رنگ تبدیل کرتا ہے اور کوئی بھی اس قدر طاقت نہیں رکھتا کہ وہ اللہ کے عرش کی طرف نظر کر سکے اور اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کو عرش کے حلقہ میں خلق کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جس کا نام حزقائیلؑ ہے اور اس کے اٹھارہ ہزار پَر و بال ہیں اور ایک پَر سے دوسرے پَر کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اس کے دل میں خیال آیا کیا عرش کے اُوپر بھی کوئی چیز ہے تو اللہ نے اس کے پَر و بال کی تعداد دو برابر کر دی تو اس نے عرش کے نیچے سے پرواز کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی کہ پرواز کرو۔ پس جناب حزقائیلؑ فرشتے نے اُوپر کی طرف پرواز شروع کی اور بیس ہزار سال تک پرواز کرتا رہا۔ پھر بھی وہ عرش کے ستون کا سر تک نہ پہنچ سکا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے پَر و بال اور قوت کو دو برابر کر دیا۔ اور پھر وہ تیس ہزار سال تک پرواز کرتا رہا لیکن پھر بھی اپنی منزلِ مقصود کو نہ پا سکا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف وحی کی: اے فرشتے! اس قوت اور ان بال و پَر کے ساتھ قیامت تک پرواز کرتے رہو تب بھی تم عرش کے ستونوں کے اُوپر والے سرے تک نہیں پہنچ سکو گے۔

تو اس فرشتے نے عرض کیا: سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی تو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۝۱ نازل فرمائی تو رسولِ خدا نے فرمایا: اس کو اپنے سجود میں قرار دو۔

الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰى ۝۲ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰى ۝۳ وَالَّذِیْۤ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى ۝۴ فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى ۝۵ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ۝۶ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَخْفٰى ۝۷

[ترجمہ] جس نے پیدا کیا پھر توازن قائم کیا اور جس نے تقدیر بنائی اور پھر راہ دکھائی اور جس نے چارہ اُگایا۔ پھر کچھ مدت کے بعد اس کو خشک خاشاک کر دیا۔ عنقریب آپ کو پڑھائیں گے پھر آپ نہیں بھولیں گے مگر جیسے اللہ چاہے وہ ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اپنے سجدوں میں یہ ذکر پڑھو: سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ۔ اس کے بعد اس آیت: الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی ۝۲ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَھَدٰی ۝۳ کے ذیل میں فرمایا: وہ ذات کہ جس نے تمام اشیاء کو تقدیر اوّل میں مقدر کیا اور پھر جس کی طرف چاہا اس کی طرف ہدایت کی (ویسا بنایا)۔ اور اس آیت: وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ۝۴ کے ذیل میں فرمایا: مرعیٰ سے مراد نباتات ہیں۔ فَجَعَلَہٗ غُثَآءً اَحْوٰی ۝۵ کے ذیل میں فرمایا: ان نباتات کو نکالنے کے بعد پھر ان کو خشک و خاشاک بنادیا۔ اور اس آیت: سَنُقْرِئُکَ فَلَا تَنْسٰٓی ۝۶ کے ذیل میں فرمایا کہ ہم آپ کو ایسی تعلیم دیں گے کہ آپ اس کو فراموش نہ کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہُ ط ہاں جو اللہ چاہے گا وہ فراموش کروا دے گا کیونکہ آپ لغوی معنی میں نسیان سے محفوظ نہیں ہیں اور وہ ترک کا معنیٰ ہے اور وہ ذات جو کبھی بھی فراموش نہیں کرتی وہ فقط اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کو کبھی بھی نسیان لاحق نہیں ہوتا۔

حدیث 2 مختصر بصائر الدرجات میں جناب سعد بن عبداللہ نے جناب سعد بن ظریف الخفاف سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: آپؑ اس بندے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو آپؑ سے علم حاصل کرتا ہے اور پھر فراموش کر دیتا ہے، بھول جاتا ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اس کی سرزنش اور ملامت نہیں ہے۔ حجت و سرزنش اس پر ہے جو ہم سے حدیث سنتا ہے اور پھر اس کا انکار کر دیتا ہے یا اس تک پہنچتی ہے اور وہ اس پر ایمان لے کر نہیں آتا اور کفر کرتا ہے۔ بہرحال نسیان کی سزا تم لوگوں سے اُٹھا لی گئی ہے۔ پھر فرمایا: سورہ الاعلیٰ کا شروع نازل ہوا تو رسولِ خدا بھول گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی کوئی سرزنش نہیں کی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس فراموشی کو ختم کرتے ہوئے فرمایا: عنقریب ہم آپؐ کو پڑھائیں گے پھر آپؐ فراموش نہیں کریں گے۔

وَنُیَسِّرُکَ لِلْیُسْرٰی ۝۸ فَذَکِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّکْرٰی ۝۹ سَیَذَّکَّرُ مَنْ یَّخْشٰی ۝۱۰ وَیَتَجَنَّبُھَا الْاَشْقَی ۝۱۱ الَّذِیْ یَصْلَی النَّارَ الْکُبْرٰی ۝۱۲ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی ۝۱۳ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ۝۱۴

https://www.shiabookspdf.com

[ترجمہ] اور ہم آپؐ کے لیے آسان طریقہ فراہم کریں گے۔ پس جہاں نصیحت مفید ہو نصیحت کرتے رہو اور جو شخص خوف رکھتا ہے وہ جلد نصیحت کو قبول کرے گا اور بدبخت اس سے گریز کرے گا جو بڑی آگ میں جھلسایا جائے گا۔ پھر وہ اس میں نہ مرے گا اور نہ جیے گا۔ بتحقیق جس نے پاکیزگی اختیار کی وہ فلاح پائے گا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: فَذَكِّرْ إِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرَىٰ ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہ خطاب اور امر رسولؐ خدا کے لیے ہے: اے محمدؐ! اگر نصیحت مفید ہو تو نصیحت کرو۔ اور اس آیت: سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَىٰ ۝ کے ذیل میں آپؐ نے فرمایا: اے محمدؐ! جو خوفِ خدا رکھتا ہے وہ عنقریب تذکر حاصل کرے گا۔ اس کو آپؐ تذکر کریں اور جو شقی ہوگا وہ آپؐ کے تذکرے سے اجتناب کرے گا اور اس آیت: الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَىٰ ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اس آگ سے قیامت والے دن کی آگ کہ جس میں بندہ نہ مرے گا اور نہ زندہ رہ سکے گا۔ مراد ہے کہ وہ آگ اس طرح ہوگی جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ہر طرف سے موت اس کی طرف آئے گی لیکن وہ مر نہ سکے گا۔ اور اس آیت: قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ۝ کے ذیل میں آپؐ نے فرمایا: مراد زکوٰۃ وفطرہ ہے اور جو اس کو نماز عید سے قبل نکالے گا وہ فلاح پائے گا۔

حدیث 2 التہذیب میں جناب شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: روزہ کا اتمام زکوٰۃ وفطرہ سے ہے جس طرح نماز کا اتمام تشہد میں رسولؐ خدا پر درود پڑھنے سے ہے۔ پس جس نے ماہِ مبارک کے روزے رکھے اور جان بوجھ کر فطرہ ادا نہ کیا تو اس کا کوئی روزہ نہیں۔ جس شخص نے نماز پڑھی اور تشہد میں رسولؐ خدا پر جان بوجھ کر درود نہ پڑھا تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روزے سے قبل زکوٰۃ کا ذکر کیا ہے اور فرمایا:

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ۝ (جس نے زکوٰۃ دی اس نے فلاح پائی اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا اور پھر نماز پڑھی)۔

https://www.shiabookspdf.com

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾

[ترجمہ] اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرو اور پھر نماز پڑھو۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبیداللہ بن عبداللہ الدھقان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے مجھے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ کا کیا معنی مراد ہے؟

میں نے عرض کیا: اس مراد ہے کہ جب بھی اللہ کے نام کا ذکر کرو تو کھڑے ہو کر نماز ادا کرو۔

امامؑ نے فرمایا: اگر یہ مراد ہے تو اللہ نے بہت مشکل کام کا مطالبہ کیا ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان پھر اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس مراد ہے کہ جب بھی اللہ کے نام کا ذکر کرو تو محمدؐ و آل محمدؐ پر درود پڑھو۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں نیز اس آیت: وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد ہے کہ نماز عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور ان ھذا یعنی یہ جو تو نے قرآن کی تلاوت کی ہے یہ حضرت ابراہیم و موسیٰ علیہما السلام کے صحائف میں سے ہے۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب سعد الاسکاف سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں: جناب الاصبغ نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ﴿۱﴾ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: آسمانوں اور زمینوں کی خلقت سے دو ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کے عرش کے پائے پر اس نے لکھا ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَاشْهَدُوْا بِهِمَا وَاَنَّ عَلِيًّا وَصِيُّ مُحَمَّدٍ (کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے جو وحدہٗ لاشریک ہے اور محمدؐ اس کے عبد اور رسولؐ ہیں۔ پس تم ان دونوں کی گواہی دو اور علیؑ محمدؐ کے وصی ہیں)۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے

https://www.shiabookspdf.com

اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفٰى ۝ کے ذیل میں فرمایا: جو کچھ تیرے دل و نفس میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے جو تو ظاہر کرتا ہے یا پوشیدہ رکھے ہوئے ہیں۔ اس کو جانتا ہے۔ اے محمدؐ! عنقریب ہم تمام امور کو آپؐ کے لیے آسان کردیں گے۔

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ۝

[ترجمہ] بلکہ تم دُنیاوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہترین اور بقاء والی ہے۔ پہلے صحیفوں میں بھی یقیناً یہی بات ہے۔ ابراہیمؑ اور موسیٰؑ کے صحیفوں میں۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ سے کیا مراد ہے؟

امامؑ نے فرمایا: ان لوگوں کی ولایت کو تم اختیار کرتے ہو، یعنی ولایتِ حقہ کو دوسری ولایت کے ساتھ مخلوط نہ کرو (یعنی ہم سب کو مانتے ہیں والا فارمولا اختیار نہ کرو)۔

پھر میں نے آپؑ سے اس آیت: وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ۝ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی ولایت خیر اور باقی رہنے والی ہے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی ولایت تمام انبیاءؑ کے صحیفوں میں لکھی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی نبیؑ کو ہرگز مبعوث نہیں کیا مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور حضرت علی علیہ السلام کی وصایت کے اقرار کے ساتھ۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے، آپؑ نے

http://www.shiabookspdf.com

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾ کے ذیل میں فرمایا: اے ابومحمد! وہ صحائف کہ جن کا اللہ نے ذکر کیا ہے وہ ہمارے پاس ہیں۔ صحائف ابراہیمؑ اور موسیٰؑ۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں ان صحائف سے مراد وہ اَلواح ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

حدیث 4 الخصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبید بن عمیر اللیثی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اکیلے تشریف فرما تھے تو میں نے آپ کی تنہائی کو غنیمت جانا تو آپؐ نے مجھے فرمایا:

اے ابوذرؓ! مسجد کے لیے تحیہ وسلام ہے؟

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مسجد کا تحیہ وسلام کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: دو رکعت نماز ادا کرو۔

پس میں نے دو رکعت نمازِ تحیہ مسجد میں ادا کی۔ پھر میں آپؐ کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ نے مجھے نماز کا حکم دیا ہے، نماز کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: نماز وہ بہتر موضوع و چیز ہے، پس جو چاہے اس کو زیادہ کرلے اور جو چاہے کم کرلے (یعنی چاہے نوافل زیادہ پڑھے یا کم پڑھے، نوافل مراد ہیں ورنہ واجب نماز میں بندے کی چاہت نہیں چلتی۔ وہ حکمِ خدا کے مطابق ہی پوری کرنی ہے۔ مترجم)

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: وہ کون سا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اللہ پر ایمان اور راہِ خدا میں جہاد کرنا۔

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: رات کا کون سا وقت افضل ہے؟

آپؐ نے فرمایا: تاریک رات کا نصف شب۔

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: کون سی نماز افضل ہے؟

آپؐ نے فرمایا: وہ نماز جس میں قنوت طویل ہو۔

https://www.shiabooks.pdf.com

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟

آپؐ نے فرمایا: وہ صدقہ جو ضرورت مند فقیر کو پوشیدہ طور پر دیا جائے۔

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: روزہ کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: روزہ فرض ہے جس پر جزا ہے اور اس کی جزا اللہ کے ہاں بہت زیادہ اضافہ کے ساتھ ہے۔

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: کون سے غلام افضل ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جس کی قیمت زیادہ ہو اور اپنے اہل کے لیے زیادہ فائدہ مند ہو۔

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: کون سا جہاد افضل ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جس میں گھوڑا زخمی ہو اور اس کا خون جاری ہو۔

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: وہ کون سی آیت ہے جو آپؐ پر نازل ہوئی ہے اور وہ سب آیات سے افضل ہے؟

آپؐ نے فرمایا: آیت الکرسی۔

پھر فرمایا: اے ابوذرؓ! یہ سات آسمان اس کرسی کی نسبت ایسے ہی ہے جیسا کہ صحرا میں ایک حلقہ گرا ہوا ہو (گویا سات آسمان وہ حلقہ ہے اور صحرا کرسی ہے)۔ اور عرش کو کرسی پر وہی فضیلت حاصل ہے جو صحرا کو اس حلقہ پر حاصل ہے۔

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! انبیاءؑ کی تعداد کتنی ہے؟

آپؐ نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار (1,24000)۔

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: ان میں سے رسول کتنے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: تین سو تیرہ (313) ایک جمِ غفیر ہے۔

ابوذرؓ: پھر میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! پہلا نبیؑ کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام۔

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: کیا وہ اللہ کے بھیجے ہوئے انبیاءؑ میں سے تھے؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں، ان کو اللہ نے اپنے دستِ قدرت سے خلق کیا اور پھر اس میں اپنی روح کو پھونکا۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر آپؐ نے فرمایا: اے ابوذرؓ! چار نبی سریانی تھے (یعنی ان کی زبان سریانی تھی)۔ حضرت آدمؑ، شیثؑ، اخنوخؑ وہی ادریسؑ، اور حضرت ادریسؑ پہلے نبیؑ تھے جنھوں نے قلم کے ساتھ لکھا تھا اور چوتھے نوحؑ ہیں اور چار نبیؑ عرب سے تھے: حضرت ہودؑ صالحؑ، شعیبؑ اور تمھارے نبیؐ۔ اور پہلا نبیؑ جو بنی اسرائیل میں آیا وہ موسیٰؑ تھے اور آخری نبی اسرائیلیوں کے عیسیٰؑ تھے۔ اور کل اسرائیل والوں میں آنے والے نبی چھ سو تھے۔

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اللہ تعالیٰ نے کتنی کتابیں نازل کی ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: ایک سو چار۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شیثؑ پر پچاس صحائف نازل فرمائے، اور حضرت ادریسؑ پر تیس صحائف نازل فرمائے اور حضرت ابراہیمؑ پر بیس صحائف نازل فرمائے (100) اور چار کتابیں: تورات، انجیل، زبور اور قرآن۔

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! حضرت ابراہیمؑ کے صحائف میں کیا تھا؟

آپؐ نے فرمایا: تمام اَمثال اور نصیحتیں اس میں ہیں۔ وہ بادشاہ جو غرور میں مبتلا ہو چکا ہے اس کے لیے نصیحت ہے۔ اے بادشاہ! میں نے تجھے اس لیے حکومت نہیں دی کہ تو دنیا جمع کرے بلکہ میں نے تجھے اس لیے حکومت دی تھی کہ تو مظلوم کی دادرسی کرے اور مظلوم میری بارگاہ میں دستِ دُعا بلند نہ کرے۔ میں اس کی دُعا کو رَد نہیں کروں گا، خواہ وہ کافر ہی ہو اور عاقل کے لیے نصیحت ہے کہ جس کی عقل مغلوب نہ ہو چکی ہو، اس کے لیے چند ساعات ہیں: ایک ساعت میں اپنے ربّ سے مناجات کرے اور ایک ساعت میں وہ اپنا محاسبہ کرے اور ایک ساعت میں وہ اللہ کی صفت میں غور و فکر کرے اور ایک ساعت میں وہ اپنے آپ کو خلوت میں لے جائے اور اللہ کے حلال سے استفادہ کرے۔ یہ ساعت باقی ساعتوں کے لیے مددگار ہوگی، اس سے دل مضبوط ہوگا۔

عاقل کے لیے ہے کہ وہ اپنے زمانے کے حالات پر نظر رکھے اور اپنے کام پر توجہ دے اور اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ جو بندہ اپنے عمل میں سے کلام کا محاسبہ کرتا ہے تو اس کی کلام کم ہو جاتی ہے۔ وہ فقط مقصد کی بات کرتا ہے۔ عاقل کے لیے کہ وہ تین چیزوں کو طلب کرے، اپنے معاش کو طلب کرے، معاد کے لیے زاد کو طلب کرے اور غیر حرام سے لذت حاصل کرے۔

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! صحف میں کیا تھا؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؐ نے فرمایا: اس میں عبرتیں ہیں۔ اس لیے مجھے تعجب ہے اس بندے پر جو موت پر یقین رکھتا ہے۔ پھر خوش و خرم کیوں ہے؟ اور اس بندے پر تعجب ہے جو جہنم پر یقین رکھتا ہے پھر ہنستا کیوں ہے؟ اور تعجب ہے اس بندے پر جو دُنیا کی تبدیلیوں کو دیکھتا ہے پھر دشمنی کیوں رکھتا ہے اور تعجب ہے اس بندے پر جو حساب پر یقین رکھتا ہے۔ پھر عمل صالح کیوں نہیں کرتا؟

ابوذرؓ! یارسولؐ اللہ! یہ قرآن جو آپؐ پر نازل ہوا ہے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے، اس میں وہ کیا ہے جو ابراہیمؑ، موسیٰؑ کے صحائف میں بھی ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اے ابوذرؓ! یہ پڑھو: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿۱۶﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۷﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿۱۹﴾

یہ ہے جو پہلے صحیفوں میں ہے ابراہیمؑ و موسیٰؑ کے صحف میں۔

ابوذرؓ: میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھے نصیحت کریں۔

آپؐ نے فرمایا: میں تجھے اللہ کے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ یہ تمام اُمور کی بنیاد ہے۔

میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اور اضافہ فرمائیں۔

آپؐ نے فرمایا: زیادہ خاموش رہا کرو کیونکہ خاموشی شیطان مردود کو دُور رکھتی ہے اور تیرے دین کے امر میں تیری مددگار ہوگی۔

میں نے پھر عرض کیا: اور اضافہ فرمائیں۔

آپؐ نے فرمایا: زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ یہ دلوں کو مُردہ کر دیتا ہے۔

میں نے پھر اضافہ کے لیے عرض کیا۔

آپؐ نے فرمایا: غرباء و مساکین سے محبت کرو اور ان کی محفل میں بیٹھو۔

میں نے عرض کیا: اور اضافہ فرمائیں۔

آپؐ نے فرمایا: حق کہو، خواہ کڑوا ہی ہو۔

میں نے عرض کیا: اور اضافہ فرمائیں۔

https://www.shiabookspdf.com

آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈرو (اللہ کے لیے کام کرتے وقت کسی کی ملامت سے نہ ڈرو)۔

میں نے عرض کیا: اور اضافہ فرمائیں۔

آپؐ نے فرمایا: جو تیرے اندر پایا جاتا ہے اس کے بارے میں دوسرے لوگوں کو منع نہ کرو اور جو تو خود انجام دے رہا ہے اس سے لوگوں کو نہ روکو۔

پھر آپؐ نے فرمایا: مرد کے عیب دار ہونے کے لیے یہ ہی کافی ہے کہ اس میں تین اوصاف و خصلتیں پائی جائیں جس سے خود جاہل ہے اس کی دوسروں کو معرفت دے اور جو برائی خود اس میں پائی جاتی ہے وہ دوسروں میں اُسے بری لگے اور اپنے ساتھی کو لایعنی اور فضول چیز کی وجہ سے اذیت دے۔

پھر فرمایا: اے ابوذرؓ! تدبیر سے بڑی کوئی عقل نہیں۔ اپنے آپ کو حرام سے روکنے سے زیادہ کوئی پرہیزگاری نہیں اور حُسنِ اخلاق سے بڑھ کر کوئی حسب نہیں۔

مؤلف فرماتے ہیں: اسی حدیث کو شیخ طوسی نے کچھ تبدیلی کے ساتھ امالی میں بھی نقل کیا ہے۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الغاشیہ

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ ذاریات کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی چھبیس (۲۶) آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ پابندی کے ساتھ سورۂ غاشیہ کو اپنی واجب اور نوافل نمازوں میں پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اُسے دُنیا و آخرت میں اپنی رحمت میں ڈھانپ لے گا اور قیامت کے عذاب سے اُسے محفوظ رکھے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا تھوڑا سا حساب لے گا اور اگر اس سورہ کو کسی بچے پر پڑھا جائے خواہ انسان ہو یا غیر انسان تو وہ محفوظ رہے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو درد والی داڑھ پر پڑھے گا یا چھوٹ والی جگہ پر پڑھے گا تو حکم خدا سے اسے سکون ملے گا اور اگر کوئی اس سورہ کو کھانے پر پڑھے گا تو اس کھانے کے مضر اثرات سے محفوظ رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ الۡغَاشِيَةِ ۝١ وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝٢ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝٣

[ترجمہ] کیا آپؐ کے پاس چھا جانے والی (قیامت) کی خبر پہنچی ہے۔ اس دن کچھ چہرے خوار ہوں گے۔ وہ جفاکشی میں تھکے ہوئے ہوں گے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد سے اور انھوں نے جناب سہل سے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: هَلۡ اَتٰىكَ حَدِيۡثُ الۡغَاشِيَةِ ۝١ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد قائم آل محمد علیہم السلام ہیں جو اپنی تلوار کے ذریعے سے سب پر چھا جائے گا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے اس آیت وُجُوۡهٌ يَّوۡمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝٢ کے بارے میں عرض کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس دن لوگ اس کو روکنے کی طاقت و قدرت نہیں رکھتے ہوں گے۔

پھر میں نے عَامِلَةٌ کے بارے میں عرض کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد یہ کہ جو اللہ نے نازل کیا ہے وہ اس کے مطابق عمل کرنے والے نہیں ہوں گے۔

پھر میں نے نَّاصِبَةٌ کے بارے میں عرض کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو امر کے ولی ہوں گے وہ ان کے ساتھ عداوت رکھتے ہوں گے۔

پھر میں نے تَصۡلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝٤ کے بارے میں عرض کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: ان کو دُنیا میں قائمؑ کی تلوار کی گرمی ملے گی اور آخرت میں جہنم کی آگ میں جائیں گے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن ابی المقدام سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر ناصبی اگرچہ عبادت کرے اور راہِ خدا میں کوشش کرے تب بھی اس آیت کا مصداق ہے: عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ (وہ مصائب اُٹھا کر تھکے ماندے ہو گئے اور دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے)۔ ہر ناصبی کا عمل و کوشش برباد ہوگا۔

حدیث 3 الکافی، جلد ہشتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ کے ذیل میں فرمایا: جو بندہ امامت کو پوشیدہ رکھتا ہے (یعنی امامِ برحق کی امامت پر پردہ ڈالتا ہے) تو اس کو کھولتا ہوا پانی پلایا جائے گا اور خاردار جھاڑی کا پھل کھلایا جائے گا جو نہ ان کو موٹا کرے گا اور نہ ان کی بھوک ختم کرے گا۔ مراد ہے کہ وہ کھانا ان کو کوئی فائدہ نہ دے گا۔ جہنم میں داخل ہونا ان کو بے نیاز نہ کرے گا اور ان کا اس میں بیٹھنا بھی مفید نہیں ہوگا۔

حدیث 4 الکافی، جلد ہشتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ناصبی خواہ نماز پڑھے یا زنا کرے وہ دونوں برابر ہیں۔ یہ آیت عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوحمزہ الثمالی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ تمھاری مخالفت کرے گا اگر عبادت کرے اور کوشش کرے وہ اس آیت کا مصداق ہے: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝

حدیث 6 بشارات الشیعہ میں جناب ابن بابویہ شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن عمران سے نقل کیا ہے، انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد ماجد کے ساتھ مسجد میں تشریف لائے۔ میرے والد کے اصحاب قبر و منبر کے درمیان موجود تھے۔ آپؑ ان کے قریب گئے اور ان کو سلام کیا اور پھر فرمایا: خدا کی قسم! میں تمھاری خوشبو اور تمھاری روحوں سے محبت کرتا ہوں تم تقویٰ، پرہیزگاری اور

https://www.shiabookspdf.com

راہ خدا میں کوشش کرنے کے ذریعے میری مدد کرو۔ جان لو ہماری ولایت نہیں پاؤ گے مگر پرہیزگاری اور راہ خدا میں کوشش کرنے کے ساتھ۔ جو قوم جس کی اقتداء کرتی ہے اس والا عمل کرتی ہے۔ تم اللہ کے شیعہ ہو، تم اللہ کے انصار و مددگار ہو۔ سابقون الاولون والاخرون ہو۔ تم دُنیا میں ہماری محبت کی طرف سبقت کرنے والے اور آخرت میں جنّت کی طرف سبقت کرنے والے ہو۔ میں اللہ اور رسولؐ کی ضمانت کے تحت تمھاری جنّت کی ضمانت لیتا ہوں۔ تم پاکیزہ اور تمھاری عورتیں پاکیزہ ہیں۔ وہ سب مومنہ حورا ہیں اور تم مومن صدیق۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے غلام قنبر سے فرمایا: تجھے بشارت ہو اور دوسروں کو بشارت دے دو۔ خدا کی قسم! جب رسولؐ خدا اس دُنیا سے گئے تو وہ اپنی اُمت پر ناراض تھے سوائے شیعوں کے۔

آگاہ ہوجاؤ! ہر چیز کا ایک عروۃ ہوتا ہے اور دین کا عروۃ شیعہ ہیں (وستہ ہونا) اور ہر چیز کا شرف ہے اور دین کا شرف شیعہ ہیں۔ ہر چیز کا ایک سردار ہے۔ مجالس کی سردار شیعوں کی مجالس ہیں۔ آگاہ ہوجاؤ کہ ہر چیز کا ایک امام ہے اور زمین کا امام وہ ٹکڑا ہے جس پر شیعہ آباد ہو۔ ہر چیز کی ایک خواہش ہے اور دُنیا کی خواہش کہ ہمارے شیعہ اس میں سکونت اختیار کریں۔ خدا کی قسم! اگر تم میں کوئی بھی زمین پر نہ ہو تو تمھارے مخالفوں کو رزقِ حلال میسر نہ ہو اور آخرت میں ان کا کوئی حصّہ نہیں، خواہ عبادت کریں اور راہ خدا میں جہاد کریں۔ وہ اس آیت کے مصداق ہیں: عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ (وہ مصائب اُٹھا کر تھکے ہوں گے دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے)۔

حدیث 7 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے اہل بیت علیہم السلام سے مستند حدیث کو نقل کیا جو اس آیت: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ (کچھ چہرے قیامت والے دن ڈرے ہوئے ہوں گے جو تھکے ماندے ہوں گے) کے بارے میں کہ وہ چہرے ہوں گے جو آلِ محمد علیہم السلام سے عداوت و دشمنی رکھتے ہوں گے اور اس آیت: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ ۝ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۝ (اس دن کچھ چہرے شاداب و خرم ہوں گے اور وہ اپنی سعی و کوشش (اعمال) پر خوش ہوں گے) کے ذیل میں فرمایا: وہ آلِ محمد علیہم السلام کے شیعہ ہوں گے۔

حدیث 8 رجال کشی میں جناب الکشی نے جناب ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے نقل کیا ہے کہ ایک بندے نے کہا کہ میں نے حضرت امام محمد بن علی الرضا علیہما السلام یعنی امام جواد علیہ السلام سے اس آیت: وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ آیت ناصبیوں زیدیہ اور

https://www.shiabookspdf.com

واقعیہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۙ﴿۴﴾ تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ؕ﴿۵﴾ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ
اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۙ﴿۶﴾ لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ ؕ﴿۷﴾ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ
نَّاعِمَةٌ ۙ﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۙ﴿۹﴾ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ﴿۱۰﴾ لَّا تَسْمَعُ فِيْهَا
لَاغِيَةً ؕ﴿۱۱﴾ فِيْهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۙ﴿۱۲﴾ فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ وَّاَكْوَابٌ
مَّوْضُوْعَةٌ ۙ﴿۱۴﴾ وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ ۙ﴿۱۵﴾ وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ ؕ﴿۱۶﴾ اَفَلَا
يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۙ﴿۱۷﴾ وَاِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ
رُفِعَتْ ۙ﴿۱۸﴾ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۙ﴿۱۹﴾ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ
سُطِحَتْ ۙ﴿۲۰﴾ فَذَكِّرْ ۫ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ؕ﴿۲۱﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۙ﴿۲۲﴾
اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ ۙ﴿۲۳﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللّٰهُ الْعَذَابَ الْاَكْبَرَ ؕ﴿۲۴﴾ اِنَّ اِلَيْنَاۤ
اِيَابَهُمْ ۙ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۚ﴿۲۶﴾

[ترجمہ] وہ دہکتی ہوئی آگ میں جھلس رہے ہوں گے۔ وہ سخت کھولتے ہوئے چشمے سے سیراب کیے جائیں گے۔ خاردار جھاڑی کے سوا ان کے لیے غذا نہ ہوگی۔ خوب موٹا کرے گی اور نہ بھوک ختم کرے گی۔ اس دن کچھ چہرے شاداب ہوں گے۔ جو اپنے عمل پر خوش و راضی ہوں گے۔ بہشت بریں میں ہوں گے۔ وہاں وہ کسی قسم کی بے ہودگی نہیں سنیں گے۔ اس میں رواں چشمے ہوں گے۔ اس میں اونچی مسندیں ہوں گی اور پیالے رکھے ہوئے ہوں گے۔ اور ترتیب سے رکھے ہوئے تکیے ہوں گے اور نفیس فرش بچھے ہوں گے۔ کیا یہ لوگ اونٹوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے پیدا کیے جاتے ہیں اور آسمان کی طرف کہ وہ کیسے اٹھایا گیا ہے اور پہاڑوں کی طرف کہ وہ کیسے جمائے ہوئے ہیں اور زمین کی طرف کہ وہ کیسے بچھائی ہوئی ہے؟

https://www.shiabooks.pdf.com

پس آپ نصیحت کرتے رہیں۔ آپ کا کام فقط نصیحت کرنا ہے۔ آپ اُن پر مسلط نہیں ہیں البتہ جو (آپؐ سے) منہ موڑے گا وہ کفر اختیار کرے گا۔ اللہ یقیناً اس کو سب سے بڑے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ انھیں یقیناً ہماری طرف لوٹ کر آنا ہے۔ پھر ان کا حساب لینا یقیناً ہمارے ذمے ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: هَلْ اَتٰىكَ کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہ خطاب رسولؐ خدا کو ہے اور حدیث الغاشیہ کے ذیل میں لکھا ہے: وہ بات جو لوگوں سے پوشیدہ ہے اور اس آیت: وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ۙ﴿۲﴾ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ﴿۳﴾ (کہ کچھ چہرے اس دن ڈرے ہوئے ہوں گے جو تھکے ماندے ہوئے) کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: یہ آیت نواصب کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جنھوں نے دین خدا کی مخالفت کی، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے اور امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ عداوت و دشمنی رکھی اور اس آیت عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ﴿۳﴾ پر انھوں نے عمل کیے لیکن آلِ محمدؐ کے ساتھ دشمنی رکھی، لہٰذا ان کا کوئی عمل قبول نہیں ہوگا اور اس آیت: تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۙ﴿۴﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ ان چہروں کو دہکتی ہوئی آگ میں جلایا جائے گا اور اس آیت: تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ ؕ﴿۵﴾ کے ذیل میں فرمایا: اس چشمے کی گرمی کی شدت کی وجہ سے اس کو انین کہا گیا ہے اور اس آیت: لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ اِلَّا مِنْ ضَرِيْعٍ ۙ﴿۶﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ اہل جہنم کے پسینے اور زانیہ عورتوں کی شرمگاہ سے نکلنے والی سیال پیپ ان کی غذا ہوگی جس کی وجہ سے نہ وہ موٹے ہوں گے اور نہ ان کی بھوک ختم ہوگی۔

اس کے بعد امیر المومنین علی علیہ السلام کی اتباع و پیروی کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے اللہ فرماتا ہے: وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاعِمَةٌ ۙ﴿۸﴾ لِّسَعْيِهَا رَاضِيَةٌ ۙ﴿۹﴾ (کچھ چہرے اس دن خوش و خرم ہوں گے اور وہ اعمال کی وجہ سے راضی ہوں گے اور وہ بلند ترین جنت میں ہوں گے، جس میں وہ کوئی بے ہودہ بات نہیں سنیں گے۔

جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت: فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌ ۙ﴿۱۳﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ وہ تخت ہوں گے جو سونے کے ہوں گے ان پر زبرجد در و یاقوت مزین ہوں گے اور ان کے نیچے سے نہریں جاری ہوں گی۔

http://www.ahlibookspdf.com

وَّاَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌ۝ (اور پیالے رکھے ہوں گے) کے ذیل میں فرمایا کہ وہ پیالے ہوں گے جس کے دستے نہیں ہوں گے۔ نیز جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَّنَمَارِقُ مَصْفُوْفَةٌ۝ (ترتیب سے رکھے ہوئے تکیے ہوں گے) کے ذیل میں فرمایا: فرش اور ان کے اُوپر بچھے ہوئے بستر ہیں۔ اور اس آیت: وَّزَرَابِيُّ مَبْثُوْثَةٌ۝ کے ذیل میں آپ نے فرمایا: ہر وہ چیز جو جنت میں ہے اس کی مثال دُنیا میں ہے سوائے زربی کے۔ اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ زربی کیا ہے؟

پھر جناب علی بن ابراہیم نے دوبارہ عطا کی روایت کی طرف رجوع کیا ہے جو ابن عباس سے نقل ہوئی ہے۔ اس میں آپ نے اس آیت: اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ۝ کے ذیل میں ابن عباس نے فرمایا: ابل سے مراد تمام جانور مراد ہیں اور اس آیت: وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ۝ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ۝ کے ذیل میں فرمایا: اللہ یہ کہنا چاہتا ہے: کیا کوئی قدرت رکھتا ہے جو اُونٹ کی مثل کو خلق کرے؟ اور آسمان کی مثل چھت کو اُٹھائے اور زمین کی مانند کوئی زمین کو بچھائے۔ اس جیسا کام سوائے اللہ کے کوئی کرسکتا ہے؟

اور اس آیت فَذَكِّرْ ۭ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ۝ کے ذیل میں فرمایا: اے محمدؐ! آپؐ فقط واعظ ہیں، آپؐ وعظ کریں اور اس آیت: لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ آپؐ ان کے محافظ نہیں ہیں اور نہ ان پر لکھنے والے ہیں۔

جناب ابو الجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت: اِلَّا مَنْ تَوَلّٰى وَكَفَرَ۝ کے ذیل میں لکھا ہے: جو منہ موڑے اور وعظ کو قبول نہ کرے اور میری ربوبیت کا کفر کرے اور میری نعمات کا کفران کرے تو ان کو اللہ سخت ترین عذاب دے گا، جو شدید ہوگا، سخت ہوگا، دائمی ہوگا۔ انھوں نے ہماری طرف ہی پلٹ کر آنا ہے اور ان کا حساب ہمارے ذمہ ہے۔

قیامت کا دن ہمارے ذمہ ہوگا

حدیث 1 الکافی، جلد ہشتم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جابر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اے جابر! جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ اوّلین و آخرین ساری مخلوق کو جمع کرے گا۔ فیصلے کے لیے پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علی علیہ السلام دونوں کو

https://www.shiabookspdf.com

بلایا جائے گا۔ پھر رسولؐ خدا کو ایک سبز رنگ کا حلہ (لباس) زیب تن کروایا جائے گا۔ اس کی وجہ سے مشرق و مغرب میں جو کچھ ہوگا سب روشن ہو جائے گا۔ پھر حضرت علی علیہ السلام کو بھی ایسا ہی ایک لباس زیب تن کروایا جائے گا۔ پھر ان کو اللہ کی بارگاہ میں بلند مقام عطا ہوگا۔ پھر ہمیں بلایا جائے گا اور لوگوں کا حساب ہمارے ذمہ ہوگا۔ خدا کی قسم! ہم اہل جنت کو جنت میں داخل کریں گے اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل کریں گے۔

پھر دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بلایا جائے گا اور ان کو دو صفوں میں عرش کے قریب کھڑا کیا جائے گا یہاں تک کہ تمام لوگ حساب سے فارغ ہو جائیں گے۔ پس جب اہل جنت جنت میں اور اہل نار جہنم میں داخل ہو جائیں گے پھر ربّ العزت حضرت علی علیہ السلام کو روانہ کرے گا۔ وہ ہر جنتی کو اس کے محل و منازل میں داخل کریں گے اور اہل جنت کی شادیاں کروائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے علاوہ یہ شرف و کرامت کسی اور کو نصیب نہیں ہوگی اور یہ فضیلت اور احسان کسی اور پر نہیں ہوگا۔ پھر خدا کی قسم حضرت علی علیہ السلام اہل جہنم کو جہنم میں داخل کر کے ان پر دروازے بند کر دیں گے اور اہل جنت کے لیے بھی دروازے بند کر دیں کیونکہ جنت اور جہنم کے دروازے ہیں۔

حدیث 2 الکافی، جلد ہشتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد ان سے، اس نے سلمۃ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اور رات کے وقت لوگ طواف کر رہے تھے۔ آپؑ نے مجھے فرمایا: اے سلمۃ! اس مخلوق کی بازگشت ہماری طرف ہوگی اور ان کا حساب ہمارے ذمہ ہوگا۔ جو گناہ ان کے اور اللہ کے درمیان ہوگا (حقوق اللہ میں سے ہوگا)۔ ہم اللہ کی بارگاہ میں سفارش کریں گے کہ وہ ان کو معاف کر دے تو اللہ ہماری سفارش کو قبول کرے گا اور معاف کر دے گا۔ اور جو گناہ ان کے اور لوگوں کے درمیان ہوگا (حقوق العباد سے ہوگا) ہم بطور ہدیہ ان سے کہیں گے اور وہ بھی قبول کریں گے اور اللہ ان کو اس کا عوض دے گا۔

حدیث 3 عیون اخبار الرضاؑ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب داؤد بن سلیمان سے اور انھوں نے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد امام محمد بن علی علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد امام علی بن حسین علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد امام حسین بن علی علیہ السلام سے نقل کیا۔ آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت

https://www.shiabookspdf.com

کا دن ہوگا۔ ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے ذمے ہوگا۔ پس ان کا گناہ اور ستم جو ان کے اور اللہ کے درمیان ہوگا ہم اس کے بارے میں سفارش کریں گے اور اللہ ہماری سفارش کو قبول کرے گا اور جو ان کے گناہ ان کے اور لوگوں کے درمیان ہوگا ہم ان سے کہیں گے کہ وہ ہمیں ہبہ کردیں تو وہ ہمیں ہبہ کردیں گے اور جو ان کے گناہ ان کے اور ہمارے درمیان ہوگا تو ہم زیادہ حق رکھتے ہیں کہ ان کو معاف کریں اور درگزر کریں۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے ذمہ ہوگا۔ پھر جو گناہ ان کا اللہ کے حق کے ضائع کرنے کی وجہ سے ہوگا۔ ہم اللہ سے سوال کریں گے کہ وہ معاف کردے وہ معاف کردے گا اور جو گناہ لوگوں کے بارے میں ہوگا۔ ہم لوگوں کا ہدیہ کا وعدہ دے کر ان سے معاف کروالیں گے اور لوگوں کو اس کا عوض دیں گے اور جو ہمارے بارے میں ہوگا۔ ہم خود ان کو معاف کردیں گے۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت کی: اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝ "ان کی بازگشت ہماری طرف ہے اور ان کا حساب بھی ہمارے ذمہ ہے"۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عبداللہ بن حماد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے جد امام علی بن حسین علیہ السلام سے اور انھوں نے امام حسین علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝ کے ذیل میں فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے سپرد کردے گا۔ پس جو گناہ ان کا اللہ کے حقوق سے ہوگا، ہم اللہ سے التجاء کریں گے اور وہ ہمیں ہبہ کردے گا تو وہ بھی ان کا معاف کردیا جائے گا اور جو ان کے مخالفین کے حق میں ہوگا۔ پس وہ بھی ان کے لیے ہوگا اور جو ہمارے بارے میں ہوگا۔ وہ ہم معاف کردیں گے وہ ہمارے ساتھ ہوں گے۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا میں جناب جابر والی حدیث لوگوں کو بیان کردوں؟

http://www.maablib.org

آپؑ نے فرمایا: نادانوں کے درمیان اس کو بیان نہ کرنا وہ اس کو فاش کردیں گے۔ کیا تُو نے قرآن کی تلاوت نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝ (تحقیق ان کی بازگشت ہماری طرف ہوگی اور ان کا حساب بھی ہمارے ذمہ ہے)۔

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، میں نے یہ آیت پڑھی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اوّلین و آخرین سب کو جمع کرے گا اور ہمارے شیعوں کا حساب اللہ ہمارے سپرد کردے گا۔ پس جو ان کے اور اللہ کے درمیان گناہ ہوگا، ہم اس کے لیے اللہ کی بارگاہ میں سفارش کریں گے تو اللہ قبول کرے گا اور جو ان کے اور لوگوں کے درمیان ہوگا۔ ہم لوگوں سے ہدیۃً کہیں گے وہ بھی قبول کریں گے اور جو ان کے اور ہمارے درمیان ہوں گے تو ہم سب حق رکھتے ہیں کہ ہم معاف کردیں۔

حدیث 7 تاویل الآیات میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا گیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝ کے ذیل میں فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرے گا، اللہ اس سے اجل و اعظم ہے۔ ہم اس کے ساتھ حساب میں مناقشہ کریں۔ پس ہم عرض کریں گے کہ اے اللہ! یہ ہمارے شیعہ ہیں تو اس وقت اللہ فرمائے گا: میں نے ان کا معاملہ تمہارے سپرد کردیا ہے۔ پس ہم تمہاری شفاعت کریں گے اور ہم تمہارے گناہوں کو معاف کریں گے اور تمھیں بغیر حساب جنت میں داخل کردیں گے۔

حدیث 8 التہذیب میں جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب موسیٰ بن عبداللہ النخعی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی بن محمد النقی الہادی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپؑ مجھے کوئی ایسی جامع و کامل زیارت تعلیم فرمائیں کہ میں جس امامؑ کی زیارت پر جاؤں اس کو وہاں پڑھ سکوں۔ آپؑ نے اس کو زیارتِ جامعہ کی تعلیم فرمائی جو تمام ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے لیے ہے۔ اس میں امام علی نقی علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ تم سے رُوگردانی کرے گا اور دُوری کرے گا وہ دین سے دُور ہوگیا اور جو تمہارے ساتھ لاحق ہوگا وہ دین سے جڑ گیا اور جس نے تمہارے حق میں کوتاہی کی۔ وہ نابودی و ہلاکت میں گر گیا۔ حق تمہارے ساتھ ہے، تم میں ہے، تمہاری طرف سے ہے اور تمہاری طرف ہے۔ تم اہل حق ہو اور حق کے معدن و خزانہ ہو۔ نبوت اسرار تمہارے پاس

https://www.shiabookspdf.com

ہیں اور مخلوق کی بازگشت تمھاری طرف ہے اور ان کا حساب تمھارے ذمہ ہے اور فصل الخطاب تمھارے پاس ہے۔

حدیث 9 امالی میں جناب الشیخ الطوسی نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا، ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے سپرد کر دیا جائے گا۔ پس جو اللہ کا حق ان کے ذمہ ہوگا تو ہم اللہ سے اس کا سوال کریں گے، وہ ہمیں ہبہ کردے گا۔ پس وہ ہم ان کے حق میں کردیں گے (معاف کردیں) اور حق ہمارا ان کے ذمے میں ہوگا۔ وہ بھی ہم معاف کردیں گے۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت کی: اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝

حدیث 10 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قیامت کے دن ہر اُمت کا حساب ان کا امام لے گا اور ائمہؑ اپنے دوستوں اور شیعوں اور اپنے دشمنوں کی علامات سے شناخت کریں گے اور اس کو اللہ کا یہ قول بیان کرتا ہے: وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ ۚ (سورۂ اعراف: آیت ۴۶) "اور اعراف پر ایسے لوگ ہوں گے جو تمام لوگوں کی شناخت ان کی علامات سے کرلیں گے"۔ پھر ائمہؑ اپنے دوستوں کو ان کے نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیں گے اور پل صراط کو عبور کرتے ہوئے بغیر حساب کے جنّت میں داخل ہوجائیں گے اور پھر اپنے دشمنوں کو ان کا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیں گے۔ پس وہ بغیر حساب کے جہنم کی طرف چلے جائیں گے۔ اور جب آئمہؑ کے دوست اپنے نامۂ اعمال کو دیکھیں گے تو اپنے بھائیوں سے کہیں گے: هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ ۝ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ (سورۂ حاقہ: آیت ۱۹ تا ۲۱) "لو میرا نامہ اعمال پڑھو، مجھے تو یقین تھا کہ مجھے اپنے حساب کا سامنا کرنا ہوگا۔ پس وہ ایک پسندیدہ زندگی میں ہوگا"۔

راضیہ سے مراد مرضیہ فاعل کو مفعول کی جگہ رکھا گیا ہے، یعنی وہ راضی ہوگا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الفجر

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۃ اللیل کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات تیس (۳۰) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب داؤد بن فرقد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اپنی نماز واجبہ اور نوافلہ میں سورۂ فجر کی تلاوت کرو کیونکہ یہ امام حسین علیہ السلام کی سورت ہے جو اس سورہ کی تلاوت کرے گا۔ وہ قیامت والے دن جنّت میں امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ان کے درجہ میں ہوگا۔ تحقیق اللہ عزیز وحکیم ہے۔

حدیث 2 خواص القرآن میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے، آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ جتنے لوگوں نے اس کی تلاوت کی ہوگی ان کی تعداد کے برابر گناہ بخش دے گا اور قیامت کے دن اس کے لیے ایک نُور قرار دے گا اور جو بندہ اس سورہ کو لکھے اور پھر اس کو کمر کے ساتھ باندھ کر اپنے زوجہ سے حلال انداز میں مباشرت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو لڑکا عطا کرے گا جو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ پابندی سے اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے قیامت کے دن ایک نُور قرار دے گا اور جو بندہ اس سورہ کو لکھے اور اپنی زوجہ کو ڈال دے تو اللہ تعالیٰ برکت والا فرزند عطا فرمائے گا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو

https://www.maablib.org

بندہ اس سورہ کو طلوعِ فجر کے وقت پڑھے گا۔ دوسرے دن کے طلوع فجر تک ہر چیز سے امن میں رہے گا اور جو بندہ اس سورہ کو لکھے اور کمر پر باندھ کر اپنی زوجہ سے مباشرت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو فرزند دے گا جس کے ذریعے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور وہ اس کے ذریعے خوش رہے گا۔



maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَالۡفَجۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَلَیَالٍ عَشۡرٍ ۙ﴿۲﴾ وَّالشَّفۡعِ وَالۡوَتۡرِ ۙ﴿۳﴾ وَالَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ ۚ﴿۴﴾

[ترجمہ] قسم ہے صبح (فجر) کی اور دس راتوں کی۔ شفع اور وتر کی اور رات کی جب وہ جانے لگے۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب جابر بن یزید الجعفی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: الفجر سے مراد قائم آلِ محمدؐ ہیں اور للیالی العشر سے مراد دس ائمہ ہدیٰؑ جو امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام سے لے کر امام حسن عسکری علیہ السلام تک ہیں اور شفع سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ علیہا السلام ہیں اور الوتر سے مراد ذاتِ خدا ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وَالَّیۡلِ اِذَا یَسۡرِ ۚ﴿۴﴾ سے مراد جبتر کی حکومت سے (ظالم کی حکومت ہے) جو قائمؑ کی حکومت تک جائے گی۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب یونس بن یعقوب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: الشفع سے مراد رسولؐ خدا اور حضرت علیؑ ہیں اور وتر سے مراد اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔

حدیث 3 تفسیر العلی میں جناب علی بن ابراہیم نے ذکر کیا ہے کہ اس آیت میں واؤ ("وَ") نہیں ہے: اَلۡفَجۡرِ ۙ﴿۱﴾ وَلَیَالٍ عَشۡرٍ ۙ﴿۲﴾ ہے۔ عشر سے ماہ ذی الحجہ کی دس راتیں ہیں اور شفع سے مراد وہ نماز شفع سے جو نمازِ شب کی آٹھ رکعتوں کے بعد دو رکعت پڑھی جاتی ہے اور وتر سے مراد نمازِ وتر ہے جو ایک رکعت پڑھی ہوئی ہے۔ ایک اور حدیث میں ذکر ہوا ہے کہ الشَّفۡعِ سے مراد الحسن والحسین علیہما السلام ہیں اور وتر سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 4 نہج البیان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے، آپؑ نے فرمایا: شفع سے مراد حضرت محمدؐ و علیؑ ہیں اور وتر سے مراد اللہ وحدہ لاشریک ہے۔

حدیث 5 مجمع البیان میں علامہ الطبرسی فرماتے ہیں کہ الشَّفْعِ سے مراد قربانی کا دن اور عرفہ کا دن ہے۔ یہ ہی روایت جناب جابرؓ سے نقل ہوئی ہے جو آپؓ نے رسولؐ خدا سے نقل کی ہے اور اس پر دلیل ہے کہ یوم قربان اور نفر جفت ہوں گے اور یوم عرفہ اکیلا رہے گا۔ ایسے ہی کہا گیا ہے: شفع یوم ترویہ اور وتر روز عرفہ ہے۔ اور یہ بات حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوئی ہے۔

هَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِيْ حِجْرٍ ۝۵ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝۶ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝۷ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝۸ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝۹ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝۱۰

[ترجمہ] کیا ان میں کسی صاحب عقل کے لیے کوئی قسم ہے؟ کیا آپؐ نے نہیں دیکھا کہ آپؐ کے ربّ نے قوم عاد کے ساتھ کیا کیا؟ ستونوں والے ارم کے ساتھ جس کی نظیر کسی ملک میں نہیں بنائی گئی اور قوم ثمود کے ساتھ جنھوں نے وادی میں چٹانیں تراشی تھیں اور میخوں والے فرعون کے ساتھ۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: لِّذِيْ حِجْرٍ ۝۵ کے ذیل میں لکھا ہے، مراد صاحب عقل ہے۔ اور جناب ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: لِّذِيْ حِجْرٍ ۝۵ کے ذیل میں فرمایا ہے کہ مراد صاحب عقل ہے اور اس آیت: وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِ ۝۴ کے ذیل میں فرمایا: جب رات کو جمع کیا جاتا ہے۔ پھر جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: اَلَمْ تَرَ کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد اَلَمْ تعلم کیا جانتے نہیں ہیں۔ اللہ نے قوم عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا اور ذات ارم کے ساتھ کیا کیا۔

علامہ فرماتے ہیں: یہ اَلَمْ تَرَ والا خطاب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے۔ پھر فرمایا کہ عاد مر گیا اور اس کی قوم کو

https://www.shiabookspdf.com

ہوا صرصر (تیز ہوا) کے ذریعے ہلاک کر دیا اور اس آیت: وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہ وہ قوم تھی جنھوں نے اپنی رہائشوں کے لیے چٹانوں کو کاٹا ہوا تھا۔ اللہ نے ان کو بھی ہلاک کر دیا۔

حدیث 2 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابان الاحمر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ فرعون کو ذی اوتاد کیوں کہا گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اس کے اس نام کی وجہ یہ ہے کہ اس نے جب کسی کو عذاب و سزا دینا ہوتی تھی تو وہ اس شخص کو منہ کے بل زمین پر لیٹا دیتا تھا اور پھر چار کیل دو ہاتھوں میں اور دو پاؤں میں لگا دیتا تھا اور بعض اوقات تختے پر لٹا دیتا اور اس پر کیل لگوا دیتا تھا اور اس کو اسی حالت پر رہنے دیتا یہاں تک کہ وہ مر جاتا تھا۔ اس وجہ سے اس کو میخوں والا کہا جاتا ہے۔

الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝

[ترجمہ] ان لوگوں نے ملکوں میں سرکشی کی اور ان میں کثرت سے فساد پھیلایا۔ پس ان کے ربّ نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔ یقیناً آپؐ کا ربّ تاک میں تھا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر العیاشی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ (یقیناً آپؐ کا ربّ ان کی تاک میں تھا) کے ذیل میں لکھا ہے: مرصاد سے مراد حافظ و نگہبان جو ہر نفس پر قائم ہے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جابرؓ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: مجھے روح الامین جناب جبرئیلؑ نے بتایا ہے، تحقیق کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔ جب وہ تمام مخلوق کو کھڑا کرے گا اور اوّلین و آخرین کو جمع کرے گا اس دن جہنم کو ایک ہزار نکیلوں سے پکڑ کر لایا جائے گا اور ایک نکیل کو ایک لاکھ فرشتوں نے پکڑا ہوا ہوگا جو سخت غصے اور غضب والے ہوں گے اور جہنم کی گرج ہوگی وہ غضب سے بھڑک رہی ہوگی اور

https://www.shiabookspdf.com

بلند آواز سے غرغر کر رہی ہوگی۔ وہ اس طرح بلند آواز سے گرج رہی ہوگی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آخر حساب تک روکا نہ ہوتا تو وہ سب کو ہلاک کر دیتی۔ پھر اس جہنم سے ایک گردن باہر نکلے گی جو تمام مخلوق خواہ وہ نیک ہو یا بد، سب کا احاطہ کر لے گی تو اس وقت جتنے اللہ نے بندے یا فرشتے خلق کیے ہیں سب یہ آواز دیں گے: اے میرے ربّ! مجھے بچا، مجھے بچا، لیکن آپ ہوں گے تو یہ صدا دیں گے: اے خدا! میری اُمت کو بخش دے، میری اُمت کو بچا۔

پھر اس جہنم پر ایک راستہ رکھا جائے گا جو بال سے باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا اور اس پر تین پُل ہوں گے۔ اس پر پہلا پُل امانت داری اور رحم کا ہوگا۔ دوسرا نماز کا اور تیسرا ربّ العالمین کا ہوگا کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہوگا۔ پس اس وقت لوگوں کو اس پُل صراط سے گزرنے کا حکم ہوگا تو امانت داری اور صلہ رحمی مجسم ہو کر سامنے آئے گی۔ پس اگر بندہ ان دونوں سے گزر گیا تو پھر نماز ان کو روک لے گی اور اگر نماز سے گزر گیا تو پھر وہ ربّ العالمین تک پہنچ جائیں گے۔ اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ پس لوگ پُل صراط سے گزر رہے ہوں گے، بعض کے قدم ڈگمگا جائیں گے اور بعض ثابت قدم رہیں گے اور فرشتے دونوں جانب سے آوازیں دے رہے ہوں گے: اے حلیم و کریم! عفو و درگزر فرما اور اپنا فضل شاملِ حال فرما اور لوگ پروانوں کی مانند فوج در فوج جہنم میں گر رہے ہوں گے اور جو نجات پا گیا وہ کامیاب ہو گیا۔ اللہ کی رحمت اور اس کی نظر کرم اس کی طرف ہوگی اور وہ کہے گا: تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں نجات دی اور اس کا فضل و کرم ہے۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ﴿۱۴﴾ صراط پر پُل کا نام مراد ہے اور اس سے وہ بندہ نہیں گزر سکے گا جو ظالم اور ستم گر ہوگا۔

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ﴿۱۶﴾ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ﴿۱۸﴾ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ﴿۱۹﴾ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا

https://www.shiabookspdf.com

جَمًّا ﴿۲۰﴾ كَلَّآ إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿۲۱﴾ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿۲۲﴾

[ترجمہ] مگر جب اسے آزما لیتا ہے پھر اسے عزت دیتا ہے اور اسے اپنی نعمتیں دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے ربّ نے مجھے عزت بخشی ہے اور جب آزما لیتا ہے اور اس پر روزی تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے ربّ نے میری توہین کی ہے۔ ہرگز نہیں! بلکہ تم خود یتیم کی عزت نہیں کرتے اور نہ ہی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتے ہو اور میراث کا مال سمیٹ کر کھاتے ہو اور مال کے ساتھ جی بھر کر محبت کرتے ہو۔ ہرگز نہیں! جب زمین کوٹ کوٹ کر ہموار کر دی جائے گی اور آپؐ کا ربّ آئے گا تو فرشتے صف در صف حاضر ہوں گے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ کے ذیل میں لکھا ہے کہ جب اللہ انسان سے اپنی نعمات کی وجہ سے امتحان لیتا ہے اور وہ کامیاب ہو جائے تو کہتا ہے کہ میرے ربّ نے مجھے عزت دی ہے اور اگر اس کا امتحان لے اور ناکام ہو جائے تو فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ تو اس کے رزق کو تنگ کر دیتا ہے یعنی فقر میں مبتلا کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے ربّ نے میری توہین کی ہے۔

حدیث 2 عیون اخبار الرضا میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الجہم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ (اور جب اس کا ربّ اس کا امتحان لیتا ہے اور پھر اس کے رزق کو مقدر کر دیتا ہے) کے ذیل میں فرمایا: یعنی اس کا رزق تنگ کر دیتا ہے)۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ﴿۱۷﴾ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ ﴿۱۸﴾ (ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے تھے اور مساکین کو

https://www.shiabookspdf.com

کھانا کھلانے میں ترغیب نہیں دیتے تھے) کے ذیل میں فرمایا: ان کو پکارو! یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے آلِ محمد علیہم السلام کے حق کو غصب کیا ہے اور یتیموں، فقرا اور مسافروں کا مال کھایا ہے اور یہ میراث کا مال سمیٹ کر کھاتے تھے اور مال سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے، یعنی ان کو چھپا کر رکھتے تھے اور راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے تھے۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں نیز جناب ابوالجارود سے روایت کو نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: كَلَّآ إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ کے ذیل میں فرمایا: مراد ہے جب زمین زلزلے کی وجہ کوٹ دی جائے گی اور مثل آٹے کے ہوجائے گی۔ اور اس آیت: وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ کے ذیل میں جناب علی بن ابراہیم نے لکھا ہے کہ ملک فرشتے کا نام ہے، لفظ واحد کا ہے لیکن مراد جمع ہے۔

حدیث 5 عیون اخبار الرضاؑ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن الحسن بن علی بن فضال سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَّجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴿٢٢﴾ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ آنے و جانے سے متصف نہیں ہوتا۔ یہ مخلوق کی صفت ہے اس سے مراد ہے۔ جب تیرے ربّ کا حکم آجائے گا تو ملائکہ صف در صف کھڑے ہو جائیں گے۔

حدیث 6 امالی میں جناب شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب داؤد بن سلیمان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد امام جعفر بن محمد علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد امام محمد بن علی علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد امام علی بن حسین علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد امام حسین بن علی علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد امام علی بن ابی طالب علیہ السلام سے نقل کیے، آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو اس آیت كَلَّآ إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ﴿٢١﴾ (ہرگز نہیں، جب زمین کو کوٹ کوٹ کر ہموار کردی جائے گی) کی تفسیر کیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا، جہنم کو رسیوں میں جکڑ کر لایا جائے گا، ستر ہزار نکیلوں سے اور ہر ایک نکیل کو ایک ایک لاکھ فرشتوں نے تھاما ہوگا اور وہ پورے زور سے اس کو کنٹرول کر رہے ہوں گے۔ اگر

https://www.shiabookspdf.com

اللہ تعالیٰ نے اس کو روکا نہ ہوتا تو وہ آسمانوں اور زمین کو جلا دیتی۔

وَجِایْٓءَ یَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ ۙ یَوْمَىِٕذٍ یَّتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ وَاَنّٰى لَهُ الذِّكْرٰى ﴿۲۳﴾ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ﴿۲۴﴾ فَیَوْمَىِٕذٍ لَّا یُعَذِّبُ عَذَابَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۵﴾ وَّلَا یُوْثِقُ وَثَاقَهٗٓ اَحَدٌ ﴿۲۶﴾

[ترجمہ] اور جس دن جہنم حاضر کی جائے گی اس دن انسان متوجہ ہوگا لیکن اب توبہ کرنے کا کیا فائدہ ہوگا؟ کہے گا: کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لیے کچھ آگے بھیجا ہوتا۔ پس اس دن اللہ کے عذاب کی مانند کوئی عذاب دینے والا نہ ہوگا اور اللہ کی طرح جکڑنے والا کوئی نہیں ہوگا۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب عمرو بن اذینہ سے اور انھوں نے معروف بن خربوذ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اے فرزند خربوذ! کیا تُو جانتا ہے کہ اس آیت کی تاویل وتفسیر کیا ہے کہ اللہ نے فرمایا: اس دن اللہ کی مانند کوئی دوسرا عذاب دینے والا نہیں ہوگا اور اللہ کی مانند کوئی جکڑنے والا نہیں ہوگا؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: جس کو جکڑا جائے گا اور جس کی مانند کسی کو عذاب نہیں ہوگا وہ ہماری دادی کا قاتل ہوگا۔

یٰٓاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾

[ترجمہ] اے نفس مطمئنہ! اپنے ربّ کی طرف پلٹ آ، اس حال میں کہ تُو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے۔ پھر میرے بندوں میں شامل ہوجا اور میری جنّت میں داخل ہوجا۔

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت کے ذیل میں لکھا: جب مومن پر موت کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک منادی ندا دیتا ہے: اے نفس مطمئنہ کہ حضرت علیؑ کی ولایت کی وجہ سے مطمئن ہے، اپنے ربّ کی طرف پلٹ آ کہ تو ولایت علیؑ پر مطمئن ہے تو تیرا ربّ تجھے ثواب سے راضی کردے گا۔

نفس مطمئنہ کون ہے؟

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ کے ذیل میں فرمایا ہے کہ یہ نفس مطمئنہ امام حسین علیہ السلام ہیں۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سدیر الصیرفی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں جب مومن کی روح قبض کی جاتی ہے تو کیا وہ اس چیز کو ناپسند کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! ایسا نہیں ہے جب موت کا فرشتہ مومن کے پاس اس کی روح قبض کرنے کے لیے آتا ہے تو وہ مومن جزع وفزع کرتا ہے تو اس وقت ملک الموت اس سے کہتا ہے: اے اللہ کے دوست! تو خوف مت کر، مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برحق مبعوث فرمایا ہے۔ میں تیرے لیے مہربان ورحیم والد سے زیادہ شفیق ومہربان ہوں۔ تم ایک لمحے کے لیے آنکھیں کھولو اور سامنے دیکھو۔

آپؑ نے فرمایا: اس وقت اس کے سامنے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علی علیہ السلام، حضرت فاطمہ علیہا السلام اور امام الحسن والحسین علیہما السلام اور ان کی ذُریت کے دوسرے ائمہؑ کی تصویریں ہوں گی اور اس مومن سے کہا جائے گا: یہ رسولؐ اللہ، امیر المومنین علیؑ، فاطمہؑ، الحسن والحسینؑ اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام تیرے رفیق وساتھی ہیں۔ پس وہ مومن آنکھیں کھولے گا اور سامنے دیکھے گا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی اس کی روح کو ندا دے گا: اے نفسِ مطمئنہ! اے وہ نفس! جو محمدؐ وآلِ محمدؐ پر ایمان رکھنے کی وجہ سے مطمئن ہے، تو اپنے ربّ کی طرف پلٹ آ، تو اس حالت میں

https://www.shubooksplf.com

ہے کہ تو ان کی ولایت پر راضی ہے اور وہ ثواب کی وجہ سے تجھ پر راضی ہیں۔ تو میرے بندوں محمدؐ و آلِ محمدؐ میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔ تو اس وقت اس مومن کے لیے کوئی چیز محبوب نہیں ہوگی۔ اس وقت وہ چاہے گا کہ جتنی جلدی اس کی روح کو قبض کیا جائے۔

اسی روایت کو جناب ابن بابویہ نے بھی سدیر الصیرفی سے نقل کیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا....

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عبدالرحمٰن بن سالم سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب داؤد بن فرقد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام نے فرمایا: اپنی واجب نمازوں اور نوافل میں سورۂ فجر کی تلاوت کرو کیونکہ یہ سورت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے۔ اس میں رغبت رکھو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔

ابواسامہ جو وہاں موجود تھا اس نے عرض کیا: یہ سورہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کیوں کر خاص ہو سکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا ہے کہ جس میں وہ فرماتا ہے: يَاأَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِي جَنَّتِي ﴿٣٠﴾

اس سے مراد فقط و فقط امام حسین بن علی علیہما السلام ہیں۔ وہ نفس مطمئنہ ہے جو راضیہ اور مرضیہ ہے۔ آلِ محمدؐ میں ان کے جو ساتھی ہیں وہ جو اللہ سے راضی ہیں اور اللہ ان سے راضی ہے۔ یہ سورہ امام حسین ابن علی علیہ السلام اور ان کے شیعوں اور آلِ محمد علیہم السلام کے شیعوں کے ساتھ خاص ہے۔ پس جو بندہ اس سورہ کو پابندی سے پڑھے گا وہ امام حسین علیہ السلام کے ساتھ جنت میں ان کے درجہ میں ہوگا۔ اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ البلد

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورہ قٓ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات بیس (۲۰) ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی واجب نمازوں میں سورہ بلد کی تلاوت کرے گا وہ دُنیا میں مشہور ہوجائے گا کہ یہ نیک وصالحین میں سے ہے اور آخرت میں معروف ومشہور ہوگا کہ اس کو اپنے اللہ کے ہاں مقام ومنزلت حاصل ہے۔ اور وہ بندہ قیامت کے دن انبیاء ومرسلین وشہداء وصالحین کے رفقاء میں ہوگا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اپنے غضب سے محفوظ رکھے گا اور وہ دشوار گزار عقبہ پر چڑھنے سے محفوظ رہے گا اور جو بندہ اس سورہ کو لکھے اور بچّے کے گلے میں ڈال دے یا نوزائیدہ کے گلے میں ڈال دے تو بچوں کی بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ بلد کی تلاوت کرے گا اور قیامت کے دن سخت دشوار چڑھائی سے محفوظ رہے گا اور جو اس کو لکھے اور مولود پر ڈال دے تو وہ مولود ہر آفت سے محفوظ رہے گا۔ بچوں کی طرح رونے سے محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اُم الصبیان بیماری سے محفوظ رکھے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 4 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر اس سورہ کو لکھے کر بچے کو ڈال دی جائے تو وہ نقص سے محفوظ رہے گا۔ اگر اس کے پانی سے بچے کی ناک کو دھویا جائے تو وہ ناک کی بیماری سے محفوظ رہے گا اور اچھے انداز میں نشوونما کرے گا۔

maablib.org

https://www.shiabooks.pdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾ اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۘ﴿۵﴾ يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ؕ﴿۶﴾

[ترجمہ] میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں۔ اس شہر میں آپؐ کا قیام ہے اور قسم کھاتا ہوں باپ کی اور اولاد کی۔ بتحقیق ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا ہے۔ کیا وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس پر کسی کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے اور یہ کہتا ہے کہ میں نے بہت سا مال برباد کیا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ﴿۲﴾ (میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں کہ تو اس میں رہائش پذیر ہے) کے ذیل میں لکھا ہے کہ قریش والے اس میں کسی پر ظلم کرنا جائز نہیں قرار دیتے تھے لیکن اے میرے نبیؐ! آپؐ پر یہ ظلم کرنا جائز قرار دیتے ہیں اور اس آیت: وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ﴿۳﴾ (باپ کی قسم اور اولاد کی قسم) کے ذیل میں لکھا ہے کہ والد سے مراد حضرت آدمؑ ہیں اور اولاد سے مراد ان کی وہ اولاد جو انبیاءؑ و اوصیاءؑ ہیں۔ ان کی اللہ قسم کھا رہا ہے اور اس آیت: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ ؕ﴿۴﴾ (ہم نے انسان کو مشقت میں خلق کیا) کے ذیل میں لکھا ہے: مشقت و سختی میں خلق کیا اور اس کی مثل کوئی اور چیز خلق نہیں کی (اس سے یہ مراد نہیں کہ اللہ نے مشقت اٹھائی ہے بلکہ خود انسان کی پیدائش ماں کے لیے مشقت کا باعث بنتی ہے)۔

https://www.shiabookspdf.com

اور اس آیت: يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۚ﴿۶﴾ کے ذیل میں جناب ابوالجارود کی روایت نقل کی ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے: یہ کہنے والا عمرو بن عبدود تھا۔ جب امیر المومنین علی علیہ السلام اس کے مقابل میں لڑنے آئے تو آپؑ نے اس سے کہا: اسلام کو قبول کرلو۔ تو اس نے کہا کہ میرے مال کا کیا ہوگا؟

آپؑ نے اس سے پوچھا: تو نے مال کو کہاں خرچ کیا ہے؟

اس نے کہا: میں نے بہت سا مال راہِ خدا سے روکنے کے لیے خرچ کیا ہے تو پھر حضرت علی علیہ السلام نے اس کو قتل کردیا۔

اَيَحْسَبُ اَنْ لَّمْ يَرَهٗۤ اَحَدٌ ۘ﴿۷﴾ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۙ﴿۹﴾ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۚ﴿۱۰﴾ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۖ﴿۱۱﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۘ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ اَوْ اِطْعٰمٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ ۙ﴿۱۴﴾ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۘ﴿۱۶﴾

[ترجمہ] کیا یہ خیال کرتا ہے کہ کسی نے اس کو نہیں دیکھا۔ کیا ہم نے اس کے لیے دو آنکھیں نہیں بنائیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ۔ اور ہم نے دونوں راستے (خیر و شر والے) اسے دکھائے مگر اس نے اس گھاٹی میں قدم ہی نہیں رکھا۔ اور آپ کیا جانیں کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ وہ گردن کو (غلامی سے) چھڑانا، یا فاقہ کے روز کھانا کھلانا۔ کسی رشتہ دار یتیم کو یا کسی خاک نشین مسکین کو۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد ہفتم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن ابراہیم سے اور انھوں نے ہارون بن مسلم سے اور انھوں نے مسعدۃ بن صدقۃ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَلَاۤ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ۙ﴿۷۵﴾ (سورۂ واقعہ) کے ذیل میں فرمایا: زمانۂ جاہلیت میں عرب ستاروں کے مقام و محل کی قسم اُٹھاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں ستاروں کے مقام و محل

https://www.shiabookspdf.com

کی قسم نہیں اُٹھاتا جس کی قسم اُٹھائی جائے۔ وہ امر عظیم ہوتا ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: زمانہ جاہلیت میں عرب والے محرم وصفر اور رجب کو عظیم ومحترم قرار دیتے تھے لیکن وہ ماہِ محرم کی قسم نہیں اُٹھاتے تھے۔ ایسے ہی ماہِ رجب کی بھی قسم نہیں اُٹھاتے تھے اور ان دو مہینوں میں کسی سے کوئی تعرض نہیں رکھتے تھے۔ ان دونوں ماہ میں وہ ایک دوسرے کے ہاں آتے جاتے تھے، حتیٰ اگر ان کے باپ کا قاتل بھی ان ماہ میں ان کے علاقے یا محلے میں آجاتا تو اس کو کچھ نہیں کہتے تھے اور حرم بھی کسی جانور خواہ وہ بکری یا غیر بکری ہوتا، اس کو بھی کچھ نہیں کہتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں قسم اُٹھاتا اس شہر کی اور یہ کہ آپؐ اس میں قیام پذیر ہیں تو ان کی جہالت اس قدر زیادہ ہوگی کہ انھوں نے اسی شہر محترم میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا حالانکہ وہ اس شہر کو عظمت والا قرار دیتے تھے اور اس کی قسمیں اُٹھاتے تھے۔ پھر انھوں نے قسموں کو توڑ دیا۔

حدیث 2 الکافی، جلد ہشتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن مرار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے ایک ساتھی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے اس آیت: فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوٰقِعِ النُّجُوْمِ ﴿۷۵﴾ (سورۂ واقعہ) کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: بہت بڑا گناہ ہے اس کا جو ستاروں کے مقام ومحل کی قسم اُٹھائے۔

آپؑ نے فرمایا: حالانکہ زمانہ جاہلیت میں لوگ حرم کو عظیم شمار کرتے تھے لیکن اس کی قسم نہیں اُٹھاتے تھے اور اس حرم میں ہی انھوں نے اللہ کی حرمت کو حلال قرار دیا حالانکہ وہ اس شہر میں کسی سے معترض نہیں ہوتے تھے اور اگر کوئی جانور بھی حرم میں داخل ہوجاتا تو اس کو بھی نہیں نکالتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۱﴾ وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ﴿۲﴾

پھر آپؑ نے فرمایا: اس شہر کی عظمت کے قائل تھے اور اس کی قسمیں اُٹھاتے تھے۔ پھر اس شہر میں انھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت کو مباح وحلال قرار دیا اور آپؐ کے قتل پر آمادہ ہوگئے۔

حدیث 3 الکافی، جلد اوّل میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن محمد بن عبداللہ سے نقل کیا ہے، انھوں نے آپؑ سے سند مرفوعہ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ﴿۳﴾ کے

https://www.shiabookspdf.com

بارے میں فرمایا: والد امیر المومنین علیؑ ہیں اور اولاد ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب منصور سے اور انھوں نے ایک اور شخص سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ میں اَنْتَ سے مراد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ سے مراد حضرت علیؑ اور ائمہ و ولد ہیں۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جابر بن یزید سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: والد حضرت علی علیہ السلام ہیں اور اولاد ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوبکر حضرمی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے ابوبکر! اللہ کے اس قول: وَوَالِدٍ میں والد سے حضرت علی علیہ السلام اور وَّمَا وَلَدَ سے مراد الحسن والحسین علیہما السلام ہیں۔

حدیث 7 الاختصاص میں جناب شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابراہیم بن محمد الثقفی سے اور انھوں نے جنابِ اسماعیل بن بشار سے اور انھوں نے علی بن جعفر حضرمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب سلیمان بن قیس الشامی سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں اور میری اولاد میں سے اوصیاء ائمہؑ ہیں، سب ہدایت یافتہ اور ہادی ہیں اور ہم سب محدث ہیں۔

راوی: میں نے عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! وہ کون ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: الحسنؑ والحسینؑ، پھر میرا بیٹا علیؑ بن حسینؑ آپؑ اس وقت ابھی بچے تھے۔ پھر اس کی اولاد سے آٹھ ہونے والے ائمہؑ، جو یکے بعد دیگرے آئیں گے کہ جن کی اللہ تعالیٰ نے قسم اُٹھائی ہے اور فرمایا: وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ

پھر فرمایا: وَالِدٍ سے مراد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور وَّمَا وَلَدَ سے مراد اولادِ اوصیاءؑ ہیں۔

راوی: میں نے عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! کیا ایک وقت میں دو امام ہو سکتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، مگر یہ کہ ان میں ایک خاموش رہے گا۔ اس وقت نہیں بولے گا جب تک پہلا امام دُنیا

https://www.shiabookspdf.com

سے چلا نہ جائے۔

جناب سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب محمد بن ابی بکر سے سوال کیا: کیا حضرت علیؑ محدث تھے؟

آپ نے فرمایا: ہاں، محدث تھے۔

آپ نے کہا کیا تُو نے یہ آیت نہیں پڑھی: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ ولا محدث (سورۂ حج: آیت ۵۲) ''اور ہم نے آپؐ سے قبل کوئی رسولؑ اور نبیؑ اور محدث مبعوث نہیں کیا''۔

راوی: میں نے عرض کیا: کیا حضرت علی علیہ السلام محدث تھے؟

آپ نے فرمایا: ہاں حضرت علیؑ محدث تھے اور جنابِ فاطمۃ الزہراءؑ محدثہ تھیں اور ان سے ملائکہ باتیں کرتے تھے لیکن یہ نبیؑ نہیں تھے اور نہ ہی حضرت فاطمہؑ۔

حدیث 8 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے بعض ائمہ ہدیٰ علیہم السلام سے نقل کیا ہے کہ وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ۝ میں وَالِدٍ سے مراد امیر المومنین علیؑ اور وَّمَا وَلَدَ سے مراد ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں جو آپؑ کی اولاد سے ہیں۔

حدیث 9 ربیع الابرار میں علامہ الزمخشری نے جناب امام الحسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ۝ کے ذیل میں لکھا ہے کہ میں کسی مخلوق کو نہیں جانتا کہ جس نے انسان کی مانند مشقت و زحمت کو برداشت کیا ہو۔ دُنیا میں تنگی اور آخرت میں شدید سختی۔

حدیث 10 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: کیا وجہ ہے چوپاؤں کے آگے والے دونوں پیروں میں اندر والی جانب دو پیوند ہوتے ہیں جیسا کہ انھیں داغا گیا ہو۔ یہ کیا ہے اور کیوں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ماں کے شکم میں انھیں اگلے پاؤں کے درمیان اندرونی جگہ پر ان کی تھوتھنی اور ناک ہوتی ہے لیکن ابن آدم ماں کے شکم میں ایسے نہیں ہوتا، بلکہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں اُلٹا رہتا ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ کے قول نے بیان کیا ہے کہ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ كَبَدٍ۝

پھر فرمایا: انسان کے علاوہ باقی سب بچے ماں کے شکم میں ان کا سر ماں کی دُبر کی جانب ہوتا ہے اور اس کے ہاتھ اس کے سامنے ہوتے ہیں جبکہ انسان ماں کے شکم میں [illegible] ہوتا ہے۔ اس کا سر اُوپر ہوتا ہے اور قدم نیچے۔

https://www.shiabookspdf.com

اسی وجہ سے کہا گیا کہ انسان کی پیدائش میں مشقت ہوتی ہے۔

حدیث 11 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَيَحْسَبُ اَنْ لَّنْ يَّقْدِرَ عَلَيْهِ اَحَدٌ ۝۵ (کیا وہ گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قدر نہیں رکھتا) کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد وہ نعثل ہے جس نے رسولؐ خدا کی بیٹی کو قتل کیا تھا کہ وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قدرت نہیں رکھتا۔

اور اس آیت يَقُوْلُ اَهْلَكْتُ مَالًا لُّبَدًا ۝۶ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد وہ بندہ ہے جس نے لشکر رسولؐ خدا کے لیے (غزوۂ تبوک) مال خرچ کیا تھا۔ وہ گمان کرتا تھا جو میرے اندر فساد پایا جاتا ہے۔ اس کو کوئی نہیں دیکھتا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۝۸ (کیا ہم نے اپنے نبیؐ کے لیے دو آنکھیں نہیں قرار دیں)۔ وَلِسَانًا سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔ وَّشَفَتَيْنِ ۝۹ سے مراد الحسنؑ والحسینؑ ہیں۔ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝۱۰ (اور ہم نے ان دونوں کی ولایت کی طرف ہدایت کی)۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝۱۲ کے ذیل میں لکھا ہے: قرآن میں جب بھی مَآ اَدْرٰىكَ کی تعبیر آئے تو اس سے مراد ہے ہم نے آپ کو اس کا علم نہیں دیا۔ يَّتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝۱۵ یتیم سے مراد رسولؐ خدا ہیں اور مقربہ سے مراد آپؐ کے اقربا و رشتہ دار ہیں۔ اَوْ مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۝۱۶ کے ذیل میں لکھا ہے: مسکین سے مراد حضرت علیؑ ہیں جو علم و دانش فراواں رکھتے ہیں۔

حدیث 12 ہدایۃ الکبریٰ میں جناب الحسین بن الحمدان الحصینی نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جناب رقیہ کی شادی کا عثمان سے سبب اور وجہ یہ تھی کہ رسولؐ خدا نے اپنے اصحاب کے درمیان ندا دی کہ جو بندہ جنگ تبوک کے لشکر کی تیاری پر اور ارومیہ کے کنویں کی کھدائی پر مال خرچ کرے گا۔ میں اس بندے کے لیے جنت میں ایک گھر کی ضمانت لیتا ہوں۔ تو جناب عثمان ان دونوں کاموں کے لیے اپنا مال خرچ کرنے پر آمادہ ہوگیا اور اس نے رسولؐ خدا سے عرض کیا: میں اپنا مال دونوں کے لیے خرچ کرتا ہوں۔ تو آپؐ میرے لیے جنت کے گھر کے ضامن ہیں؟ تو رسولؐ خدا نے فرمایا: اے عثمان! تم ان دونوں کاموں کے لیے مال خرچ کرو میں جنت کے گھر کا ضامن ہوں۔ پس حضرت عثمان نے لشکر پر مال کو خرچ کیا تو وہ جنت کے گھر کا رسولؐ کی ضمانت پر مالک بن گیا۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر حضرت عثمان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ جنابِ رقیہؑ کا رسولؐ خدا سے رشتہ طلب کرے۔ اس نے رشتہ طلب کیا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: رقیہ تجھ سے شادی کرنے پر فقط ایک شرط پر راضی ہے اگر تو وہ جنّت والا گھر بطور مہر اس کو دے دے کہ جس کی میں نے ضمانت لی ہے۔ اگر تو اس پر راضی ہے تو پھر میں اپنی ضمانت تیرے سے اُٹھا لیتا ہوں اور رقیہؑ کے لیے ضمانت دیتا ہوں تو عثمان نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ ایسے ہی کر دیں اور اس کی شادی میرے ساتھ کر دیں۔ اسی وقت اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں رسولؐ خدا نے حضرت عثمان کے لیے گھر کی ضمانت سے برأت کر دی اور جنابِ رقیہؑ کے لیے گھر کی ضمانت لے لی اور کہا: اب یہ گھر رقیہؑ کا ہے نا کہ عثمان کا۔ اور عثمان کے لیے اس ہبہ سے حق رجوع بھی نہیں ہے۔ رسولؐ اللہ پر گھر کی ضمانت رقیہ کے لیے ہے خواہ رقیہ زندہ رہے یا مرجائے۔ پس اس کے بعد عثمان کے بستر پر آنے سے قبل ہی جناب رقیہ کی وفات ہوگئی۔

ہم نے اس انسان کو دونوں راستوں کی ہدایت کر دی ہے

حدیث 1 امالی میں جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿۱۰﴾ (اور ہم نے اس کو دونوں راستوں کی ہدایت کر دی ہے) کے ذیل میں فرمایا: اس سے خیر اور شر کے راستے ہیں (یعنی نیکی کا راستہ بھی بیان کر دیا اور بُرائی والا بھی بیان کر دیا ہے۔ اب یہ خود انسان کی مرضی ہے کہ وہ کون سا راستہ اختیار کرتا ہے۔ مترجم)

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حمزہ بن محمد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿۱۰﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ مراد نیکی کا راستہ اور بُرائی کا راستہ ہے۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ﴿۱۰﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نیکی کا راستہ اور بُرائی کا راستہ مراد ہے۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب الحسن بن ابوالحسن الدیلمی کی تفسیر

https://www.shiabookspdf.com

سے نقل کیا ہے اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ ایک حدیث جناب ابو یعقوب الاسدی سے نقل کی ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَلَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ عَيْنَيْنِ ۙ﴿۸﴾ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ ۙ﴿۹﴾ کے ذیل میں فرمایا: عینین سے مراد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں اور لسانا (زبان) سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام مراد ہیں اور شفتین سے مراد امام حسن و امام حسین علیہما السلام مراد ہیں۔

مؤلف بیان کرتے ہیں: اس عنوان کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔

عقبہ کیا ہے؟

حدیث 1 الکافی، جلد اوّل میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یونس سے نقل کیا اور انھوں نے کہا ہے کہ مجھے ایک شخص نے بیان کیا ہے اور اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۖ﴿۱۱﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ؕ﴿۱۲﴾ فَكُّ رَقَبَةٍ ۙ﴿۱۳﴾ (اس نے دشوار گزار گھاٹی میں قدم ہی نہیں رکھا اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ گھاٹی کیا ہے؟ یہ گردن کو (غلامی سے) چھڑانا ہے) کے ذیل میں آپؑ نے فرمایا کہ امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کی وجہ سے ان کی گردن آزاد ہوگی۔ اس میں ہی گردن کی آزادی ہے (ورنہ اس گردن میں جہنم کے طوق اور زنجیر ڈالی جائیں گی)۔

حدیث 2 الکافی، جلد ۴ میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معمر بن خلاد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہی کہ جب بھی حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام کے سامنے دسترخوان لگایا جاتا، آپؑ ایک بری سینی (ڈش) منگواتے اور اس کو اپنے پاس رکھتے، پھر اس دسترخوان میں سے جو عمدہ کھانا ہوتا جو آپؑ کے لیے لایا جاتا تھا۔ اس کو اٹھا کر اس ڈش میں رکھ دیتے پھر فرماتے اس کھانے کو مساکین کے لیے لے جاؤ۔ پھر آپؑ اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۖ﴿۱۱﴾ پھر فرماتے: اللہ جانتا ہے ہر انسان کی قدرت و طاقت میں نہیں ہے کہ وہ اپنی گردن کو آزاد کروا سکے۔ اس لیے اس نے ان کے لیے جنت میں جانے کے راستے قرار دیئے ہیں۔

حدیث 3 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن عمر بن یزید سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں اپنے دو بیٹے کھو چکا ہوں۔

https://www.shiabookspdf.com

اب فقط میرا ایک چھوٹا بیٹا بچ گیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اس کی طرف سے صدقہ دو۔ پھر وہ بیان کرتا ہے کہ جب جانے لگا تو آپؑ نے فرمایا: اپنے بیٹے کو ساتھ لے جانا تاکہ صدقہ اس کے ہاتھ سے دلواؤ، خواہ روٹی کا ایک ٹکڑا ہو یا گندم کی ایک مٹھی ہو یا کوئی اور چیز۔ ہر وہ چیز جو جس کا صدقہ کرتے وقت نیت اللہ کے لیے ہو اور نیت پاک ہو، وہ خواہ کم ہو وہ عظیم شمار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ (سورۂ زلزال، آیت ۷-۸) (پس جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو بھی دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر برائی کرے گا وہ اس کو بھی دیکھے گا) اور پھر آپؑ نے فرمایا: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ ..... مگر اس نے دشوار گزار گھاٹی میں قدم رکھا ہی اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ عقبہ کیا ہے، وہ گردن کو چھڑوانا ہے یا بھوکے کو کھانا کھلانا ہے یا یتیم رشتہ دار کو یا مسکین خاک نشین کو)۔ پھر فرمایا: اللہ جانتا ہے کہ ہر بندہ اپنی گردن کو نہیں چھڑوا سکتا اس لیے اس نے یتیم و مسکین کو کھانا کھلانا اور صدقہ دینے کو اس کی راہ قرار دیا ہے۔

حدیث 4 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابان بن تغلب سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں اس آیت: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جس بندہ کو اللہ تعالیٰ نے ہماری ولایت کے ساتھ مکرم و محترم قرار دیا ہے وہ اس گھاٹی کو عبور کر جائے گا اور وہ دشوار گزار گھاٹی ہم ہیں۔ پس جو ہمارے ساتھ تمسک رکھے گا وہ کامیاب ہو جائے گا۔ پھر آپؑ خاموش ہو گئے۔ پھر خود ہی فرمایا: کیا میں تجھے ایک ایسی بات نہ بتاؤں کہ اس دُنیا میں جو کچھ ہے اس سے خیر و بہتر ہے؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں کیوں نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ گردن کو آزاد کروانا ہے۔ پھر فرمایا: تمام لوگ جہنم کے بندے ہیں (یعنی جہنم میں جائیں گے) سوائے تیرے اور جو تیرے ساتھی (یعنی شیعہ) ہیں۔ پس تحقیق اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں کو جہنم سے ہم اہل بیتؑ کی ولایت کی وجہ سے آزاد کر دے گا۔

حدیث 5 بشارات الشیعہ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابان بن تغلب سے اسی روایت کو نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں اس آیت: فَلَا اقْتَحَمَ

https://www.shiabookspdf.com

الْعَقَبَةَ﴿۱۱﴾ سے کیا مراد ہے؟ اس کے بعد گذشتہ حدیث ذکر کی ہے۔

حدیث 6 الکافی، جلد دوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن میمون القداح سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ کسی بھوکے مومن کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے گا قیامت کے دن اس کے اجر کے بارے میں اللہ کی مخلوق میں سے کوئی خواہ وہ مقرب فرشتہ ہو یا کوئی نبیؑ مرسل ہو، کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ ربّ العالمین کے۔

پھر فرمایا: مغفرت کے اسباب میں سے ہے کہ بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ﴿۱۴﴾ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ﴿۱۵﴾ اَوْ مِسْكِیْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ﴿۱۶﴾ بھوکے کو کھانا کھلانا یتیم و رشتہ دار ہو یا غریب مسکین ہو۔

حدیث 7 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَكُّ رَقَبَةٍ﴿۱۳﴾ کے ذیل میں فرمایا: ہماری وجہ سے اور ہماری معرفت کی وجہ سے تمھاری گردنیں آزاد ہیں۔ ہم وہ ہیں جنھیں بھوک والے دن کھانا کھلایا جائے گا اور وہ قحط و بھوک والا دن ہے۔

حدیث 8 تاول الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابان بن تغلب سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ﴿۱۱﴾ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابان! کیا کسی نے اس کے بارے میں تجھے کوئی چیز بیان کی ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: وہ عقبہ ہم ہیں اور کوئی بندہ محشر والے دن ہم تک نہیں پہنچ سکے گا مگر وہ جو دُنیا میں ہم پر ایمان رکھتا ہوگا اور ہم میں سے ہوگا۔

پھر فرمایا: اے ابان! کیا میں تجھے ایک بات بتاؤں جو تمھاری دُنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس سے بہتر و خیر ہو؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: گردن کو آزاد کروانا ہے۔ تمام لوگ جہنم کے غلام ہیں سوائے تیرے اور تیرے ساتھیوں (شیعوں) کے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس سے آزاد کیا ہوا ہے۔

میں نے عرض کیا: ہمیں کیوں آزاد کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت کی وجہ سے جو تم رکھتے ہو۔

حدیث 9 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوبکر الحضرمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ کے ذیل میں فرمایا: تمام لوگ جہنم کے غلام و بندے ہیں سوائے ان کے جو ہماری اطاعت اور ہماری ولایت میں داخل ہوں گے۔ پس اس نے اپنی گردن کو جہنم سے آزاد کروالیا اور عقبہ ہم ہیں۔

حدیث 10 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابان بن تغلب سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے اپنے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ہم وہ عقبہ ہیں جس کے ساتھ جو تمسک رکھے گا وہ کامیاب ہوجائے گا۔ پھر وہی گذشتہ حدیث ذکر فرمائی۔

حدیث 11 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابان بن تغلب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر بن محمد الصادق سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ کے ذیل میں فرمایا: ہم وہ عقبہ ہیں جو ہم سے تمسک کرے گا وہ کامیاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے تمھاری گردنوں کو جہنم سے آزاد کیا ہے۔

حدیث 12 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب مالک بن حمید سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ کے ذیل میں فرمایا: تحقیق پل صراط کے اُوپر ایک دشوار گزار گھاٹی ہے جس کی لمبائی تین ہزار سال کی مسافت ہے۔ ایک ہزار سال کی مسافت اس کی اترائی ہے اور ایک ہزار سال کی مسافت ایسا راہ ہے جس میں سانپ، بچھو اور خشک و خشاک ہیں اور ایک ہزار سال کی مسافت اس کی چڑھائی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر فرمایا: سب سے پہلے میں اس گھاٹی کو عبور کروں گا اور پھر دوسرے نمبر پر اس گھاٹی کو حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ عبور کریں گے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اس گھاٹی کو بغیر مشقت و زحمت کے کوئی عبور نہیں کر پائے گا سوائے محمدؐ اور اس کی اہل بیت علیہم السلام۔

حدیث 13 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ گھاٹی ہم ہیں۔ جو ہم سے تمسک رکھے گا وہ اس کو عبور کرے گا اور نجات پائے گا۔

پھر فرمایا: فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿۱۳﴾ اس کے ذیل میں فرمایا: تمام لوگ جہنم کے غلام ہیں سوائے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے۔ اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں کو جہنم سے آزاد کرے گا۔

حدیث 14 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ﴿۱۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس عقبہ سے مراد ائمہ علیہم السلام ہیں جو ان تک پہنچ گیا ان سے تمسک کرلیا۔ وہ اس گھاٹی کو عبور کرلے گا اور اس آیت مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ﴿۱۶﴾ (خاک نشین مسکین) کے ذیل میں لکھا ہے: مراد ہے اس کے پاس کوئی چیز نہ ہو تو خاک سے بچائے۔

ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ﴿۱۷﴾ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ﴿۱۹﴾ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾

[ترجمہ] پھر ان لوگوں میں شامل ہونا جو ایمان لائے اور جنھوں نے ایک دوسرے کو صبر کرنے کی نصیحت کی اور مہربانی کرنے کی تلقین کی۔ یہی لوگ دائیں ہاتھ والے ہیں اور جنھوں نے ہماری آیات کا انکار کیا وہ بدبخت لوگ ہیں۔ ان پر آگ مسلط ہوگی جو ہر طرف سے بلند ہوگی (یعنی اسے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوگا)۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے لکھا ہے کہ اصحاب المیمنہ سے مراد امیر المومنین

https://www.shiabookspdf.com

علی علیہ السلام کے اصحاب ہیں (اور وہ لوگ جنھوں نے ہماری آیات کا انکار کیا) سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام اور ائمہؑ کے مخالفین ہیں۔ یہ ہی بد بخت لوگ ہوں گے کہ جن پر ایسی آگ کو مسلط کیا جائے گا جس سے فرار کا کوئی راستہ ہی نہیں ہوگا۔

حدیث 2 الاختصاص میں جنّت و جہنم کے اوصاف کے باب میں جناب جابر بن یزید جعفی سے نقل ہوا ہے، انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک طویل حدیث کو نقل کیا ہے، اس میں آپؑ نے زقوم درخت کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا: اس کی ایک شاخ سے ہزار مرد بھی لٹک جائیں گے تو وہ بھی وہ خم نہ ہوگی اور نہ ہی ٹوٹے گی۔ پھر آگ ان کے پیچھے سے داخل ہوگی اور دل تک جائے گی۔

آخر میں فرمایا: یہ ہی وہ آگ ہے جو ان کا احاطہ کیے ہوئے ہوگی۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابن جریح سے نقل کیا ہے اور انھوں نے عطا سے اور انھوں نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، آپؓ نے وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ کے ذیل میں فرمایا کہ وہ ایک دوسرے کو فرائض کی تلقین کرتے ہیں اور وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ کے ذیل میں فرمایا: وہ ایک دوسرے پر رحم کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور اس کو قبول نہیں کرے گا مگر مومن۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الشمس

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ قدر کے بعد نازل ہوئی تھی اور اس کی پندرہ (۱۵) آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ شمس، سورۂ لیل، سورۂ ضحیٰ، سورہ الم نشرح کو دن رات میں زیادہ پڑھے گا تو کائنات کی ہر چیز حتیٰ کہ اس کے بال، گوشت، جلد، خون، رگیں اور ہڈیاں قیامت کے دن اس بندے کے حق میں گواہی دیں گی اور اللہ ان کی گواہی کو قبول کرے گا۔ اور فرمائے گا: میرے اس بندے کو میری جنتوں کی طرف لے جاؤ تا کہ وہ جس جنّت میں رہنا چاہے اسے اپنے لیے اختیار کرلے۔ یہ اس پر میرا احسان نہیں بلکہ میرا فضل ہے اس پر اور میری رحمت ہے اس پر اور میرے بندے کو مبارک ہو۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے، آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورۃ کی تلاوت کرے گا گویا اس نے ہر چیز پر صدقہ کیا ہے جس پر سورج اور چاند طلوع کرتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا: جس بندے کی توفیق کم ہو اس کو چاہیے کہ وہ اس سورہ کو پابندی سے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق میں اضافہ فرمائے گا۔ وہ جہاں بھی ہوگا فائدہ مند ہوگا اور اس کے حافظہ کو زیادہ کرے گا اور وہ تمام لوگوں میں عزیز اور بلند مرتبہ ہوگا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس بندے کی توفیق خیر میں کمی ہو تو وہ اس سورہ کو پابندی سے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق میں اضافہ فرمائے گا اور وہ جہاں بھی ہوگا زیادہ منافع

https://www.shiabookspdf.com

حاصل کرے گا اور لوگوں میں ہر دلعزیز ہوگا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جس بندے کا رزق اور توفیق کم ہو اور اس کو نقصان زیادہ ہوتا ہو اور خسرات زیادہ ہوں تو اس کو چاہیے کہ وہ سورۃ الشمس کی تلاوت پابندی سے کرے۔ اس کا رزق زیادہ ہوجائے گا اور اس کی توفیق میں اضافہ ہوگا اور جو بندہ اس سورہ کو لکھ کر دھو کر پی لی تو اس کے دل کو سکون حاصل ہوگا حکمِ خدا سے۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَالشَّمۡسِ وَضُحٰىہَا ۙ﴿۱﴾

[ترجمہ] قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد ہشتم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابو محمد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالشَّمۡسِ وَضُحٰىہَا ۙ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: الشمس سے مراد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دین کو روشن کیا ہے۔

پھر میں نے عرض کیا: وَالۡقَمَرِ اِذَا تَلٰىہَا ۙ﴿۲﴾ کے بارے میں عرض کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: قمر سے مراد امیر المومنین علیؑ ہیں جو رسولؐ خدا کے بعد میں ہیں اور رسولؐ خدا نے اپنا علم ان میں پھونکا ہے۔ پھر میں اس آیت: وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰىہَا ۙ﴿۴﴾ سے مراد ہے وہ ظالم اور جابر و ستم گر حکمران ہیں جنھوں نے امر حکومت کو آلِ رسولؐ سے روک کر رکھا اور وہ اس جگہ بیٹھے جو جگہ آلِ رسولؐ کے لائق تھی اور انھوں نے اللہ کے دین پر ظلم و جور سے پردہ ڈالا۔ پس اللہ نے ان کے فعل کو بیان کیا ہے اور فرمایا: وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰىہَا ۙ

راوی بیان کرتا ہے کہ پھر میں نے عرض کیا: وَالنَّہَارِ اِذَا جَلّٰىہَا ۙ﴿۳﴾ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: النہار سے مراد وہ امام ہے جو حضرت فاطمۃ الزہراؑ کی ذُریت سے ہوگا۔ اس سے دین خدا کے بارے میں جو سوال کرو گے وہ اس کو روشن کرے گا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا: وَالنَّہَارِ اِذَا جَلّٰىہَا ۙ﴿۳﴾

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: الشمس سے مراد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے دین کو روشن کیا ہے۔

(راوی) میں نے پھر اس آیت: وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝۲ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: القمر سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔ پھر میں نے اس آیت: وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝۴ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللیل سے مراد ائمہ جور و ظلم ہیں جنھوں نے آلِ رسولؐ پر ظلم و زیادتی ہے اور وہ اس مقام پر بیٹھے جو ان کے لائق نہیں تھا بلکہ وہ آلِ رسولؐ کے لائق و سزاوار تھا اور انھوں نے رسولؐ کے دین پر ظلم و جور کے ذریعے دن کی روشنی میں پردہ ڈالا اور اس کو چھپایا۔

پھر میں نے اس آیت وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝۳ کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام کی ذُریت کے امام مراد ہیں جن سے رسولؐ خدا کے دین کے بارے میں سوال کیا جائے گا تو وہ جس کے لیے چاہیں گے روشن کریں گے۔ اس کو یہ آیت بیان کر رہی ہے۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے بھی اسی گذشتہ حدیث کو نقل کیا ہے، نیز آپ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمھارے درمیان سورج کی مثل میں ہوں اور چاند کی مثل حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ جب سورج غروب ہو جائے تو چاند سے ہدایت حاصل کرنا۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، انھوں نے بیان کیا ہے کہ وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝۱ میں الشمس سے مراد رسولِ خدا ہیں اور القمر سے مراد امیر المومنین علیؑ ہیں اور وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝۳ سے مراد امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں اور وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝۴ سے مراد بنوامیہ ہیں۔ پھر جناب ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب مجھے مبعوث فرمایا تو میں بنوامیہ کے پاس آیا اور ان سے کہا: اے بنوامیہ! میں اللہ کا رسول ہوں جو تمھاری طرف آیا ہوں۔ تو انھوں نے کہا:

https://www.shiabookspdf.com

تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم کوئی رسول نہیں ہو۔ پھر میں بنوہاشم کے پاس آیا۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ میں اللہ کا رسول ہوں جو تمھاری طرف آیا ہوں تو فوراً علیؑ ابن ابی طالبؑ مجھ پر اعلانیہ اور پوشیدہ دونوں اعتبار سے ایمان لایا اور پھر ابوطالبؑ نے میری اعلانیہ حمایت و مدد کی اور مخفیانہ مجھ پر ایمان لائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو ایک پرچم دے کر میری طرف روانہ کیا۔ پس اس نے وہ پرچم بنوہاشم میں گاڑ دیا اور پھر ابلیس ایک پرچم لے کر آیا۔ اس نے وہ بنواُمیہ میں نصب کر دیا۔ پس وہ ہمیشہ ہمارے دشمن رہیں گے اور قیامت تک ان کے پیروکار ہمارے شیعوں کے دشمن رہیں گے۔

وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ۝١ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝٢ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝٣ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝٤ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝٥ وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝٦ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝٧ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝٨ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ۝٩ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ۝١٠ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝١١ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝١٢ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝١٣ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۝ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝١٤ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ۝١٥

[ترجمہ] قسم ہے سورج اور اس کی روشنی کی اور چاند کی جب وہ اس کے پیچھے آتا ہے اور دن کی جب وہ روشن کرے اور رات کی جب وہ اسے چھپا لے اور آسمان کی اور اس کی جس نے اسے بنایا ہے اور زمین کی اور اس کی جس نے اسے بچھایا ہے اور نفس کی اور اس کی جس نے اسے معتدل کیا ہے۔ پھر اس نے نفس کو بدکاری اور اس سے بچنے کی سمجھ دی۔ جس نے اسے پاک رکھا وہ کامیاب ہوا اور جس نے اسے آلودہ کیا وہ نامراد ہوا اور قومِ ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے تکذیب کی۔ جب ان میں سے سب سے شقی شخص اُٹھا۔ تو اللہ کے رسولؐ نے کہا کہ اللہ کی اُونٹنی کی سیرابی کا خیال رکھو۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر انھوں نے نبی کو جھٹلایا اور اُونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں تو ان کے ربّ نے ان کے گناہ کے سبب ان پر عذاب ڈھایا۔ پھر سب کو زمین کے برابر کردیا اور اسے اس کے بُرے انجام کا کوئی خوف نہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے علی بن محمد سے اور انھوں نے ابو جمیلہ سے اور انھوں نے جناب الحلبی سے نقل کیا اور اسی کو جناب علی بن حکم سے بھی اور انھوں نے جناب ابان بن تغلب سے اور انھوں نے جناب مفضل بن ابو العباس سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالشَّمْسِ وَضُحٰىهَا ۝۱ کے ذیل میں فرمایا: الشَّمْسِ سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں اور وَضُحٰىهَا سے مراد قائم آلِ محمدؐ کا قیام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لوگوں کو دن کی روشنی میں محشور کیا جائے گا۔

اور اس آیت وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰىهَا ۝۲ کے ذیل میں فرمایا: قمر سے مراد امام حسن و حسین علیہما السلام ہیں اور وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰىهَا ۝۳ کے ذیل میں فرمایا: ان سے مراد حضرت قائمؑ کا قیام اور ان کی حکومت ہے اور وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا ۝۴ کے ذیل میں لکھا ہے اور اس سے مراد جبتر اور اس کی حکومت ہے جس نے حق پر پردہ ڈالا اور اس آیت: وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا ۝۵ کے ذیل میں فرمایا ہے کہ آسمان سے مراد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپؐ وہ آسمان ہیں جس کی طرف علم حاصل کرنے کے لیے مخلوق بلند ہوتی اور اس آیت: وَالْاَرْضِ وَمَا طَحٰىهَا ۝۶ کے ذیل میں فرمایا: وہ زمین سے مراد ہمارے شیعہ ہیں اور اس آیت: وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ۝۷ کے ذیل میں فرمایا: اس نفس سے مراد مومن کہ جس کو اللہ نے معتدل بنایا اور اس کو حق پر قرار دیا ہے اور اس آیت: فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ۝۸ کے ذیل میں فرمایا کہ اس کو باطل سے حق کی معرفت عطا کی اور وہی فلاح پائے گا۔ جس نے اپنے آپ کو پاک کیا یعنی جس نفس کو اللہ نے پاک رکھا وہی فلاح پائے گا اور اس آیت: كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝۱۱ کے ذیل میں فرمایا: اس سے ہمارے شیعوں کا ایک گروہ ہے جس نے سرکشی کرتے ہوئے ہمارے احکام میں ہماری نافرمانی کی ہے۔

تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ

https://www.shiabookspdf.com

الْعَذَابِ الْهُوْنِ (سورۂ فصلت: آیت ۱۷) ''پس ہم نے قومِ ثمود کو ہدایت دی لیکن انھوں نے ہدایت پر گمراہی کو پسند کیا۔ پھر اس کو ذلت آمیز عذاب کی بجلی نے پکڑ لیا) کے ذیل میں فرمایا: اس عذاب سے مراد تلوار کا عذاب ہوگا''۔ جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو وہ ان لوگوں کو تلوار سے قتل کریں گے۔ اس آیت: فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ﴿۱۳﴾ کے ذیل میں فرمایا: ناقہ اللہ سے مراد امام ہے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے فہم وعلم رکھتا ہے اور اس کے پاس سیراب کرنے والا علم ہے اور اس آیت: فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا ۚ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾ کے ذیل میں فرمایا: یہ ان کے لیے رجعت میں ہوگا اور اس آیت وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴿۱۵﴾ کے ذیل میں فرمایا: جب وہ رجعت میں ان کو واپس لایا جائے گا تو ان کو انجام کا کوئی خوف نہیں ہوگا۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا ﴿۷﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے نفس کو خلق کیا اور اس کی صورت بنائی اور اس آیت: فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿۸﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد اس کو معرفت دی اور پھر نیکی و بدی کا اس کو الہام کیا اور پھر اس کو اختیار دے دیا۔

حدیث 3 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حمزہ بن محمد الطیار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿۸﴾ کے ذیل میں فرمایا: پھر انسان کو وہ بھی بیان کر دیا گیا جو اس نے انجام دینا ہے اور وہ بھی بیان کر دیا گیا کہ جو اس نے چھوڑنا اور ترک کرنا ہے۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس سے مراد کہ جس نے اپنے نفس کو پاک کرلیا تو وہ کامیاب ہوگیا اور قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿۱۰﴾ سے مراد ہے جس نے اپنے نفس کو آلودہ کرلیا وہ ہلاک ہوگا۔

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب محمد بن علی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ نے اس قول: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا ﴿۹﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ اس سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں جس کے ربّ نے ان کو پاکیزہ قرار دیا اور اس آیت: قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴿۱۰﴾ سے مراد حضرت علیؑ کا بڑا دشمن جبتر تھا اور طاغوت جب اس نے اس کی بیعت کے لیے اس کے

https://www.shiabookspdf.com

ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

ابوالجارود نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت کَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ﴿۱۱﴾ کے ذیل میں فرمایا: انھوں نے سرکشی و بغاوت کی اور اس سرکشی نے ان کو نبیؑ کے جھٹلانے پر آمادہ کیا۔ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ﴿۱۲﴾ کے ذیل میں فرمایا: یہ بدبخت وہ تھا جس نے اُونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں۔ اور فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ﴿۱۴﴾ کے ذیل میں فرمایا: پھر ان کو رات کے وقت غفلت میں اچانک بجلی نے آلیا اور ان کے ہلاک ہونے کے بعد جو بچ گئے وہ بھی خوفزدہ نہیں ہوئے۔

حدیث 6 تفسیر الثعلبی کے خطی نسخہ میں یہ روایت نقل کی ہے کہ علامہ نے جناب عمارؓ سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! اوّلین میں سب سے بڑا شقی وہ تھا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور آخرین میں سب سے بڑا شقی ہوگا جو آپؑ کو قتل کرے گا۔

حدیث 7 مناقب میں جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: عبدالرحمٰن ابن ملجم اسی قدار کی نسل سے تھا جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اُونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں اور دونوں کا قصہ بھی ایک جیسا ہے۔ وہ قدار ملعون ایک عورت کا عاشق تھا جس کا نام رباب تھا اور عبدالرحمٰن ابن ملجم یہ ملعون بھی ایک عورت کا عاشق تھا جس کا نام قطام تھا۔

حدیث 8 مناقب میں نقل ہوا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی جب ابن ملجم نے بیعت کی تو اس وقت حضرت علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا: کیا تیری ماں نے تجھے بتایا تھا کہ میں حالت حیض میں تھی جب میں تیرے حمل سے حاملہ ہوئی تھی؟ تو اس نے کہا: ہاں۔ پھر آپؑ نے اس سے کہا: بیعت کرو، پس اس نے بیعت کرلی۔ پھر آپؑ نے اس سے فرمایا: جاؤ حالانکہ آپؑ نے اس سے سنا تھا کہ اس نے کہا: میں اپنی اس تلوار سے علیؑ کو قتل کروں گا۔

حدیث 9 التہذیب میں جناب شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک بندہ نماز کے دوران قرأت سے کچھ بھول جاتا اور پھر جب رکوع میں جاتا ہے اور اسے رکوع میں یاد آجائے تو کیا وہ رکوع میں اس بھولے حصّے کو پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ جب سجدے میں جائے تو پڑھ سکتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر اس نے عرض کیا: ایک بندہ نماز میں سورۂ والشمس پوری پڑھتا ہے اور بعد میں یوں کہتا ہے کہ صدق اللہ وصدق الرسول۔ اور جب یہ پڑھتا ہے: آللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۹﴾ (سورۂ نمل: آیت ۵۹) اور بعد میں کہتا ہے کہ اللہ خیر اللہ خیر، اللہ اکبر۔ اور جب یہ پڑھتا ہے: ثُمَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾ (الانعام: آیت ۱) پھر کہتا ہے کہ اللہ سے رُوگردانی کرنے والے جھوٹے ہیں۔ اور جب یہ آیت پڑھتا ہے: وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾ (سورۂ اسراء: آیت ۱۱۱) اور اس کے بعد اللہ اکبر، اللہ اکبر کہتا ہے۔ میں نے کہا: اور اگر یہ سب کچھ پڑھے اور بعد میں کچھ بھی نہ کہے تو کوئی حرج ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔



maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الیل

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورہ الاعلیٰ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی اکیس آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے، آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ اللیل کی تلاوت کرے گا اللہ اس کو اس قدر دے گا کہ وہ راضی ہوجائے گا اور اس سے رزق کی تنگی ختم کردے گا اور اس کے لیے آسانیاں پیدا کرے گا اور اس کو اپنے فضل کے ساتھ غنی کردے گا اور جو بندہ رات سونے سے قبل پندرہ مرتبہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ خواب میں فقط وہ دیکھے گا جو خیر میں سے اسے پسند ہو اور وہ بُرے خواب سے محفوظ رہے گا اور نماز عشاء میں اس سورہ کی تلاوت کرے گا گویا اس نے ایک چوتھائی قرآن کی تلاوت کی ہے۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو پابندی سے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی آرزوؤں کو اس قدر پورا کرے گا کہ وہ راضی ہوجائے گا اور اس سے تنگی کو دُور کرے گا اور اس کے لیے آسانیاں پیدا کرے گا اور جو بندہ رات سونے سے قبل بیس مرتبہ پڑھے گا وہ اچھی و خیر والی خواب دیکھے گا۔ کبھی بُرا خواب نہیں دیکھے گا اور جو اپنی نمازِ عشاء اس سورہ کے ساتھ پڑھے گا گویا اس نے ایک چوتھائی قرآن کی تلاوت کی ہے اور اس کی نماز بھی قبول ہوگی۔

حدیث 3 خواص القرآن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو پندرہ مرتبہ پڑھے گا اور کبھی کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں دیکھے گا اور وہ سوئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو امن میں رکھے گا اور اگر مدہوش شخص یا مرگی والے شخص کے کان میں یہ سورہ پڑھی جائے گی تو اس کو افاقہ ہوگا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ۙ﴿۱﴾

[ترجمہ] رات کی قسم جب وہ چھا جائے۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ۙ (رات کی قسم جب وہ چھا جائے) یا دوسرے قول میں ہے: وَالنَّجۡمِ اِذَا هَوٰی ۙ (سورۂ نجم) یا اس قسم کی اور آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مختلف چیزوں کی قسم اُٹھائی ہے۔ اس کے بارے میں بیان کریں۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ جس چیز کی چاہے قسم اُٹھائے اس کو حق حاصل ہے لیکن اس کی مخلوق کو سوائے اس کے نام کے باقی کسی چیز کی قسم اُٹھانے کی اجازت نہیں ہے۔

حدیث 2 من لایحضرہ الفقیہ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن مہزیار سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر الثانی امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ کا یہ قول: وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ۙ اور اس قسم کی دوسری آیات کہ جس میں اللہ نے مختلف چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو حق حاصل ہے کہ وہ جس چیز کی چاہے قسم اُٹھائے لیکن مخلوق سوائے اس کے کسی کی قسم نہ اُٹھائے۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَالَّیۡلِ اِذَا یَغۡشٰی ۙ کے ذیل میں فرمایا: یہ قسم ہے مراد رات کی قسم جب وہ دن کو ڈھانپ لے۔

https://www.shiabookspdf.com

وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰۤى ۙ﴿۳﴾ اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ؕ﴿۴﴾

[ترجمہ] اور دن کی قسم جب وہ چمک اُٹھے اور اس کی جس نے نر اور مادہ پیدا کیے۔ تمھاری کوشش و کاوش مختلف ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں ہے اور دن کی قسم جب وہ چمک اُٹھے اور اس کی قسم جس نے نر اور مادہ کو پیدا کیا ہے یہ سب قسمیں ہیں اور جوابِ قسم یہ ہے: اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ؕ﴿۴﴾ تمھاری کاوشیں مختلف ہیں۔ بعض لوگوں کی سعی و کوشش خیر کی ہوتی ہے اور بعض بُرائی کی کوشش کرتے ہیں۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا: اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى ؕ﴿۴﴾ آپؑ نے فرمایا: اس مقام پر لیل سے مراد حضرت علی علیہ السلام کا دشمن ہے کہ جس کی حکومت میں حضرت علی علیہ السلام مغلوب رہے اور اس کی حکومت میں آپؑ اور آپؑ کے گھر والوں نے صبر ہی کیا۔ جب تک اس کی حکومت ختم نہیں ہوئی۔ آپؑ نے صبر کو ہی اختیار کیے رکھا۔

پھر فرمایا: وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۙ﴿۲﴾ میں تمھارے مراد اہل بیتؑ کے حضرت قائمؑ ہیں اور جب ان کی حکومت باطل حکومتوں پر غلبہ حاصل کرلے گی۔ قرآن میں لوگوں کے لیے مثالیں ذکر ہوئی ہیں جن کا خطاب رسولؐ خدا اور ہم ہے۔ ہمارے علاوہ ان کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۙ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۙ﴿۸﴾ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ؕ﴿۱۰﴾ وَمَا يُغْنِىْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ؕ﴿۱۱﴾ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۖ﴿۱۲﴾ وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾

https://www.shiabookspdf.com

[ترجمہ] پس جس نے (راہِ خدا میں) مال دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور نیکی کی تصدیق کی۔ پس ہم اسے جلد ہی آسانی کے اسباب فراہم کریں گے اور جس نے بخل کیا اور بے نیازی برتی اور نیکی کو جھٹلایا۔ پس ہم اسے جلد ہی مشکلات کا سامنا کروائیں گے اور جب وہ سقوط کرے گا تو اس کا مال اس کے کسی کام نہ آئے گا۔ راستہ دکھانا یقیناً ہماری ذمہ داری ہے اور دُنیا و آخرت کے مالک یقیناً ہم ہیں۔

تفسیر

حدیث 1

تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ان آیات: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝۶ کا شانِ نزول یوں ذکر کیا ہے کہ انصار میں سے ایک بندے کا ایک درخت ایک دوسرے کے گھر کے صحن میں تھا۔ وہ درخت کا مالک جب چاہتا بغیر اجازت اس کے گھر داخل ہوجاتا اور گھر کا مالک بہت پریشان ہوتا۔ اس نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بندے کی شکایت کی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کھجور کے درخت کے مالک سے کہا: تو یہ درخت مجھے جنت کے درخت کے بدلے میں فروخت کردے تو وہ راضی نہ ہوا۔ اس نے کہا: میں نہیں فروخت کروں گا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: ایک درخت بدلے پورے ایک باغ کے بدلے فروخت کردے تو وہ پھر بھی راضی نہ ہوا پس وہ آپؐ کی محفل سے چلا گیا۔ تو اس بندے کے پاس جناب ابوالدحداح گیا اور اس سے کھجور کا درخت نقد قیمت میں خریدا اور اس کے بعد رسولؐ خدا کی خدمت میں آیا اور عرض کیا:

یارسولؐ اللہ! اس درخت کو جنت کے ایک باغ کے عوض فروخت کرتا ہوں جس باغ کا آپؐ نے اس بندے سے وعدہ کیا تھا اور اس نے قبول نہ کیا تھا۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: اے ابوالدحداح! میں تجھ سے اس درخت کو جنت کے دو باغوں کے بدلے خریدتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝۶ سے مراد ابوالدحداحؓ ہیں جس نے اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کیا اور تقویٰ اختیار کیا۔ ہم عنقریب اس کے لیے آسانیاں پیدا کریں گے اور جس نے بخل کیا اور تکذیب کی ہم عنقریب اس کے لیے تنگی فراہم کریں گے اور اس کا مال اسے کوئی فائدہ نہ دے گا یعنی جب مرے گا تو اس وقت فائدہ نہ ہوگا۔

https://www.shiabooks.com

وَاِنَّ لَنَا لَلْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى ﴿۱۳﴾ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلٰىهَآ
اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ الَّذِىْ
يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰٓى ﴿۱۹﴾ اِلَّا
ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْاَعْلٰى ﴿۲۰﴾ وَلَسَوْفَ يَرْضٰى ﴿۲۱﴾

[ترجمہ] پس میں نے تمھیں بھڑکتی ہوئی آگ سے متنبہ کردیا ہے اس میں سب سے زیادہ شقی وہ شخص جائے گا جس نے تکذیب کی اور منہ موڑ لیا ہو اور نہایت ہی متقی کو اس آگ سے بچا لیا جائے گا۔ جو اپنا مال پاکیزگی کے لیے دیتا ہے اور اس پر کسی کا احسان جس کا وہ بدلہ اُتارنا چاہتا ہو۔ وہ تو اپنے ربّ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ایسا کرتا ہے اور عنقریب وہ راضی ہوجائے گا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب عبدالرحمٰن بن کثیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ الَّذِىْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ﴿۱۶﴾ (پس میں نے تمھیں بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرایا ہے جس میں سب سے زیادہ شقی جائے گا جس نے تکذیب کی اور منہ موڑا) کے ذیل میں فرمایا: جہنم میں ایک وادی ہے اس میں آگ ہے جس میں فقط سب سے زیادہ شقی جائے گا۔ مراد وہ فلاں ہے جس نے رسولؐ خدا کی تکذیب کی، حضرت علیؑ کی ولایت کے بارے میں تکذیب کی اور حضرت علیؑ کی ولایت سے منہ موڑا اور پھر فرمایا: دو قسم کی آگ ہے جو دونوں ایک دوسرے سے الگ ہیں اور جو آگ وادی کی ہے یہ فقط ناصبیوں کے لیے ہے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالخطاب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ﴿۵﴾ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ﴿۶﴾ کے ذیل میں فرمایا: جس نے اپنا مال عطا کیا اور تقویٰ اختیار کیا اور الحسنیٰ سے مراد ولایتِ علیؑ

https://www.shiabookspdf.com

ہے اور ولایتِ علیؑ کی تصدیق کی۔ ہم اسے عنقریب آسانی فراہم کریں گے اور جس نے بخل کیا اور بے نیازی برتی اور كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۙ یعنی ولایتِ علیؑ کی تکذیب کی۔ اسے عنقریب ہم اسے بدحالی اور تنگی فراہم کریں گے۔

حدیث 3 قرب الاسناد میں جناب عبداللہ بن جعفر الحمیری نے جناب محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن الرضاؑ سے سنا ہے، آپؑ نے اس سورہ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۙ کی تفسیر میں بیان فرمایا: ایک بندہ تھا اس کے گھر کے صحن میں ایک بندے کا کھجور کا درخت تھا۔ اس وجہ سے وہ اس کو تنگ کرتا اور پریشان کرتا تھا۔ اس بندے نے رسولؐ خدا سے اس کی شکایت کی تو رسولؐ خدا نے اس بندے کو بلایا اور اس نے فرمایا: تو یہ درخت مجھے جنّت کے درخت کے بدلے دے دو۔ اس نے انکار کیا۔ پس انصار میں سے ایک شخص نے سنا جس کی کنیت ابوالدحداح تھی وہ اس درخت کے مالک کے پاس آیا اور اس سے کہا: تو اپنا کھجور کا درخت میرے باغ کے عوض مجھے فروخت کردے۔ اس نے وہ درخت فروخت کردیا اور ابوالدحداح نے اس کو خرید لیا۔ پھر رسولؐ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں نے وہ درخت اپنے باغ کے عوض خرید لیا ہے تو رسولؐ خدا نے اس سے فرمایا: اس درخت کو جنّت کے درخت میں تبدیل کرلو۔

اس نے عرض کیا: مجھے منظور ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''اور جس نے نر و مادہ کو خلق کیا اور تمھاری کاوشیں الگ الگ رہیں۔ پس جس نے اپنا مال (درخت) راہِ خدا میں دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور جو کچھ رسولؐ کے پاس ہے اس کی تصدیق کی پس ہم عنقریب اس کے لیے آسانی فراہم کریں گے''۔

حدیث 4 قرب الاسناد میں جناب عبداللہ بن جعفر الحمیری نے جناب احمد بن محمد سے اور انھوں نے جناب احمد بن محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن الرضاؑ کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۖ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: مراد ہے کہ اللہ جسے چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے گمراہی۔

میں نے عرض کیا: خداوند کریم آپؑ کو خیر عطا فرمائے۔ ہمارے ساتھیوں کی ایک قوم ہے ان کا گمان ہے کہ معرفت و ہدایت کسبی ہے جو بھی غور و فکر کرے وہ معرفت حاصل کرلیتا ہے۔

آپؑ نے اس کو ناپسند کیا اور اس کا انکار کیا۔ پھر فرمایا: ان لوگوں کو پھر کیا ہوگیا ہے۔ یہ اپنے لیے خیر کو کیوں

https://www.shiabookspdf.com

کسب نہیں کرتے؟

لوگوں میں سے کوئی بندہ ایسا نہیں مگر یہ کہ وہ پسند کرتا ہے کہ اس سے بہتر تر ہو جائے جو اس سے بہتر ہیں۔ یہ بنو ہاشم کہ جن کو رسولؐ سے قرابت حاصل ہے اور ان کو رسولؐ سے ایک مقام و منزلت حاصل ہے جو اس امر خلافت کے تم لوگوں سے زیادہ حق دار ہیں۔ کیا تو دیکھتا اور گمان کرتا ہے کہ یہ اپنے لیے غور و فکر نہیں کرتے تا کہ وہ معرفت حاصل کریں حالانکہ وہ معرفت حاصل نہیں کر سکتے جو تم نے حاصل کی ہے۔

پھر امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: اگر لوگوں میں استطاعت ہوتی تو وہ ضرور ہم سے محبت کرتے۔

حدیث 5 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن طریف سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی ۝۶ (پس جو بندہ راہِ خدا میں مال عطا کرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے اور نیکی کے ساتھ تصدیق کرتا ہے) کے ذیل میں فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ ایک کے بدلے میں دس عطا کرتا ہے حتیٰ کہ ایک لاکھ بھی عطا کرتا ہے اور اس سے زیادہ بھی دیتا ہے۔ پھر فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی ۝۱۰ اس کے ذیل میں فرمایا: پس وہ بندہ جس نیکی و خیر کا ارادہ کرتا ہے اللہ اس کے لیے اس میں آسانی پیدا کر دیتا ہے اور پھر اس آیت: اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۝۸ وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۝۹ (اور وہ بندہ جس نے بخل کیا اور بے نیازی برتی اور نیکی کی تکذیب کی) کے ذیل میں فرمایا کہ جس نے ایک کے بدلے دس یا لاکھ یا اس سے زیادہ لینے میں بخل کیا اور بے نیازی برتی اور نیکی کو جھٹلا دیا۔ یہ بندہ اگر برائی کا ارادہ کرے گا تو اللہ اس کے لیے آسانی پیدا کر دے گا۔ یہ وہ بندہ ہے کہ جب وہ گرے گا تو اس کا مال اس کو بے نیاز نہ کر سکے گا۔

پھر فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! خدا کی قسم اس جگہ گرنے سے مراد دیوار سے گرنا یا پہاڑ سے گرنا یا کنویں میں گرنا مراد نہیں ہے بلکہ اس جگہ جہنم میں گرنا مراد ہے کہ جب وہ جہنم میں گرے گا تو اس وقت اس کا یہ مال کام نہیں آئے گا اس کو بچا نہیں سکے گا۔

حدیث 6 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ضریس الکناسی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بندے کے پاس سے گزرے

https://www.shiabookspdf.com

تو جو اپنے باغ میں نئے پودے لگا رہا تھا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: کیا میں تجھے ایک ایسے درخت کے بارے میں رہنمائی نہ کروں جس کی جڑیں مضبوط اور شاخیں جلدی نشوونما کرنے والی اور جس کا پھل بہت لذیذ اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہو؟

اس نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسولؐ اللہ! آپ بتائیں۔

تو آپؐ نے اس سے فرمایا: جب تو صبح کرے اور شام کرے (صبح و شام) تو یہ کہو: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اگر تو نے یہ کہا تو ہر کلمہ کے بدلے تیرے لیے جنّت میں دس درخت کاشت ہوں گے جن کے پھل مختلف ہوں گے اور ہمیشہ باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔

اس بندے نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! گواہ رہنا! میں اپنا یہ باغ مسلمان فقراء اور اہل صدقہ کے لیے صدقہ کرتا ہوں اور وہ صدقہ مقبوضہ ابھی اس کا قبضہ بھی دیتا ہوں، یعنی اس سے دستبردار ہوتا ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝۶ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝۷

حدیث 7 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب جابر بن یزید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝۱ کے ذیل میں فرمایا: لیل سے مراد شیطان (جو کہ خدا اس پر قیامت تک لعنت کرے) کی حکومت ہے جو حضرت قائم علیہ السلام کے قیام کے دن تک رہے گی۔

وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ۝۲ ..... اور النہار سے مراد خود قائم آل محمدؐ ہیں۔ جب وہ قیام کریں گے۔ پھر آپؑ نے اس آیت: اَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝۸ کے ذیل میں فرمایا: پس جو بندہ اپنے آپ کو حق عطا کرے (یعنی حق کی معرفت حاصل کرے) اور باطل سے پرہیز کرے۔ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝۱۰ کے ذیل میں فرمایا: پھر اس کے لیے جنّت آسان ہوجائے گی اور پھر اس آیت: اَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝۸ کے ذیل میں فرمایا: جو بندہ حق سے بخل کرے (یعنی اس کی معرفت حاصل نہ کرے) اور باطل کے ذریعے حق سے بے نیازی برتے اور كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝۹ حضرت علی علیہ السلام اور ان کے بعد دوسرے ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی ولایت کی تکذیب کرے تو اس کے لیے فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝۱۰ پس اس کے لیے جہنم میں جانا آسان ہوجائے گا۔ پھر آپؑ نے اس قول خدا: اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى ۝۱۲

https://www.shiabookspdf.com

کے ذیل میں فرمایا کہ مراد ہے تحقیق حضرت علی علیہ السلام ہی ہدایت ہیں۔ اور دُنیا و آخرت کا اختیار ہمارے پاس ہے۔ پھر اس آیت فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظّٰى ﴿۱۴﴾ کے ذیل میں فرمایا: جب حضرت قائم علیہ السلام قیام کریں گے تو وہ غضب ناک ہوں گے وہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے بندوں کو قتل کر دیں گے اور اس آیت: لَا يَصْلٰىهَآ اِلَّا الْاَشْقَى ﴿۱۵﴾ (اس آگ میں نہیں جلیں گے مگر اشقی)۔ مراد وہ لوگ ہیں جو محمدؐ و آلِ محمدؐ کے دشمن ہوں گے یہ سب سے بڑے شقی ہوں گے اور اس آیت: وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى ﴿۱۷﴾ (اور متقی لوگ اس سے بچا لیے جائیں گے) کے ذیل میں الْاَتْقَى سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام اور ان کے شیعہ ہیں۔

حدیث 8 تاویل الآیات میں جناب سلمۃ بن مہران سے نقل ہوا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ﴿۱﴾ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى ﴿۲﴾ وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۳﴾ (قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے اور قسم ہے دن کی جب وہ روشن ہو جائے گا۔ اللہ نے زوجین کو خلق کیا جو نر اور مادہ ہیں)۔ پھر دُنیا و آخرت حضرت علی علیہ السلام کے لیے ہے، یعنی دُنیا و آخرت کا اختیار حضرت علی علیہ السلام کے لیے ہے۔

حدیث 9 محاسن میں جناب محمد بن خالد البرقی نے جناب فیض بن مختار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس آیت کو یوں پڑھا: اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى وَاِنَّ لَهُ الْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى کہ تحقیق حضرت علی علیہ السلام ہی ہدایت کے لیے ہیں اور آخرت اور دُنیا بھی ان کے لیے ہے۔

یہ اس وقت تھا جب آپؑ سے قرآن کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: قرآن میں الاعاجب ہیں۔ اس میں ہے کہ کفی اللہ المومنین القتال بعلی اللہ نے مومنین کو حضرت علی علیہ السلام کی وجہ سے قتال سے بچا لیا (جنگ خندق میں) اور اس قرآن میں بھی ہے: اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى وَاِنَّ لَهُ الْاٰخِرَةَ وَالْاُوْلٰى۔

حدیث 10 تاویل الآیات میں جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى کے ذیل میں فرمایا: پس وہ بندہ جس نے خمس دیا۔ وَاتَّقٰى: طاغوتوں کی ولایت سے پرہیز کیا۔ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى: حضرت علیؑ کی ولایت کی تصدیق کی۔ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى: پس وہ جو بھی خیر و نیکی کا ارادہ کرے گا تو اس کے لیے ہم آسان کر دیں گے۔ اور اس آیت اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ: مراد ہے کہ جس نے خمس دینے میں بخل کیا۔ وَاسْتَغْنٰى: مراد ہے کہ اپنی رائے سے اللہ کے اولیاء

https://www.shiabookspdf.com

سے بے نیازی برتی۔ وَ كَذَّبَ بِالْحُسْنٰى: اور ولایت کی تکذیب کی۔ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى: پھر وہ جس برائی کا ارادہ کرے گا ہم اس کے لیے اس کو آسان کر دیں گے اور اس قولِ خدا سَيُجَنَّبُهَا: یعنی اس سے مراد رسولؐ خدا اور ان کی اِتباع کرنے والے ہیں کہ جن کو اس آگ سے بچایا جائے گا اور اس آیت: الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ﴿۱۸﴾ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں جس نے اپنے مال کی زکوٰۃ دی اور اس کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ (سورۂ مائدہ: آیت ۵۵) اور اس آیت: مَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى ﴿۱۹﴾ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد رسولؐ خدا ہیں۔ ان پر کسی کا کوئی احسان نہیں تاکہ وہ کسی کا عوض دیں اور نعمت سے مراد ہے ان کا احسان تمام مخلوق پر جاری و ساری ہے۔ اللہ کا درود و سلام ان پر ہو۔



maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الضحیٰ

یہ سورہ مکّی ہے جو سورۂ فجر کے بعد نازل ہوئی تھی اور اس کی گیارہ آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ الضحیٰ کی تلاوت کرے گا قیامت کے دن اس کے لیے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت واجب ہوجائے گی اور اس کے لیے تمام سوال کرنے والوں اور یتیموں کی تعداد سے دس گنا نیکیاں لکھی جائیں گی اور جو بندہ اس سورہ کو کسی گم شدہ بندے کے نام پر لکھے تو وہ سلامتی کے ساتھ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس لوٹ آئے گا اور اگر کوئی کسی جگہ کوئی چیز بھول جائے اور اس کے لیے اس سورہ کی تلاوت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس چیز کی اس وقت تک حفاظت کرے گا جب تک وہ اس کو اُٹھا نہ لے۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو پابندی سے کسی گم شدہ بندے کے نام لے کر پڑھے گا وہ بہت جلدی اپنے ساتھی کے پاس واپس آجائے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ الشمس اور سورۃ اللیل اور سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الم نشرح کی تلاوت دن و رات میں زیادہ کرے گا قیامت کے دن کوئی چیز باقی نہیں رہے گی مگر یہ کہ وہ اس بندے کے حق میں گواہی دے گی، حتیٰ کہ اپنے بال، جلد، گوشت، خون، رگیں اور اعصاب اور ہڈیاں اس کے حق میں گواہی دیں گی (کہ یہ بندہ مومن ہے)۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

وَالضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ؕ﴿۳﴾
وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ؕ﴿۴﴾ وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی ؕ﴿۵﴾

{ترجمہ} قسم ہے روشن دن کی اور رات کی جب وہ چھا جائے۔ آپؐ کے ربّ نے آپؐ کو چھوڑا ہے نہ ہی آپؐ پر ناراض ہوا ہے اور آخرت آپؐ کے لیے دُنیا سے بہت بہتر ہے اور عنقریب آپؐ کا رب آپؐ کو اتنا عطا کرے گا کہ آپؐ راضی ہوجائیں گے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت وَالضُّحٰی ۙ﴿۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: قسم ہے دن کی جب سورج بلند ہوجائے اور اس آیت: وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۙ﴿۲﴾ (رات کی قسم جب اس کی تاریکی چھا جائے)۔ یہ دونوں قسمیں ہیں اور جواب قسم: مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی ؕ﴿۳﴾ (آپؐ کے ربّ نے آپؐ کو نہ چھوڑا ہے اور نہ ہی آپؐ پر غضب ناک ہوا ہے)۔ اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ کی فضیلت کو بیان کر رہا ہے کہ آپؐ کی آخرت آپؐ کی دُنیا سے بہتر ہے اور عنقریب اللہ آپؐ کو اتنا زیادہ دے گا کہ آپؐ راضی ہوجائیں گے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب الحسن بن علی بن ابی حمزہ سے نقل کیا اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: لَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی ؕ﴿۴﴾ کے ذیل میں فرمایا: مراد آپؐ کا

https://www.shiabookspdf.com

رجعت میں پلٹنا یہ آخرت ہے نبیؐ کے لیے اور یہ اس وقت سے بہت زیادہ بہتر ہوگا اور اس آیت: لَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝ کے ذیل میں فرمایا: اللہ تعالیٰ آپؐ کو جنت میں اتنا زیادہ دے گا کہ آپؐ اپنے ربّ سے راضی ہوجائیں گے۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا کے سامنے حضرت جبرئیلؑ نے وہ علاقے پیش کیے جو آپؐ کے بعد آپؐ کی اُمت قریہ قریہ کرکے فتح کریں گے۔ آپؐ بہت خوش ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۝ (آپؐ کی آخرت اس دُنیا سے بہت ہی بہتر ہے اور آپؐ کا ربّ آپؐ کو عنقریب اتنا زیادہ دے گا کہ آپؐ راضی ہوجائیں گے)۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ آپؐ کو جنت میں ایک ہزار محل عطا فرمائے گا، جن کی مٹی و خاک مشک و عنبر کی ہوگی اور ہر محل میں آپؐ کی اَزواج اور خدام اس قدر ہوں گے جتنے آپؐ کے لیے سزاوار ہوں گے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ نے کہا ہے: کفرا کفرا مراد قریہ قریہ ہے اور قریہ کا نام کفرا رکھا گیا ہے۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب محمد بن احمد بن الحکم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب محمد یونس سے اور انھوں نے جناب حماد بن عیسیٰ سے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد امام محمد باقر علیہ السلام سے اور انھوں نے جناب جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپؓ نے فرمایا: ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ علیہا السلام کے گھر میں داخل ہوئے کہ آپؐ چکی چلا رہی تھیں اور آپؐ کے اُوپر اُونٹ کے بالوں کی بنی ہوئی چادر تھی۔ جب آپؐ کی نظر اپنی بیٹی پر پڑی تو آپؐ روئے اور پھر آپؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! دُنیا کی تلخی کو آخرت کی حلاوت و شیرینی کے لیے برداشت کرو تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی: وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝ (آپؐ کی آخرت آپؐ کی دُنیا سے بہت بہتر ہے اور عنقریب اللہ آپؐ کو اس قدر عطا فرمائے گا کہ آپؐ راضی ہوجائیں گے)۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب زید بن علیؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝ کے ذیل میں فرمایا: تحقیق رسولؐ خدا، اہل بیتؑ اور

https://www.shiabookspdf.com

ان کے شیعوں کے جنت میں داخل ہونے سے راضی ہوجائیں گے اور یہ کیسے نہ ہوگا۔ جنت فقط وفقط ان کے لیے خلق ہوئی ہے اور جہنم ان کے دشمنوں کے لیے بنائی گئی ہے ان دشمنوں پر اللہ اور تمام ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

حدیث 6 تفسیر العلمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ (تیرے ربّ نے آپؐ کو نہ چھوڑا ہے اور نہ آپؐ سے ناراض ہوا ہے) کے بارے میں عرض کیا: جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت جبرئیلؑ پہلی سورہ اقراء لے کر آئے اور اس کے بعد آپؐ نے آنے میں تاخیر کردی تو جناب خدیجہؑ نے آپؐ سے کہا: شاید آپؐ کے ربّ نے آپؐ کو چھوڑ دیا ہے اور آپؐ کی طرف وحی نہیں بھیجے گا۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ''اے نبیؐ! تیرے ربّ نے نہ آپؐ کو چھوڑا ہے اور نہ آپؐ سے ناراض ہوا ہے''۔

حدیث 7 مناقب ابن مغازلی میں جناب ابن مغازلی شافعی نے کتاب فضائل میں جناب الحکم بن ظہیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب السدی سے نقل کیا ہے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: مَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ (سورۂ شوریٰ: آیت ۲۳) (جو نیکی بجا لائے گا ہم اس کے لیے اس کی نیکی میں اضافہ کریں گے) کے ذیل میں فرمایا: نیکی سے مراد آلِ محمدؐ رسول اللہ کی مودت ومحبت ہے اور اس آیت: وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ کے ذیل میں فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بیتؑ کے جنت میں داخل ہونے کی وجہ سے راضی ہوجائیں گے۔

یتیم سے کیا مراد ہے؟

اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

[ترجمہ] کیا اس نے آپؐ کو یتیم نہیں پایا پھر پناہ دی۔ اس نے آپؐ کو ناواقف پایا تو راستہ دکھایا اور آپؐ کو تنگ دست نہیں پایا تو آپؐ کو مالدار کردیا، لہٰذا آپؐ یتیم کی

https://www.shiabookspdf.com

توہین نہ کریں اور سائل کو جھڑک نہ دیں اور آپؐ اپنے ربّ کی نعمت کو بیان کریں گے۔

تفسیر

حدیث 1 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمایہ بن ربعی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، ان سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ (کیا اس نے آپؐ کو یتیم نہیں پایا پھر اس نے پناہ دی) کے بارے میں سوال کیا گیا کہ یتیم سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد روئے زمین پر اوّلین و آخرین میں کوئی بھی آپؐ کی مثل و نظیر نہیں ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر جو اپنی نعمت کا احسان کیا ہے، وہ بیان کر دیا ہے کہ يَتِيْمًا یعنی وحیداً تو وحید ہے کہ تیری کوئی نظیر و مثال نہیں ہے۔ فَاٰوٰى سے مراد ہے کہ لوگوں کو آپؐ کی طرف متوجہ کیا تا کہ وہ آپؐ کی معرفت حاصل کریں اور انھوں نے تیری معرفت حاصل کی، آپؐ کو پہچانا اور اس آیت: وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ کے ذیل میں فرمایا: اس کی نسبت آپؐ کی قوم کی طرف ہے جو کہ گمراہ تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعے ان کو ہدایت دی۔ آپؐ کی معرفت کی وجہ سے اللہ نے ان کو ہدایت دی۔

وَوَجَدَكَ عَآئِلًا کے ذیل میں فرمایا تو اپنی قوم کے نزدیک فقیر تھا۔ وہ کہتے تھے کہ تیرے پاس کوئی مال و دولت نہیں ہے۔ تو اللہ نے آپؐ کو حضرت خدیجہ علیہا السلام کی دولت کے ذریعے مال دار کر دیا۔ پھر اس سے زیادہ بھی آپؐ پر اپنا فضل کیا کہ آپؐ کو مستجاب الدعوۃ بنایا (تیری دُعاؤں کو قبول فرمایا) اگر آپؐ پتھر کے لیے دُعا کرتے کہ وہ سونے کا ہو جائے تو اسی وقت وہ ہو جاتا۔ پھر آپؐ کو وہاں کھانا کھلایا جہاں کھانا نہیں ہوتا تھا اور وہاں پانی پلایا جہاں پانی نہیں ہوتا تھا اور جب آپؐ کی کوئی مدد کرنے والا نہیں تھا تو اس نے ملائکہ کے ذریعے آپؐ کی مدد کی اور آپؐ کو آپؐ کے دشمنوں پر کامیابی و غلبہ عطا فرمایا۔

حدیث 2 عیون اخبار الرضا میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن محمد بن الجہم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مامون کی محفل میں میں موجود تھا۔ وہاں گفتگو شروع ہو گئی اور اس نے امام رضا علیہ السلام سے آیات کے بارے میں سوال کیا۔

https://www.shiabookspdf.com

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى۝ مراد ہے وجدك وحيدا فاوى (ہم نے آپؐ کو اکیلا و تنہا پایا تو ہم نے لوگوں کو آپؐ کی طرف رہنمائی کی) اور وَوَجَدَكَ ضَآلًّا آپؐ اپنی قوم کے ہاں گم نام تھے، ہم نے ان کی آپؐ کی معرفتؐ کی طرف رہنمائی کی۔ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى۝ مراد ہم نے آپؐ کو غنی کر دیا اور آپؐ کی دُعاؤں کو مستجاب قرار دیا۔

مامون نے کہا: اے فرزند رسولؐ! اللہ آپؐ کو برکت قرار دے۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى۝ کے ذیل میں فرمایا ہے: یتیم سے مراد ہے جس کی کائنات میں کوئی نظیر و مثال نہ ہو۔ اسی وجہ سے آپ کا نام درِ یتیم رکھا گیا۔ ایسا موتی کہ جس کی کوئی مثل و نظیر نہ ہو۔ اور اس آیت: وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى۝ سے مراد ہے کہ ہم نے وحی کے ذریعے آپؐ کو غنی قرار دیا۔ آپؐ جس بھی چیز کے بارے میں ہم سے سوال کرتے ہیں، ہم آپؐ کو اس کے بارے میں بتا دیتے ہیں، لہٰذا آپؐ کو دُنیا کے کسی فرد سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى۝ مراد ہے کہ ہم نے آپؐ کو آپؐ کی قوم میں گم نام پایا۔ کوئی بندہ نہیں جانتا تھا کہ آپؐ نبی ہیں، اور نہ ہی کوئی بندہ آپؐ کی نبوت کے فضل و مقام کو جانتا تھا تو اللہ نے ان کو آپؐ کی طرف رہنمائی کی۔ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ۝ مراد یہ کہ پس یتیم پر ظلم نہ کرو۔ خطاب رسولؐ خدا کو ہے لیکن مراد آپؐ کی اُمت کے لوگ ہیں۔ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ۝ مراد ہے کہ سائل کو خالی نہ پلٹاؤ اور وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۝ مراد ہے جو اللہ نے آپؐ پر نازل کیا ہے اور آپؐ کو نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور ولایت کا حکم دیا ہے اس کو بیان کرو۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضل البقباق سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۝ کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ذات جس نے آپؐ پر احسان کیے ہیں اور آپؐ کو تمام پر فضیلت دی ہے اور آپؐ کو عطا کیا ہے اور آپؐ پر احسان کیے ہیں اس کو بیان کرو۔ پس آپؐ نے اس کے دین اور اس کی نعمات اور عطا کو بیان کیا جو اس نے آپؐ پر احسان کیے تھے۔

https://www.shiabooks.pdf.com

حدیث 5 محاسن میں جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی نے جناب عمرو بن ابی نصر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ اہل بصرہ کے ایک بندے نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ اور عبداللہ بن عمر دونوں بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ میں نے ابن عمر سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾ کے بارے میں سوال کیا تو اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ اللہ کی نعمات کو بیان کرو۔ پھر میں نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اسی آیت کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: آپؐ کو حکم دیا گیا ہے کہ اللہ نے دین کی جو نعمت آپؐ کو دی ہے اس کو بیان کریں۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الم نشرح

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ ضحیٰ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی آٹھ آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو یقین اور عافیت عطا فرمائے گا اور جو بندہ اس کو دردِ سینہ پر پڑھے گا تو اس کو اللہ شفا دے گا۔

نیز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو برتن پر لکھے، پھر اس کو دھو کر اس بندے کو پلائے جس کا پیشاب بند ہو چکا ہو تو اللہ اس کو شفاء دے گا اور اس کا پیشاب کے نکلنے کو اللہ تعالیٰ آسان کر دے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو دردِ سینہ پر پڑھے یا دردِ دل کے وقت پڑھے تو حکمِ خدا سے اس کو سکون ملے گا اور اس کا پانی اس بندے کے لیے بھی مفید ہے جس کو سردی لگ رہی ہو۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ﴿۱﴾ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ﴿۳﴾ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ؕ﴿۴﴾ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ؕ﴿۶﴾ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ﴿۷﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ۚ﴿۸﴾

[ترجمہ] کیا ہم نے آپؐ کے لیے آپؐ کا سینہ کشادہ نہیں کیا اور ہم نے آپؐ سے آپؐ کا بوجھ نہیں اُتارا جس نے آپؐ کی کمر توڑ رکھی تھی۔ اور ہم نے آپؐ کی خاطر آپؐ کا ذکر بلند کر دیا البتہ مشکل کے ساتھ آسانی ہے۔ یقیناً مشکل کے ساتھ آسانی ہے، لہٰذا جب آپؐ فارغ ہو جائیں تو نصب کریں اور اپنے ربّ کی طرف راغب ہو جائیں۔

تفسیر

حدیث 1 بصائر الدرجات میں جناب محمد بن الحسن الصفار نے جناب الحسن بن راشد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ﴿۱﴾ (کیا ہم نے آپؐ کے لیے آپؐ کے سینے کو کشادہ نہیں کیا) کے ذیل میں فرمایا: ولایت امیر المومنینؑ کی وجہ سے آپؐ کا سینہ کھول دیا۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب علی بن حسان سے اور انھوں نے بیان کیا عبدالرحمٰن سے، اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر بن محمد علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ

https://www.shiabookspdf.com

کے اس قول: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ﴿۱﴾ کے ذیل میں فرمایا: ہم نے آپؐ کے سینہ کو علیؑ کی وجہ سے کشادہ فرمایا اور وہ بوجھ جس نے آپؐ کی کمر کو توڑا ہوا تھا، اس کو کم کیا۔ فَاِذَا فَرَغْتَ پس جب آپؐ اپنی نبوت سے فارغ ہوجائیں تو فَانْصَبْ تو علیؑ کو نصب کرو اور وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾ (پھر اپنے ربّ کی رغبت کرو)۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب سلیمان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ﴿۱﴾ کے بارے میں عرض کیا کہ اس سے کیا مراد ہے: ''ہم نے آپؐ کے سینہ کو علیؑ کی وجہ سے کشادہ نہیں کیا''۔ پس آپؐ اسے وصی قرار دیں اور پھر میں نے اس آیت: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ﴿۷﴾ کے بارے میں عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا: اللہ نے آپؐ کو حکم دیا ہے کہ جب آپؐ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج سے فارغ ہوجائیں تو علیؑ کو اپنا وصی معین کریں۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب محمد بن علی سے اور انھوں نے جناب ابوجمیلہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ﴿۷﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾ کے ذیل میں فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج ادا کر رہے تھے تو حکم ہوا کہ جب آپؐ حج سے فارغ ہوجائیں تو لوگوں کے لیے حضرت علیؑ کو معین کردیں۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ﴿۷﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ اس سے مراد جب آپؐ فارغ ہوجائیں تو حضرت علیؑ کو ولایت کے لیے نصب کردیں۔

حدیث 6 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالحمید بن ابی الدیلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث میں اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ﴿۷﴾ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾ کے ذیل میں فرمایا: اے نبیؐ! جب آپؐ فارغ ہوجائیں تو علیؑ کو اپنا وصی معین کردیں اور اس کی فضیلت کا اعلان کردیں۔ تو آپؐ نے فرمایا: من کنت مولاہ فعلی مولاہ..... اے اللہ! جو علیؑ سے محبت کرے تو اُس سے محبت کر اور جو علیؑ سے دشمنی کرے تو اُس سے دشمنی کر۔ اور ان کلمات کو تین مرتبہ دُہرایا۔

http://www.ahlibooks.com

حدیث 7 مناقب میں ابن شہر آشوب نے امام محمد باقر علیہ السلام سے اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ﴿۱﴾ کے ذیل میں فرمایا: مراد ہے کہ ہم نے آپؐ کو علم نہیں دیا کہ آپؐ کا وصی کون ہے؟ پس ہم نے اس کو آپؐ کا ناصر و مددگار قرار دیا ہے اور تیرے دشمن کو ذلیل و خوار کرنے والا قرار دیا ہے اور اس آیت: الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ﴿۳﴾ کے ذیل میں فرمایا: ہم نے آپؐ کی پشت سے ائمہؑ کا ایک سلسلہ جاری کیا ہے جن کے ذریعے لوگوں کو ہدایت کی جائے گی۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۜ﴿۴﴾ (ہم نے آپؐ کے ذکر کو بلند کیا) کے ذیل میں فرمایا: مراد ہے کہ جہاں بھی میرا ذکر ہوگا آپؐ کا بھی ساتھ ذکر ہوگا۔ اور اس آیت: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ﴿۷﴾ کے ذیل میں فرمایا: جب آپؐ فارغ ہو جائیں تو حضرت علیؑ کو ولایت کے لیے نصب کر دیں تاکہ اس کے ذریعے گروہ و فرقے ہدایت حاصل کریں۔

حدیث 8 مناقب میں جناب عبدالسلام بن صالح سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے حضرت امام الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ﴿۱﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ اللہ نے فرمایا: اے محمدؐ! کیا ہم نے حضرت علیؑ کو آپؐ کا وصی قرار نہیں دیا؟ اور اس آیت وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ﴿۲﴾ (اور ہم نے آپؐ کا بوجھ کم نہیں کیا) کے ذیل میں فرمایا: ہم نے کفار کے ساتھ جنگ اور اہل تاویل کے خلاف جنگ والا بوجھ علی ابن ابی طالبؑ کی وجہ سے کم نہیں کیا (کہ آپؐ کی جگہ وہ ہر مقام پر لڑا ہے)۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۜ﴿۴﴾ کے ذیل میں فرمایا: ہم نے تیرے ساتھ ساتھ تیرے ذکر کو بھی بلند و بالا مقام عطا کیا ہے (حتیٰ کہ آپؐ کے ذکر کو اپنی عبادت قرار دیا ہے)۔

حدیث 9 مناقب میں جناب ابوحاتم الرازی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہما السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ﴿۷﴾ کے ذیل میں فرمایا: یعنی اے محمدؐ! جب آپؐ شریعت کے اکمال سے فارغ ہو جائیں تو حضرت علی علیہ السلام کو ان لوگوں کے لیے امام منصوب کریں۔

حدیث 10 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۙ﴿۲﴾ الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۙ﴿۳﴾ کے ذیل میں فرمایا: ہم نے آپؐ کی کمر کو علیؑ کی وجہ سے مضبوط و قوی کیا۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 11 مناقب میں جناب البرسی سے نقل ہوا ہے، انھوں نے جناب مقداد بن اسود الکندی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپؐ نے اپنے آپ کو کعبہ کے غلاف کے ساتھ لگایا اور یوں دُعا فرمائی: ''اے خدایا! میرے بازو کو مضبوط فرما اور کمر کو مضبوط فرما اور میرے لیے میرے سینے کو کھول دے اور میرے ذکر کو بلند فرما''۔ تو اللہ نے حضرت جبرئیلؑ کو آپؐ کے پاس یہ سورہ دے کر نازل فرمایا۔ انھوں نے کہا: اے محمدؐ! پڑھو: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝١ یا محمد (کیا ہم نے آپؐ کے سینے کو کشادہ نہیں کیا)۔ اے محمدؐ! پڑھو: وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝٢ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝٣ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝٤ بعلی صهرك (اور ہم نے آپؐ کے بوجھ کو کم کیا جس نے آپؐ کی کمر کو توڑ رکھا تھا اور ہم نے آپؐ کے ذکر کو بلند کیا، آپؐ کے داماد علیؑ کے ذریعے) تو رسولِ خدا نے اسی طرح پڑھا اور عبداللہ ابن مسعود نے اس کو یوں بھی محفوظ کیا لیکن بعد والوں نے اس سے لفظ یا محمد اور بعلی صهرك کے لفظ کو نکال دیا۔

حدیث 12 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب عبدالرحمٰن بن کثیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: فَاِذَا فَرَغْتَ پس جب آپؐ اپنی نبوت سے فارغ ہو جائیں۔ فَانْصَبْ ۝٧ اور حضرت علیؑ کو منصوب کر دیں اور اپنے ربّ کی طرف رغبت کریں۔

حدیث 13 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے سورہ کے معانی ذکر کرتے ہوئے یوں ذکر کیا کہ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝١ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''ہم نے آپؐ کے لیے علیؑ کو وصی قرار نہیں دیا'' اور پھر فرمایا: جب مکہ فتح ہوا اور قریش والے اسلام میں داخل ہو گئے؟ تو اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کے سینے کو چوڑا کر دیا اور آپؐ خوش ہو گئے۔

وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ۝٢ کے ذیل میں فرمایا: ہم نے حضرت علیؑ کے ذریعے جنگوں کا بوجھ آپؐ سے اُٹھا لیا الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۝٣ کہ جس بوجھ نے آپؐ کی کمر کو توڑا ہوا تھا۔ اور وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝٤ کے ذیل میں آپؐ نے فرمایا: جہاں بھی میرا ذکر ہوگا وہاں تیرا ذکر بھی ہوگا۔ جب لوگ گواہی دیتے ہیں تو یوں کہتے ہیں: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

پھر اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٥ کے ذیل میں فرمایا: جب بھی آپؐ کسی مشکل میں ہوتے ہیں تو ہم آپؐ کے لیے

https://www.shiabookspdf.com

آسانی پیدا کرتے ہیں اور اس آیت: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ﴿۷﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ جب آپؐ اپنے آخری حج سے فارغ ہوجائیں تو علیؑ کو امیر المومنین نصب کردو اور اپنے ربّ کی طرف رغبت کرو۔

حدیث 14 قرب الاسناد میں جناب عبداللہ بن جعفر الحمیری نے جناب ہارون بن مسلم سے اور انھوں نے جناب مسعدہ بن صدقہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ﴿۷﴾ وَ اِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴿۸﴾ کے ذیل میں فرمایا: جب آپؐ نماز سے فارغ ہوجائیں تو سلام سے قبل جب آپؐ بیٹھے ہوئے ہوں تو آپؐ دُنیاوی اور اُخروی اُمور کے بارے میں دُعا کرو اور جب دُعا سے فارغ ہوجائیں تو اپنے ربّ کی طرف رجوع کرو۔

حدیث 15 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا معنی ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ فَاِذَا فَرَغْتَ جب آپؐ واجب نماز سے فارغ ہو جائیں تو فَانْصَبْ اپنے ربّ کی دُعا کرنے کے لیے متوجہ ہوجائیں، اپنے مسائل میں اس کی طرف رغبت کرو۔ وہ آپ کو عطا فرمائے گا۔

علّامہ فرماتے ہیں یہ معنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی مروی ہیں۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ التین

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ بروج کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی آٹھ آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ التین اپنی واجب یا نوافل نمازوں میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے جنّت میں اتنا دے گا کہ وہ راضی ہوجائے گا، ان شاء اللہ۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ التین کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اتنا اجر لکھے گا جس کو کوئی شمار نہ کرسکے گا۔ گویا اس نے غم زدہ ہوکر رسولِؐ خدا کی زیارت کی ہے اور اللہ نے اس کے غم کو دُور کردیا ہے اور اگر اس سورہ کو کھانے پر پڑھ لیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے بُرے اثرات سے محفوظ رکھے گا، خواہ اس کھانے میں زہر قاتل بھی ہوا تب بھی اس سورہ میں شفاء ہے۔

حدیث 3 خواص القرآن میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو اپنے کھانے پر پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کھانے کے مضر اثرات سے محفوظ رکھے گا خواہ وہ اس میں زہر ہی ہو۔ اس میں شفاء قرار دے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ﴿۳﴾ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۫﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۙ﴿۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۭ﴿۶﴾ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۭ﴿۷﴾ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۧ﴿۸﴾

[ترجمہ] قسم ہے انجیر کی اور زیتون کی اور طورِ سینین کی اور اس امن والے شہر کی۔ تحقیق ہم نے انسان کو خوبصورت اور بہترین انداز میں پیدا کیا ہے۔ پھر ہم نے اسے پست ترین حالت کی طرف پلٹا دیا سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے۔ پس ان کے لیے بے انتہا اجر ہے۔ پس اس کے بعد روزِ جزاء کے بارے میں کون سی چیز تجھے جھٹلانے پر آمادہ کرتی ہے۔ کیا اللہ حاکموں میں سب سے بڑا حاکم نہیں ہے۔

تفسیر

حدیث 1 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب موسیٰ بن بکر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے چار شہروں کو چنا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ﴿۳﴾ التین سے مراد مدینہ طیبہ ہے اور زیتون سے مراد بیت المقدس ہے اور طورِ سینین سے مراد کوفہ ہے اور بلد امین سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ کے ذیل میں فرمایا: التین سے مراد امام حسن علیہ السلام اور الزیتون سے امام حسین علیہ السلام مراد ہیں۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوالربیع الشامی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ کے ذیل میں فرمایا: التین سے امام حسن علیہ السلام اور الزیتون سے امام حسین علیہ السلام اور طورِ سینین سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔ اور اس آیت: فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۗ﴿۷﴾ کے ذیل میں فرمایا: دین سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت ہے (مراد ہے ولایت امیر المومنین کے بارے میں کون سی چیز تجھے جھٹلانے پر آمادہ کرتی ہے)۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب محمد بن فضیل سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۙ﴿۱﴾ کے بارے میں بتائیں تو آپؑ نے فرمایا: التین سے امام حسن علیہ السلام اور الزیتون سے امام حسین علیہ السلام مراد ہیں۔

پھر میں نے اس آیت: وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۙ﴿۲﴾ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد وہ طورِ سینین نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا: اس سے مراد کوئی اور طورِ سینین ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں اور وہ امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

پھر میں نے اس آیت وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۙ﴿۳﴾ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ آپؐ وہ ہیں جو آپؐ کی اطاعت کرے گا وہ جہنم کی آگ سے امن میں رہے گا۔ پھر میں نے اس آیت لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۖ﴿۴﴾ (ہم نے انسان کو بہترین انداز میں خلق کیا) کے بارے میں عرض کیا۔

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ابو فصیل ہے جب اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی ربوبیت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت اور آپؐ کے اوصیاء کی ولایت کا اقرار لیا تو اس نے عرض کیا: ہاں۔ پھر آپؑ نے فرمایا: کیا تو دیکھ نہیں رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ۝ (پھر ہم نے اس کو پست ترین حالت کی طرف پلٹا دیا) یہ اس وجہ سے ہے جب اس نے وہ وعدہ جو آلِ محمدؐ کے بارے میں کیا تھا اس کو توڑا اور جو ان کے ساتھ برا سلوک کیا اس وجہ سے اس کے بارے میں اللہ نے فرمایا۔

راوی: پھر میں نے آپؑ کی خدمت میں اس آیت اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم اس سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام اور آپؑ کے شیعہ ہیں۔ اور اس آیت: فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ کہ ان کے لیے اجر عظیم ہے، جو کبھی ختم نہ ہوگا۔

پھر میں نے اس آیت فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: خاموش! ایسے نہ کہو کیونکہ اس "ک" خطاب سے مخاطب ذاتِ رسولؐ ہے اور آپؐ نے کبھی بھی کفر نہیں کیا۔

میں نے عرض کیا: پھر یہ آیت کیسے ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یوں ہے: فَمَنْ يُّكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ یعنی وہ کون ہے جو آپؐ کے بعد دین کو جھٹلا دے گا اور دین سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝ تو کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے علی بن ابراہیم کی تفسیر سے نقل کیا ہے اور علی بن ابراہیم نے جناب ابوالربیع الشامی سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ کے ذیل میں فرمایا: "تین" سے امام حسن علیہ السلام اور زیتون سے امام حسین علیہ السلام مراد ہیں اور طورِ سینین سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور اس آیت فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ میں دین سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

حدیث 6 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب ابوہریرہؓ سے اور انھوں نے جناب ابن عباسؓ سے اس آیت: فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ کے ذیل میں فرمایا: مراد ہے: اے محمدؐ! علیؑ ابن ابی طالبؑ بعد اس کے کہ آخرت پر ایمان لا چکے ہیں کبھی بھی آپؐ کی تکذیب نہیں کرے گا۔ یعنی ہر محل و مقام پر آپؐ کے حکم

https://www.shiabookspdf.com

کے سامنے سر تسلیم خم کرے گا۔

حدیث 7 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد امیر المومنینؑ اور آپؑ کے شیعہ مراد ہیں۔

حدیث 8 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ﴿۳﴾ کے ذیل میں فرمایا: ''التین'' سے مراد مدینہ طیبہ، الزیتون سے مراد بیت المقدس اور طورِ سینین سے مراد کوفہ اور بلد الامین سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

حدیث 9 تفسیر القمی میں نیز آپؑ نے اس آیت: وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ ۙ﴿۱﴾ وَطُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَهٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۙ﴿۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ''التِّیۡنِ'' رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، ''الزَّیۡتُوۡنِ'' امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔ ''طُوۡرِ سِیۡنِیۡنَ'' امام حسن و حسین علیہما السلام ہیں اور هٰذَا الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں اور لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۖ﴿۴﴾ ثُمَّ رَدَدۡنٰهُ اَسۡفَلَ سٰفِلِیۡنَ ۙ﴿۵﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے اس بڑے دشمن کے لیے جس نے آپؑ کے حق کو سلب کیا تھا۔ اور اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔ فَلَهُمۡ اَجۡرٌ غَیۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ﴿۶﴾ ان کے لیے اجر عظیم ہے جو ان پر احسان نہیں ہے کہ وہ اپنی اطاعت کی وجہ سے حقدار ہیں اور اس آیت: فَمَا یُکَذِّبُکَ بَعۡدُ بِالدِّیۡنِ ؕ﴿۷﴾ دین سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ العلق

یہ سورہ مکّی ہے اور سب سے پہلی نازل ہونے والی سورہ ہے اور اس کی کُل آیات انیس ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنے دن و رات میں سورۂ علق کی تلاوت کرے گا پھر اگر وہ اس دن و رات کو مر گیا تو شہید مرا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو شہید محشور فرمائے گا اور شہید کی زندگی عطا کرے گا اور وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے تلوار کے ساتھ رسولؐ خدا کے ہمراہ جہاد کیا ہو۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جس بندے نے سورۂ علق کی تلاوت کی اسی قدر اس کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ لکھے گا گویا اس نے تمام بڑی بڑی سورتوں کی تلاوت کی ہے اور اس بندے کے برابر اجر دے گا جس نے اپنی تلوار کے ساتھ پورا ماہ رسولؐ خدا کے ہمراہ راہِ خدا میں جہاد کیا ہو اور جو بندہ سمندر میں کشتی پر سوار ہو کر پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو غرق ہونے سے بچائے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورۂ علق کو کسی خزانے کے دروازے پر پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس خزانے کو ہر آفت اور چور سے محفوظ رکھے گا یہاں تک کہ خود اس کا مالک اس کو حاصل کر لے۔

حدیث 4 خواص القرآن میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو مسافر اپنے سفر کے شروع میں اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو وہ اس سفر میں ہر قسم کے شر سے محفوظ رہے گا اور جو بندہ کشتی پر سوار ہوتے وقت اس سورہ کی تلاوت کرے تو اللہ کی قدرت سے وہ سمندر کی آفتوں اور غرق ہونے سے محفوظ رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ مِنۡ عَلَقٍ ۚ﴿۲﴾ اِقۡرَاۡ وَ رَبُّکَ الۡاَکۡرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡ عَلَّمَ بِالۡقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ ؕ﴿۵﴾

[ترجمہ] (اے رسولؐ) پڑھیے اپنے ربّ کے نام سے جس نے خلق کیا۔ اس نے انسان کو خون کے ایک لوتھڑے سے خلق کیا۔ پڑھیے اور آپؐ کا ربّ بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی اس نے انسان کو وہ علم سکھایا جسے وہ نہیں جانتا تھا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب عبداللہ بن کیسان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: حضرت جبرئیلؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے اور کہا: اے محمدؐ! پڑھیں۔

آپؐ نے فرمایا: کیا پڑھوں؟

حضرت جبرئیلؑ نے کہا: پڑھیں اپنے ربّ کے نام سے جس نے خلق کیا۔ یعنی جس نے آپؐ کے نُور کو خلق کیا، اللہ تمام اشیاء سے مقدم و پہلے ہے۔ اس نے انسان کو علقہ سے خلق کیا۔ یعنی آپؐ کو نطفہ سے خلق کیا اور آپؐ سے حضرت علیؑ کو الگ کیا۔ پڑھیں کہ آپؐ کا ربّ بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی یعنی حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ کو تعلیم دی اور انسان کو اس کی تعلیم دی جس کو وہ نہیں جانتا تھا یعنی حضرت علیؑ کو اس چیز کی تعلیم دی جس کو وہ نہیں جانتا تھا اور حضرت علیؑ کو لکھنے کی تعلیم دی جو آپؐ کے لیے لکھتا ہے جبکہ اس سے قبل وہ نہیں جانتا تھا۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل ہوا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کی ابتداء ہوئی۔ نیند میں صالح و نیک خواب نظر آتا تھا اور جو کچھ آپؐ خواب میں دیکھتے وہ روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتا تھا۔ جب آپؐ کی شادی حضرت خدیجہ علیہا السلام سے ہوئی اور جب آپؐ کی سن مبارک چالیس برس ہوگئی تو ایک دن آپؐ اپنے گھر سے غارِ حرا کی طرف گئے تو اس دن پہلی مرتبہ حضرت جبرئیلؑ نے آپؐ کو چھپ کر آواز دی اور خود سامنے ظاہر نہ ہوئے تو رسولؐ خدا غش کھا کر بے ہوش ہوگئے۔ تو مشرکین نے آپؐ کو اُٹھایا اور گھر پہنچایا اور جنابِ خدیجہؑ سے کہا: تُو نے ایک مجنون و پاگل سے شادی کی ہے۔ جنابِ خدیجہؑ جلدی سے اپنے تخت سے اُٹھیں اور رسولؐ خدا کو سینے سے لگائی اور آپؐ کا سرِ اقدس اپنی گود میں رکھا اور دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی کا بوسہ لیا اور پھر فرمایا: میں نے نبیؐ مرسل سے شادی کی ہے۔ جب رسولؐ خدا کو افاقہ ہوا تو جنابِ خدیجہؑ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں آپؐ کو کیا درپیش آیا؟

رسولؐ خدا نے فرمایا: خیر و اچھائی کے علاوہ کچھ بھی درپیش نہیں ہوا لیکن میں نے ایک آواز سنی جس کی وجہ سے میں خوفزدہ ہوگیا ہوں اور میرا گمان یہ ہے کہ وہ حضرت جبرئیلؑ کی آواز تھی۔ پس جنابِ خدیجہؑ خوش ہوئیں اور پھر فرمایا: کل صبح پھر اس جگہ دوبارہ جائیں جہاں آپؐ کے ساتھ یہ واقعہ رُونما ہوا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: ہاں، میں جاؤں گا۔ پس رسولؐ خدا دوسری صبح پھر غارِ حرا میں گئے تو آج حضرت جبرئیلؑ انتہائی خوبصورت صورت میں اچھی خوشبو کے ساتھ سامنے آئے اور کہا: اے محمدؐ! آپؐ کا ربّ آپؐ کو سلام کہتا ہے اور آپؐ کو تحیہ و اِکرام کے ساتھ خاص قرار دیتا ہے اور اس نے آپؐ سے فرمایا ہے کہ آپؐ ثقلین کی طرف میرے رسولؐ ہیں۔ پس آپؐ ان کو میری عبادت کی طرف دعوت دیں اور یہ کہیں: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ عَلِيٌّ وَلِيُّ اللّٰهِ۔ پھر جنابِ جبرئیلؑ نے اپنا پَر زمین پر مارا اور اس سے ایک چشمہ ظاہر ہوا تو آپؐ نے اس چشمے سے پانی پیا اور وضو کیا۔ تو جنابِ جبرئیلؑ نے آپؐ کو خدا کی طرف سے علم دیا اور کہا: اے محمدؐ! پڑھو اپنے ربّ کا نام سے آخر سورہ تک آپؐ کو پڑھایا اور پھر جنابِ جبرئیلؑ آسمانوں پر پرواز کرگئے اور آپؐ وہاں سے گھر کی طرف لوٹ آئے۔ راستے میں جو پتھر اور کوئی درخت یا مٹی کے ڈھیلے کے قریب سے نہیں گزرتے تھے مگر یہ کہ وہ آپؐ کو آواز دیتا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ پس آپؐ جنابِ خدیجہؑ کے پاس آئے اور ان کو آپؐ نے پورے واقعہ کے بارے

https://www.shiabookspdf.com

میں خبر دی۔ پس آپؐ بہت خوش ہوئیں اور آپؐ کو سلام کیا اور آپؐ کی صحت و سلامتی پر خوش ہوئیں۔

كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى ۙ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى ؕ﴿۷﴾ اِنَّ اِلٰى رَبِّكَ
الرُّجْعٰى ؕ﴿۸﴾ اَرَءَيْتَ الَّذِىْ يَنْهٰى ۙ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰى ؕ﴿۱۰﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ
كَانَ عَلَى الْهُدٰٓى ۙ﴿۱۱﴾ اَوْ اَمَرَ بِالتَّقْوٰى ؕ﴿۱۲﴾ اَرَءَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ؕ﴿۱۳﴾
اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ؕ﴿۱۴﴾ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا
بِالنَّاصِيَةِ ۙ﴿۱۵﴾ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۚ﴿۱۶﴾ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ ۚ﴿۱۷﴾ سَنَدْعُ
الزَّبَانِيَةَ ۙ﴿۱۸﴾ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩﴿۱۹﴾

[ترجمہ] ہرگز نہیں، انسان تو یقیناً سرکشی کرتا ہے۔ اس بنا پر وہ اپنے آپ کو بے نیاز خیال کرتا ہے۔ یقیناً آپؐ کے ربّ کی طرف ہی پلٹنا ہے۔ کیا آپؐ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو روکتا ہے۔ ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا آپؐ نے دیکھا ہے ایک بندے کو اگر وہ ہدایت پر ہو۔ یا وہ تقویٰ کا حکم دے۔ آپ نے دیکھا ایک دوسرے شخص کو جو تکذیب کرتا ہے اور منہ پھیر لیتا ہے۔ کیا اسے علم نہیں کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ ہرگز نہیں اگر یہ شخص باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی پکڑ کر گھسیٹیں گے۔ وہ پیشانی جو جھوٹی اور خطاکار ہے۔ پس وہ اپنے ہم نشین کو بلا لے۔ ہم بھی جلدی اپنی دوزخ کے موکلوں کو بلائیں۔ ہرگز نہیں، آپؐ ان کی اطاعت نہ کریں اور سجدہ کریں اور اللہ کا قرب حاصل کریں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس سورہ کے معانی ذکر کرتے ہوئے اس آیت: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا اس سے مراد ہے پڑھو: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الَّذِىْ خَلَقَ اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے، جس نے انسان کو علق سے خلق کیا ہے۔ علق

https://www.shiabookspdf.com

یعنی خون سے۔ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ﴿۴﴾ مراد ہے اپنے ربّ کے نام سے جو بڑی عزّت و اکرام والا ہے، جس نے انسان کو قلم کے ذریعے کتابت کی تعلیم دی کہ جس کے ذریعے مشرق و مغرب کی تمام دُنیا کے اُمور پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں۔ كَلَّاۤ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی ۙ﴿۶﴾ اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی ؕ﴿۷﴾ (انسان یقیناً سرکشی کرتا ہے اس بنا پر وہ اپنے آپ کو بے نیاز قرار دیتا ہے) کے ذیل میں فرمایا: تحقیق جب انسان اپنے کو بے نیاز و غنی شمار کرتا تو وہ کفر و سرکشی اور انکار کرتا ہے حالانکہ اس نے تیرے ربّ کی طرف ہی پلٹنا ہے۔ اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی ۙ﴿۹﴾ عَبْدًا اِذَا صَلّٰی ؕ﴿۱۰﴾ (کیا تُو نے اس بندے کو دیکھا ہے وہ اس بندے کو روکتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے) کے ذیل میں لکھا ہے: اس روکنے والے سے مراد ولید بن مغیرہ تھا جو لوگوں کو نماز پڑھنے اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرنے سے روکتا تھا۔ اس کے بارے میں اللہ نے فرمایا: کیا آپؐ نے اس کو دیکھا ہے جو بندے کو نماز پڑھنے سے روکتا تھا اور وہ تکذیب کرتا ہے اور تکبر کرتے ہوئے منہ موڑتا ہے۔ کیا وہ جانتا نہیں ہے کہ اللہ اس کو دیکھ رہا ہے اور اس آیت: كَلَّا لَئِنْ لَّمْ یَنْتَهِ ۙ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِیَةِ ۙ﴿۱۵﴾ (ہرگز نہیں، اگر یہ شخص باز نہ آیا تو ہم ضرور اس کی پیشانی سے پکڑ کر گھسیٹیں گے) مراد ہے کہ ہم اس کو پیشانی سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے جہنم میں داخل کریں گے۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ ۙ﴿۱۷﴾ (پس اس نے اپنے ہم نشینوں کو بلا لیا) کے ذیل میں لکھا ہے: جب حضرت ابوطالبؑ اس دنیا سے چلے گئے تو ابوجہل اور ولید (خدا کی لعنت ہو دونوں پر) نے لوگوں کو بلایا: آؤ محمدؐ کو قتل کر دو جو اس کی مدد کرتا تھا۔ وہ مر گیا ہے تو اس کو اللہ نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس نے اپنے ہم نشینوں کو بلایا تو جواب میں اللہ بھی فرماتا ہے: سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ ۙ﴿۱۸﴾ جیسے ان دونوں ملعونوں نے لوگوں کو بلایا تھا۔ ایسے ہی عنقریب ہم بھی جہنم پر موکل فرشتوں کو بلائیں گے: آؤ اور ان دونوں کو جہنم میں ڈال دو۔ كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۩﴿۱۹﴾ (ہرگز نہیں آپؐ ان کی اطاعت نہ کریں اور سجدہ کریں اور خدا کا قرب حاصل کریں) کے ذیل میں فرمایا: جب ان دونوں نے لوگوں کو بلایا کہ آؤ محمدؐ کو قتل کر دو تو کوئی بھی آپؐ کو نقصان نہ دے سکا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ رسولؐ خدا کا ایک ہمسایہ تھا جس کا نام مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف تھا اس نے آپؐ کو پناہ دے دی تھی۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الوشا سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سب سے زیادہ لوگوں میں سے بندہ اللہ تعالیٰ کے

https://www.shiabookspdf.com

قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ: ''اور سجدہ کرو اور اس کا قرب حاصل کرو''۔

حدیث 3 الکافی، جلد ہشتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مسعدہ بن صدقہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس مخلوق کو پیدا کیا، اس کے اُوپر ایک اور مخلوق کو خلق کیا یعنی ہر زبردست کے اُوپر ایک اور زبردست کو خلق فرمایا تاکہ تکبر کا علاج ہو سکے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اسی وجہ سے جب اللہ تعالیٰ نے سمندر کو پیدا کیا جب اس میں تلاطم پیدا ہوا تو اس نے فخر کرتے ہوئے کہا: کون ہے جو مجھ پر غالب آسکے؟ تو اللہ نے زمین کو خلق کیا اور اس کو سمندر پر بچھا دیا جس سے اس کا تلاطم دب کر رہ گیا۔ پھر جب زمین نے فخر کیا تو اس پر پہاڑوں کی میخوں کو گاڑ دیا۔ پھر جب پہاڑوں نے اپنی بلندی پر فخر کیا تو ان پر لوہے کو غلبہ دے دیا اور جب لوہے نے اپنی سختی پر فخر کیا تو اس پر آگ کو مسلط کر دیا۔ اور جب آگ نے فخر کیا تو اس پر پانی کو غلبہ دے دیا اور جب پانی نے فخر کیا تو اس پر ہوا کو غلبہ دے دیا جو پانی کو اُڑا کر لے جاتی ہے اور جب ہوا نے فخر کیا تو پھر اس پر حکومت کرنے کے لیے انسان کو خلق کیا جو اپنی مصنوعات کے ذریعے ہوا پر غالب ہے اور جب انسان نے فخر کیا تو اس پر موت کو غلبہ دیا اور جب موت نے فخر کیا تو اس کے لیے اعلان فرمایا: ''میں تجھے قیامت کے دن جنت و جہنم کے درمیان ذبح کروں گا''۔ اسی وجہ سے موت بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: حلم غصے پر غالب ہے اور رحمت ناراضگی پر غالب ہے اور صدقہ گناہ پر غالب ہے۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ القدر

یہ سورہ مکّی ہے جو سورۂ عبس کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کل آیات پانچ ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 الکافی، جلد دوم میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سیف بن عمیرہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ قدر کو بلند آواز سے پڑھے گا وہ اس بندے کی مانند اجروثواب حاصل کرے گا جو تلوار اُٹھائے ہوئے راہِ خدا میں جہاد کر رہا ہو اور جو بندہ سورۂ قدر کو آہستہ پڑھے گا وہ اس شخص کی مانند اجروثواب حاصل کرے گا جو راہِ خدا میں اپنے خون سے لتھڑا ہوا ہو اور جو بندہ سورۂ قدر کو دس مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے ایک ہزار گناہ معاف کردے گا۔

حدیث 2 الکافی، جلد دوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب بکر بن محمد الازدی سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے جادو سے حفاظت کے بارے میں عرض کیا تو آپؑ نے فرمایا: ایک نیا گھڑا ہو اور اس کو پانی سے بھر دو اور پھر اس پر تیس مرتبہ سورۂ قدر کی تلاوت کرو۔ پھر اس سے پانی پیو اور اس سے وضو کرو اور اس میں پانی کا اضافہ کرتے رہو۔ اگر اللہ نے چاہا تو محفوظ رہو گے۔

حدیث 3 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن ابی العلاء سے نقل کیا ہے کہ آپ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی واجب نمازوں میں سورۂ قدر کی تلاوت کرے گا، منادی ندا دے گا: اے بندۂ خدا! اللہ تعالیٰ نے تیرے تمام گذشتہ گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ اب نئے سرے سے اپنی زندگی کا آغاز کرو۔

http://www.shiabooks.pdf.com

مؤلف فرماتے ہیں: اس کے بارے اور روایات سورۂ توحید میں ذکر کی جائیں گی۔

حدیث 4 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ قدر کی تلاوت کرے گا وہ اس بندے کے برابر اجر وثواب پائے گا جس نے پورے ماہِ رمضان کے روزے رکھے ہوں گے اور اگر وہ شبِ قدر شب بیداری کرے گا تو اس کا اجر اس بندے کے برابر ہے جس نے راہِ خدا میں جہاد کیا ہو اور جو بندہ خزانے کے دروازے پر سورۂ قدر کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ہر آفت و بُرائی سے محفوظ رکھے گا یہاں تک کہ اس کا مالک اس سے اپنا خزانہ حاصل کرلے۔

حدیث 5 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو شخص سورۂ قدر کی تلاوت کرے گا قیامت کے دن بہترین مخلوق اس کے ساتھی اور رفیق ہوں گے۔

حدیث 6 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نمازِ عشاء کے بعد پندرہ مرتبہ سورۂ قدر کی تلاوت کرے گا تو وہ دوسری آنے والی رات تک اللہ تعالیٰ کی امان میں رہے گا اور جو بندہ ہر رات سورۂ قدر سات مرتبہ پڑھے گا تو وہ بندہ طلوعِ فجر تک اللہ تعالیٰ کی امان میں رہے گا۔ اور جو بندہ سونے یا چاندی یا دوسری قیمتی اثاثہ پر سورۂ قدر کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت قرار دے گا اور ہر آفت سے محفوظ رکھے گا۔ اور اگر پانی پر پڑھے اور پھر اس سے غسل کرے تو حکمِ خدا سے وہ پانی سے غسل اس کے لیے فائدہ مند رہے گا۔

maablib.org

https://www.shiabooks.pdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿۱﴾ وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ؕ﴿۲﴾ لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَہۡرٍ ؕ﴿۳﴾ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ۙ﴿۴﴾ سَلٰمٌ ۟ ہِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ٪﴿۵﴾

[ترجمہ] ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا اور آپؐ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ فرشتے اور روح اس رات میں اپنے ربّ کے حکم سے احکام لے کر نازل ہوتے ہیں۔ یہ شب طلوعِ فجر تک سلامتی ہی سلامتی ہے۔

تفسیر

حدیث 1 بصائر الدرجات میں جناب سعد بن عبداللہ نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا تو امامؑ کی ولادت کے بارے میں بات شروع ہوئی تو آپؑ نے امامؑ کے اُمور کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا: شب قدر میں امامؑ کے لیے روح کی زیادتی ہوتی ہے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں کیا روح سے مراد حضرت جبرئیلؑ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: حضرت جبرئیلؑ اور فرشتوں میں سے ہے اور روح فرشتوں سے بڑی مخلوق ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَ الرُّوۡحُ "شب قدر میں ملائکہ اور روح نازل ہوتے ہیں"۔

حدیث 2 الکافی، جلد اوّل میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن بن عباس بن الجریش سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت ابوجعفر الثانی امام جواد علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے

https://www.shiabookspdf.com

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میرے والد امام محمد باقر علیہ السلام بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے کہ اچانک ایک شخص کہ جس نے اپنا سر اور منہ ڈھانپا ہوا تھا وہ آپؑ کے پاس آیا اور اس نے آپؑ سے کچھ کہا تو آپؑ نے طواف ختم کیا۔ وہ شخص آپؑ کو کوہِ صفا کے پہلو میں ایک گھر میں لے گیا۔ پھر آپؑ نے مجھے بھی بلا لیا اور میں بھی اس گھر میں چلا گیا۔ اس گھر میں ہم تین افراد تھے۔ ہمارے علاوہ کوئی دوسرا فرد موجود نہیں تھا۔ جب اس شخص نے مجھے دیکھا تو کہا: مرحبا اے فرزندِ رسولؐ! مرحبا! اور اس کے بعد آپؑ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور کہا: اپنے آباؤاجداد کے بعد زمین پر حجتِ خدا اور خدا کے امین تم ہو، خدا آپؑ کو برکت عطا فرمائے اور اس کے بعد اس نے کہا: اے ابوجعفرؑ! اگر آپؑ چاہیں تو آپؑ مجھ سے سوال کریں ورنہ میں آپؑ سے سوال کرتا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو آپؑ میری تصدیق کریں یا میں آپؑ کی تصدیق کرتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: مجھے سب کچھ منظور ہے جو آپؑ چاہتے ہیں کریں۔

اس نے کہا: پھر میں آپؑ سے سوال کرتا ہوں لیکن میرے سوال کے جواب میں کوئی چیز بیان نہیں کریں گے جس کا غیر آپؑ کے دل میں موجود ہو (یعنی یقین سے بات کریں گے)۔

آپؑ نے فرمایا: یہ کام وہ کرتا ہے جس کے دل میں دو علم موجود ہوں اور ہر ایک دوسرے کے خلاف ہو اور اللہ نے اس سے روکا ہے اور ہمارے علم کا سرچشمہ خدا کے علم سے ہے۔

اس نے عرض کیا: میرا سوال بھی یہ ہے جس کی ایک طرف آپؑ نے بیان کردی ہے۔ اب آپؑ مجھے بتائیں وہ علم جس میں کوئی اختلاف نہ ہو وہ کس کا ہے اور کون اس کو جانتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تمام علم اللہ کا ہے لیکن جتنا لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے اس نے اپنے اوصیاء کو دیا ہے وہ ان کے پاس ہے۔

اس مرد نے اپنے چہرے سے نقاب اُٹھایا اور سیدھا ہوکر بیٹھ گیا اور عرض کیا: یہ ہی میں چاہتا تھا اسی لیے میں آیا ہوں۔ آپؑ نے گمان کیا کہ وہ علم جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے وہ اوصیاء کے پاس ہے وہ اس علم کو کیسے حاصل کرتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جیسے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل کرتے ہیں ویسے ہی اوصیاء حاصل کرتے ہیں۔ ان اوصیاء

https://www.shiabookspdf.com

وہ کچھ نہیں دیکھتے جو رسولؐ خدا دیکھتے ہیں کیونکہ رسولؐ خدا نبی تھے لیکن اوصیاءؑ نبی نہیں ہوتے بلکہ محدث ہوتے ہیں۔

اس نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپؑ نے سچ فرمایا ہے۔

لیکن اب میں اس سے بھی زیادہ سخت سوال کرنا چاہتا ہوں۔ آپ بتائیں وہ علم جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے وہ رسولؐ خدا سے ظاہر ہوا ہے لیکن اوصیاء اس علم کو ظاہر کیوں نہیں کرتے؟

آپؑ مسکرائے اور فرمایا: خدا نے ان کو اس سے روکا ہوا ہے کہ وہ اس علم کو فقط ان پر ظاہر کریں جن کے دل کا اللہ نے امتحان لیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے رسولؐ کو حکم دیا تھا۔ جب لوگ آپؐ کو اذیت دیتے تھے تو ان کی اذیت پر صبر کریں۔ خدا کے حکم کے علاوہ ان سے مجادلہ نہ کرنا۔ رسولؐ خدا نے اس علم کو اتنی دیر پوشیدہ رکھا جتنی دیر اللہ تعالیٰ نے چاہا جتنی دیر اس کا حکم نہیں آیا تھا۔

پھر خدا نے فرمایا: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (سورۂ حجر: آیت ۹۴) ''جس کا آپؐ کو حکم دیا گیا ہے اس کو ظاہر کرو اور مشرکین سے دُوری اختیار کرو''۔

خدا کی قسم! اگر رسولؐ خدا اس علم کو حکم سے پہلے بھی ظاہر کر دیتے تب بھی امین ہی رہتے لیکن رسولؐ خدا نے خدا کی اطاعت کی خاطر اس کا حکمِ خدا سے قبل مخالفت سے ڈرتے ہوئے اس کا اظہار نہیں فرمایا اور اپنے آپ کو روک کر رکھا۔

میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی آنکھوں کے ساتھ اس اُمت کے مہدی (بارہویں امامؑ) کو دیکھوں کہ جو ملائکہ کے ساتھ اور آلِ داؤد کی تلواروں کے ساتھ زمین و آسمان کے درمیان کفار کی روحوں کو عذاب دے رہے ہوں گے اور زندہ کفار کی روحوں کو بھی ان کی روحوں کے ساتھ ملحق کر رہے ہوں گے۔ پھر اس مرد نے ایک تلوار نکالی اور عرض کیا: خدا کی قسم! یہ تلوار بھی ان تلواروں میں سے ایک ہے۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں قسم ہے اس ذات کی جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام لوگوں میں سے چُنا ہے۔ یہ تلوار بھی ان میں سے ایک ہے۔

پھر اس شخص نے اپنے چہرے سے کاملاً نقاب اُتار دیا اور فرمایا: اے فرزند رسولؐ! میں الیاس نبیؑ ہوں۔ جو سوالات میں نے آپؑ سے کیے ہیں وہ جہالت کی وجہ سے نہیں تھے بلکہ میں چاہتا تھا کہ اس حدیث کے ساتھ آپؑ

https://www.shiabookspdf.com

کے چاہنے والوں کے ایمان کی طاقت مضبوط ہو۔ اور میں آپؑ کے بارے میں بتاؤں کہ اس آیت کے ساتھ آپؑ اپنے مخالفوں سے مناظرہ و مباحثہ کریں گے تو کامیاب ہوں گے۔ اگر آپؑ چاہیں تو میں اس کے بارے میں خبر دوں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر آپؑ چاہتے ہیں تو میں اس کے بارے میں بتادیتا ہوں۔

انھوں نے کہا: آپؑ کی مرضی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اگر ہمارے شیعہ ہمارے مخالفوں کے سامنے یہ آیت پڑھیں جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ سے فرمایا ہے: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ (ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل فرمایا)۔

وہ کہیں گے: کیا رسولِؐ خدا شب قدر میں کسی کا علم حاصل کرتے تھے جو ان کو معلوم نہ ہو یا جو آپؑ کے پاس حضرت جبرئیلؑ اس چیز کا علم کسی دوسری رات نہ لے کر آیا ہو؟ تو آپؑ کے مخالف کہیں گے کہ نہیں۔

پھر آپؑ ان سے کہیں: جو علم بندے کے پاس ہو کیا اس کا ظاہر کرنا ضروری ہے؟

پھر مخالف جواب دیں گے کہ نہیں۔

پھر آپؑ ان سے کہیں: وہ علم جو رسولِؐ خدا نے ظاہر فرمایا جو ان کے پاس خدا کی طرف سے آیا تھا۔ اس میں اختلاف پایا جاتا ہے؟

اگر وہ جواب دیں گے کہ نہیں۔ پھر آپؑ ان سے فرمائیں کہ جو خدا کے حکم پر مسند پر بیٹھا ہوا ہو اگر وہ اس کے حکم سے اختلاف کرے تو کیا اس نے رسولِؐ خدا کی مخالفت کی ہے؟ تو وہ جواب دیں گے کہ ہاں۔ اگر وہ کہتے ہیں کہ ہاں تو انھوں نے اوّل کلام کا نقض کیا ہے۔

پھر ان کے سامنے خدا کا یہ فرمان پڑھیں: مَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ (سورۂ آل عمران: آیت ۷) ”اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا مگر اللہ اور وہ علم میں راسخ ہیں“۔

تو اب وہ سوال کریں گے کہ وہ راسخون فی العلم کون ہیں؟ آپؑ ان کو جواب میں بیان کریں۔ وہ وہ ہیں کہ جن میں اختلاف نہیں ہے۔ پھر اگر وہ سوال کریں کہ وہ کون ہیں جن کے علم میں اختلاف نہیں ہوتا؟ آپؑ ان کے جواب میں فرمائیں کہ رسولِؐ خدا نے کیا ان کی تبلیغ کی ہے؟ تو وہ جواب دیں گے: ہاں، انھوں نے تبلیغ کی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر آپؐ ان سے سوال کریں: کیا رسولؐ خدا کے جانے کے بعد ان کا خلیفہ وہ نہیں ہونا چاہیے کہ جس کے علم میں بھی رسولؐ خدا کے علم کی مانند اختلاف نہ ہو؟ اگر وہ کہتے ہیں کہ نہیں۔ پھر آپؐ ان سے فرما دیں: خلیفہ رسولؐ خدا کا موید ہوتا ہے اور رسولؐ خدا کا خلیفہ نہیں ہوسکتا مگر وہ جس کے علم میں اختلاف نہ ہو اور وہ سوائے نبوت کے باقی سب اوصاف میں رسولؐ خدا کی مانند ہو۔ اور اگر رسولؐ خدا اپنے علم میں کسی کو خلیفہ نہیں قرار دے کر گئے تو پھر وہ نسل جو ابھی باپوں کی صلبوں میں ہے اور جو ان کے بعد ہوگی وہ ان کو ضائع کر رہے ہیں۔ پھر وہ اگر آپؐ سے کہہ دیں کہ رسولؐ خدا کا علم قرآن سے تھا (اور اس کے علاوہ آپؐ کے علم کا کوئی ماخذ نہیں)۔

پھر آپؐ ان کے جواب میں آیت کی تلاوت کریں:

حٰمٓ ۝۱ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝۳ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝۴ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ ۝۵ (سورۂ دخان: آیت ۱ تا ۵)

"حم، کتابِ مبین کی قسم! ہم نے اس قرآن کو مبارک رات میں نازل کیا ہے۔ آپؐ کو فقط ڈرانے والے ہیں۔ اس رات میں ہر امر محکم اور درست کا فیصلہ ہوتا ہے اور پھر فرمایا: آپؐ تو اس کی طرف سے ایک مبعوث شدہ رسولؐ ہیں"۔

اگر وہ آپؐ کے سامنے بیان کریں کہ فقط رسولؐ خدا تک تھا اس کے بعد نہیں ہے تو آپؐ ان کے جواب میں کہہ دیں: یہ امر محکم اور حکیم جن کو فرشتے لے کر نازل ہوتے ہیں کیا وہ ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر نازل ہوتے ہیں یا زمین پر نازل ہوتے ہیں؟

اگر وہ کہتے ہیں کہ وہ امر فرشتے ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف لے کر نازل ہوتے ہیں؟ آپؐ ان کے جواب میں کہہ دیں کہ آسمانوں میں کوئی ایسا ہے ہی نہیں جو اطاعت میں اس کے امر کی مخالفت کرے۔ وہاں اس کی ضرورت ہی نہیں اور اگر وہ کہتے ہیں کہ وہ فرشتے آسمان سے زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ اور زمین والی مخلوق اس کی زیادہ محتاج ہے۔ آپؐ ان سے سوال کریں کہ کوئی حاکم یا سردار ایسا ہونا ضروری نہیں کہ جس کی طرف وہ نازل ہو اور اس کے پاس آئیں۔ حکم لے کر آئیں؟ اگر وہ کہیں کہ وہ خلیفہ ہے تو آپؐ ان کے مقابل میں یہ آیت پڑھیں: اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۙ يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۵۷) "اللہ

https://www.shiabookspdf.com

ایمان والوں کا ولی ہے جو ان کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لے جاتا ہے"۔

مجھے خدا کی قسم ہے زمین و آسمان میں کوئی ایسا نہیں ہوسکتا کہ جس کا ولی خدا ہو اور اس کی خدا تائید نہ کرے اور جس کی تائید خدا کرے گا وہ خطا نہیں کرسکتا۔ اور پھر اس صورت میں کہ اگر خدا ہر کسی کی تائید کردے پھر زمین پر کوئی دشمن خدا باقی نہیں رہے گا مگر وہ مخزول ہوجائے گا اور جو مخزول ہوگا (بے یارومددگار) وہ کبھی حق کو نہیں پاسکتا۔

جیسے امر کے لیے ضروری ہے کہ وہ آسمان سے زمین پر نازل ہو ایسے ہی اس کے لیے ضروری ہے کوئی اس امر کا والی بھی ہو۔ اگر وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم اس کو نہیں جانتے تو آپؑ ان سے کہہ دیں جو تم جانتے ہو وہ کہو کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ خدا، رسولؐ خدا کے بعد اپنے بندوں کو ویسے ہی چھوڑ دے اور ان پر کوئی حجت قرار نہ دے۔

جنابِ الیاس نبیؑ اس کے بعد کھڑے ہوئے اور فرمایا: یہ ایک مشکل مسئلہ ہے۔

اگر آپؑ دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کے جواب میں کہتے ہیں: خدا کی حجت قرآن ہے تو آپؑ ان کے جواب میں کیا کہیں گے؟

قرآن تو بولتا نہیں، وہ حکم نہیں کرتا۔ وہ کسی کو روکتا نہیں ہے۔ کیا قرآن کے لیے ضروری نہیں کہ کوئی اس کے امر اور نہی کو جاری کرنے والا ہو؟ تو قرآن کے اہل ہیں جو امر دینی کرتے ہیں۔

اور دوسری طرف سے بعض اوقات اُمت کے لیے زمین پر ایسے فتنے ظاہر ہوجاتے ہیں کہ جن کے بارے میں سنت میں کوئی امر و حکم موجود نہیں ہے اور وہ حکم جس میں اختلاف نہیں ہے وہ قرآن میں نہیں ہے تو سنت میں بھی نہیں ہے۔ تو خدا سے یہ چیز ناممکن ہے کہ زمین والوں کے لیے کوئی فتنہ پیدا ہو اور اس کا حکم جو محکم ہو عدل پر مبنی ہو۔ جو گرفتار شدگان کو اس فتنے سے نہ نکال سکے ہوں اور وہ محکم حکم موجود نہ ہو۔

حضرت الیاسؑ نے فرمایا: اے فرزند رسولؐ! یہاں آپؑ کامیاب ہوجائیں گے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ جانتا ہے کہ زمین پر جو بلا و مصیبت مخلوق پر آئے گی یا جو موضوع ہوا خواہ وہ دینی ہو یا غیر دینی اس میں قرآن سے رہنمائی حاصل کریں گے۔

پھر جناب الیاسؑ نے فرمایا: اے فرزند رسولؐ! آپؑ جانتے ہیں کہ اس کی دلیل کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

https://www.shiabookspdf.com

دلیل کی تمام حدود قرآن میں ہیں اور اس کی تفسیر حاکم کے پاس ہے۔

جنابِ الیاسؑ نے فرمایا: یہ خدا کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ بندے کو زمین میں کسی حادثہ یا مصیبت میں گرفتار کرے خواہ دینی یا غیر دینی، اس پر برحق اور درست فیصلہ کرنے والا زمین پر موجود نہ ہو۔

یہاں آپؑ کامیاب ہیں اور آپؑ کی حجت و دلیل محکم ہے۔ مگر یہ کہ آپؑ کا مخالف اللہ کے خلاف جھوٹ بولے کہ خدا کے لیے کوئی ایسی حجت نہیں ہے۔ آپؑ مجھے اس آیت کی تفسیر بیان کریں: لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ (سورۂ حدید: آیت ۲۳) "جو آپؑ کے ہاتھوں سے چلی جائے اس پر افسوس نہ کریں"۔

آپؑ نے فرمایا: یہ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے۔

پھر انھوں نے دوسری آیت کے بارے میں سوال کیا: وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ ط (جو ان کو ملے وہ اس پر خوش نہ ہوں) یعنی وہ فتنے جو رسولؐ خدا کے بعد آپؑ کے سامنے آئے تھے۔

پس جنابِ الیاسؑ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؑ صاحبانِ حق ہیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ پھر وہ اُٹھے اور چلے گئے۔ میں نے پھر ان کو نہ دیکھا یعنی وہ غائب ہو گئے۔

حدیث 3 الکافی، جلد اوّل نیز جناب کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن میرے والد بیٹھے ہوئے تھے اور آپؑ کے پاس چند افراد موجود تھے کہ اچانک میرے والد اس قدر ہنسے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں اس قدر کیوں ہنسا ہوں؟ انھوں نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن عباس کا گمان یہ تھا کہ وہ ان افراد میں شامل ہوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا (جنھوں نے کہا ہے کہ اللہ ربّ ہے اور پھر اس پر ثابت قدم رہے) یعنی اس کا گمان ہے کہ وہ بھی امام ہے۔

میں نے ایک دن اس سے کہا: اے ابن عباس! آپ نے کبھی فرشتوں کو دیکھا ہے جو تیرے پاس آئے ہوں؟ اور انھوں نے تم سے کہا ہو کہ دُنیا و آخرت میں تجھے ولایت حاصل ہے اور تو خوف و حزن سے امن میں ہے؟ تو اس نے مجھے جواب دیتے ہوئے اس آیت کی تلاوت کی: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ (سورۂ حجرات: آیت ۱۰)

https://www.shiabookspdf.com

(سارے مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں)۔ یہ سب اُمت کو شامل ہیں اور تمام اُمت اس میں داخل ہے (یعنی اگر میں نے فرشتوں کو نہیں دیکھا تو دوسرے استقامت والوں نے بھی نہیں دیکھا)۔

پس میں اس کا جواب سن کر مسکرایا۔ پھر میں نے کہا: اے ابن عباس! تو نے سچ فرمایا ہے۔

پھر میں نے کہا: میں خدا کو گواہ بنا کر آپ سے ایک سوال کرتا ہوں کیا خدا کے حکم میں اختلاف ہوسکتا ہے؟

ابن عباس نے کہا: نہیں۔

پھر میں نے کہا: ایک بندہ دوسرے بندے کے ہاتھ کی دو انگلیاں کاٹ لے اور پھر ایک فرد سوم آئے وہ اس بندے کا پورا ہاتھ کاٹ دے اور وہ ہاتھ کٹا شخص آپ کے پاس فیصلہ لے کر آئے تو آپ اس کے بارے میں کیا فیصلہ کریں گے؟

ابن عباس نے کہا: میں ہاتھ کاٹنے والے سے کہوں گا کہ وہ اس کی دیت دے اور جس نے دو انگلیاں کاٹی ہیں اس کے اور اس کے درمیان صلح کرا دوں گا اور اس کو دو عادل بندوں کے پاس روانہ کروں گا تا کہ وہ ان دونوں کے درمیان صلح کروا دیں۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابن عباس! خدا کے حکم میں اختلاف ہوگیا۔ آپ نے حکم دیا وہ حکمِ خدا اور رسولؐ کا نہیں ہے اور تُو نے اپنی بات کو خود ہی توڑ دیا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے خدا کے لیے کہ کوئی زمین پر واقعہ رُونما ہوا اور اس کے لیے کوئی فیصلہ کرنے والا موجود نہ ہو اور اس کی تفسیر زمین پر کرنے والا نہ ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جس نے ہاتھ کاٹا ہے اس کا قصاص لیا جائے گا اور جس نے انگلیاں کاٹی ہیں وہ دیت دے گا۔ اور یہ وہ حکم ہے جو شب قدر میں نازل ہوا ہے اور آپ نے رسولِ خدا سے سنا ہے اور پھر اس کا انکار کریں گے تو خدا آپ کو جہنم میں داخل کرے گا۔ جیسا کہ خدا نے آپ کی آنکھوں کو اس دن اندھا کر دیا تھا جس دن آپؑ نے حضرت علی ابن ابی طالبؑ کا انکار کیا تھا۔

ابن عباس نے کہا: اسی وجہ سے میری آنکھیں اندھی ہوئی تھیں۔

امامؑ نے فرمایا: تجھے کیسے پتہ چلا تھا کہ اسی وجہ سے اندھی ہوئی تھیں؟

ابن عباس نے کہا: خدا کی قسم! فرشتے کے پَر مارنے کی وجہ سے اندھی ہوئی تھیں۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر میں مسکرایا اور اس کو چھوڑ دیا کیونکہ اس کی عقل کمزور ہے۔ پھر جب دوسرے دن میری اس سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا: اے ابن عباس! جس انداز سے تُو نے کل سچ بولا تھا ایسے کبھی نہیں بولا۔

حضرت علی علیہ السلام نے آپ سے کہا تھا: اے ابن عباس! شب قدر ہر سال آتی ہے اور ہر سال فرشتے دین کا امر لے کر نازل ہوتے ہیں اور اس امر میں رسولؐ خدا کے بعد ان کے والیان کی تعیین ہوتی ہے۔

اے ابن عباس! تُو نے کہا تھا رسولؐ کے بعد والیان کون ہیں؟

حضرت علیؑ نے فرمایا تھا: وہ میں اور میرے بعد میری اولاد سے میرے گیارہ بیٹے ہوں گے اور وہ سارے محدث ہیں۔

اس وقت آپ نے کہا تھا: اے علیؑ! میں فقط رسولؐ خدا کے ساتھ شب قدر کو دیکھتا ہوں۔ اس کے بعد کوئی شب قدر نہیں ہے۔ اس وقت وہ جوان سے گفتگو کر رہا تھا اس نے کہا: اے ابن عباس! تو جھوٹ بول رہا ہے اور جو کچھ حضرت علیؑ بیان کر رہے ہیں وہ سچ ہے، یعنی رسولؐ خدا کے بعد بھی شب قدر ہے اور تُو کہہ رہا ہے کہ میں رسولؐ خدا کے بعد اس کو نہیں دیکھ رہا یہ جھوٹ ہے لیکن تیرے دل میں موجود ہے تو دل سے اس کا اقرار کر رہا ہے۔ اس کے بعد اس فرشتے نے اپنا پَر مارا اور تو اندھا ہو گیا۔

اے ابن عباس! ہر وہ چیز جس میں ہم اختلاف کرتے ہیں اس کا حاکم خدا ہے۔

پھر میں نے کہا: اے ابن عباس! کیا خدا کبھی دو حکم کرتا ہے؟

اس نے کہا: نہیں۔

میں نے کہا: اے عباس! پھر تو خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کر رہا ہے۔

حدیث 4 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سند کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شب قدر کے بارے میں فرمایا: اسی رات ہر حکم محکم کی تفصیل کی جاتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اسی رات محکم حکم نازل ہوتا ہے اور محکم دو چیزیں نہیں ہوتیں بلکہ ایک ہی محکم ہوتی ہے (یعنی اس میں اختلاف نہیں ہوتا)۔ پس جو شخص ایسا حکم کرے جس میں اختلاف نہ ہو تو اس کا حکم خدا اور رسولؐ کا حکم ہے اور جو ایسا حکم کرے کہ جس میں اختلاف پایا جائے اور وہ خود اسے درست شمار کرتا ہو تو اس کا وہ حکم طاغوت

https://www.shiabookspdf.com

کا حکم ہے۔

شب قدر میں ہر سال حکم ولی الامر کی طرف نازل ہوتا ہے اور اس کی تفسیر بھی اس کے پاس آتی ہے اور یہ ہر سال ہوگا۔ اور اس رات ولی الامر اپنے بارے میں جو چاہتا ہے حکم کرتا ہے اور لوگوں کے اُمور میں بھی ایسے ہی حکم کرتا ہے۔ ولی الامر کے پاس شب قدر کے بعد بھی ہر رات و دن میں اللہ کی طرف سے علم آتا ہے لیکن شب قدر میں ایک خاص علم کہ جو پوشیدہ ہوتا ہے اور پوشیدہ سے تعجب ہوتا ہے اس کے بعد آپ نے سورۂ لقمان کی اس آیت کی تلاوت کی جس میں اللہ فرماتا ہے: ''اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر سیاہی اور اس کے ساتھ مزید سات سمندر سیاہی بن جائیں تب بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں گے''۔

حدیث 5 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سند کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور انھوں نے فرمایا کہ حضرت امام علی بن حسین علیہ السلام نے اس آیت: اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿۱﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ اس نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۖ﴿۲﴾ ''اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے؟''

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ شب قدر کیا ہے؟ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۚ﴿۳﴾ (شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے) یعنی وہ ہزار ماہ کہ جن میں ایک رات بھی شب قدر نہ ہو ان سے یہ ایک رات اس قدر افضل ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے میرے رسولؐ! کیا آپؐ جانتے ہیں کہ یہ ہزار ماہ سے کیوں افضل ہے؟

تو رسولِ خدا نے فرمایا: اے خدایا! نہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِيۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ۚ مِنۡ كُلِّ اَمۡرٍ ۙ﴿۴﴾ (کیونکہ اس رات ملائکہ اور روح اللہ کے اذن سے ہر امر لے کر نازل ہوتے ہیں)۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: جب خدا کسی چیز کا حکم دیتا ہے تو اس پر راضی بھی ہوتا ہے۔ سَلٰمٌ ۛ هِىَ حَتّٰى مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۩﴿۵﴾ (سلامتی کے ساتھ رات طلوع فجر تک سلامت رہتی ہے)۔ اے محمدؐ! میرے ملائکہ اور جبرئیلؑ آغازِ شب سے آخر شب تک میرا اسلام لے کر آپؐ کے پاس آتے رہتے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

بعض کتابوں میں ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ یہ جو خدا نے فرمایا ہے: وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ (سورۂ انفال: آیت ۲۵) (اس فتنہ سے بچو جو فقط ظالموں تک ہی نہیں رہے گا) کے ذیل میں فرمایا: یہ خاص ہے ان لوگوں کے ساتھ جو شب قدر کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں۔

نیز بعض کتابوں میں ہے کہ اس آیت کہ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ (سورۂ آل عمران: آیت ۱۴۴) (محمدؐ بس اللہ کے رسولؐ ہیں اور ان سے قبل اور بھی رسول گزرے ہیں۔ بھلا اگر یہ وفات پا جائیں یا ان کو قتل کر دیا جائے کیا تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پاؤں پھر جائے گا۔ وہ اللہ کا کوئی نقصان نہیں کرے گا اور اللہ عنقریب شکر کرنے والوں کو جزائے خیر دے گا)۔

اس آیت کے شروع میں ہے جب مرجائیں جو اللہ کے حکم میں اختلاف کرنے والے ہیں وہ کہیں گے کہ رسولؐ کے اس دُنیا سے چلے جانے کے بعد شب قدر بھی چلی گئی ہے۔ فرمایا: یہ وہ فتنہ ہے جو شب قدر کے ساتھ خاص ہے اور اس بناء پر جو اُلٹے پاؤں پھر گئے کیونکہ اگر وہ کہتے ہیں کہ شب قدر نہیں گئی تو پھر ان پر لازم ہے کہ وہ اس بات کے قائل ہو جائیں اور اس امر کا بھی اعتراف کریں جو شب قدر میں نازل ہوتا ہے تو پھر ان کے لیے ضروری ہو جائے گا کہ وہ صاحب امر کا بھی اعتراف کریں جس پر امر نازل ہوتا ہے۔

حدیث 6 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے نیز اسی سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بنوعدی اور تمیم کے افراد میں سے دو افراد موجود تھے آپؐ نے ان کے سامنے سورۂ قدر کو بڑے خشوع اور روتے ہوئے پڑھا تو ان دونوں نے کہا: یارسولؐ اللہ! آپؐ نے اس سورہ کو اس قدر دل سوزی کے ساتھ کیوں پڑھا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اس وجہ سے جو میں دیکھتا ہوں (اس رات فرشتوں کو) اور میرا دل اس رات میں جو کچھ سمجھتا ہے (یہ امر محکم کا بیان ہے) اور اس وجہ سے جو میرے بعد وہ شخص دیکھے گا۔

ان دونوں نے کہا: آپؐ کیا دیکھتے ہیں اور وہ کیا دیکھے گا؟

آپؐ نے زمین پر ان دونوں کے لیے لکھا پھر آپؐ نے فرمایا: جب خدا نے کہہ دیا ہے کہ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝

https://www.shiabookspdf.com

اس کے بعد کوئی چیز بچ گئی ہے؟

انھوں نے کہا: نہیں۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم جانتے ہو کہ وہ کون ہے؟ جس پر شب قدر فرشتے ہر امر لے کر آتے ہیں۔

ان دونوں نے کہا: ہاں وہ آپؐ ہیں۔

پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: ہاں۔

پھر آپؐ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میرے جانے کے بعد بھی شب قدر رہے گی؟

ان دونوں نے کہا: ہاں، یارسولؐ اللہ!

آپؐ نے فرمایا: میرے بعد کس کے پاس فرشتے نازل ہوں گے؟

دونوں نے جواب دیا: ہم نہیں جانتے۔

تو آپؐ نے میرے سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: اگر تم نہیں جانتے ہو تو جان لو یہ علیؑ ہے جس کے پاس میرے جانے کے بعد ہر شب قدر میں فرشتے امر لے کر آئیں گے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: ہر شب قدر وہ دونوں بہت پریشان ہوتے تھے اس وجہ سے جو ان کے دل میں رسولؐ کا فرمان یاد آنے کی وجہ سے آتا تھا۔

حدیث 7 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سند کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اے ہمارے شیعو! اپنے مخالفین کے ساتھ سورۂ قدر کے ذریعے بحث و مناظرہ کرو، تم یقیناً کامیاب ہو جاؤ گے۔

خدا کی قسم! یہ سورہ رسولؐ خدا کے بعد اللہ کی مخلوق پر حجت ہے اور تمھارے دین کی سردار اور ہمارے علم کی انتہا ہے اور ایسے ہی سورہ حم والکتٰب المبین کے ساتھ مناظرہ کرو۔ جس میں خدا نے فرمایا کہ ہر اُمت کے لیے ایک ڈرانے والا ہونا ہے۔ یہ آیت والیانِ امر کے ساتھ خاص ہے۔

اے شیعو! اس میں خدا فرماتا ہے: کوئی ایسی قوم نہیں گزری کہ جس میں ایک ڈرانے والا نہ ہو۔

کسی نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا رسولؐ خدا ڈرانے والے نہیں تھے؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: ضرور وہ ڈرانے والے تھے۔ تم نے سچ کہا ہے لیکن یہ بتاؤ جب رسولؐ خدا زندہ تھے تو کیا وہ تمام اطرافِ عالم میں ڈرانے کے لیے گئے تھے؟

اس نے کہا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: لامحالہ احکامِ دین کے لیے کسی کو روانہ کرنا ضروری تھا تو رسولؐ خدا کے روانہ کردہ گروہ کے متعلق تم نے غور کیا ہے۔ وہ بھی ایسے نذیر ہونے چاہییں تھے جیسے رسولؐ خدا تھے۔

راوی کہتا ہے: ضروری ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: کیا رسولؐ خدا کے بعد کوئی نذیر ہونا چاہیے؟

راوی نے کہا: نہیں۔

امامؑ نے فرمایا: اس صورت میں آنے والی نسلیں تباہ ہوجائیں گی۔

راوی: قرآن ان کے لیے نذیر ہے کیا وہ کافی نہیں؟

امامؑ: ہاں قرآن کافی ہے اگر اس کی تفسیر بیان کی جائے۔

راوی: کیا رسولؐ خدا نے قرآن کی تفسیر بیان نہیں کی؟

امامؑ: ہاں ضرور بیان کی ہے لیکن ساری قوم کے سامنے نہیں بلکہ ایک فرد کے سامنے۔

راوی: اگر ایسا ہے تو اس کو ظاہر کیوں نہیں کیا؟

امامؑ: خدا چاہتا ہے کہ میری عبادت پوشیدہ رہ کر کی جائے۔ جب تک دین کا غلبہ نہ ہوجائے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ جب تک خدا کی طرف سے اعلانیہ عبادت کا حکم نہیں آیا تھا۔ اس وقت تک رسولؐ خدا اور جنابِ خدیجہؑ پوشیدہ اور چھپ کر عبادت کرتے تھے۔

راوی: کیا اس وقت دین والے کے لیے چھپ کر عبادت کرنا ضروری ہے؟

امامؑ: ہاں! کیا امیرالمومنینؑ نے رسولؐ خدا کے ساتھ مل کر پوشیدہ عبادت نہیں کی؟

اس نے کہا: ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: یہ ہی ہمارا معاملہ ہے۔ جب تک ہمارا قائمؑ ظہور نہیں کرے گا اس وقت تک ایسے ہی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 8 الکافی، جلداوّل میں نیز جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سند کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے شب قدر کو خلق فرمایا اور جب دُنیا کو خلق کیا تو اس میں سب سے پہلے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلق فرمایا اور ان کے بعد سب سے پہلے ان کے وصی کو خلق فرمایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کرلیا کہ ہر سال شب قدر ہوگی اور اس میں ہر سال ملائکہ آنے والے سال تک ہونے والے تمام اُمور کی تفسیر لے کر نازل ہوا کریں گے۔ جو اس کا انکار کرے گا اس نے اللہ تعالیٰ کے علم کو رَد کردیا کیونکہ تمام انبیاءؑ اور مُرسلین اور اوصیاء لوگوں پر اس کے ذریعے حجت قائم کرتے ہیں جو ان کے پاس اس رات آتی ہے اور ساتھ وہ چیز جو عام اوقات میں جبرئیلؑ ان کے پاس لے کر آتے ہیں۔

راوی: محدثون اوصیاء پر بھی حضرت جبرئیلؑ آتے ہیں یا دوسرے ملائکہ آتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: انبیاءؑ و مُرسلین پر ملائکہ کے نازل ہونے پر کوئی شک نہیں ہے اور انبیاءؑ و مُرسلین کے علاوہ بھی ضروری ہے کہ جب سے زمین خلق ہوئی ہے اور جب تک رہے گی اس میں حجتِ خدا کا ہونا ضروری ہے اور اللہ اس پر اس رات جو چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔

خدا کی قسم! حضرت آدمؑ پر ملائکہ اور حضرت جبرئیلؑ اس رات کو خدا کے امر کے ساتھ نازل ہوتے تھے اور جب وہ دُنیا سے چلے گئے تو ان کے وصی پر وہ شب قدر نازل ہوتے رہے کیونکہ حضرت آدمؑ کا ایک وصی تھا اور ان کے بعد ہر نبیؑ کے پاس ملائکہ شب قدر میں امر کے ساتھ نازل ہوتے رہے ہیں اور ان کو حکم دیتے تھے کہ اپنے بعد فلاں کو اپنا وصی قرار دو۔ خدا کی قسم! آدمؑ سے لے کر رسولِ خداؐ تک ہر نبیؑ کو یہ حکم ہوا ہے کہ اپنے بعد فلاں کو وصیت کرو، یعنی اس کو اپنا وصی قرار دو۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اپنی کتاب میں ولی الامر کے بارے میں خاص طور پر ذکر کیا ہے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان مومنین سے جو نیک اعمال بجالاتے ہیں۔ وعدہ کرلیا ہے کہ وہ ان کو ضرور برضرور زمین پر اپنا خلیفہ قرار دوں گا جیسا کہ ان سے پہلے بھی ہم نے لوگوں کو زمین میں خلیفہ قرار دیا ہے جو اس کی مخالفت کرے گا وہی فاسق ہے۔

اس نے فرمایا: اے مومنین! اپنے نبیؐ کے بعد تمھیں اپنے علم اور دین اور عبادت میں خلیفہ قرار دوں گا جب کہ آدمؑ کے بعد اس نے وصی قرار دیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے بعد والے نبیؐ کو مبعوث کردیا اور ان سے فرمایا:

https://www.shiabookspdf.com

میری عبادت کرنا اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ قرار دینا۔

فرمایا: وہ عبادت اس ایمان کے ساتھ کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو اس کے علاوہ عقیدہ رکھے گا وہ فاسق ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ عبادت اس ایمان کے ساتھ کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور جو اس کے علاوہ عقیدہ رکھے گا وہ فاسق ہوگا۔

آپؑ نے فرمایا: خدا نے رسولؐ خدا کے بعد جن لوگوں کو اپنے علم کے ساتھ ولی قرار دیا وہ ہم ہیں۔ پس ہم سے سوال کرو اگر ہم سچ کہیں تو پھر ہماری تصدیق کرو حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ ایسا کرنے والے نہیں ہو جبکہ ہمارا علم ظاہر ہے۔ اور جب وہ وقت و زمانہ آئے گا جب ہمارا دین ظاہر ہوگا (قائمؑ کے ظہور کے وقت) تو اس وقت لوگوں میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا اور وہ وقت زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ قریب آرہا ہے اور وہ قائمؑ ظہور کرے گا تو اس وقت دین فقط ایک ہوگا۔ خدا کی قسم! یہ امر طے ہوگیا ہے کہ مومنین کے درمیان اختلاف نہیں ہوگا اس وجہ سے ان کو لوگوں پر گواہ بنایا گیا ہے اور رسولؐ خدا ہمارے اُوپر گواہ ہیں اور ہم اپنے شیعوں پر گواہ ہیں اور ہمارے شیعہ لوگوں پر گواہ ہیں۔

خدا کو یہ بات ناپسند ہے کہ اس کے حکم میں اختلاف یا اس کے علم میں نقص پایا جائے۔

پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: وہ مومن جو سورۂ قدر پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی تفسیر کو قبول کرتا ہے وہ عام لوگوں پر اتنی فضیلت رکھتا ہے جتنا ایک عام انسان جانوروں پر فضیلت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مومنین کے ذریعے ان لوگوں کو دفع و دُور کرتا ہے جو شب قدر کا انکار کرتے ہیں اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب ہے ان لوگوں کے لیے جو جان کر بھی توبہ نہیں کرتے اور اللہ مجاہدوں کے ذریعے قائمین سے دفاع کرتا ہے۔ میں اس زمانے میں جہاد، حج و عمرہ اور اچھی ہمسائیگی کے علاوہ نہیں جانتا۔

ایک شخص نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! آپؑ مجھ پر غصہ تو نہیں کریں گے؟

آپؑ نے فرمایا: میں کیونکر غصہ کروں گا۔

اس نے عرض کیا: میں آپؑ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی وجہ سے آپ ناراض تو نہیں ہوں گے

https://www.shiabookspdf.com

اور غصہ نہیں کریں گے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: نہیں، میں تیرے اُوپر غصہ نہیں کروں گا جو تو سوال پوچھنا چاہتا ہے پوچھ لے۔

اس نے عرض کیا: آپؑ کا عقیدہ ہے کہ شب قدر ملائکہ اور حضرت جبرئیلؑ اوصیاءؑ پر نازل ہوتے ہیں اور ان کے پاس ایسے اُمور لے کر آتے ہیں کہ وہ اُمور کیا رسولؐ خدا جانتے نہیں تھے یا جانتے تھے لیکن آپؐ نے ان اُمور کو بیان نہیں کیا حالانکہ میں جانتا ہوں کہ رسولؐ خدا چلے گئے اور وہ اپنا سارا علم حضرت علیؑ کے سپرد کر کے گئے تھے اور حضرت علیؑ نے ان تمام اُمور کو ان سے لیا تھا۔

امامؑ نے فرمایا: میرا تیرے ساتھ کیا تعلق ہے؟ تجھے کس نے میرے پاس سوال کرنے کے لیے بھیجا ہے؟

اس نے عرض کیا: خدا کے اس حکم نے جس میں اس نے فرمایا ہے: ''دین کو طلب کرو''۔

امامؑ نے فرمایا: پھر میں جو تیرے لیے بیان کرنے لگا ہوں اس کو سمجھو۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب معراج پر گئے تھے تو اس وقت تک واپس نہیں آئے تھے جب تک اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے سامنے وہ سب بیان کر دیا تھا جو ہو چکا تھا اور جو قیامت تک ہونے والا تھا۔ جو بھی ان کو بیان کیا اس علم میں سے اکثر مجمل و اجمالی تھا۔ اس کی تفسیر شب قدر کو آتی ہے۔ ایسے ہی حضرت علیؑ بھی سب کچھ جانتے تھے لیکن وہ سب اجمالی تھا اور اس کی تفسیر شب قدر میں آتی تھی جیسا کہ رسولؐ خدا کے لیے آتی تھی۔

سائل: کیا ان علومِ اجمالی کی کوئی تفسیر نہیں تھی؟

امامؑ: کیوں نہیں لیکن اس امر کی تفسیر شب قدر کو نبی یا ان کے وصی کے پاس آتی ہے کہ اس معاملے میں آپ نے ایسے ایسے کرنا ہے۔ وہ اس امر کو جانتے ہیں لیکن انجام کیسے دینا ہے یہ شب قدر میں ملتا ہے۔

سائل: آپؑ میرے لیے اس کی وضاحت فرما دیں۔

امامؑ: جب رسولؐ خدا اس دنیا سے گئے تھے تو انھوں نے تمام اُمور کی تفسیر اجمالاً بیان کر دی تھی۔

سائل: وہ چیز جو شب قدر میں آتی ہے وہ کیا ہے؟

امامؑ: جو کچھ نبیؐ یا امامؑ جانتا ہے اس کے انجام دینے کا حکم یا اس میں آسانی پیدا کرنے کا حکم نازل ہوتا ہے۔

سائل: جو کچھ نبیؐ یا امامؑ جانتے ہیں ان کے لیے شب قدر میں اور کون سا علم ہے جو نازل ہوتا ہے؟

https://www.shiabookspdf.com

امامؑ: وہ امر ہے جس کو پوشیدہ رکھنے کا حکم دیا ہے جس کا تُو نے سوال کیا ہے۔ اس کی تفسیر کوئی نہیں جانتا مگر اللہ۔

سائل: کیا اوصیاء وہ چیز جانتے ہیں جو انبیاءؑ نہیں جانتے؟

امامؑ: نہیں، وہ علم وصی کیسے جان سکتا ہے جس کی اس کو وصیت ہی نہیں کی گئی۔

سائل: کیا ہمارے لیے یہ ممکن ہے کہ ہم یہ کہیں کہ ایک وصی وہ علم جانتا ہے جو دوسرا وصی نہیں جانتا؟

امامؑ: نہیں، نبیؐ اس وقت تک دُنیا سے نہیں جاتا جب تک وہ سارا علم اپنے وصی کو دے نہ جائے۔ وہ سارا علم اپنے وصی کو دے کر جاتا ہے۔ شب قدر میں ملائکہ اور روح اس علم کو لوگوں میں جاری کیسے کرنا ہے اس کا طریقہ لے کر آتے ہیں۔

سائل: کیا وہ حکم کو نہیں جانتے؟

امامؑ: کیوں نہیں، وہ جانتے ہیں لیکن اس کو جاری کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ شب قدر میں اس حکم کو جاری کرنے کا حکم دیا جاتا ہے کہ آنے والی شب قدر تک تم نے کیا کرنا ہے۔

سائل: اس سے انکار نہیں ہے۔

امامؑ: جو اس کا انکار کرے وہ ہمارا نہیں۔

سائل: اے ابوجعفر! کیا آپ کا عقیدہ ہے کہ شب قدر میں نبیؐ کے پاس کوئی ایسا علم آتا ہے جو نبیؐ پہلے نہیں جانتا؟

امامؑ: تیرے لیے ایسا سوال کرنا جائز نہیں کیونکہ نبیؐ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کو جانتا ہے اور کوئی نبیؐ یا وصیؑ اس دُنیا سے نہیں جاتا مگر یہ کہ وہ اپنے بعد والے کو اس علم کی تعلیم دے کر جاتا ہے لیکن وہ علم جو شب قدر میں آتا ہے وہ فقط اس کی ذات تک رہتا ہے۔

سائل: ہم کیسے جان سکتے ہیں کہ شب قدر ہر سال ہوتی ہے؟

امامؑ: جب ماہِ رمضان آئے تو سورۂ دخان کی تلاوت کرو اور جب ۲۳ ویں رات آئے گی تو تجھے تیرے سوال کی تصدیق ہو جائے گی۔

نیز حضرت امام ابوجعفر باقر علیہ السلام نے فرمایا: شیاطین اور ان کی اَزواج کا لشکر جن کو خدا نے اہل شقاوت و

https://www.shiabookspdf.com

گمراہی والوں کے لیے قرار دیا ہے وہ ان فرشتوں سے زیادہ ہے جن کو خدا نے اپنا خلیفہ اور ہدایت کے لیے مقرر فرمایا ہے۔

سائل: اے ابوجعفر! کیا شیاطین کا لشکر ملائکہ سے زیادہ ہے؟

امامؑ: جیسے اللہ چاہتا ہے ویسے ہی ہوتا ہے۔

سائل: اگر میں یہ بات آپؑ کے شیعوں کے سامنے بیان کروں تو وہ اس کا انکار کریں گے۔

امامؑ: وہ کیسے انکار کریں گے؟

سائل: وہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ملائکہ سب سے زیادہ ہیں۔

امامؑ: تُو نے سچ کہا لیکن جو میں تیرے لیے بیان کرنے لگا ہوں اس کو سمجھو۔ ہر روز اور ہر رات ضلالت و گمراہی کے ائمہ کی شیاطین اور جنات زیارت کرتے ہیں اور ان کی تعداد کے برابر ملائکہ امام برحق کی زیارت کرتے ہیں یہاں تک کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو ملائکہ آسمان سے ولی الامر کے پاس امر خدا لے کر آتے ہیں۔ پھر انھی کے برابر خدا شیاطین کو خلق کرتا ہے۔ پھر وہ شیاطین ضلالت و گمراہی کے امام کی زیارت کرتے ہیں اور ان تک جھوٹ کو لے کر آتے ہیں اور وہ صبح تک ہوتا ہے اور شیاطین بھی اس کو کہتے ہیں کہ ایسا کرنا اور وہ ضلالت و گمراہی کا امام صبح کے وقت کہتا ہے کہ میں نے ایسے ایسے دیکھا ہے اور اگر ولی امر ہدایت کے بارے میں ان سے سوال کیا جائے تو وہ ضرور کہیں گے کہ تُو نے شیطان کو دیکھا ہے تجھے اس نے خبر دی ہے کہ تو ایسے ایسے کر۔ یہاں تک کہ اس نے اس کی تفسیر کی اور اس کو ضلالت کی تعلیم دی ہے جن پر وہ خود چلتے ہیں۔

خدا کی قسم! جو شب قدر کی تصدیق کرے گا وہ ضرور جان لے گا کہ شب قدر ہمارے ساتھ خاص ہے کیونکہ جب رسولؐ خدا کا آخری وقت تھا تو اس وقت آپؐ نے حضرت علیؑ کے لیے فرمایا: یہ علیؑ میرے بعد تمھارا ولی ہے۔ اگر تم اس کی اطاعت کرو گے تو یہ تمھیں ہدایت پر رکھے گا لیکن جو شب قدر میں اس پر ایمان نہیں رکھتا وہ منکر ہے اور جو شب قدر پر ایمان رکھتا ہے وہ ہمارے ساتھ ہے (یعنی وہ شب قدر کو ہمارے ساتھ قرار دے گا)۔ اور اس بندے کا حق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں مگر یہ کہ وہ کہے کہ شب قدر کا تعلق ہمارے ساتھ ہے اور اگر وہ نہیں کہتا تو وہ جھوٹا ہے۔ کیونکہ اللہ اس سے بلند و بالا ہے کہ وہ ملائکہ اور روح کو اپنا امر دے کر کسی کافر کی طرف روانہ کرے۔

https://www.shiabookspdf.com

اور اگر وہ کہتا ہے کہ اللہ ایسے کرتا ہے اور گمراہ خلیفہ پر بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں تو اس کی کسی بات کی کوئی ارزش نہیں ہے اور اگر وہ اصلاً انکار کردے کہ کوئی فرشتہ یا روح نازل نہیں ہوتا۔ یا یہ کہتا ہے کہ ممکن نہیں کہ ملائکہ کچھ لے کر نازل ہوں۔ وہ حقیقت میں شب قدر کا منکر ہے اور گمراہی میں بہت دُور چلا گیا ہے یعنی وہ گمراہ ہے۔

حدیث 9 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حسان بن مہران سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شب قدر کے بارے میں سوال کیا کہ وہ کون سی ہے؟ تو آپؑ نے فرمایا: اس کو اکیس (۲۱) اور تیئس (۲۳) کی راتوں میں تلاش کرو۔

حدیث 10 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحمزہ الثمالی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ جناب ابوبصیرؒ نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں وہ کون سی رات ہے کہ جس کے بارے میں اُمید کی جاسکتی ہے کہ وہ شب قدر ہے؟

امامؑ نے فرمایا: اکیس اور تیئس کی راتیں۔

انھوں نے عرض کیا: اگر میں دونوں راتوں پر قدرت و طاقت نہ رکھتا ہوں تو پھر؟

آپؑ نے فرمایا: ان دو راتوں میں سے جتنا ممکن ہوسکے وہ طلب کرو (یعنی ان دونوں راتوں میں جس قدر ممکن ہو آسانی سے وہ اعمال انجام دو)۔

پھر میں نے عرض کیا: بعض اوقات ہم ایک دن چاند دیکھتے ہیں اور ہمارے پاس کسی دوسرے شہر کا بندہ آتا ہے اور وہ دوسرے دن کے بارے میں خبر دیتا ہے۔ (یعنی وہ چاند ایک دن پہلے یا بعد میں دیکھے جانے کی خبر دیتا ہے)۔

تو آپؑ نے فرمایا: اگر ممکن اور آسان ہو تو چاروں راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو (چاروں میں شب قدر کے اعمال انجام دو)۔

ابوحمزہ: میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں کیا تیئس کی رات زیادہ قریبی نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگرچہ ایسا ہی کہا گیا ہے۔

ابوبصیر: میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں جناب سلیمان بن خالد نے نقل کیا ہے کہ انیس کی

https://www.shiabookspdf.com

رات وہ ہے جس میں حج پر جانے والوں کا فیصلہ ہوتا ہے۔

آپؑ نے مجھے فرمایا: اے ابومحمد! حج پر جانے والوں کے نام اور منایا و بلایا اور اس کی مثل جو آنے والے سال کی شب قدر تک ہونا ہے وہ سب شب قدر میں ہی دیکھا جاتا ہے۔ پس تم اس رات کو اکیس اور تیئس کی راتوں میں طلب کرو اور ان دونوں راتوں میں سو سو رکعت نماز پڑھو اور ساری رات طلوعِ نور تک شب بیداری کرو اور ان دونوں راتوں میں غسل کرو۔

میں نے عرض کیا: اگر میں ساری رات کی عبادتوں کو کھڑے ہو کر ادا کرنے کی قدرت و طاقت نہیں رکھتا تو پھر کیا کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: نماز پڑھو خواہ بیٹھ کر پڑھو۔

میں نے عرض کیا: پھر اس پر بھی قدرت نہ ہو؟

آپؑ نے فرمایا: نماز پڑھو خواہ بستر پر لیٹ کر پڑھو، تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر کوشش کرو کہ اوّل شب میں ہی سو نہ جاؤ کیونکہ ماہِ رمضان میں آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے اور مومنین کے اعمال قبول ہوتے ہیں۔ ماہِ رمضان بہترین مہینہ ہے۔ رسولِ خداؐ کے زمانے میں اس ماہ کو رزق والا مہینہ کہا جاتا تھا۔

حدیث 11 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے شب قدر کی علامت و نشانی کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اس شب کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس میں مہکی مہکی خوشبو آئے گی۔ اگر موسم سردی کا ہوگا تو یہ رات اس قدر گرم ہوگی اور اگر موسم گرمی کا ہوا تو یہ رات اس قدر ٹھنڈی ہوگی۔

میں نے شب قدر کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: اس رات ملائکہ اور لکھنے والے دُنیاوی آسمان کی طرف اُترتے ہیں۔ پھر وہ سال کے تمام اُمور کو اور جو کچھ بندوں کو لاحق ہونا ہوتا ہے اس کو لکھتے ہیں اور یہ سب امر اللہ کے ہاں موقوف ہوتا اور اس کی مشیت سے مربوط ہوتا ہے۔ وہ جس کو چاہے مقدم کرے اور جس کو چاہے

https://www.shiabookspdf.com

مؤخر کردے، یا جس کو چاہے ثابت رکھے یا محو و مٹا دے۔ اس کے پاس اصل کتاب ہے۔

حدیث 12 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے ایک ساتھی کہ شاید وہ سعید السمان تھا، نے عرض کیا کہ شب قدر ہزار ماہ سے کیسے افضل ہوسکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس رات میں ایک عمل کیا ان ہزار مہینوں میں متواتر ہونے والے عمل سے افضل ہے جن میں شب قدر نہ ہو۔

حدیث 13 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحمزہ الثمالی سے اور انھوں نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تورات ۶ ماہِ رمضان کو نازل ہوئی تھی اور انجیل ۱۲ ماہِ رمضان کو نازل ہوئی تھی اور زبور ۱۸ ماہِ رمضان کو نازل ہوئی تھی اور قرآن شب قدر میں نازل ہوا۔

حدیث 14 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے اور انھوں نے جناب حمران سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ (سورۂ دخان، آیت ۳) (ہم نے اس قرآن کو مبارک رات میں نازل کیا) کے بارے میں سوال کیا: کیا اس سے مراد شب قدر ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اس سے شب قدر مراد ہے اور یہ ہر سال ماہِ رمضان میں آتی ہے جو آخری عشرہ میں ہے اور قرآن کو فقط اسی رات میں نازل کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فِیۡهَا یُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِیۡمٍ ۙ﴿۴﴾ (سورۂ دخان: آیت ۴) (اس میں ہر حکیمانہ فعل کی تفصیل کی جاتی ہے) اس رات میں آنے والی شب قدر تک ہوتا ہے اس سال میں جو اُمورِ کائنات میں ہونے ہوتے ہیں ان کو مقدر کیا جاتا ہے، خواہ وہ اُمورِ خیر ہو یا اُمورِ شر۔ اُمورِ اطاعت کے ہوں یا نافرمانی کے، کسی نے اس میں پیدا ہونا ہے اور کسی کی موت ہونی ہے یا کسی کے رزق میں اضافہ ہونا ہے اور کس کے رزق میں کمی ہونا ہے۔ پس جو اس میں مقدر ہوگا وہ اس سال میں رُونما ہوگا اور وہ حتمی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی مشیت اس میں کارفرما ہوتی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

راوی: میں نے عرض کیا: یہ کہا گیا ہے کہ "شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے" اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس رات میں کیا جانے والا نیک عمل خواہ نماز ہو یا زکوٰۃ (صدقہ) یا دوسرے نیک اعمال ہزار مہینوں کے نیک اعمال سے افضل و بہتر ہے کہ جن میں شب قدر نہ ہو۔ اگر اللہ نے مومنین کے لیے اس اضافہ کو قرار نہ دیا ہوتا وہ اس مقام کو نہ پاسکتے لیکن اللہ تعالیٰ مومنین کے لیے نیکیوں میں اضافہ کرتا ہے۔

حدیث 15 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یعقوب سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بندے سے سنا کہ جس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے شب قدر کے بارے میں سوال کیا کہ آپؑ مجھے بتائیں کہ شب قدر ہر سال ہوتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر شب قدر کا انکار کر دیا جائے تو قرآن کا انکار ہو جائے گا۔

حدیث 16 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ لوگوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: کیا رزق پندرہ ماہِ شعبان کی رات کو تقسیم ہوتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم! یہ کام انیس، اکیس اور تیئس رمضان میں ہوتا ہے۔

پھر فرمایا: انیس کی رات جو جمع ہونے والے ملتے ہیں اور اکیس کی رات پر حکمت والے امر کی تفصیل بیان ہوتی ہے اور تیئس کی رات جو ان میں سے چاہتا ہے اس پر امضاء ہوتے ہیں، یعنی ان کا فیصلہ ہوتا ہے اور یہ شب قدر کی رات ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ (یہ ہزار مہینوں سے افضل ہے)۔

راوی: میں نے عرض کیا: الجمعان (دو جمع ہونے والے) سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کسی امر کی تقدیم یا تاخیر، ارادہ اور پھر اس کا فیصلہ یہ سب اُمور کو اس رات میں جمع کرتا ہے۔

میں نے پھر عرض کیا کہ تیئس کی رات کو امضاء و فیصلہ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اکیس کی رات ان تمام اُمور کی تفصیل طے ہوتی ہے جن کو انیس کی رات جمع کیا گیا ہے اور ان اُمور میں اللہ کی بداء کو دخالت ہوتی ہے یعنی بداء لاحق ہو سکتی ہے۔ پس جب تیئس کی رات ہوتی ہے اس میں

https://www.shiabookspdf.com

جن اُمور کا ہونا حتمی قرار پاتا ہے کہ جس میں بداء نہیں ہوتی ان اُمور پر امضاء ہوتا ہے ان میں اللہ تعالیٰ کو بداء نہیں ہوتی۔

حدیث 17 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: انیس کی رات میں تقدیرات لکھی جاتی ہیں اور اکیس کی رات ان کی تفصیل طے ہوتی ہے اور تیئس کی رات طے شدہ اُمور پر امضاء ہوتا ہے۔

حدیث 18 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن عیسیٰ القماط سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے چچا سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک شب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا: میرے بعد میرے منبر پر بنواُمیہ چڑھ کر لوگوں کو راہِ حق سے زبردستی گمراہ کر رہے ہیں۔ پس آپؐ غم زدہ ومحزون ہوگئے۔ تو حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا وجہ ہے کہ میں آپؐ کو محزون وغم زدہ دیکھ رہا ہوں؟

آپؐ نے فرمایا: اے جبرئیلؑ! میں نے آج شب خواب میں دیکھا ہے کہ بنواُمیہ میرے بعد میرے منبر پر چڑھے ہوئے ہیں اور لوگوں کو زبردستی راہِ حق سے گمراہ کر رہے ہیں۔

جنابِ جبرئیلؑ نے عرض کیا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو برحق مبعوث فرمایا ہے میں اس کے بارے میں نہیں جانتا اور اس کے بعد جنابِ جبرئیلؑ نے آسمان کی طرف پرواز کی اور کچھ ہی دیر بعد واپس آئے اور آپؐ پر قرآن کی یہ آیت نازل کی جس سے آپؐ کو انس حاصل ہوا اور وہ آیت یہ تھی: اَفَرَءَيْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ مَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يُمَتَّعُوْنَ ﴿۲۰۷﴾ (سورۂ شعراء: آیت ۲۰۵ تا ۲۰۷) (تو کیا آپؐ نے دیکھا کہ ہم انھیں برسوں کا سامان زندگی دے رہے ہیں۔ پھر ان پر وہ عذاب آئے گا جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ وہ سامان ان کے کسی کام نہ آئے گا جو انھیں دیا گیا ہے) اور اس کے بعد آپؐ پر سورۂ قدر کو نازل کیا گیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے شب قدر کو اپنے نبیؐ کے لیے قرار دیا کہ جو ایک رات بنواُمیہ کے ہزار مہینوں کی حکومت سے افضل وبہتر ہے۔

حدیث 19 الکافی جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوجمیلہ سے نقل کیا ہے اور انھوں

https://www.shiabookspdf.com

نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سال کی ابتداء بھی شب قدر سے ہے اور اختتام بھی شب قدر پر ہوتا ہے۔

حدیث 20 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زیاد بن ابی حلال سے نقل کیا اور ایک بندے کے واسطے سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ماہِ مبارک رمضان کی انیس کی رات تقدیرات کی رات ہے اور اکیس کی رات قضا و فیصلے کی رات ہے اور تیئس کی رات آیندہ آنے والی شب قدر تک پورے سال میں جو کچھ ہونا ہے اس پر امضاء کی رات ہے۔ وہ جو چاہے گا وہ اپنی مخلوق میں کرے گا۔

حدیث 21 الکافی، جلد سوم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن اذینہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب معراج کی آسمانوں میں نماز کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی طرف وحی فرمائی: اے محمدؐ! آپؐ اپنے ربّ کی نسبت سے رکعت اوّل میں سورۂ حمد پڑھو اور پھر اپنے ربّ کی نسبت سے سورۂ اخلاص پڑھو اور پھر وحی فرمائی کہ دوسری رکعت میں ایسے ہی سورۂ حمد پڑھو اور پھر اپنی اور اپنی اہل بیتؑ کی نسبت سے قیامت تک کے لیے سورۂ قدر کی تلاوت کرو۔

حدیث 22 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝۳ کے ذیل میں فرمایا: بنواُمیہ کی حکومت سے افضل و خیر ہے اور اس آیت: تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ کے ذیل میں فرمایا: ان کے ربّ کے ہاں سے فرشتے و روح ہر امر کی سلامتی لے کر محمدؐ و آلِ محمدؐ پر نازل ہوتے ہیں۔

حدیث 23 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابویحییٰ الصنعانی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میرے والد امام محمد الباقر علیہ السلام نے مجھے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام نے سورۂ قدر کی تلاوت کی۔ آپؑ کے پاس جناب الحسن والحسین علیہما السلام موجود تھے۔

https://www.shiabookspdf.com

حضرت امام حسین علیہ السلام نے عرض کیا: اے بابا جانؑ! آپؑ نے سورۂ قدر کو پڑھا ہے گویا اس سورہ میں آپؑ کے لیے بڑی حلاوت و شیرینی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے فرزند رسولؐ اور میرے بیٹے! اس کے بارے میں جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ جب یہ سورہ نازل ہوئی تو آپؑ کے نانا نے مجھے بلایا اور پھر اس سورہ کی تلاوت فرمائی اور پھر میرے دائیں کندھے پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے میرے بھائی! میرے وصی، میری اُمت پر میرے بعد ولی، میرے دشمنوں سے لڑنے والے قیامت تک یہ سورہ میرے بعد آپؑ کے لیے اور آپؑ کے بعد آپؑ کے اوصیاء کے لیے ہے۔ ملائکہ میں سے میرے بھائی حضرت جبرئیلؑ پورا سال میری اُمت میں ہونے والے حوادث کو میرے لیے بیان کرتا ہے اور اس کے لیے ایک نُور ہے جو آپؑ کے اور آپؑ کے اوصیاء کے دلوں میں طلوعِ فجر قائمؑ تک روشن رہے گا۔

حدیث 24 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝۳ (ایک ہزار ماہ سے افضل ہے) کے ذیل میں فرمایا: بنواُمیہ کی سلطنت کے ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ لیلۃ القدر سے مراد امام عادل بنواُمیہ کی ہزار ماہ کی حکومت سے افضل ہے اور اس آیت: تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ کے ذیل میں فرمایا: اپنے ربّ کے ہاں سے محمدؐ و آلِ محمدؐ، ملائکہ اور روح ہر امر کی سلامتی کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔

حدیث 25 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب زرارہ سے اور انھوں نے جناب حمران سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس چیز کے بارے میں سوال کیا جس کے بارے میں شب قدر میں فیصلہ ہوتا ہے۔ کیا وہ وہ ہے جس کو شب قدر میں اللہ تعالیٰ مقدر کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کو خداوند متعال کی قدرت سے متصف نہیں کیا جاسکتا۔ آگاہ ہوجاؤ کہ اس نے فرمایا ہے: يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝۴ (سورۂ دخان) اس میں ہر حکیمانہ کام کا فیصلہ ہوتا ہے۔ پھر حکیمانہ کام وہی ہوسکتا ہے جس کا فیصلہ ہوگیا ہے۔ اس کو اللہ کی تقدیر کے ساتھ متصف نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ جو چاہتا ہے اس کو ایجاد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول: خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝۳ سے مراد حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام ہیں جو ہزار ماہ سے افضل

https://www.shiabookspdf.com

ہیں اور اس آیت: تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا کے ذیل میں فرمایا: اس آیت میں ملائکہ سے مراد مومنین ہیں جو علوم آلِ محمدؐ کو حاصل کرنے والے ہیں اور "الروح" سے مراد روح القدس ہے اور روح القدس جنابِ فاطمہؑ ہیں اور اس آیت مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ھِیَ کے ذیل میں فرمایا: ہر امر کو اللہ تعالیٰ مہدیؑ کے ظہور تک سلامت رکھے گا۔

حدیث 26 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب شیخ ابوجعفر طوسی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا، انھوں نے اپنی الرجال میں جناب عجلان بن السکونی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: علیؑ و فاطمہؑ کا گھر رسولِ خداؐ کا حجرہ ہے اور ان کے گھر کی چھت اللہ ربّ العالمین کا عرش ہے اور ان کے گھر کے وسط میں ایک شگاف ہے جو عرش کہ جو وحی کا محل عروج ہے اس کی طرف کھلتا ہے اور ملائکہ وحی لے کر صبح و شام ہر وقت اور ہر لحہ ان پر نازل ہوتے ہیں اور فوج در فوج نازل ہوتے ہیں۔ یہ سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔ ایک گروہ آتا ہے تو دوسرا گروہ واپس جا رہا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے لیے آسمانوں سے کشف پردہ کیا یہاں تک کہ انھوں نے اللہ کے عرش کو دیکھا۔ اللہ نے ان کی قوتِ بصارت میں اضافہ کیا تو انھوں نے عرش کو دیکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے محمدؐ و علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کی قوتِ بصارت میں بھی اضافہ کیا تو انھوں نے عرش کو دیکھا اور انھوں نے اپنے گھر کی چھت کے علاوہ عرش کو نہیں دیکھا یعنی ان کے گھر کی چھت ہی عرش تھا۔ پس ان کے گھر کی چھت رحمٰن کا عرش تھا جو ملائکہ اور روح کے عروج کا محل ہے۔ ملائکہ اور روح اس گھر میں اپنے ربّ کے اذن کے ساتھ ہر امر کی سلامتی کے ساتھ نازل ہوتے ہیں۔

راوی: میں نے عرض کیا: مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ھِیَ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہر امر کے ساتھ۔

راوی: میں نے عرض کیا: کیا یہ تنزیل قرآن ہے؟ یعنی قرآن كُلِّ اَمْرٍ نازل ہوا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

حدیث 27 تاویل الآیات میں جناب ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل ہوا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: یا رسولؐ اللہ! کیا شب قدر انبیاء علیہم السلام کے زمانے میں ہوتی ہے اور ان پر ملائکہ

https://www.shiabookspdf.com

ہر امر کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور جب نبیؐ نہیں ہوں گے تو کیا شب قدر نہیں ہوگی؟

آپؐ نے فرمایا: نہیں بلکہ شب قدر قیامت تک جاری رہے گی۔

حدیث 28 تاویل الآیات میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جب شب قدر ہوتی ہے تو وہ ملائکہ کہ جن کا مسکن سدرۃ المنتہیٰ ہوتا ہے وہ نازل ہوتے ہیں اور ان میں سے حضرت جبرئیلؑ بھی ہیں جن کے پاس پرچم ہوتے ہیں۔ پس وہ ان میں سے ایک پرچم میری قبر پر نصب کرتے ہیں اور ایک پرچم مسجد الحرام پر نصب کرتے ہیں اور ایک پرچم بیت المقدس پر نصب کرتے ہیں اور ایک پرچم کوہِ طورِ سینا پر نصب کرتے ہیں اور کسی مومن مرد یا عورت کو گزرنے کی اجازت نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ اس کو سلام کر کے گزرے سوائے اس بندے کے جو شراب خور ہو اور خنزیر کا گوشت زعفران کے ساتھ پکا کر کھاتا ہے۔ یہ وارد ہوا ہے کہ وہ شب قدر وہی شب مبارک ہے جس میں ہر حکیمانہ امر کی تفصیل کی جاتی ہے۔

حدیث 29 سنن ترمذی میں جناب علامہ الترمذی نے ذکر کیا ہے کہ جب امام حسن علیہ السلام نے معاویہ سے صلح کر لی اور حکومت معاویہ کے سپرد کر دی تو ایک بندہ امام حسن علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے یوں کہا: آپؑ نے مومنین کو ذلیل کر دیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے بندۂ خدا! تم مجھے اذیت نہ دو، خدا تجھ پر رحم فرمائے۔ رسولِ خداؐ نے خواب میں دیکھا کہ بنواُمیہ میرے بعد میرے منبر پر چڑھے ہوئے ہیں تو آپؐ اس کی وجہ سے پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ ۝۱ کوثر جنت میں ایک نہر ہے۔ پھر یہ سورۂ قدر نازل ہوئی کہ ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور آپؐ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۙ خَيۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ ۝۳ شب قدر بنواُمیہ کی ایک ہزار ماہ کی حکومت و سلطنت سے افضل و بہتر ہے۔ جناب قاسم بیان کرتے ہیں کہ ہم نے بنواُمیہ کی حکومت کا حساب کیا تو وہ پورے ایک ہزار ماہ کی تھی نہ کم اور نہ زیادہ۔

حدیث 30 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے سورۂ قدر کے معانی کو ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا: اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِىۡ لَيۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۝۱ وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا لَيۡلَةُ الۡقَدۡرِ ۝۲ (ہم نے اس قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور آپؐ کو کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟) کے ذیل میں لکھا ہے کہ پہلی مرتبہ پورا قرآن شب قدر میں بیت معمور

https://www.shiabookspdf.com

کی طرف نازل ہوا تھا اور پھر وہاں سے تیئس سال کی مدت میں رسولؐ خدا پر نازل ہوا اور شب قدر وہ رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ اموات، رزق اور ہر امر جو اس سال میں واقع ہونا ہے خواہ کسی نے مرنا ہے یا کسی کو زندگی ملنی ہے خواہ خیر ہو یا شر ہو، خواہ خشک سالی ہو یا سرسبزی ہو، وہ سب اس رات میں مقدر ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۙ۴ کہ جس میں آنے والے سال تا شب قدر تمام اُمور کی تفصیلات طے ہوتی ہیں اور اس آیت تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا کے ذیل میں لکھا ہے کہ ملائکہ اور روح القدس زمانے کے امامؑ پر نازل ہوتے ہیں اور جو اُمور انھوں نے لکھے ہوتے ہیں وہ وقت کے امامؑ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۳ کے ذیل میں لکھا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ بندر میرے منبر پر سوار ہیں جس کی وجہ سے آپؐ غم زدہ ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ نازل فرمائی کہ بنواُمیہ کی ہزار ماہ کی حکومت سے شب قدر افضل ہے۔ ان میں شب قدر نہیں۔

اور مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۙ۵ سَلٰمٌ ۛ کے ذیل میں فرمایا: امامؑ کے لیے ملائکہ کا تحیہ وسلام ہے اور یہ طلوعِ فجر تک جاری رہتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا گیا: کیا آپؑ اس شب کو جانتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کیوں نہیں ہم نہیں جانیں گے؟ جب کہ اس رات ملائکہ ہمارا طواف کرتے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ البینۃ

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۂ طلاق کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کل آٹھ آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبکر الحضرمی سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ بینہ کی تلاوت کرے گا وہ مشرکین سے بری ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو دین محمدؐ میں داخل کرے گا اور قیامت کے دن اس کو اللہ مومن محشور فرمائے گا اور اس کا حساب بھی بہت کم ہوگا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورہ بینہ کی تلاوت کرے گا وہ قیامت کے دن خیر البریۃ کا ساتھی اور رفیق ہوگا اور وہ خیر البریہ حضرت علی علیہ السلام ہیں اور اگر اس سورہ کو کسی برتن میں لکھا جائے اور وہ بندہ جس کو لقوہ ہوگیا ہو وہ اس برتن میں دیکھے تو اس کی آنکھیں لقوہ سے بری ہوجائیں گی یعنی وہ شفاء یاب ہوجائے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اس سورہ کو نرم روٹی پر لکھا جائے اور وہ چور کو کھلائی جائے تو وہ روٹی اس کے گلے میں پھنس جائے گی اور وہ اسی وقت رُسوا ہوجائے گا اور اگر کسی انگوٹھی پر چور کا نام لے کر پڑھی جائے گی تو وہ انگوٹھی حرکت میں آجائے گی۔

حدیث 4 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر اس سورہ کو لکھ کر اس بندے کے گلے میں ڈال دی جائے جسے یرقان ہو تو اس کا یرقان ختم ہوجائے گا۔ نیز آپؑ

https://www.shiabookspdf.com

نے فرمایا: اگر اس کے تعویذ کو سفید موتیا والے شخص یا برص والے بیمار پر باندھ دیا جائے تو وہ حکمِ خدا سے شفاء یاب ہوں گے اور اس کا پانی اس کو پلایا جائے تو بھی وہ شفاء یاب ہوں گے اور اس کا پانی اگر حاملہ عورت کو پلایا جائے تو اس کے لیے بھی فائدہ مند ہوگا۔ اور کھانے پر پڑھی جائے تو کھانے کی آفت سے محفوظ رہے گا۔ اور اگر اس سورہ کو ورم پر لکھا جائے تو اللہ کی قدرت سے وہ سارے ورم زائل ہو جائیں گے۔



maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ﴿۱﴾ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ﴿۲﴾ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ؕ﴿۳﴾ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ؕ﴿۴﴾ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ؕ﴿۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ؕ﴿۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ؕ﴿۷﴾ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ ۚ﴿۸﴾

[ترجمہ] اہل کتاب اور مشرکین میں سے جو کافر تھے وہ باز آنے والے نہ تھے جب تک ان کے پاس واضح دلیل نہ آجائے۔ اللہ کی طرف سے ایک رسولؐ جو انھیں پاک صحیفے پڑھ کر سنائے۔ ان صحیفوں میں محکم تحریریں درج ہیں۔ اور جن کو کتاب دی گئی تھی وہ واضح دلیل آنے کے بعد متفرق ہوگئے حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ یکسو ہوکر دین کو اس کے لیے خالص رکھتے ہوئے صرف اللہ کی عبادت کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ اور یہ ہی مستحکم دین ہے۔ اہل کتاب اور مشرکین میں

http://www.shiabooksndf.com

سے جو کافر ہوں گے وہ یقیناً جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے وہ بدترین خلائق میں سے ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے وہ یقیناً بہترین خلائق میں سے ہیں۔ ان کا صلہ ان کے ربّ کے پاس دائمی رہنے والی جنّت ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جن میں وہ ابد تک رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ یہ سب کچھ اپنے ربّ کے خوف رکھنے کی وجہ سے ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب جابر بن یزید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ کے ذیل میں فرمایا: اس كَفَرُوا سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہمارے شیعوں کی تکذیب کرتے ہیں اور کتاب سے مراد آیات ہیں اور اہل کتاب سے مراد ہمارے شیعہ ہیں۔ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ سے مراد مرجمہ فرقہ ہے جنھوں نے حق سے رجوع کرلیا ہے۔

حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ① کے ذیل میں فرمایا: مراد ہے کہ حق ان کے لیے واضح و روشن ہوجائے گا۔ رَسُولٌ مِّنَ اللّٰهِ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ يَتْلُوا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ② یعنی ایسے پاک صحیفے کہ جو بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا کے بعد اولی الامر ائمہ ہدیٰ علیہم السلام ہیں اور یہ ہی پاک صحیفے ہیں۔ فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ③ مراد ہے کہ ائمہؑ ہی حق مبین ہیں۔ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتٰبَ (وہ حق آنے کے بعد کس طرح متفرق ہوجاتے ہیں) مراد ہے وہ لوگ جو شیعوں کی تکذیب کرنے والے ہیں جب ان کے سامنے حق واضح و روشن ہوجاتا ہے تو وہ حق سے منہ موڑ کر چلے جاتے ہیں۔ وَمَا أُمِرُوا ان سب لوگوں کو حکم نہیں دیا گیا مگر یہ کہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے لیے دین کو خالص قرار دیں۔

الاخلاص سے مراد ہے اللہ اور رسولؐ اور ائمہؑ پر ایمان لے آئیں۔ وَيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ کے ذیل میں فرمایا: نماز سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام ہیں (جس کے پاس علی نہیں اس کی کوئی نماز نہیں)۔ ذٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ⑤ مراد حضرت فاطمہ علیہا السلام ہیں یہ ہی محکم دین ہے (گویا حضرت فاطمہؑ کا دشمن دین کا دشمن ہے)۔

https://www.shiabookspdf.com

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا کے ذیل میں فرمایا: وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسولؐ اور اُولی الامر پر ایمان لائے اور جو وہ حکم دیں اس میں ان کی اطاعت کی۔ یہ ہی ایمان ہے اور یہ ہی عمل صالح ہے۔

رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط کے ذیل میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ دُنیا و آخرت میں مومن سے راضی ہے۔ مومن اگرچہ اللہ سے راضی ہوتا ہے لیکن دُنیا میں جو اس نے مصائب برداشت کیے ہوتے ہیں ان کی وجہ سے اس کے دل میں کچھ ناراحتی پائی جاتی ہے لیکن جب وہ آخرت میں اللہ کی طرف سے ملنے والے ثواب کو دیکھے گا تو پھر وہ اللہ سے اس طرح راضی ہوجائے گا جس طرح راضی ہونے کا حق ہے اور اسی کو اللہ بیان کرتا ہے: رَضُوْا عَنْهُ اور یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو اللہ کی اطاعت کریں گے۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: ذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ ۚ کے ذیل میں فرمایا: یہ وہ دین ہے جو قائمؑ کا دین ہے۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب یزید بن شراحیل جو امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کا کاتب تھا، اس سے نقل کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ اقدس میرے سینے کے ساتھ تھا اور عائشہ بی بی میرے کانوں کے قریب ہوئی تاکہ جو رسولؐ خدا فرمائیں وہ سُن لیں۔

آپؑ نے فرمایا: اے میرے بھائی! کیا تُو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ اللہ فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۚ (تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال بجا لائے یہی وہ لوگ ہیں جو خیر الخلائق ہیں)۔ ان سے مراد آپؑ اور آپؑ کے شیعہ ہیں۔

پھر فرمایا: میرا اور آپؑ کا وعدہ حوضِ کوثر ہے۔ جب اُمتیں وارد ہوں گی اُس وقت تم چمکتے چہروں کے ساتھ سیراب شدہ بلائے جاؤ گے۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب یعقوب بن یزید سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کی کتاب میں یہ لکھا ہوا پایا ہے کہ تحقیق حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے

https://www.shiabookspdf.com

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۝

پھر آپؐ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے علیؑ! یہ آپؑ اور آپؑ کے شیعہ ہیں جو خیر البریہ ہیں۔ آپؑ کا اور ان کا وعدہ گاہ حوض ہوگا جس پر وہ چمکتے ہوئے چہروں کے ساتھ سیراب شدہ آئیں گے۔

جناب یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہی حدیث امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی تو آپؑ نے فرمایا: ہاں یہ حدیث ہمارے پاس حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں موجود ہے۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوحمزہ الثمالی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے جناب جابر بن عبداللہ الانصاریؓ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں جناب فاطمہؑ سے فرمایا تھا:

اے میری بیٹی! میرے ماں باپ آپؑ پر قربان ہو جائیں کسی کو اپنے شوہر کی طرف روانہ کر اور اس کو بلاؤ۔ پس بی بیؑ نے اپنے بیٹے امام حسنؑ سے فرمایا: اپنے باباؐ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ نانا جانؐ نے آپؑ کو بلایا ہے۔ پس جنابِ حسنؑ اپنے باباؐ کی طرف گئے اور ان کو بلایا تو امیر المومنین علیؑ آئے اور رسولِ خداؐ کے پاس بیٹھ گئے۔ جنابِ فاطمہ زہراؑ بھی آپؐ کے پاس موجود تھیں۔ آپؑ نے عرض کیا: بابا جانؐ! آپؐ کی مصیبت سے بڑی کوئی مصیبت نہیں ہے۔

رسولِ خداؐ نے فرمایا: اے فاطمہؑ! تیرے باباؐ پر آج کے دن کے بعد کوئی کرب و مصیبت نہیں ہوگی۔

اے فاطمہؑ! سزاوار نہیں ہے کسی نبیؐ پر کہ وہ اپنا گریبان چاک کرے اور اپنے منہ پر طمانچے مارے اور واویلا کرے۔ اے فاطمہؑ! تو بھی میرے بعد وہی کلمات کہنا جو آپؑ کے باباؐ نے اپنے بیٹے ابراہیمؑ کی وفات کے وقت کہے تھے کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور دل غم زدہ تھا، اور ہم ایسے ایسے کلمات زبان سے جاری نہیں کرتے جو خدا کی ناراضگی کا موجب بنیں۔ اے ابراہیمؑ! میں آپؑ کی وجہ سے غم زدہ ہوں اگر ابراہیمؑ زندہ رہتا تو نبیؐ ہوتا۔

پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! میرے قریب آؤ۔ پس حضرت علیؑ قریب ہوئے اور فرمایا: اے علیؑ! اپنا کان میرے منہ کے قریب کرو۔ پس حضرت علیؑ نے ایسے ہی کیا کہ کان منہ کے ساتھ لگا دیا۔ پھر

https://www.shiabookspdf.com

رسولؐ خدا نے فرمایا: اے میرے بھائی! کیا آپؑ نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۝

حضرت علیؑ نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسولؐ اللہ! میں نے یہ قولِ خدا آپؐ سے سنا ہے۔

پھر رسولؐ خدا نے فرمایا: اے علیؑ! ان لوگوں سے مراد آپؑ اور آپؑ کے شیعہ ہیں جو قیامت کے دن چمکتے ہوئے چہروں کے ساتھ سیراب اور سیر شدہ آئیں گے۔

پھر فرمایا: کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ۝ (تحقیق اہل کتاب اور مشرکین میں جنھوں نے کفر کیا، وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے اور وہ بدترین مخلوق ہیں)۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسولؐ اللہ! میں نے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! یہ کفر کرنے والے آپؑ کے دشمن اور ان کی پیروی کرنے والے ہوں گے جو قیامت کے دن سیاہ چہروں کے ساتھ محشور ہوں گے اور بھوکے اور پیاسے ہوں گے۔ وہ بدبخت ترین کفار و منافقین ہوں گے۔ پہلی آیت آپؑ اور آپؑ کے شیعوں کے لیے ہے اور یہ آیت آپؑ کے دشمنوں اور ان کے پیروکاروں کے لیے ہے۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب معاویہ بن عبداللہ بن ابی رافع سے نقل کیا۔ انھوں نے اپنے والد سے اپنے دادا ابورافع سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے شوریٰ کے دن اہل شوریٰ سے فرمایا: میں تم سب کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں: کیا تم جانتے نہیں ہو کہ ایک دن تم سب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں تمھارے پاس آیا تھا تو رسولؐ خدا نے فرمایا تھا: یہ میرا بھائی تمھارے پاس آیا ہے۔ پھر آپؐ کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: مجھے ربِّ کعبہ کی قسم! تحقیق یہ اور اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے اور پھر آپؐ تمھاری طرف متوجہ ہوئے اور آپؐ نے فرمایا: یہ تم میں سب سے پہلے ایمان لانے والا، اور اللہ کے حکم کے ساتھ تم سے زیادہ قیام کرنے والا (اطاعت کرنے والا) اور اللہ کے عہد کو تم سے زیادہ پورا کرنے والا اور حکمِ خدا کے مطابق تم سب سے زیادہ قضاوت وفیصلہ کرنے والا اور رعایا میں تم سب سے زیادہ عادل اور تم سب سے زیادہ برابر تقسیم کرنے والا اور اللہ کے ہاں سب سے زیادہ عظیم

https://www.shiabookspdf.com

مرتبہ و مقام رکھنے والا یہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۝

پھر رسولؐ خدا نے تکبیر بلند کی اور تم سب نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کیا اور پھر تم سب نے مجھے مبارک دی۔ کیا تم یہ سب جانتے ہو کہ جیسے میں نے ذکر کیا ہے ویسے ہی تھا؟

سب نے عرض کیا: اللہ گواہ ہے کہ ایسے ہی تھا۔

حدیث 7 امالی میں جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام علی بن حسین علیہ السلام کے غلام جناب یعقوب بن میثم التمار سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میں آپؑ پر قربان اے فرزند رسولؐ! میں نے اپنے والد کی کتاب میں یہ حدیث لکھی ہوئی پائی ہے کہ حضرت علیؑ نے میرے والد میثم سے فرمایا: اے میثم! آلِ محمدؐ کے دوست و محب سے محبت کرو خواہ وہ فاسق و زانی ہی کیوں نہ ہو۔ آلِ محمدؐ کے دشمن سے دشمنی رکھو خواہ وہ نمازی اور روزہ دار ہی کیوں نہ ہو۔

آپؑ نے فرمایا: میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۝

پھر آپؐ حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: خدا کی قسم! اے علیؑ! یہ لوگ آپؑ کے شیعہ ہوں گے۔ آپؑ کا اور ان کا وعدہ گاہ حوضِ کوثر ہوگا جہاں یہ چمکتے ہوئے چہروں کے ساتھ وارد ہوں گے اور سیراب ہوں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: ایسے ہی حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

حدیث 8 امالی میں جناب الشیخ نے جناب ابوالزبیر جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں موجود تھے کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ تشریف لائے تو رسولؐ خدا نے فرمایا: میرا بھائی تمہارے پاس آرہا ہے۔ پھر آپؐ بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنا ہاتھ اس پر مارا اور فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ تحقیق یہ اور اس کے شیعہ قیامت کے دن کامیاب ہوں گے۔ پھر فرمایا: یقیناً یہ تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور تم سب سے زیادہ اللہ کے عہد کو پورا کرنے والا اور تم سب سے زیادہ اللہ کے حکم کے ساتھ قیام کرنے والا، اور رعایا میں تم سب

https://www.shiabookspdf.com

سے زیادہ عادل اور تم سب سے زیادہ برابر تقسیم کرنے والا اور تم سب سے زیادہ اللہ کے ہاں عظیم مقام و مرتبہ اور شان والا ہے۔

پھر یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۝

اس کے بعد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے پاس جب بھی حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے تو وہ کہتے خیر البریہ آیا ہے۔

حدیث 9 امالی میں جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یحییٰ بن العلا الرازی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم المومنین اُم سلمہؓ کے گھر تشریف فرما تھے کہ آپؐ کی خدمت میں حضرت علیؑ آئے۔ جب آپؐ نے حضرت علیؑ کو دیکھا تو فرمایا:

اے علیؑ! آپؑ کی اس وقت کیا حالت ہوگی جب ساری اقوام کو جمع کیا جائے گا اور میزان نصب ہوگا اور تمام خلقِ خدا، خدا کی بارگاہ میں پیش ہوگی اور تمام لوگوں کو اس کی طرف بلایا جائے گا جو حتمی و ضروری ہوگا (حساب کے لیے بلایا جائے گا)۔ پس حضرت علی علیہ السلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: اے علیؑ! آپؑ رو کیوں رہے ہو؟ خدا کی قسم! آپؑ کو اور آپؑ کے شیعوں کو جب بلایا جائے گا تو وہ چمکتے اور روشن چہروں کے ساتھ آئیں گے۔ آپؑ خود سیراب ہوں گے اور سیراب کرنے والے ہوں۔ تمھارے چہرے روشن ہوں گے اور جب آپؑ کے دشمنوں کو بلایا جائے گا تو ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ اشقیاء اور عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

کیا آپؑ نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۝ ان سے مراد آپؑ اور آپؑ کے شیعہ ہوں گے اور اللہ کے اس قول: ..... اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ۝ یہ بدترین لوگ آپؑ کے دشمن اور ان کے پیروکار ہوں گے۔

حدیث 10 کتاب الاربعین میں حدیث نمبر ۲۸ جناب جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل ہوئی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں موجود تھے۔ پس حضرت علیؑ ابن ابی طالبؑ ہماری طرف آئے تو رسولؐ خدا نے فرمایا: تمھارے پاس میرا بھائی آرہا ہے اور اس کے بعد وہی گذشتہ حدیث ذکر

https://www.shiabookspdf.com

ہوئی ہے جو امالی میں جناب شیخ نے نقل کی ہے۔

حدیث 11 روضۃ الواعظین میں جناب ابن الفارسی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۝ کے ذیل میں حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علیؑ! اس سے آپؑ اور آپؑ کے شیعہ مراد ہیں۔

حدیث 12 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب ابوبکر الحضرمی سے اور انھوں نے جناب الشعبی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھے ایسی چیز کی تعلیم دیں جس کے ذریعے اللہ مجھے فائدہ دے۔

آپؐ نے فرمایا: تم پر نیکی کرنا واجب ہے۔ یہ نیکی و معروف تجھے دُنیا اور آخرت دونوں جگہ فائدہ دے گی۔

اس دوران حضرت علیؑ آئے اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! حضرت فاطمہؑ نے آپؐ کو بلایا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: اچھا۔

اس شخص نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ کون ہے؟

آپؐ نے فرمایا: یہ وہ ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۝

حدیث 13 مناقب میں جناب ابن عباسؓ اور ابو برزہ اور ابن شراحیل اور امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے بات کا خود آغاز کرتے ہوئے فرمایا: اے علیؑ! اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۝ سے مراد آپؑ اور آپؑ کے شیعہ ہیں۔ میرا اور تمھارا وعدہ گاہ حوض ہے۔ جب محشر کے دن لوگوں کو محشور کیا جائے گا تو آپؑ اور آپؑ کے شیعہ سیر و سیراب ہو کر آئیں گے اور روشن چہروں کے ساتھ آئیں گے۔ ایک اور حدیث میں آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! آپؑ خیر البریہ ہیں، تمام خلائق سے افضل اور آپؑ کے شیعہ روشن چہروں والے ہیں۔

حدیث 14 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب ابراہیم الاصفہانی سے نقل کیا ہے، انھوں نے اپنی کتاب: وہ آیات جو قرآن میں حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اس میں جناب شریک بن عبداللہ

https://www.shiabookspdf.com

سے اور انھوں نے جناب ابواسحاق سے اور انھوں نے جناب الحارث سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: ہم اہل بیتؑ پر لوگوں کا قیاس نہ کرو۔ تو ایک شخص آپؑ کی محفل سے اُٹھا اور ابن عباسؓ کے پاس آیا اور ان کو حضرت علیؑ کی بات کے بارے میں بتایا تو جناب ابن عباسؓ نے فرمایا: حضرت علیؑ نے سچ فرمایا ہے۔ ان کا قیاس لوگوں پر نہ کرو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۝

حدیث 15 مناقب میں جناب ابن شہرآشوب نے جناب ابوبکر الشیرازی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنی کتاب: ''نزول قرآن فی شان امیر المومنینؑ'' میں جناب ابن انس سے اور انھوں نے جناب حمید سے اور انھوں نے جناب انس بن مالک سے نقل کیا ہے۔ انھوں نے اس آیت: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا کے ذیل میں فرمایا: یہ آیت حضرت علیؑ کے بارے میں ہے۔ علیؑ وہ ہیں جنھوں نے سب لوگوں سے پہلے رسولؐ خدا کی تصدیق کی اور عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے ذیل میں فرمایا: علیؑ وہ ہیں جنھوں نے اپنے فرائض کو ادا کیا۔ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۝ کے ذیل میں فرمایا: رسولؐ خدا کے بعد علیؑ ہی سب سے افضل خلیفہ ہیں۔

حدیث 16 مناقب میں جناب ابن شہرآشوب نے جناب الاعمش سے اور انھوں نے جناب الخذری سے اور جناب خطیب الخوارزمی نے جناب جابر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسولؐ خدا نے فرمایا: علیؑ خیر البریہ ہے اور جناب جابرؓ کی روایت ہے کہ اس کے بعد اصحاب کی عادت بن گئی کہ جب حضرت علیؑ آتے تو اصحاب کہتے: وہ خیر البریہ آیا ہے۔

حدیث 17 مناقب میں جناب ابن شہرآشوب نے ذکر کیا ہے کہ مخالفین میں سے جناب موفق بن احمد نے اپنی کتاب ''المناقب'' میں نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب یزید بن شراحیل کہ جو حضرت علی علیہ السلام کا کاتب تھا اس سے نقل کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مجھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمایا جب آپؐ سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! کیا آپؑ نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۝ اس ھُمْ سے آپؑ اور آپؑ کے شیعہ مراد ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر فرمایا: میرا اور تمھارا وعدہ گاہ حوض ہے۔ جب ساری اُمتوں کو لایا جائے گا تو اس وقت تمھیں پکارا جائے گا۔ تمھارے چہرے روشن ہوں گے۔

حدیث 18 تفسیر القمی میں جناب الحبری نے اپنی سند کے ساتھ جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: یہ آیت اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۝۷ علیؑ اور ان کے شیعوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حدیث 19 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس سورہ کے معانی بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ لَمْ یَكُنِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سے مراد قریش ہیں۔ الْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ سے مراد ہے: کافر و مشرک کہتے تھے کہ جب تک کوئی ان کے لیے کوئی واضح و روشن دلیل نہ آجائے وہ اپنا دین چھوڑنے والے نہیں ہیں۔

حدیث 20 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اَلْبَیِّنَةُ سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

حدیث 21 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَیِّنَةُ۝۴ (اور جن کو کتاب دی گئی تھی وہ روشن دلیل آنے کے بعد متفرق ہوں گے) کے ذیل میں لکھا ہے: جب ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن جیسی روشن دلیل لے کر آئے تو انھوں نے آپؐ کی مخالفت کی اور متفرق ہوگئے۔ حُنَفَآءَ مراد ہے کہ جو اللہ کے لیے پاک ہونے والے ہیں۔ وَذٰلِكَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ۝۵ مراد محکم و مستحکم دین ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ کے ذیل میں لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب ان اہل کتاب اور مشرکوں کے پاس قرآن آیا تو وہ مرتد ہوگئے اور انھوں نے کفر کیا اور امیر المومنین علی علیہ السلام کی نافرمانی کی اور یہ لوگ بہت بُرے اور بدترین مخلوق ہیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ۝۷ کے ذیل میں فرمایا: مراد ہے کہ یہ لوگ ساری مخلوق سے افضل و خیر ہیں اور جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ط کے ذیل میں فرمایا: بیان کرنے والے ان کی جزاء کو بیان نہیں کرسکتے کہ جنات عدن میں ان کے لیے کیا کیا خیر ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط کے ذیل میں فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کی وجہ سے ان پر راضی ہوگا اور وہ اللہ کی طرف سے ملنے والے اجر وثواب کی وجہ سے اللہ پر راضی ہوں گے۔ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ۝ یعنی یہ ان کے لیے ہے کہ یہ اپنے ربّ کے خوف سے اپنے آپ کو اللہ کی نافرمانی سے بچاتے تھے۔

حدیث 22 محاسن میں جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی نے جناب جابر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام جعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۝ کے ذیل میں فرمایا: اس سے ہم اہل بیتؑ کے شیعہ مراد ہیں۔

حدیث 23 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یزید بن شراحیل جو حضرت علی علیہ السلام کا کاتب تھا، اس سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض الموت میں میرے سینے سے لگے ہوئے تھے، اس وقت آپؐ نے فرمایا تھا: اے علیؑ! کیا تُو نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا: اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۝ پھر فرمایا: وہ آپؐ کے شیعہ ہیں۔ میرا اور تمھارا وعدہ گاہ حوض ہے۔ جب ساری اُمتوں کو جمع کیا جائے گا اس وقت تمھارے چہرے روشن ہوں گے۔

حدیث 24 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن عباسؓ کے اس قول: اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۝ کے بارے میں فرمایا: یہ آیت حضرت علی علیہ السلام اور آپؑ کی اہل بیتؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الزلزال

یہ سورہ مدنی ہے اور یہ سورۃ النساء کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کل آٹھ آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سورۃ الزلزال کی تلاوت سے کبھی نہ تھکنا، کیونکہ جو بندہ اپنی نوافل نمازوں میں اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ ہرگز زلزلہ میں گرفتار نہ ہوگا اور نہ ہی اس کی وجہ سے وہ مرے گا اور مرتے دم تک وہ صاعقہ اور دُنیاوی آفات سے محفوظ رہے گا۔ اور جب اس کے پاس اللہ کی طرف سے موت کا فرشتہ آئے گا تو اس سے قبل اللہ کی طرف سے ایک کریم اور مہربان فرشتہ اس کے پاس آئے گا جو اس کے سرہانے بیٹھے گا۔ پھر وہ ملک الموت سے کہے گا: اس ولی خدا کے ساتھ نرمی کرنا کیونکہ یہ بہت زیادہ مجھے یاد کرتا تھا اور اس سورۃ کی تلاوت بہت زیادہ کرتا تھا۔ اور یہ سورہ بھی ملک الموت سے بھی ایسے ہی کہے گی تو اس وقت ملک الموت جواب دے گا: میرے ربّ نے بھی مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس بندے کی سنو اور جو یہ کہے اس کی اطاعت کروں اور میں اس وقت تک اس کی روح قبض نہ کروں جب تک یہ خود مجھے حکم نہ دے۔

پس اسی وقت اس ولی خدا کے سامنے سے پردے اُٹھا دیئے جائیں گے جب وہ جنّت میں اپنی منزل و مقام کو دیکھے گا تو وہ مرنے کی خواہش کرے گا اس وقت ملک الموت اس کی روح کی نرمی و آسانی سے قبض کرے گا۔ پھر ستر ہزار فرشتے اس کی روح کو ساتھ لے کر جنّت میں داخل ہوں گے۔

حدیث 2 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن معبد سے اور انھوں نے

https://www.shiabookspdf.com

اپنے والد سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سورۂ زلزال کی تلاوت سے کبھی نہ تھکنا۔ جو بندہ اس سورہ کو اپنی نوافل نمازوں میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے زلزلہ سے دوچار نہیں کرے گا اور وہ اس کی وجہ سے نہیں مرے گا اور موت کے وقت وہ دُنیاوی آفات اور صاقعہ سے محفوظ رہے گا اور موت کے بعد اس کو جنّت میں جانے کا حکم ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے بندے! میں نے اپنی جنّت تیرے لیے مباح و جائز قرار دی ہے۔ پس تو اس میں جہاں چاہے وہاں سکونت اختیار کر۔ تیرے لیے کوئی ممنوع نہیں اور تجھے کسی سے روکا نہیں جائے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا اس کو اس بندے کے برابر اجر وثواب ملے گا جس نے ایک چوتھائی قرآن کی تلاوت کی ہو۔ اور اگر اس سورہ کو نرم روٹی پر لکھا جائے اور پھر وہ چور کو کھلائی جائے تو وہ اس کے حلق میں پھنس جائے گی۔ اور وہ اسی وقت رُسوا ہوجائے گا۔ نیز فرمایا: اگر چور کا نام لے کر انگوٹھی پر پڑھی جائے گی تو وہ انگوٹھی حرکت میں آجائے گی۔

حدیث 4 خواص القرآن میں جناب امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے جو بندہ اس سورہ کو لکھے اور اس کا تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے اور پھر بادشاہ کے پاس جائے جس سے اس کو خوف ہو اور جب اس کے پاس وارد ہو تو بھی اس کی تلاوت کرے تو وہ اس کے شر سے محفوظ رہے گا اور اگر اس کو نئے برتن پر لکھا جائے پھر اس پر لقوہ والا بندہ نظر کرے تو حکمِ خدا سے اس کی وہ بیماری تین دن یا اس سے کم دنوں میں ختم ہوجائے گی۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۙ﴿۱﴾ وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ۙ﴿۲﴾
وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا ۚ﴿۳﴾ یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا ۙ﴿۴﴾ بِاَنَّ رَبَّكَ
اَوۡحٰی لَهَا ؕ﴿۵﴾ یَوۡمَئِذٍ یَّصۡدُرُ النَّاسُ اَشۡتَاتًا ۬ۙ لِّیُرَوۡا اَعۡمَالَهُمۡ ؕ﴿۶﴾
فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ خَیۡرًا یَّرَهٗ ؕ﴿۷﴾ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا
یَّرَهٗ ﴿۸﴾

[ترجمہ] جب زمین اپنی لرزش سے ہلا دی جائے گی اور زمین اپنا بوجھ نکال دے گی اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہوگیا ہے۔ اس دن وہ اپنے حالات بیان کرے گی کیونکہ اس کے ربّ نے اسے اس کا حکم دیا ہے۔ اس دن لوگ گروہ در گروہ ہوکر نکل آئیں گے۔ پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھے گا اور جس نے ذرہ برابر بُرائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔

تفسیر

حدیث 1 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہارون بن خارجہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت فاطمہ زہراء علیہا السلام سے نقل کیا، آپؑ نے فرمایا: خلیفہ اوّل کے دورِ حکومت میں مدینہ میں زلزلہ آگیا۔ پس لوگ ڈر کر حضرت ابوبکر اور عمر کے پاس گئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ وہ دونوں بھی ڈرے ہوئے باہر آئے اور دونوں حضرت علی علیہ السلام کی طرف جارہے ہیں۔ پس لوگوں نے بھی ان کی اتباع کی اور سب لوگ حضرت علی علیہ السلام کے دروازے پر آئے۔ پس حضرت علی علیہ السلام باہر آئے لیکن جو خوف اور اضطراب لوگوں میں تھا وہ حضرت علی علیہ السلام

https://www.shiabookspdf.com

میں نہیں تھا۔ پس آپؑ چلے اور لوگ بھی آپؑ کی اِتباع میں چل پڑے یہاں تک کہ آپؑ ایک ٹیلے پر آئے۔ پھر آپؑ بیٹھ گئے اور لوگ بھی آپؑ کے اردگرد بیٹھ گئے حالانکہ لوگ مدینہ کے دَر و دیواروں کو دیکھ رہے تھے کہ مدینہ کس طرح ہل رہا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: تم سب اس کی وجہ سے گھبرائے ہوئے ہو جو تم دیکھ رہے ہو؟

سب نے جواب دیا: یاعلیؑ! کیسے نہ گھبرائیں ہم نے کبھی ایسا زلزلہ دیکھا ہی نہیں۔ پس امیر المومنین علی علیہ السلام نے اپنے لبوں کو حرکت دی۔ پھر اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور فرمایا: اے زمین! تجھے کیا ہوگیا، سکون اختیار کرو۔ پس اسی وقت زمین سکون میں آگئی۔ لوگوں کو پہلے سے بھی زیادہ تعجب ہوا تو آپؑ نے لوگوں کی طرف دیکھا اور فرمایا: تم میرے اس کام کی وجہ سے تعجب کر رہے ہو؟

لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: میں وہ مرد ہوں جس کے بارے میں اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے: اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝۱ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝۲ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝۳ (جب زمین اپنی لرزش کی وجہ سے ہل جائے گی اور زمین اپنا سارا بوجھ نکال دے گی اور ایک انسان اس سے کہے گا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے) میں ہی وہ انسان ہوں جو زمین سے کہے گا کہ تجھے کیا ہوگیا اور اس دن زمین اپنی ساری خبریں مجھے بیان کردے گی۔

حدیث 2 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب تمیم بن جذیم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ جب ہم بصرہ کی طرف جارہے تھے جب ہم نے پڑاؤ کیا تو زمین میں زلزلہ آگیا۔ پس حضرت علی علیہ السلام نے زمین پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے زمین! تجھے کیا ہوگیا ہے۔ پھر آپؑ نے ہماری طرف دیکھا اور فرمایا: آگاہ ہوجاؤ۔ اگر وہ زلزلہ کہ جس کا ذکر قرآن نے کیا ہے وہ بھی ہوا تو اس وقت بھی میں زمین سے کہوں گا تو زمین میری اطاعت کرے گی۔ لیکن یہ زلزلہ وہ والا نہیں ہے۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب الاصبغ بن نباتہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام بازارِ کوفہ میں چل رہے ہیں اور ہم بھی آپؑ کے ساتھ تھے۔ آپؑ لوگوں کا ناپ تول دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ جب ہم محل کے دروازے پر آئے تو آپؑ نے اپنے قدمِ مبارک سے زمین کو ہلایا

https://www.shiabookspdf.com

تو اس میں زلزلہ پیدا ہوگیا تو آپؑ نے فرمایا: اے زمین! تجھے کیا ہوگیا ہے، سکون اختیار کرو۔

پھر فرمایا: خدا کی قسم! میں ہی وہ انسان ہوں جس کو زمین اپنی ساری خبریں بتائے گی۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب فضل بن زبیر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام رحبہ (کھلے میدان) میں تشریف فرما تھے کہ اچانک زمین میں زلزلہ آگیا۔ تو آپؑ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور فرمایا: آرام کرو۔

پھر فرمایا: اگر یہ زلزلہ قیامت والا ہوتا تو بھی زمین مجھے بتا دیتی کیونکہ میں وہ ہوں جسے زمین اپنی خبریں بتائے گی۔ پھر آپؑ نے ان آیات کی تلاوت فرمائی: اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝۱ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝۲ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝۳ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝۴ بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ۝۵

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب تمیم بن جذیم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت علی علیہ السلام بصرہ کی طرف جارہے تھے تو ہم بھی آپؑ کے ساتھ تھے۔ جب آپؑ نے پڑاؤ کیا تو زمین میں زلزلہ آگیا تو آپؑ نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا اور فرمایا: تجھے کیا ہوگیا ہے۔ پس زمین نے سکون کیا۔ پھر آپؑ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اگر وہ زلزلہ ہوتا جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے تو بھی زمین میری اطاعت کرتی لیکن یہ وہ والا نہیں ہے۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب الحسن بن عبدالرحیم التمار سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ بعض فقہاء کی محفل سے واپس آرہا تھا کہ میرا گزر سلمان الشاذ کوفی کے قریب سے ہوا۔ اس نے مجھے کہا: کہاں سے آرہے ہو؟

میں نے کہا: میں فلاں کی محفل و مجلس سے آرہا ہوں (یعنی جو ایک کتاب رکھتا ہے)۔ اس نے مجھ سے پوچھا: وہاں کیا ذکر ہو رہا تھا؟ میں نے عرض کیا: وہاں حضرت علی علیہ السلام کے بعض فضائل ذکر ہوئے ہیں۔ اس نے مجھے کہا: خدا کی قسم! میں تیرے لیے حضرت علی علیہ السلام کی ایک فضیلت بیان کرتا ہوں۔ اس فضیلت کو مجھے ایک قرشی نے بیان کیا ہے اور اس نے دوسرے قرشی سے یہاں تک چھ افراد نے اس کو ذکر کیا ہے اور مجھے چھٹے قرشی نے بیان کیا ہے۔ پھر اس نے بیان کیا کہ عمر کے دور میں جنت البقیع کی قبور ہلنا شروع ہوگئیں۔ اہل مدینہ اس کی وجہ

https://www.shiabookspdf.com

سے خوفزدہ ہو گئے۔ پس عمر اور دوسرے اصحابِ رسولؐ باہر نکلے تا کہ دُعا کریں تا کہ یہ قبور کا ہلنا بند ہو جائے لیکن یہ ہلنا زیادہ شروع ہو گیا اور یہ وہاں سے تجاوز کرتے ہوئے مدینہ کے دَر و دیواروں تک پہنچ گیا تو مدینہ کے لوگوں نے مدینہ سے نکلنے کا عزم کر لیا۔

اس دوران حضرت عمرؓ نے کہا: ابوالحسنؑ کو میرے پاس بلاؤ۔ پس آپؑ آئے تو عمر نے کہا: اے ابوالحسنؑ! کیا آپؑ دیکھ نہیں رہے کہ بقیع کی قبور کس طرح لرز رہی ہیں یہاں تک کہ ان کا ہلنا مدینہ کے دَر و دیوار تک پہنچ گیا ہے یہاں تک کہ اہل مدینہ نے مدینہ چھوڑنے کا ارادہ کر لیا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: اہل بدر میں سے سو افراد کو میرے پاس جمع کرو۔ جب ان کو جمع کیا گیا تو آپؑ نے اُن میں سے دس کو چُنا۔ پھر آپؑ نے ان دس کو اپنے پیچھے قرار دیا اور ان کے دس کے عقب میں باقی نوے افراد بدری کو قرار دیا لیکن سب مدینہ والے جمع ہو چکے تھے، حتیٰ کہ بیوہ عورتیں اور کنواری بچیاں بھی مدینہ سے باہر آ چکی تھیں۔ پھر حضرت علیؑ نے ابوذر، مقداد، سلمان و عمار رضوان اللہ علیہم کو بھی بلایا تو آپؑ نے فرمایا: تم بھی میرے سامنے آؤ۔ سب بقیع کے وسط میں بیٹھ گئے اور تمام لوگ بھی آپؑ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ پس آپؑ نے اپنے پاؤں سے زمین کو ٹھوکر ماری اور تین دفعہ فرمایا: اے زمین! تجھے کیا ہو گیا ہے؟ پس اسی وقت زمین ساکن ہو گئی۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسولؐ نے سچ فرمایا تھا۔ رسولِ خدا نے مجھے اس کے بارے میں بتایا تھا اور اس دن اور اس وقت کے بارے میں بھی فرمایا تھا اور لوگوں کے اس اجتماع کے بارے میں بھی مجھے خبر دی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا ۝ وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا ۝ وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ انسان کہے گا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے۔ پھر فرمایا: اگر یہ وہ والا زلزلہ ہوتا تو بھی اس سے کہہ دیتا: تجھے کیا ہو گیا اور زمین میرے لیے اپنے سارے بوجھ باہر نکال دے گی۔ پھر حضرت علیؑ بھی چلے گئے اور لوگ بھی چلے گئے اور زمین کا ہلنا بند ہو گیا۔

حدیث 7 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس سورہ کے معانی ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۝ کے ذیل میں لکھا ہے: وہ انسان جو زمین سے کہے گا: وہ امیر المومنین علیؑ ہیں۔ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ اس دن زمین آپؑ کو اپنی ساری خبریں بتائے گی۔ اَشْتَاتًا یعنی لوگ مختلف

https://www.shiabookspdf.com

گروہوں میں آئیں گے: مومنین، منافقین اور کافرین۔ لِّيُرَوْا اَعْمَالَهُمْ مراد ہے کہ وہ سارے اپنے اپنے اعمال سے واقف ہوجائیں گے۔ اور اس آیت: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝ کے ذیل میں فرمایا کہ یہ دونوں آیات مجبرہ (جبر کے قائل) لوگوں کا رَد ہیں۔ ان کا گمان ہے کہ انسان کچھ نہیں کرتا تو اللہ ان کے رَد میں فرمایا ہے: انسان کریں گے، اس کو دیکھیں گے۔

حدیث 8 تفسیر القمی میں جناب ابوالجارود سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اس قول: فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ (جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ بھی اس کو دیکھے گا) کے ذیل میں فرمایا: اگر وہ کرنے والا اہلِ جہنم سے ہوگا جب وہ اپنی دُنیا کی نیکی کو دیکھے گا تو اس پر حسرت کرے گا کیونکہ اس نے وہ نیکی غیر اللہ کے لیے کی ہوگی اور اگر اہل جنت اپنی دُنیا کی بُرائی کو دیکھے گا تو وہ بخش دی گئی ہوگی۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ العادیات

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۃ العصر کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل گیارہ آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: جو بندہ پابندی سے سورۂ عادیات کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن خاص طور پر امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ محشور فرمائے گا اور وہ آپؑ کے رفقاء اور آپؑ کی جماعت میں ہوگا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ عادیات کی تلاوت کرے گا اسے اس بندے کے برابر ثواب دیا جائے گا جس نے پورا قرآن پڑھا اور جو بندہ پابندی سے اس سورہ کی تلاوت کرے گا اور اس کے ذمہ قرض ہوگا تو اس کو جلد ادا کرنے میں اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرے گا خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ نمازِ عشاء میں اس سورہ کی تلاوت کرے گا اس کو نصف قرآن کی تلاوت کے برابر ثواب ملے گا اور جو بندہ پابندی سے اس سورہ کی تلاوت کرے گا اس پر قرض ہوگا تو اللہ اس قرض کو جلدی اُتارنے میں اس کی مدد کرے گا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ کسی خوف زدہ کے لیے اس سورہ کی تلاوت کرے گا وہ خوف سے امن میں ہوجائے گا اور بھوکے کے لیے پڑھا جائے تو اس کو بھوک میں سکون مل جائے گا اور پیاسے کو پیاس میں سکون مل جائے گا۔ اور اگر کوئی مقروض اس کو پابندی سے پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو قرض سے نجات عطا فرمائے گا اگر اللہ نے چاہا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿۳﴾
فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ﴿۴﴾ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ
لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ﴿۷﴾ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۺ﴿۸﴾
اَفَلَا يَعْلَمُ اِذَا بُعْثِرَ مَا فِي الْقُبُوْرِ ۙ﴿۹﴾ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ﴿۱۰﴾
اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ ۧ﴿۱۱﴾

[ترجمہ] قسم ہے ان گھوڑوں کی جو پھنکارے نکالتے ہوئے دوڑتے اور وہ اپنی ٹاپوں کی ٹھوکر سے چنگاریاں نکالتے ہیں۔ پھر وہ صبح کے وقت چھاپہ مارتے ہیں تو وہ اس طرح گردوغبار اُڑاتے ہیں۔ پھر اسی طرح وہ دشمن کے لشکر کے اندر گھس جاتے ہیں۔ بے شک انسان اپنے ربّ کا بہت بڑا ناشکرا ہے اور وہ خود پر گواہ ہے اور وہ مال و دولت کی محبت میں بُری طرح سے گرفتار ہے۔ کیا وہ جانتا نہیں جب اسے قبروں سے نکالا جائے گا جو کچھ ان میں ہے اور ان کے سینوں میں ہے وہ ظاہر کردیا جائے گا۔ اس دن ان کا ربّ ان کے احوال سے بہت زیادہ باخبر ہوگا۔

سورہ کا شانِ نزول

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یہ سورہ عادیات وادیٔ یابس والوں کے بارے

https://www.shiabookspdf.com

میں نازل ہوئی تھی۔ راوی نے بیان کیا کہ میں نے آپؑ سے عرض کیا: ان کا قصد و حالات کیا تھے وہ بیان فرمائیں؟

آپؑ نے فرمایا: یابس وادی کے ۱۲ ہزار افراد جمع ہوئے اور انھوں نے آپس میں معاہدہ کیا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر رہیں گے۔ وہ اپنے معاہدہ کی خلاف ورزی نہیں کریں گے اور آخری دم تک لڑیں گے، ماریں گے یا مر جائیں گے لیکن راہِ فرار اختیار نہیں کریں گے اور انھوں نے قسم اُٹھائی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا ان کے بھائی حضرت علی علیہ السلام کو قتل کریں گے۔

حضرت جبرئیلؑ نے ان کے اس منصوبے کے بارے میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر کردی اور آپؐ کو حکم دیا کہ آپؐ ابوبکر کو چار ہزار افراد کے لشکر کے ساتھ ان کی طرف روانہ کریں تا کہ وہ وہاں جا کر ان کے مقابلہ میں جنگ کریں۔ رسولؐ خدا منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور پھر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے انھیں حضرت جبرئیلؑ کے پیغام کے بارے میں خبر دی اور ابوبکر کی معیت میں چار ہزار افراد کا لشکر کے جمع کرنے کا حکم دیا۔

آپؐ نے یہ فرمایا: یہ لشکر ان شاء اللہ منگل کے دن حرکت کرے گا۔ جب یہ لشکر روانہ ہونے لگا تو آپؐ نے ابوبکر سے فرمایا: جب تمھارا ان لوگوں سے آمنا سامنا ہو تو پہلے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دینا اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کرنا اور انھیں قتل کرنا اور ان کے اہل و عیال کو قیدی بنالینا اور ان کے گھروں کو تہس نہس کر دینا اور ان کا مال لوٹ لینا۔ یہ اسلامی لشکر جناب ابوبکر کی قیادت میں اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگیا اور منزل بہ منزل طے کرتے ہوئے اپنے ہدف تک پہنچ گیا۔

جب اہل یابس کو مسلمانوں کے آنے کی خبر ہوئی تو انھوں نے دو سو مسلح افراد کو ان کی طرف روانہ کیا۔ جب ان کے سامنے وہ لشکر آیا تو انھوں نے اہل اسلام سے پوچھا: تم کون ہو اور ادھر کیوں آئے ہو؟ اور تمھارا امیر کون ہے؟ ہم اس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

لشکرِ اسلام نے بتایا کہ ہمارا امیر ابوبکر ہے۔ پس وہ لوگ جنابِ ابوبکر کے پاس آئے اور ان سے سوال کیا: تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو اور تم کون ہو؟

حضرت ابوبکر نے کہا: ہم مسلمان ہیں اور ہم تمھاری طرف آئے ہیں تا کہ تمھیں اسلام کی دعوت دیں۔ اگر تم

https://www.shiabookspdf.com

دعوت کو قبول کرلو تو ٹھیک ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے۔

یہ سن کر انھوں نے کہا: ہمیں قسم ہے لات وعزیٰ کی اگر ہماری تمھاری قرابت داری نہ ہوتی تو ہم تمھیں قتل کردیتے لیکن آپ اور آپ کے تمام ساتھی واپس چلے جاؤ۔ عافیت اسی میں ہے۔ ہم نے تمھارے صاحب (نبیؐ) کو اور ان کے بھائی کو قتل کرنا ہے۔ باقی ہمیں کسی سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

جناب ابوبکر نے اپنے لشکر والوں سے کہا: اے میری قوم! یہ ہم سے کئی گنا زیادہ ہیں اور جنگ کی تیاری بھی خوب کر رکھی ہے عافیت اسی میں ہے کہ ہم واپس چلے جائیں اور رسولؐ خدا کو ساری تفصیلات سے آگاہ کریں۔

اسلامی لشکر نے کہا: اے ابوبکر! آپ رسولؐ خدا کے حکم کی نافرمانی کر رہے ہیں۔ انھوں نے جو تمھیں حکم دیا ہے اس پر عمل کرو اور خدا سے ڈرو۔

جناب ابوبکر نے کہا: جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔ جو حاضر ہے وہ غائب کو نہیں معلوم۔ پس ابوبکر واپس چل پڑے تو سارا لشکر بھی واپس چل پڑا۔ جب لشکر واپس مدینہ آیا تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے حالات معلوم ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ پھر آپؐ منبر پر تشریف لے گئے اور آپؐ نے اپنے لشکر کا حال بیان کیا اور ان پر جو گزری اور انھوں نے جو کیا وہ سب بیان کیا اور فرمایا: انھوں نے میرے حکم کی نافرمانی کی ہے اور جنگ کیے بغیر ہی واپس آگئے ہیں۔

پھر فرمایا: اب مجھے حضرت جبرئیلؑ نے خبر دی ہے کہ اب میں چار ہزار کے لشکر کے ساتھ عمر کو روانہ کروں تو حضرت عمر بھی اپنے لشکر کے ساتھ روانہ ہوا۔ آپؐ نے فرمایا: میرے حکم کی تعمیل کرنا ابوبکر کی طرح واپس نہ آجانا۔

جناب عمر بھی جرار لشکر کے ساتھ اپنے ہدف کی طرف روانہ ہوئے۔ جب یہ لشکر اس وادی میں پہنچا تو پھر وہی دوسو مسلح افراد ان کے سامنے آئے اور انھوں نے پھر لشکرِ اسلام سے وہی بات کی جو ابوبکر کے ساتھ کی تھی اور ان کی بات سن کر حضرت عمر نے بھی وہی کام کیا جو ابوبکر نے کیا تھا۔ تو پھر حضرت جبرئیلؑ آپؐ پر نازل ہوئے اور تازہ صورتِ حال سے آپؐ کو باخبر کیا۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور مسلمانوں کو تازہ صورتِ حال کے بارے میں خبر دی۔ آخرکار لشکر اسلام پھر واپس آگیا تو رسولؐ خدا نے عمر سے کہا: تم نے بھی میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس

https://www.shiabookspdf.com

کے بعد آپؐ نے فرمایا: مجھے جبرئیلؑ نے کہا ہے کہ اب میں علیؑ ابن ابی طالبؑ کو اس مہم کی طرف اتنے ہی لشکر کے ساتھ روانہ کروں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ ان کے ہاتھوں فتح ہوگی۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا اور اس مہم کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔ آپؐ نے انھیں بھی وہی نصیحت کی، جو آپؐ نے پہلے دو کو کی تھی۔

حضرت علی علیہ السلام مہاجرین اور انصار کے لشکر کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپؑ نے اس سفر کو بہت جلدی طے کیا۔ آپؑ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: آپؑ لوگ قطعاً نہ گھبرائیں۔ رسولؐ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عنقریب اللہ ہمیں فتح دے گا اور تم خیر پر ہو اور خیر کی طرف روانہ ہو۔ پس لشکر کے حوصلے بلند ہوئے۔ پھر انھوں نے اپنا سفر جاری رکھا۔ جب آپؑ اپنے ہدف کے قریب پہنچے تو اس وادی کے لوگوں کو حضرت علیؑ کے آنے کی خبر ہوئی تو پھر وہ اپنے معمول کے مطابق دو سو افراد کا مسلح لشکر سامنے آیا اور انھوں نے پھر وہی سوال کیا: تم کون ہو اور اِدھر کیوں آئے ہو؟

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں علیؑ ابن ابی طالبؑ ہوں اور اللہ کے رسولؐ کا چچازاد بھائی ہوں۔ میں تمھیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں کہ تم سب اسلام میں داخل ہوجاؤ۔ تم لوگ کلمۂ توحید و کلمۂ رسالت پڑھ لو۔ تمھیں ہر قسم کی امان حاصل ہوگی۔

انھوں نے کہا: تم ہمارا مقصود و مراد ہو۔ ہم نے آپؑ کی بات سن لی ہے۔ ہم جنگ کے لیے تیار ہیں تم بھی جنگ کے لیے تیار ہوجاؤ۔ ہم نے تجھے اور تیرے ساتھیوں کو قتل کرنا ہے۔ اب کل صبح جنگ ہوگی۔

آپؑ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے۔ تم دھمکیاں دینا شروع ہوگئے ہو۔ تمھیں اپنی کثرت پر ناز ہے۔ میں اپنے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے ملائکہ اور اہل اسلام سے مدد چاہوں گا۔ اللہ جو عزّت و عظمت والا ہے۔ اس کے سوا کوئی اور طاقت نہیں ہے۔ وہ لوگ سن کر اپنے مرکز کی طرف چلے گئے اور حضرت علیؑ اپنے مرکز کی طرف واپس آگئے۔ جب رات چھا گئی اور ہر طرف تاریکی چھا گئی تو آپؑ نے اپنے لشکر والوں کو حکم دیا کہ اپنی سواریوں کو تیار کرلو۔

جب صبح نمودار ہوئی تو آپؑ نے اپنے لشکر کے ساتھ نمازِ فجر ادا کی اور نماز کے بعد آپؑ نے اپنے لشکر والوں کو حکم دیا۔ وادی والوں پر حملہ کردو تو جب لشکرِ اسلام نے حملہ کیا تو حملہ اتنا شدید تھا کہ وہ سنبھل نہ سکے۔ لشکرِ اسلام نے ان کے مردوں کو قتل کردیا اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا اور ان کا مال و اسباب لوٹ لیا اور ان کے

https://www.shiabookspdf.com

گھروں کو خراب کر دیا۔

ادھر اس واقعہ کی خبر جنابِ جبرئیلؑ نے رسولِؐ خدا کو دی تو رسولِؐ خدا منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد لشکرِ اسلام کی فتح کی خبر دی اور فرمایا کہ ان کے سب مرد مارے گئے ہیں اور ہمارے فقط دو افراد شہید ہوئے ہیں۔ جب حضرت علیؑ کا لشکر واپس مدینہ کی طرف آرہے تھے۔ ابھی لشکر مدینہ سے تین میل دُور تھا کہ سب اہل مدینہ آپؑ کے استقبال کے لیے نکل آئے۔ جب حضرت علیؑ کی نظر رسولِؐ خدا پر پڑی تو آپؑ فوراً اپنے گھوڑے سے اُترے۔ آپؑ نے رسولِؐ خدا سے معانقہ (ایک دوسرے کو گلے لگانا) کیا۔ رسولِؐ خدا نے آپؑ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔ اس وادی کی جنگ میں لشکرِ اسلام کو بے پناہ مال و دولت حاصل ہوا۔ جنگِ خیبر کے علاوہ کسی اور جنگ میں اتنا مال حاصل نہ ہوا تھا تو اس موقع پر یہ سورہ نازل ہوئی۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے سورۂ عادیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ① کے ذیل میں لکھا: جب ان پر حملہ کیا گیا تو گھوڑے آواز نکال رہے تھے اور کہا جاتا ہے: ضباح کلاب، یعنی کتوں کی آواز۔ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ② کے ذیل میں لکھا: اس وادی میں پتھر تھے۔ جب گھوڑوں کے پاؤں ان پر لگتے تو وہاں چنگاریاں پیدا ہوتیں تھیں۔ جیسے آگ سے چنگاریاں اُڑتی ہیں۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ③ کے ذیل میں لکھا کہ لشکرِ اسلام نے صبح کے وقت غارت گری کے لیے حملہ کیا۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ④ پس گھوڑوں کی ٹاپوں سے غبار اُڑتی تھی۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ⑤ پس لشکرِ اسلام مشرکین کے درمیان گھس گیا۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ⑥ کے ذیل میں لکھا: کنود یعنی کفور و ناشکرا ہے اور اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے امیرالمومنین کو مشورہ دیا تھا کہ آپؑ اس راستے کو اختیار نہ کریں اور انھوں نے یہ مشورہ فقط حسد کی وجہ سے دیا تھا کیونکہ آپؑ نے وہ راستہ اختیار کیا تھا جو ابوبکر و عمر نے اپنی باری پر نہیں کیا تھا۔ پس ان لوگوں کو معلوم ہوگیا تھا کہ حضرت علیؑ ان پر کامیاب ہوجائیں اور غالب آئیں گے اس لیے انھوں نے حسد کیا۔

عمرو بن عاص نے حضرت ابوبکر سے کہا: علیؑ ابھی جوان ہے۔ اسے راستے کا علم نہیں ہے۔ اس راستے میں جنگلی درندے پائے جاتے ہیں۔ ان سے لشکر محفوظ نہیں ہے۔ پس دونوں حضرت علیؑ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے ابوالحسنؑ! یہ راستہ جو آپؑ نے لیا ہے یہ درندوں سے بھرا ہوا ہے۔ اگر آپؑ اس راستے کو چھوڑ دیں۔

https://www.shiabookspdf.com

حضرت علیؑ نے دونوں سے فرمایا: تم دونوں اپنا سفر جاری رکھو جس کا تمھیں علم نہیں اس میں مداخلت نہ کرو۔ دونوں سنو اور اطاعت کرو۔ میں جو کر رہا ہوں اس کے بارے میں میں بہتر جانتا ہوں۔ پس وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ اِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ۝ یعنی وہ خود اپنی عداوت پر گواہ ہے۔ اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ۝ یعنی وہ زندگی کی محبت میں شدید تھے اور وہ اپنے بارے میں درندوں سے ڈر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ جانتے نہیں کہ جب قبروں سے نکالا جائے گا اور جو کچھ ان کے سینوں میں وہ حاصل کرلیا جائے گا اور ان کا ربّ ان کے بارے میں زیادہ خبر رکھتا ہے۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابان بن تغلب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحابِ صفہ کے معاملات سے فارغ ہوئے تو آپؐ نے ان میں سے اسّی افراد کو تیار کیا اور ان کو بنی سلیم کی طرف روانہ کیا اور ان کا امیر حضرت ابوبکر کو قرار دیا۔ پس وہ لشکر بنی سلیم کی طرف روانہ ہوا۔ پس اس اسلامی لشکر کا ان کے ساتھ مقامِ حرہ پر آمنا سامنا ہوا۔ وہ زمین پتھروں والی اور اس پر بہت زیادہ درخت تھے اور ان کی طرف سخت ڈھلان تھی۔ لڑائی ہوئی۔ بنی سلیم والوں نے اصحاب کے کافی افراد کو قتل کر دیا اور جو بچ گئے وہ فرار کر گئے۔ یوں شکست خوردہ باقی افراد مدینہ واپس آ گئے۔ پھر رسولؐ خدا نے حضرت عمر کی نگرانی میں لشکر کو بنی سلیم کی طرف روانہ کیا تو بنی سلیم والے ان پتھروں اور درخت کے عقب میں کمین لگا کر چھپے ہوئے تھے۔ جب لشکرِ اسلام وہاں پہنچا تو انھوں نے نکل کر ان پر حملہ کر دیا۔ مسلمان پھر شکست کھا کر واپس آئے تو اس کے بعد عمرو بن عاص نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اس بار مجھے آپؐ روانہ کریں تو رسولؐ خدا نے فرمایا: تم بھی جاؤ۔ پس عمرو بن عاص بھی بنی سلیم کی طرف گیا اور وہ بھی دونوں کی مانند شکست کھا کر واپس آیا اور اصحابِ رسولؐ قتل ہوئے۔

پھر کچھ دن بعد رسولؐ خدا نے اپنے اصحاب کو بلایا اور بلالؓ کو روانہ کیا کہ تم میری نجرانی چادر اور عبا لے کر آؤ۔ پھر آپؐ نے حضرت علیؑ کو بلایا اور ان کو بنی سلیم کی طرف جانے کے لیے حکم دیا۔ پھر فرمایا: اب میں اس کو روانہ کر رہا ہوں جو کرّار ہے، وہ فرار نہیں کرے گا۔ اور دُعا فرمائی: "اے اللہ! تو جانتا ہے میں تیرا رسولؐ ہوں، تو میری حفاظت فرما اور اس کے بارے میں جو تو بہتر جانتا ہے وہ انجام دے"۔

https://www.shiabookspdf.com

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد احزاب تک حضرت علیؑ کے ساتھ آئے۔ حضرت علیؑ سرخ رنگ کے گھوڑے پر سوار تھے اور رسولِ خداؐ ان کو نصیحت فرما رہے تھے۔ پس حضرت علیؑ روانہ ہوئے اور آپؑ نے اپنا رُخ عراق کی طرف کیا یہاں تک کہ ساتھ والے گمان کرنے لگے کہ حضرت علیؑ کہیں اور جا رہے ہیں۔ پھر اچانک حضرت علیؑ نے اس وادی کی طرف رُخ کیا۔ آپ رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے۔ جب آپؑ بنی سلیم کے قریب پہنچے تو آپؑ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ گھوڑوں کو چارہ دو اور ان کو اس جگہ روک لو اور اپنی جگہ نہ چھوڑنا اور آپؑ خود آگے آگئے اور ان لوگوں کو حکم دیا کہ میرے پیچھے آئیں۔ عمرو بن عاص نے دیکھا کہ علیؑ جو کر رہے ہیں اس میں فتح یقینی ہے تو اس نے ابوبکر سے کہا: یہ جوان کم عمر ہے۔ میں اس علاقے کو جانتا ہوں۔ اس راستے میں ایسے دشمن ہیں جو بنی سلیم سے زیادہ سخت ہیں اور وہ درندے اور بھیڑیئے ہیں۔ اگر وہ ہمارے اُوپر آگئے تو یا ہم فرار کریں گے ورنہ وہ ہماری بوٹی بوٹی کر دیں گے۔ آپ علیؑ کے پاس جائیں اور ان سے بات کریں کہ یہ راستہ چھوڑ دیں۔ ابوبکر علیؑ کے پاس آئے اور بات کی تو حضرت علیؑ نے ان کی بات کا جواب نہ دیا۔ پس ابوبکر واپس آئے اور کہا: خدا کی قسم! اس نے میری بات کا جواب نہیں دیا تو عمرو بن عاص نے عمر سے کہا: تم جاؤ شاید علیؑ تمھاری بات مان جائے۔ پس عمر بھی آئے اور وہی بات کی جو ابوبکر نے کی تھی۔ آپؑ نے اس کو بھی کوئی جواب نہ دیا۔

ابوبکر نے کہا: خدا کی قسم! ہم اپنی جگہ نہیں چھوڑیں گے کیونکہ رسولِ خداؐ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم علیؑ کی سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔ پس جب حضرت علیؑ نے فجر کے وقت ان پر حملہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو ان پر غلبہ و تسلط عطا کیا۔ اس وقت یہ سورہ نازل ہوئی۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے اور آپؐ یہ فرما رہے تھے: خدا کی قسم! علیؑ صبح کے وقت اس قوم پر حملہ آور ہوئے اور کامیاب ہو گئے۔ پھر آپؐ نے نماز ادا فرمائی اور لوگوں کے سامنے اس سورہ کی تلاوت فرمائی۔ جب تیسرا دن ہوا تو حضرت علیؑ مدینہ واپس آئے۔ آپؑ نے بنی سلیم کے ایک سو بیس بندوں کو قتل کیا اور ایک سو ساٹھ افراد کو قیدی بنایا۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب جابر بن یزید سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا① کے ذیل میں

https://www.shiabookspdf.com

فرمایا: گھوڑوں نے اپنی ٹاپوں سے ہلا دیا۔ فَالْمُوْرِيٰتِ قَدْحًا ۙ﴿۲﴾ مراد ہے گھوڑوں کے ٹاپوں سے چنگاریاں اُڑتی تھیں۔ فَالْمُغِيْرٰتِ صُبْحًا ۙ﴿۳﴾ کے ذیل میں فرمایا: حضرت علیؑ نے ان پر صبح کے وقت حملہ کیا۔ فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا ۙ﴿۴﴾ پس علیؑ اور ان کے ساتھیوں نے ان پر حملہ کیا اور وہ اپنے خون میں غلطان ہوگئے۔ فَوَسَطْنَ بِهٖ جَمْعًا ۙ﴿۵﴾ یعنی حضرت علیؑ اور ان کے ساتھی ان کے گھروں میں گھس گئے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ کیونکہ فلاں نے اپنے ربّ کی نافرمانی اور ناشکری کی۔ وَاِنَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ لَشَهِيْدٌ ۚ﴿۷﴾ یعنی اللہ ان پر گواہ ہے۔ وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ ۚ﴿۸﴾ مراد حضرت علیؑ ہیں جو نیکی و خیر کو بہت زیادہ پسند کرتے تھے۔

نیز امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَبِّهٖ لَكَنُوْدٌ ۚ﴿۶﴾ کے ذیل میں فرمایا: فلاں حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار کرنے والا تھا۔

حدیث 3 امالی میں جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابراہیم بن اسحاق حمیری سے اور انھوں نے محمد بن ثابت سے اور انھوں نے ابوالمفراء العجلی سے، انھوں نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سریہ (چھوٹا معرکہ) میں عمر بن خطاب کو لشکر کا امیر بنا کر روانہ کیا تو عمر شکست خوردہ واپس آئے تو انھوں نے اپنے ساتھیوں پر الزام لگایا کہ انھوں نے بزدلی کا مظاہرہ کیا ہے۔ تو اصحاب نے کہا کہ عمر نے بزدلی دکھائی ہے۔ تو جب رسولِ خدا کے پاس آئے تو آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اے علیؑ! آپؑ امیر ہیں، آمادہ ہوجاؤ اور مہاجرین اور انصار میں جسے جسے ساتھ لینا ہے لے لو اور جاؤ اور فرمایا: دن کو چھپ جانا اور رات کو سفر کرنا اور قافلہ نہ چھوڑنا۔ پس حضرت علیؑ ہدف تک پہنچ گئے اور جو آپؑ کو رسولِ خدا نے حکم دیا تھا اس پر عمل کیا۔ اور صبح کے وقت آپؑ نے ان پر حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ پر یہ سورہ نازل فرمائی: وَالْعٰدِيٰتِ ضَبْحًا ۙ﴿۱﴾

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ القارعۃ

یہ سورہ مکّی ہے جو سورۃ القریش کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل گیارہ آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن ثابت سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ القارعۃ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دجال کے فتنہ سے محفوظ رکھے گا کہ وہ اس پر ایمان نہیں لائے گا اور قیامت کے دن اگر اللہ نے چاہا تو وہ جہنم کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ قارعہ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے میزان کے نیکیوں والے پلڑے کو ثقیل و وزنی قرار دے گا۔ اور جو بندہ اس سورہ کو لکھے اور تنگ دست کو تعویذ بنا کر ڈال دے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے رزق کے دروازے کھول دے گا اور اگر کوئی مشکلات والا لکھ کر اس کو اپنے پاس رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اُمور کو آسان کردے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلۡقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الۡقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾ يَوۡمَ يَكُوۡنُ النَّاسُ كَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ ۙ﴿۴﴾ وَتَكُوۡنُ الۡجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ﴿۵﴾ فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ﴿۶﴾ فَهُوَ فِىۡ عِيۡشَةٍ رَّاضِيَةٍ ؕ﴿۷﴾ وَاَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ﴿۸﴾ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ؕ﴿۹﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا هِيَهۡ ؕ﴿۱۰﴾ نَارٌ حَامِيَةٌ ۢ﴿۱۱﴾

[ترجمہ] وہ ہلا دینے والا حادثہ۔ وہ ہلا دینے والا حادثہ کیا ہے؟ اور آپؐ کیا جانیں کہ وہ ہلا دینے والا حادثہ کیا ہے؟ اس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی مانند ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی اُون کی مانند ہوجائیں گے۔ پس جس کا پلڑا بھاری رہے گا وہ من پسند زندگی میں ہوگا اور جس کا پلڑا ہلکا ہوگا اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگی اور آپؐ کیا جانیں کہ وہ حاویہ کیا ہے؟ وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے سورۂ قارعہ کے معانی بیان کرتے ہوئے اس آیت: اَلۡقَارِعَةُ ۙ﴿۱﴾ مَا الۡقَارِعَةُ ۚ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدۡرٰىكَ مَا الۡقَارِعَةُ ؕ﴿۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ لوگوں کو ڈرانے کے لیے اس کا تکرار کیا ہے تاکہ لوگ ڈر جائیں اور اس آیت: كَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ ؕ﴿۵﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ ''عھن'' سے مراد اُون ہے۔ ''منفوش'' جو دھنی ہوئی ہو۔ فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ مَوَازِيۡنُهٗ ۙ﴿۶﴾ سے مراد جس کے اعمال نیک اور زیادہ ہوں گے وہ اپنی من پسند زندگی بسر کرے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ۝ یعنی جن کی نیکیاں کم ہوئیں۔ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ۝ مراد ہے کہ اس کو سر کے بل جہنم ہاویہ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر فرمایا: اے محمدؐ! آپؐ کیا جانیں کہ ہاویہ کیا ہے؟ نَارٌ حَامِيَةٌ۝ وہ ایک بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میزان میں سب سے زیادہ ثقیل اور وزنی محمدؐ و آلِ محمدؐ پڑھا ہوا درود ہے۔ پس ایک بندے کے اعمال میزان میں رکھے جائیں گے تو نیک اعمال کم ہوں گے پھر اس نے جو محمدؐ و آلِ محمدؐ پر درود پڑھا ہوگا اس کو لایا جائے گا اور اس کو میزان پر رکھا جائے گا تو اس کی نیکیوں والا پلڑا بہت وزنی ہو جائے گا۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سکونی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سبحان اللہ کہنا یہ نصف میزان کو پُر کرے گی اور الحمدللہ سے پورا میزان پُر کردے گی اور اللہ اکبر کہنا یہ آسمان و زمین کے درمیان ساری فضا کو پُر کردے گی۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ہیثم بن عبدالرحمٰن سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام ابوالحسن علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اپنے والد حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے جدؑ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ۝ کے ذیل میں فرمایا: یہ حضرت علیؑ کے لیے نازل ہوئی۔ اس کے مصداقِ اوّل آپؑ ہیں اور اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ۝ کے ذیل میں فرمایا: یہ آیت حضرت علیؑ کے بہت بڑے دشمنوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی یعنی مصداقِ اوّل وہ تھے۔

حدیث 5 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ۝ سے مراد امیر المومنین علیؑ ہیں اور جو من پسند زندگی میں ہوں گے۔ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ۝ سے مراد ہر وہ بندہ ہے جو حضرت علیؑ کی ولایت کا انکار کرے گا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 6 علل الشرائع میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صالح بن سعید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی سھل الحلوانی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ آپؑ کا گزر ایک بستی سے ہوا کہ وہاں ہر طرف مُردے پڑے ہوئے تھے۔

آپؑ نے فرمایا: یہ لوگ اللہ کے عذاب کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں ورنہ یہ ضرور ایک دوسرے کو دفن کرتے۔

آپؑ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے عرض کیا: ہم چاہتے ہیں کہ ان کے قصہ واقعہ کے بارے میں جانیں۔ اے روح اللہ! آپؑ ان میں سے ایک کو آواز دیں۔ پس جنابِ روح اللہ نے ان کو آواز دی تو ایک نے جواب دیا: لبیک یاروح اللہ۔

آپؑ نے سوال کیا کہ تمھارا انجام کیا ہوا؟

اس نے جواب دیا: جب ہم نے صبح کی تو ہم بہت تندرست تھے اور جب شام ہوئی تو ہم سب اللہ کے عذاب میں گرفتار کر لیے گئے اور ہمیں جہنم میں ڈال دیا گیا جس کا نام ہاویہ ہے جہاں ایک آگ کا سمندر ہے اور آگ کے ہی پہاڑ ہیں۔

آپؑ نے اس سے پوچھا: اس کیا وجہ کیا تھی؟

اس نے جواب دیا کہ دُنیا کی محبت اور طاغوت کی پیروی و اطاعت۔

جنابِ عیسیٰؑ نے سوال کیا: تمھاری دُنیا کی محبت کس حد تک تھی؟

اس نے جواب دیا: جس طرح ایک بچہ ماں سے محبت کرتا ہے۔ اگر وہ ہمیں مل جاتی تو ہم خوش ہوتے اور اگر نہ ملتی تو ہم غم زدہ اور محزون ہوتے۔

پھر آپؑ نے پوچھا: طاغوت کی اطاعت کس حد تک کی تھی؟

اس نے کہا: طاغوت کی اطاعت ہمارا دین تھا۔ جب وہ ہمیں حکم دیتے تو ہم ان کی اطاعت کرتے تھے، انکار نہیں کرتے تھے خواہ اللہ ناراض ہو جائے۔

جنابِ عیسیٰؑ نے اس سے پوچھا: تُو نے کیسے مجھے جواب دیا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

اس شخص نے کہا: پوری قوم کے منہ میں آگ کی لگامیں ہیں کہ جن کو سخت طاقت ور اور غصے والے ملائکہ نے تھاما ہوا ہے۔ اگرچہ میں ان میں ہوں لیکن میں ان سے نہیں ہوں۔ جب ان کو عذاب آیا تو میں بھی گرفتار ہوگیا (کیونکہ میں ان کے اس گناہ میں شریک نہیں تھا لیکن میں ان کو روکتا نہیں تھا)۔ میں ایک بال کے ذریعے جہنم میں لٹکا ہوا ہوں اور اس ڈر میں ہوں کہ نا جانے کب میں جہنم میں گر جاؤں۔

یہ سن کر جنابِ عیسٰی علیہ السلام نے اپنے اصحاب و حواریوں سے فرمایا: چٹائی پر سونا اور جَو کی روٹی کھانا جبکہ دین سالم ہو یہ بہتر ہے۔ اس امارت و حکم پُری سے جس میں دین برباد ہو جائے۔

اسی روایت کو الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ بستی کے لوگ اور پرندے اور چوپائے سب مرے ہوئے تھے۔



maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ التکاثر

یہ سورہ مکّی ہے جو سورۃ الکوثر کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آٹھ آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ دہقان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب درست سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ سورۃ التکاثر کی تلاوت سونے سے قبل کرے گا وہ قبر کے فتنہ اور عذاب سے محفوظ رہے گا۔

حدیث 2 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب درست کی سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی حدیث کو نقل کیا ہے۔ نیز ثواب الاعمال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی واجب نماز میں سورۃ التکاثر کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے سو شہداء کا ثواب لکھے گا اور جو بندہ اپنی نوافل نمازوں میں سورۃ التکاثر کی تلاوت کرے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ پچاس شہداء کا ثواب لکھے گا اور جو بندہ اپنی واجب نماز میں سورۃ کے ساتھ پڑھے گا تو چالیس صفیں ملائکہ کی اس کے ساتھ نماز پڑھیں گی، اگر اللہ نے چاہا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ التکاثر کی تلاوت کرے گا تو اللہ نے دُنیا میں جو نعمات اس کو عطا کی ہیں ان کا حساب نہیں لے گا اور جو بندہ نمازِ عصر کے وقت اس سورہ کی تلاوت کرے گا۔ تو وہ دوسرے دن کے غروبِ آفتاب تک اللہ کی امان میں رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 4 بستان الواعظین میں جناب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نقل ہوا اور انھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ التکاثر کی تلاوت کرے گا تو اس کو آسمانوں میں پکارا جائے گا کہ یہ وہ بندہ ہے جس نے اللہ کا شکر ادا کیا ہے۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۳﴾ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ؕ﴿۴﴾ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ ؕ﴿۵﴾ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ ۙ﴿۶﴾ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ ۙ﴿۷﴾ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ ۧ﴿۸﴾

[ترجمہ] ایک دوسرے پر فخر ومباہات نے تمھیں غافل کر رکھا ہے یہاں تک کہ تم قبروں میں جا پہنچے ہو۔ ہرگز نہیں، عنقریب تمھیں معلوم ہوجائے گا۔ پھر ہرگز نہیں، عنقریب تمھیں معلوم ہوجائے گا۔ ہرگز نہیں، کاش تم یقینی علم رکھتے تو تم ضرور جہنم کو دیکھ لیتے۔ پھر اسے یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیتا۔ پھر اس دن تم سے نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۙ﴿۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ تمھیں دُنیا کی فخر ومباہات کی کثرت نے غافل کر دیا ہے یا خود دُنیا کی نعمات کی کثرت نے تمھیں غافل کر دیا۔ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ؕ﴿۲﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ تمھیں موت یاد نہیں رہی یہاں تک کہ قبروں میں آگئے ہو۔ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ ۙ﴿۶﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ تم ضرور برضرور جہنم کو دیکھو گے اور یقین کی آنکھوں سے دیکھو گے۔ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ ۙ﴿۷﴾ پھر تم سے ضرور برضرور حضرت علی علیہ السلام کی ولایت والی نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور اس دلیل کہ اس نعمت سے مراد ولایت ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

قرآن کی ایک آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ۝ (سورۂ صافات: آیت ۲۴) (روکو ان کو ان سے پوچھا جائے گا) ولایت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

حدیث 2 محاسن میں جناب احمد بن محمد بن خالد البرقی نے جناب ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ۝ کے ذیل میں فرمایا: مراد ہے کہ آنکھوں سے دیکھنا ہے (آنکھوں سے دیکھنا علم الیقین کی منزلت ہے)۔

حدیث 3 تاویل الآیات میں جناب شرف الدین نجفی نے جناب عبداللہ بن نجیح سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ان دو آیات کے بارے میں سوال کیا: كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۝ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۝ کہ اللہ نے دو دفعہ فرمایا ہے۔ آپؑ نے فرمایا ایک دفعہ رجعت میں ان کو علم ہوگا اور دوسری دفعہ قیامت کے دن ان کو علم و یقین ہوگا۔

حدیث 4 روضۃ الواعظین میں علی بن فارسی نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ۝ کی تلاوت کی اور فرمایا: تکاثر سے مراد ہے کہ اموال کو ناحق جمع کرنا اور جن کا حق ہو اس کو روکنا اور اس کو برتنوں میں بند کرنا ہے اور حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ۝ کے ذیل میں فرمایا: یہاں تک کہ تم قبروں میں داخل ہوگئے۔ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۝ یعنی جب تم قبروں سے نکل کر محشر میں آؤ گے تو اس وقت تم جان جاؤ گے۔ لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ۝ اور یہ اس وقت ہوگا جب تمھیں پُل صراط پر لایا جائے گا۔ پھر تمھیں علم یقین ہوجائے ہوگا اور یہ پُل وہ ہے جو جہنم پر نصب ہوگا۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ۝ کے ذیل میں فرمایا کہ تم سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال کیا جائے گا:

① شکم سیری کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کہاں سے شکم پُری کی ہے؟
② ٹھنڈے مشروب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔
③ نیند کی لذت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔
④ گھروں کے بارے میں سوال ہوگا۔
⑤ مخلوق کے ساتھ اعتدال کے بارے میں سوال ہوگا۔

https://www.shiabookspdf.com

جناب ابن فارسی نے بیان کیا ہے کہ ہماری روایات میں یہ نقل ہوا ہے: وہ نعمت جس کے بارے میں سوال ہوگا وہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔

وہ نعمت جس کے بارے میں سوال ہوگا

حدیث 1 امالی میں جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالعباس عمرو بن راشد ابوسلیمان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: وہ نعمت جس کے بارے میں سوال کیا جائے وہ ہم ہیں۔ اور پھر آپؑ نے اس آیت: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا کے ذیل میں فرمایا: وہ اللہ کی رسّی ہم ہیں۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب مسلمۃ بن عطا سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب جمیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ کے ذیل میں فرمایا: اس اُمت سے اللہ کی نعمت رسولؐ اللہ کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور پھر ان کی اہل بیت علیہم السلام کے بارے سوال کیا جائے گا۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوسعید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابوحمزہ الثمالی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک جماعت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھے۔ آپؑ نے ہمارے لیے کھانا منگوایا۔ ہم نے اس قسم کا لذیذ کھانا پہلے کبھی نہیں کھایا تھا، جو خوشبودار اور پاکیزہ تھا۔ پھر ہمارے لیے تازہ کھجوریں بھی لائی گئیں۔ ہم نے کھانے کی طرف دیکھا۔ ہم میں سے ایک بندے نے اس آیت: لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ کی تلاوت کی اور عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! یہ نعمت کہ جو ہم ابن رسولؐ کے پاس سے کھا رہے ہیں کیا اس کے بارے میں بھی ہم سے سوال کیا جائے گا؟

تو امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند و بالا اور مکرم ہے کہ وہ ہم سے کھانے میں پوچھے گا کہ جو اس نے کھانا تمھیں فراہم کیا ہے اور تمھارے لیے اس کا کھانا جائز قرار دیا ہے اور پھر اس کے

https://www.shiabookspdf.com

بارے میں سوال کرے بلکہ وہ تم سے وہ نعمت جو اس نے محمدؐ و آلِ محمدؐ کی صورت میں نازل کی ہے اس کے بارے میں سوال کرے گا۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالخالد الکابلی سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے میرے لیے کھانا منگوایا اور میں نے کھانا کھایا۔ اس سے قبل اتنا لذیذ اور خوش بودار اور خوش ذائقہ کھانا میں نے کبھی نہیں کھایا تھا۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو آپؑ نے فرمایا: اے ابوخالد! آپ کا کھانا یا ہمارا کھانا کیسا تھا؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں میں نے اتنا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا لیکن مجھے وہ آیت یاد آگئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝

آپؑ نے فرمایا: وہ نعمت جس کے بارے میں پوچھا جائے گا وہ ہم اہل بیتؑ کا حق ہے۔

حدیث 5 عیون اخبار الرضا میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ہمیں جناب حاکم ابوعلی الحسین بن احمد البیہقی نے بیان کیا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ مجھے محمد بن یحییٰ الصوفی نے بیان کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابوزکریا القاسم بن اسماعیل نے دوسو پچاسی ہجری میں سرمن رائے میں بیان کیا، وہ بیان کرتے ہیں: مجھے ابراہیم بن عباس الصدلی جو کاتب تھا اس نے اھواز میں سن کرے ۱۲ ہجری میں بیان کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت امام علی بن موسیٰ الرضا علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھے کہ آپؑ نے فرمایا: دُنیا میں کوئی حقیقی نعمت موجود نہیں ہے تو جو فقہا وہاں موجود تھے ان میں سے ایک نے اس آیت کی تلاوت کی: لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ (اس دن تم سے ضرور برضرور نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا) بہرحال یہ نعمت دُنیا کا ٹھنڈا پانی ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے بلند آواز میں فرمایا: تم لوگوں نے اس کی اسی طرح تفسیر بیان کی ہے اور تم نے اس کی کئی قسمیں قرار دی ہیں۔ بعض لوگوں نے ٹھنڈے پانی کو نعمت قرار دیا ہے۔ بعض لوگوں نے لذیذ و پاکیزہ کھانے کو نعمت قرار دیا ہے اور بعض نے مزدار نیند کو نعمت قرار دیا ہے لیکن میرے باپ نے میرے دادا سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ کے سامنے تمھارے ان اقوال کو اس آیت: لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ کے ذیل میں ذکر کیا گیا تو آپؑ غصے میں آگئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے بارے میں اپنے بندوں سے

https://www.shiabookspdf.com

سوال نہیں کرے گا جو اس نے ان پر اپنا فضل کیا ہے اور ان پر اس کا احسان نہیں جتلائے گا جبکہ مخلوق کی طرف سے احسان جتلانا بُرا ہے تو اس کی نسبت خالق کی طرف کیسے دی جاسکتی ہے اور جس چیز کو وہ مخلوق سے پسند نہیں کرتا۔ اسی کی نسبت اس کی طرف کیوں کردی جاسکتی ہے۔ وہ نعمت جس کے بارے میں وہ سوال کرے گا۔ وہ ہم اہل بیتؑ کی محبت و ولایت ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنی توحید اور نبیؐ کی نبوت کے بعد سوال کرے گا کیونکہ جب بندہ اس کے ساتھ وفا کرے گا تو اس نے جنّت کی نعمت کو حاصل کرنے کے لیے راہ ہموار کرلی ہے۔ وہ نعمات کہ جو کبھی زائل نہیں ہوں گی۔

پھر آپؑ نے فرمایا: مجھے میرے والد ماجد امام موسیٰ بن جعفرؑ نے فرمایا اور انھوں نے اپنے والد ماجد امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا اور انھوں نے اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد امام زین العابدینؑ سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد امام حسینؑ سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد امیر المومنین علی علیہ السلام سے اور انھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

اے علیؑ! بندے کے مرنے کے بعد سب سے پہلے جس چیز کے بارے میں سوال کیا جائے گا وہ اس شہادت و گواہی کے بارے میں ہے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور آپؑ مومنین کے ولی ہیں (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وعلی ولی المومنین) کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا جو اللہ نے اور میں نے آپؑ کے لیے قرار دیا ہے۔ پس جو اس کا اقرار کرے اور وہ اس کا عقیدہ بھی رکھتا ہوگا وہ اس نعمت کی طرف جائے گا جو کبھی زائل نہیں ہوگی۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ جب میں یہ حدیث بیان کرچکا تو ابوذکوان نے مجھے بیان کیا: میں تجھے اس کے عمومیت کی جہات کو بیان کرتا ہوں۔ میرے چچا نے بیان کیا کہ میں لغت اور اشعار بیان کرنے میں مصروف رہتا تھا۔ اس کے علاوہ میں کچھ نہیں بیان کرتا تھا۔ ایک دن خواب میں میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ لوگ آپؐ کو سلام کررہے ہیں اور آپؐ لوگوں کو جواب دے رہے ہیں لیکن میں نے سلام کیا تو رسولؐ خدا نے مجھے جواب نہ دیا۔ تو میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں بھی آپؐ کا اُمتی ہوں۔ آپؐ نے مجھے فرمایا: کیوں نہیں لیکن تُو نے حدیث نعیم جو تُو نے ابراہیم سے سنی تھی وہ لوگوں کو بیان کی ہے؟

https://www.shiabookspdf.com

جناب صولی نے بیان کیا: یہ حدیث جو لوگوں نے رسولؐ خدا سے نقل کی ہے اس میں نعیم اور ولایت کا ذکر نہیں ہے، وہ فقط یہ روایت ہوئی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کے بارے میں بندے سے پوچھا جائے گا وہ توحید کی گواہی، نبوت کی گواہی اور علیؑ ابن ابی طالبؑ کی محبت و موالات کا سوال ہوگا۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوحفص الصائغ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ کے ذیل میں فرمایا: خدا کی قسم! اس نعمت سے مراد کھانا اور پینا نہیں بلکہ اہل بیت علیہم السلام کی ولایت ہے۔

حدیث 7 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اس آیت: لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ کے ذیل میں فرمایا: وہ نعمت ہم ہیں جس کے بارے پوچھا جائے گا۔

حدیث 8 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عبداللہ بن نجیح یمانی سے نقل کیا ہے، میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اس آیت: لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے تم پر انعام کیا ہے وہ ہماری ولایت اور محمدؐ و آل محمدؐ کی محبت ہے۔

حدیث 9 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب سعد بن عبداللہ سے اور انھوں نے جناب اصبغ بن نباتہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ کے ذیل میں فرمایا: وہ نعیم ہم ہیں جس کے بارے میں سوال ہوگا۔

حدیث 10 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے محمد بن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ کے ذیل میں فرمایا: ہم مومن کے لیے نعمت ہیں اور کافر کے لیے کڑواہٹ۔

حدیث 11 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابوخالد الکابلی سے نقل کیا ہے، وہ

https://www.shiabookspdf.com

بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے میرے سامنے کھانا رکھا کہ اس کی مثل میں نے کبھی پہلے نہیں کھایا تھا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے ابوخالد! تُو نے ہمارے کھانے کو کیسا پایا ہے؟

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! بہت ہی عمدہ اور لذیذ تھا لیکن مجھے کتابِ خدا کی ایک آیت یاد آ گئی ہے۔

آپؑ غضب ناک ہوئے اور فرمایا: وہ کون سی ہے؟

میں نے عرض کیا: ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ پس آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! اللہ اس کھانے کے بارے میں کبھی سوال نہیں کرے گا۔ پھر آپؑ مسکرائے کہ آپؑ کے دانت مبارک نظر آنا شروع ہو گئے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: اے ابوخالد! کیا تُو جانتا ہے کہ وہ نعمت کون سی ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: وہ نعمت ہم ہیں۔

حدیث 12 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنی سند کے ساتھ جناب الکلبی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام عراق تشریف لائے تو آپؑ نے مقام الحیرہ پر قیام کیا تو آپؑ کی خدمت میں امام ابوحنیفہ حاضر ہوئے اور انھوں نے آپؑ سے مسائل کے بارے میں سوالات کیے۔ ان مسائل میں سے جو اس نے آپؑ سے دریافت کیا ان میں سے ایک مسئلہ یہ تھا۔ اس نے کہا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں الامر بالمعروف کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ جو آسمانوں میں معروف ہے اور زمین میں بھی وہی معروف ہے اور وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں۔

اس نے پھر عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں منکر کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: منکر وہ ظالم ہیں جنھوں نے حضرت علی علیہ السلام پر ظلم کیا اور ان کے امر کو غصب کیا اور لوگوں کو ان کی گردن پر سوار کیا۔

ابوحنیفہ: یہ جو آپؑ لوگوں کو دیکھتے ہیں جو برائی کرتے ہیں اور آپؑ ان کو اس برائی سے روکتے ہیں پھر یہ کیا ہے؟

https://www.shiabookspdf.com

امامؑ نے فرمایا: یہ نہ امر بالمعروف ہے اور نہ نہی از المنکر ہے بلکہ یہ اچھا اقدام ہے۔

ابوحنیفہ: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں آپؑ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ کے بارے میں بتائیں۔

آپؑ نے فرمایا: تمھارا اس کے بارے میں کیا خیال ہے کہ وہ کون سی نعمت ہے جس کے بارے میں سوال کیا جائے گا؟

اس نے عرض کیا: خوف کے وقت امن اور بدن کی صحت اور روزی روٹی۔

آپؑ نے فرمایا: اے ابوحنیفہ! اگر اللہ تعالیٰ تجھے اپنے سامنے کھڑے کرے اور تجھ سے اس لقمے کا حساب لے جو تو نے کھانا ہے یا اس پانی کا حساب لے جو تو نے پیا ہے تو تیرا وقوف و کھڑا ہونا کس قدر طویل ہوجائے گا۔

اس نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں پھر یہ نعمت کون سی ہے جس کے بارے میں سوال کیا جائے گا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نعمت ہم ہیں۔ ہماری وجہ سے لوگ گمراہی سے نجات حاصل کریں گے اور اندھوں کو ہماری وجہ سے بصارت نصیب ہوگی اور ہماری وجہ سے ان کو علم حاصل ہوگا۔

اس نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں کس طرح قرآن ہمیشہ جدید اور نیا ہی رہتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی وجہ ہے کہ قرآن کسی ایک خاص زمان کے ساتھ خاص نہیں قرار دیا گیا تاکہ زمانے کے گزرنے میں وہ پرانا ہوجائے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر دُنیا کے نابود ہونے سے قبل قرآن نابود ہوجاتا ہے۔ چونکہ وہ ہمیشہ کے لیے ہے اس وجہ سے وہ ہمیشہ جدید ہی رہتا ہے۔

حدیث 13 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسیؒ نے جناب عیاشی سے ایک طویل حدیث کو نقل کیا ہے اس میں ذکر ہوا ہے کہ امام ابوحنیفہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے چند مسائل کے بارے میں سوالات کیے اور ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ اس نے اس آیت ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ۝ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اے نعمان! تیری رائے اس کے بارے میں کیا ہے؟

اس نے عرض کیا: اس نعمت سے مراد کھانا اور ٹھنڈا پانی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھے اپنے سامنے کرے اور وہ تجھ سے کھانے کے لقموں اور پانی کے گھونٹوں کے بارے میں پوچھنا شروع کردے تو تیرا اس کی بارگاہ میں کھڑا ہونا کتنا طویل ہوجائے گا؟

اس نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں پھر یہ کون سی نعمت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نعمت ہم اہل بیت علیہم السلام ہیں۔ ہماری وجہ سے اللہ اپنے بندوں کو نعمات سے نوازتا ہے اور ہماری وجہ سے مختلف و متفرق لوگوں کو آپس میں جوڑتا ہے اور ہماری وجہ سے اللہ ان کے دلوں میں اُلفت پیدا کرتا ہے جب کہ یہ آپس میں دشمن ہوتے ہیں اور ان کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا، اگرچہ وہ پہلے دشمن تھے۔ ہماری وجہ سے اللہ نے لوگوں کو اسلام کی طرف ہدایت کی ہے، یہ وہ نعمت ہے جو کبھی کٹ نہیں ہوگی اور وہ نعمت جس سے اللہ نے اپنے بندے کو نوازا ہے اور اس کے بارے میں سوال کرے گا وہ رسولؐ خدا اور ان کی آلؑ ہیں۔

حدیث 14 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اسی آیت کے ذیل میں فرمایا: اس نعمت سے مراد امن و صحت اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت ہے۔

حدیث 15 مناقب میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس نعمت سے مراد امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔

حدیث 16 مناقب میں مخالفین کی سند کے ساتھ ابونعیم حافظ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ کے ذیل میں فرمایا: اس نعمت سے مراد امن، صحت اور امیر المومنین علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔

حدیث 17 عیون اخبار الرضاؑ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت امام علی علیہ السلام نے اس آیت: ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ کے ذیل میں فرمایا: اس نعیم سے مراد تازہ کھجور اور ٹھنڈا پانی ہے اور مؤلف فرماتے ہیں: اسی کی مثل صحیفہ الرضاؑ میں بھی امام علی علیہ السلام سے حدیث نقل ہوئی ہے۔

حدیث 18 ربیع الابرار میں جناب علامہ الزمخشری نے بھی حضرت علی علیہ السلام سے اس آیت کے ذیل میں نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نعیم سے مراد تازہ کھجور اور ٹھنڈا پانی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 19 تنبیہ الخواطر میں جناب الشیخ ورام نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ﴿٨﴾ کے ذیل میں فرمایا: نعیم سے مراد امن، صحت، عافیت ہے۔

حدیث 20 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی نے امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نعمت سے مراد امن اور صحت ہے۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ العصر

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۃ الانشراح کے بعد نازل ہوئی۔ اس کی کُل تین آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن بن ابی العلاء سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی نوافل نمازوں میں سورۂ عصر کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن روشن چہرے اور مسکراتی ہوئی آنکھوں کی ٹھنڈک کے ساتھ محشور کرے گا یہاں تک کہ وہ جنّت میں داخل ہوجائے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور اس کا خاتمہ بالخیر قرار دے گا اور وہ اصحابِ حق میں سے ہوگا اور اگر اس سورہ کو خزانے پر کہ جو زمین میں دفن ہو یا اس کو خزانہ کیا ہو اس پر سورۂ عصر کی تلاوت کرے گا۔ جب تک اس کا مالک اس کو نکال نہ لے گا اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾

[ترجمہ] عصر کی قسم! کہ تمام انسان خسارے میں ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 کمال الدین وتمام النعمۃ میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن سنان سے اور انھوں نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَالْعَصْرِ ۙ﴿۱﴾ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ﴿۲﴾ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: العصر سے مراد ہمارے قائمؑ کے ظہور کا زمانہ ہے اور تحقیق تمام انسان خسارے میں ہیں سے مراد ہمارے دشمن ہیں۔

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۧ﴿۳﴾

[ترجمہ] سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال انجام دیئے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر و استقامت کی وصیت کی۔

تفسیر

حدیث 1 اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے ذیل میں فرمایا: سوائے ان لوگوں کے جو ہماری آیات پر ایمان

https://www.shiabookspdf.com

لائے۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے مراد ہے اپنے بھائی کے ساتھ مواسات (دلی محبت) کی۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ یعنی ایک دوسرے کو امامت کی وصیت کی اور وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾ سے مراد ہے عسر و تنگی اور زمانے کے فتنوں میں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے ہیں۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب عبداللہ بن عبید سے اور انھوں نے جناب محمد بن علی سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کے ذیل میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے خسارے والے لوگوں میں سے اہل صفوت (برگزیدہ) لوگوں کا استثناء کیا ہے کہ الذین اٰمنوا بولایۃ امیر المومنین یعنی سوائے ان لوگوں کے جو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت پر ایمان لائے۔ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جنھوں نے اپنے فرائض کو ادا کیا۔ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ اور ایک دوسرے کو ولایت کی نصیحت و وصیت کرتے ہیں۔ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾ یعنی وہ اپنی اپنی ذُریت کو اور ان کو جو بعد میں خلق ہونا ہے ان کو وصیت اور اس پر صبر کی وصیت کرتے ہیں۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب عبدالرحمٰن بن کثیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿۳﴾ کے ذیل میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اہل صفوت و برگزیدہ لوگوں کا استثناء کیا ہے وہ لوگ خسارے میں نہیں جو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت پر ایمان لائے اور اپنے فرائض کو ادا کیا اور اپنے بعد آنے والی ذُریت اور جو ان کے بعد آنے والے ہیں ان سب کو ولایت کی وصیت کرتے ہیں اور ان کو اس پر صبر کرنے یعنی ولایت پر ثابت قدم رہنے کی وصیت کرتے ہیں۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے نیز اس آیت وَالْعَصْرِ ﴿۱﴾ کے ذیل میں فرمایا ہے کہ قسم ہے: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ﴿۲﴾ یہ جوابِ قسم ہے کہ تمام انسان خسارے میں ہیں اور آخری زمانے تک لوگ خسارے میں ہیں سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال انجام دیئے اور ایک دوسرے کو حق کی وصیت اور صبر کی وصیت کرتے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الھمزۃ

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ قیامت کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل آیات نو ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ الھمزۃ کو اپنی واجب نمازوں میں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس سے فقر کو دُور کردے گا اور اس کے رزق میں اضافہ کردے گا اور اس سے بُری موت کو دُور کردے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ الھمزۃ کی تلاوت کرے گا اس کو اس تعداد کے برابر اجر ملے گا جس تعداد کے لوگوں نے رسولؐ خدا یا آپؐ کے اصحاب کا مذاق اُڑایا تھا اور اگر اس سورہ کو آنکھ پر پڑھا جائے گا تو فائدہ مند ہوگا۔ نیز رسولؐ خدا نے فرمایا: کوئی بندہ اس سورہ کو پڑھے اور لکھے اور آنکھ کے مریض کو باندھ دے تو اس کی آنکھ کی بیماری حکمِ خدا سے دُور ہوجائے گی۔

نیز امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جس بندے کی آنکھ زخمی ہوگئی ہو تو وہ بھی اگر اس سورہ کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس کی آنکھ کا زخم ٹھیک ہوجائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝١ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝٢ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝٣ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝٤ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝٥ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝٦ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝٧ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝٨ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝٩

[ترجمہ] ہر عیب بیان کرنے والے طعنہ دینے والے کے لیے ہلاکت ہے اور جو مال جمع کرتا ہے اور پھر اس کو شمار کرتا رہتا ہے جو خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس کو ہمیشہ کی زندگی دے گا۔ ہرگز نہیں وہ ریزہ ریزہ کرنے والی آگ میں ضرور ڈالا جائے گا۔ آپ کو کیا معلوم وہ آگ کیا ہے۔ وہ اللہ کی بھڑکائی آگ ہے جو دل تک پہنچ جائے گی۔ بلاشبہ وہ ان کو گھیر لے گی لمبے لمبے ستونوں میں۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب محمد بن سلیمان الدیلمی سے اور انھوں نے اپنے والد سلیمان الدیلمی سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝١ کے معنی و مراد کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے آلِ محمدؐ کے حق میں برا کہا ہوگا اور ان کی عیب جوئی اور وہ مقام جو آلِ محمد علیہم السلام کے لیے سزاوار تھا اس پر وہ لوگ بیٹھ گئے۔

حدیث 2 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس سورہ کے معانی ذکر کرتے ہوئے اللہ کے

https://www.shiabooks.pdf.com

اس قول: وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ① کے ذیل میں فرمایا کہ وہ مراد ہیں جو لوگوں پر بہتان لگاتے ہیں اور فقراء کو حقیر اور ان کی توہین کرتے ہیں۔ لمزہ کا معنی ہے کہ وہ گردن اُٹھا کر چلتے ہیں اور جب کسی فقیر اور سائل کو دیکھتے ہیں تو غصے میں آجاتے ہیں۔ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ ② جو مال کو جمع کر کے گن گن کر رکھتے ہیں۔ يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ③ وہ گمان کرتے ہیں کہ ان کا مال ان کو باقی رکھے گا۔ كَلَّا لَيُنبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ④ (ہرگز نہیں ان کو ضرور ریزہ ریزہ کردینے والی آگ میں ڈالا جائے)۔ حطمہ سے مراد وہ آگ ہے جو بہت تیز اور ہر چیز کو توڑ دے گی۔ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ⑤ اے محمدؐ! آپ کو کیا معلوم کہ حطمہ کون سی آگ ہے اور یہ وہ آگ ہے جو اللہ نے بھڑکائی ہے۔ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ⑥ یعنی وہ آگ ہے جو دلوں تک پہنچ جائے گی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ متکبرین کو بشارت دیتے تھے کہ تمھیں بشارت ہو کہ تمھارے سینوں کو آگ سے داغا جائے گا اور پشت کے بل تمھیں آگ پر لٹایا جائے گا۔ إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ⑧ یہ آگ ان کا احاطہ کرے گی۔ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ⑨ جب ان کو لمبے لمبے ستونوں میں قرار دیا جائے گا خدا کی قسم! وہ ان کی جلد کو کھا جائیں گے۔

حدیث 3 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ جناب محمد بن نعمان الاحول سے اور انھوں نے جناب حمران بن اعین سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قیامت کے دن حساب و کتاب کے بعد جب کفار و مشرکین اہل توحید کو جہنم میں دیکھیں گے تو وہ انھیں طعنہ دیں گے: ہم تو جہنم میں ہیں کہ ہم توحید پرست نہیں تھے لیکن تم تو توحید پرست تھے۔ تم جہنم میں کیوں ہو؟ تمھاری توحید پرستی نے تمھیں کوئی فائدہ نہیں دیا۔ تمھارا تو ہم سے بھی بُرا حال ہے۔

اس وقت اللہ کی رحمت جوش میں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہے گا کہ تم ان کی شفاعت کرو۔ پس فرشتے اللہ کی چاہت کے حساب سے ان کی شفاعت کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے فرمائے گا: تم بھی ان کی شفاعت کرو۔ وہ بھی مشیت اللہ کے حساب سے ان کی شفاعت کریں گے۔

پھر اللہ فرمائے گا: میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا مہربان ہوں۔ تم سب میری رحمت کی وجہ سے جہنم سے باہر آجاؤ۔ اس وقت تمام توحید پرست جہنم سے باہر آجائیں گے۔

حدیث 4 الاختصاص میں جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ نے جنت و جہنم کے اوصاف کے باب میں

https://t.me/tehqiqbooks pdf.com

جناب سعید بن جناح سے اور انھوں نے جناب عوف بن عبداللہ ازدی سے اور انھوں نے جناب جابر بن یزید الجعفی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ذیل میں فرمایا: جہنم کے درخت زقوم کی ہر شاخ کے ساتھ ستر ہزار بندے معلق ہوں گے۔ پھر بھی وہ شاخ نہ جھکے گی اور نہ ہی ٹوٹے گی۔ آگ ان کی پیچھے سے داخل ہوگی اور ان کے دلوں تک چلی جائے گی اور ان کے ہونٹوں کو چیر دے گی اور دلوں کو اپنی جگہ سے ہلا دے گی اور ان کی جلد کو گرا دے گی اور ان کے گوشت کو پانی کر دے گی۔ خداوند زندۂ جاوید ان پر غضب ناک ہوگا اور داروغہ جہنم سے فرمائے گا: اے مالک! ان کو مزہ چکھاؤ، ہم سوائے عذاب کے کوئی اضافہ نہیں کریں گے۔ اے مالک! ان پر اضافہ کر اور اضافہ کر آگ کو مزید بھڑکا۔

میرا غضب ان لوگوں پر سخت ہے جنھوں نے میرے عرش کو برا کہا اور مجھے گالیاں دیں اور میرے حق کو خفیف جانا۔ میں جبار بادشاہ ہوں۔

اس وقت مالک اہل جہنم کو ندا دے گا: اے اہل ضلالت اور دُنیا میں اللہ کی نعمات پر تکبر کرنے والوں تم نے ستر کو کیسا پایا ہے؟ تو وہ جواب دیں گے: اس نے ہمارے دلوں کو کھینچ لیا ہے اور ہمارے گوشت کو کھا لیا ہے اور ہماری ہڈیوں کو توڑ دیا ہے لیکن ہماری فریاد سننے والا کوئی نہیں۔ ہماری مدد کرنے والا کوئی نہیں۔

اس وقت مالک جواب دے گا: مجھے میرے ربّ کی عزّت کی قسم! آج میں تمھارے لیے سوائے عذاب کے اور کوئی اضافہ نہیں کروں گا۔ پھر وہ جواب دیں گے: ہمارے ربّ کا ہمارے پر عذاب، یہ ہم پر ظلم نہیں ہے۔

پھر مالک ان سے کہے گا: پس اپنے گناہوں کا اعتراف کرو۔ اصحابِ سعیر کے لیے سحق ہے یعنی رحمتِ خدا سے دُوری ہے۔

پھر اللہ جبار بادشاہ ان پر غضب کرے گا اور فرمائے گا: اے مالک! ان پر آگ اور بھڑکاؤ۔ پس مالک ان پر غضب ناک ہو جائے گا۔ پھر ان پر ایک سیاہ رنگ کا بادل آئے گا جو ان سب پر سایہ کرے گا۔ پھر اہل جہنم کو آواز دی جائے گی جس کو تمام اوّلین و آخرین سب اہل جہنم خواہ وہ سرداروں میں ہو یا چھوٹے لوگوں میں سے ہو۔ سب اس آواز کو سنیں گے۔ ان سے پوچھا جائے گا: تم کیا چاہتے ہو کہ تم پر کس چیز کی بارش ہو؟ وہ جواب میں کہیں گے: ٹھنڈے پانی کی بارش ہو۔ ہائے پیاس! ہماری پریشانی بہت زیادہ ہولناک ہوگئی ہے۔ پھر اس بادل میں ان پر

https://www.shiabookspdf.com

پتھروں، قلاب، چرک (پیپ) اور آگ کے کیڑے مکوڑوں کی بارش ہوگی جس کی وجہ سے سب کے چہرے جل جائیں گے اور ان کی آنکھیں اندھی ہوجائیں گی اور ان کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔ اس وقت کے واویلا کی صدائیں بلند ہوں گی کیونکہ ان کی ہڈیاں گوشت کے بغیر رہ جائیں گی۔ خدا کا غضب ان پر اور سخت ہوجائے گا۔

پھر آواز دے گا: اے مالک! ان پر آگ کو اور بھڑکاؤ اور ایندھن میں اضافہ کرو۔ پھر اس کی موجیں ان کی روحوں کو ستر سال تک آگ میں رکھا جائے گا۔ پھر ان پر اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ ہر دروازہ کا دوسرے دروازے تک کا سفر پانچ سو سال کا ہوگا۔ پھر ہر بندے کے لیے لوہے کے تین تین تابوت ہوں گے جو ایک دوسرے کے اندر ہوں گے جن میں کوئی بات نہ سنی جائے گی سوائے اس کے کہ وہ گدھے اور خچروں کے ہوا کنے کی آوازوں کی مانند ان کی آواز آئے گی اور کتوں کے بھونکنے کی مانند۔ پھر وہ گونگے، بہرے اور اندھے ہوجائیں گے اور وہ بول نہیں سکیں گے سوائے چیخوں کے اور ان پر ان کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ پھر ان کو لمبے لمبے ستون کے ساتھ باندھ دیا جائے گا۔ پس ان پر رحمت داخل نہیں ہوگی اور ان کو غم سے چھٹکارا نہ ہوگا اور وہ آگ پر محیط ہوجائے گی۔ پھر نہ ملائکہ ان کی شفاعت کریں گے اور نہ ہی اہل جنت سے کوئی دوست ان کی شفاعت کرے گا۔ پھر ان کو ان کا ربّ ان کے دوستوں کو ان کی یاد سے بھلا دے گا اور بندوں کے دلوں سے ان کی یاد کو ختم کرے گا۔ وہ کبھی ان کو یاد نہیں کریں گے۔ ہم اللہ سے پناہ طلب کرتے ہیں اور اس کی عفو و درگزر کیونکہ وہ رحمٰن و رحیم ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الفیل

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ کافرون کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل پانچ آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی واجب نمازوں میں سورۃ الفیل کی تلاوت کرے گا قیامت کے دن ہر پہاڑ اور صحرا، ہر چٹان و پتھر و ڈھیلا اس بندے کے حق میں گواہی دے گا کہ یہ نماز گزاروں سے ہے تو قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا: تم نے سچ کہا۔ میں اپنے بندے کے حق میں تمھاری گواہیوں کو قبول کرتا ہوں۔ میرے بندے کو جنّت میں داخل کرو اور اس کا حساب نہ کرو کیونکہ وہ ایسا ہے کہ جیسے میں دوست رکھتا ہوں اور میں اس کے عمل کو پسند کرتا ہوں۔

حدیث 2 خواص القرآن میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو عذاب سے اپنی پناہ میں رکھے گا اور دُنیا میں مسخ ہونے سے محفوظ رکھے گا اور اگر وہ تیر جس کو چلایا جائے اس پر اس سورہ کو پڑھا جائے وہ جس کو بھی لگے گا اس کو مار دے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اگر کوئی مصیبت میں مبتلا بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اس کے مقابل میں آنے والا دشمن بھاگ جائے گا اور جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو قوت عطا کرے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ﴿۱﴾ اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ﴿۲﴾ وَّاَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ﴿۳﴾ تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ﴿۴﴾ فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ ﴿۵﴾

[ترجمہ] کیا آپؐ نے نہیں دیکھا کہ آپؐ کے ربّ نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ کیا اس نے ان کی چال کو بے مقصد نہیں بنا دیا اور ان پر دستے دستے پرندے بھیج دیجئے جو ان پر سخت کنکریاں برسا رہے تھے۔ سو، اس نے ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی مانند بنا دیا۔

تفسیر

حدیث 1 الکافی، جلد اوّل میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابان بن تغلب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب حبش کا بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ آیا تو اس کے ساتھ بڑے بڑے ہاتھی بھی تھے۔ وہ خانہ کعبہ کو گرانے اور خراب کرنے کے لیے آیا تھا۔ اس کے لشکر والوں نے گزرتے ہوئے جناب عبدالمطلبؑ کے اُونٹ چُرا لیے تو جب جناب عبدالمطلب کو اس کے بارے میں اطلاع ملی تو آپؑ حبشہ کے بادشاہ کے پاس آئے تو اذن لینے والے نے آپؑ کے لیے بادشاہ سے اذنِ دخول لیا تو آپؑ اس کے پاس آئے تو اس کے ترجمان نے آپؑ کا تعارف اس کو یوں کروایا: یہ جناب عبدالمطلبؑ ہیں جو رئیس و سردارِ مکّہ ہیں۔ اس نے اپنے ترجمان سے کہا: اس سے پوچھو کہ یہ کیوں تشریف لائے ہیں اور کیا چاہتے ہیں؟ تو ترجمان نے کہا: یہ اپنے اُونٹوں کے بارے میں بات کرنے آئے ہیں جو ہمارے لشکر والوں نے ان کے چُرا لیے ہیں۔ یہ ان کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

حبشہ کے بادشاہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: یہ مکہ کا رئیس و سردار ہے۔ میں ان کے اس گھر کو گرانے و خراب کرنے آیا ہوں اور یہ مجھ سے اپنے اُونٹ چھڑوانے آیا ہے۔ اگر یہ مجھے کہتا کہ میں خانہ کعبہ کو نہ گراؤں تو میں نے مان جانا تھا۔ بہرحال تم لوگ اس کے اُونٹ واپس کردو۔

جناب عبدالمطلب نے اس کے ترجمان سے کہا: بادشاہ کیا کہہ رہا ہے؟ تو ترجمان نے بتایا۔ جناب عبدالمطلبؑ نے فرمایا: اس سے کہہ دو میں اُونٹوں کا مالک ہوں اور اس گھر کا بھی ایک مالک و ربّ ہے۔ وہ خود اس کو روک لے گا۔ پس آپؑ کے اُونٹ واپس کر دیئے گئے اور جناب عبدالمطلب واپس چلے۔ آپؑ واپس جاتے ہوئے ہاتھیوں کے قریب سے گزرے۔ آپؑ نے بڑے ہاتھی کہ جس کا نام محمود تھا، اس سے کہا: اے محمود! تم جانتے ہو کہ تمھارا بادشاہ تمھیں یہاں کیوں لے کر آیا ہے؟ اس نے نفی میں سر ہلایا۔ آپؑ نے فرمایا: وہ تجھے خانہ خدا کو گرانے کے لیے لایا ہے کیا تو ایسا کرے گا؟ اس نے پھر نفی میں سر ہلایا۔ پس جناب عبدالمطلبؑ اس کے بعد اپنی منزل پر واپس آگئے۔

پس دوسرے دن کی صبح ہوئی اور لشکر حبشہ نے حرم میں داخل ہونے کی کوشش کی تو ہاتھیوں نے داخل ہونے سے انکار کردیا۔ جناب عبدالمطلبؑ نے جس پہاڑ پر پناہ لی ہوئی تھی اپنے ساتھیوں میں سے اپنے ایک بیٹے سے کہا: تم دیکھو تمھیں کوئی چیز نظر آرہی ہے؟ اس نے کہا: ہاں، میں ایک سیاہ چیز کے آنے کو دیکھ رہا ہوں جو سمندر کی طرف سے آرہی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: کیا تو اس ساری چیز کو دیکھ رہا ہے؟ اس نے کہا: نہیں جیسے ہی وہ سیاہی قریب آئی تو اس نے کہا: پرندوں کا ایک جھنڈ ہے۔ جھنڈ میں کون سے پرندے ہیں وہ میں نہیں جانتا۔ ان میں سے ہر ایک پرندے کے منہ میں ایک ایک کنکری ہے۔

جناب عبدالمطلبؑ نے فرمایا: عبدالمطلبؑ کے ربّ کی قسم! ان پرندوں کا ہدف فقط یہی قوم ہے جو خانہ خدا کو گرانے آئی ہے۔ پس جب وہ پرندے لشکر کے اُوپر آئے تو انھوں نے اپنی اپنی کنکریاں گرا دیں تو ہر بندے کے سر پر ایک کنکری لگی۔ جس کے سر پر وہ کنکری لگتی تو اس کے مقام پاخانہ سے نکل جاتی اور وہ وہی پر گر کر ہلاک ہوجاتا۔ ان میں سے کوئی فرد نہ بچا سوائے ایک فرد کے جس نے واپس جا کر خبر دی۔ جیسے ہی اس نے واقعہ بیان کرلیا۔ اسی وقت ایک پرندہ اس کے سر پر آیا اور اس کے سر پر بھی ایک کنکری گرائی اور وہ بھی دوسروں کی مانند

https://www.shiabookspdf.com

موقعہ پر ہی ہلاک ہوگیا۔

حدیث 2 الکافی، جلد چہارم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب حبش کا بادشاہ ہاتھی لے کر آیا تاکہ بیت اللہ کو گرا دے تو اس کا لشکر جناب عبدالمطلبؑ کے اُونٹوں کے پاس سے گزرے تو انھوں نے آپؑ کے اُونٹ چُرا لیے۔ پس جناب عبدالمطلبؑ ان کے بادشاہ کے پاس گئے اور اُس سے اپنے اُونٹ واپس کرنے کا کہا۔ پس آپؑ اس کے پاس گئے اور اس کے حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ دربان نے آپؑ کے لیے اجازت طلب کی اور اس سے کہا گیا یہ شخص قریش کا شریف ترین اور عظیم فرد ہے۔ وہ بادشاہ صاحب عقل و مروۃ تھا۔ اس نے آپؑ کا احترام کیا اور آپؑ کو اپنے قریب بلایا۔ پھر اس نے اپنے ترجمان سے کہا: ان سے پوچھو: ان کی کون سی حاجت ہے تاکہ وہ پوری کی جائے؟ تو آپؑ نے فرمایا: تمھارے ساتھی میرے اُونٹوں کے قریب سے گزرے تھے اور وہ میرے اُونٹوں کو چُرا کر لے آئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ میرے وہ اُونٹ واپس کر دیئے جائیں۔

بادشاہ نے کہا: مجھے اس پر تعجب ہوا ہے کہ اس نے مجھ سے اُونٹ واپس کرنے کا کہا ہے۔ اس بندے کا گمان ہے کہ قریش کا عظیم فرد ہے اور عقل مند ترین ہے۔ میرا خیال تھا کہ یہ مجھ سے اس گھر کے بارے میں سوال کرے گا جس کی یہ لوگ عبادت کرتے ہیں۔ اگر یہ مجھ سے یہ سوال کرتا کہ آپ خانۂ خدا کو خراب نہ کریں اور واپس چلیں جائیں تو میں واپس چلا جاتا۔ ترجمان نے بادشاہ کی بات جناب عبدالمطلبؑ کو بتائی تو جناب عبدالمطلبؑ نے فرمایا: اس گھر کا ایک مالک ہے وہ وہ اس کو روک لے گا۔ میں نے فقط اپنے اُونٹوں کے واپس کرنے کا مطالبہ کیا ہے کیونکہ وہ میری ضرورت ہیں۔ پس بادشاہ نے اُونٹ واپس کرنے کا حکم دیا۔ پس جناب عبدالمطلبؑ واپس مڑے اور آپؑ نے حرم کے اطراف میں موجود ہاتھیوں میں سے ایک سے ملے اور اس سے فرمایا: اے محمود! اس نے اپنا سر ہلایا۔ آپؑ نے اس سے فرمایا: کیا تو جانتا ہے کہ یہ تجھے کیوں یہاں لے کر آیا ہے؟ اس نے اپنے سر کو ہلا کر بتایا کہ نہیں۔

آپؑ نے اس سے فرمایا: یہ تجھے اس لیے لے کر آیا ہے تاکہ وہ بیت اللہ کو گرا دے۔ کیا تو ایسا کرے گا؟ اس نے نفی میں سر ہلایا کہ نہیں۔ پس جناب عبدالمطلبؑ حرم میں داخل ہوئے۔ بادشاہ ہاتھیوں کو لے کر آیا تاکہ وہ

https://www.shiabookspdf.com

حرم کی حدود میں داخل ہو۔ پس جب حرم کے اطراف میں آیا تو ہاتھیوں نے اندر داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ پس لشکر والوں نے اس ہاتھی کو مارا لیکن اس نے داخل ہونے سے انکار کر دیا۔ پس بادشاہ نے اطرافِ حرم سے ہر طرف سے اس کو حرم میں داخل کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ وہ داخل حرم نہ ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پرندوں کو بھیجا جن کی چونچوں میں ایک ایک پتھر تھا جو مسور کے دانے کی مانند تھا۔ پھر انھوں نے لوگوں کے سروں پر وہ برسائے۔ پس جس کے سر پر لگتا وہ اس کے مقامِ پاخانہ سے باہر نکل جاتا۔ پورے لشکر میں سوائے ایک بندے کے کوئی نہ بچا۔ پس وہ بھاگ گیا۔ پس ایک کو اللہ نے بچایا تا کہ وہ واپس جا کر اپنے لوگوں کے ساتھ ہونے والے واقعہ کے بارے میں بیان کرے۔ پس اس نے واقعہ کو بیان کرنا شروع کیا جو اس نے دیکھا تھا۔ جب واقعہ کے ذکر سے فارغ ہوا۔ اچانک اس کے سر پر بھی ایک پرندہ ظاہر ہوا۔ جیسے ہی اس نے اپنے سر اُٹھایا اور اس نے کہا: یہ ان پرندوں میں سے ایک ہے۔ پس وہ پرندہ آیا اس نے اس کے سر پر بھی وہ کنکری ماری اور وہ اس کے مقامِ پاخانہ سے نکل گئی اور وہ بندہ بھی موقعہ پر ہی مر گیا۔

حدیث 3 الکافی، جلد ہشتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جمیل بن دراج سے اور انھوں نے جناب ابومریم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۙ﴿۳﴾ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ﴿۴﴾ (اور ان پر ابابیل پرندوں کو بھیجا اور انھوں نے ان پر پتھر برسائے) کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: وہ پرندے تھے جو سمندر کی طرف سے آئے، ان کے سر درندوں کی مانند تھے اور ان کے پنجے بھی درندوں کی پنجوں کی مانند تھے۔ اور ہر پرندے کے پاس تین تین پتھر تھے۔ دو ان کے پاؤں کے پنجوں میں اور ایک ان کی چونچ میں۔

پھر انھوں نے ان پتھروں کے ذریعے لشکر والوں کو مارنا شروع کر دیا۔ جس کے جسم پر وہ پتھر لگتا اس کا جسم اَبلوں (چھالوں) سے پُر ہو جاتا اور وہ اسی سے مر جاتا۔

اس سے قبل اس قسم کے اَبلہ بھی دیکھے نہ گئے تھے اور اس قسم کا پرندوں کا لشکر بھی دیکھنے کو نہ ملا۔ پس اس لشکر والوں سے جو اس دن بھاگ گئے جب وہ حضرموت کے صحرا میں پہنچے جو یمن کے نیچے تھا۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے

https://www.shiabookspdf.com

سیلاب کو مسلط کر دیا اور وہ اس صحرا میں ڈوب گئے حالانکہ پندرہ سال سے اس صحرا میں کوئی پانی نظر نہیں آرہا تھا۔ اسی وجہ سے اس صحرا کو حضر موت کا نام دیا گیا کہ موت حاضر ہوئی، یعنی وہ سب وہاں مر گئے۔

حدیث 4 امالی میں جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ جعفر الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ انھوں نے اپنے بابا اور اپنے جد (دادا) سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حبشہ کے بادشاہ اَبرہہ بن الصباح نے خانہ کعبہ کو گرانے کا ارادہ کیا تو اس نے اپنا لشکر پہلے روانہ کر دیا تھا تا کہ راستے میں غارت گری کرے۔ اس لشکر نے جناب عبدالمطلبؑ کے مویشی پکڑ لیے۔ پس جناب عبدالمطلبؑ بادشاہ کے پاس آئے اور اس کے پاس حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو اس نے آپؑ کو اجازت دی۔ وہ ریشم کے ایک خیمے میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا تو جناب عبدالمطلبؑ نے اس کو سلام کیا اور اس نے جواب دیا۔ اس نے آپؑ کے چہرے کی طرف دیکھا تو اس نے ایک خاص حُسن و جمال و خوبصورتی محسوس کی تو اس نے آپؑ سے کہا: یہ جو نُورانیت اور جمال میں تمھارے چہرے پر دیکھ رہا ہوں کیا یہ تمھارے آباؤ اجداد کی طرف سے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اے بادشاہ! میرے تمام آباؤاجداد میں یہ نورانیت و جمال پایا جاتا ہے تو اَبرہہ بادشاہ نے آپؑ سے کہا: پھر آپؑ کے شرف وفخر وعزّت واحترام کے لیے میں کھڑا ہو جاتا ہوں۔ آپؑ اپنی قوم کے سردار ہیں۔ اس کے بعد اس نے آپؑ کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا اور اس کے بعد اس نے اپنے ہاتھی سائس کے لیے کہا: یہ بہت بڑا ہاتھی ہے۔ سفید رنگ کا تھا اور بادشاہ اس پر دوسرے بادشاہ کے مقابل میں فخر ومباہات کرتا تھا۔ اس کے لیے دو تاج تھے جو مختلف قسم کے جواہرات اور موتیوں سے مزین تھے۔ بادشاہ نے اپنے سپاہیوں سے کہا: اس ہاتھی کو میرے پاس لایا جائے تو سائس ہاتھی کو بادشاہ کے پاس لائے کہ جو ہر قسم کی زینت سے مزین تھا۔ جیسے ہی اس ہاتھی نے جناب عبدالمطلبؑ کو دیکھا اور آپؑ کے سامنے آیا تو اس نے آپؑ کے سامنے سجدہ کر دیا حالانکہ وہ اپنے بادشاہ کے لیے سجدہ نہیں کرتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی زبان کو بولنے کی اجازت دی تو عربی زبان میں بولا اور جناب عبدالمطلبؑ کو سلام کیا۔

جب بادشاہ نے یہ منظر دیکھا تو وہ کانپ گیا اور اس نے گمان کیا کہ یہ جادو ہے۔ تو اس نے حکم دیا کہ اس ہاتھی کو واپس اس کے مقام پر لے جاؤ۔ پھر اس نے جناب عبدالمطلبؑ سے کہا: آپؑ کیوں تشریف لائے ہیں۔ مجھے

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ کی سخاوت و کرم اور فضیلت کی اطلاع مل چکی تھی۔ اور میں نے خود آپؑ کے حُسن و جمال و ہیبت کو دیکھ لیا ہے۔ آپؑ کیا چاہتے ہیں تا کہ میں آپؑ کی حاجت کو پورا کروں؟ جو آپؑ چاہتے ہیں وہ سوال کریں۔ اس کا گمان تھا کہ عبدالمطلبؑ مجھ سے کہے گا کہ آپؑ مکہ سے واپس چلے جائیں۔

جناب عبدالمطلبؑ نے فرمایا: تمھارے لشکر والوں نے میرے مویشی پکڑ لیے ہیں ان کو حکم دو کہ وہ میرے مویشی واپس کر دیں تو وہ حبشی غضب ناک ہوا اور اس نے کہا: آپؑ میری نظر سے گر گئے ہیں کیونکہ تو میرے پاس یہ سوال کرنے آیا ہے کہ تیرے مویشی واپس کر دوں؟ حالانکہ میں اس لیے یہاں آیا ہوں تا کہ تمھارے شرف اور تمھاری قوم کے شرف و عزّت، وہ تمھارا اِکرام جس کی وجہ سے تم تمام اقوام پر ممتاز ہو اور تمھارا یہ گھر ہے جس کے حج کو کرنے کے لیے اطرافِ زمین سے لوگ آتے ہیں اور تم اس کا طواف کرتے ہو۔ اس کو میں گرا دوں۔ آپؑ نے اس گھر کے بارے میں مجھ سے بات نہیں کی۔ آپؑ نے مجھ سے صرف اپنے مویشیوں کے بارے میں سوال کیا۔

جناب عبدالمطلبؑ نے اس سے فرمایا: میں اس گھر کا مالک نہیں ہوں جس کو تو گرانے کے لیے آیا ہے۔ میں اپنے مویشیوں کا مالک ہوں جن کو تیرے لشکر والوں نے پکڑ رکھا ہے۔ میں اس چیز کا سوال کر رہا ہوں جس کا میں مالک ہوں۔ اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے اور مخلوق کی نسبت خود اس کی زیادہ حفاظت کر سکتا ہے اور وہ زیادہ اُولویت رکھتا ہے کہ وہ اس کی حفاظت کرے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ عبدالمطلبؑ کے مویشی واپس کر دیئے جائیں۔ لشکر والوں نے مویشی واپس کر دیئے اور آپؑ جب واپس مکہ کی طرف جانے لگے تو بادشاہ اپنے بڑے ہاتھی اور لشکر کے ساتھ آپؑ کے پیچھے پیچھے چل پڑا تا کہ وہ کعبہ کو گرا دے۔ پس جیسے ہی وہ ہاتھی کو حرم میں داخل کرنا چاہتے تھے تو وہ دوزانو بیٹھ جاتا۔ اور جب اس کو واپس لے کر جانا چاہتے تو وہ بھاگتا ہوا جاتا۔

جناب عبدالمطلبؑ نے اپنے بچوں سے کہا: میرے بیٹے کو بلاؤ۔ انھوں نے جناب عباس کو بلایا۔ کہیں: پھر انھوں نے جناب عبداللہؑ کو بلایا جو رسولؐ خدا کے والد ماجد ہیں۔ جب جناب عبداللہؑ جناب عبدالمطلبؑ کے سامنے آئے تو آپؑ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! کوہِ ابوقبیس پر چلے جاؤ۔ پھر اپنی نظر سمندر کی جانب رکھو۔ پس وہاں سے جو چیز آتی ہوئی نظر آئے اس کے بارے میں مجھے خبر دینا۔

https://www.shiabookspdf.com

جناب عبداللہ کوہِ ابوقبیس پر چڑھ گئے۔ ابھی اُوپر گئے ہی تھے کہ آپؑ نے دیکھا کہ ابابیل ایک سیلاب کی مانند آرہے ہیں تو جنابِ عبداللہ پہاڑ سے نیچے آئے۔ بیت اللہ کی طرف گئے اور سات چکر کا طواف کیا۔ پھر صفاومروہ کے درمیان طواف کیا اور پھر اپنے بابا کے پاس آئے تو ان کو پرندوں کے آنے کی خبر دی۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے بیٹے! اب دیکھو کہ وہ پرندے کیا کرتے ہیں۔ پھر اس کے بارے میں مجھے خبر دینا۔

جناب عبداللہؑ نے دیکھا کہ ان پرندوں نے لشکر کو گھیرے میں لیا ہوا ہے تو آپؑ نے جناب عبدالمطلبؑ کو خبر دی۔ آپؑ نے آواز دی: اے اہل مکہ! نکلو اس لشکر کی طرف جاؤ اور ان کے مالِ غنیمت سے فائدہ اُٹھاؤ تو اہلِ مکہ جیسے ہی لشکر کے پاس آئے تو وہ سب بوسیدہ لکڑیوں کی مانند پایا۔ ہر پرندے کے پاس تین پتھر تھے۔ ایک ایک ان کے منہ میں اور دو دو ان کے پنجوں میں تھے اور ہر ایک پتھر نے لشکر کے ایک ایک فرد کو مار دیا۔ پس جب سارے مر گئے اور اہل مکہ والے لشکر کے پاس آگئے تو وہ پرندے واپس چلے گئے۔ اس سے قبل اور نہ اس کے بعد کسی نے ان پرندوں کو نہ دیکھا۔ جب تمام لشکر والے ہلاک ہوگئے تو جناب عبدالمطلبؑ بیت اللہ کے پاس آئے اور غلاف کو پکڑا اور یوں شعر کہے:

یاحابس الفیل بذی المغمس جسته کانه مکوکس

فی مجلس تزهق فیه الانفس

''اے وہ ذات جس نے ہاتھی کو مقامِ مغمس پر روک رکھا۔ تُو نے اس اس کو محبوس رکھا جیسا کہ تو اس کو ایک چھوٹے سے کاسہ میں بند کر دیا ہے کہ جس میں ان کی جان برلب آگئی''۔

پھر آپؑ جب اپنی قوم کی طرف آئے تو آپؑ نے یوں کہا:

طارت قریش اذا رات خمیسا فظلت فردا لا اریٰ انیسا

ولا احس منهم حسیسا الا اخالی ماجدا نفیسا

سودا فی اهله رئیسا

''جب قریش نے لشکر کو دیکھا تو سب فرار کر گئے۔ پس میں اکیلا رہ گیا۔ میں کسی کو مددگار نہیں دیکھ رہا تھا۔ میں نے ان میں کسی شخص کو احساس مند اور باشعور محسوس نہیں کیا سوائے اپنے اپنے بھائی کے کہ جو بزرگوار اور نفیس ہے''۔

http://www.shiabooks.pdf.com

حدیث 5 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس سورہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: جب حبشہ کا بادشاہ ہاتھی کے ساتھ آیا تاکہ خانہ کعبہ کو گرائے۔ جب وہ لشکر مسجد کے دروازے کے قریب آیا تو جناب عبدالمطلب نے ان کے ہاتھی سے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ یہ تیرے ذریعے کیا کرنا چاہتے ہیں؟ اس نے سر کے ذریعے جواب دیا: نہیں، آپؑ نے اس سے فرمایا: یہ لوگ بیت اللہ کو گرانا چاہتے ہیں کیا تو ایسا کرے گا؟ اس نے پھر سر نفی میں ہلایا پس حبشہ والوں نے پوری کوشش کی کہ یہ ہاتھی مسجد میں داخل ہو، وہ نہ ہو۔ انھوں نے اس پر تلواروں سے حملہ کیا اور اس کو کاٹ دیا۔ وہ مر گیا لیکن مسجد کے اندر داخل نہ ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر ابابیل پرندوں کو بھیجا اور انھوں نے ان پر کنکریاں ماریں۔

آپؑ نے فرمایا: ہر پرندے کے پاس تین تین کنکریاں تھیں۔ ایک ایک منہ میں اور دو دو پنجوں میں پھر وہ ان کے سروں پر آئے اور ان کے سروں پر وہ کنکریاں برسا دیں۔ پس وہ کنکری دماغ میں داخل ہوئی اور مقام پاخانہ سے نکل جاتی۔ پس ان کے بدن یوں گرے ہوئے تھے جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ وہ کھائے ہوئے بھوسے کی مانند ہو گئے تھے۔



maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ القریش

یہ سورہ مکّی ہے جو سورۃ التین کے بعد نازل ہوئی تھی اور اس کی چار آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ قریش کی زیادہ تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو قیامت کے دن جنّت کی سواریوں میں ایک سواری پر سوار کرے گا۔ یہاں تک کہ وہ قیامت کے دن نُور کے دسترخوان پر بیٹھے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ان لوگوں کی تعداد کے برابر اجروثواب دے گا جن لوگوں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا ہوگا اور مسجد الحرام میں اعتکاف بیٹھے ہوں گے۔ نیز فرمایا: جو بندہ سورۂ قریش کو کھانے پر پڑھے گا تو وہ اس کھانے کو اپنے لیے باعثِ شفاء پائے گا اور اس کے بُرے اثرات سے وہ محفوظ رہے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں نیز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو کھانے پر پڑھے گا تو وہ اس کھانے کی کوئی بُرائی نہیں دیکھے گا۔

حدیث 4 خواص القرآن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کو کھانے پر پڑھے گا تو اس کا وہ کھانا ہر بیماری سے شفاء پائے گا اور اگر اس سورہ کو پانی پر پڑھا جائے اور پھر اس پانی کو اس بندے کے چہرے پر چھڑکاؤ کیا جائے جو دل کی بیماری میں مبتلا ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا سبب کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے وہ بیماری دُور کردے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

لِاِیۡلٰفِ قُرَیۡشٍ ۙ﴿۱﴾ اٖلٰفِہِمۡ رِحۡلَۃَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیۡفِ ۚ﴿۲﴾ فَلۡیَعۡبُدُوۡا رَبَّ ہٰذَا الۡبَیۡتِ ۙ﴿۳﴾ الَّذِیۡۤ اَطۡعَمَہُمۡ مِّنۡ جُوۡعٍ ۬ۙ وَّ اٰمَنَہُمۡ مِّنۡ خَوۡفٍ ﴿۴﴾

[ترجمہ] قریش کو مانوس رکھنے کی خاطر اور سردی اور گرمی کے سفروں سے مانوس رکھنے کی خاطر انھیں چاہیے کہ وہ اس گھر کے ربّ کی عبادت کریں جس نے انھیں بھوک میں کھانا کھلایا اور خوف میں امن دیا۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے ذکر کیا ہے کہ یہ سورہ قریش کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ قریش کا ذریعہ معاش ان کے دو سفر تھے جو وہ سردیوں میں یمن کی طرف اور گرمیوں میں شام کی طرف کرتے تھے اور مالِ تجارت لے کر جاتے تھے۔ جب سفر پر جاتے تو اپنے میں سے ایک کو اپنا سردار قرار دیتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے رسولؐ خدا کو مبعوث کیا اور اطراف سے وفود آنا شروع ہوئے تو قریش والے ان سفروں سے بے نیاز ہوگئے کیونکہ لوگوں کے وفد آتے تھے اور لوگ حج کرنے آتے تو اپنے ساتھ مالِ تجارت لے آتے تو یوں قریش والوں کو تجارت کے لیے باہر جانے کی ضرورت نہ رہی۔ تو خدا نے فرمایا: اب قریش کو چاہیے کہ وہ خانہ کعبہ کے ربّ کی عبادت کریں جس کی وجہ سے ان کو شام اور یمن کی طرف سفر کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الماعون

یہ سورہ مکّی ہے۔ اس کی کل آیات سات ہیں۔ پہلی تین مدنی ہیں اور باقی چار مکی آیات ہیں اور یہ سورۂ تکاثر کے بعد نازل ہوئی تھی

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن ثابت سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی واجب اور نوافل نمازوں میں سے سورۂ ماعون کی تلاوت کرے گویا وہ ان افراد میں سے ہوگا جن کی نماز اور روزے کو اللہ قبول کرے گا اور جو کچھ اسے دُنیا میں نعمات دی گئی ہیں ان کا حساب نہیں ہوگا

حدیث 2 خواص القرآن میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۂ ماعون کی تلاوت کرے گا تو جب تک وہ زکوٰۃ ادا کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور جو بندہ نمازِ فجر کے بعد اس سورہ کو سومرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے آنے والی نمازِ فجر تک حفاظت کرے گا۔

حدیث 3 خواص القرآن میں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ نمازِ عشاء کے بعد اس کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ آنے والے دن کی نمازِ عشاء تک اس کی حفاظت کرے گا۔

حدیث 4 حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ نمازِ عصر کے بعد اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے حفظ وامان میں رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ ①

[ترجمہ] کیا آپؐ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو جزا و سزا کے دن کی تکذیب کرتا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب الحسن بن علی بن زکریا بن عاصم سے اور انھوں نے ہیثم سے اور انھوں نے جناب عبداللہ الرمادی سے نقل کیا ہے، انھوں نے جناب علی بن موسیٰ الرضاؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے اجداد کے ذریعے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ ① کے ذیل میں فرمایا: دین کے انکار سے مراد ہے جس نے امیرالمومنینؑ کی ولایت کا انکار کیا ہے۔

حدیث 2 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابواسامہ سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس آیت کے ذیل میں فرمایا: دین سے مراد ولایت ہے یعنی جس نے ہماری ولایت کا انکار کیا ہے۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس سورہ کے معانی بیان کرتے ہوئے اس آیت: اَرَءَیۡتَ الَّذِیۡ یُکَذِّبُ بِالدِّیۡنِ ① (کیا آپؐ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے روز جزاء کی تکذیب کی) کے ذیل میں فرمایا: اس شخص سے مراد ابوجہل اور قریش والے ہیں۔

فَذٰلِکَ الَّذِیۡ یَدُعُّ الۡیَتِیۡمَ ② وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الۡمِسۡکِیۡنِ ③ فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ ④ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنۡ صَلَاتِہِمۡ سَاہُوۡنَ ⑤ الَّذِیۡنَ ہُمۡ یُرَآءُوۡنَ ⑥ وَیَمۡنَعُوۡنَ الۡمَاعُوۡنَ ⑦

https://www.shiabookspdf.com

[ترجمہ] یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پس ایسے نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں، جو ریاکاری کرتے ہیں اور ضرورت مندوں کو معمولی چیز دینے سے بھی گریز کرتے ہیں۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۙ﴿۲﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد ہے وہ یتیم کو اس کا حق ادا نہیں کرتا۔ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۙ﴿۳﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ وہ مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت نہیں رکھتا۔ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ﴿۴﴾ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ﴿۵﴾ (پس ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نمازوں سے غفلت برتتے ہیں) کے ذیل میں لکھا: اس سے مراد ہے کہ وہ نماز کو چھوڑ دیتے ہیں کیونکہ جو انسان نماز میں غفلت کرتا ہے وہ نماز کو ترک کرنے والا ہے۔

نیز امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ نماز کو اوّل وقت سے آخری وقت تک بغیر عُذر کے مؤخر کرتا ہے اس نے نماز کو ضائع کر دیا ہے۔ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ﴿۶﴾ یعنی جو اپنے کاموں میں ریاکاری کرتے ہیں۔ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۙ﴿۷﴾ (یعنی وہ معمولی چیزیں ایک دوسرے کو دینے سے گریز کرتے ہیں)۔ یعنی چراغ و آگ، آٹا یا دوسری ضرورت کی چیزیں۔ ایک روایت میں ہے کہ خمس اور زکوٰۃ بھی حق دار کو نہیں دیتے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مفضل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اس آیت: الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ﴿۵﴾ (جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں) کے ذیل میں لکھا ہے کہ مراد وہ جو نماز (کے حق) کو ضائع کرتے ہیں۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۙ﴿۷﴾ کے ذیل میں فرمایا ہے کہ اس سے مراد یہ کہ حق دار کو قرض نہیں دیتے اور کسی کے ساتھ احسان نہیں کرتے۔ گھر کی چیز کسی کو عاریتاً نہیں دیتے، زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔

راوی: میں نے عرض کیا: میرا ایک ہمسایہ ہے۔ اگر اس کو چیز دی جائے تو وہ توڑ دیتا ہے یا خراب کر دیتا

https://www.shiabookspdf.com

ہے تو اگر میں اس کو روک دوں، کوئی چیز نہ دوں تو کیا میرے لیے کوئی گناہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ اس طرح کرتا ہے تو اس کو چیز نہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث 4 الخصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے باپ دادا کے ذریعے امیر المومنین علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز سے زیادہ اللہ کی بارگاہ میں کوئی عمل محبوب نہیں۔ لہٰذا تمھارا کوئی کام نماز کو اوّل وقت سے دیر نہ کروا دے کیونکہ اللہ نے ایک قوم کی اس وجہ سے مذمت کی ہے کیونکہ وہ لوگ نماز سے غافل تھے۔

حدیث 5 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یونس بن عمار سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت: الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ کے بارے میں سوال کیا: کیا یہ نماز سے غفلت وسوسہ شیطانی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، یہ ہر ایک کو لاحق ہوجاتا ہے۔ وہ غافل ہوجاتا ہے اور نماز کو اوّل وقت سے دیر کردیتا ہے۔

حدیث 6 مجمع البیان میں جناب ابواسامہ زید الشحام سے نقل ہوا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی آیت کے بارے میں سوال کیا کہ "ساھون" سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نماز کو ترک کرنا اور اس کے بارے میں سستی کرنا ہے۔ نیز امام ابوالحسن علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ اس سے مراد ضائع کرنا ہے۔

حدیث 7 مجمع البیان میں جناب طبرسی نے اس آیت يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝ کے ذیل میں بیان کیا اس میں مختلف آراء ہیں۔ ایک قول ہے کہ زکوٰۃ واجب ادا نہیں کرتے۔ بعض نے بیان کیا: حقدار کو قرض نہیں دیتے اور احسان نہیں کرتے۔ اور گھر کا سامان عاریتاً نہیں دیتے۔

راوی: میں نے عرض کیا کہ میرا ہمسایہ ہے اور جب اسے کوئی چیز دی جاتی ہے تو وہ یا توڑ دیتا ہے یا خراب کردیتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اسے کوئی چیز نہ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الکوثر

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۃ العادیات کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل تین آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی واجب اور نوافل نمازوں میں سورۂ کوثر کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو کوثر سے سیراب کرے گا اور وہ شجرۂ طوبیٰ کے نیچے رسولؐ خدا کے ساتھ باتیں کرے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ سورۃ الکوثر کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے الکوثر نہر سے اور جنّت کی ہر نہر سے سیراب کرے گا اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ جتنے بندوں نے یومِ قربان اللہ کے قرب کے لیے قربانی کی ہوگی ان کی تعداد سے دس گنا زیادہ نیکیاں دے گا اور جو بندہ شبِ جمعہ سومرتبہ اس کی تلاوت کرے گا تو وہ خواب میں خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے گا کیونکہ کوئی اور رسولؐ خدا کی شکل میں نہیں آسکتا، یعنی اس نے خود رسولؐ خدا کو دیکھا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ۝۱

[ترجمہ] یقیناً ہم نے آپؐ کو کوثر عطا کی ہے۔

تفسیر

حدیث 1 امالی میں جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ سورہ اِنَّاۤ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ۝۱ نازل ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے آپؐ سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ کوثر کیا ہے؟

رسولِؐ خدا نے فرمایا: یہ ایک نہر ہے جس کے ذریعے اللہ نے مجھے عزت و اکرام بخشا ہے۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ اس نہر کے بارے میں بیان فرمائیں۔

رسولِؐ خدا نے فرمایا: اے علیؑ! الکوثر وہ نہر ہے جو اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے سے جاری ہوتی ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور مکھن سے زیادہ نرم و ملائم اور اس کے اندر جو کنکریاں ہوں گی وہ زبرجد اور یاقوت کی ہیں۔ اس کے کناروں پر جو گھاس ہے وہ زعفران کا ہے اور اس کے اندر جو ریت ہے وہ مشک و عنبر کی ہے اور اس کا مرکز عرش کے نیچے سے ہے۔

پھر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ حضرت علیؑ کے پہلو پر مارا اور فرمایا: اے علیؑ! یہ نہر میرے اور آپؑ کے اور آپؑ کے بعد آپؑ کے محبوں کے لیے ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں: اسی روایت کو جناب شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی امالی میں نقل کیا ہے۔ انھوں نے بھی جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

حدیث 2 امالی میں جناب الشیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کیا ہے، وہ بیان

http://www.shiabookspdf.com

کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے پانچ چیزیں عطا کی ہیں اور حضرت علیؑ کو بھی پانچ چیزیں عطا کی ہیں:

① مجھے جوامع الکلام عطا فرمایا ہے اور علیؑ کو جوامع العلوم عطا کیا ہے۔

② مجھے نبیؐ بنایا ہے اور علیؑ کو وصی بنایا ہے۔

③ مجھے کوثر عطا کی ہے اور علیؑ کو سلسبیل عطا کی ہے۔

④ مجھے وحی عطا کی ہے اور علیؑ کو الہام دیا ہے۔

⑤ مجھے رات کے وقت آسمانوں کی سیر کروائی ہے اور علیؑ کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے اور پردے ہٹا دیئے گئے یہاں تک کہ میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا اور وہ میری طرف دیکھ رہا تھا۔

اس کے بعد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گریہ کیا تو میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں آپؐ روئے کیوں ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: اے ابن عباسؓ! شبِ معراج پہلی بات جو اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کی وہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمدؐ! اپنے نیچے کی طرف دیکھو۔ پس میں نے نیچے کی طرف دیکھا تو تمام پردے ہٹا دیئے گئے اور آسمانوں کے سارے دروازے کھول دیئے گئے۔ میں نے علیؑ کی طرف دیکھا جبکہ وہ اپنا سر اُٹھائے ہوئے مجھے دیکھ رہے تھے۔ پس میں نے اس سے بات کی اور اس نے مجھ سے بات کی اور میرے ربّ نے بھی مجھ سے بات کی۔

ابن عباسؓ: میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کے ربّ نے آپؐ سے کون سی بات کی تھی؟

آپؐ نے فرمایا: میرے اللہ نے فرمایا: اے محمدؐ! میں نے علیؑ کو آپؐ کا وصی اور آپؐ کا وزیر اور آپؐ کے بعد آپؐ کا خلیفہ قرار دیا ہے۔ پس اس کو اس کے بارے میں اطلاع دے دی۔ وہ تیری کلام کو سن رہا ہے۔ پس میں نے اپنے ربّ کے سامنے علیؑ کو اس کے بارے میں اطلاع دی۔

تو علیؑ نے مجھے کہا: میں نے قبول کیا اور میں نے اطاعت کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ علیؑ کو سلام کریں تو ملائکہ نے علیؑ کو سلام کیا تو علیؑ نے ملائکہ کے سلام کا جواب دیا۔

https://www.shiabookspdf.com

پھر میں نے ملائکہ کو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کو اس کی مبارک دے رہے تھے اور آسمان کے ملائکہ میں سے جس کے پاس سے بھی میں گزرا اُس نے مجھے مبارک دی۔

سب نے کہا: اے محمدؐ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو برحق مبعوث فرمایا۔ علیؑ کے آپؐ کے خلیفہ قرار دیئے جانے کی وجہ سے تمام ملائکہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ سب خوش ہوگئے ہیں۔ پھر میں نے حاملانِ عرش کو دیکھا کہ انھوں نے بھی اپنے سر نیچے جھکائے ہوئے ہیں تو میں نے جنابِ جبرئیلؑ سے پوچھا: اے جبرئیلؑ! انھوں نے اپنے سر کیوں جھکائے ہوئے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: یارسولؐ اللہ! آسمان کے تمام ملائکہ نے خوش ہوکر علیؑ کے چہرے کی زیارت کی ہے سوائے ان حاملانِ عرش کے۔ پھر انھوں نے بھی اپنے ربّ سے علیؑ کی زیارت کی اجازت طلب کی تھی۔ اب اللہ نے ان کو بھی اجازت دی ہے کہ پس یہ بھی علیؑ کے چہرے کی زیارت کر رہے ہیں۔

اے ابن عباسؓ! جب میں آسمانوں سے واپس آیا تو میں نے علیؑ کو اس سب کے بارے میں خبر دی تو اس نے مجھے بھی اس کے بارے میں خبر دی تو مجھے معلوم ہوگیا کہ جو کچھ میں نے وہاں جاکر دیکھا ہے کہ علیؑ کے لیے پردے ہٹا دیئے گئے تھے۔ اس نے زمین سے سب کچھ دیکھا ہے۔

جناب ابن عباسؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھے نصیحت و وصیت کریں۔

آپؐ نے فرمایا: اپنے لیے علیؑ کی ولایت و مودت کو لازم قرار دو۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق نبی بنا کر مبعوث کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بندے کی کوئی نیکی قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ اس سے علیؑ ابن ابی طالبؑ کی محبت کے بارے میں سوال کرے گا حالانکہ اللہ زیادہ جانتا ہے۔ اگر بندے کے پاس علیؑ کی ولایت ہوگی تو پھر اس کی نیکی کو قبول کیا جائے گا اور اگر اس کے پاس علیؑ کی ولایت نہیں ہوگی تو اس کی کوئی نیکی قبول نہیں کی جائے گی۔ پھر اس کو جہنم میں جانے کا حکم دے دیا جائے گا۔

اے ابن عباسؓ! جہنم کی آگ علیؑ کے دشمن پر اس سے زیادہ سخت اور شدید ہوگی جو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ کا کوئی بیٹا ہے۔

پھر فرمایا: اے ابن عباسؓ! اگر تمام مقرب فرشتے اور تمام انبیاء و مرسلین بھی علیؑ کے بُغض پر جمع ہوجائیں

https://www.shiabookspdf.com

اگرچہ ایسا ہوگا نہیں تو اللہ سب کو جہنم میں ڈال دے گا (اگرچہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی فرشتہ یا نبیؑ علیؑ سے بُغض رکھے یہ صرف محال کا فرض ہے اور محال کا فرض محال نہیں ہے)۔

ابن عباسؓ: میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا کوئی بندہ ایسا ہوگا جو علیؑ سے بُغض رکھے گا؟

آپؐ نے فرمایا: ہاں اے ابن عباسؓ! ایک قوم ہوگی جو اپنے آپ کو میری اُمت کہے گی حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اسلام میں کوئی حصّہ نہیں قرار دیا (یعنی وہ میری اُمت ہونے کا دعویٰ کریں گے حالانکہ وہ مسلمان نہیں ہوں گے)۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اے ابن عباسؓ! ان کی علامت یہ ہوگی کہ غیروں کو علیؑ سے افضل قرار دیں گے۔

پھر فرمایا: اے ابن عباسؓ! مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق نبیؐ بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبیؐ ایسا نہیں بنایا جو مجھ سے زیادہ مکرم و افضل ہو اور کوئی وصی نہیں بنایا جو میرے وصیؑ سے زیادہ مکرم اور افضل ہو۔

جناب ابن عباسؓ نے فرمایا: خدا کی قسم! جب سے مجھے رسولؐ خدا نے نصیحت کی میں اسی پر قائم رہا اور میرے نزدیک میرا یہ عمل سب سے بڑا عمل تھا۔ پھر کچھ وقت گزرا اور رسولؐ خدا کی رحلت کا وقت آیا تو میں نے آپؐ سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوجائیں۔ آپؐ کی وفات کا وقت قریب آگیا ہے۔ آپؐ مجھے کیا حکم فرمائیں گے؟

آپؐ نے مجھے فرمایا: اے ابن عباسؓ! جو علیؑ کی مخالفت کرے تو اس کا مخالف ہوجا، کبھی اس کے مخالف کا ولی و مددگار نہ بننا۔

ابن عباسؓ: میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ لوگوں کو حکم کیوں نہیں دیتے کہ علیؑ کی مخالفت نہ کرنا۔

آپؐ روئے اور فرمایا: ابن عباسؓ! میرے ربّ کا علم اس سے سبقت کرچکا ہے (یعنی ایسا ہوکر رہے گا)۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اے ابن عباسؓ! مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق نبیؐ بنایا ہے۔ علیؑ کا مخالف اور آپؑ کی ولایت کا منکر کوئی بھی اس دنیا سے نہیں جائے گا مگر یہ کہ اللہ اس کی نعمت کو تبدیل کردے گا۔

اے ابن عباسؓ! اگر تُو چاہتا ہے کہ تیری تیرے ربّ سے ملاقات اس حالت میں ہو کہ تیرا ربّ تجھ سے راضی ہو تو پھر علیؑ کے طریقہ پر چلنا۔ جدھر علیؑ میلان کریں تو بھی اُدھر میلان کرنا اور اس کے امامؑ ہونے پر راضی رہنا

https://www.shiabookspdf.com

اور جو علیؑ سے دشمنی کرے اس کا دشمن ہو جانا اور جو علیؑ سے محبت کرے اس سے محبت کرنا۔

پھر فرمایا: اے ابن عباسؓ! خبردار اس کے بارے میں شک نہ کرنا کیونکہ علیؑ کے بارے میں شک کرنا اللہ کا کفر و انکار کرنا ہے۔

حدیث 3 امالی میں جناب الشیخ نے جناب عطا سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ جوامع الکلام کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ قرآن پاک ہے۔

حدیث 4 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابن عباسؓ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ کے ذیل میں فرمایا کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے اور اس کی گہرائی زمین سے ستر ہزار فرسخ ہے اور اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں اور مکھن سے زیادہ نرم و ملائم ہے اور اس کے اندر کے سنگریزے لؤلؤ و مرجان، زبرجد اور یاقوت کے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ نے انبیاءؑ میں سے فقط اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ خاص قرار دی ہے۔

حدیث 5 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب زید بن علی سے اور انھوں نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جبرئیلؑ نے جنت میں میرا گھر اور میری اہل بیتؑ کے گھر کوثر پر مجھے دکھائے۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب انس بن مالکؓ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جب مجھے ساتویں آسمان کی سیر کروائی جارہی تھی تو جنابِ جبرئیلؑ نے مجھے کہا: اے محمدؐ! آگے بڑھو اور اس نے مجھے کوثر دکھائی اور کہا: اے محمدؐ! یہ کوثر آپؐ کے لیے ہے، کسی اور نبیؐ کے لیے نہیں ہے۔ پھر میں نے کوثر کے کنارے بہت سے محل دیکھے جو لؤلؤ و در و یاقوت کے تھے۔ پھر جنابِ جبرئیلؑ نے کہا: اے محمدؐ! یہ محل آپؐ کے اور آپؐ کے وزیر و وصی علیؑ اور ان کی ذُریتؑ کی محل سکونت ہیں۔

پھر رسولِؐ خدا نے فرمایا کہ میں نے کوثر کے کنارے ریت پر ہاتھ مارا اور اس کی خوشبو کو سونگھا تو وہ مشک کی

https://www.shiabookspdf.com

تھی اور وہ جو محل تھے ایک کی اگر ایک اینٹ سونے کی تھی تو دوسرے کی چاندی کی تھی۔

حدیث 7 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب حمران بن اعین سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ ظہر ادا کی اور پھر حضرت علی علیہ السلام کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: اے علیؑ! یہ کون سا نُور ہے جس نے آپؑ کو گھیرا ہوا ہے؟

آپؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آج رات مجھ پر جنابت طاری ہوئی۔ میں صحرا میں گیا لیکن پانی نہ ملا۔ پس میں واپس آرہا تھا کہ کسی نے مجھے آواز دی۔ جیسے ہی میں نے مڑ کر دیکھا تو ایک برتن شیشے کا تھا جو پانی سے بھرا ہوا تھا اور دوسرا برتن سونے کا تھا اور وہ بھی پانی سے پُر تھا۔ میں نے اس پانی سے غسل کیا۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! وہ آواز دینے والا جبرئیلؑ تھا اور وہ پانی اس نہر کا تھا جس کا نام کوثر ہے اور کوثر کے کناروں پر بارہ ہزار درخت ہیں اور ہر درخت کی تین سو ساٹھ شاخیں ہیں اور جب اہل جنّت موسیقی کا ارادہ کریں گے تو وہ ہوا ان شاخوں کو ہلائے گی اور اس کے اندر سے آواز پیدا ہوگی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اہل جنّت کے لیے لکھ نہ دیا ہوتا کہ تم نے مرنا نہیں تو اس آواز کی وجہ سے لوگ شوق اور خوشی میں مرجاتے۔ اور یہ نہر جنّتِ عدن میں ہے اور یہ میرے اور آپؑ کے لیے اور فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے لیے ہے۔ اس کے علاوہ کسی کا اس میں کوئی حصّہ نہیں ہے۔

حدیث 8 المناقب الفاخرۃ میں جناب سیّد رضی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب انس بن مالک سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر اور عمر دونوں سے کہا: تم دونوں علیؑ کے پاس جاؤ تاکہ وہ تم دونوں سے بیان کرے کہ آج شب اس کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا اور میں بھی تمھارے پیچھے پیچھے آرہا ہوں۔

جناب انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت علیؑ کی طرف گئے۔ دروازے پر آئے۔ ہم نے علیؑ کو باہر بلایا۔ آپؑ باہر تشریف لائے اور فرمایا: کیا کوئی واقعہ رُونما ہوگیا ہے؟

ہم نے عرض کیا: نہیں بلکہ رسولؐ خدا نے ہمیں فرمایا ہے کہ تم سب علیؑ کے پاس جاؤ تاکہ وہ تمھیں بیان کریں کہ امشب اس کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہے۔ اسی اثناء میں رسولؐ خدا بھی تشریف لے آئے۔

آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! امشب جو واقعہ آپؑ کے ساتھ پیش آیا ہے وہ ان کو بیان کرو۔

https://www.shiabookspdf.com

جناب علیؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! مجھے شرم محسوس ہو رہی ہے۔

آپؐ نے فرمایا: ان کو بیان کرو۔ جب حق بیان کرنے میں اللہ شرم محسوس نہیں کرتا تو آپؐ کیوں کر رہے ہیں؟

حضرت علیؑ نے بیان کیا: امشب میں نے طہارت کے لیے پانی کا ارادہ کیا تو گھر میں پانی موجود نہیں تھا اور صبح ہونے والی تھی اور مجھے خوف محسوس ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ میری نماز فوت ہو جائے۔ میں نے حسنؑ کو ایک طرف روانہ کیا اور حسینؑ کو دوسری طرف تا کہ وہ دونوں پانی تلاش کریں۔ دونوں کے آنے میں دیر ہوگئی اور مجھ پر حزن طاری ہونا شروع ہوا کہ نماز ضائع نہ ہو جائے کہ اچانک میں نے دیکھا کہ میرے گھر کی چھت پھٹی اور وہاں سے ایک بالٹی جس کو کپڑے سے ڈھانپا ہوا تھا وہ زمین پر آئی۔ جیسے ہی میں نے کپڑے کو ہٹایا تو وہ بالٹی پانی سے پُر تھی۔ پس میں نے اس پانی سے طہارت کی اور باقی پانی سے غسل کیا اور نماز ادا کی۔ پھر وہ بالٹی اور وہ تولیہ اُوپر چلا گیا اور چھت پھر مل گئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! وہ بالٹی جنت سے تھی اور وہ پانی کوثر کا تھا اور وہ تولیہ جنت کا تھا۔ اے علیؑ! آپؑ کی مثل کون ہو سکتا ہے کہ جبرئیلؑ نے امشب آپؑ کی خدمت کی۔

حدیث 9 الاحتجاج میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہودیوں سے ایک مکالمہ ذکر کیا ہے۔

یہودیوں نے کہا: اے محمدؐ! حضرت نوحؑ آپؐ سے افضل ہیں؟

رسولؐ خدا نے فرمایا: وہ کیوں؟

انھوں نے کہا: حضرت نوحؑ کشتی پر سوار ہوئے اور وہ کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: مجھے وہ چیز عطا ہوئی ہے جو اس سے افضل ہے۔

انھوں نے کہا: وہ کون سی چیز ہے؟

آپؐ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں ایک نہر عطا فرمائی ہے جو عرش کے نیچے سے جاری ہوتی ہے اور اس پر ایک لاکھ گھر ہیں جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنے ہوئے ہیں۔ جس کی گھاس زعفران ہے اور اس کے سنگریزے یاقوت و دُر کے ہیں اور اس کی تہہ کی زمین سفید مُشک کی ہے۔ اور یہ میرے اور میری اُمت

https://www.shiabookspdf.com

کے لیے خیر ہے اور اسی کو اللہ کے اسی قول نے بیان کیا ہے: اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ ۝۱

انھوں نے کہا: اے محمدؐ! آپؐ نے سچ فرمایا۔ یہ چیز تورات میں لکھی ہوئی ہے۔ یہ اس سے افضل و خیر ہے۔

حدیث 10 مجمع البیان میں جناب الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس الکوثر کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے فرمایا: جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسولؐ خدا کے بیٹے (ابراہیمؑ) کے عوض میں عطا کی ہے۔ ایک قول ہے کہ الکوثر سے مراد شفاعت ہے اور اس کو امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

حدیث 11 روضۃ الواعظین میں جناب علی بن فارسی نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ سورۂ کوثر نازل ہوئی تو رسولؐ خدا منبر پر تشریف لے گئے اور آپؐ نے اس کی تلاوت فرمائی۔ جب آپؐ منبر سے اُترے تو لوگوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ کیا چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عطا فرمائی ہے؟

آپؐ نے فرمایا: جنت میں ایک نہر ہے جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید، شہد سے زیادہ شیریں اور تیر سے زیادہ سیدھی ہے اور اس کے کناروں کی کنکریاں دُر و یاقوت کی ہیں اور اس پر پرندے سبز رنگ کے اور ان کی گردن اُونٹ کی مانند ہیں۔

لوگوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ پرندے کتنی بڑی نعمت ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: کیا میں اس سے بھی بڑی نعمت جو اللہ نے مجھے دی ہے اس کے بارے میں تجھے نہ بتاؤں؟

سب نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیوں نہیں آپؐ بیان فرمائیں۔

آپؐ نے فرمایا: جو ان پرندوں سے کھائے گا اور کوثر سے سیراب ہوگا وہ اللہ کی رضوان کے ساتھ کامیاب ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا ہے کہ یا اپنی آدھی اُمت کو جنت میں داخل کرلوں یا حق شفاعت حاصل کروں تو میں نے حق شفاعت کو اختیار کیا ہے کیونکہ یہ عام ہے اور میرے لیے کافی ہے۔

سب نے عرض کیا: کیا آپؐ اس شفاعت کو پرہیز گار مومنین کے لیے قرار دیں گے؟

آپؐ نے فرمایا: نہیں، بلکہ میں یہ شفاعت خطا کار و گنہگار مومنین کے لیے قرار دوں گا۔

https://www.shiabookspdf.com

مؤلف بیان کرتے ہیں کہ کوثر کے بارے میں بہت زیادہ احادیث ہیں لیکن ان احادیث پر ہی اختصار کیا ہے تاکہ بحث طویل نہ ہوجائے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ﴿٣﴾

[ترجمہ] پس آپؐ اپنے ربّ کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی دیں۔ یقیناً آپؐ کا دشمن ابتر ہے۔

تفسیر

حدیث 1 امالی میں جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الاصبغ بن نباتہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب یہ آیت فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ نازل ہوئی تو رسولؐ خدا نے فرمایا: میں نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا: یہ نحر سے کیا مراد ہے؟ جو میرے ربّ نے مجھے حکم دیا ہے؟

جنابِ جبرئیلؑ نے فرمایا: اے محمدؐ! یہ نحر سے مراد قربانی کرنا نہیں ہے بلکہ نماز میں تکبیر کے وقت ہاتھوں کو اُٹھانا ہے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حریز سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک شخص سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس آیت: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نماز کی حالت میں اعتدال کے ساتھ کھڑا ہونا یعنی اپنی کمر اور گردن کو سیدھا رکھنا ہے۔ ہاتھوں کو ایک دوسرے پر نہ رکھو۔ یہ مجوسیوں کا عمل ہے اور اپنے قدموں پر نہ بیٹھوں اور نہ ہی اپنے بازو زمین پر رکھو۔

حدیث 3 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ کا معنٰی بیان کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ جناب عمر بن یزید نے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے اس آیت: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ﴿٢﴾ کے ذیل میں فرمایا: جب نماز کو شروع کرو رُو بقبلہ ہوکر کھڑے ہونا اور تکبیر کے لیے ہاتھوں کو چہرے کے برابر تک بلند کرنا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

نیز جناب اصبغ بن نباتہ نے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب یہ سورۂ کوثر نازل ہوئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنابِ جبرئیلؑ سے کہا: اے جبرئیلؑ! یہ نحر جس کا حکم میرے ربّ نے مجھے دیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟

تو جنابِ جبرئیلؑ نے کہا: اے محمدؐ! یہ وہ نحر و قربانی مراد نہیں ہے بلکہ اللہ آپؐ کو حکم دے رہا ہے کہ جب آپؐ نماز کے لیے کھڑے ہو جائیں تو جب تکبیرۃ الاحرام کہو تو ہاتھوں کو بلند کرو اور جب رکوع میں جاؤ اور تکبیر کے وقت ہاتھوں کو بلند کرو۔ جب رکوع سے سر اُٹھاؤ تو تکبیر کے وقت ہاتھ اُٹھاؤ اور جب سجدے سے سر اُٹھاؤ تو تکبیر کے وقت ہاتھوں کو بلند کرو۔

پھر فرمایا: یہ ساتویں آسمان پر ہماری اور ملائکہ کی نماز ہے اور ہر چیز کی ایک زینت ہوتی ہے اور نماز کی زینت نماز میں ہر تکبیر کے وقت ہاتھوں کو بلند کرنا ہے۔

پھر فرمایا: رفع یدین استکانت ہے۔

راوی: میں نے عرض کیا: اے مولاؑ! استکانت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیا تُو نے یہ آیت نہیں پڑھی جس میں اللہ فرماتا ہے: فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۷۶﴾ (سورۂ مومنون: آیت ۷۶) ”پس انھوں نے اپنے ربّ کے سامنے نہ عاجزی کا اظہار کیا اور نہ زاری کی“۔

اس روایت کو جناب واحدی اور جناب ثعلبی نے بھی اپنی اپنی تفسیروں میں ذکر کیا ہے۔

حدیث 4 تفسیر العلمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس سورہ کے معانی ذکر کرتے ہوئے اس آیت: اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ﴿۱﴾ کے ذیل میں فرمایا: الکوثر جنت میں ایک نہر ہے جو اللہ تعالیٰ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپؐ کے بیٹے ابراہیمؑ کے عوض میں عطا فرمائی ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو مسجد میں عمرو بن عاص اور الحکم بن ابی العاص موجود تھے تو ان میں سے عمرو بن عاص نے رسولِ خداؐ کو کہا: یا ابا الابتر۔ زمانہ جاہلیت میں جس کے بچے مر جاتے یا بچے نہ ہوتے تھے تو اس کو اس نام سے یاد کرتے تھے اور اس کا نام ”ابتر“ رکھا جاتا تھا۔ پھر عمرو نے کہا کہ میں

https://www.shiabookspdf.com

نے محمدؐ سے دشمنی کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ نازل فرمائی: اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝۱ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝۲ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳ (یعنی آپؐ کا دشمن عمرو بن عاص یہ ابتر رہے گا، اس کا نہ دین ہے اور نہ اس کا نسب ہے)۔

حدیث 5 خصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام سے حدیث بیان کی ہے جس میں آپؑ نے فرمایا: اوّلین و آخرین میں سب سے زیادہ اشر و بدترین بارہ افراد ہیں۔ چھے اوّلین سے ہیں اور چھے آخرین میں سے ہیں اور آخرین میں سے ایک ابتر عمرو بن عاص ہے۔

حدیث 6 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب الحسن بن علی بن محمد بن جعفر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے میرے دادا جعفر بن محمدؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مصر کے منبر پر عمرو بن عاص نے کہا: قرآن سے ایک ہزار حرف محو کر دیے گئے ہیں اور ہزار حرف کی تحریف ہوئی ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ مجھ سے دو لاکھ درہم لے لو اور قرآن سے ان کلمات: اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝۳ کو محو و مٹا دو تو سب نے مجھے کہا: یہ ممکن نہیں ہے۔ جب ان حروف کو محو و مٹایا جا سکتا ہے تو میرے لیے کیسے ممکن نہیں ہو سکتا۔ تو اس کی اس بات کا معاویہ کو خبر ہوئی تو اس نے اس کو لکھا کہ جو تو نے مصر کے منبر پر کہا ہے مجھے اس کی خبر مل گئی ہے اے کاش! میں وہاں ہوتا۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الکافرون

یہ سورہ مکّی ہے اور سورۂ ماعون کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل چھے آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یعقوب بن شعیب سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سورۂ اخلاص (قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ) ثلث قرآن ہے (یعنی جو ایک دفعہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کرے گا گویا اس نے ایک ثلث قرآن پڑھا ہے)۔ اور سورۂ کافرون ایک ربع ہے (یعنی جس نے ایک دفعہ سورۂ کافرون کی تلاوت کی ہے اس نے ایک چوتھائی قرآن کی تلاوت کی ہے)۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنے بستر پر سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے شرک سے برأت کو لکھ دے گا یعنی یہ مشرک نہیں ہے۔

حدیث 3 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن سے اور انھوں نے الحسین بن ابی العلاء سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی واجب نمازوں میں کسی ایک نماز میں سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے والدین اور اس کی اولاد کو بخش دے گا اور اگر وہ اشقیاء میں ہوا تو اس کو ان کی لسٹ سے محو کردے اور سعادت مندوں کی لسٹ میں لکھ دے گا اور جب تک وہ زندہ رہے گا اس کو سعادت مند رکھے گا اور شہادت کی موت دے اور قیامت کے دن شہید محشور کرے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 4 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب شعیب الحداد سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میرے بابا فرمایا کرتے تھے کہ سورۂ کافرون ایک چوتھائی قرآن ہے اور جب بندہ اس کے پڑھنے سے فارغ ہوجائے تو تین مرتبہ کہے: ''میں اللہ وحدہٗ کی عبادت کرتا ہوں''۔

نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو یہ کہے: لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ (جس کی تم عبادت کرتے ہو میں اس کی عبادت نہیں کرتا) تو پھر کہا کرو لیکن میں اللہ وحدہٗ کی مخلص ہوکر عبادت کرتا ہوں اور جب پوری سورت سے فارغ ہوجائے تو کہا کرو: میرا دین اسلام ہے اور یہ کلمات تین مرتبہ کہا کرو۔

حدیث 5 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ الکافرون کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک چوتھائی قرآن کی تلاوت کا اجروثواب دے گا اور موذی شیطان اس سے دُور رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی ہولناکیوں سے محفوظ رکھے گا اور جو بندہ سونے سے قبل اس کی تلاوت کرے گا تو اس کو کوئی ڈراؤنا خواب نہیں آئے گا اور سوتے وقت اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دو اور جو بندہ طلوعِ آفتاب کے وقت اس کی دس مرتبہ تلاوت کرے گا اور پھر دُنیا وآخرت کے بارے میں جو دُعا ہو وہ طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرے گا۔ اگر خدا کی نافرمانی نہ ہوئی ہو۔

حدیث 6 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب داؤد بن الحصین سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم یہ پڑھو: قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝۱ تو اس کے بعد جب یہ آیت پڑھو: لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝۲ تو اس کے بعد کہو: میں اللہ وحدہٗ کی عبادت کرتا ہوں اور جب یہ آیت پڑھو: لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝۶ تو کہو: میرا ربّ اللہ ہے اور میرا دین اسلام ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ﴿۲﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۚ﴿۳﴾ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۙ﴿۴﴾ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ﴿۵﴾ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَ لِیَ دِیۡنِ ﴿۶﴾

[ترجمہ] کہہ دو اے کافرو! جن کی تم عبادت کرتے ہو میں ان کی عبادت نہیں کرتا۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ ہی میں ان کی عبادت کروں گا جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمھارا دین تمھارے لیے اور میرا دین میرے لیے ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے بیان کیا ہے کہ مجھے میرے والد نے اور انھوں نے جناب محمد بن ابی عمیر سے نقل کیا ہے کہ ابوشاکر نے ابوجعفر الاحول سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: قُلۡ یٰۤاَیُّهَا الۡکٰفِرُوۡنَ ۙ﴿۱﴾ ..... کے بارے میں سوال کیا: کیا کوئی حکیم اس طرح کی کلام کرسکتا ہے کہ جس کے ایک ہی قول کا تکرار ہو جو اللہ نے اس سورہ میں کی ہے۔ ابوجعفر الاحول کے پاس اس اعتراض کا جواب نہیں تھا۔ پس وہ مدینہ آیا اور اس نے یہ ہی اعتراض وسوال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ذکر کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اس آیت کا شانِ نزول اور اس میں تکرار کی وجہ یہ ہے کہ قریش والوں نے رسولؐ خدا سے کہا: ہم آپؐ سے صلح کرنا چاہتے ہیں، لہٰذا آپؐ ایک سال ہمارے معبودوں کی عبادت کریں پھر ہم آپؐ کے خدا

https://www.shiabookspdf.com

کی ایک سال عبادت کریں گے۔ پھر آپؐ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں اور پھر ہم آپؐ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ پھر خدا نے بھی اسی انداز میں ان کو تکرار کے ساتھ جواب دیا ہے جس طرح انھوں نے تکرار سے مطالبہ کیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمدؐ! آپؐ کہہ دیں: اے کافرو! جس کی تم عبادت کرتے ہو، اس میں کبھی عبادت نہیں کروں گا۔ پھر تم نے کہا: پھر ہم تمھارے خدا کی عبادت کریں گے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: جس کی میں عبادت کرتا ہوں تم اس کی عبادت نہیں کروں گے۔

پھر انھوں نے کہا: پھر ہم تمھارے ربّ کی ایک سال عبادت کریں گے تو پھر رسولؐ اللہ نے تکرار کرتے ہوئے فرمایا: اور نہ میں ان کی عبادت کروں گا جس کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمھارا دین تمھارے لیے اور میرا دین میرے لیے ہے۔

جب ابوجعفر الاحول واپس آیا تو اس نے ابوشاکر کو جواب دیا تو اس نے کہا: یہ جواب تمھارا اُونٹ حجاز سے لے کر آیا ہے۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ النصر

یہ سورہ منیٰ میں حجۃ الوداع کے وقت نازل ہوئی تھی اور یہ قرآن کی سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورۃ ہے۔ اسی وجہ سے اس کو مدنی شمار کیا جاتا ہے۔
یہ سورۂ توبہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل تین آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی واجب نمازوں میں یا نوافل میں سورۃ النصر کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام دشمنوں کے مقابلے میں اس کی مدد کرے گا اور جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے ساتھ ایک کتاب ہوگی جس کو اللہ تعالیٰ اس بندے کی قبر سے نکالے گا۔ اس میں جہنم کی حرارت سے امان نامہ لکھا ہوگا اور خود جہنم کی آگ اور اس کے شعلوں سے امان نامہ لکھا ہوگا اور وہ قیامت کے دن جس چیز کے پاس سے گزرے گا وہ اس کو بشارت دے گی اور ہر خیر وخوبی کی اس کو خبر دے گی یہاں تک کہ وہ بندہ جنت میں داخل ہوجائے گا اور اس کے لیے دُنیا کے اسباب کے دروازے کھل جائیں گے اور کوئی اس کی آرزو نہیں ہوگی جو اس کے دل میں آئے مگر یہ کہ وہ پوری ہوجائے گی۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورۃ کی تلاوت کرے گا اس کو اس بندے کے برابر اللہ اجر عطا کرے گا جو فتح مکہ کے دن رسولِ خداؐ کے ساتھ تھا اور جو بندہ اپنی نماز میں سورۃ الحمد کے بعد اس کو پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو احسن انداز میں قبول کرے گا۔ نیز فرمایا: جو بندہ اس سورۃ کو ہر نماز کے بعد سات مرتبہ پڑھے گا تو اللہ اس کی نماز کو احسن انداز میں قبول کرے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ ۙ﴿۱﴾ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

{ترجمہ} جب اللہ کی مدد اور فتح آجائے گی اور آپؐ لوگوں کو فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ لیں گے۔ تو آپؐ اپنے ربّ کی ثناء کے ساتھ اس کی تسبیح کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں۔ یقیناً اللہ بڑا توبہ کرنے والا ہے۔

تفسیر

حدیث 1 امالی میں جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن عمر بن علی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے سے اور انھوں نے اپنے والد ماجد حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب یہ سورۃ النصر رسولؐ خدا پر نازل ہوئی تو آپؐ نے مجھے فرمایا: یاعلیؑ! اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰہِ وَالۡفَتۡحُ ۙ﴿۱﴾ وَرَاَیۡتَ النَّاسَ یَدۡخُلُوۡنَ فِیۡ دِیۡنِ اللّٰہِ اَفۡوَاجًا ۙ﴿۲﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّکَ وَاسۡتَغۡفِرۡہُ ؕ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا ﴿۳﴾

پھر فرمایا: اے علیؑ! اللہ تعالیٰ نے مومنین پر میرے بعد فتنہ کے خلاف جہاد کو واجب قرار دیا ہے جیسا کہ اس نے مجھ پر مشرکین کے خلاف جہاد واجب کیا ہے۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! فتنہ کیا ہے جس کے خلاف ہمارے لیے جہاد کو واجب قرار دیا گیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: فتنہ یہ ہے کہ وہ قوم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے رہی ہوگی حالانکہ میری سنت کی مخالف ہوگی اور میرے دین میں سرکشی کرے گی۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! جب وہ یہ گواہی دے رہی ہوگی کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ تو میں اس کے خلاف جہاد کس طرح کروں گا؟

http://www.shiabooks.pdf.com

آپؐ نے فرمایا: وہ دین میں بدعات ایجاد کریں گے اور تیرے امر سے اختلاف کریں گے اور میری عترت کے خون کو مباح قرار دیں گے۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ نے میرے ساتھ شہادت کا وعدہ فرمایا ہے۔ آپؐ اللہ کی بارگاہ میں دُعا کریں کہ وہ مجھے شہادت جلدی دے دے۔

رسولِ خدا نے فرمایا: اے علیؑ! ہاں! میں نے آپؐ سے شہادت کا وعدہ کیا ہے، آپؐ اس وقت کیسے صبر کریں گے جب تیرا اس جگہ کا خون تیری اس جگہ کو خضاب کردے گا۔

پھر آپؐ نے اپنے ہاتھ سے حضرت علیؑ کے سر اور داڑھی کی طرف اشارہ فرمایا۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! یہ صبر کا مقام نہیں ہوگا بلکہ یہ اس کے شکر اور بشارت کا مقام ہوگا۔

آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! آپؐ خصومت (مخالفت) کے لیے تیار ہوجائیں۔ آپؐ کی میری اُمت کے ساتھ مخالفت اور لڑائی ہوگی۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ مجھے کامیابی کی طرف رہنمائی فرمائیں۔ اے علیؑ! جب آپؐ دیکھیں کہ قوم ہدایت سے منہ موڑ کر گمراہی کی طرف چلی گئی ہے پھر ان کے خلاف لڑنا کیونکہ ہدایت اللہ کی طرف سے ہے اور گمراہی شیطان کی طرف سے ہے۔

اے علیؑ! ہدایت اللہ تعالیٰ کے امر کی اتباع کرنا ہے نہ کہ خواہش و اپنی رائے کی۔ تیرا مقابلہ اس قوم سے ہوگا جو قرآن کی غلط تاویل کرے گی اور شبہات کو اخذ کرے گی اور شراب و نبیذ کو حلال قرار دے گی اور زکوٰۃ کو جرمانہ اور ہدیہ کو حرام قرار دے گی۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: میں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! جب لوگ اس طرح کے ہوجائیں گے تو کیا یہ لوگ اہل فتنہ ہوں گے یا مرتد ہوں گے؟

آپؐ نے فرمایا: یہ لوگ اہل فتنہ ہوں گے۔ یہ لوگ اندھوں کی مانند حرکت کریں گے تاکہ عدالت کو پاسکیں۔

حضرت علیؑ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! عدل ہماری طرف ہوگا یا ہمارے غیر کی طرف؟

آپؐ نے فرمایا: بلکہ عدل ہماری طرف سے ہے۔ ہمارے ساتھ ہی کائنات کی ابتداء ہوئی ہے اور ہمارے

https://www.shiabookspdf.com

ساتھ اس کا اختتام ہوگا۔ ہمارے ذریعے شرک کے بعد اللہ نے ان لوگوں کے دلوں کو جوڑا ہے اور ہمارے ذریعے ہی فتنہ کے بعد پھر ان کے دلوں کو جوڑے گا۔

میں نے عرض کیا: تمام حمد اُس اللہ کے لیے ہے جس نے اس فضیلت کا ہم پر انعام کیا ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ اسی حدیث کو جناب شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ نے امالی میں ابوالعباس احمد بن الحسن البغدادی کی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

حدیث 2 مناقب میں جناب ابن شہر آشوب نے جناب ابن عباسؓ سے اور جناب سدی سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ (سورۂ زمر: آیت ۳۰) (آپؐ نے بھی اس دُنیا سے رحلت کرنی ہے اور انھوں نے بھی مرجانا ہے)۔ تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کاش! میں یہ جانتا کہ میری رحلت کا وقت کب آئے گا تو پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ النصر کو نازل فرمایا۔ اس کے نازل ہونے کے بعد آپؐ تکبیر اور قرأت کے درمیان وقفہ کرتے اور فرماتے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ۔

آپؐ سے ان کلمات کے کہنے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا: جان لو! میرے مرنے کی خبر آگئی ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے سخت گریہ کیا۔ آپؐ سے عرض کیا گیا: یارسولؐ اللہ! آپؐ کے رونے کی وجہ کیا ہے حالانکہ آپؐ کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف کردیے گئے ہیں۔ کیا آپؐ موت کی وجہ سے رو رہے ہیں؟

آپؐ نے فرمایا: خدا کے جلال کا طلوع کہاں جائے گا؟ قبر کی تنگی کہاں جائے گی؟ قبر کی تاریکی کا کیا ہوگا؟ اور قیامت کا خوف اور ہولناکی کا کیا ہوگا؟

رسولِ خدا اس سورۂ نصر کے نازل ہونے کے ایک سال بعد تک حیات رہے تھے۔

حدیث 3 اسباب نزول القرآن میں جناب واحدی سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے جناب عکرمہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ خیبر سے واپس آئے تو آپؐ پر اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح کو نازل فرمایا تو آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! اے فاطمہؑ! سورۂ فتح نازل ہوگئی ہے۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس سورہ کے معانی اور تفسیر بیان کرتے ہوئے

https://www.shiabookspdf.com

فرمایا ہے: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝۱ کے ذیل میں فرمایا: یہ سورہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر منیٰ کے مقام پر نازل ہوئی تھی۔ پس جب یہ سورہ نازل ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: میرے مرنے کی خبر آ گئی ہے۔ پھر آپؐ مسجد الخیف میں تشریف لائے۔ پھر آپؐ نے لوگوں کو جمع کیا۔ پھر رسولِ خدا نے فرمایا: اللہ اس بندے کی مدد کرے جو میری بات کو سنے اور پھر اس کو محفوظ کر اور غائبین تک اس کو پہنچائے جنھوں نے اس کو نہیں سنا۔ بعض اوقات وہ فقہ بیان کرتا ہے کہ جو خود فقیہ نہیں ہے اور بعض اوقات حاملِ فقہ اس تک پہنچا رہا ہوتا ہے کہ جو اس سے بڑا فقیہ ہوتا ہے۔

تین چیزیں کہ کسی مسلمان کا دل ان میں خیانت نہیں کرے گا: [۱] خدا کے لیے اپنے عمل کو خالص کرنے میں [۲] ائمہ مسلمین کو نصیحت کرنے اور ان کی جماعت کو لازم قرار دینے میں کیونکہ ان کی دعوت ان کا احاطہ کیے ہوئے ہوتی ہے۔ پھر فرمایا: اے لوگو! میں تمھارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم ان دونوں سے تمسک رکھو گے تو میرے بعد گمراہ نہیں ہو گے: ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری عترت اور اہل بیتؑ۔ مجھے خدائے لطیف و خبیر نے خبر دی ہے کہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض پر پہنچ جائیں گے۔ پھر آپؐ نے دونوں بڑی انگلیوں کو جمع کیا اور فرمایا: اس طرح۔ پھر آپؐ نے چھوٹی انگلی اور بڑی انگلی کو جمع کر کے کہا: ایسے نہیں، یعنی دونوں کے درمیان فاصلہ نہیں ہوگا۔

حدیث 5 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: اس سورہ کے بعد رسولِ خدا اکثر یوں کہا کرتے تھے: سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ، اے اللہ! تو پاک و منزہ ہے، اے اللہ! تمام حمد تیرے لیے ہے، تو مجھے بخش دے۔ یقیناً تو بہت بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔

جنابِ اُمِ سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری ایام میں اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے یہ کہا کرتے تھے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ، ہم نے آپ سے اس کی وجہ پوچھی تو آپؐ نے فرمایا: مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر آپؐ نے سورۂ فتح کی تلاوت فرمائی اور یہ ہی روایت بی بی عائشہؓ سے بھی نقل ہوئی ہے۔

مؤلف بیان کرتے ہیں کہ میں نے کتاب کے مقدمہ میں بیان کیا تھا کہ یہ سورہ آخری سورہ ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ اللہب / سورۃ المسدہ

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ فاتحہ کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل پانچ آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم سورہ تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ ①..... کی تلاوت کرو تو اس کے بعد ابولہب پر لعنت ضرور کرو کیونکہ یہ اُن لوگوں میں سے تھا جنھوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو آپؐ پر نازل ہوا اس کی تکذیب کی تھی۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے ابولہب کے ساتھ جہنم میں جمع نہیں کرے گا (یعنی ابولہب کا جہنم میں جانا یقینی ہے، لہٰذا اللہ اس قاری کو جہنم میں نہیں ڈالے گا)۔ اور جس شخص کے پیٹ میں درد ہو اگر وہ اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو حکمِ خدا سے شفا پائے گا۔ اور جو سونے سے قبل اس کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؕ﴿۱﴾ مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡهُ مَالُهٗ وَمَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚ﴿۳﴾ وَّامۡرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ ۚ﴿۴﴾ فِیۡ جِیۡدِهَا حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ ۚ﴿۵﴾

[ترجمہ] ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ تباہ ہوجائے۔ نہ اس کا مال اس کے کام آئے گا اور نہ اس کی کمائی۔ وہ عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں جھلسے گا۔ اور اس کی بیوی بھی ایندھن اٹھائے پھرنے والی ہے اور اس کی گردن میں بٹی ہوئی رسّی ہے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے اس آیت: تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ ؕ﴿۱﴾ کے ذیل میں لکھا ہے کہ تبت سے مراد ہے خسرت، ابولہب تجھے خسارہ ہو۔ بیان جب قریش والے دارالندوہ میں جمع ہوئے تاکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا جائے تو قریش میں ابولہب ایک مالدار آدمی تھا تو اللہ نے فرمایا: مَاۤ اَغۡنٰی عَنۡهُ مَالُهٗ وَمَا کَسَبَ ؕ﴿۲﴾ (اس کا مال اور کمائی اس کو جہنم کے عذاب سے نہیں بچاسکے گی، اس کو عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں جھلسایا جائے گا) یعنی آگ میں جلایا جائے گا اور اس کی بیوی تو خود جہنم کا ایندھن اُٹھائے پھر رہی ہے۔ اس کی بیوی کا نام اُمِ جمیل بنت صخر تھا اور یہ رسولِ خدا کی چغلی کھاتی تھی (چغل خوری کرتی تھی) اور آپؐ کی باتیں کفار کو بتاتی تھی اور فِیۡ جِیۡدِهَا جید یعنی گردن میں، حَبۡلٌ مِّنۡ مَّسَدٍ یعنی آگ کی بنی ہوئی رسّی اس کی گردن میں ہوگی۔

https://www.shiabookspdf.com

ابولہب کا نام عبد مناف تھا اور مناف ایک بُت کا نام تھا جس کی قریش والے عبادت کرتے تھے اور ابولہب اس کی کنیت اللہ نے رکھی ہے (بھڑکتی ہوئی آگ کا باپ)۔

حدیث 2 الکافی، جلد ہشتم میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن ابوحمزہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: جب قریش والوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تو انھوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ابولہب کے ہوتے ہوئے ہم محمدؐ کو قتل کیسے کرسکیں گے، وہ رکاوٹ بن جائے گا۔ تو ابولہب کی بیوی اُمِ جمیل نے کہا: اس کا میں بندوبست کروں گی۔ میں کل سارا دن اس کو اپنے ساتھ مصروف رکھوں گی۔ اس کو گھر سے باہر نہیں آنے دوں گی۔ میں اسے کل کہوں گی کہ آج میں چاہتی ہوں کہ تو سارا دن میرے ساتھ رہے اور جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو مشرکوں نے حضرت محمدؐ کو قتل کرنے کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانا تھا۔ تو اُمِ جمیل نے ابولہب کو یہ کہہ کر گھر روک لیا کہ آج میں چاہتی ہوں کہ ہم دونوں مل کر شراب نوشی کریں اور عیاشی کریں۔ پس دونوں نے مل کر شراب نوشی شروع کر دی۔

ادھر جناب ابوطالب علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا اور کہا: اپنے چچا ابولہب کے دروازے پر جاؤ اور دستک دو۔ اگر دروازہ کھول دے تو درست ورنہ دروازہ توڑ کر اندر چلے جانا اور اس سے کہنا: بابا کہہ رہے ہیں کہ جس کا آپ جیسا چچا ہو وہ اپنی قوم میں ذلیل نہیں ہوسکتا۔

جناب علی علیہ السلام ابولہب کے دروازے پر آئے اور دیکھا کہ دروازہ بند ہے تو آپؑ نے دستک دی تو کسی نے دروازہ نہ کھولا تو حضرت علیؑ نے دروازے کو زور دیا تو وہ ٹوٹ گیا۔ ابولہب نے کہا: اے بھائی زادے! کیا ہوا؟ آپؑ نے فرمایا: میرے باباؑ کہہ رہے ہیں کہ جس کا آپ جیسا چچا ہو تو وہ قوم میں ذلیل نہیں ہوسکتا۔

اس نے کہا: آپؑ کے باباؑ نے سچ کہا اور پوچھا کہ کیا ہوا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: لوگ تمھارے بھائی کے بیٹے کو قتل کرنا چاہتے ہیں اور تم یہاں شراب نوشی اور کھانے میں مصروف ہو۔ اسی وقت ابولہب اُٹھا اور تلوار ہاتھ میں لی۔ گھر سے باہر نکلنے لگا تو بیوی نے روکنا چاہا تو اس نے اس کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ اس کی آنکھ اندھی ہوگئی اور وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑی۔ ابولہب گھر سے نکلا اور اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ جب قریش کے لوگوں نے ابولہب کے چہرے پر غصے کو دیکھا تو کہا: اے ابولہب! تمھیں کیا

https://www.shiabookspdf.com

ہوگیا ہے۔

ابولہب نے کہا: میں نے اپنے بھائی کے فرزند کے خلاف تمھارا ساتھ دیا تھا لیکن تم نے اس کے قتل کا ارادہ کرلیا ہے۔ مجھے قسم ہے لات وعزیٰ کی۔ میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ میں اسلام کو قبول کروں۔ اگر میں نے اسلام کو قبول کرلیا تو پھر تم دیکھنا کہ میں کیا کروں گا۔

قریش کے لوگوں نے اس سے معذرت کی اور ارادہ ترک کرکے واپس چلے گئے۔ (اس طرح رسولؐ خدا سے ایک خطرہ ٹل گیا)۔

حدیث 3 مختصر بصائر الدرجات میں جناب سعد بن عبداللہ نے جناب جابر بن یزید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو نماز پڑھتے تو نماز میں سورہ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ① کی تلاوت فرماتے تو کسی نے ابولہب کی زوجہ اُم جمیل سے کہا کہ محمدؐ ہر رات متواتر نماز میں تیری اور تیرے شوہر کی توہین کرتا ہے اور تحقیر بیان کرتا ہے۔

یہ سن کر وہ غصے میں گھر سے نکلی اور کہا کہ اگر محمدؐ مجھے مل گیا تو میں اس کو خوب سناؤں گی اور اس کی توہین کروں گی۔ اس نے کہا: کون ہے جو محمدؐ کی طرف میری رہنمائی کرے گا۔ وہ رسولِ خدا کو تلاش کرتے کرتے خود رسولِ خدا کے قریب پہنچ گئی۔ رسولِ خدا ابوبکر کے ساتھ ایک دیوار کے سائے میں تشریف فرما تھے تو ابوبکر نے کہا: یارسولؐ اللہ! اُم جمیل آرہی ہے اور مجھے خوف ہے کہ وہ آپؐ کے بارے میں بدزبانی کرے گی۔

رسولِ خدا نے فرمایا: اے ابوبکر! پریشان نہ ہونا وہ مجھے دیکھ ہی نہیں سکے گی۔ پس وہ آئی اور دونوں کے قریب کھڑی ہوگئی اور ابوبکر سے پوچھا: اے ابوبکر! تو نے محمدؐ کو دیکھا ہے؟ تو ابوبکر نے کہا: نہیں۔ پھر وہ وہاں سے واپس چلی گئی۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اور رسولِ خدا کے درمیان پردہ کردیا تھا۔

حدیث 4 مناقب میں جناب ابن شہرآشوب نے ذکر کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی اہل بیتؑ کی طرف خاص کر اور تمام لوگوں کی طرف عام تر مبعوث کیا گیا ہوں۔ نیز ابن عباسؓ سے نقل ہوا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾ (سورۂ شعراء: آیت ۲۱۴) (اے محمدؐ! آپؐ

https://www.shiabookspdf.com

اپنے خاندان کے قریبیوں کو ڈرائیں)۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنو ہاشم کو جمع کیا جو اس وقت چالیس افراد تھے۔ آپؐ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ بکری کی ایک ران کا سالن بناؤ اور ایک صاع آٹے کی روٹیاں تیار کرواؤ اور ایک بڑا پیالہ دودھ کا فراہم کرو۔ پھر آپؐ نے کمرے میں دس دس افراد کو کھانے کے لیے اندر بلایا۔ وہ سب کھانے سے سیر ہو گئے حالانکہ ان میں وہ افراد بھی تھے جو ایک ایک اُونٹ کا بچہ کھانے والے تھے اور پورا پورا مٹکا دودھ پی جانے والے تھے۔ آپؐ نے ان کو اپنی ایک واضح نشانی دکھا دی۔

نیز ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل ہوا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ اچانک ابولہب وارد ہوا اور کہا: اس نے کتنا بڑا جادو کیا ہے۔ یہ بہت بڑا جادوگر ہے۔

رسولِ خدا نے فرمایا: میں سب کے لیے مبعوث ہوا ہو، خواہ کوئی کالا ہے یا سفید یا سرخ، سب کی طرف مجھے نبیؐ بنا کر مبعوث کیا گیا ہے اور میرے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے خاندان میں سے قریبیوں کو ڈراؤں۔ میں تمھارے لیے اللہ کی بارگاہ میں کسی کے لیے کوئی حصّہ نہیں رکھتا مگر اس کے لیے کہ جو میری اطاعت کرے گا، لہٰذا تم کہہ دو: لا الٰہ الا اللہ۔

ابولہب نے کہا: کیا اس لیے تُو نے ہمیں بلایا تھا؟ اس کے بعد سارے لوگ وہاں سے چلے گئے۔ تو یہ سورہ نازل ہوئی: تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے دن پھر سب کو دعوت دی اور دوبارہ ان کو کھانا کھلایا اور پھر فرمایا: اے عبدالملک کی اولاد! میری اطاعت کرو تا کہ زمین پر بادشاہ اور حاکم بن سکو اور اللہ تعالیٰ نے کسی نبیؑ کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ اللہ نے اس نبیؑ کے لیے وصی و وزیر اور بھائی قرار دیا۔ پس تم میں سے کون ہے جو میرا وصی، وزیر اور بھائی، میرا وارث، میرے دین کو ادا کرنے والا بنے؟

طبری کی روایت اور قاضی ابوالحسن الجرجانی نے ابن جبیر اور ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس بوجھ میں میرا ساتھ دے اور اس امر رسالتؐ میں میرا ساتھ دے تا کہ وہ میرا وزیر، میرا وصی، میرا بھائی، میرا خلیفہ تم میں قرار پائے۔ یہ سن کر قوم والے پھر وہاں سے اُٹھ کر چلے گئے۔

https://www.shiabookspdf.com

نیز ابوبکر الشیرازی نے مقاتل سے اور اس نے ضحاک سے اور ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے اور فضائل الصحابہ میں احمد سے نقل ہوا اور اس نے ربیعہ بن ناجد سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؐ نے تیسرے دن پھر سب کو دعوت پر بلایا اور کھانا کھلایا اور پوچھا: تم میں سے کون ہے جو میری اس پر بیعت کرے کہ وہ میرا وصی، وزیر اور میرا ساتھی ہو؟ تو اُن میں سے کوئی نہ اُٹھا۔ اس وقت حضرت علیؑ اپنی قوم میں سب سے چھوٹے تھے وہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں ہوں تو تیسری مرتبہ رسولؐ خدا نے فرمایا: ہاں اور حضرت علیؑ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مارا۔

نیز تفسیر خرگوشی میں ابن عباس سے اور ابن جبیر سے اور ابو مالک سے اور تفسیر ثعلبی میں جناب البراء بن عازب سے نقل ہوا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں اس وقت ان سب افراد میں عمر کے اعتبار سے چھوٹا تھا۔ میں نے کہا: یارسولؐ اللہ! وہ میں ہوں۔

آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! تم ہو۔ پس حضرت علیؑ آپؐ کے وصی بن گئے۔ لوگ کھڑے ہوئے اور ابوطالبؑ سے کہا: اپنے بیٹے کی اطاعت کرنا، جو وہ تجھے حکم دے اس کو تسلیم کرنا تم پر واجب و لازم ہے۔

تاریخ طبری میں جناب علامہ الطبری اور صفوۃ الجرجانی نے بیان کیا ہے۔ قوم نے پھر اُٹھانا چاہا تو حضرت علیؑ نے کھڑے ہوکر کہا: یارسولؐ اللہ! وہ میں ہوں، میں آپؐ کا وزیر و وصی بنتا ہوں۔ پس رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کی گردن پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: یہ میرا بھائی، میرا وصی اور تم میں میرا خلیفہ ہے۔ پس اس کی سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

پس قوم والے ہنستے ہوئے کھڑے ہوئے اور حضرت ابوطالبؑ سے کہتے ہوئے گھر سے نکلے: اے ابوطالبؑ! تجھے حکم ہوگیا ہے کہ تم اپنے بیٹے کی اطاعت کرو اور الحارث بن نوفل اور ابورافع اور عباد بن عبداللہ اسدی کی روایت میں ذکر ہوا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا: یا نبیؐ اللہ! میں ہوں تو رسولؐ خدا میرے قریب آئے اور اپنا لعابِ دہن میرے منہ میں ڈالا۔ تو قوم والے ہنستے ہوئے یہ کہہ کر اُٹھے کہ اس نے تیری اتباع کا اعلان کیا اور تمھاری تصدیق کی اور تو نے اس کے ساتھ کتنا بُرا سلوک کیا ہے۔

تاریخ طبری میں نیز ربیعہ بن ناجدان سے نقل کیا کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ سے کہا: آپؑ اپنے چچازاد کے وارث کس طرح بن گئے اور آپؑ کے چچا وارث نہیں بن سکے؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؐ نے دعوت والی حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: جب رسولؐ خدا نے پکارا تو کوئی بھی کھڑا نہ ہوا تھا۔ میں اس وقت چھوٹا تھا۔ میں کھڑا ہوا تو آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! بیٹھ جاؤ۔ پھر آپؐ نے تین مرتبہ کہا۔ پھر فقط میں ہی اُٹھا۔ پھر رسولؐ خدا نے مجھے فرمایا: اے علیؑ! بیٹھ جاؤ یہاں تک کہ تیسری مرتبہ میں اُٹھا تو آپؐ نے اپنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اس وجہ سے میں اپنے چچازاد کا وارث بنا ہوں اور میرے چچا وارث نہیں بن سکے۔

ابورافع کی حدیث میں ہے کہ ابوبکر نے حضرت عباسؓ سے کہا: میں تمھیں خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں تم جانتے ہو کہ جب رسولؐ خدا نے تم سب لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا: اے اولاد عبدالمطلبؑ! اللہ تعالیٰ نے کسی نبیؑ کو مبعوث نہیں کیا مگر یہ کہ اس کا وصی اور وزیر اور بھائی ان کی اہل میں سے قرار دیا ہے۔ پس تم میں سے کون ہے جو میری اس دعوت پر بیعت کرے کہ وہ میرا وصی، وزیر، میرا وارث اور میرا خلیفہ ہو۔ تو اس شرط پر حضرت علی علیہ السلام نے بیعت کی تھی۔



maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الاخلاص

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۃ والناس کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی کُل چار آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن طلحہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ بستر پر لیٹنے سے قبل سورہ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کردے گا۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب منصور بن حازم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ جو بندہ ایک دن کی ساری نمازیں پڑھے اور کسی ایک نماز میں بھی سورۃ الاخلاص کی تلاوت نہ کرے تو اس سے کہا جائے گا: اے بندۂ خدا تو نمازیوں میں سے نہیں ہے۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبکر الحضرمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کو چاہیے کہ واجب نماز کے بعد سورہ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ کی تلاوت ترک نہ کرے۔ پس جو بندہ واجب نماز کے بعد سورۂ اخلاص کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ دُنیا وآخرت کا خیر اس کے لیے جمع کرے گا اور اس کو اور اس کے والدین اور اس کی اولاد کو بخش دے گا۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سکونی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سعد بن معاذ کی نمازِ جنازہ پڑھی تو فرمایا:

https://www.shiabookspdf.com

حضرت جبرئیلؑ ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ نماز میں شریک ہوئے تھے تو میں نے حضرت جبرئیلؑ سے پوچھا کہ آپؑ سب کیوں آئے ہیں؟ کس وجہ سے یہ سعد ملائکہ کی نماز کا حقدار قرار پایا ہے؟ اس نے کہا: یہ سعد سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کو اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، آتے جاتے بہت زیادہ پڑھتا تھا۔

حدیث 5 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے، انھوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے مفضل! لوگوں سے اپنی حفاظت سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کے ذریعے کرو۔ پس اپنے دائیں جانب، بائیں جانب، سامنے، پیچھے اور اُوپر اور پیچھے ہر طرف سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کی تلاوت کرو۔ پس جب تم جابر بادشاہ کے سامنے جاؤ تو جیسے ہی اس پر نظر پڑے گی تو سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کو تین دفعہ تلاوت کرو۔ اپنے بائیں ہاتھ کی مٹھی بند کرلو اور جب تک اس کے ہاں سے باہر نہ آجاؤ مٹھی نہ کھولو۔

حدیث 6 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوعلی راشد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں، جناب محمد بن الفرج نے مجھے بتایا کہ سب سے افضل سورتیں نماز واجب میں سورۂ قدر اور سورۂ اخلاص ہیں لیکن میں جب ان دو سورتوں کو نماز فجر میں پڑھتا ہوں تو میرا سینہ تنگ پڑتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: ان کی تلاوت سے تیرا سینہ تنگ نہیں ہونا چاہیے۔ خدا کی قسم! یہ دونوں سورتیں نماز میں سب سے افضل ہیں۔

حدیث 7 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن ابی نصر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک بندہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور وہ کوئی اور سورہ پڑھنا چاہتا ہے لیکن سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ شروع کر دیتا ہے یا سورہ قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ شروع کر دیتا ہے۔ تو کیا ان کو چھوڑ کر کوئی دوسری سورہ شروع کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہر سورہ کو چھوڑ کر ان دو سورتوں کی طرف آنا جائز ہے لیکن ان کو چھوڑ کر کسی دوسری سورہ کی طرف نہ جائے۔

حدیث 8 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صفوان الجمال سے نقل کیا ہے اور وہ بیان

https://www.shiabookspdf.com

کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اوّابین (بہت زیادہ خلوص کے ساتھ توبہ کرنے والے) کی نماز سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کے ذریعے ہوتی ہے۔

حدیث 9 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفضل سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کو ایک سانس میں پڑھنا مکروہ ہے۔

حدیث 10 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن یزید سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ اپنے گھر سے نکلتے وقت دس مرتبہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کی تلاوت کرے گا تو وہ گھر واپس آنے تک اللہ کی حفظ و امان میں رہے گا۔

حدیث 11 التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمران بن حسین سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں ایک سریہ (وہ جنگ جس میں رسولؐ خدا خود شریک نہ ہوں) میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لشکر کا امیر، امیر المومنین علی علیہ السلام کو بنا کر روانہ کیا۔ جب لشکر والے واپس آئے تو آپؐ نے پوچھا کہ بتاؤ کیا حالات رہے؟ تو لشکر والوں نے کہا: باقی تو سب ٹھیک رہا لیکن حضرت علیؑ نے اپنی تمام نمازوں میں دونوں رکعتوں میں الحمد کے بعد سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کی ہی تلاوت کی ہے۔

تو رسولؐ خدا نے فرمایا: اے علیؑ! آپؑ نے اس طرح کیوں کیا؟

آپؑ نے عرض کیا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ سے محبت کی وجہ سے ایسا کیا ہے۔

تو رسولؐ خدا نے فرمایا: تُو نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ سے محبت کی ہے تو اللہ تعالیٰ بھی آپؑ سے محبت کرتا ہے (یعنی آپؑ کی قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ سے محبت حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے محبت کی وجہ سے تھی اور اللہ بھی اس محبت کی وجہ سے آپؑ سے محبت کرتا ہے)۔

حدیث 12 کتاب التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عیسیٰ بن عبداللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے باپ اور دادا سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ سوتے وقت اپنے بستر پر لیٹتے وقت سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ معاف فرما دے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 13 کتاب التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ ایک دفعہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ کی تلاوت کرتا ہے گویا اس نے ایک ثلث (سوم) قرآن کی تلاوت کی ہے۔ ایک سوم تورات کی تلاوت کی ہے، ایک سوم انجیل کی تلاوت کی ہے، ایک سوم زبور کی تلاوت کی ہے۔

حدیث 14 الخصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے باپ و دادا سے اور انھوں نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے ایک مجلس میں اپنے اصحاب کو دین و دُنیا کی اصلاح کے چارسو اُمور کی تعلیم دی۔ ان کو ذکر کرتے ہوئے آپؑ نے فرمایا: جو بندہ طلوعِ آفتاب سے قبل سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اور سورہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝۱ اور آیت الکرسی کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر وہ چیز جو خوف و ڈر کا موجب ہوگی اس سے محفوظ رکھے گا۔

پھر فرمایا: جو بندہ طلوعِ آفتاب سے قبل سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اور سورہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝۱ اور آیت الکرسی کی تلاوت کرے گا تو اس سے گناہ صادر نہیں ہوگا، خواہ شیطان کوشش بھی کرے تب بھی وہ گناہ سے محفوظ رہے گا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی حاجت رکھتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس حاجت کو طلب کرنے کے لیے جمعرات کے دن صبح سویرے اُٹھے کیونکہ رسولِ خدا نے دُعا کی ہے کہ اے میرے اللہ! میری اُمت کے لیے جمعرات کے دن صبح سویرے اُٹھنا بابرکت قرار فرما۔

نیز فرمایا: تم میں سے جو بھی گھر سے نکلے تو سورہ آل عمران کی آخری آیات، آیت الکرسی اور سورۂ فاتحہ جس کو اُم الکتاب کہا جاتا ہے اس کی تلاوت کرے کیونکہ اس میں دُنیا و آخرت کی حاجات کا پورا ہونا ہے۔

نیز فرمایا: جب تم میں سے کسی کو شیطانی وسوسہ لاحق ہو تو اس کو چاہیے کہ یوں کہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ اور اس کے بعد کہے: اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ، اور جب تم میں سے کوئی نیا لباس زیب تن کرنے لگے تو اس کو چاہیے کہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور دونوں رکعت میں سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی اور سورہ اخلاص اور سورۂ قدر کی تلاوت کرے اور اس اللہ کی حمد کرے جس نے اسے لباس عطا کیا ہے اور

https://www.shiabookspdf.com

اس نے لوگوں میں زینت عطا کی ہے اور اس کے بعد کثرت سے یہ کلمات لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھے گا تو بندہ اس لباس میں خدا کی نافرمانی نہیں کرے گا اور اس لباس کے ہر ایک دھاگے کے عوض اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ قرار دے گا جو اس کے لیے استغفار کرے گا اور اس کے لیے رحم کی دُعا کرے گا۔

پھر فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی گھر میں داخل ہو تو اہل گھر کو سلام کہو اور اگر گھر میں کوئی بھی موجود نہ ہو تو یوں کہو: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا مِنْ رَّبِّنَا (ہمارے ربّ کی طرف سے ہم پر سلام ہو) اور اس کے بعد سورہ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱) کی تلاوت کرو۔ جب وہ گھر میں داخل ہوگا تو اس گھر سے فقر ختم ہو جائے گا۔

حدیث 15 التہذیب میں جناب شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن نعمان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب حرث سے میں نے سنا، وہ بیان کرتے ہیں کہ سورہ اخلاص ایک سوم قرآن ہے اور سورۂ کافرون ایک چوتھائی قرآن ہے (یعنی اس کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے)۔ رسولِ خدا نمازِ وتر میں سورہ اخلاص کو پڑھا کرتے تھے تاکہ پورا قرآن ہو جائے۔

نیز یہ بھی روایت ہوئی ہے کہ جو بندہ نمازِ شب کی پہلی رکعت میں سورہ الحمد کے بعد تیس مرتبہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کرے گا وہ نماز سے فارغ نہیں ہوگا مگر یہ کہ اس کے اور اس کے اللہ کے درمیان جتنے گناہ ہوں گے اللہ ان سب کو معاف فرما دے گا۔

حدیث 16 التہذیب میں جناب شیخ نے جناب عبدالرحمٰن بن الحجاج سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نمازِ وتر میں قرأت کے بارے سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: میرے اور میرے بابا کے درمیان ایک دروازے کا فاصلہ ہوتا تھا۔ میں نے سنا کہ آپؑ نمازِ وتر کی تینوں رکعتوں میں سورۂ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱) کی تلاوت کرتے تھے۔ جب سورہ کو مکمل کرتے تو بعد میں یوں کہتے: كَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّيْ کہ میرا ربّ ایسا ہی اللہ ہے۔

حدیث 17 التہذیب میں جناب حرث بن مغیرہ سے نقل ہوا ہے کہ آپ نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میرے بابا فرمایا کرتے تھے کہ سورہ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱) ایک سوم قرآن ہے اور وہ پسند کرتے تھے کہ وتر میں سورہ اخلاص پڑھیں تاکہ پورا قرآن ہو جائے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 18 التہذیب میں جناب سلیمان بن خالد سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نمازِ وتر تین رکعت ہیں اور ہر ایک جدا جدا ہے اور تینوں میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے۔

حدیث 19 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور آپ نے بیان کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: اے علیؑ! آپؑ کی مثال سورہ اخلاص جیسی ہے۔ پس جس نے سورہ اخلاص کو ایک مرتبہ پڑھا تو اس نے گویا ثلث قرآن (ایک تہائی قرآن) کو پڑھا ہے اور جس نے دو مرتبہ پڑھا گویا اس نے دو ثلث قرآن پڑھا اور جس نے تین مرتبہ پڑھا گویا اس نے پورا قرآن پڑھ لیا ہے۔ ایسے ہی جس نے آپؑ سے دل سے محبت کی تو اس کے لیے ایک ثلث بندوں کے برابر ثواب ہے اور جس نے دل و زبان دونوں سے محبت کی (یعنی دل میں محبت اور زبان سے اقرار کیا اس کے لیے دو ثلث بندوں کے برابر ثواب ہے اور جس نے دل میں محبت رکھی اور زبان سے اس کا اقرار کیا اور اعضاء و جوارح سے اس کا اظہار کیا تو اس کے لیے تمام بندوں کے برابر ثواب ہے)۔

حدیث 20 تاویل الآیات میں جناب محمد بن عباس نے جناب نعمان بن بشیر سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس بندے نے ایک مرتبہ سورہ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱) کی تلاوت کی گویا اس نے ایک ثلث قرآن کی تلاوت کی ہے اور جس نے دو مرتبہ تلاوت کی گویا اس نے دو ثلث قرآن کی تلاوت کی ہے اور جس نے تین مرتبہ سورہ اخلاص کی تلاوت کی گویا اس نے پورے قرآن کی تلاوت کی (یعنی اس قدر ثواب ملے گا)۔

پھر فرمایا: اے علیؑ! جو بندہ اپنے دل میں تیری محبت رکھتا ہے اس کو اس اُمت کے ایک سوم کے برابر اجر و ثواب ملے گا اور جو آپؑ کی محبت دل اور زبان سے محبت کرے گا اس کو دو ثلث اُمت کے برابر اجر و ثواب ملے گا اور جو بندہ دل، زبان اور ہاتھ سے بھی محبت رکھے گا اس کو پوری اُمت کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔

حدیث 21 تاویل الآیات میں جناب محمد بن کثیر سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے بیان کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علیؑ! آپؑ میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ کی

https://www.shiabookspdf.com

مثال پائی جاتی ہے جس نے اس سورہ کو ایک مرتبہ پڑھا اس کو ایک ثلث قرآن کا ثواب ملے گا اور جس نے دو مرتبہ پڑھا اس کو دو ثلث قرآن کا ثواب ملے گا اور جس نے تین مرتبہ پڑھا اس کو پورے قرآن کی تلاوت کا ثواب ملے گا۔ ایسے ہی اے علیؑ! جو بندہ آپؑ سے دل سے محبت رکھتا ہے اس کو ایک ثلث اُمت کے برابر ثواب ملے گا اور جو بندہ دل سے محبت کرے اور زبان سے آپؑ کی مدد کرے اس کے لیے دو ثلث اُمت کے برابر اجر و ثواب ہوگا اور جو دل سے محبت کرے اور زبان سے آپؑ کی مدد کرے اور تلوار سے آپؑ کی نصرت کرے گا تو اس کو پوری اُمت کے برابر اجر و ثواب ملے گا۔

حدیث 22 امالی صدوق میں جناب ابن بابویہ الصدوق رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے اپنے باپ دادا کے ذریعے نقل کیا ہے کہ ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو تمام عمر روزہ رکھتا ہو؟ تو جناب سلمانؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! وہ مَیں ہوں۔ پھر رسولِ خدا نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو ساری رات عبادت کرتا ہے؟ تو جنابِ سلمانؓ نے پھر عرض کیا: یارسولؐ اللہ! وہ میں ہوں۔ پھر رسولِ خدا نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو ہر روز ایک قرآن کو ختم کرتا ہے؟ پھر جنابِ سلمانؓ نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! وہ مَیں ہوں۔ بعض اصحاب غضب ناک ہوگئے اور کہا: یارسولؐ اللہ! یہ سلمانؓ فارس کا بندہ ہو کر ہم قریش پر فخر کرنا چاہتا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: وہ کون ہے جو سارا زمانہ ساری عمر روزہ رکھتا ہے تو اس نے کہا: مَیں ہوں حالانکہ ہم نے اکثر دنوں میں اس کو دیکھا ہے کہ وہ دن کے وقت کھانا کھا رہا ہوتا ہے۔

پھر آپؐ نے فرمایا: تم میں سے کون ہے جو ہر رات عبادت میں بسر کرتا ہے تو پھر اس نے کہا کہ مَیں ہوں حالانکہ ہم نے اکثر راتوں کو اس کو سوتے ہوئے دیکھا ہے۔

اور پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو ہر روز ایک قرآن ختم کرتا ہے تو پھر اس نے کہا کہ مَیں کرتا ہوں حالانکہ ہم نے اس کو دیکھا ہے۔ یہ اکثر خاموش رہتا ہے اور قرآن کی تلاوت نہیں کرتا۔

رسولِ خدا نے فرمایا: اے فلاں! یہ تمھارے لقمان حکیم کی مثال رکھتا ہے (یعنی یہ لقمان حکیم کی مثل ہے) تو خود اس سے سوال کرو یہ تمھیں بتائے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

اس شخص نے حضرت سلمانؓ سے کہا: اے سلمانؓ! تو یہ گمان کرتا ہے کہ تو سارا زمانہ روزے رکھتے ہو حالانکہ ہم نے تمھیں خود کھاتے پیتے دیکھا ہے۔

جناب سلمانؓ نے کہا: جو تو سمجھ رہا ہے وہ نہیں ہے۔ میں ہر ماہ میں تین روزے رکھتا ہوں اور اللہ نے فرمایا ہے کہ جو ایک نیکی بجالائے گا میں اس کو دس دوں گا۔ ہر ماہ میں تیس ہوئے اور میں پورا ماہ شعبان بھی روزے رکھتا ہوں اور ماہِ مبارک رمضان بھی روزے رکھتا ہوں۔ تو میں ایک زمانہ روزے رکھتا ہوں اور جو تُو نے گمان کیا ہے ایسا نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ میں ساری رات عبادت میں بسر کرتا ہوں۔ تو کہا: میں اکثر راتوں کو سویا ہوتا ہوں۔ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ باوضو ہو کر سوئے گا گویا وہ ایسے ہے جیسے اس نے پوری رات عبادت میں بسر کی ہو اور میں ہر رات باوضو ہو کر سوتا ہوں۔

اس شخص نے کہا: اے سلمانؓ! تیرا گمان ہے کہ تو ہر روز قرآن مکمل کرتا ہے۔

حضرت سلمانؓ نے کہا: ہاں لیکن جو تو نے گمان کیا ہے ویسے نہیں ہے۔ میں ہر روز تین دفعہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کی تلاوت کرتا ہوں۔ میں نے رسولِ خدا سے سنا ہے کہ آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اے ابوالحسنؑ! آپؑ کی مثال میری اُمت میں اس طرح ہے جس طرح سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کو قرآن میں ہے۔ پس جو ایک دفعہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کرے گا گویا اس نے ایک ثلث قرآن کی تلاوت کی اور جو دو دفعہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کرے گا گویا اس نے دو ثلث قرآن کی تلاوت کی اور جو تین مرتبہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کرے گا گویا اس نے پورے قرآن کی تلاوت کی اور جو تین مرتبہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کرے گا گویا اس نے پورے قرآن کی تلاوت کی۔

اے علیؑ! جو آپؑ سے زبان سے محبت کرتا ہے اس نے ایک ثلث ایمان کو کامل کیا اور جس نے آپؑ کے ساتھ زبان اور دل سے محبت کی میں نے دو ثلث ایمان کو پورا کیا اور جس نے آپؑ سے زبان، دل اور ہاتھوں سے تیری مدد کی تو اس نے ایمان کو کامل اور پورا کیا۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق مبعوث فرمایا جس طرح اہل آسمان آپؑ کی محبت پر جمع ہیں۔ اگر ایسے ہی اہل زمین بھی آپؑ کی محبت پر جمع ہو جاتے تو اللہ کسی ایک کو بھی جہنم کا عذاب نہ دیتا۔

https://www.shiabookspdf.com

اور میں ہر روز تین مرتبہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ کی تلاوت کرتا ہوں۔
پس وہ شخص کھڑا ہوگیا گویا ساری قوم کے منہ میں پتھر ٹھس گئے ہوں۔

حدیث 23 مجمع البیان میں جناب فضل بن یسار سے نقل ہوا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے امام محمد باقر علیہ السلام نے حکم دیا اگر میں سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ کی تلاوت کروں تو فارغ ہونے کے بعد یوں کہا کرو: كَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّيْ۔

حدیث 24 تاویل الآیات میں مخالفین کی سند کے ساتھ وہ روایت نقل کی ہے جس کو اخطب خطباء خوارزم (خوارزم کے خطباء میں سب سے زیادہ خطیب) نے اپنی سند کے ساتھ جناب عبداللہ بن عباسؓ سے نقل کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علیؑ! آپؑ کی مثال لوگوں میں نہیں ہے مگر سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ کی جو قرآن میں ہے، پس جس نے ایک مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ کی تلاوت کی تو گویا اس نے ایک ثلث قرآن کی تلاوت کی اور جس نے دو مرتبہ اس سورہ کی تلاوت کی تو گویا اس نے دو ثلث قرآن کی تلاوت کی اور جس نے تین مرتبہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ کی تلاوت کی گویا اس نے پورے قرآن کی تلاوت کی۔

ایسے ہی یا علیؑ! جو آپؑ سے دل سے محبت رکھتا ہے اس نے ایک ثلث ایمان سے محبت کی ہے اور جس نے آپؑ کے ساتھ دل اور زبان سے محبت کی ہے۔ گویا اس نے دو ثلث ایمان سے محبت کی ہے اور جس نے آپؑ کے ساتھ دل، زبان اور ہاتھوں سے محبت کی تو گویا اس نے پورے ایمان سے محبت کی ہے۔

پھر فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے برحق مبعوث فرمایا ہے۔ اگر اہل آسمان کی مانند اہل زمین بھی آپؑ کی محبت پر جمع ہوجاتے تو اللہ کسی ایک کو بھی جہنم کا عذاب نہ دیتا۔

حدیث 25 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو بندہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ کی تلاوت کرے گا اللہ اُس سے محبت کرے گا اور جس سے اللہ محبت کرتا ہے وہ نجات پاجائے گا وہ کامیاب ہے اور اس سورہ کا قبور پر پڑھنا بہت زیادہ ثواب رکھتا ہے اور یہ سورہ ہر آفت سے حرز ہے۔

حدیث 26 خواص القرآن میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ کی تلاوت کرے گا اور پھر مردوں کو ہدیہ کردے تو اس میں اتنا ثواب ہوگا جتنا پورے

https://www.shiabookspdf.com

قرآن میں ثواب ہے اور جو بندہ آنکھ کی درد پر اس سورہ کی تلاوت کرے گا۔ اللہ اس کو سکون دے گا اور اس کو اللہ کی قدرت سے شفاء ہوگی۔

حدیث 27 صحیفہ امام رضاؑ میں رسولِ خدا ﷺ سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ قبرستان سے گزرتے ہوئے دس مرتبہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ کی تلاوت کرے اور اہل قبور کو ہدیہ کرے تو ان تمام اہل کی تعداد کے برابر اسے اجر وثواب ملے گا۔

حدیث 28 صحیفہ امام رضاؑ میں حضرت علی علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا ﷺ جب دورانِ سفر ہمارے ساتھ نماز ادا کرتے تو آپؐ پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ کافرون کی تلاوت فرماتے اور دوسری رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سورۂ اخلاص کی تلاوت کرتے تھے اور فرماتے: میں نے تمہارے لیے ایک چوتھائی اور ایک ثلث قرآن کی تلاوت کی ہے۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ۝۳ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝۴

[ترجمہ] کہہ دو کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ جنا گیا ہے (یعنی نہ اس نے کسی کو پیدا کیا ہے اور نہ اس کو کسی نے پیدا کیا ہے) اور اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے۔

تفسیر

حدیث 1 الاحتجاج میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام العسکری علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یہودی اللہ کے دشمن ہیں۔ جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو عبداللہ بن صوریا رسولِؐ خدا کے پاس آیا۔ اس نے طویل گفتگو رسولِؐ خدا کے ساتھ کی۔ اس کے دوران اس نے آپؐ سے سوال کیا: آپؐ اپنے ربّ کے بارے میں بتائیں کہ وہ کیا ہے اور کون ہے؟

تو رسولِؐ خدا نے سورہ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝۱ کی تلاوت فرمائی۔

اس شخص نے عرض کیا: اے محمدؐ! آپؐ نے سچ فرمایا ہے۔

حدیث 2 الکافی، جلد اوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یہودیوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آپؐ اپنے ربّ کا نسب بیان کریں تو آپؐ نے تین دن تک ان کا جواب نہ دیا۔ پھر سورہ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝۱ نازل ہوئی تو آپؐ نے ان کے سامنے اس کی تلاوت فرمائی۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 3 الکافی، جلداوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عمرو النصیبی یا الفصی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ اللہ کی نسبت اپنی مخلوق کی طرف ہے کہ وہ احد و یکتا ہے، بے نیاز ہے، اَزلی (ہمیشہ سے) ہے اور صمد ہے، کسی کا محتاج نہیں۔ اس کا کوئی سایہ نہیں جو اس کو پکڑ سکے لیکن سب کے سائے اس کے قبضہ میں ہیں۔ وہ ہر مجہول کو جاننے والا ہے اور ہر جہل کے ہاں بھی معروف ہے۔ وہ یکتا و واحد ہے، کوئی مخلوق اس سے نہیں اور نہ وہ کسی مخلوق سے ہے (نا وہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوئی ہے) اس کو محسوس نہیں کیا جاسکتا اور اس کو مَس نہیں کیا جاسکتا اور آنکھ اس کو دیکھ نہیں سکتی۔ وہ بلند ہوتے ہوئے بھی قریب ہے اور قریب ہوتے ہوئے بھی بعید ہے۔ جو نافرمانی کرے وہ اس کو بخشنے والا ہے اور جو اس کی اطاعت کرے اس کو جزا و ثواب دینے والا ہے۔ زمین اس کا احاطہ نہیں کرسکتی اور آسمان اس کو اُٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ وہ تمام اشیاء کو اُٹھانے کی قدرت رکھتا ہے۔ اس کی کوئی ابتداء نہیں۔ وہ اَزلی ہے، ہمیشہ سے ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں، وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس کو نسیان لاحق نہیں ہوتا۔ اور وہ بے ہودہ و فضول کام نہیں کرتا۔ وہ غلطی نہیں کرتا۔ وہ کھیل کود نہیں کرتا اور اس کے ارادہ سے کوئی روکنے والا نہیں۔ اس کا فعل اس کی جزاء ہے اور اس کا امر واقع ہوکر رہے گا۔ وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا تاکہ وہ کسی کی میراث پائے اور اس سے کوئی پیدا نہیں ہوا تاکہ وہ اس کا شریک ہو، اس کا کوئی ہمسر اور کفو نہیں ہے۔

حدیث 4 الکافی، جلداوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عاصم بن حمید سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام سے توحید کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ آخری زمانے میں محقق اور گہرائیوں میں غوطہ زنی کرنے والے آئیں گے۔ اس لیے اس نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اور سورۂ حدید کی آخری آیات میں اپنی توحید کو بیان کردیا ہے۔ جو بھی اس سے ہٹ کر توحید کو بیان کرے گا وہ ہوائی تیر چلائے گا وہ ہلاک ہوجائے گا۔

حدیث 5 الکافی، جلداوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالعزیز بن المہتدی سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے توحید کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: جو شخص سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ کو پڑھے اور اس میں جو بیان ہوا ہے اس پر ایمان رکھتا ہو گویا اس نے توحید کی

https://www.shiabookspdf.com

معرفت حاصل کرلی ہے۔

میں نے عرض کیا: کیسے پڑھا جائے؟

آپؑ نے فرمایا: جیسے عام لوگ پڑھتے ہیں۔ فقط آخر میں یوں کہا جائے کہ کَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّیْ کہ میرا ربّ اللہ ایسا ہی ہے۔

حدیث 6 الکافی، جلداوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب داؤد بن القسم الحضرمی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر الثانی امام نقی علیہ السلام سے عرض کیا: صمد سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ سیّد وسردار ہے کہ تمام چھوٹی بڑی چیز میں کائنات اس کی طرف محتاج ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔

حدیث 7 الکافی جلداوّل میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جابر بن یزید الجعفی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے توحید کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: تحقیق، اللہ اس کے اسمائے بابرکت ہیں جن کے ذریعے اس کو پکارا جاتا ہے اور وہ ذات میں بہت بلند ہے۔ وہ اپنی توحید میں واحد و یکتا ہے۔ اس نے اپنی توحید کو اپنی مخلوق پر جاری کیا۔ وہ واحد ہے، وہ بے نیاز ہے، وہ قدوس (پاکیزہ) ہے۔ ہر چیز اس کے سامنے سجدہ ریز ہے اور ہر چیز اس کی طرف بلند ہوتی ہے اور اس کا علم ہر چیز سے وسیع ہے اور ہر چیز کا احاطہ رکھتا ہے۔ ہر چیز اس کی محتاج ہے۔ وہ سب سے بے نیاز ہے۔ یہ صحیح معنی ہے صمد کا وہ جس کی طرف مشبہ گئے ہیں وہ صمد کی تاویل کرتے ہیں کہ وہ ایسا وجود ہے کہ جس کا کوئی پیٹ نہیں ہے کیونکہ یہ چیز جسم کی صفت ہے اور اللہ اس چیز سے بلند وبالا ہے کہ وہ جسم رکھتا ہو۔ وہ اس سے عظیم ہے اور اس سے بہت بلند واَجل ہے کہ اوہام اس کی صفت پر ہوسکے اور اس کی کن عظمت (حقیقی عظمت) کو درک کرسکے۔

اور اگر اس کی صفت صمد کا معنی یہ ہو کہ جس کا پیٹ نہ ہو تو پھر یہ معنی اس آیت کا مخالف ہوجائے گا جس میں اللہ نے فرمایا: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ (سورۂ شوریٰ: آیت ۱۱) کیونکہ یہ چیز تو اور اجسام میں بھی پائی جاتی ہے، مثلاً پتھر کا یا لوہا، دوسری ٹھوس چیزیں کہ ان کا بھی کوئی پیٹ نہیں ہوتا۔ حالانکہ اللہ اس سے بہت بلند وعظیم ہے کہ کوئی چیز اس کی مثل ہو۔ اور وہ جو اخبار میں ذکر ہوا ہے کہ صمد کے معنی کو امامؑ ہی بہتر جانتا ہے جیسا کہ آپؑ نے صمد کے

https://www.shiabookspdf.com

معنی میں فرمایا: ھو السیّد المصمود الیہ۔ تو اس کا وہ معنی جو صحیح اور اللہ کے اس قول لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ کے موافق ہے وہ یہ ہے مصمود سے مراد مقصود اور یہ لغت میں معنی ذکر ہوا ہے۔ مراد وہ سیّد و سردار جو ہر ایک کا مقصود ہے۔ تو مراد ہے کہ اللہ وہ سردار ہے جو صمد ہے کہ تمام کائنات خواہ جن ہوں یا انسان اپنی حاجات میں اس کی طرف متوجہ رہتے ہیں اور شدائد کے وقت اس کی پناہ میں ہوتے ہیں اور اسی سے الرخا اور نعمات کے دوام کی اُمید رکھتے ہیں، اس سے اُمید رکھتے ہیں تا کہ وہ ان سے شدائد و مصائب کو دُور کرے۔

حدیث 8 کتاب التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالبختری وھب القرشی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے والد ماجد امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ کے ذیل میں فرمایا کہ قُل سے مراد ہے: اے محمدؐ! جو اللہ نے آپؐ کی طرف وحی فرمائی ہے اس کو ظاہر کرے اور جس کے ساتھ ہم نے آپؐ کو مبعوث کیا ہے یعنی حروف کو تالیف دینا جو ہم نے آپ کو پڑھایا ہے اس کو ظاہر کردے تا کہ جو غور سے سنے وہ ہدایت پائے اور وہ گواہ ہے۔

اور ھُوَ اسم ہے جو مشار الیہ غائب سے کنایہ ہے۔ اس میں ھا تنبیہ ہے معنی ثابت پر (یعنی جو چیز ثابت و محقق ہے اس پر تنبیہ ہے) اور واؤ اس غائب کی طرف اشارہ ہے جو حواسِ ظاہری سے غائب ہے جیسا کہ ھذا ہے۔ یہ اس کی طرف اشارہ ہے جو حواس کے سامنے حاضر ہو (یعنی ھذا اسم اشارہ ہے جو مشار الیہ حاضر کی طرف اشارہ کرنے کے لیے آیا ہے) اسی وجہ سے کفار اپنے معبودوں کی طرف اس ھذا کے ذریعے اشارہ کرتے ہیں کیونکہ ان کے معبود وہ ہیں جن کو حواسِ ظاہری درک کر سکتے ہیں اور ان کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ وہ یوں کہتے ہیں: ھذا الھتنا یہ ہمارے معبود ہیں کہ محسوس ہوتے ہیں اور آنکھیں ان کو درک کرتی ہیں لیکن اے محمدؐ! آپؐ بھی اپنے معبود کو جس کی تم عبادت کرتے ہو اس کی طرف اشارہ کرو کہ گویا ہم اس کو دیکھ رہے ہیں اور اس کو درک کر رہے ہیں اور اس میں کوئی مشقت بھی نہیں ہے تو اللہ نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ﴿۱﴾ کو نازل فرمایا۔ پس ھا ثابت کی تثبیت (ثابت کی تصدیق و تحقیق کے لیے ہے) اور واؤ اس غائب کی طرف اشارہ ہے جو ابصار سے غائب ہے اور حواس کے لمس سے غائب ہے۔ وہ ان دونوں سے بلند و بالا ہے بلکہ وہ ابصار کو درک کرنے والا اور حواس کو خلق کرنے والا ہے۔

حدیث 9 کتاب التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد باقر علیہ السلام سے، اور انھوں نے

https://www.shiabookspdf.com

اپنے والد ماجدؑ سے اور انھوں نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: جنگ بدر سے ایک رات قبل میں نے خواب میں حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا تو میں نے ان سے کہا: آپؑ مجھے کوئی چیز کی تعلیم دیں جس کے ذریعے میں دشمن پر مدد طلب کروں تو انھوں نے مجھے کہا: یوں کہو: یاھو یامن لاھو الا ھو (اے وہ ذات، کوئی نہیں سوائے اس کے)۔

جب صبح ہوئی تو میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا خواب بیان کیا تو آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! انھوں نے آپؑ کو اسم اعظم کی تعلیم دی ہے۔ پس جنگ بدر کے دن میری زبان پر یہ ہی کلمات تھے۔ پس جب سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ سے فارغ ہوتا تو ان کلمات کو ذکر کرتا تو کہتا: یاھو من لا ھو الا ھو اغفرلی وانصرنی علی القوم الکافرین۔

حضرت علی علیہ السلام جنگ صفین کے دن بھی ان کلمات کو پڑھ رہے تھے تو جناب عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! یہ کلمات کس کا کنایہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ اسم اعظم ہے اور اللہ کی توحید کا ستون ہیں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ پھر آپؑ نے اس آیت: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سورۂ حشر کی آخری آیات کی تلاوت کی۔ اللہ گواہی دے رہا ہے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے۔ پھر آپؑ سواری سے اُترے اور آپؑ نے زوال سے پہلے چار رکعت نماز ادا کی۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: اس کا معنی وہ معبود ہے جس کے بارے میں مخلوق سرگرداں ہو اور اس سے پناہ طلب کرے۔ اللہ وہ ہے جو آنکھوں کے درک کرنے سے پردے میں ہو (یعنی وہ آنکھوں سے پوشیدہ ہے) اور اوہام اور دل کے خطورات سے پوشیدہ اور پردے میں ہو۔

نیز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ کا معنی وہ معبود ہے جس کی ماہیت کو درک کرنے سے مخلوق سرگردان ہو اور اس کی کیفیت کا احاطہ نہ کر سکے۔ عرب والے الہ الرجل اس وقت کہتے ہیں جب کوئی متحیر و سرگردان ہو اور علم اس کا احاطہ نہ کر سکے۔ اور وله اس وقت کہتے ہیں کہ کوئی کسی چیز سے ہراساں اور خوفزدہ ہو کر اس کی طرف پناہ حاصل کرے، اُس وقت وله الرجل کہتے ہیں۔ پس الٰہ وہ ہے جو مخلوق کے حواسِ ظاہری سے پوشیدہ مستور ہو۔

https://www.shiabookspdf.com

نیز امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: احد، فرد منفرد، احد و واحد سب کا ایک ہی معنی ہے اور وہ معنی یہ ہے ایسا احد ہے جس کی کوئی نظیر و مثال نہ ہو اور توحید یعنی اس کی وحدانیت کا اقرار کرنا اور واحد یعنی منفرد ہونا الواحد وہ ذات جو سب کے متباین ہے جو مشابہ کو قبول نہیں کرتی کہ جو نہ خود کسی چیز سے ہو اور نہ کوئی چیز اس سے ہو۔

اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ عدد کی بنیاد واحد پر ہے اور واحد عدد نہیں ہے۔ عدد کا اطلاق دو پر ہوتا ہے اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اللہ احد ہے اس کا معنی ہے کہ وہ معبود ہے جس کے ادراک کے بارے میں مخلوق سرگردان ہے اور مخلوق اس کی کیفیت کا احاطہ نہیں کرسکتی۔ اور وہ مخلوق کے اوصاف سے بلند و بالا ہے۔

نیز امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد ماجد امام علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام نے اپنے والد ماجد الحسین بن علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: الصمد وہ ذات ہے جس کا کوئی شکم نہ ہو اور صمد یعنی وہ جو سب کی انتہاء ہو۔ صمد یعنی جو نہ کھاتا ہو، نہ پیتا ہو۔ صمد جس کو نہ نیند آتی ہے نہ اُونگھ، جو ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے جس کو ابتداء ہو نہ انتہا۔

نیز امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا جناب محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ صمد وہ ذات ہے جو قائم بالذات ہو، غیر کا کسی اعتبار سے محتاج نہ ہو اور ان کے غیر نے فرمایا: صمد کون و فساد سے بلند و بالا ہے۔ صمد یعنی جس کو تغایر لاحق نہیں ہوتا۔ اس کو تغایر سے متصف نہیں کیا جاسکتا۔

نیز امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: صمد، یعنی وہ سیّد و سردار ہے کہ جس کی اطاعت ہو جس کے اُوپر کوئی امر و نہی کرنے والا نہ ہو۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے صمد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: صمد وہ ذات ہے جس کا کوئی شریک نہ ہو اور اشیاء کی حفاظت اس کو تھکا نہ دے اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہ ہو۔

جناب وہب بن وہب القرشی نے جناب زید بن علیؑ سے نقل کیا ہے، انھوں نے فرمایا: صمد وہ ذات ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے "ہوجا" تو وہ ہوجاتی ہے۔ صمد وہ ذات ہے جو چیزوں کو خلق کرنے والی اور ان کی اضداد کو خلق کرنے والا ہے۔ اور ان کی مختلف شکلوں کو خلق کرنے والا ہے اور ان کو جوڑا جوڑا بنانے والا ہے، خود وہ واحدت کے ساتھ منفرد ہے۔ اس کی کوئی ضد نہیں۔ کوئی ہم شکل نہیں، کوئی مثل نہیں، کوئی نظیر نہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

نیز وہب بن وہب القرشی نے بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کیا ہے کہ مجھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بیان کیا اور انھوں نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: اہل بصرہ نے میرے والد ماجد علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام کو لکھا اور انھوں نے آپؑ سے صمد کے معنی کے بارے میں سوال کیا۔ آپؑ نے ان کو جواب میں لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، امابعد! بغیر علم قرآن میں غوطہ زنی نہ کرو اور اس میں مجادلہ نہ کرو اور بغیر علم کے قرآن کے بارے میں گفتگو نہ کرو۔ میں نے اپنے جد رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو قرآن میں بغیر علم کے کوئی بات کرے گا اس نے اپنا ٹھکانا جہنم کو بنالیا۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے خود صمد کا معنی و تفسیر بیان کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ اور پھر صمد کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: جو نہ کسی سے پیدا ہوا ہے اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اور اس کا کوئی کفو اور ہمسر نہیں ہے۔ اس سے کوئی کثیف چیز نکلی ہے جیسا کہ بیٹا، یا دوسری کثیف اشیاء اس سے نہیں نکلتیں۔ اور نہ ہی کوئی لطیف چیز اس سے نکلی ہے جیسا کہ نفس سانس لینا، نہ کوئی عوارض اس کو لاحق ہوتے ہیں، مثلاً نیند آنا، اُونگھ، خطور، ہم و غم و حزن، خوشی، مسکراہٹ، رونا، خوف، اُمید، رغبت، ناخوشی، بھوک، سیری، اس سے صادر نہیں ہوتیں۔ اللہ اس سے بہت بلند و بالا ہے کہ کوئی اس سے خارج ہو اور اس سے کوئی پیدا ہو، خواہ کثیف ہو یا لطیف اور وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا اور اس سے کوئی چیز خارج نہیں ہوتی جیسا کہ اشیاء کثیفہ عناصر سے بنی ہیں جیسا کہ ایک چیز دوسری چیز سے نکلتی ہے، یا کسی جانور سے پیدا ہوتی ہے یا نبات زمین سے نکلتی ہیں یا پانی چشموں سے نکلتا ہے یا پھل درختوں سے نکلتے ہیں۔ نہ اس طرح کہ جیسے لطیف اشیاء اپنے مراکز سے نکلتی ہیں، مثلاً سانس کا ناک سے نکلنا، یا بصارت کا آنکھ سے نکلنا یا سمع و سننا کی قوت کا کان سے نکلنا، ذائقہ کا منہ سے یا کلام کا زبان سے یا معرفت و تمیز کا دل سے یا آگ کا پتھر سے اس طرح اللہ نہیں ہے بلکہ وہ صمد ہے جو کسی چیز سے نہیں۔ کسی چیز میں نہیں، کسی چیز پر نہیں، وہ اشیاء کو خلق کرنے والا اور ان کا ایجاد کرنے والا ہے اور وہ اپنی قدرت سے اشیاء کو خلق کرتا ہے اور وہ اپنی مشیت کے ساتھ جس کو بھی خلق کرتا ہے وہ فناء ہونے کے لیے ہے اور جس کو اپنے علم کے تحت باقی رکھنے کے لیے خلق کرتا وہ باقی رہتی ہے۔ جب تک وہ چاہتا ہے وہ باقی رہتی ہے۔ پس تمھارا اللہ وہ ہے جو نہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا ہے اور

https://www.shiabookspdf.com

اس کا کوئی کفو و ہمسر نہیں ہے۔

نیز وہب بن وہب القرشی نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس فلسطینیوں کا ایک وفد آیا اور انھوں نے آپؑ سے مختلف مسائل کے بارے میں سوالات کیے اور آپؑ نے ان کے جوابات دیئے۔ پھر انھوں نے الصَّمَدُ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: الصَّمَدُ کے پانچ حروف ہیں:

[۱] الف: یہ اس انیت (یعنی حقیقی بطور میں) کی دلیل ہے۔ اور اسی کو اس نے خود بیان کیا ہے: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (سورۂ آل عمران: آیت ۱۸) "اللہ گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے"۔ اور اس بات پر تنبیہ و اشارہ ہے کہ وہ حواسِ ظاہری کے ادراک سے غائب و پوشیدہ ہے۔

[۲] اللام: یہ اس الٰہیت کی دلیل ہے کہ وہ اللہ ہے اور اس میں الف و لام ایک دوسرے میں مدغم ہیں جو زبان پر ظاہر نہیں ہوتے اور سننے میں بھی ظاہر نہیں ہوتے لیکن لکھنے میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ دونوں دلیل ہیں کہ اس الٰہیت اس کے لطف کی وجہ سے پوشیدہ ہے جس کو حواسِ ظاہری درک نہیں کر سکتے اور بیان کرنے والی زبان اس کو بیان نہیں کر سکتی اور سننے والے کان اس کو سن نہیں سکتے کیونکہ الالہ کی تفسیر ہے کہ وہ ذات جس کی ماہیت کو درک کرنے سے اور اس کی کیفیت کو پانے سے مخلوق سرگردان ہو، نہ اس کو محسوس کیا جا سکتا ہے اور اس کا وہم ہو سکتا ہے۔ وہ حواس اور اوہام کا خالق ہے۔ پھر فرمایا: یہ دونوں الف و لام لکھنے میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ دلیل ہے کہ اس کی ربوبیت ابتدائے خلقت سے ہی ظاہر و واضح ہے اور وہ اَرواحِ لطیفہ کے اجساد کثیفہ کے ساتھ مرکب کرنے والا ہے۔ پس جب بندہ اپنے آپ کی طرف دیکھتا ہے تو اس کو روح نظر نہیں آتی، جیسا کہ الصَّمَدُ کی لام بولنے میں نہیں آتی۔ پس وہ حواسِ خمسہ ظاہری سے حس میں نہیں آتا یعنی وہ محسوس نہیں ہوتا لیکن جب بندہ لکھے ہوئے الصَّمَدُ کی طرف دیکھتا ہے تو اس میں الف و لام نظر آتے ہیں جیسا کہ وہ مخفی و لطیف ہے اور جب بندہ غور و فکر کرتا ہے اور باری و خالق کی ماہیت کی طرف تفکر کرتا ہے اور اس کی کیفیت پر غور کرتا ہے تو وہ سرگردان ہو جاتا ہے اور وہ پریشان ہو جاتا ہے، فکر اس کا احاطہ نہیں کر سکتا اور اس کی کوئی تصویر تصور میں نہیں آتی۔ وہ تصویروں کا خالق ہے لیکن جب وہی بندہ مخلوق کی طرف نظر کرتا ہے تو اس کے لیے ان اشیاء کے خالق کا وجود ثابت ہو جاتا ہے کہ ان کا کوئی خالق

https://www.shiabookspdf.com

ضرور ہے اور ان اَرواح کو ان اجسام کے ساتھ کوئی مرکب کرنے والا ہے۔

[۳] ص: یہ دلیل ہے اس کے صادق ہونے کی۔ اس کا قول سچا، اس کی کلام سچی اور وہ اپنے بندوں کو صدوق (سچوں) کی اِتباع کی طرف دعوت دیتا ہے اور سچا وعدہ دیتا ہے۔

[۴] میم: اس کی ملک پر دلیل ہے کہ وہ مالکِ برحق ہے، جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ اس کی حکومت کو زوال نہیں ہے۔

[۵] دال: یہ اس کی حکومت کے دوام کی دلیل ہے کہ وہ اللہ عزوجل کو دوام حاصل ہے۔ وہ کون وفساد سے بلند و بالا ہے بلکہ وہ اس کائنات کو وجود بخشنے والا ہے اور اس کا مکون ہے اور اسی تکوین کے ساتھ پُر ہونے والا ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اگر تم میرے علم کو برداشت کر سکتے ہو کہ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے تو میں تمھارے لیے توحید، اسلام، ایمان، دین، شرائع کو اسی صمد سے بیان کرتا ہے لیکن یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی برداشت کرنے والا ہو جبکہ میرے دادا امیرالمومنین علی علیہ السلام کے علم کو برداشت کرنے والا کوئی نہ ملا۔ وہ دل سے آہ بھرتے تھے۔ آپؑ منبر پر فرماتے: ''پوچھ لو مجھ سے پوچھ لو قبل اس کے کہ تم مجھے نہ پاؤ۔ میری ان پسلیوں کے درمیان علم کا ایک سمندر ہے جو موجزن ہے لیکن میں کوئی لینے والا نہیں پاتا۔ آگاہ ہو جاؤ! میں اللہ کی حجتِ بالغہ ہوں۔ پس جو قوم میری ولایت سے منہ موڑے گی اللہ ان پر غضب ناک ہوگا اور آخرت میں اللہ کی رحمت سے یوں مایوس ہوں گے جیسے کفار مایوس ہوں گے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہوں گے۔

پھر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں اپنی عبادت کی توفیق دی۔ وہ احد وصمد ہے، وہ ہے جس سے کوئی پیدا نہیں ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ہے۔ اس کا کوئی کفو و ہمسر نہیں ہے اور اس نے ہمیں بتوں کی عبادت سے محفوظ رکھا۔ اس کی ایسی حمد ہے کہ جو سرمدی و دائمی ہے اور اس کا شکر کرنا واجب ہے۔

پھر اس نے فرمایا: لَمْ يَلِدْ نہ کوئی اس کا بیٹا ہے جو اس سے میراث پائے اور اس نے فرمایا: وَلَمْ يُوْلَدْ نہ اس کا کوئی باپ ہے جو اس کی ربوبیت وحکومت میں اس کا شریک ہو۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۝ اس کا کوئی کفو نہیں تاکہ کوئی اس کی سلطنت وحکومت میں مقابل ہو۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 10 التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الربیع بن مسلم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ سے صمد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: صمد وہ ہے جس کا پیٹ نہ ہو۔

حدیث 11 التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق یہودیوں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا: آپؐ اپنے ربّ کا نسب بیان کریں۔ آپؐ نے تین دن تک کوئی جواب نہ دیا تو اللہ نے سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ کو نازل فرمایا۔

راوی: میں نے عرض کیا: صمد سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جس کے ساتھ پیٹ نہ ہو (یعنی جو کھانے پینے کا محتاج نہ ہو)۔

حدیث 12 التوحید میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق اللہ تعالیٰ احد وصمد ہے کہ جس کا پیٹ نہیں ہے اور روح اس کی مخلوق ہے۔ اس کی مدد و تائید اور قوت ہے جس کو وہ رسولوںؑ اور مومنین کے دلوں میں قرار دیتا ہے۔

حدیث 13 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ کے معانی و تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ اس سورہ کا شانِ نزول یوں ہے کہ یہودی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آئے اور آپؐ سے پوچھا کہ آپؐ کے ربّ کا نسب کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ نازل فرمائی: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ .....

اور احد کے معنی کو بیان کرتے ہوئے علامہ نے بیان کیا: احد سے مراد ہے کہ جو اپنے اوصاف میں بھی واحد و یکتا ہو۔ اس کا کوئی شریک نہ ہو جیسا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ وہ نُور ہے جس میں کوئی تاریکی نہیں ہے۔ وہ علم ہے جس میں جہالت نہیں۔ وہ الصمد یعنی جس میں کوئی مدخل نہیں۔ لَمْ يَلِدْ مراد ہے کہ وہ حادث نہیں ہے۔ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝۳ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴ یعنی اس کے لیے کوئی کفو نہیں اور کوئی اس کی شبیہ نہیں اور کوئی اس کا شریک نہیں اور اس کا کوئی مددگار نہیں اور اس کا کوئی معین نہیں ہے۔

حدیث 14 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان

https://www.shiabookspdf.com

کرتے ہیں کہ قریش والوں نے مکہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: آپؐ ہمارے لیے اپنے ربّ کو بیان کریں تاکہ ہم اس کی معرفت حاصل کریں۔ پھر ہم اس کی عبادت کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ نازل فرمائی۔

اللہ احد ہے جس کے بعض و اجزاء نہیں ہوسکتے اور اس کی کوئی کیفیت نہیں ہے اور اس پر عدد کا اطلاق نہیں ہوتا۔ اس میں کمی اور زیادتی نہیں ہوتی۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ وہ ہے جس کی طرف ہر چیز کی انتہا ہے (یعنی سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے) وہ ہے جس کی طرف اہل آسمان و زمین اپنی حاجات کے لیے رجوع کرتے ہیں۔ لَمْ يَلِدْ یعنی اس کا کوئی عزیز پیدا نہیں ہوا جیسا کہ یہودی (خدا کی لعنت ہو ان پر)۔ وہ دعویٰ کرتے ہیں اور نہ ہی عیسیٰؑ اس سے پیدا ہوا ہے جیسا کہ عیسائی دعویٰ کرتے ہیں۔ ان پر اللہ کا غضب ہے۔ نہ سورج، نہ چاند، نہ ستارے، جیسا کہ مجوس دعویٰ کرتے ہیں (خدا کی لعنت ہو ان پر) اور نہ ملائکہ جیسا کہ عرب کے مشرک کہتے ہیں (ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں)۔

وَلَمْ يُوْلَدْ کے ذیل میں فرمایا: وہ کسی صُلب سے کسی رحم میں منتقل نہیں ہوا۔ وہ کسی چیز سے نہیں اور کسی چیز سے خلق نہیں ہوا۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۴ یعنی اس کی کوئی شبیہ نہیں، کوئی مثل نہیں، کوئی عدیل نہیں اور خلقت میں اس کا کوئی مقابل نہیں کہ جو مخلوق پر اپنا فضل فرمائے۔

حدیث 15 الاحتجاج میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوہاشم داؤد بن القاسم الجعفری سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الثانی التقی علیہ السلام سے عرض کیا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ میں احد کا کیا معنیٰ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: احد وہ ہے جس کی وحدانیت پر تمام کا اجماع ہو۔ کیا تُو نے قرآن کی آیت نہیں سنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ (سورۂ عنکبوت: آیت ۶۱) (اگر تم اس سے سوال کرو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے خلق کیا ہے؟ سورج و چاند کو مسخر کس نے کیا ہے تو ضرور بر ضرور یہ جواب دیں گے کہ اللہ نے)۔ تو اس پر سب کا اجماع ہے۔ بعد میں قائل ہوئے ہیں کہ اس کا کوئی شریک ہے یا ساتھی ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الفلق

یہ سورہ مکّی ہے جو سورۃ الفیل کے بعد نازل ہوئی تھی اور اس کی پانچ آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 الکافی میں جناب محمد بن یعقوب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن یحییٰ سے اور انھوں نے جناب احمد بن بکیر بن صالح سے اور انھوں نے جناب سلیمان الجعفری سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنے بچپن سے ہی یہ عہد کرے اور ہر رات سورۃ الفلق، سورۃ الناس کو تین تین بار اور بعد میں سو مرتبہ سورۂ اخلاص۔ اگر سو مرتبہ ممکن نہ ہو، پچاس مرتبہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر قسم کے جنون اور بچوں کو عارض ہونے والی بیماریاں، پیاس کی مرض، معدے کی بیماری اور خون کی بیماریوں سے محفوظ رکھے گا اور اگر کوئی جوان یہ عہد کرے اور بڑھاپے میں داخل ہوجائے (یعنی عمل کرتے کرتے بڑھاپے میں داخل ہوجائے) تو وہ موت کے دن ان بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔

حدیث 2 التہذیب میں جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یعقوب بن یقطین سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدصالح امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر بندہ اپنی نمازِ وتر میں اس سورہ کو پڑھے۔

"میں نے عرض کیا: بعض لوگوں نے روایت کیا ہے: وتر کی تینوں رکعت میں سورہ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝۱ کو پڑھا جائے۔ بعض نے کہا کہ پہلی دو رکعت میں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کو پڑھا جائے اور آخری میں سورہ قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۝۱ کو پڑھا جائے۔

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: تم تینوں کو پڑھو۔

حدیث 3 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوعبداللہ الخذاہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی نمازِ وتر میں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس اور سورۃ الاخلاص کی تلاوت کرے گا تو اس سے کہا جائے گا: اے بندۂ خدا! تجھے بشارت ہو، اللہ نے تیرے وتر کو قبول کرلیا ہے۔

maablib.org

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۙ﴿۱﴾ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ﴿۲﴾ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ﴿۳﴾ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۙ﴿۴﴾ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ؕ﴿۵﴾

[ترجمہ] اے نبیؐ! آپؐ کہہ دیں کہ فلق کے ربّ کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر چیز کے شر سے جو اس نے خلق کی ہے اور رات کی تاریکی کے شر سے جب چھا جائے اور ان کے شر سے جو گرہوں پر پھونکے مارتے ہیں اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

تفسیر

حدیث 1 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھے تو ایک بندے نے سورۃ الفلق کی تلاوت کی۔

اس بندے نے عرض کیا: یہ فلق کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جہنم میں دراڑ (شگاف) ہے اور اس میں ستر ہزار گھر ہیں اور ہر گھر میں ستر ہزار کمرے ہیں اور ہر کمرے میں ستر ہزار سانپ ہیں اور ہر سانپ کے منہ میں ستر ہزار قسم کا زہر ہے اور ہر جہنمی کے لیے ان سے گزرنا ضروری ہوگا۔

حدیث 2 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: مِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ کے بارے میں عرض کیا۔ آپؑ نے فرمایا: کیا تو نے حاسد کو دیکھا نہیں۔ وہ آنکھیں کھول کھول کر دیکھتا ہے اور یہ ہی اس سے مراد ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث 3 معانی الاخبار میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے حسد کے بارے میں سوال کیا گیا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ لوگوں کے گوشت اور خون میں گردش کرتا ہے اور جب ہمارے پاس آتا ہے تو خشک ہوجاتا ہے اور یہ وہی شیطان ہے۔

حدیث 4 ثواب الاعمال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حنان بن سدیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک بندے سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قیامت کے دن ساری مخلوق میں سب سے زیادہ سخت عذاب سات بندوں کو ہوگا: [۱] ان میں سے پہلا قابیل ابن آدم، جس نے اپنے بھائی (ہابیلؑ) کو قتل کیا تھا۔ [۲] نمرود جس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں حضرت ابراہیمؑ سے بحث و احتجاج کیا تھا۔ [۳] وہ بندہ جس نے بنی اسرائیل کو یہودی بنایا۔ [۴] وہ بندہ جس نے بنی اسرائیل کو نصاریٰ بنایا۔ [۵] فرعون جس نے کہا تھا: میں سب سے اعلیٰ ربّ ہوں۔ [۶ و ۷] اس اُمت کے دو افراد ہوں گے جن میں ایک قوارير کے تابوت میں فلق کے نیچے رکھا جائے گا اور فلق آگ کا ایک سمندر ہے۔

حدیث 5 خصال میں جناب ابن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حمید ہمدانی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جہنم میں تابوت اسفل میں بارہ افراد ہوں گے جن میں سے چھ گذشتہ اُمتوں کے ہوں گے اور چھ اس اُمت کے۔ گذشتہ لوگوں میں سے: [۱] فرزند آدمؑ جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا یعنی قابیل [۲] فرعون [۳] سامری [۴] دجال، جو اوّلین میں سے ہوگا اور آخرین میں ظاہر ہوگا۔ [۵] ہامان [۶] قارون۔

اس اُمت سے اہل بیت علیہم السلام کے بڑے بڑے دشمن ہوں گے۔

حدیث 6 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے سورۂ فلق کی تفسیر و معانی ذکر کرتے ہوئے فرمایا: جہنم میں ایک کنواں ہے جس کی شدت گرمی کی وجہ سے جہنم اللہ سے پناہ طلب کرتی ہے۔ اس کنویں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی: کیا میں سانس لے لوں تو اس کو اجازت ملی تو جب اس نے سانس لی تو گویا جہنم میں آگ لگ گئی ہو (یعنی جہنم) آگ کے شعلے بہت زیادہ بھڑک اُٹھے اور اس کنویں میں ایک تابوت ہے اس میں چھے افراد اوّلین سے ہیں اور چھے آخرین میں سے یعنی اس اُمت سے ہوں گے۔

https://www.shiabookspdf.com

وہ افراد جو اوّلین سے ہوں گے: [۱] ابن آدمؑ جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا۔ [۲] نمرود جس نے جناب ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکا تھا [۳] حضرت موسیٰؑ کے دور کا فرعون [۴] سامری، جس نے بچھڑا بنایا تھا۔ [۵] بنی اسرائیل کو یہودی بنانے والا، بنی اسرائیل کو نصاریٰ بنایا اور اس اُمت کے چھے افراد: (۱) خوارج کا سپہ سالار (۲) قاتل امیر المومنین علیؑ یعنی ابن ملجم (۳) قاتل محسنؑ بنت فاطمہؑ (۴) نعثل (۵) جبتر (۶) حضرت علیؑ کا بڑا دشمن ہے۔

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ یعنی ان کے شر سے جو اس کنویں میں داخل ہوں گے۔

حدیث 7 نہج البیان میں جناب الشیبانی نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ سے مراد رات ہے جب وہ چھا جائے گی۔

حسد کا معنیٰ کیا ہے؟

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: حسد ایمان کو یوں کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جراح المدائنی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

حدیث 3 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب داؤد الرقی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔ حضرت عیسیٰ بن مریمؑ اپنے شہروں کی طرف سفر کرتے تھے۔ ایک سفر میں آپؑ جا رہے تھے کہ آپؑ کے ساتھ آپؑ کا ایک صحابی جو چھوٹے قد کا تھا اور وہ اکثر آپؑ کے ساتھ رہتا تھا۔ پس آپؑ دریا کے کنارے پر آئے تو آپؑ نے یوں کہا: بسم اللہ پورے یقین سے کہا اور اس کے بعد آپؑ نے پانی پر چلنا شروع کر دیا۔ جب اس چھوٹے قد کے صحابی نے آپؑ کی طرف دیکھا کہ آپؑ پانی پر چل رہے ہیں تو اس نے بھی وہی کلمات کہے اور پانی پر چلنا شروع کر دیا اور جناب عیسیٰؑ کے ساتھ ملحق ہو گیا۔ اچانک اس کے دل میں خود پسندی آئی اور اس نے یوں کہا: یہ عیسیٰؑ ابن مریمؑ ہیں جو پانی پر چل رہے ہیں اور یہ میں ہوں کہ میں بھی پانی پر چل رہا ہوں تو حضرت عیسیٰؑ

https://www.shiabookspdf.com

کو مجھ پر کون سی فضیلت حاصل ہے؟ اتنا دل میں یہ بات آنا تھی کہ اسی وقت وہ پانی میں جانا شروع ہوا۔ پھر اس نے جنابِ عیسیٰؑ بن مریمؑ سے مدد طلب کی تو آپؑ نے اس کو پکڑ کر پانی سے باہر نکالا۔ پھر اس سے فرمایا: اے قصیر! تُو نے کیا کہا تھا؟ اس نے کہا: میں نے کہا تھا: یہ عیسیٰؑ روح اللہ ہیں جو پانی پر چل رہے ہیں اور میں بھی پانی پر چل رہا ہوں۔ پس یہ خود پسندی میرے دل میں آئی تھی۔

حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: تُو نے اپنے آپ کو اس مقام پر رکھا تھا جس کا تو اہل نہیں تھا۔ جو تُو نے ارادہ کیا یا کہا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو۔ پھر اس بندے نے توبہ کی تو پھر اسی مرتبہ پر آیا جس پر وہ پہلے تھا جس سے وہ گرا تھا۔ پس اللہ سے ڈرو اور ایک دوسرے پر حسد نہ کرو۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سکونی سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بعید نہیں کہ فقر کفر تک پہنچ جائے اور حسد تقدیر پر غلبہ حاصل کرے۔

حدیث 5 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن وہب سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: دین کے لیے آفت، حسد، خود پسندی اور فخر کرنا ہے۔

حدیث 6 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب داؤد الرقی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے فرمایا: اے موسیٰؑ! جو نعمات میں نے اپنے بندوں کو دی ہیں ان پر حسد نہ کرو اور ان کی طرف آنکھیں اُٹھا اُٹھا کر نہ دیکھنا اور ان کے بارے میں اپنے دل سے ان کا دنبال نہ کرنا کیونکہ حاسد میری نعمات پر خوش نہیں رہتا اور وہ میری نعمات اور میرے بندوں کے درمیان رکاوٹ بننے کی کوشش کرتا ہے۔ اور جو اس طرح کا ہو وہ میرا نہیں اور میں اس کا نہیں ہوں۔

حدیث 7 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضیل بن عیاض سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مومن رشک کرتا ہے، حسد نہیں کرتا اور منافق حسد کرتا ہے رشک نہیں کرتا۔

https://www.shiabookspdf.com

رسولؐ خدا پر جادو ہونا اور معوذتین سے باطل ہونا

حدیث 1 طب الائمہ میں جناب الحسن بن بسطام نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے اور اس نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے حضرت امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن حضرت جبرئیلؑ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا: اے محمدؐ! آپؐ نے فرمایا: اے میرے بھائی جبرئیلؑ! لبیک۔ انھوں نے فرمایا: فلاں بن فلاں یہودی نے آپؐ پر جادو کیا ہے اور اس نے اپنا جادو بنی فلاں کے کنویں میں رکھا ہے۔ پس آپؐ اس بندے کو اس کنویں کی طرف روانہ کریں جس پر آپؐ کو تمام لوگوں سے زیادہ اعتماد و وثوق ہو اور آپؐ کی نظر میں سب سے عظیم ہو۔ وہ تمھارے نفس کے برابر ہو تا کہ وہ جائے اور وہ جادو آپؐ کے پاس لے کر آئے۔

رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اے علیؑ! زوران کے کنویں پر جاؤ اور اس میں وہ جادو ہے جو مجھ پر لبید بن عاصم یہودی نے کیا ہے اس کو لے کر آؤ۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاجت کو پورا کرنے کے لیے میں اس کنویں کی طرف چل پڑا۔ جب میں کنویں پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس کا پانی جادو کی وجہ سے مہندی رنگ کا ہو چکا ہے۔ میں کنویں میں اُترا اور اس جادو کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔ بہت تلاش کیا لیکن میں اس کو تلاش نہ کر سکا۔ آپؑ پانی کی تہہ تک گئے پھر بھی وہ نہ ملا۔ جو لوگ آپؑ کے ساتھ تھے انھوں نے کہا: اے علیؑ! اس میں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ آپؑ اُوپر آجائیں۔

آپؑ نے کہا: نہیں، نہ میں نے جھوٹ سنا ہے اور نہ ہی انھوں نے جھوٹ کہا ہے۔ میرا یقین تمھارے یقین کی مانند نہیں ہے، حتما ہے۔ مجھے رسولؐ خدا کے کہنے پر یقین ہے۔ پھر آپؑ نے نئے سرے سے تلاش شروع کی اور دقیق تلاش کی۔ پھر آپؑ نے ایک حقا (ایک چھوٹا برتن) تلاش کر لیا جس کا منہ بند تھا۔ آپؑ اس کو لے کر رسولؐ خدا کی خدمت میں آئے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: اے علیؑ! اس کو کھولو۔ جب میں نے اس کو کھولا تو اس کے اندر ایک دھاگا تھا کہ اس پر اکیس گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ تو حضرت جبرئیلؑ آپؐ کے پاس اسی وقت معوذتین لے کر نازل ہوئے۔

https://www.shiabookspdf.com

رسولؐ خدا نے فرمایا: اے علیؑ! اس وتر پر ان دونوں سورتوں کو پڑھو۔ پس ان سورتوں کو پڑھو اور ان گرہوں کو کھول دو۔ حضرت علیؑ نے ان تمام گرہوں کو کھولا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ سے جادو کے اثرات کو زائل کر دیا۔

حدیث 2 طب الائمہ میں جناب الحسن بن بسطام نے نقل کیا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ اور میکائیلؑ رسولؐ خدا کے پاس آئے۔ آپؐ بیمار تھے۔ ایک آپؐ کے سرہانے بیٹھ گئے اور دوسرے پاؤں کی جانب بیٹھ گئے۔ حضرت جبرئیلؑ نے حضرت میکائیل سے کہا: اس بندے کی بیماری کیا ہے؟ اس نے کہا: اس پر جادو ہوا ہے۔ حضرت جبرئیلؑ نے حضرت میکائیلؑ سے کہا: کس نے کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا: لبید بن عاصم یہودی نے۔ اس کے بعد گذشتہ حدیث نقل ہوئی ہے۔

حدیث 3 طب الائمہ میں جناب الحسن بن بسطام نے جناب ابراہیم بن الہیطار سے اور انھوں نے محمد بن عیسیٰ سے اور انھوں نے جناب یونس بن عبدالرحمٰن مصلی سے نقل کیا، آپؑ کو زیادہ نمازیں پڑھنے کی وجہ سے مصلی (نمازی) کا نام دیا گیا تھا۔ اور انھوں نے جناب ابن مسکان سے اور انھوں نے جنابِ زرارہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: جادو انسان کی کسی چیز پر تسلط نہیں رکھتا مگر آنکھ پر۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ یہ دونوں سورتیں الفلق اور الناس کیا قرآن میں سے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، یہ دونوں قرآن سے ہیں۔

اس شخص نے کہا: ابن مسعود کی قرأت میں یہ دونوں قرآن کا حصّہ نہیں ہیں اور اس کے مصحف میں یہ دونوں ذکر نہیں ہیں۔

امامؑ نے فرمایا: اس نے خطا کی ہے۔ اس نے مصحف میں نہیں لکھیں اور جو اس نے کہا ہے قرآن سے نہیں تو وہ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ دونوں قرآن سے ہیں۔

اس شخص نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! کیا میں ان دونوں کو قرآن میں پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپؑ نے فرمایا: کیا تو جانتا ہے معوذتین کا معنیٰ کیا ہے اور یہ دونوں سورتیں کیوں نازل ہوئی تھیں کیونکہ رسولؐ خدا پر لبید بن عاصم یہودی نے جادو کیا تھا۔

ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! مجھے بعید لگتا ہے اور نہیں لگتا کہ رسولؐ خدا پر جادو ہو جائے؟

https://www.ahlibookspdf.com

امامؑ نے فرمایا: رسولِ خدا اپنی اَزواج سے مباشرت کرنا چاہتے تھے لیکن وہ کر نہیں پا رہے تھے اور آپؐ کو دروازہ نظر نہیں آتا تھا۔ یہاں تک کہ آپؐ چھوکر چلتے تھے۔

پھر فرمایا: جادو برحق ہے اور اثر رکھتا ہے لیکن اس کا اثر آنکھوں پر اور شرمگاہ پر ہوتا ہے (یعنی قوت مردانگی پر ہوتا ہے)۔ پس جب حضرت جبرئیلؑ نے خبر دی اور حضرت علیؑ اس جادو کو زوزان کے کنویں سے نکال کر لائے.....

حدیث 4 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ ہر رات سونے کے وقت سورۂ فلق کی تلاوت کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس بندے کے برابر اجر لکھے گا جس نے حج وعمرہ کیا ہوگا اور ماہِ مبارک میں روزے رکھے ہوں گے۔ یہ بڑا نفع مند تعویذ ہے۔ ہر نظر بد سے حرز ہے (بچانے والا تعویذ)۔ نیز رسولِ خدا نے فرمایا: جو شخص سورۂ فلق کو سونے کے وقت پڑھے گا تو اس کے لیے اجر عظیم ہے اور ہر بُرائی سے حرز ہے اور نفع مند تعویذ ہے اور ہر بُری نظر سے بچانے والا تعویذ ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جو شخص ماہِ مبارک رمضان کی ہر رات اس سورہ کو نمازِ واجب یا نافلہ میں تلاوت کرے گا تو وہ اس بندے کی مانند ہے جس نے مکہ میں روزے رکھے ہوں۔ اس کو حکمِ خدا سے حج وعمرہ کرنے والے کے برابر اجر وثواب ملے گا۔

حدیث 5 طب الائمہ میں جناب الحسین بن بسطام نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: یہ وہ تعویذ ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمیں لکھوایا ہے اور امامؑ فرمایا کرتے تھے: یہ میراث ہے۔ اگر اس کو باریک چمڑے پر لکھ کر اس شخص کے گلے میں ڈال دیا جائے جس پر جادو ہوا ہے تو وہ اس جادو کو باطل کردے گا اور وہ یہ آیات یہ ہیں:

قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ (سورۂ یونس: آیت ۸۱-۸۲)

ءَاَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمِ السَّمَآءُ ؕ بَنٰىهَا ﴿۲۷﴾ رَفَعَ سَمْكَهَا فَسَوّٰىهَا ﴿۲۸﴾ (سورۂ نازعات: آیت ۲۷-۲۸)

https://www.shiabookspdf.com

فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ وَاُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ (سورۂ اعراف: ۱۱۸ تا ۱۲۲)

یہ آیات لکھ کر سحر زدہ کو ڈالا جائے تو اس کا جادو زائل ہو جائے گا۔

حدیث 6 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سورہ کا شانِ نزول یوں ذکر کیا ہے: کہتے ہیں کہ لبید بن عاصم یہودی نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کیا۔ پھر اپنے جادو کو بنی زریق کے کنویں میں چھپا دیا۔ پس رسولِ خدا مریض ہو گئے۔ آپؐ اسی مرض میں سوئے ہوئے تھے کہ دو فرشتے نازل ہوئے: ایک آپؐ کے سرہانے بیٹھ گیا اور دوسرا قدموں کی طرف۔ ان دونوں نے آپؐ کو خبر دی اور بتایا کہ وہ جادو زوزان کے کنویں کی تہہ میں خرما کی پوست میں پتھر کے نیچے رکھا گیا ہے اور ماتح شیطان کو اس کی حفاظت کے لیے کھڑا کیا گیا ہے۔ پس رسولِ خدا اُٹھے اور آپؐ نے حضرت علیؑ کو زبیر اور عمار کے ساتھ روانہ کیا۔ انھوں نے اس کنویں کا سارا پانی کھینچا۔ پھر انھوں نے اس پتھر کو اُٹھایا اور اس کے نیچے سے جف (پوست) کو نکالا تو دیکھا کہ دو سروں کا تار ہے اور دو منہ والی شاخ ہے اور ایک دھاگا ہے جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی ہیں اور ہر گرہ میں ایک سوئی داخل کی گئی ہے۔ وہ آپؐ کے پاس لائے تو یہ دو سورتیں نازل ہوئیں۔ پس جیسے ہی یہ دونوں سورتیں پڑھی گئیں تو وہ گرہیں کھل گئیں تو رسولِ خدا نے اپنی رہائی پائی اور آپؐ اُٹھ کر بیٹھ گئے۔

حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا: بسم اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو ہر اُس چیز سے جو آپؐ کو اذیت دینے والی تھی اور حاسد کے حسد سے شفاء عطا فرما دی ہے۔

اس کے بعد علامہ الطبرسیؒ نے اس کو حضرت عائشہؓ اور ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے۔ پھر فرمایا: یہ درست نہیں کہ یہ کہا جائے کہ آپؐ پر جادو ہوا تھا اور آپؐ پر اس کا اثر ہوا تھا۔ اس کا اللہ سبحانہ نے انکار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿۸﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا (سورۂ فرقان: آیت ۸-۹) ”اور ظالم لوگوں نے کہا: تم تو ایک سحر زدہ کی پیروی کرتے ہو۔ آپؐ دیکھیں یہ لوگ آپؐ کے بارے میں کیسی کیسی باتیں بناتے ہیں۔ پس یہ گمراہ ہو گئے ہیں“۔

https://www.shiabookspdf.com

اس آیت نے رَد کر دیا کہ آپؐ کی عقل پر جادو کا اثر نہیں ہو سکا اگرچہ لبید بن عاصم یہودی اور اس کی بیٹی کی غرض یہ ہی تھی اور اس پر کوشش کرتے تھے لیکن وہ اس پر قادر نہیں ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے کاموں کی اپنے نبیؐ کو خبر دی ہے۔ وہ یہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ خود دلیل ہے کہ خدا نے سچ فرمایا: کیسے ممکن ہے آپ ان کے کام کی وجہ سے مریض ہو جائیں۔ اگر یہ جادوگر اس پر قدرت رکھتے تو وہ آپؐ کو قتل کر دیتے اور مومنین میں سے اکثر کو قتل کر دیتے۔ جس قدر ان کی مومنین اور رسولؐ سے دشمنی تھی۔ [1]

maablib.org

[1] میں نے دیانت داری سے ترجمہ کیا ہے۔ کسی روایت کے سچا یا جھوٹا ہونے کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ (مترجم)

https://www.shiabookspdf.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

سورۃ الناس

یہ سورہ مکّی ہے اور یہ سورۂ فلق کے بعد نازل ہوئی تھی۔ اس کی چھے آیات ہیں

تلاوت کا ثواب وفضیلت

حدیث 1 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے، آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سورۃ الناس کو کسی درد پر پڑھے گا تو حکمِ خدا سے اس کو سکون ملے گا۔ یہ سورہ شفاء ہے اس کے لیے جو اس کو پڑھے گا۔

حدیث 2 خواص القرآن میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل ہوا ہے، آپؐ نے فرمایا: جو بندہ نیند سے قبل اس سورہ کی تلاوت کرے گا تو یہ سورہ صبح تک اس کے لیے حرز ہوگی اور یہ ہر درد و بیماری اور آفت کے لیے تعویذ ہے اور جو اس کی تلاوت کرے گا اس کے لیے باعثِ شفاء ہے۔

حدیث 3 خواص القرآن میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے: جو بندہ اپنے گھر میں ہر رات اس سورہ کو پڑھے گا تو وہ گھر جنات اور وسواس سے محفوظ رہے گا اور جو اس سورہ کو لکھ کر چھوٹے بچوں پر تعویذ بنا کر ڈال دے گا تو وہ بچہ اللہ کے اذن سے جنوں سے محفوظ رہے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ﴿۱﴾ مَلِكِ النَّاسِ ۙ﴿۲﴾ اِلٰهِ النَّاسِ ۙ﴿۳﴾ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۚ﴿۴﴾ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ﴿۵﴾ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۧ﴿۶﴾

[ترجمہ] کہہ دیں میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے ربّ کی، انسانوں کے بادشاہ کی، انسانوں کے معبود کی۔ پس پردہ میں رہ کر وسوسہ ڈالنے والے خناس (ابلیس) کے شر سے، جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔ وہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے۔

تفسیر

حدیث 1 تفسیر العیاشی میں جناب علی بن ابراہیم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۚ کے ذیل میں لکھا ہے کہ خناس ایک شیطان کا نام ہے جو لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے اور ان کو نیکی سے روکتا ہے اور فقر کی دعوت دیتا ہے اور خدا کی نافرمانی اور فواحش پر آمادہ کرتا ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے: اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۶۸) ”شیطان تمھیں تنگ دستی کا خوف دلاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے“۔

حدیث 2 تفسیر العیاشی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کوئی دل ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ اس کے لیے دو کان ہیں: ایک کان پر ہدایت والا فرشتہ ہوتا ہے اور دوسرے پر فتنہ میں ڈالنے والا، گمراہ کرنے والا شیطان ہوتا ہے۔ یہ برائی کا حکم دیتا ہے اور نیکی سے روکتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں میں سے بھی

https://www.shiabookspdf.com

شیطان ہیں جو لوگوں کو بُرائی اور گناہوں پر آمادہ کرتے ہیں جیسا کہ جنات میں سے شیطان بُرائی و نافرمانی پر آمادہ کرتے ہیں۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝ کے ذیل میں فرمایا ہے: اس خناس سے مراد وہ شیطان ہے جو ابن آدم کے دل پر ہوتا ہے اور اس کی خنزیر کی مانند سونڈھ ہوتی ہے تو فرزند آدم کے دل میں وسوسے پیدا کرتا ہے جب وہ دُنیا اور اس کی طرف توجہ کرتا ہے، جو خدا کو پسند نہیں ہوتی۔ تو اس کے دل میں آمادگی پیدا کرتا ہے اور جب وہ اللہ کی اطاعت کی طرف توجہ کرتا ہے تو وہ اس کو روکتا ہے اور منع کرتا ہے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ (وہ جو لوگوں کے سینوں میں وسوسے ڈالتا ہے) پھر اللہ فرماتا ہے: وہ شیطان انسانوں سے بھی ہیں اور جنات میں سے بھی ہیں۔

حدیث 4 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابان بن تغلب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کوئی مومن ایسا نہیں مگر یہ کہ اس کے دل کے دو کان ہوتے ہیں جو اس کے شکم میں ہوتے ہیں: ایک میں شیطان خناس پھونک مارتا ہے اور وسواس پیدا کرتا ہے اور دوسرے میں فرشتہ پھونک مارتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی فرشتے کے ذریعے تائید کرتا ہے اور اسی کو سورۂ مجادلہ کی آیت نمبر ۲۲ بیان کرتی ہے: وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ (اور اس نے روح کے ذریعے ان کی تائید کی ہے)۔

معوذتان قرآن کا باب

حدیث 1 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے آلِ سام کے غلام جناب جابر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے نمازِ مغرب پڑھی اور اس میں معوذتان (سورۂ فلق والناس) کی تلاوت کی۔ پھر فرمایا: یہ دونوں قرآن کا حصّہ ہیں۔

حدیث 2 الکافی میں جناب الکلینی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صفوان الجمال سے نقل کیا ہے، انھوں نے

https://www.shiabookspdf.com

بیان کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ہمارے ساتھ نماز مغرب پڑھی اور اس میں معوذتان کی تلاوت کی۔

حدیث 3 تفسیر القمی میں جناب علی بن ابراہیم نے جناب بکر بن محمد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: ان دونوں سورتوں: سورۂ فلق اور سورۂ ناس کے نزول کا سبب یہ ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض ہوگئے تو حضرت جبرئیلؑ ان دوسورتوں کے ساتھ نازل ہوئے اور دونوں کو آپؐ کے لیے تعویذ قرار دیا۔

حدیث 4 تفسیر القمی میں جناب علی ابراہیم نے جناب ابوبکر حضرمی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ عبداللہ ابن مسعود نے اپنے جمع کردہ قرآن سے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس (معوذتان) کو نکال دیا تھا تو میرے والد ماجدؑ نے فرمایا: ابن مسعود نے یہ کام اپنی رائے سے کیا ہے۔ یہ دونوں سورتیں قرآن کا حصّہ ہیں۔

حدیث 5 مجمع البیان میں جناب علامہ الطبرسی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اُبی کی روایت میں ذکر کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جس نے سورۃ الفلق اور سورۃ والناس کی تلاوت کی گویا اس نے وہ تمام کتابوں کو پڑھا جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر نازل کی ہیں۔

حدیث 6 مجمع البیان میں جناب عقبہ بن عامر سے نقل ہوا، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ کوئی بھی سورۂ فلق اور سورۂ ناس کی مثل نہیں۔ اسی کو جناب مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔

حدیث 7 مجمع البیان میں عقبہ بن عامر سے نقل ہوا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عقبہ! کیا میں تجھے ایسی دوسورتوں کی تعلیم نہ دوں جو قرآن سے افضل ہیں؟

اس نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسولؐ اللہ!

پھر آپؐ نے مجھے معوذتان کی تعلیم دی۔ پھر میں نے ان دونوں کو نماز فجر میں پڑھا۔

آپؐ نے فرمایا: ان دونوں سورتوں کو سوتے وقت، اُٹھتے وقت پڑھو۔

جناب ابوعبید الحزاء سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا:

https://www.shiabookspdf.com

جو بندہ اپنی نماز وتر میں سورۃ الفلق، سورۃ الناس اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ سے مکمل کرے گا اس سے کہا جائے گا: اے بندۂ خدا! تجھے بشارت ہو، تیری نماز وتر مقبول ہوگئی ہے۔

حدیث 8 مجمع البیان میں جناب الفضیل بن یسار سے نقل ہوا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شدید درد اور شدید بخار میں مبتلا تھے اور آپؐ بہت سخت رنج میں مبتلا تھے۔ پس حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ نازل ہوئے اور دونوں آپؐ کے قدموں کے پاس بیٹھ گئے۔ جنابِ جبرئیلؑ نے آپؐ پر سورۂ فلق کا دَم کیا اور حضرت میکائیلؑ نے سورۃ الناس کا دَم کیا، یعنی اس کا تعوذ کیا (یعنی پناہ میں دیا)۔

حدیث 9 مجمع البیان میں جناب ابوخدیجہ سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے جناب امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت جبرئیلؑ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ آپؐ اس وقت بیمار تھے۔ پس انھوں نے آپؐ پر سورۃ الفلق اور سورۃ الناس اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ کو پڑھا اور فرمایا: اللہ کے نام سے میں نے آپؐ پر دم کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپؐ کو تمام اذیت دینے والی چیزوں اور بیماریوں سے شفاء دے گا۔ پس آپؐ کو یہ دونوں سورتیں مبارک ہوں۔

حدیث 10 مجمع البیان میں جناب عبداللہ بن سنان سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ کی تلاوت کرو تو اپنے نفس و دل میں کہو کہ میں فلق کے ربّ سے پناہ کا طلب گار ہوں اور جب سورۃ الناس کی تلاوت کرو تو اپنے دل میں کہو کہ میں لوگوں کے ربّ کی پناہ کا طلب گار ہوں۔

تمام شدہ

۱۶ جون ۲۰۲۳ء بروز جمعۃ المبارک ۲۶ ذی القعدہ، دن ۱:۳۶ بجے تفسیر برہان کو خدا کے فضل و کرم اور اس کی توفیق سے مکمل کیا ہے۔

جنوری ۲۰۱۹ء کو شروع کی تھی ـــــ سیّد منیر رضوی (مترجم)

https://www.shiabookspdf.com

تفسیر البرہان کے منابع

اس میں ان کتابوں کے ناموں کا ذکر کریں گے جن سے تفسیر برہان کے مؤلف نے احادیث کو نقل کیا ہے:

۱- القرآن الکریم		
۲- الاحتجاج، علامہ الطبرسی		
۳- احقاق الحق وازہاق الباطل	علامہ تستری	
۴- احکام القرآن	علامہ جصاص	
۵- الاختصاص	علامہ شیخ مفیدؒ	
۶- الارشاد	"	
۷- ارشاد القلوب		
۸- اساس البلاغۃ		
۹- اسباب النزول	علامہ واحد	
۱۰- الاستبصار	علامہ طوسیؒ	
۱۱- الاستیعاب	علامہ ابن عبدالبر	
۱۲- اسد الغابہ	علامہ ابن اثیر	
۱۳- الاصابہ	ابن حجر مکی	
۱۴- الاعلام	علامہ زرکلی	
۱۵- اعلام النساء	علامہ اعلمی	
۱۶- اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ	علامہ الطبرسی	
۱۷- اعیان الشیعہ	علامہ امینی	
۱۸- الاغانی	علامہ ابوالفرج اصفہانی	
۱۹- اقبال الاعمال	علامہ ابن طاؤس	
۲۰- اقرب الموارد	علامہ شرتونی	
۲۱- امالی	علامہ شیخ مفیدؒ	
۲۲- امالی	شیخ صدوقؒ	
۲۳- امالی	شیخ طوسیؒ	
۲۴- امل الآمل	حُر عاملیؒ	
۲۵- الانساب	علامہ سمعانی	
۲۶- انوار البدرین	علامہ شیخ علی بلادی	
۲۷- انوار النعمانیہ	سیّد نعمت اللہ جزائری	
۲۸- اوائل المقالات	شیخ مفیدؒ	
۲۹- بحار الانوار	علامہ مجلسیؒ	
۳۰- البدایہ والنہایہ	علامہ ابن کثیر	
۳۱- البرہان فی علوم القرآن	علامہ زرکشی	
۳۲- بشارۃ المصطفیٰ	علامہ طبری	
۳۳- بصائر الدرجات	علامہ صفار	
۳۴- البلد الامین	علامہ کفعمی	

https://www.shiabooks.pdf.com

۳۵-	تاج العروس	علامہ زبیدی
۳۶-	تاریخ بغداد	خطیب بغدادی
۳۷-	تاریخ الخلفاء	علامہ سیوطی
۳۸-	تاریخ یعقوبی	
۳۹-	تاویل الآیات	علامہ شرف الدین نجفی
۴۰-	تحف العقول	علامہ ابن شعبہ حرانی
۴۱-	تذکرۃ الخواص	ابن جوزی
۴۲-	تفسیر روح المعانی	علامہ آلوسی
۴۳-	تفسیر بیضاوی	
۴۴-	تفسیر تبیان	علامہ طوسیؒ
۴۵-	تفسیر ثعلبی	
۴۶-	تفسیر جوامع الجامع	علامہ طبرسی
۴۷-	تفسیر حبری	
۴۸-	تفسیر صافی	ملا محسن فیض کاشانی
۴۹-	تفسیر طبری	
۵۰-	تفسیر عیاشی	
۵۱-	تفسیر فرات کوفی	
۵۲-	تفسیر قرطبی	
۵۳-	تفسیر قمی	
۵۴-	تفسیر فخر الدین رازی	
۵۵-	تفسیر ابن کثیر	
۵۶-	تفسیر کشاف	
۵۷-	تفسیر امام حسن العسکریؑ	
۵۸-	تفسیر نور الثقلین	

۵۹-	تقریب التہذیب	عسقلانی
۶۰-	تنبیہ الخواطر	ابن ابی فراس
۶۱-	تنزیہ الانبیاء	شریف مرتضیٰ
۶۲-	تہذیب الاحکام	شیخ طوسیؒ
۶۳-	تہذیب التہذیب	ابن حجر
۶۴-	تہذیب الکمال	علامہ فری
۶۵-	التوحید	شیخ صدوق
۶۶-	الثاقب فی المناقب	شیخ طوسیؒ
۶۷-	ثواب الاعمال	شیخ صدوقؒ
۶۸-	جامع الاخبار	علامہ مشعیری
۶۹-	جامع الرواۃ	علامہ اردبیلی
۷۰-	الجرح والتعدیل	علامہ رازی
۷۱-	جمہرہ انساب العرب	ابن حزم
۷۲-	حلیۃ الابرار	علامہ بحرانی
۷۳-	حلیۃ الاولیاء	علامہ اصفہانی
۷۴-	الخرائج والجرائح	علامہ راوندی
۷۵-	الخصال	شیخ صدوقؒ
۷۶-	خصائص الائمہؑ	شریف رضی
۷۷-	خصائص امیر المومنینؑ	نسائی
۷۸-	دائرۃ المعارف الشیعہ	علامہ اعلمی
۷۹-	دائرۃ المعارف القرن شریف	فرید وجدی
۸۰-	الدر المنثور	علامہ سیوطیؒ
۸۱-	دعائم الاسلام	قاضی نعمان
۸۲-	دلائل الامامۃ	علامہ طبریؒ

https://www.shiabookspdf.com

۸۳- دیوان خنساء	تماضر بنت عمرو
۸۴- ذخائر العقبیٰ	علامہ طبریؒ
۸۵- الذریعہ	آقا بزرگ تہرانی
۸۶- ربیع الابرار	علامہ زمخشری
۸۸- رجال طوسی	
۸۹- رجال کشی	
۹۰- رجال نجاشی	
۹۱- روضات الجنات	علامہ خوانساری
۹۲- روضۃ الواعظین	فتال نیشاپوری
۹۳- الزہد	اہوازی
۹۴- سعد السعود	ابن طاؤس
۹۵- سفینۃ البحار	علامہ القمی
۹۶- سنن ابی داؤد	
۹۷- سنن ترمذی	
۹۸- سنن نسائی	
۹۹- سیر اعلام النبلاء	ذہبی
۱۰۰- شرائع الاسلام	محقق الحلی
۱۰۱- شرح الاخبار	قاضی نعمان
۱۰۲- شرح نہج البلاغہ	ابن ابی الحدید
۱۰۳- شواہد التنزیل	حسکانی
۱۰۴- الصحاح	علامہ جوہری
۱۰۵- صحیح البخاری	
۱۰۶- صحیح مسلم	
۱۰۷- الصراط المستقیم	علامہ نباطی

۱۰۸- صفۃ الصفوۃ	ابن جوزی
۱۰۹- الصواعق المحرقہ	ابن حجر مکی
۱۱۰- طب الائمہ	الحسین بن بسطام
۱۱۱- الطبقات الکبریٰ	ابن سعد
۱۱۲- الطرائف	ابن طاؤس
۱۱۳- عدۃ الداعی	ابن فہد حلی
۱۱۴- علل الشرائع	شیخ صدوقؒ
۱۱۵- العمدۃ	ابن بطریق
۱۱۶- عوالی اللالئ	ابن ابی جمہور
۱۱۷- العین	فراہیدی
۱۱۸- عیون اخبار الرضاؑ	شیخ صدوقؒ
۱۱۹- عیون المعجزات	ابن عبدالوہاب
۱۲۰- الغارات	ثقفی
۱۲۱- الغدیر	علامہ امینی
۱۲۲- الغیبۃ	علامہ نعمانی
۱۲۳- الغیبۃ	علامہ طوسی
۱۲۴- فرائد السمطین	جوینی
۱۲۵- فردوس الاخبار	علامہ دیلمی
۱۲۶- فرق الشیعہ	نوبختی
۱۲۷- الفصول المہمہ	ابن صباغ
۱۲۸- الفضائل	ابن شاذان
۱۲۹- الفہرست	علامہ طوسی
۱۳۰- القاموس محیط	مجدالدین محمد بن یعقوب
۱۳۱- قرب الاسناد	علامہ حمیری

https://www.shiabookspdf.com

۱۳۲- قصص الانبیاءؑ	راوندی
۱۳۳- قصص الانبیاءؑ	ثعلبی
۱۳۴- الکافی	شیخ محمد بن یعقوب الکلینی
۱۳۵- کامل الزیارات	ابن قولویہ
۱۳۶- الکامل فی التاریخ	ابن اثیر
۱۳۷- کتاب سلیم بن قیس	
۱۳۸- کشف الظنون	حاجی خلیفہ
۱۳۹- کشف الغمہ	اربلیؒ
۱۴۰- الکشکول	آملی
۱۴۱- کفایۃ الاثر	رازی
۱۴۲- کمال الدین وتمام النعمۃ	شیخ صدوقؒ
۱۴۳- الکنی والقاب	قمی
۱۴۴- کنز العمال	ہندی
۱۴۵- لسان العرب	منظور
۱۴۶- لسان اللسان	
۱۴۷- لسان المیزان	ابن حجر
۱۴۸- لؤلؤ البحرین	بحرانی
۱۴۹- مائۃ منقبہ	شاذان
۱۵۰- مجمع الامثال	میدانی
۱۵۱- مجمع البحرین	طریحی
۱۵۲- مجمع البیان	علامہ الطبرسیؒ
۱۵۳- مجمع الزوائد	ہیثمی
۱۵۴- المحاسن	برقی
۱۵۵- مختصر	علامہ حلی
۱۵۶- المحجۃ البیضا	فیض کاشانی
۱۵۷- محیط المحیط	بطرس البستانی
۱۵۸- مختار الصحاح	رازی
۱۵۹- مختصر بصائر الدرجات	علامہ الحلی
۱۶۰- مدینۃ المعاجز	بحرانی
۱۶۱- مراصد الاطلاع	بغدادی
۱۶۲- مروج الذہب	مسعودی
۱۶۳- المستدرک علی الصحیحین	حاکم نیشاپوری
۱۶۴- المستطرف	اشبیلی
۱۶۵- مسند ابی الموصلی	فیبی
۱۶۶- مسند احمد بن حنبل	
۱۶۷- مشارق الانوار الیقین	برسی
۱۶۸- مشکوٰۃ الانوار	علامہ الطبرسی
۱۶۹- مصابیح السنہ	فراء بغدادی
۱۷۰- مصباح الشریعت	امام صادق علیہ السلام
۱۷۱- مصباح کفعمی	
۱۷۲- مصباح المتہجد	طوسیؒ
۱۷۳- معالم العلماء	ابن شہر آشوب
۱۷۴- معانی الاخبار	شیخ صدوقؒ
۱۷۵- معجم الادباء	یاقوت حموی
۱۷۶- معجم البلدان	یاقوت حموی
۱۷۷- معجم الرجال الحدیث	علامہ الخوئی
۱۷۸- المعجم الصغیر	طبرانی
۱۷۹- معجم الفرق اسلامیہ	علامہ امین

https://www.shiabookspdf.com

۱۸۰- معجم ما استعجم — اندلسی
۱۸۱- معجم المفہرس الفاظ قرآن — عبدالباقی
۱۸۲- معجم المؤلفین
۱۸۳- المعجم الوسیط
۱۸۴- معجم الکبیر — طبرانی
۱۸۵- مغازی — واقدی
۱۸۶- مفردات القرآن — اصفہانی
۱۸۷- مقاتل الطالبین — اصفہانی
۱۸۸- منتخب الاثر — جوہری
۱۸۹- مقتل الحسینؑ — خوارزمی
۱۹۰- مکارم الاخلاق — طبرسی
۱۹۱- الملل والنحل — شہرستانی
۱۹۲- مناقب — خوارزمی
۱۹۳- مناقب — ابن شہرآشوب
۱۹۴- مناقب امام علیؑ — ابن مغازلی
۱۹۵- من لا یحضرہ الفقیہ — شیخ صدوقؒ
۱۹۶- میزان الاعتدال — ذہبی
۱۹۷- المیزان فی تفسیر القرآن — علامہ طباطبائی
۱۹۸- النہایہ فی غریب الحدیث — ابن اثیر
۱۹۹- نہج البلاغہ — تحقیق صبحی صالح
۲۰۰- نورالابصار — شبلنجی
۲۰۱- الہدایۃ الکبریٰ — خصیبی
۲۰۲- الوافی — فیض کاشانی
۲۰۳- وسائل الشیعہ — حر عاملی
۲۰۴- وفیات الاعیان — ابن خلکان
۲۰۵- وہج الفصاحۃ — اعلمی
۲۰۶- الیقین — ابن طاؤس
۲۰۷- ینابیع المودۃ — قندوزی

☆☆☆

https://www.shiabookspdf.com

https://www.shiabookspdf.com

ہماری مطبوعات

تفسیر نمونہ، تفسیر نور، تفسیر انتخاب المیزان

تفسیر فیضان الرحمٰن، تفسیر القمی

تفسیر نور الاذہان، تفسیر الکاشف

تفسیر برہان، تفسیر پیام قرآن

مصباح القرآن ٹرسٹ

لاہور۔ پاکستان

ملنے کا پتہ:

قرآن سنٹر میاں سائیکل مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔
فون: 0321-4481214, 042-37211214

معراج کمپنی اردو بازار لاہور۔ فون: 042-37361214, 0320-4971214

محمد علی بک ایجنسی اسلام آباد۔ فون: 0333-5234311

چراغ بک بائینڈنگ لاہور۔ فون: 0300-4247087